فتاویٰ مفتی محمود

جلد چہارم

فقیہِ ملت مفکرِ اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ
شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان۔

فتاویٰ مفتی محمود
جلد چہارم
فقیہ ملت مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ
شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان۔
جمعیۃ پبلیکیشنز
متصل مسجد پائیلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ، لاہور۔ فون: ۰۴۲-۵۴۲۷۹۰۱-۲

Fatawa Mufti Mahmood Vol.4
By
Maulana Mufti Mahmood

ISBN : 969-8793-21-6

قانونی مشیر : سید طارق ہمدانی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ضابطہ

نام کتاب	:	فتاویٰ مفتی محمود (جلد چہارم)
اشاعتِ اوّل	:	اکتوبر ۲۰۰۳ء
اشاعتِ دوم	:	اگست ۲۰۰۴ء
اشاعتِ سوم	:	مئی ۲۰۰۸ء
ناشر	:	محمد ریاض درانی
بہ اہتمام	:	محمد بلال درانی
سرورق	:	جمیل حسین
کمپوزنگ	:	جمعیۃ کمپوزنگ سنٹر' وحدت روڈ' لاہور
مطبع	:	اشتیاق اے مشتاق پریس' لاہور
قیمت	:	350 روپے

فہرست

باب دوم: وہ عورتیں جن سے نکاح درست ہے ۳۷۵

باب چہارم: وہ عورتیں جن سے بوجہ مصاہرت کے نکاح حرام ہے ۴۴۵

باب ششم: وہ عورتیں جن سے مذہب میں اختلاف کی وجہ سے نکاح حرام ہے

باب هفتم: وہ عورتیں جن سے کسی کا حق وابستہ ہونے کی وجہ سے نکاح حرام ہے ۲۱۵

عرضِ ناشر

الحمد للہ! ''فتاویٰ مفتی محمود'' کی چوتھی جلد کی اشاعت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے اور پریس جانے کے لیے تیار ہے۔ پہلی تین جلدوں کی جس طرح پذیرائی ہوئی اور ان کے پہلے ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئے اور جس طرح علمائے کرام نے خراج تحسین پیش کیا' اس سے حضرت مفتی محمود صاحب کی فقہی مہارت اور امت کے اعتماد کا اظہار ہوتا ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رئیس جامعہ فاروقیہ کراچی' صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے پہلی جلد پر بہت بہترین تبصرہ فرمایا اور کچھ طباعتی اور ترتیبی خامیوں کی نشاندہی کی جس پر ہم ان کے شکرگزار ہیں۔ ان خامیوں کو اگلے ایڈیشنوں میں دور کرنے کی حتی المقدور کوشش کی جائے گی۔ دارالعلوم کراچی کے نائب مدیر ماہنامہ ''البلاغ'' کے مدیر اعلیٰ اور مشہور دینی رہنما مولانا مفتی محمد تقی عثمانی زید مجدہم نے مقدمہ میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ رئیس و بانی جامعہ دارالعلوم کراچی کے سلسلے میں حضرت مولانا محمد اجمل خاں صاحب کے تحریر کردہ اقتباس پر اشکال کرتے ہوئے اس کی وضاحت تحریر کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ ہم منتظر ہیں کہ حضرت تحریر فرمائیں تو اس کو من وعن شائع کر دیا جائے تادم تحریر آپ کی تحریر موصول نہیں ہوئی بہرحال اگلے ایڈیشن میں اس حصے کو حذف کر دیا جائے گا تاکہ حضرت مولانا محمد تقی صاحب عثمانی کا اشکال رفع ہو جائے اور ان کی کدورت بھی دور ہو جائے۔ اس کدورت پر ہم ان سے معذرت خواہ ہیں۔ اس جلد میں مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ اور رفیق کار مولانا مفتی محمد انور شاہ صاحب' سابق ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان ترجمان علماء حق حضرت مولانا حسین علیؒ صاحب کے تلمیذ رشید و خلیفہ اجل مسلک حقہ دیوبند کے سرخیل شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب دامت برکاتہم کی مبارک تحریر ہمارے لیے باعث خیر ہے۔ میں اس جلد کی اشاعت کے سلسلے میں بھرپور تعاون پر مولانا نعیم الدین استاد مدینہ لاہور' مولانا عبدالرحمٰن خطیب عالی مسجد لاہور' مولانا محمد عرفان استاذ جامعہ مدینہ لاہور کے علاوہ برادر مکرم مفتی محمد جمیل خان کا خصوصی طور پر شکرگزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر

عطا فرمائے اور دیگر جلدوں کی اشاعت کے سلسلے میں اسی طرح تعاون کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو امت کے لیے نافع بنائے اور شرف قبولیت عطا فرمائے اور حضرت مفتی محمود صاحب کے صاحبزادگان قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن، مولانا عطاء الرحمٰن، مولانا لطف الرحمٰن، انجینئر ضیاء الرحمٰن، عزیزم عبید الرحمٰن اہل خانہ اور جملہ متعلقین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آپ حضرات کے لیے چند ایک اور خوشخبریاں بھی ہیں ایک تو یہ کہ فتاویٰ پر کام ہو رہا ہے محتاط اندازہ کے مطابق دس جلدوں تک یہ سلسلہ چلے گا اس کے ساتھ حضرت مفتی محمود صاحب کی تقریر ترمذی خوبصورت انداز میں کمپوزنگ کے مراحل طے کر چکی ہے۔ مقدمہ کی تکمیل کے بعد منظر عام پر لانے کی سعادت انشاء اللہ نصیب ہوگی۔ اس کے ساتھ تفسیر قرآن پر کام شروع ہو گیا ہے جو جلد ہی منظر عام پر آ جائے گا۔ آپ سے دعاؤں کی درخواست اس عزم کے ساتھ کہ حضرت مفتی محمود صاحب کے علمی جواہر پاروں کی اشاعت کا یہ سلسلہ بتوفیق خداوندی ہمارا مشن اور مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے۔

محمد ریاض درانی

مسجد پائلٹ ہائی سکول وحدت روڈ، لاہور

رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

تقریظ

الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی اما بعد

عزیزم حافظ محمد ریاض درانی و عزیزم مفتی محمد جمیل خان نے بتایا کہ ''فتاویٰ مفتی محمود'' کی چوتھی جلد جس میں زیادہ تر مسائل نکاح سے متعلق ہیں تیار ہوگئی ہے۔ جبکہ پانچویں جلد بھی اس موضوع پر تیاری کے آخری مراحل میں ہے۔ اس کے لیے چند جملے فرمادیں تا کہ اس کو چوتھی جلد کا حصہ بنالیا جائے۔ عزیزان کا مجھ پر بہت زیادہ حسن ظن اور محبت و عقیدت ہے' اس حالت میں جبکہ مجھ سے بات کرنا اور ایک لفظ کہنا بھی مشکل ہے۔ ان حضرات کا اصرار کسی طور پر مناسب نہیں۔ حواس تحمل اور حافظہ کام کرنا چھوڑ چکا' اعضاء جواب دے چکے ہیں تو کیا لکھا جا سکتا ہے؟ مگر زبردست لوگوں کے سامنے کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوتا' اس لیے مفتی محمد جمیل خان کو اختیار دیا کہ وہ چند جملے برکت کے حصول کے لیے تحریر کردیں۔

مفتی محمود صاحب ہماری جماعت کے سرخیل اور امت مسلمہ کے محسن تھے' انھوں نے ہر میدان میں امت کی رہنمائی کی۔ میرے ساتھ تو ان کا محبت واخوت کا خصوصی تعلق و رشتہ تھا۔ بہت ساری تحریکات میں ساتھ کام کیا۔ علمی میدان ہم دونوں کا مشترکہ شوق و ذوق تھا اور اس سلسلے میں بارہا گفتگو ہوئی۔ ان کو طلباء کی علمی استعداد کا بہت زیادہ خیال تھا۔ اس بنا پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے قیام میں انھوں نے بھرپور محنت و جدوجہد کی' تدریس کے سلسلے میں بھی ان کی محنت قابل رشک تھی۔ فقہ کا ذوق تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو عطیہ کے طور پر عطا ہوا تھا۔ فقہی مسائل میں ان کے دلائل کے سامنے بڑے سے بڑا فرد بھی ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ علمی استحضار اور تحقیقی دلائل کے بل بوتے پر وہ دشمنان اسلام کو زیر کر دیتے تھے۔ بڑے بڑے مخالفین ان کے دلائل کے سامنے پسپا ہو جاتے' مسلک پر مضبوطی ان کا طرہ امتیاز تھی۔ علمائے دیوبند کو ان پر ناز بھی تھا۔ حکیم الامت قاری محمد طیب صاحب کے بقول ''مفتی محمود دیوبند کے قابل فخر سپوت تھے۔'' دس جلدوں پر محیط آپ کے فتاویٰ آپ کی فقاہت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ چوتھی جلد کی اشاعت پر عزیزم ریاض درانی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے اور مفتی صاحب کے تمام علمی خزائن کو کتابی شکل میں مرتب کر کے مسلمانوں کے لیے نافع بنانے کے وسائل مہیا فرمائے۔ و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و اٰله و صحبه اجمعین۔

(شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا) ابوزاہد محمد سرفراز خان صفدر (دامت برکاتہم العالیہ)

تقریظ

مفکر اسلام٬ محدث وقت٬ مفسر قرآن٬ پاسبان دین وشریعت٬ قاسم العلوم کی مسند حدیث کی زینت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ اوران کے معاونین کے محقق فتویٰ کی تین جلدیں مرتب ہوکر علمائے کرام سے خراج تحسین وصول کرچکی ہیں اور میری معلومات کے مطابق علمائے کرام کی ایک بہت بڑی تعداد ان سے کما حقہ استفادہ کر رہی ہے۔حضرت مفتی محمودؒ صاحب کے ساتھ وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور جامعہ قاسم العلوم کے دارالافتاء میں کام کرنے کو بہت طویل رفاقت رہی ہے اور ایک شاگرد کی حیثیت سے میں نے حضرت مفتی صاحب سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے اس لیے میں یہ بات یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ حضرت مفتی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے فقاہت کا خصوصی ملکہ عطا فرمایا تھا اور آپ کو جزئیات پر بہت زیادہ عبور حاصل تھا۔اس کے ساتھ ساتھ آپ میں تحقیق کی شان بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔اتنے زیادہ علمی استحضار کے باوجود آپ بھی اپنے علم پر اعتماد کرتے تھے اور نہ ہی فتاویٰ کو سرسری طور پر تحریر فرماتے بلکہ مسائل کی تنقیح کے ساتھ تحقیقی جواب آپ کا خصوصی امتیاز تھا بارہا عمومی مسائل کے سلسلے میں ہم نے روایتی انداز میں سرسری جواب حاصل کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ نہیں دیکھ کر تفصیل سے لکھیں گے۔یہی وجہ ہے کہ امت کو آپ کے فتاویٰ پر بہت زیادہ اعتماد تھا۔حضرت مفتی صاحب کوئی بات بغیر دلیل کے نہیں فرماتے تھے اور مخاطب کی بات بھی بہت تحمل کے ساتھ سنتے۔فتاویٰ میں آپ کو کبھی یہ اصرار نہیں ہوتا تھا کہ آپ کا مرتب کردہ فتویٰ مان لیا جائے۔آپ اپنے فتویٰ سے متعلق دلائل رکھتے اور اگر ان دلائل کے مقابلہ میں بہتر دلائل کسی اور کے فتویٰ میں ملاحظہ فرماتے تو اپنے فتویٰ سے رجوع کرنے میں آپ کو کوئی عار محسوس نہیں ہوتی تھی۔یہی وجہ ہے کہ آپ کے کسی فتویٰ پر کبھی انگلی نہیں اٹھائی جاسکے گی۔فتاویٰ کے سلسلے میں آپ کی ہمیشہ یہ خواہش رہتی کہ علمائے حق علمائے دیوبند کے فتاویٰ متفقہ ہوں٬ اس بنا پر جدید مسائل کے سلسلے میں آپ اس وقت تک فتویٰ جاری نہیں کرتے جب تک دیگر اکابر مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ٬ محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوری٬ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق وغیرہ سے

مشاورت نہ کر لیتے۔البتہ آپ کو اختلاف ہوتا تو حتی الوسع کوشش کرتے کہ دلائل کی بنیاد پر اختلاف ختم ہو جائے اور متفقہ حکم سامنے آجائے لیکن اگر آپ دوسرے اپنے ہم عصر اکابر کے دلائل سے مطمئن نہ ہوتے تو اپنے دلائل سے ان کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے۔بصورت دیگر آپ اپنے فتویٰ پر مضبوطی کے ساتھ ڈٹے رہتے اور اس سلسلے میں کسی ملامت کی پرواہ نہ کرتے۔اکثریت سے نہ مرعوب ہوتے اور اقلیت کی وجہ سے کسی کی رائے کو مسترد نہیں کرتے بلکہ آپ ہر بات دلائل کی بنیاد پر کرنے اور تسلیم کرانے کے قائل تھے۔بار ہا بڑے بڑے اہم مسائل میں آپ کا علمائے کرام سے اختلاف ہوا مگر آپ نے ہمیشہ اس کو علمی انداز میں ہی حل کرنے کی کوشش کی۔جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں زکوٰۃ کے مسئلہ پر آپ نے جو فتویٰ جاری کیا اگر چہ بہت سارے علمائے کرام نے آپ سے اختلاف کیا مگر آپ نے اتفاق رائے کی کوشش آخری دم تک نہیں چھوڑی اور آخری مجلس میں جو گفتگو ہوئی آپ نے اس میں یہی فرمایا کہ یہ فقہی اور دینی مسئلہ ہے۔میں نہیں چاہتا کہ اس کو سیاست کی بھینٹ چڑھاؤں۔میری خواہش ہے کہ اس دینی مسئلہ میں علمائے دیوبند کا ایک متفقہ فتویٰ جاری ہو۔آپ مجھے قائل کرلیں یا میرے دلائل سے قائل ہو جائیں۔بہر حال فتویٰ ایک ہی ہونا چاہیے۔

حضرت مفتی صاحب کے فتاویٰ پر میرا کام کرنے کا ارادہ تھا لیکن ہجوم کار کی وجہ سے اس میں تاخیر ہو رہی تھی۔برادرم مولانا محمد جمیل خان کی خواہش پر محترم جناب حافظ ریاض درانی صاحب نے جب اس کام کا بیڑہ اٹھایا تو ان کے حکم پر فوٹو اسٹیٹ کردہ تمام مسودہ ان کے حوالہ کر دیا۔اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے حافظ ریاض درانی صاحب کو کہ انھوں نے علمائے کرام کی نگرانی میں بہت جلد کام کے ایک بہت بڑے مرحلے کو تکمیل تک پہنچایا اور تین جلدیں شائع ہوگئی ہیں جنھیں دیکھنے کا موقع ملا۔بہت ہی اچھے انداز میں کام کو ترتیب دیا گیا۔اب چوتھی جلد نکاح کے مسائل کے سلسلہ میں طبع ہو رہی ہے۔حضرت مفتی صاحب کی نسبت سے چند سطور تحریر کر دیں۔اللہ تعالیٰ اس کو قبولیت عامہ عطا فرمائے اور مزید جلدیں جلد ہی زیور طبع سے آراستہ ہو جائیں تا کہ حضرت مفتی صاحب کا علمی حق ادا ہو جائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

(مفتی) محمد انور شاہ

سابق استاذ حدیث ومفتی جامعہ قاسم العلوم ملتان

سابق ناظم وفاق المدارس العربیہ پاکستان

تقریظ

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین امابعد

مفکر اسلام قائد اسلام مخدوم ومکرم حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ کی تین جلدیں زیور طبع سے آراستہ ہو کر تشنگان علوم دین کو سیراب کر چکی ہیں۔ چوتھی جلد بھی طباعت کے مراحل میں ہے جو کہ نکاح کے مسائل پر مشتمل ہے اس پر کچھ لکھنے کے لیے عزیزم مولانا حافظ ریاض درانی اور مفتی محمد جمیل خان کا اصرار ہے۔ حضرت مفتی محمود صاحب کی فقاہت پر آپ کے فتاویٰ کی یہ جلدیں خود شاہد ہیں اور زندگی بھر علماء کرام نے آپ کی فقاہت پر جس طرح اعتماد کیا وہ بہت کم علماء کرام کو نصیب ہوا ہے۔ حافظ ریاض درانی صاحب شکریہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے حضرت مفتی محمود صاحب کے اس علمی خزانے کو منظر عام پر لا کر علم کا ایک بہت بڑا ذخیرہ محفوظ کر دیا جس کی وجہ سے عرصہ دراز تک امت مسلمہ کی آنے والی نسلیں اس سے فیض یاب ہوتی رہیں گی۔ حضرت مفتی صاحب کی رحلت کو ۲۵ سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا اور عام طور پر اتنے عرصہ بعد لوگوں کے ذہنوں سے شخصیت کا خاکہ محو ہو جاتا ہے لیکن حضرت مفتی محمود صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علمی کمالات، فقہی مہارت اور ملی خدمات کی جو توفیق عطا فرمائی تھی اور آپ کے اخلاص کی برکت سے جو مقبولیت عطا فرمائی تھی اس کی وجہ سے الحمد للہ مفتی محمود صاحب کی شخصیت ان کے متوسلین اور متعلقین کے ذہن وقلب میں تازہ ہے اور آپ کے علمی شاہ پارے اس تازگی کو مزید تر و تازہ کرنے کا باعث بن رہے ہیں۔ ایک ایک مسئلہ سے آپ کے علمی استحضار اور دلائل پر عبور کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ تین جلدوں میں تو ابھی مسائل کا احاطہ نہیں ہو سکا۔ معلوم نہیں کہ کتنی جلدوں تک یہ مسائل وسعت پائیں گے۔ چوتھی اور پانچویں جلد میں نکاح اور رضاعت کے مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے جبکہ ابھی طلاق اور دیگر شعبے باقی ہیں۔ بہر حال ہمارے لیے تو حضرت مفتی صاحب کا ایک ایک مسئلہ بہت ہی

قیمتی اور مشعل راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے اکابر کے ساتھ نسبت جوڑے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے علمی نوادرات سے فیض یاب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کی اس خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ہم سب کے لیے نافع بنائے۔

سبحان ربک رب العزة عما یصفون وسلامٌ علی المرسلین والحمد لله رب العالمین

فقیر خان محمد

شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں شریف ضلع میانوالی

تاثرات

الحمدللہ رب العالمین، والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین، وعلی الہ وصحبہ ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین

فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کسی تعارف کے محتاج نہیں، چاردانگ عالم میں وہ ایک معروف ومشہور شخصیت کی حیثیت سے متعارف تھے، اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب کو مختلف فضل وکمال سے نوازا تھا۔ بیک وقت وہ محدث بھی تھے مفسر بھی، وہ صاحب اجتہاد فقیہ بھی تھے فن تجوید کے امام بھی، وہ مفتی بھی تھے فنون مختلفہ کے ماہر بھی، وہ خطیب بھی تھے تحریر کے امام بھی، ان صفات کے ساتھ ساتھ میدانِ سیاست میں اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک، ملک وقوم کے رہبر، ملت اور مذہب کے ایک جان نثار پاسباں تھے۔

حضرت مفتی صاحب ۱۹۴۰ء میں جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد سے فارغ ہوئے اور ۱۹۴۱ء ضلع میانوالی کی بستی عیسیٰ خیل سے درس وتدریس کا سلسلہ شروع فرمایا، چند سال کے بعد حضرت مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ کی دعوت پر ضلع لکی مروت بستی ابا خیل تشریف لے گئے اور وہاں مدرسہ عزیزیہ میں پڑھاتے رہے۔ اسی اثناء میں حضرت مفتی صاحب کو گاؤں عبدالخیل ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں امامت اور درس وتدریس کے لیے مسجد مل گئی، چند سال یہاں پڑھانے کے بعد حضرت مفتی صاحب کو مدرسہ قاسم العلوم ملتان والوں کی طرف سے پڑھانے کے لیے دعوت دی گئی۔

گاؤں عبدالخیل والوں کے مشورہ سے حضرت مفتی صاحب قاسم العلوم ملتان تشریف لے گئے۔ تدریس کے ساتھ افتاء کا شعبہ بھی ان کے سپرد کردیا گیا۔ پچیس سال کے دورانیہ میں حضرت مفتی صاحب نے (معاونین کے ساتھ) تقریباً بائیس ہزار فتاویٰ تحریر فرمائے۔

یہ حضرت مفتی صاحب کے فتاویٰ کا پہلا مجموعہ ہے جو پانچ ابواب کتاب العقائد، کتاب الطہارۃ، کتاب الاذان اور مواقیت الصلوۃ پر مشتمل ہے۔ سب سے پہلے حضرت مفتی صاحب کے فتاویٰ کے متعلق چند باتیں ذکر کردی جائیں گی۔ اس کے بعد چند اہم امور کی نشاندہی کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی محمود صاحب کو خصوصی شان فقاہت سے نوازا تھا۔ علم فقہ پر ان کی گہری نظر تھی اور

علم فقہ و فتاویٰ سے خصوصی لگاؤ بھی تھا۔ اسی خصوصی لگاؤ کی وجہ سے فقہ و فتاویٰ کی مشہور کتاب فتاویٰ شامی پر حضرت مفتی صاحب کو اتنا عبور تھا کہ مسئلہ تلاش کرنے کے لیے انھیں کسی اجمالی یا تفصیلی فہرست کی ضرورت نہیں تھی بلکہ اندازہ سے (کہ مطلوبہ مسئلہ ان صفحات میں مل جائے گا) کتاب کھولتے، کبھی وہ مسئلہ بعینہٖ اسی صفحے میں اور کبھی چند ورق آگے یا پیچھے مل جاتا۔ اسی بنا پر حضرت مفتی صاحب کے فتاویٰ جمہور کی رائے کے مطابق ہوا کرتے تھے اور انھوں نے اپنے فتاویٰ میں اس کی صراحت بھی کی ہے۔ وہ تفرد کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

مثلاً توسل بالاعمال الصالحہ کا حکم بیان کرنے کے بعد توسل بالذوات کے متعلق یوں فرماتے ہیں:

"وان أكابر العلماء الديوبندية كلهم قائلون بجواز التوسل بالذوات' فان السيد الشاه محمد اسماعيل الشهيد في منصب الامامة توسل بالنبي صلى الله عليه وسلم ومولانا قطب الجنجوهي في فتاواه قال بجوازه، والشجرة المباركة والسلسلة الطيبة لمولانا الشيخ حسين احمد المدني مدظله وحضرة شيخ الهند قدس سره الى النبي صلى الله عليه وسلم مملوة بالتوسل بمشايخهم، وهذا هو مسلك العلماء الديوبندية ومشايخهم الشاه ولي الله المحدث الدهلوي وابنه الشاه عبدالعزيز، وحفيده الشاه اسماعيل وغيرهم وهو المنقول بالتواتر من صحابة النبي صلى الله عليه وسلم والتابعين وتابعيهم الى يومنا هذا، فان طالعت كلامهم وجدت ذلك كالشمس في نصف النهار۔"

(فتاویٰ مفتی محمود، کتاب العقائد، ج:۱/ ۱۳۹،۱۴۰)

جمہور کی رائے کی مطابقت کے ساتھ اعتدال کا پہلو بھی حضرت مفتی صاحب کے فتاویٰ میں نمایاں نظر آتا ہے۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحب سماعِ موتی کا حکم بیان کرنے کے بعد یوں فرماتے ہیں:

"لہٰذا اس مسئلہ میں بحث و تمحیص صرف عالمانہ انداز تک محدود رہنی چاہیے، اس کی وجہ سے باہمی نزاع اور جنگ و جدال بغض و حسد ہر دو فریقین میں نہیں ہونا چاہیے۔" (کتاب العقائد ج:۱/ ۱۵۱)

اسی طرح یزید کے متعلق جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"یہ مسئلہ نہ تو اصول دین سے ہے، نہ فروع سے اور نہ آخرت میں کوئی حساب کتاب، باز پرس اس کے متعلق ہے، انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ دین کے اہم مسائل جن پر اخروی نجات موقوف ہے، ان سے قطعی طور پر بے خبر ہونے کے باوجود ان کا علم حاصل کرنے کی ہمیں توفیق نہیں ہوتی لیکن جو مسئلہ نہ دین کے اصول میں سے ہے، نہ فروع میں سے اس پر قیمتی وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔" (کتاب العقائد ج ۱/ ۲۹۱)

مذکورہ بالا چند باتیں حضرت مفتی صاحب کے فتاویٰ کے متعلق تھیں، اب ذیل میں ان چند امور کا ذکر کیا جائے گا جن کی نشاندہی کا وعدہ کیا گیا تھا۔

فتاویٰ مفتی محمود کی ترتیب وتبویب وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتب اہل فتاویٰ میں سے نہیں، اس لیے تبویب وترتیب میں چند غلطیاں نظر آتی ہیں:

تبویب میں بے ترتیبی

فتاویٰ کی ترتیب میں عام طور پر (کتاب الایمان والعقائد والعلم کے بعد) فتاویٰ شامی کی ترتیب کو سامنے رکھ کر تبویب کی جاتی ہے لیکن مذکورہ فتاویٰ میں اس کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ مثلاً کتاب الطہارۃ کے بعد کتاب الصلوٰۃ ذکر کر دی جاتی ہے لیکن یہاں کتاب الطہارۃ کے بعد کتاب الصلوٰۃ کی بجائے مسجد کے احکام کا ذکر ہے پھر کتاب الاذان کا، پھر مواقیت الصلوٰۃ جبکہ کتاب الصلوٰۃ میں پہلے باب الاذان کا ذکر کیا جاتا ہے پھر دیگر ابواب کا۔

اسی طرح کتاب الایمان والعقائد کو مختلف ابواب میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ مثلاً باب رد البدعات، ما یتعلق بالبریلویۃ، ما یتعلق بالمودودیۃ ما یتعلق بالروافض وغیر ذلک لیکن یہاں پر اس بات کا اہتمام نہیں۔

عنوان اور معنون میں عدم مطابقت

عنوان اور معنون میں مطابقت ضروری ہے۔ یعنی جو عنوان دیا گیا ہے اس کے متعلقہ مسائل کا اسی عنوان کے تحت آنا ضروری ہے۔ مثلاً طہارت کے مسائل کتاب الطہارۃ کے عنوان کے ذیل میں مذکور ہوں' پھر طہارت کے متعلقہ ابواب کے مسائل انہی ابواب کے تحت ذکر کیے جائیں لیکن اس مجموعہ میں اس کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ مثلاً مواقیت الصلوٰۃ کو لیجیے کہ ایک مسئلہ ''نمازوں کے اوقات'' کے علاوہ ''وقت ختم ہونے پر اقتداء کا حکم، استقبال قبلہ کا حکم، نماز چھوڑنے والے کا حکم، نمازوں کی نیت کا حکم'' کسی کا مواقیت الصلوٰۃ سے کوئی تعلق نہیں۔

ہر مسئلے کا عنوان ذکر نہ کرنا

متداول فتاویٰ جات میں ہر مسئلے کا مستقل عنوان ذکر کیا جاتا ہے تا کہ استفادہ کرنے والے کے لیے اصل مظان تک جلد پہنچنا ممکن ہو، مذکورہ مجموعہ میں تو مرکزی عنوان (یعنی کتاب، باب فصل) ذکر کیا گیا ہے لیکن ہر مسئلے کا عنوان مذکور نہیں جس کی وجہ سے استفادہ کرنے والے کو مطلوبہ مسئلہ کی تلاش میں کافی ورق گردانی کرنی پڑے گی۔

تخریج کا فقدان

عام طور پر فتاویٰ میں اس بات کا اہتمام کیا جاتا ہے کہ مفتی جہاں سے مسئلہ نقل کرتا ہے اس کتاب کی عربی عبارت بطور حوالہ نقل کر دی جاتی ہے۔ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ مظان معلوم ہوگا کہ فتاویٰ کی عربی کتابوں میں مذکورہ مسئلہ کہاں ملتا ہے اور دوسرا فائدہ یہ کہ باحوالہ فتاویٰ محقق اور معتمد شمار کیا جاتا ہے۔

مذکورہ فتاویٰ میں بعض تو وہ مسائل ہیں کہ جن کا کوئی حوالہ نہیں اور بعض وہ ہیں کہ جن کا حوالہ ذکر کر دیا گیا ہے۔ ترتیب وتبویب کے بعد نہ پہلی قسم کے فتاویٰ کی تخریج کی گئی ہے نہ دوسری قسم کی۔

مکررات سے عدم اجتناب

مفتی کے سامنے ایک ہی سوال حسب ضرورت بار بار آتا ہے اور ہر مستفتی کے لیے اسے الگ جواب لکھنا پڑتا ہے لیکن فتاویٰ کو شائع کرتے وقت ان میں سے ایک یا دو تفصیلی فتاویٰ کو شائع کیا جاتا ہے اور باقی کو حذف لیکن مذکورہ فتاویٰ میں ایک طرح کے مسائل اور فتاویٰ کو بار بار مکرر ذکر کیا گیا ہے اور بعض مقامات میں تو لفظ بہ لفظ سوال و جواب مکرر مذکور ہیں۔ مثلاً صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گستاخی کرنے والے کے متعلق سوال و جواب صفحہ ۲۶۲، ۲۶۳ میں موجود ہے۔ یہی سوال بعینہٖ (ایک فتویٰ کے بعد) صفحہ ۲۶۴، ۲۶۵ میں دوبارہ تحریر کیا گیا ہے۔

اسی طرح مقتدیوں کے اختلاف کی وجہ سے دوسری مسجد بنانے کے متعلق فتویٰ صفحہ ۳۴۳، ۳۴۴ میں اور پھر یہی سوال دوبارہ صفحہ ۳۵۰، ۳۵۱ میں موجود ہے۔

یہ چند غلطیاں سرسری مطالعہ سے دیکھنے میں آئیں۔ اگر آئندہ ایڈیشنوں میں ان غلطیوں کے ازالے کی کوشش کی جائے اور حضرت مفتی صاحب کی شان کے مطابق اس پر کام کیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ مذکورہ فتاویٰ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور حضرت مفتی صاحب کے رفع درجات کا ذریعہ بنائے۔ این دعاء از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

(مولانا) سلیم اللہ خان

مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی

صدر وفاق المدارس عربیہ پاکستان

نوٹ: درج بالا فروگزاشتیں جلد اول کے پہلے ایڈیشن میں تھیں جن کی (حضرت کا تبصرہ موصول ہونے سے قبل ہی) دوسرے ایڈیشن میں اصلاح کر دی گئی ہے۔ اسی طرح بعد میں شائع ہونے والی تمام جلدوں میں ان امور کی اصلاح پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ (ناشر)

باب اول

نکاح کی شرطیں اور منعقد ہونے کی صورتیں

ماں کا کرایا ہوا نکاح لڑکی کے باپ کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے

﴿س﴾

ایک لڑکی ۵/۴ سال کی تھی جب اس کا نکاح کیا۔لیکن اس وقت اس لڑکی کا باپ موقع پر موجود نہیں تھا۔ صرف لڑکی کی ماں تھی۔اب لڑکی جوان ہوگئی ہے۔اب اس کا نکاح دوسری جگہ درست ہے یا نہیں؟ اور اب اس لڑکی کا باپ جو نکاح کرتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ماں کا کرایا ہوا نکاح لڑکی کے باپ کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔اگر باپ نے نکاح کا علم ہو جانے کے بعد اس نکاح کی اجازت دی ہو تو یہ نکاح صحیح اور لازم ہو گیا۔لڑکی دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی اور اگر باپ نے اس نکاح کو رد کر دیا ہے تو نکاح کالعدم ہو گیا ہے اور لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر باپ بلوغ تک خاموش رہا تو بلوغ کے بعد لڑکی کی مرضی ہے۔اگر اجازت دے دے نکاح صحیح شمار ہو گا اور اگر رد کر دے تو رد ہو جائے گا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ ذوالقعدی ۱۳۸۷ھ

بالغہ ثیبہ کے جبری نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام درج ذیل مسئلہ میں کہ ایک عورت بیوہ کے لڑکے اور بھائیوں نے اس کا کہیں نکاح کرنا چاہا۔عورت مذکورہ نے شادی کرنے سے انکار کر دیا۔لڑکے اور بھائیوں نے جبر کر کے اس کا نکاح کیا۔جب اس کو نکاح کے لیے کہا گیا۔رات کا وقت تھا۔وہ باہر نکل کر دوڑی۔کسی نے اس کو سوٹی ماری اور وہ گر پڑی۔اس کو پکڑ کر اندر لائے اور اسے جبراً کجاوہ میں بٹھا کر روانہ کر دیا۔روتی چلاتی چلی گئی۔اس مجلس میں کسی ہمسایہ ورشتہ دار کو نہ بلایا گیا اور نہ موضع کے نکاح خوان کو بلایا گیا۔کسی دوسرے موضع کے رجسٹر پر کارروائی کر دی گئی۔وہ عورت اب تک کہتی ہے کہ میرا کوئی نکاح نہیں۔جبراً گناہ ہو رہا ہے۔کوئی میری فریاد کو پہنچے اور مجھے گناہ سے نجات دلائے۔کیا شرع شریف میں یہ نکاح درست ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ بشرط صحت سوال نکاح مذکور منعقد نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ بالغہ عورت نکاح کی خودمختار ہوتی ہے۔ جب اس نے اس نکاح کو ٹھکرا دیا ہے تو نکاح کالعدم ہے۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں ان کا آپس میں آباد رہنا حرام ہے۔ عورت اس سے اپنی جان وعصمت بچانے کی ہرممکن کوشش کرے اور وہاں کے بااثر لوگوں پر بھی لازم ہے کہ وہ اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے اس عورت کی عصمت اس شخص سے محفوظ کریں۔ کما قال فی الکنز مع البحر ص ۱۹۲ ج۳ مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ ولا تجبر بکر بالغة علی النکاح. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اس تنازعہ کا فیصلہ حاکم مجاز یا شرعی حکم کر سکتا ہے۔ ہم غائبانہ اور بلا اختیار کوئی فیصلہ صادر نہیں کر سکتے۔ ویسے مسئلہ واضح ہے اور ہم نے ایک صورت کے مطابق اس کے متعلق پہلے فتویٰ دے دیا ہے۔ لہٰذا دوبارہ ہم اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ

عاقلہ بالغہ باکرہ کے جبری نکاح کا حکم

ایک ایسی لڑکی جس کی اپنی اور اپنے والدین کی حسب منشا کسی لڑکے کے ساتھ منگنی منسوب کر دی گئی ہو۔ کچھ عرصہ بعد لڑکی کا والد لڑکے والے کو جا کر گھر بلاتا ہے کہ آ کر مجھ سے میری لڑکی کا نکاح کر لیں۔ لڑکے والے تاریخ مقررہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ مگر عین اُسی دن اور اُسی وقت لڑکی کا والد بغیر کسی لالچ کے کسی مجبوری دباؤ میں آ کر مخالف فریق سے جو کہ اسی رشتہ کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ اپنی لڑکی کا صیغہ نکاح پڑھا دیتا ہے۔ مگر بغرض قبولیت جب نکاح خوان مع گواہان مکان کے اندر لڑکی کے پاس جاتے ہیں تو لڑکی دو تین جگہ سے اٹھتی ہے اور بیٹھتی ہے۔ حتیٰ کہ بغیر کسی سوال و جواب کے لڑکی کا ہاتھ جبراً پکڑ کر فارم نکاح پر انگوٹھا ثبت کروایا جاتا ہے۔ کیا بمطابق شرع محمدی نکاح جائز ہے یا نہیں؟

عاقلہ بالغہ عورت نکاح میں خودمختار ہے۔ اس پر کسی کو ولایت جبر حاصل نہیں۔ پس اگر لڑکی نے باپ کو

صراحتاً یا دلالۃً اجازت نہیں دی اور نہ گواہوں کو صراحتاً اجازت دی ہے تو زبردستی انگوٹھا لگوانے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ لہٰذا تحقیق کریں۔ اگر لڑکی نے نکاح سے پہلے یا بعد اجازت نہیں دی تو نکاح منعقد نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ شوال ۱۳۹۵ھ

جبراً لڑکی سے نکاح کی اجازت لے کر نکاح کیا گیا
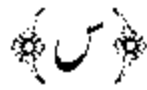
کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی بیوی ہندہ مطلقہ ہوئی۔ ایک بچی دودھ پینے والی سکینہ کو ہمراہ لے گئی۔ اس نے دوسری شادی بکر سے کر لی ہے۔ زید زندہ ہے۔ اس نے اپنی لڑکی دو سال کے بعد مانگی۔ مگر انھوں نے نہ دی۔ کافی جدوجہد کی مگر لڑکی کو حاصل نہ کر سکا۔ جبکہ وہ لڑکی جوان ہوگئی ہے تو اس کا نکاح بغیر باپ اور بھائیوں کی اجازت کے دوسری جگہ کر دیا ہے۔ چونکہ بچی نادان ہے۔ ہندہ کے دوسرے خاوند بکر نے شاید دس ہزار روپے پر فروخت کر کے اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا ہے اور رقم خود کھا گئے۔ زید جو باپ ہے اس کو خطرہ ہے کہ وہ اس کی بیٹی کو مار ڈالیں گے اور لڑکی کو زبردستی چاقو دکھا کر مجبوراً نکاح کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ کیا اگر وہ لڑکی کہہ دے کہ میرا نکاح زبردستی کیا گیا ہے تو نکاح جائز ہے یا نہ؟ کیا باپ اور بھائیوں کی اجازت کے بغیر نکاح ہوگیا یا نہیں؟ جبکہ باپ کو خطرہ ہے کہ اس کی لڑکی کو مار ڈالیں گے یا اس کو عصمت فروشی پر مجبور کریں گے۔ ایسی صورت میں اس کا نکاح مذکورہ بالا طریقہ پر ہو جائے گا یا نہ؟ کیا لڑکی کو ڈرا دھمکا کر جبراً نکاح پڑھایا جائے تو نکاح ہو جائے گا اور نکاح خواں کو جبکہ پورا علم ہے کہ یہ جبراً نکاح ہے تو کیا نکاح پڑھانے والے ملا کسی تعزیر کے مستحق ہیں یا نہ؟ بینوا توجروا

عاقلہ بالغہ لڑکی نکاح میں خود مختار ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر والد یا اور کوئی ولی اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔ لڑکی تا بالغہ سے اگر چہ اجازت جبراً حاصل کی جائے وہ اجازت شرعاً معتبر ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر یہ نکاح کفو کے ساتھ لڑکی کی اجازت کے ساتھ کیا گیا ہے تو نکاح صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ شوال ۱۳۹۵ھ

پہلا نکاح اگر شرعاً ثابت کر دیا تو دوسرا نکاح باطل ورنہ دوسرا نکاح بلا ریب صحیح ہے

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً ایک عورت ہے جس کی عمر تقریباً ۴۵ سال ہے۔ بیوہ ہے اور خود مختار ہے۔ اس کے خاوند کا بھائی ہے۔ وہ کہتا تھا کہ میرے ساتھ نکاح کرے۔ وہ انکاری رہی ہے۔ خاوند کے بھائی نے جبراً پوشیدہ طور پر فرضی گواہ اور قاضی گھر میں بنا لیے ہیں اور عورت کو کچھ معلوم نہیں اور نہ ہی قبول کیا ہے۔ بعد میں اس مرد نے آہستہ آہستہ مشہور کر دیا ہے کہ اس سے میرا نکاح ہے اور اس عورت کا لڑکا کہتا ہے کہ میرے چچا نے فرضی نکاح کیا ہے۔ میں بھی اس میں شامل تھا۔ حقیقی نکاح نہیں ہوا۔ میں نے اپنی ماں کا شاہ محمد کے ساتھ نکاح کر دیا ہے۔ تقریباً ایک سال ایک ماہ ہو گیا ہے۔ اور میرے چچا کا نکاح رجسٹری نہیں ہے۔ اب کس کے پاس بھیجا جائے۔ اب فریقین کا جھگڑا چیئرمین کے پاس ہے۔ لڑکے کے چچا کا نام غلام قادر ہے۔ اب جس کے پاس ہے۔ اس کا نام شاہ محمد سیال ہے۔

ج

ثالث کے سامنے واقعہ کی پوری تحقیق کی جائے۔ اگر غلام قادر نے اس عورت کی طرف سے نکاح کی اجازت اور پھر اپنے ساتھ نکاح کو شرعی طریقہ سے گواہوں کے ساتھ ثابت کر دیا تو یہ نکاح جائز شمار ہوگا اور دوسرا نکاح ناجائز اور نکاح بر نکاح شمار ہوگا اور اگر غلام قادر نکاح کا ثبوت پیش نہ کر سکا تو دوسرا نکاح صحیح ہے۔ بہر حال پوری تحقیق ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ رجب ۱۳۸۸ھ

زبردستی فارم نکاح پر دستخط کرانے سے نکاح نافذ نہیں ہوتا
شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول ضروری ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ والدین جو کہ ضعیف العمر تھے اور ان کی ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً ۱۳ سال تھی۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ کوئی اچھا رشتہ ہوتا کہ وہ اپنی لڑکی کا نکاح کر دیں اور بے فکری کی زندگی بسر

کریں۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے اپنے واقفوں سے کہا ہوا تھا۔ پتہ چلتے چلتے ایک ڈاکو کو پتہ چل گیا۔ جس کی تمام زندگی ڈاکہ زنی میں گزری تھی۔ وہ اُس شریف آدمی کے پاس آیا اور اپنی سادگی و جائیداد وغیرہ کا سبز باغ دکھا کر اس شریف آدمی کو اپنے ساتھ لے گیا کہ آؤ میرا گھر بار دیکھو۔ جس جگہ پر جانا تھا۔ وہاں سے چند میل آگے اس شریف آدمی کی بڑی لڑکی بیاہی ہوئی تھی۔ اس لیے وہ اپنی چھوٹی لڑکی کو ساتھ لے گیا کہ ہم اپنی بچی کو اس کی بہن کے گھر چھوڑ کر ان کا گھر بار دیکھ لیں گے اور معلومات حاصل کر لیں گے۔ اب یہ نامعلوم شخص اور یہ معصوم لڑکی اور اس کے سادہ والدین اس کے ساتھ چل پڑے۔ ان سب کو اس ڈاکو نے اپنے پاس رکھ لیا۔ ایسا چکر چلایا کہ ان کو آگے نہ جانے دیا اور جبرًا سرکاری نکاح نامہ پر لڑکی اور اس کے والد کے دستخط کرا لیے۔ جب ڈاکو یہ حرکت کرنے لگا تو لڑکی کی والدہ نے اپنی لڑکی کے سر پر برقعہ دیا اور وہاں سے جانے لگی۔ تو اس ڈاکو نے برقعہ اتار کر پھینک دیا اور کہا کہ اب تم کہاں جاؤ گے نکاح میرے لڑکے سے ہو چکا ہے اور نکاح نامہ پر لڑکی کی عمر بھی ۱۴ سال لکھائی۔ وہ ڈاکو چونکہ وہاں کے زمینداروں کا رکھوالا تھا اس لیے ان کی کسی نے نہ سنی بلکہ جبرًا لڑکی کو رکھ لیا اور والدین کو دھکے دے کر گھر سے نکال دیا۔ والدین واپس گھر آ گئے اور آ کر چند شریف آدمیوں سے کہا کہ میری مدد کرو۔ میری بچی اس طرح چھین لی ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے کافی جدوجہد کی اور لڑکی واپس کر دی گئی۔ چند دن گزرے، یہ ڈاکو اور اس کا لڑکا بمعہ دو بدمعاشوں کے گھر میں گھس آئے اور والدین کو مار پیٹ کر لڑکی کو جبرًا اُٹھا کر فرار ہو گئے والد نے قانونی چارہ جوئی کی۔ لہٰذا بذریعہ پولیس لڑکی واپس ہو گئی ہے۔ مہربانی فرما کر فتویٰ دیں کہ اب لڑکی کا والد کیا کرے۔ آیا وہ اس کا نکاح دوسری جگہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

انعقادِ نکاح کے لیے شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول ضروری ہے۔ صورتِ مسئولہ میں اگر لڑکی نے ایجاب و قبول نہیں کیا اور نہ نکاح کی اجازت دی ہے بلکہ انکار کرتی رہی اور رضامندی کے بغیر زبردستی اس سے فارم پر دستخط کرا لیے گئے ہیں تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہٗ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ محرم ۱۳۸۹ھ

انعقاد نکاح کے لیے عاقلہ بالغہ کی رضامندی اور گواہ وایجاب وقبول ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس صورت مسئلہ میں کہ میں نے اپنی بہن عاقلہ بالغہ کو کسی وجہ سے سخت غصہ میں زدوکوب کرتے ہوئے اور برے الفاظ کہتے ہوئے اس کا انگوٹھا پکڑ کر فارم نکاح پر لگا دیا۔ لڑکی کی طرف سے نہ توکیل ہوئی اور نہ ایجاب وقبول ہوا۔ بلکہ اس نے انکار کر دیا۔ لیکن میں نے جعلی طور پر فرضی گواہ اور وکیل بنا کر فارم پر کر دیا۔ کیا اس صورت میں نکاح ہو گیا یا نہ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

شرعاً انعقاد نکاح کے لیے عاقلہ بالغہ کی رضامندی اور گواہ اور ایجاب وقبول ضروری ہے۔ لہٰذا لڑکی کی رضامندی کے بغیر اس کا انگوٹھا لگانے اور فرضی گواہ اور وکیل بنانے کی صورت میں یہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ واقعہ کی تحقیق کی جائے۔ اگر سوالِ سائل واقعہ کے مطابق ہے تو نکاح منعقد نہیں ہوا۔ دوبارہ نکاح کیا جائے۔ **قال في عالمگيريه ص ۲۶۹ ج ۱ مطبوعه مكتبه ماجديه كوئٹه ومنها (اى من شروط النكاح) رضا المرأة اذا كانت بالغة بكرا كانت او ثيباً فلا يملك الولي اجبارها على النكاح عندنا كذا في فتاوى قاضيخان** . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ ذوالحج ۱۳۸۸ھ

عاقلہ بالغہ کا نکاح بغیر اس کی رضامندی کے نہیں ہو سکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسماۃ راستی دختر نور محمد و خضر حیات، محمد یوسف، شیر عباس، گلزار خان اقوام پٹھان ساکنان چک نمبر ۱۰/۱۸۴۔اے علاقہ تحصیل خانیوال نے من مسمی نور محمد کو زدوکوب کر کے دختر من مسماۃ راستی متذکرہ بالا کو جبراً اٹھا لے گئے اور بغیر رضامندی مسماۃ راستی کا نکاح اپنے نوکر چاندی ولد خان کے ساتھ کر دیا۔ جس کی بندہ نے تھانہ خانیوال میں رپورٹ درج کرائی۔ تھانہ دار اور کبیر محمد سابقہ ذیلدار چک نمبر ۱۲۵/۱۵۔ا پھوئی امداد سے ان کے پنجہ ظلم سے دختر خود مسماۃ راستی کو رہا کروایا۔ مسماۃ راستی اب میرے قبضہ میں ہے۔ جو نکاح جبراً مسماۃ راستی کا بغیر رضامندی منکوحہ کے

پڑھا گیا ہے۔ وہ نکاح منعقد اور جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ پر روشنی قرآن شریف اور حدیث شریف کے ثبوت سے ڈالی جائے۔ منشی ملک شیر خان کندہ کہ تحریر بالا درست ہے اور میرے سامنے یہ واقعات ہوئے مندرجہ بالا بیان حلفی درست ہے۔ ملک شیر خان چک ۸۵ ۸۳ فارم۔

وضاحت

کہا جائے کہ نکاح میں ایجاب وقبول ہوا ہے یا نہیں اور لڑکی سے زبردستی زبانی اجازت حاصل کی گئی تھی یا نہ؟ یا صرف اس سے زبردستی انگوٹھا لگوایا گیا تھا۔ زبانی اجازت وغیرہ نہیں ہوئی۔ بہر حال جو صورت ہو تفصیل سے لکھیے۔ تا کہ اس کے مطابق حکم لکھا جائے۔ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حلفیہ بیان مسماۃ راستی بالغہ۔ میں حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ بصورت ڈاکہ مسمیان خضر حیات، محمد یوسف، شیر عباس، گلزار خان لے گئے اور خضر حیات کے گھر بٹھا دیا نہ مجھ سے زبانی اجازت حاصل کی اور نہ ہی میرا انگوٹھا کسی کتاب یا کاغذ پر لگوایا گیا۔

﴿ج﴾

عاقلہ بالغہ کا نکاح بغیر اس کی رضامندی اور اجازت کے منعقد نہیں ہوتا۔ پس مسئولہ صورت میں جبکہ مسماۃ راستی نے نہ ایجاب وقبول کیا ہے اور نہ اس سے اجازت لی گئی ہے تو یہ نکاح شرعاً منعقد نہیں ہوا۔ لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ محرم ۱۳۸۹ھ

شرعاً نکاح اول ثابت نہ ہوا تو عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ غلام صغریٰ دختر اللہ وسایا کو زبردستی ورغلا بہلا کر رحیم بخش ولد حیات وغیرہ نے اغوا کر لیا۔ بعدہ والد صغریٰ نے بڑی کوشش سے پولیس کی معرفت لڑکی مغویہ کو برآمد کرا کر اپنے قبضہ میں لے لیا۔ بعدہ لڑکی مذکورہ نے والد کو بیان دیا ہے کہ رحیم بخش مذکور نے اس کے ساتھ زنا بالجبر کیا ہوا ہے اور سفید کاغذات پر انگوٹھا جات لگوائے ہیں۔ رحیم بخش پہلے بھی شادی شدہ ہے۔ تو اس پر صغریٰ مسمی اللہ وسایا نے بعدالت علاقہ مجسٹریٹ صاحب ملتان استغاثہ دائر کیا ہوا ہے۔ جو ابھی تک زیر سماعت ہے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ رحیم بخش ولد حیات مذکور اپنا نکاح ہمراہ غلام صغریٰ بیان کرتا ہے۔ جو اس نے جعلسازی سے اغوا کی تاریخ

سے قبل نیا اندراج کرایا ہوا ہے۔ حالانکہ غلام صغریٰ کو قطعاً نکاح کا علم نہیں ہے اور نہ ہی وہ تسلیم کرتی ہے۔ تو کیا شرعاً واقعات بالا کی روشنی میں نکاح رحیم بخش کا ہمراہ غلام صغریٰ جائز ہے اور کیا اب مسماۃ غلام صغریٰ اپنا نکاح حسب منشا خود کسی جگہ کر سکتی ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال یعنی اگر شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں رحیم بخش اور صغریٰ کا نکاح نہیں ہوا اور وہ اس نکاح کو ثابت نہیں کر سکتا تو لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ اگر لڑکی نے نکاح کی کسی قسم کی اجازت نہیں دی تو سفید کاغذ پر انگوٹھا لگوانے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ خوب تحقیق کی جائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ

بالغہ عورت نکاح میں خودمختار ہے جبراً نکاح نہیں ہوتا لڑکی آزاد ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میری لڑکی فیضاں بالغہ ہے۔ ہماری برادری کا جھگڑا تھا۔ ہم یہ رشتہ نہیں دینا چاہتے تھے۔ لیکن ہم غریب لوگ ہیں۔ علاقہ کے زمیندار لوگوں نے ہمیں مجبور کیا۔ ہم انکار کرتے رہے۔ بالآخران زمینداروں نے دوسرے فریق کو کہا کہ تم آجاؤ ہم شادی کرا دیں گے۔ جب دوسرا فریق آیا تو انھوں نے اجازت کے لیے لڑکی کے پاس آدمی بھیجے لیکن لڑکی نے نہ تو اجازت دی اور نہ اجازت کی علامت کلمہ شریف پڑھا۔ بلکہ واویلا رونا پیٹنا سینہ کوبی کرنا شروع کر دیا۔ وہاں جس قدر ہماری عورتیں موجود تھیں۔ انھوں نے بھی رونا شروع کر دیا۔ آخران آدمیوں نے لڑکی کا ہاتھ جبراً پکڑ کر بایاں انگوٹھا لگوایا۔ حالانکہ عورت کا نشان انگوٹھا دایاں ہوتا ہے۔ باپ نے بھی بطور وکیل کسی آدمی کو اجازت نامہ نہیں بھیجا۔ تو کیا یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

برتقدیر صحت واقعہ یہ نکاح نہیں ہوا۔ یہ لڑکی آزاد ہے۔ حسب صوابدید دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶/۱۱/۱۳۹۹ھ

خفیہ نکاح کرنا بغیر بالغہ کی رضامندی کے صحیح نہیں ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص وریام جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہے۔ اپنی منکوحہ کی موجودگی میں ایک اور عورت منکوحہ اغواء کر کے دیس بدر ہو۔ آٹھ نو سال تک اپنی منکوحہ عورت کو نہ سنبھالا ہو اور اپنی لڑکی کو خوراک پوشاک نہ دی ہو۔ (۲) اپنی منکوحہ عورت ولڑکی اپنے ماموں کے گھر رہی اور پرورش لی ہو۔ (۳) اپنی عورت منکوحہ کو فروخت کر دیا ہو اور روپیہ حاصل کر لیا ہو اور ہمیشہ زنا کاری چوری پیشہ ہو۔ کیا وہ لڑکی جس کو اس نے کبھی نہیں سنبھالا اور نہ ہی پالا ہے۔ وہ چودہ یا پندرہ سال کی عمر میں ہوگئی۔ یعنی بالغہ ہوگئی تو اس کا نکاح اس طور پر کیا ہو کہ خفیہ طور پر رجسٹر نکاح خوانی میں انگوٹھا جات چسپاں کرا لیے گئے ہوں اور کوئی مجلس نکاح خوانی کسی جگہ قائم نہ کی گئی ہو۔ بعد میں دیگر گواہان ووکیل وغیرہ کی شہادت بناوٹی بنائی گئی ہو اور نکاح بنایا گیا ہو۔ جس کو لڑکی منظور نہیں کرتی اور آٹھ نو روز کے بعد تھانہ میں بھی اس کا بیان ہو کہ انگوٹھے لگوانے کا مجھے کوئی علم نہیں اور مجھے یہ نہیں بتایا گیا کہ ہم تیرا نکاح فلاں شخص سے کرتے ہیں۔ مجھے کوئی علم نہیں کہ میاں محمد ابراہیم صاحب چیلہ رئیس اعظم کے روبرو لڑکی کے ماموں نے کہا کہ شرع شریف میں مقدمہ فیصلہ ہوا۔ تو ناکح کے والد نے اور لڑکی کے والد دونوں نے شرع پر جانے کا انکار کیا اور یہ نہ مانا کہ شرع شریف میں فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا یہ نکاح اس طور پر بنایا گیا وہ باپ کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔ تحریر فرمائیں تاکہ لڑکی دیگر نکاح اپنی رضامندی سے خود کر سکے۔ فتویٰ کا جواب عطا فرمائیں۔ بینوا توجروا

وریام کا خفیہ طور پر کیا ہوا نکاح بالغہ لڑکی کے حق میں جبکہ اس کی اجازت کے بغیر کر دیا گیا اور لڑکی نے اس کو قبول بھی نہیں کیا بلکہ رد کر دیا ہے منعقد نہیں ہوا۔ فسخ کرانے کی بھی اس صورت میں ضرورت نہیں۔ لڑکی دوسری جگہ نکاح کرنے میں مختار ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عورت اگر بوقت اکراہ ایجاب وقبول کر لے تو نکاح درست ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں صورت کہ ہندہ کو خوب زدوکوب وہراساں کر کے زید نے جبراً نکاح پڑھ لیا ہے۔ یہ بھی پورا علم نہیں کہ ہندہ نے زدوکوب کی صورت میں لڑکے کے ساتھ ایجاب وقبول کیا ہے یا نہ؟ اور

ہندہ جب تک نکاح پر راضی نہیں کیا یہ نکاح شرعاً جائز ہوگا یا نہ؟ ہندہ کہتی ہے کہ مجھ کو کوئی پتہ نہیں کہ میں نے ایجاب وقبول کیا زدوکوب کے بعد یہ کلمہ پڑھا۔ لیکن فریق دوم نے مشہور کر رکھا ہے کہ ایجاب وقبول کیا ہے۔
السائل حافظ عبدالکریم عفی عنہ

﴿ج﴾

عورت نے اگر بوقت اکراہ ایجاب وقبول کیا ہوتو نکاح صحیح ہوگا۔ کیونکہ ایجاب وقبول ان امور میں سے ہے جو زبردستی کہلوانے سے بھی نافذ ہو جاتے ہیں۔ اب چونکہ عورت کہتی ہے کہ مجھے یادنہیں تو اس کی تحقیق نکاح کے گواہوں سے کی جائے۔ اگر معتمد دیندار قسم کے گواہ ایجاب وقبول کی گواہی دے دیں تو نکاح کا حکم کیا جائے گا ورنہ نہیں؟

بالغہ لڑکی اگر بادل ناخواستہ ایجاب وقبول کر لے تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ سائلہ بعمر ساڑھے چودہ سال جبکہ ڈیڑھ سال قبل بلوغ شرعی کو پہنچ چکی تھی کو میرے والد نے نسبتی شوہر کے علاوہ دوسرا نکاح کرنے کو کہا۔ سائلہ نے انکار اور سخت کلامی کی۔ لیکن میرے والد نے بغیر اجازت جبراً دوسری جگہ میرا نکاح کر دیا۔ سائلہ نے ضلع بہاولپور کی عدالت مجاز میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا۔ جس کا فیصلہ میرے حق میں ہوا۔ میرے پاس نقل موجود ہے۔ سائلہ نے فسخ کے بعد باقاعدہ نکاح غلام حبیب ولد مہر خان سے کر لیا ہے۔ اہل دیہہ معترض ہیں۔ اس لیے تصدیق مطلوب ہے۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ واضح رہے کہ اگر آپ کے والد نے آپ کے بلوغ کے بعد جو نکاح جبراً کر دیا ہے۔ اگر اس کی اجازت آپ نے دی ہو۔ اگر چہ بادلِ ناخواستہ ہی دی ہو یا آپ کو مجبور کر کے آپ سے اجازت حاصل کر لی گئی ہو یا آپ نے خود ایجاب وقبول کیا ہو۔ اگر چہ بادلِ ناخواستہ مجبور ہو کر کیا ہو تب تو نکاح شرعاً منعقد اور لازم ہو گیا اور ایسی صورت میں عدالتی فسخ شرعاً معتبر نہیں ہے۔ آپ بدستور اُسی شوہر ہی کی شرعاً منکوحہ ہو۔ غلام حبیب کے ساتھ نکاح کرنا اس خاوند سے طلاق لیے بغیر درست نہیں ہوگا اور اگر آپ ہی کے باپ نے یا کسی اور نے آپ سے اجازت حاصل کیے بغیر ایجاب وقبول کر دیا ہو اور آپ انکار ہی انکار کرتی رہی

ہوتو یہ نکاح کالعدم ہے اور جو نکاح اپنی مرضی سے غلام حبیب کے ساتھ کر چکی ہو۔ وہی صحیح اور درست ہے اور اس صورت میں اہل دیہہ کا اعتراض غلط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ ذوالحج ۱۳۸۵ھ

نکاح کے لیے دل کی رضامندی شرط نہیں ہے، ایجاب وقبول لازمی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص زید کے بھتیجے کو زنا کے جرم میں پولیس نے گرفتار کر لیا اور زید کو کہا کہ مزنیہ کے ورثاء کو اگر لڑکی دے دے تو اس کے بھتیجے کو رہا کیا جائے گا۔ چنانچہ ڈانٹ ڈپٹ کی تو اس نے نکاح پڑھوا دیا۔ جس میں زید مذکور دل سے راضی نہ تھا اور مزنیہ کے ورثاء نے قسم کھائی تھی کہ ہم گھر جا کر طلاق دے دیں گے۔ جب گھر پہنچے تو طلاق نہیں دیتے۔ کیا نکاح ہوا ہے یا نہ؟ اگر ہوا ہے تو باقی ہے یا نہ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

نکاح کے صحیح ہونے کے لیے دل سے رضامندی شرط نہیں ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں نکاح مذکور صحیح اور نافذ ہوا ہے۔ اگر ایجاب وقبول مع دیگر شرائط نکاح کے صحیح طریقہ پر ہوا ہو۔ باقی مزنیہ کے ورثاء حلفیہ وعدہ کے بموجب اگر طلاق دے دیں تو مطلقہ ہو جائے گی۔ ورنہ بدستور اسی ناکح کی منکوحہ شمار ہوگی اور حق مہر اس کے ذمہ ادا کرنا لازم ہوگا۔ **كما قال في تكملة البحر الرائق ص ١٣٦ ج٨ مطبوعه مكتبه حقانيه پشاور وفي المبسوط وكل تصرف يصح مع الهزل كالطلاق والعتاق والنكاح يصح مع الاكراه ولو اكره الرجل على النكاح يصح فان كان المسمى مثل مهر المثل او اقل جاز ولا يرجع على المكره بشئ لانه عوضه مثل ما اخرج عنه وان كان المسمى اكثر من مهر المثل فالزيادة باطلة ويجب مقدار مهر المثل لانه فات الرضافي الزيادة بالاكراه وان اكره المراة على النكاح فلا شئ على المكره لانه اتلف عليه منفعة البضع ولا ضمان على متلف المنفعة ولانه عوض المهر فلا يعد ازالة واتلافا فان كان الزوج كفؤا والمهر**

مهر المثل جاز وان كان اقل فالزوج بالخيار ان شاء اتم لها مهر مثلها وان شاء فارقها ان لم يدخل بها ولا شئ عليه الخ . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ شوال ۱۳۸۵ھ

جبراً انگوٹھا لگانے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا، ایجاب وقبول جبراً ہوا ہوتو نکاح منعقد ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی بالغہ مسماۃ ممتاز بی بی ولد محمد اسماعیل کو جبراً اغوا کرلیا گیا اور جبراً مسلم فیملی لاز کے تحت نکاح کیا گیا۔ اس صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے کتاب وسنت کی روشنی میں فرمائیں۔ لڑکی مسماۃ مذکورہ کا باپ اس کے فسخ نکاح کا اختیار رکھتا ہے۔ خود لڑکی موقع پا کر اپنے والد کے پاس آ گئی ہے۔ جو کہ والدین کے پاس موجود ہے۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ واضح رہے کہ اگر اس کی لڑکی کا نکاح انھوں نے جبراً یوں کرایا ہو کہ اس سے زبردستی ایجاب وقبول کرالیا ہو یا اس سے زبردستی نکاح وکالت (اجازت) حاصل کی ہو۔ تب تو بشرطیکہ نکاح کفو شرعی میں اور مہر مثل کے ساتھ ہوا ہوتو نکاح منعقد اور نافذ ہے اور اس کا باپ اس کو فسخ محض اس وجہ سے نہیں کر سکتا ہے جو مذکور ہوئی اور اگر لڑکی نے زبانی اجازت بالکل نہ دی ہو صرف کاغذات پر اُس کا انگوٹھا جبراً لگوایا گیا ہوتو نکاح سرے سے نہیں ہوا ہے۔ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۶ھ

جبراً انگوٹھا لگانے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ۔

گواہ نکاح نمبرا۔ منکہ دوست محمد خان ولد مراد خان قوم بلوچ اللہ یار خان ولد محمد بخش خان قوم بلوچ کے نکاح کے گواہوں میں سے گواہ ہوں۔ عورت نے ایجاب وقبول نہ کیا اور عورت سے انگوٹھا جبراً لگوایا گیا۔ میں یہ بیان

مسجد میں بیٹھ کر سچ بول رہا ہوں کہ ایک گواہ نور خان اور دوسرا میں خود دوست محمد اور تیسرا محمد نواز خان بلوچ ہے اور عورت کا والی بھی بنا۔ کیونکہ میں عورت کا چچا ہوں۔

گواہ نمبر ۲۔ منکہ نور خان ولد محمد بخش خان حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ آج ذی الحجہ کی ۹ اور عصر کا وقت ہے۔ مجھے جس چیز کا پتہ ہے عرض کرتا ہوں۔ یہ لڑکی جس طرف نکاح کے لیے تیار تھی۔ اس طرف ہماری دشمنی تھی۔ ہم سب نے مل کر اس پر جبر کیا۔ عورت نے ایجاب وقبول نہیں کیا اور رجسٹر پر انگوٹھا بھی زدوکوب کر کے لگوایا گیا۔

گواہ نمبر ۳۔ منکہ محمد نواز خان ولد محمد خان قوم بلوچ حلفیہ بیان کرتا ہوں۔ جبکہ میں اس وقت مسجد میں بیٹھا ہوں کہ میں امیر ولد محمد بخش کے نکاح میں موجود تھا اور امیر خان میرا چچازاد بھائی ہے۔ میں جانتا ہوں۔ سچ عرض کروں گا کہ اس عورت کا انگوٹھا جبراً لگوایا گیا۔ اس عورت نے ایجاب وقبول نہیں کیا۔

تو کیا ان گواہوں کی گواہی سے نکاح کا ثبوت ہوتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

گواہوں کے شرعاً معتبر ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ تو شرعی اصول کے مطابق ثالث کر سکتا ہے۔ اگر گواہ شرعاً معتبر ہوں اور لڑکی نے صراحۃً یا دلالۃً نکاح کی اجازت نہیں دی بلکہ زبردستی اس کا انگوٹھا لگوایا گیا ہے تو نکاح منعقد نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صورت مسئولہ میں یہ نکاح فضولی کا ہے۔ پس اگر عورت مذکورہ نے نکاح پڑھنے کے بعد اسے رد کر دیا ہے تو نکاح رد ہو گیا ہے اور اگر قبول کر لیا ہے تو پھر یہ نکاح صحیح ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ ذوالحج ۱۳۹۶ھ

رجسٹر کے کاغذ پر زبردستی انگوٹھا لگانے سے نکاح نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت متوفی عنہا زوجھا کے دو بچے تھے۔ ایک لڑکی عمر تقریباً ۱۵ سال یا ۱۶ سال کی اور لڑکے کی عمر تقریباً ۱۲ سال ہے۔ عورت کے مادر پیاں جہاں عورت شادی شدہ تھی۔ ایک سو میل سے زیادہ فاصلہ پر تھے۔ عورت عدت گزارنے کے بعد اپنے مادر پیاں رہنے کی خاطر وہاں سے چل پڑی۔ راستے میں اس عورت کے رشتہ دار تھے۔ ان رشتہ داروں نے بصورت مہمانی اپنے گھر دو چار دن رہنے

سے لیے عرض کی تو عورت نے منظور کر لیا بمع اپنے بچوں کے رہ گئی۔عورت نے اپنے مادر چیاں کو بلا بھیجا کہ مجھے یہاں سے لے جاؤ۔تو مادر چیاں آ گئے تو رشتہ داروں کے گھر تھی۔انھوں نے عورت روانہ کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ آخر ہماری بھی قریبی رشتہ دار ہے۔یہاں کوئی خطرہ کی بات نہیں۔آپ واپس چلے جاؤ۔ہم کبھی پہنچا دیں گے۔پھر وہ واپس چلے گئے۔پھر کچھ دنوں کے بعد انھوں نے اس لڑکی کے نابالغ بھائی کو لڑکی کا مختار بنا کر نکاح پڑھانا شروع کر دیا۔ بایں طور کہ لڑکے کو مار پیٹ کر جبر یہ مختار بنایا۔ جب لڑکی کو پتہ چلا تو وہ صاف انکار کرتی رہی۔انگوٹھا وغیرہ بھی جبر یہ لگوا دیا تو اس کے بعد بھی متواتر انکار جاری رہا۔حتیٰ کہ موقع پا کر لڑکی فرار ہو کر وہاں سے بھاگ کر اپنے مادر چیاں پہنچ گئی اور اس نے اپنا تمام ماجرا بیان کر کے سنایا کہ میرے نابالغ بھائی کو مار مار کر مختار بنا کر مصنوعی نکاح بنایا۔میرا انگوٹھا لمبا لگا ہوا ہے۔وہ بھی بزور لگا۔زبردستی کی حالت میں میرا انکار برابر جاری رہا۔اب مجھے موقع ملا تو میں بھاگ کر یہاں پہنچ گئی۔اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسا نکاح شرعاً منعقد ہوگا یا نہیں؟

ج

صورت مسئولہ میں اگر لڑکی سے بخوشی یا زبردستی مجبور کر کے اجازت لی گئی ہو تو نکاح صحیح ہے۔لیکن اگر لڑکی نے سرے سے اجازت نہیں دی بلکہ وہ برابر انکار کرتی رہی تو نکاح منعقد نہیں ہوا۔دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ یہاں واقعہ کی خوب تحقیق کر کے جو صورت ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ بلا تحقیق دوسری جگہ نکاح نہ کیا جائے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ محرم ۱۳۹۲ھ

زبانی اجازۃ عقد نکاح کے لیے ضروری ہے،صرف انگوٹھا لگانے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید فوت ہو گیا ہے۔اس کی بیوی کا نکاح بیوی کی رضامندی کے بغیر بیوی کے بھائی اور والدہ نے سرکاری رجسٹر پر درج کرا کے زبردستی انگوٹھا لگوا دیا ہے۔کیا نکاح ہو گیا ہے یا نہیں۔جبکہ مسماۃ بار بار انکار کرتی رہی ہے۔لیکن بازو مروڑ کر اور گردن پر پاؤں رکھ کر نشان انگوٹھا لگوا دیا گیا اور بعد میں ڈرایا دھمکایا گیا کہ تو اقرار کر لیکن اس کے باوجود بھی مسماۃ مذکورہ اپنے نکاح نہ ہونے کا اقرار کرتی ہے۔

﴿ج﴾

اگر کسی بھی طریقہ سے اس عورت سے زبانی اجازت حاصل کر لی ہے تو نکاح منعقد ہو گیا ہے۔ اگر زبانی اجازت نہیں لی گئی تو رجسٹر نکاح پر زبردستی انگوٹھا لگوانے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ جبکہ وہ انکار کرتی رہی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

اگر زبانی اجازت نہ دی ہو تو زبردستی انگوٹھا لگانے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میری لڑکی مسماۃ شر مو عمر تقریباً ۱۵/۱۶ سال کو رات کے وقت مار پیٹ کر ایک شخص اور اس کے ساتھیوں نے اغوا کر لیا۔ دھوکہ سے ایک کاغذ پر لڑکی کا انگوٹھا لگوایا۔ اگر یہ انگوٹھا لگوانا اندراج نکاح کے لیے ہے تو میری لڑکی کو اس کا پتہ نہیں اور نہ لڑکی اس نکاح پر رضامند ہے۔ لڑکی کے والدین بھی اس پر راضی نہیں ہیں۔ میں کسی ایسی جگہ کا متلاشی تھا۔ بعد از اغواء میں نے کوشش کر کے لڑکی کو واپس کر لیا ہے۔ نکاح ہو گیا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا تو دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کیا جا سکتا ہے؟

﴿ج﴾

اگر زبان سے رضامندی ظاہر نہیں کی اور نکاح کی زبانی اجازت نہیں دی تو زبردستی (جبر و اکراہ) کے ساتھ نشان انگوٹھا لگوا لینا اجازت نہیں۔ خوب تحقیق کر لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ

ولی پر زبردستی کر کے جو نکاح ہوا ہے یہ نکاح منعقد ہو گیا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ سلطان احمد ولد محمد رمضان اپنے لڑکے اور برادری کے خلاف اپنی لڑکی سکینہ کا نکاح کرنا چاہتا تھا۔ جس پر برادر اور اس کے لڑکے عبدالمجید نے چاقو چھری مارنے اور قتل کرنے کی دھمکی دی۔ زوجہ سلطان کو زدوکوب کیا اور اسے مکان کے اندر پکڑے رکھا اور سلطان سے جبراً نکاح پڑھایا گیا۔ نکاح کے بعد برادری اپنے اپنے گھر چلی گئی۔ سلطان احمد نے نکاح کے فوراً بعد نکاح سے انکار کر دیا۔ دس بیس

دن کے بعد جس کو سلطان لڑکی دینا چاہتا تھا۔ انھوں نے تھانہ میں رپورٹ کی کہ سلطان نے اپنی لڑکی کے ایک پچ میں تیس ہزار روپیہ لیا اور باقی برادری مرد عورتوں کا نام اور اُس لڑکے عبدالحمید پر بھی مقدمہ کیا۔ پولیس نے پکڑ لیے۔ زوجہ سلطان ساتھ جانا چاہتی تھی۔ مگر برادری نے زدوکوب کرنے کی دھمکی دی اور واپس کردیا۔ سلطان سے اپنی مرضی کے مطابق بیان کروایا۔ جب تھانہ سے واپس آیا تو ویسے ہی پہلے کی طرح انکار کرتا رہا۔ جب لڑکی سکینہ بالغ ہوئی تو ماہواری کے دوران میں موقع پر اپنے ماں باپ کو گواہ بنا کر نکاح سے انکار کردیا اس کے بعد فوراً امام مسجد اور کافی سارے نمازیوں کے روبرو اپنے جبراً نکاح سے انکار کردیا اور سلطان احمد نے اب کہا کہ اب برادری نے کوئی ظلم تشدد کیا تو اس زندگی سے موت بہتر ہے۔ میں خودکشی کروں گا۔ میری موت کے یہ ذمہ دار ہوں گے۔ کیا شرعی نکاح سکینہ دختر سلطان کا درست ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

ولی پر زبردستی کر کے جو نکاح کیا گیا ہے۔ یہ نکاح شرعاً صحیح ہے اور خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ اذ حقیقة الرضاء غیر مشروطة فی النکاح بصحته فی الاکراه کذا فی الشامیة ص ۱ ۲ ج ۳۔ باپ کے کیے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ بھی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

زبردستی انگوٹھا لگانے سے نکاح نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ مرید فاطمہ دختر محمد خان رہائشی ضلع جھنگ عاقلہ بالغہ ہے اور اپنی نانی کو ملنے کے لیے گئی تھی۔ اس کے چچا رجب خان اور رالل خان اور نواز خان اور عنایت خان و غلام حسین اور محمد خان وغیرہ نے اس کو جبراً پکڑا اور مسمی حاجی شیر ولد شمشیر کے ساتھ نکاح کرنے پر مجبور کیا۔ مسماۃ مرید فاطمہ نے زبان سے ہرگز نکاح کی اجازت نہیں دی ہے۔ ان لوگوں میں مسمی عنایت ولد مراد نے اس کی چھاتی پر چڑھ کر نکاح کا انگوٹھا فارم پر لگوایا۔ لیکن مسماۃ مرید فاطمہ چونکہ پڑھی ہوئی لڑکی تھی۔ اس لیے مولوی صاحب نے نکاح خواں سے کہا کہ جب تک تم نکاح کی کتاب پر دستخط نہیں کراؤ گے۔ تب تک تمھارا

نکاح نہیں ہو سکتا۔ پھر ان لوگوں نے مسماۃ مرید فاطمہ کو یہ کہا کہ تجھے لے میں فلاں پیر کے دربار پر زیارت کے لیے لے جانا چاہتے ہیں تو لڑکی نے انکار کر دیا کہ میں وہاں نہیں جانا چاہتی۔ تو ان لوگوں نے کہا کہ تو ہمارے ساتھ چل یا اس کتاب پر دستخط کر دے۔ اور اس کو یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ یہ نکاح کا فارم ہے تو لڑکی نے اُس کتاب پر دستخط کر دیے اور ان لوگوں نے یہ کارروائی گورنمنٹ کی وجہ سے کر رکھی تھی۔ دستخط لینے کے بعد دوبارہ نکاح نہیں پڑھایا گیا۔ کیا اس صورت میں مسماۃ مرید فاطمہ کا نکاح مسمی حاجی سے منعقد ہو چکا ہے یا نہیں اس وقت لڑکی اُن کے پاس بھی نہیں ہے۔ اپنی والدہ کے پاس ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ ہم کو بتائیں کہ اس صورت میں نکاح ہوا ہے یا نہیں۔ مسماۃ مرید فاطمہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ نکاح کے بعد بھی لڑکی نے یہی کہا کہ میرا یہ کوئی نکاح نہیں۔ میں یہاں نکاح نہیں کرنا چاہتی۔ مرید فاطمہ نے مزید بیان کیا ہے کہ عنایت میری چھاتی پر سوار تھا۔ محمد نواز نے میرا ہاتھ پکڑ کر انگوٹھا لگوایا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر مندرجہ بالا بیانات صحیح و درست ہیں تو مسماۃ مذکورہ کا مذکور شخص کے ساتھ شرعاً نکاح منعقد نہیں ہوا ہے۔ جب کہ مسماۃ مذکورہ نے نہ اجازت دی نہ ایجاب وقبول کیا۔ محض زبردستی انگوٹھا لگانے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور بعد ازاں بھی مسماۃ نے کہا کہ میرا کوئی نکاح نہیں ہوا۔ تو اس سبب سے اگر کچھ ایجاب وقبول ان لوگوں نے آپس میں کیا بھی ہوگا تو وہ بھی ختم ہو گیا۔ پس اس کے بعد کسی کاغذ پر اُس کے دستخط کر دینے سے کوئی نکاح شرعاً متصور نہیں۔ الغرض بصورت صحت بیانات نکاح شرعاً منعقد نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

لڑکے کو مجبور کرنے کے بعد اگر اس سے نکاح میں ایجاب وقبول کرایا ہو تو نکاح ہو جائے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بالغ لڑکے کا نکاح اس طرح کیا گیا ہے کہ جب اس سے کہا گیا کہ فلاں لڑکی کا نکاح تم کو منظور ہے تو اس نے جواب دیا کہ میں شادی نہیں کرنا چاہتا۔ دو تین بار انکار کے بعد سب برادری والوں نے مجبور کیا تو پھر مجبور ہو کر قبول کیا۔ کیا شرعاً ایسا نکاح ہو جائے گا۔ جبکہ لڑکا بالغ راضی نہیں تھا۔ اب تک بھی نہیں۔

﴿ج﴾

اگر یہ بالغ لڑکا مجبور کرنے کے بعد رضامند ہو گیا ہو اور بعد میں باقاعدہ ایجاب وقبول کر کے نکاح شرعی ہوا ہو تو شرعاً نکاح صحیح اور منعقد ہو گیا ہے اور انکار کے بعد لڑکے کا ایجاب کے جواب میں قبول کرنا یہ رضامندی ہے۔ نکاح شرعاً ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ صفر ۱۳۸۴ھ

نکاح سے قبل اگر لڑکی نے صراحۃً یا دلالۃً اجازت دی ہو تو نکاح صحیح ہے

﴿س﴾

ایک لڑکی کو مکان وغیرہ کی لکھت پڑھت کا جھانسہ دے کر اس سے نکاح نامہ پر دستخط زبردستی کرا لیے گئے ہیں اور بعد میں شام کو دیگر برادری اکٹھی کر کے جب شرعی نکاح ہونا تھا تو اس وقت مولوی صاحب دولہا سے مطلوبہ کلمات پڑھا کر اٹھ کھڑے ہوئے اسی وقت ایک برادری کے فرد نے مولوی صاحب سے یہ پوچھا کہ آپ لوگوں نے دولہن سے نہ ہی پوچھا ہے اور نہ اجازت لی ہے کیا وجہ؟ مولوی صاحب نے کہا کہ نکاح پہلے ہو چکا ہے۔ لڑکی سے چونکہ دھوکے سے پہلے دستخط کرائے ہیں۔ برادری کے سامنے اس سے نہیں پوچھا گیا۔ کیا یہ نکاح شرعی طور پر ہو گیا یا نہیں ہوا۔ لڑکی کو جب نکاح کا معلوم ہوا تو اس نے انکار کر دیا۔

﴿ج﴾

واقعہ کی خوب تحقیق کی جاوے۔ اگر نکاح سے قبل یا بعد لڑکی نے صراحۃً یا دلالۃً اجازت دی تو نکاح صحیح ہے اور اگر لڑکی کو سرے سے نکاح کا علم نہ تھا بلکہ دھوکے سے اس سے کاغذ پر دستخط کروا لیے گئے ہیں اور ان سے کوئی اجازت نہیں لی گئی اور نکاح کے بعد بھی لڑکی نے اس نکاح سے انکار کر دیا ہے جیسا کہ سوال سے معلوم ہوتا ہے تو لڑکی کا نکاح منعقد نہیں ہوا اور دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہے اور اگر کسی طرح لڑکی کا نکاح کی اجازت دینا یا قبول کرنا ثابت ہو جائے تو دوسری جگہ نکاح کرنا درست نہیں ہے۔

قال فی شرح التنویر ص ۵۸ ج ۳ ولا تجبر البکر البالغة علی النکاح لانقطاع الولایة بالبلوغ۔ بہرحال واقع کی خوب تحقیق کی جاوے جو صورت ہو اس کے مطابق عمل کیا جاوے۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نکاح مع الاکراہ درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی عطا محمد کا حلفیہ بیان ہے کہ مجھ کو بذریعہ پولیس زدوکوب کیا گیا - ایک آدمی نے میری ٹانگیں پکڑے رکھیں اور ایک آدمی نے میرا سر پکڑے رکھا اور سپاہی مجھ کو مار رہے تھے - خاکوانی تھانیدار میرے سر پر کھڑا ہو کر مجھے ظلم اور جابرانہ طریقے پر زدوکوب کرا رہا تھا - آخر کار میں نے ڈر کی وجہ سے کلثوم کا عقد شرعاً زبانی کلامی پڑھوا دیا تھا - میرے دل کی کوئی رضا نہ تھی - تو کیا شرعاً یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

﴿ج﴾

فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ نکاح اکراہ کے ساتھ درست ہے - پس صورت مسئولہ میں اگر لڑکی نابالغہ ہے تو باپ کا کیا ہوا نکاح درست ہے اور اگر بالغہ ہے تو نکاح بالغہ لڑکی کی اجازت پر موقوف ہے - فقط واللہ اعلم

حمل ہونے اور نہ ہونے میں عورت کے قول کا اعتبار کیا جائے گا، نکاح صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت جو عرصہ تین سال سے بیوہ ہے - اب اس نے ایک مرد سے نکاح کیا ہے - جو اس کی برادری میں ہے - نکاح کے وقت اس سے پوچھا گیا کہ تیرا پیٹ خالی ہے یا نہیں؟ اس نے اقرار کیا کہ میرا پیٹ خالی ہے - نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ اس کو پیٹ ہے - آپ فرمائیں کہ اس کا نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ اور نکاح پڑھنے والے پر کوئی شرعی الزام ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں نکاح صحیح ہے البتہ وضع حمل سے پہلے ہمبستری جائز نہیں - نکاح خوان پر کوئی گناہ نہیں؟

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفراللہ لہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

وضع حمل سے قبل نکاح جائز نہیں ہے

﴿س﴾

ایک شخص سے ایک عورت نے تنسیخ نکاح کا دعویٰ کرا کر تنسیخ کرا لی اور زبانی طلاق بھی کرا لی اور پھر اپنے گھر لے آیا اور بغیر نکاح کے اُن میں تعلقات قائم ہو گئے اور حمل ٹھہر گیا اور اس سے قبل بالکل حمل نہ تھا۔ اگر چہ عورت مدخولہ بہا تھی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ وضع حمل سے پہلے ان کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ واضح رہے کہ طلاق کے تقریباً دو ماہ بعد عدت کے اندر حمل ہوا ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

ہندہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ وضع حمل سے پہلے نکاح نہیں ہو سکتا۔ اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته (الى قوله) لم يقل احد بجوازه (شامي مطبوعه ايچ ايم سعيد ص ۵۱۶ ج ۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ جمادی الاخری ۱۳۹۵ھ

حاملہ من الزنا سے نکاح صحیح ہے البتہ صحبت قبل از وضع حمل جائز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت بیوہ ہے۔ جب اس کا خاوند فوت ہوا تو اس وقت وہ حاملہ تھی۔ حمل وضع ہوا تو لڑکا پیدا ہوا۔ لڑکے نے دو سال دودھ پیا۔ دودھ پینے کے بعد بیوہ کا نکاح کیا گیا اور نکاح خوان کو خبر نہ تھی کہ وہ حاملہ ہے۔ مگر خبر نہ ہونے پر بھی اس نے عورت کے وارثوں سے کہا کہ حمل وغیرہ تو نہیں؟ انھوں نے کہا کہ نہیں۔ ہم تو نہیں جانتے۔ اتنا پوچھنے کے بعد عقد باندھا۔ جب نکاح کی مشہوری ہوئی تو عام عورتوں نے کہا کہ اس کو تو چار ماہ سے حمل ہے۔ پھر تشویش سے دیکھا تو واقعی حمل تھا۔ آپ واضح طور پر فتویٰ دیں کہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی خادم محمد نواز

﴿ج﴾

زنا سے حاملہ عورت سے نکاح جائز ہے۔ البتہ اس سے صحبت کرنا وضع حمل سے قبل جائز نہیں۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر عورت کو حمل نہ ہو اور نکاح کر لیا اور بعد از نکاح معلوم ہو جائے تو نکاح صحیح ہے، ہمبستری صحیح نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور نکاح کرتے وقت کچھ معلوم نہ تھا۔ نکاح کرنے کے بعد پانچ مہینہ میں ہندہ نے ایک بچی جنی ہے اور مر گئی ہے۔ اب استفسار طلب یہ ہے کہ کیا وہ نکاح ہو گیا یا نہیں اور اگر ہو گیا تو زید نے جو ہمبستری کی تو کوئی حرج ہے یا نہیں۔ اگر حرج ہے تو کفارہ ہوگا یا نہ اور آیا اب نکاح میں رکھنے سے عند الشریعت کوئی مطعون ہوتا ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

نکاح صحیح ہے البتہ جماع کرنا اور ہمبستر ہونا جائز نہیں تھا۔ علم نہ ہونے کی صورت میں استغفار کرتا رہے۔
نکاح ٹھیک ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عورت کے قول کے مطابق اس کی عدت مکمل ہو گئی ہے، نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے بیوہ عورت سے نکاح کیا، لاعلمی رہی کہ عورت بیوہ حاملہ تھی۔ نکاح کے بعد جب خاوند کو پتہ چلا کہ منکوحہ حاملہ ہے۔ جھگڑا پیدا ہو گیا۔ تاریخ نکاح سے تقریباً چھ ماہ کے بعد ناکح فوت ہو گیا۔ ناکح کی موت کے بعد ۱۵ یا بیس یوم کے بعد لڑکی پیدا ہوئی۔ شریعت یہ نکاح درست قرار دیتی ہے۔
(۲) کیا لڑکی حلال ہے۔

محبوب شاہ

﴿ج﴾

اس عورت کے ذمہ پہلے شوہر کی وفات کے بعد عدت گزارنی ضروری تھی ۔ عدت وفات حاملہ کے لیے وضع حمل ہے اور غیر حاملہ کے لیے چار مہینے دس دن ہیں ۔ اگر اس عورت نے چار مہینے دس دن گزار کر کے عدت کے ختم ہو جانے کا اقرار کر کے دوسری جگہ نکاح کر لیا ہو اور اس نکاح کے بعد چھ ماہ گزرنے سے قبل لڑکی پیدا ہوئی ہو تو یہ لڑکی سابق شوہر متوفی کی شرعاً شمار ہو گی ۔ جبکہ اس کی وفات سے لڑکی کی ولادت تک مجموعہ مدت دو سال سے کم ہو اور اگر چھ ماہ نکاح کرنے کے بعد لڑکی پیدا ہوئی ہو تو یہ دوسرے شوہر کی شمار ہو گی اور اگر نکاح کو چھ ماہ گزرنے سے قبل اور سابق شوہر کی فوتیدگی کے دو سال گزرنے کے بعد لڑکی پیدا ہوئی ہو تو حرامی ہے ۔ دونوں میں سے کسی سے بھی اس کا نسب ثابت نہیں ہے ۔ کما قال فی الکنز مع النهر ص ۴۹۴ ج ۲ والموت لاقل منهما والمقرة بمضيها لاقل من ستة اشهر من وقت الاقرار والا لا ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ

زانیہ حاملہ کا حمل میں نکاح صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں صورت کہ ایک عورت تقریباً دس سال کی متوفی عنہا زوجہا ہے اور اس عورت کو مختلف انسان مختلف اوقات میں دعوت نکاح دیتے رہے ہیں ۔ مگر اس عورت مذکورہ نے تقریباً دس سال کے بعد ارادہ عقد نکاح کیا ہے اور ایک آدمی کو کہا ہے ۔ اگر تو میرے ساتھ نکاح کرتا ہے تو میں اپنا نکاح آپ کے ساتھ کرتی ہوں ۔ جب آمادہ نکاح ہوئی تو عوام الناس میں یہ شہرت ہو گئی ہے کہ یہ عورت مذکورہ حاملہ من الزنا ہے ۔ لیکن جب عورت سے پوچھا گیا تو اس نے حلف اٹھایا کہ میں بیمار ہوں حاملہ نہیں ہوں ۔ بلکہ بار بار دریافت کیا گیا ہے تو یہ کہتی رہی ہے کہ میں بیمار ہوں ۔ میرے اندر میں باؤ گولا کی بیماری ہے اور میرے ایام ماہواری بند ہیں اور ساتھ ساتھ قسمیں اٹھاتی رہی ہے اور ظاہری طور پر کوئی اثر معلوم نہیں تھا ۔ لیکن انکے بار بار قسمیں اُٹھانے پر اعتبار کرتے ہوئے اور معاملہ سپرد خدا کرتے ہوئے عورت مذکورہ کا نکاح مولوی صاحب نے بہ رضامندی زوجین کر دیا ہے ۔ پھر تقریباً تین ماہ گزرنے کے بعد عورت مذکورہ کی عوام

الناس میں شہرت ہوئی کہ اس عورت نے بچہ جنا ہے اور پیدا ہوتے ہی بچے کو مار کر دفن کر دیا ہے۔ لیکن ولادت بچہ کا کوئی شاہد نہیں ہے۔ ویسے ہی عوام الناس میں شہرت ہے اور عورت انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میرا خون رکا ہوا جاری ہوا ہے۔ لہٰذا یہ فرما دیں کہ اس عورت کا نکاح شریعت میں درست ہے یا نہیں؟ فقط

السائل محمد یٰسین چشتی

﴿ج﴾

عورت مذکورہ کا نکاح درست ہے۔ اگر بالفرض وہ زنا سے حاملہ ہو تب بھی نکاح جائز ہے۔ اس لیے بلا شبہ نکاح کو صحیح سمجھنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زنا کی وجہ سے حاملہ ہوگئی ہو تو اس کے ساتھ نکاح درست ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر کوئی عورت زنا کی وجہ سے حاملہ ہوگئی ہو تو کیا شرعاً اس کا نکاح قبل از وضع حمل جائز ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

واضح رہے کہ حاملہ من الزنا کا نکاح قبل از وضع حمل جائز ہے۔ نکاح اگر زانی ہی سے ہوا ہے تو اس کے لیے وطی اور دواعی وطی بھی جائز ہیں لیکن اگر غیر زانی سے نکاح کر لیا تو اس کے لیے وضع حمل سے پہلے وطی اور دواعی وطی ناجائز ہیں۔ اگرچہ نکاح صحیح ہے۔ کما فی الدر المختار علی هامش تنویر الابصار ص ۴۸ – ۴۹ ج ۳ مطبوعه ایچ ایم سعید ص ۲۱۳\ج ۲ (و) صح نکاح (حبلی من زنا) الی ان قال (وان حرم وطؤها) ودواعیه (حتی تضع) لو نکحها الزانی حل له وطؤها اتفاقاً الخ. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بیوہ عورت جو کہ زانیہ ہے، زانی سے نکاح بغیر وضع حمل کے بھی جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت کی اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ شادی ہوئی۔ تقریباً چھ ماہ کے بعد عورت کے خاوند کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد ایک سال تک وہ اپنے والدین کے گھر بیوہ ہونے کی صورت میں رہی۔ اس کے بعد اس عورت کے کسی مرد کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم ہو گئے۔ چار ماہ کے بعد معلوم ہوا کہ عورت کو حمل ہو گیا ہے (ناجائز تعلقات کے درمیان حمل ہوا) اب لڑکی اور لڑکے نے اپنی رضامندی سے نکاح کر لیا ہے۔ یعنی جس کے ساتھ تعلقات وابستہ تھے۔ اس کے ساتھ نکاح ہو گیا ہے۔ لہذا گذارش ہے کہ آیا شریعت کی رو سے یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز۔ اگر جائز نہیں تو کیا وضع حمل کے بعد نکاح اپنے آشنا کے ساتھ وہ عورت کرا سکتی ہے۔ صورت مسئولہ کو مدنظر رکھ کر شرعی نقطہ نگاہ سے فتویٰ عنایت فرمائیں۔

﴿ج﴾

شرعاً یہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم شعبان ۱۳۸۹ھ

حاملہ عورت کا نکاح حمل کے معلوم ہوتے ہوئے صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

سوال و جواب نمبر ۳۶۲۵ کے متعلق کچھ تنقیح موصول ہوئی تھی جس کے جواب میں سوال ہذا موصول ہوا۔ جو کہ بمع جواب درج ذیل ہے۔ تنقیح یہ تھی کہ عورت کو جب بعد نکاح پانچ ماہ بچہ پیدا ہوا تو معلوم ہوا کہ عورت حاملہ تھی۔ سسرال والوں پر کیسے مخفی رہا۔

سسرال والے کہتے ہیں کہ عورت نے بیان دیا تھا کہ میں اب حیض سے پاک ہوئی ہوں پھر ہم نے اس کا نکاح کر دیا۔ کیا اس میں کوئی گواہ ہے۔ واضح طور پر لکھیں۔ اس تنقیح کے جواب میں یہ استفتاء موصول ہوا۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین صورت مسئولہ میں کہ ایک عورت اور مرد کی شادی ہوتی ہے کئی مہینوں کے بعد مرد اپنی عورت کو طلاق دے دیتا ہے۔ جب طلاق دی تو عورت حاملہ تھی۔ پھر اسی عورت کا ایک دوسرے شخص سے نکاح

کر دیا جاتا ہے اور عورت مذکورہ اس خاوند ثانی کے گھر دو ماہ تک رہ کر پھر واپس میکے پہنچتی ہے۔ بچہ جننے کے بعد مذکورہ عورت کا نکاح والدین ایک تیسرے شخص کے ساتھ کر دیتے ہیں۔ عدت والے نکاح کو باطل سمجھ کر کہ عدت میں پڑھا گیا ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ عدت میں نکاح ہو جاتا ہے لیکن نکاح فاسد ہوتا ہے اور اگر وطی نکاح فاسد میں کی جاوے تو اس عورت پر عدت گزارنی واجب ہوتی ہے اور جب تک قاضی سے تفریق نہ کروائی جاوے یا زوج نکاح فاسد والاعزم علی ترک الوطی نہ کرے۔ یا خلیتک یا فرقتک نہ کہے۔ نکاح فاسد والی عورت آگے دوسرے شخص سے نکاح نہیں کرسکتی اور اپنے دعویٰ پر حسب ذیل عبارتیں پیش کرتا رہا۔ فان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدۃ و ثبوت النسب، و مثل له فی البحر هناک بالتزوج بلا شهود۔ وتزوج الاختین معاً او الاخت فی عدۃ الاخت و نکاح المعتدۃ والخامسة فی عدۃ الرابعة والامة علی الحرۃ اھ شامی مطبوعہ ایچ ایم سعید ص ۵۱۶ ج ۳

(۲) حتی لو ترکها و معنی علی عدتها مسنون لم یکن لها ان تتزوج باخر فهم اور دوسرے مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ معتدۃ حاملہ کا نکاح کرنا باطل ہوتا ہے اور حسب ذیل دلائل پیش کرتا ہے۔ (فان تزوج حبلی من زنا جاز النکاح و لا یطؤها حتی تضع حملها) و هذا عند ابی حنیفة و محمد و قال ابو یوسف رحمه الله النکاح فاسد و ان کان الحمل ثابت النسب فالنکاح باطل بالاجماع الخ هدایه کتاب النکاح هدایه مع فتح القدیر ص ۱۴۲ ج ۳ مطبوعه مکتبه رشیدیه کوئٹه اور حاشیہ پر ہے قوله النکاح فاسدای باطل لانه لا فرق بین فساد النکاح و بطلانه بخلاف البیع مثلاً

شرح وقایہ ص ۱۷ ج ۲ کتاب النکاح کے حاشیہ نمبر ۶ بر قوله حبلی من زنا قید به اشارۃ الی انه لو کانت الخ حاملة من غیر زنا لایحل نکاحها لا نها فی العدۃ لقوله تعالی و اولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن و النکاح فی العدۃ ممنوع لقوله بعد و لا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجله

کنز الدقائق کے حاشیہ پر بعینہ ہدایہ والا مضمون مذکور ہے۔ لہٰذا فرماویں ان میں سے کس کی بات صحیح ہے جو صحیح ہے اس کی تائید فرماویں۔

﴿ج﴾

مولوی صاحب صحیح فرماتے ہیں جب عورت حاملہ ہو اور مطلقہ ہو تو اس کا نکاح باوجود حمل معلوم ہونے کے باطل ہے اور ہدایہ وغیرہ کے حوالے صحیح ہیں اور پہلے مولوی صاحب نے جو حوالہ پیش کیا ہے جس میں نکاح المعتدۃ کا لفظ آیا ہے۔ یہ معتدہ وہ ہے جس کے معتدہ ہونے کا علم نہیں تھا اور وہ معتدہ جس کے متعلق متناکحین کو علم ہو کہ وہ معتدہ ہے۔ مثلاً حمل ظاہر ہو یا اور کوئی واضح طریق سے معلوم ہو اور پھر باوجود علم کے نکاح کریں تو وہ نکاح فاسد نہیں بلکہ باطل ہوتا ہے۔ چنانچہ شامی مطبوعہ ایچ ایم سعید کے ص ۱۶ اج ۳ پر ہے۔ اما نکاح منکوحة الغير و معتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة ان علم انها للغير لا نه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً۔ دیکھیے اس عبارت میں صاف موجود ہے کہ اگر معلوم ہو کہ معتدہ غیر ہے تو کوئی بھی جواز کا قائل نہیں پس ان کا نکاح منعقد نہیں ہوگا لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر حاملہ ہونا محقق معلوم ہو چکا ہے تو نکاح ثانی باطل ٹھہرا اور ثالث کا نکاح صحیح ہوگا بہتر یہ ہے کہ علماء کرام اتفاق کریں۔ فقط واللہ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

یتیم بچی کا نکاح دادا کی اجازت پر موقوف ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص فوت ہو گیا تھا۔ صرف ایک لڑکی جس کی عمر گیارہ یوم کی تھی، چھوڑ گیا تھا۔ اس کی زوجہ نے لڑکی کے چچا سے شادی کر لی تھی۔ اب لڑکی کی عمر ۱۸ سال ہو چکی ہے۔ آج سے تین یوم پہلے اس لڑکی کا نکاح لڑکی کے چچا نے شرعاً کر دیا ہے۔ جبکہ لڑکی کا دادا موجود تھا۔ کیا دادا کی موجودگی میں چچا لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

یہ نکاح دادا کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر اس نے لڑکی (اپنی پوتی) کے بلوغ سے قبل ہی نکاح رد کر دیا تو باطل ہو جائے گا اور اگر اس نے صراحۃً یا دلالۃً اجازت دے دی تو صحیح ہو جائے گا۔ کیونکہ باپ کے بعد ولایت نکاح دادا کو ہے نہ کہ چچا کو۔ فلو زوج الابعد حال قيام الاقرب (ای حضوره) توقف على اجازته الدر المختار مطبوعه ایچ ایم سعید ص ۸۱ ج ۳

کتبہ محمد طاہر رحیمی عفی عنہ استاذ القرآن والحدیث مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ رمضان ۱۳۹۵ھ

لڑکی کا غیر کفو میں والد کی صریح اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی تقریباً گیارہ سال پہلے اس کا عقد ہوا۔ اس کو زچگی ہونے سے قبل اس کا خاوند ایکسیڈنٹ سے جان بحق ہو گیا۔ اس کی عمر اب تقریباً ۲۴ سال ہے۔ قوم سے سید کہلاتے ہیں۔ لڑکی کا والد جہاں اپنی لڑکی کا رشتہ کرنا چاہتا ہے لڑکی کی والدہ کو وہاں رشتہ کرنا قبول نہیں اور جہاں لڑکی کی والدہ کرنا چاہتی ہے تو لڑکی کا والد وہاں رشتہ قبول نہیں کرتا۔ لڑکی کا ایک بچہ ہے۔ عمر تقریباً ۱۰ سال ہے۔ جہاں لڑکی کا والد رشتہ کرنا چاہتا ہے۔ لڑکی کی پھوپھی کا لڑکا ہے۔ اس کی پہلے تین شادیاں ہوئی ہیں۔ عمر تقریباً ۶۰ سال کے لگ بھگ ہے۔ لڑکی کو وہ رشتہ پسند نہیں۔ کیونکہ ایک تو وہ بوڑھا ہے اور دوسرا اسے شک ہے کہ اس کی مامتا کو ٹھیس نہ پہنچے۔ لڑکی کسی غیر جگہ اپنی پسند سے عقد کرنا چاہتی ہے۔ قومیت سے وہ سید نہیں ہے۔ اُسے پورا یقین ہے کہ وہاں اُس کی مامتا کو ٹھیس نہیں پہنچے گی۔ کیا یہ عقد ہو سکتا ہے یا نہیں اور کیسے؟

﴿ج﴾

لڑکی کا غیر کفو میں والد کی صریح اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں۔ **فی الدر المختار مطبوعه ایچ ایم سعید ص ۵۶ ج ۳ (وله) ای للولی (اذا كان عصبة) ولو غير محرم كابن عم في الاصح خانيه وخرج ذو والارحام والام والقاضی (الاعتراض فی غير الكفء) الى قوله (ويفتى) فی غير الكفء (بعدم جوازه اصلا) وهو المختار للفتوى (لفساد الزمان) اھ۔ فقط** واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اور نہ والد لڑکی کی مرضی کے بغیر کہیں اس کا نکاح کر سکتا ہے۔

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۸ شوال ۱۳۸۸ھ

والد کے چچا کا نکاح باپ کی اجازت پر موقوف ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ اللہ جوائی دختر پہلوان قوم ماچھی سکنہ حال چک نمبر ۲۰ ایف آر بعمر تقریباً تین چار سال کا عقد خاوند کے خلاف مرضی پہلوان کی بیوی مسماۃ نوراں نے

بولایت نامہ جو کہ پہلوان کا حقیقی بھائی تھا۔ مسمی بشیر ولد سعد اللہ سے جو نورن کا چچازاد بھائی تھا۔ اس نے لڑکی اپنی گود میں بٹھا کر نانا کی ولایت سے نکاح کر دیا۔ کلمہ خود نورن نے پڑھا اور اس وقت لڑکی کا باپ پہلوان چک نمبر ۴۴، ۱۵۔ایل میں اپنی برادری کی فوتگی کے سلسلہ میں گیا ہوا تھا۔ جب واپس آیا تو اس معاملہ کو سن کر بیوی اور بھائی پر بہت ناراض ہوا۔ اب کیا ہوسکتا تھا۔ اب لڑکی بالغ ہو چکی ہے اور وہ بھی اس ناطہ سے بہت متنفر ہے اور باپ بھی اسی طرح ناراض ہے۔ اب گزارش ہے کہ آیا شرعاً نکاح معدوم ہو گیا ہے یا کالعدم ہے۔ بینوا تو جروا

(نوٹ) نکاح چک نمبر ۷۶ کرلاں بلوچاں میں ہوا تھا۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ولی اقرب (باپ) کی موجودگی میں ولی ابعد (چچا) کا کیا ہوا نکاح باپ کی اجازت پر موقوف ہے۔ **فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته** (الدر المختار **مطبوعہ ایچ ایم سعید ص ۸۱ ج ۳**) صورۃ مسئولہ میں لڑکی کے بلوغ سے قبل اگر والد نے صراحۃً اجازت دی ہو تو نکاح ہو گیا ہے اور اگر رد کر چکا ہو تو رد ہو گیا ہے اور اگر لڑکی کے بلوغ تک یہ خاموش رہا تو اس کے بعد لڑکی کی مرضی پر موقوف ہے۔ اس کے قبول سے ہو جائے گا اور اس کے رد کرنے سے رد ہو جائے گا۔

واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ

لڑکی نابالغہ کا نکاح باپ کی اجازت پر موقوف ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مسمی غلام قادر نے اپنی پوتی صغیرہ کا نکاح اپنے لڑکے کی اجازت کے بغیر کر دیا ہے۔ لڑکی کا والد دوسرے موضع میں تھا۔ جب واپس آیا تو معلوم ہوا کہ اس کی لڑکی کا نکاح اس کے دادا نے کر دیا ہے۔ اب لڑکی کا والد ناراض ہے اور کہتا ہے کہ میری اجازت کے بغیر میرے والد نے کیوں نکاح کر دیا ہے اور میں نے قطعاً نکاح کی اجازت نہیں دی تھی۔ لہذا یہ نکاح باطل ہے۔ از روئے شرع تحریر فرمائیں کہ یہ نکاح صحیح ہے یا باطل۔

المستفتی اللہ وسایا ولد غلام قادر موضع مواسی تحصیل لودھراں

﴿ج﴾

اگر واقعی لڑکی صغیرہ ہے اور اس کے باپ نے نہ نکاح کرایا اور نہ اجازت نکاح کی دی تو یہ نکاح صحیح نہیں۔ باپ کے مسترد کرنے سے خود بخود ختم ہوگیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ محرم ۱۳۸۹ھ

نابالغ لڑکے کا نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک لڑکے کے ساتھ چند معتبر گواہوں کے روبرو کر دیا۔ لڑکے کی عمر بوقت نکاح ہمارے اندازے کے مطابق تقریباً ۱۵ سال تھی اور یہی عمر فارم نکاح میں بھی درج ہے۔ گواہوں کا بیان ہے کہ اس وقت لڑکا نابالغ تھا۔ ویسے اگرچہ لڑکے کا والد نہ تھا۔ مگر والدہ نے لڑکے مذکور کے نکاح کی اجازت دے دی تھی۔ نیز لڑکی والوں کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ یہ نکاح تبادلہ میں ہوا تھا اور جس عورت کا نکاح لڑکی مذکورہ کے بدلہ میں ہوا تھا۔ اس کا نکاح درج نہیں ہے۔ لڑکی مذکورہ کے نکاح کے فارم میں خانہ کیفیت میں تبادلہ کا حوالہ موجود ہے۔ اس لیے تبادلہ والے نکاح کی ضرورت اندراج محسوس نہیں ہوئی۔ شرعاً نکاح تبادلہ کا پڑھا گیا تھا۔ بہر صورت گواہاں اور نکاح خواں کے بیانات حسب ذیل ہیں۔

گواہ نمبر ا۔ غلام رسول ولد محمود خان بعمر تقریباً ۵۰ سال۔ منکوحہ لڑکے کے والد مرحوم کا چچازاد بھائی حقیقی ہے جو لڑکے کا ولی بھی ہو سکتا ہے۔ بیان غلام رسول مذکور نمبر ا۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ واقعی میرے سامنے نکاح باقاعدہ پڑھا گیا تھا اور اُس وقت اندازہ کے مطابق ۱۵ سال کا تھا۔ دوپہر کا وقت تھا نکاح پڑھا گیا۔ بیان گواہ نمبر ۲۔ کوڑا ولد نور دین خان بعمر ۴۵ سال۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ واقعی میرے سامنے نکاح مذکور باقاعدہ پڑھا گیا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ لڑکے کی عمر اُس وقت تقریباً ۱۵ سال تھی۔ بیان گواہ نمبر ۳ لعل ولد کالو خان بعمر ۳۵ سال میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ واقعی میرے سامنے نکاح پڑھا گیا۔ دوپہر کا وقت تھا بیان محمد خان نکاح خواں۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے عظیم بخش ولد صدیق خان کا نکاح مسماۃ جنت دختر احمد خان گاڈی ولد غلام محمد خان گاڈی کے ساتھ پڑھا تھا۔ اس وقت لڑکے کی عمر تخمیناً ۱۵ سال تھی اور میرے سامنے وہ زیر ناف بال لینے کے لیے کھیت میں چلا گیا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ یہ نکاح ۳ جولائی ۱۹۶۰ء میں پڑھا گیا۔ جو عائلی قوانین سے

قبل پڑھا گیا تھا اور رجسٹر نکاح میں درج ہے۔مگر آ نکہ دریافت طلب امر یہ ہے کہ لڑکی کا والد جس نے نکاح کر دیا تھا، فوت ہو گیا۔اب لڑکی کا بھائی اور دوسرے رشتہ دار نکاح کا انکار کرتے ہیں۔جیسا کہ مندرجہ بالا تحریر ہے۔ان کے اعتراضات درج ہیں۔یہ نکاح شرعاً ثابت ہوگا یا نہیں؟ مندرجہ بیانات گواہوں کے سامنے لکھے اور سنائے گئے۔سب نے سن کر درست تسلیم کیا اور نشان انگوٹھا ثبت کیا۔

گواہ نمبر ۱ غلام رسول۔گواہ نمبر ۲ کوڑا۔گواہ نمبر ۳ لعل۔نکاح خواں محمد خان بقلم خود۔تحریر کنندہ غلام حسین بقلم خود

﴿ج﴾

اگر نکاح کے وقت لڑکا بالغ تھا جیسا کہ سوال میں درج ہے تو یہ نکاح صحیح ہے اور اگر نابالغ تھا تو پھر یہ نکاح ولی کی اجازت پر موقوف تھا۔اگر ولی نے اجازت دی ہے تو صحیح ہو گیا اور اگر لڑکے کے بلوغ تک ولی نے اجازت دی ہے اور نہ رد کر چکا ہے تو بلوغ کے بعد یہ نکاح خود لڑکے کی اجازت پر موقوف ہے۔اگر وہ نکاح کو جائز قرار دے تو نکاح صحیح ہو جائے گی۔پندرہ سال کا لڑکا شرعاً بالغ شمار ہوتا ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۴ صفر ۱۳۸۹ھ

اگر والد سے مشورہ کیا جا سکتا ہو تو ایسی صورت میں والدہ، بھائیوں کا کیا ہوا نکاح موقوف رہے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکا مسمی محمد باقر تین ماہ کا بچہ تھا اور لڑکی مسماۃ کنیزاں چار ماہ کی (نابالغہ) تھی۔لڑکی کنیزاں کا والد مسمی اللہ بخش اپنی لڑکی کا مسمی محمد باقر کے ساتھ نکاح کر دینے سے انکاری تھا اور لڑکی، والدہ اور اس کے بھائی باقر کے ساتھ نکاح کرنے میں رضامند تھے۔تو لڑکے مسمی محمد باقر کے ورثا نے فقط والدہ کی رضا لے کر اور بعض اثر رسوخ رکھنے والے زمینداروں کے ذریعہ اُس کنیزاں لڑکی کا نکاح مسمی محمد باقر سے کرا دیا۔اُس وقت لڑکی کنیزاں کا والد مسمی اللہ بخش اُسی مجلس نکاح میں موجود تھا اور انکار کر رہا تھا کہ میں اس نکاح پر بالکل راضی نہیں ہوں۔اب لڑکا اور لڑکی دونوں جوان ہیں۔لڑکے والے رخصتی چاہتے ہیں۔والد اب بھی انکاری ہے۔لڑکی شرعی فیصلہ کی منتظر ہے۔کیا اُس لڑکی کا نابالغی کی حالت میں بغیر رضاء والد کے بلکہ باوجود انکار والد کے فقط والدہ کی رضامندی سے کیا ہوا نکاح درست ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی اللہ بخش ولد گاما قوم جورا

﴿ج﴾

نابالغ لڑکی کا والد جب ایسی جگہ ہو کہ اس کا مشورہ حاصل کیا جا سکتا ہو تو ایسی حالت میں والد کی اجازت کے سوا والدہ اور بھائیوں کا کیا ہوا نکاح والد کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ مسئولہ صورت میں ظاہر ہے کہ والد سے مشورہ کرنا اور اجازت لینا کوئی دشوار نہیں تھا۔ لہذا یہ نکاح والد کی اجازت پر موقوف رہا اور جبکہ لڑکی کے بلوغ سے قبل ہی والد نے نکاح کو رد کر دیا ہو تو اس صورت میں نکاح باطل ہو گیا۔ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ **قال في شرح التنوير مطبوعه ایچ ایم سعید فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته وفي الشامية (قوله توقف علی اجازته) فلا یکون سکوته اجازةً لنکاح الابعد وان کان حاضراً في مجلس العقد مالم یرض به صریحاً** (ردالمحتار ص ۸۱ ج ۳) والسلام

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۲ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ

باپ کی موجودگی میں دادا کا کیا ہوا نکاح باپ کی اجازت پر موقوف ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی جو کہ نابالغ ہے۔ اس کا عقد نکاح اس کے دادا نے بغیر اذن والد کے کر دیا۔ اس عقد پر لڑکی کا والد راضی نہ تھا۔ نیز یہ عقد طوعاً و کرھاً لڑکے کے دادے سے کرایا گیا تھا۔ خوب مار کٹائی کی گئی ہے اور لڑکی کا باپ دادا بے ہوش ہو گئے۔ ان کی بے ہوشی کی حالت میں لڑکے کے دادا نے عقد نکاح کرا دیا تھا۔ اب لڑکی کا باپ اور دادا دونوں ان کے پاس گئے کہ ہمارے سے لڑکی کا کام کر لیں۔ لیکن وہ نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ یہاں آ کر اپنی دختر کا کام کر دیں۔ تمھارے گھر ہم نہیں آتے۔ یہ کئی دفعہ گئے لیکن وہ نہیں آتے۔ اب اس کا کیا حل ہو سکتا ہے کہ لڑکی بالغ ہو چکی ہے کیا اس کا آگے نکاح کر دیا جائے یا وہی عقد صحیح ہے۔ جب لڑکی کے باپ کو ہوش آیا تو اس نے اس عقد نکاح کو نامنظور کیا۔

ولی اقرب یعنی باپ کی موجودگی میں ولی ابعد یعنی دادا کا کیا ہوا نکاح ولی اقرب (باپ) کی رضامندی پر موقوف ہوتا ہے۔ لہذا بشرط صحت سوال اگر باپ نے ہوش میں آنے کے بعد اس نکاح کو نامنظور کر لیا ہے تو یہ نکاح فسخ ہو چکا ہے۔ لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے۔

قال في شرح التنوير فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته وفي

الشامیة (قوله توقف علی اجازته) فلا یکون سکوته اجازة لنکاح الابعد وان کان حاضرا فی مجلس العقد مالم یرض صریحا او دلالة تامل (شامی ج۳ مطبوعہ ایچ ایم سعید ص ۸۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ محرم ۱۳۸۹ھ

بالغہ لڑکی اپنے نکاح میں خود مختار ہے، دادا کا کیا ہوا نکاح نافذ نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کا عقد نکاح لڑکی مذکورہ کے دادا نے اپنی مرضی سے ایک لڑکے سے کر دیا۔ حالانکہ لڑکی کا حقیقی والد زندہ موجود ہے اور اس کے والد کے مشورہ وارادہ سے نکاح نہیں کیا گیا اور لڑکی بھی ایسے نکاح سے انکار کرتی ہے۔ مگر اس کے دادا نے اپنی مرضی سے شرعی نکاح کر دیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا دادا مذکور کی مرضی سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہ؟ جبکہ لڑکی کا حقیقی والد زندہ موجود ہے اور لڑکی بھی رضامند نہیں ہے۔ لڑکی کی عمر اس وقت تقریباً ۱۵ سال ہے۔ مفصل حل فرمایا جائے۔

﴿ج﴾

بالغ لڑکی اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ اگر اس نے دادا کو نکاح کا وکیل نہیں بنایا ہے اور نہ اجازت دی ہے تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ غیر ولی اقرب کی اجازت میں سکوت کافی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ شعبان ۱۳۸۸ھ

دادا کا کیا ہوا نکاح لڑکی کے باپ کی رضامندی پر موقوف رہے گا

﴿س﴾

میری ہمشیرہ جس کی عمر اس وقت ۲۲ سال ہے۔ جس وقت وہ ۲ سال کی تھی تو میرے دادا صاحب نے اپنے چھوٹے بھائی کے لڑکے کو اپنی پوتی دینے کا عہد کیا۔ اس وقت میرے دادا کے بھائی کے لڑکے کی عمر بھی ۲ سال تھی۔ جب میرے والد صاحب گھر آئے اور دادا صاحب نے انھیں بتایا کہ میں نے تمھاری بیٹی کا عقد اپنے بھائی کے لڑکے سے کیا ہے اور تم مجھے نکاح کی اجازت دو تو میرے والد صاحب نے اپنی لڑکی دینے سے انکار کیا۔ جب میرے والد صاحب واپس ملازمت پر چلے گئے تو میرے دادا صاحب نے اپنی پوتی کا نکاح اپنے

بھائی کے لڑکے سے کر دیا۔ جس میں لڑکی کی والدہ بھی رضامند نہیں تھی اور نہ ہی اس سے کسی قسم کی اجازت لی گئی ہے۔ لڑکی کی جگہ نکاح کس نے پڑھا یا لڑکے کی جگہ نکاح کس نے پڑھا یہ معلوم نہیں۔ اب لڑکا بالغ ہے اور اس نے اپنی ہمشیرہ کا رشتہ دوسری جگہ دے کر اپنی شادی کر لی ہے اور اس وقت ایک بچے کا باپ ہے۔ میرے والد صاحب نے دوسری شادی کر لی ہے اور وہ ہم سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ اب لڑکی ہم دو بھائیوں اور والدہ کے پاس ہے اور وہ ہمیں ناجائز تنگ کر رہے ہیں کہ لڑکی سے ہمارا نکاح ہے اور ہم یہ رشتہ کر کے رہیں گے۔ ہمارے دادا صاحب اس وقت فوت ہو چکے ہیں۔ براہ کرم ہماری راہنمائی فرمائیں اور ہمیں فتویٰ دیں تاکہ ہم اپنی بہن کی شادی دوسری جگہ کر سکیں۔ سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ والد نے نکاح ہو جانے کے بعد بھی نکاح کو نامنظور کیا۔

﴿ج﴾

ولی اقرب (باپ) کی موجودگی میں ولی ابعد (دادا) کا کیا ہوا نکاح ولی اقرب کی رضامندی پر موقوف ہوتا ہے۔ **كما في الدر المختار ص ۸۱ ج ۳ فلو زوج الابعد حال قيام الاقرب توقف على اجازته الخ** ۔ بنابریں صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر واقعی باپ نے نکاح سے پہلے اجازت نہیں دی اور اس نکاح کے بعد بھی اجازت نہیں دی اور انکار کر دیا ہو تو یہ نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوا۔ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ شعبان ۱۳۸۸ھ

باپ نابالغہ لڑکی کے نکاح کا ولی ہے، اگر باپ نے انکار کر دیا تو نکاح نافذ نہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی لڑکی کی شادی کرنی چاہی۔ لڑکی والوں نے وٹہ طلب کیا۔ وٹہ وہ خود نہیں لینا چاہتے تھے۔ بلکہ کسی اور جگہ جہاں انھوں نے پہلے کا وٹہ دینا تھا دلانا چاہتے تھے۔ انھوں نے وہاں دینے سے انکار کر دیا۔ برادری کی کشمکش ہوتی رہی۔ ایک دن جہاں وٹہ دلانا چاہتے تھے۔ ان کو ساتھ لے کر بھی نکاح خوان کے ساتھ آ پہنچے اور ان کو مجبور کرنے لگا۔ زید کی پوتی کے خواہاں تھے۔ نکاح خوان نے زید کے لڑکے سے اس کی لڑکی کے متعلق دریافت کیا تو اس نے لڑکی نابالغ کے نکاح کر دینے سے صاف انکار کر دیا اور جہاں وہ لوگ بیٹھے تھے نہ آیا اور اپنے کام میں مشغول رہا۔ اب انھوں نے زید کو مجبور کیا۔ نکاح

خوان نے ایک طریقہ نکال کے زید کو کہا کہ اگر میں تجھ سے اجازت طلب کروں تو تم اس نیت سے کہہ دینا اجازت ہے کہ تم چلے جاؤ اس کے بعد نکاح خوان نے زید سے دریافت کیا کہ اجازت ہے تو زید نے اسی نیت سے کہہ دیا ہاں اجازت ہے تو اس پر نکاح خوان نے خود ایجاب کرادیا اور بعد اس کے لڑکی نابالغہ کے باپ نے انکار کر دیا۔ کیا یہ نکاح شرعاً منعقد ہوا ہے یا نہیں؟

باپ نابالغہ لڑکی کے نکاح کا ولی ہے نہ کہ دادا جب باپ نے انکار کر دیا تو نکاح منعقد ہی نہیں ہوا اور لڑکی جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ البتہ مدعی نکاح اگر اس مذکورہ بالا بیان کے سوا کوئی دوسرا دعویٰ کرے۔ مثلاً یہ کہ لڑکی کے باپ نے اجازت دی ہے یا لڑکی بالغہ تھی اور اس نے خود اجازت دی تو پھر کوئی ثالث (حکم شرعی) مقرر کر کے واقعہ کی تحقیق کی جائے۔ اور جو واقعہ ثالث کے سامنے ثابت ہو اس کے مطابق شرعی فیصلہ دیا جائے اور راوی کے بیان پر فتویٰ صادر نہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ رمضان ۱۳۸۸ھ

باپ کی موجودگی میں چچا کا کیا ہوا نکاح صحیح نہیں ہے (جبکہ باپ ناراض ہو)

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ جنت بی بی دختر شہادت علی کا نکاح عدم بلوغ کے زمانہ میں اس وقت لڑکی کے چچا نے جو کہ صاحب جائیداد اور طاقتور ہے۔ لڑکی مذکورہ کی والدہ کی رضامندی حاصل کر کے لڑکی کے والد کی موجودگی اور نارضامندی کے باوجود مسمی زید سے کر دیا ہے۔ اب وہ لڑکی بعد از بلوغ خاوند مذکور کے ساتھ جانے پر رضامند نہیں ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ خاوند مذکور نے عرصہ سے دوسری شادی کر رکھی ہے۔ جس سے اس کی اولاد بھی پیدا ہو چکی ہے۔ لہٰذا صورت مذکورہ سے نکاح ہو گیا ہے یا نہیں۔ اگر ہو گیا ہے تو کوئی صورت نکاح کے فسخ کرنے کی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

صورت مسئولہ میں لڑکی کا ولی اقرب اس کا باپ تھا لڑکی کے چچا نے باوجود لڑکی کے باپ کی موجودگی اور ناراضگی کے نکاح پڑھا دیا تو یہ نکاح ہوا ہی نہیں۔ اب اس کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے اپنا نکاح کرلے۔ اگر

باپ اس نکاح سے راضی ہوتا تو پھر چچا کا کرایا ہوا نکاح جائز ہوتا۔ درمختار مطبوعہ ایچ ایم سعید ص ۸۱ ج ۳ میں ہے۔ فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

۲۶ اگست ۱۹۶۸ء

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

والد کے انکار کے باوجود چچا کا کیا ہوا نکاح معتبر نہیں ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے متعلق۔ ایک شخص بنام ملو نے اپنی دختر بنام امانت بی بی کی رسوم منگنی فتح محمد ولد نظام الدین کے ساتھ کر دی لیکن کچھ عرصہ کے بعد ملو اور نظام الدین کے درمیان بدسلوکی پیدا ہوگئی تو ملو نے اپنی دختر امانت بی بی کی منگنی اب دوسری جگہ محمد رمضان ولد محمد بخش کے ساتھ کر دی اور عقد نکاح کے دن تاریخ مقرر کر دیے۔ جب مقرر شدہ دن قریب آیا تو نظام الدین کو پتہ چلا کہ ملو نے اپنی دختر امانت بی بی کا رشتہ دوسری جگہ کر دیا تو جس دن محمد رمضان ولد مولا بخش کی بارات آئی تھی۔ اسی دن بارات آنے سے پہلے نظام الدین بذریعہ پولیس امانت بی بی دختر ملو کا نکاح اپنے لڑکے فتح محمد کے ساتھ کرا کے اپنے گھر لے آیا۔ اس کے بعد جب محمد رمضان ولد مولا بخش کی بارات آئی اور ان کو معلوم ہوا کہ نظام الدین بذریعہ پولیس امانت بی بی کا نکاح اپنے لڑکے فتح محمد کے ساتھ کرا کے اپنے گھر لے گیا تو بارات والوں نے محمد حنیف سے کہا کہ ہمارے ساتھ یہ معاملہ ہوگیا ہے۔ اب تم ہمارے ساتھ یہ احسان کرو کہ اپنی دختر کا نکاح محمد رمضان کے ساتھ کر دو تاکہ ہماری عزت رہ جائے اور ہم یہ وعدہ وعید کرتے ہیں کہ جب ملو کی لڑکی بنام امانت بی بی محمد رمضان کے نکاح میں آ جائے گی اور اس کے گھر آباد ہو جائے گی تو تمھاری لڑکی کو طلاق دے دیں گے۔ بس اتنی بات سنتے ہی محمد حنیف نے جواب دیا کہ میں تو اپنی دختر کا نکاح کسی صورت بھی نہیں دیتا اور نہ میں نکاح کرنے پر راضی ہوں۔ اس کے بعد برادری میں سے ایک شخص بنام مہر الدین اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں بھی لڑکی کا چچا ہوں۔ میرا بھی کچھ حق ہے۔ میں اجازت دیتا ہوں۔ تم نکاح پڑھاؤ۔ حتیٰ کہ نکاح پڑھا دیا گیا اور اس وقت لڑکی کی عمر ۴ یا ۵ ماہ کی تھی۔ اب آپ براہ کرم نوازی بندہ کو شریعت کی روشنی میں اس بات سے آگاہ فرمائیں کہ محمد حنیف کی دختر کا نکاح محمد رمضان کے ساتھ ہوگیا یا کہ نہیں۔ جبکہ محمد حنیف نے نکاح کی اجازت بھی نہیں دی اور نہ نکاح کرنے پر راضی تھا اور لڑکی کی عمر بھی اس وقت ۴ یا ۵ ماہ کی تھی۔ آپ کی بڑی نوازش ہوگی۔ فقط والسلام

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جب لڑکی نابالغہ کا والد موجود نہ تھا اور وہ نکاح میں دینے سے انکاری تھا اور نکاح ہونے کے بعد بھی انکار کرتا رہا ہے تو چچا کی اجازت سے نکاح نہیں ہوا ہے۔لڑکی اپنی مرضی سے دوسری جگہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ کیونکہ باپ ولی اقرب ہے اور چچا ولی ابعد ہے۔ ولی اقرب کی موجودگی میں ولی ابعد کا نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے اور جب نکاح کے بعد وہ اس کو رد کر دے تو نکاح رد ہو گیا اور لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر بیان سائل کا صحیح ہے اور وہ اس بیان کو ثابت کر دے تو جواب درست دیا گیا ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۴ المحرم ۱۳۸۸ھ

ولی اقرب باپ کی اجازت کے بغیر کیا ہوا نکاح منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی عزیز بخش ولد میاں کالو کی شادی مسماۃ کنیز اختر محمد رمضان سے ہونا قرار پائی۔ شادی کے عین موقع پر مسماۃ کنیز کے والد نے تبادلہ بازو (وٹہ سٹہ) کا مطالبہ کیا اور اصرار کیا بالآخر دولہا کے والد (میاں کالو) نے اپنے بیٹے واحد بخش کو اپنی بیٹی مسماۃ اقبال نابالغہ بطور وٹہ سٹہ دینے کو کہا لیکن واحد بخش مذکور انکار کر کے چلا گیا۔ میاں کالو نے مسمی محمد رمضان کو یقین دہانی کرائی کہ میں دادا ہوں، حقدار ہوں میں تمہیں لکھ دیتا ہوں کہ واحد بخش کی لڑکی مسماۃ اقبال بطور تبادلہ دی جائے گی۔ چنانچہ واحد بخش کی رضامندی کے بغیر لکھ بھی دیا۔ بعد میں واحد بخش کو اس تحریر پر دستخط کرنے کو کہا تو وہ دستخط کیے بغیر روبرو گواہوں کے بھاگ گیا۔ محمد رمضان نے اپنی لڑکی مسماۃ کنیز کی ڈولی رات گئے تک روکے رکھی۔ بالآخر میاں کالو نے مطلوبہ رقم ادا کی اور ڈولی حاصل کی اس صورت میں واضح فرمائیں کہ دادا کے اس طرح کرنے سے نکاح ہو جائے گا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر باقاعدہ شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں ولی اقرب باپ کی اجازت سے نکاح نہیں کیا گیا تو ولی ابعد دادا کے ان الفاظ کے تحریر کرنے سے

کہ واحد بخش کی لڑکی مسماۃ اقبال بطور دی جائے گی، نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ الفاظ وعدہ نکاح کے ہیں۔ انشاء نکاح کے لیے نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ جمادی الاخری ۱۳۹۶ھ

لڑکی کے والدین اگر راضی نہیں تو لڑکی کا نکاح نہیں ہوا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ شمسو دختر عبدالعزیز عرف ہیکھو قوم شیخ سکنہ لطیف آباد کا نکاح برادری والوں نے اکٹھے ہو کر مولوی صاحب سے غلط بیانی کر کے یعنی جھوٹ کہہ کر اپنی طرف سے یہ کہہ دیا کہ مسماۃ شمسو کے ماں باپ یعنی والدین رضامند ہیں۔ آپ نکاح کریں۔ مگر مسماۃ شمسو کے والدین کی رضامندی نہ تھی اور نہ ہی انھوں نے اجازت دی تھی۔ مولوی صاحب نے نکاح اسی طرح ہی پڑھایا کہ مسماۃ شمس کو شربت پلا دیا۔ کیونکہ مسماۃ شمس کی عمر جو تھی وہ تقریباً چھ یا سات ماہ کی تھی۔ یعنی مسماۃ شمسو کی نابالغی کی صورت حال تھی۔ اس لیے شربت پلایا تھا۔ مسماۃ شمسو کے والدین بوجہ ناراضگی کے رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اس برادری کے کیے ہوئے نکاح کو ہم نے نامنظور کر دیا اور اس سے انکار کر دیا۔ برادری نے مشہور کر دیا کہ نکاح ہو گیا۔ اس کے بعد اب مسماۃ شمسو بالغ ہے اور اس مسماۃ شمسو کو حیض بھی جاری ہے۔ مسماۃ اس نکاح والے گھر میں آباد نہیں ہونا چاہتی۔ کیا یہ نکاح شرعی طور پر درست ہے اور مسماۃ کا انکار کرنا کوئی حیثیت رکھتا ہے؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر یہ بات صحیح ہے جو سوال میں مذکور ہے کہ والدین شمسو کے نکاح پر راضی نہیں تھے تو یہ نکاح نہیں ہوا اور لڑکی آزاد ہے جس سے چاہے نکاح کرے اور والدین کی رضامندی سے باقاعدہ ایجاب و قبول کے ساتھ نکاح ہوا ہے تو پھر یہ نکاح لازم ہو گیا۔ طلاق و خلع کے بغیر دوسری جگہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بھائی والد کے اذن کے بغیر اپنی ہمشیرگان کا نکاح نہیں کرا سکتے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ محمود و زاہد میاں نے دو ہمشیرگان کا بغیر اجازت والد حقیقی کے اپنی برادری میں نکاح کر دیا ہے۔ لڑکیاں نابالغ ہیں اور والد صاحب اپنے پسران پر ناراض ہیں اور کچھ دشنام بھی دیتا رہا اور الفاظ یہ بھی کہتا رہا۔ یہ نکاح ناجائز ہے۔ میں راضی نہیں ہوں۔ آخر دم تک میں ناراض ہوں۔ کیونکہ یہ کام تم نے میری اجازت کے بغیر کیا ہے۔ نکاحوں کو عرصہ چار ماہ کا گزر چکا ہے۔ اب ایک لڑکی بالغ ہے۔ دوسری نابالغ ہے۔ مگر میں ابھی تک ان کے نکاح ہونے پر رضامند نہیں ہوا ہوں۔ کیا شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ نکاح نافذ ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

یہ نکاح نافذ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نابالغ عاقل کا خود کیا ہوا نکاح اس کے باپ کی اجازت پر موقوف ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عاقل لڑکا جو کہ ابھی تک بالغ نہیں ہوا۔ فقط عاقل ہے اور وہ لڑکا بغیر اذن ولی کے قبول کرتا ہے۔ یعنی اس کا ولی جو اس کا باپ ہے۔ اس کا قبول کرنے میں کوئی دخل نہیں ہے۔ فقط اس لڑکے نے قبول کیا تو کیا اس صورت میں جبکہ اس کے باپ کا قبولیت میں کوئی دخل نہیں ہے تو کیا اس وقت اس کا نکاح فقط اسی لڑکے کی قبولیت پر مکمل ہو جاتا ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر لڑکا عاقل ہے اور اس نے خود قبول کیا ہے۔ اس کے ولی نے قبول نہیں کیا ہے تو یہ نکاح موقوف ہے۔ اس کے ولی اقرب کی اجازت پر جو صورت مسئولہ میں اس کا باپ ہے۔ اگر اس کے باپ نے نکاح ہو جانے کے بعد اس نکاح کو منظور کیا ہو اور اس کی اجازت دے دی ہو تو نکاح درست اور لازم ہو گیا

ہے۔اور اگر اس کے باپ نے نکاح کے علم ہو جانے کے بعد اس کو نامنظور کر کے رد کر دیا ہو تو نکاح رد ہو گیا ہے اور ٹوٹ گیا ہے اور اگر ابھی تک اس کا باپ خاموش رہا ہو نہ منظور کیا ہو اور نہ رد کر دیا ہو تو اب بھی جب تک کہ لڑکا نابالغ ہو اس کو منظور کرنے اور رد کرنے کا اختیار ہے۔ **كما قال في العالمگيرية مطبوعه مكتبه ماجديه كوئٹه ص ۲۸۲ ج ۱ القاضي بديع الدين عن صغيرة زوجت نفسها من كفء ولا ولي لها ولا قاضي في ذلك الموضع قال ينعقد ويتوقف على اجازتها بعد بلوغها كذا في التاتارخانية واذا زوجت الصغيرة نفسها فاجاز الاخ الولي جاز ولها الخيار اذا بلغت كذا في محيط السرخسي** . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ رجب ۱۳۸۶ھ

باپ کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کا نابالغی میں اس کے چچا غلام محمد ولد محمد بخش قوم بھٹی کمہار نے ایجاب وقبول سے نکاح پڑھا دیا۔لڑکی کا والد محمد رمضان ولد محمد بخش قوم بھٹی کمہار اس نکاح پر رضامند نہیں تھا اور نہ اُس نے ایجاب وقبول کیا۔ بلکہ نکاح کے وقت وہ موجود بھی نہیں تھا اور نہ نکاح کے بعد اُس نے کسی قسم کی زبانی یا تحریری اجازت دی ہے۔تو کیا اس طرح لڑکی مذکورہ کا نکاح ہو گیا ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر نابالغہ کے نکاح کی اجازت اس کے والد نے نکاح سے پہلے یا بعد کسی وقت بھی نہیں دی اور نکاح والد کی اجازت کے بغیر اس کے چچا غلام محمد نے کر دیا ہے تو یہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف ہے۔اگر باپ نے اس نکاح کو لڑکی کی نابالغی میں رد کر دیا ہے تو نکاح فسخ ہو چکا ہے اور اگر جائز قرار دیا ہے تو درست شمار ہوگا۔بہر حال اگر والد مسمی محمد رمضان نے چچا کے کیے ہوئے نکاح کو لڑکی کی صغرسنی میں رد کر دیا ہے تو دوسری جگہ جائز ہے۔صحت سوال کی ذمہ داری سائل پر ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ صفر ۱۳۹۸ھ

والدہ کا کرایا ہوا نکاح نابالغہ کے حق میں صحیح نہیں جب تک والد اجازت نہ دے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی جس کی عمر اڑھائی سال تھی اور اُس کے والد نے وعدہ کیا تھا کہ میں اپنی لڑکی کا نکاح کر دوں گا اور جب ہم نکاح کرنے کے لیے اُن کے گھر گئے تو لڑکی کا والد موجود نہ تھا اور اُس لڑکی کی والدہ نے نکاح کی قبولیت کر دی اور اب لڑکی کا والد اپنے وعدہ سے منحرف ہو گیا اور اب والدہ کا کیا ہوا نکاح باقی رہ سکتا ہے یا کہ نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔

﴿ج﴾

کسی ثالث کے سامنے تحقیق کی جائے۔ اگر نابالغہ کا نکاح والدہ نے کیا ہے اور والد نے اجازت نہیں دی ہے تو نکاح منعقد نہیں ہوا ہے۔ بلکہ یہ نکاح والد کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر والد نے اجازت دے دے تو نکاح صحیح ہو جائے گا اور اگر والد نے رد کر دیا تو نکاح ختم ہو جائے گا۔ **فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته** (شامی مطبوعه ایچ ایم سعید ص ۸۱ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ رجب ۱۳۸۹ھ

بالغ کا نکاح صحیح ہے اور نابالغ کا نکاح باپ پر موقوف رہتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا ایک لڑکے کے ساتھ چند معتبر گواہوں کے روبرو نکاح کر دیا۔ لڑکے کی عمر بوقت نکاح ہمارے اندازے کے مطابق تقریباً ۱۵ سال تھی اور یہی عمر فارم نکاح میں بھی درج ہے۔ گواہوں کا بیان ہے کہ اس وقت لڑکا بالغ تھا۔ ویسے اگرچہ لڑکے کا والد نہ تھا۔ مگر والدہ نے لڑکے مذکور کے نکاح کی اجازت دے دی تھی۔ نیز لڑکی والوں کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ یہ نکاح تبادلہ میں ہوا تھا اور جس عورت کا نکاح لڑکی مذکورہ کے بدلہ میں ہوا تھا۔ اس کا نکاح درج نہیں ہے۔ لڑکی مذکورہ کے نکاح کے فارم میں خانہ کیفیت میں تبادلہ کا حوالہ موجود ہے۔ اس لیے تبادلہ والے نکاح کی ضرورت اندراج محسوس نہیں ہوئی۔ شرعاً نکاح تبادلہ کا پڑھا گیا تھا۔ بہر صورت گواہاں اور نکاح خواں کے بیانات حسب ذیل ہیں۔

گواہ نمبر ا۔ غلام رسول ولد محمود خان بعمر تقریباً ۵۰ سال۔ منکوحہ لڑکے کے والد مرحوم کا چچازاد بھائی حقیقی ہے۔ جو لڑکے کا ولی بھی ہو سکتا ہے۔ بیان غلام رسول مذکور نمبر ا۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ واقعی میرے سامنے نکاح با قاعدہ پڑھا گیا تھا اور اُس وقت اندازہ کے مطابق ۱۵ سال کا تھا۔ دو پہر کا وقت تھا نکاح پڑھا گیا۔

بیان گواہ نمبر ۲۔ کوڑا ولد نورن خان بعمر ۴۵ سال۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ واقعی میرے سامنے نکاح مذکور با قاعدہ پڑھا گیا تھا۔ دو پہر کا وقت تھا۔ لڑکے کی عمر اُس وقت تقریباً ۱۵ سال تھی۔

بیان گواہ نمبر ۳۔ لعل ولد کالو خان بعمر ۳۵ سال۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ واقعی میرے سامنے نکاح پڑھا گیا۔ دو پہر کا وقت تھا۔ لڑکے کی عمر اُس وقت تقریباً ۱۵ سال تھی۔

بیان محمد خان نکاح خواں۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے عظیم بخش ولد صدیق خان کا نکاح مسماۃ جنت دختر احمد خان گاڈی ولد غلام محمد خان کے ساتھ پڑھا تھا۔ اس وقت لڑکے کی عمر تخمیناً ۱۵ سال تھی اور میرے سامنے وہ زیر ناف بال لینے کے لیے کھیت پر چلا گیا۔ دو پہر کا وقت تھا۔ یہ نکاح ۳ جولائی ۱۹۶۰ء میں پڑھا گیا جو عائلی قوانین سے قبل پڑھا گیا اور رجسٹر نکاح میں درج ہے۔ مکرر آنکہ دریافت طلب امر یہ ہے کہ لڑکی کا والد جس نے نکاح کر دیا تھا فوت ہو گیا ہے۔ اب لڑکی کا بھائی اور دوسرے رشتہ دار نکاح کا انکار کرتے ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ بالا تحریر میں ان کے اعتراضات درج ہیں۔ یہ نکاح شرعاً ثابت ہو گا یا نہیں۔ مندرجہ بیانات گواہوں کے سامنے لکھے اور سنائے گئے۔ سب نے سن کر درست تسلیم کیا اور نشان انگوٹھا ثبت کیا۔

گواہ نمبر ا۔ غلام رسول

گواہ نمبر ۲۔ کوڑا

گواہ نمبر ۳۔ لعل

نکاح خواں محمد خان بقلم خود

تحریر کنندہ غلام حسین بقلم خود

﴿ج﴾

اگر نکاح کرتے وقت لڑکا بالغ تھا۔ جیسا کہ سوال میں درج ہے تو یہ نکاح صحیح ہے اور اگر نابالغ تھا تو پھر یہ نکاح ولی کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر ولی نے نکاح کی اجازت دے دی ہے تو نکاح صحیح ہو گا اور اگر لڑکے کے بلوغ تک ولی نے اجازت نہ دی ہے اور نہ رد کر چکا ہے تو بلوغ کے بعد یہ نکاح لڑکے کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر وہ نکاح کو جائز قرار دے تو نکاح صحیح ہو جائے گا۔ پندرہ سال کا لڑکا شرعاً بالغ شمار ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۴ صفر ۱۳۸۹ھ

تیرہ سالہ لڑکی کے متعلق تحقیق کی جائے گی، اگر نابالغہ ہے تو نکاح باپ کی مرضی پر موقوف رہے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے مثلاً ہندہ نابالغہ کو اغوا کیا اور پھر زبردستی سے بلا رضا ہندہ مکرھا بخویف القتل نکاح ہندہ کے ساتھ پڑھالیا۔ مدت دو سال کے بعد وہ لڑکی باپ کے ہاتھ آئی۔ اب بیٹی ہندہ متذکرہ کا باپ ہندہ کا نکاح کسی دوسری جگہ کرنے میں شرعاً مجاز ہے یا نہ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مذکورہ میں زید کا ہندہ کے ساتھ نکاح شرعاً منعقد نہیں۔ تصحیح عقد کے لیے بلوغ عقل حریت شرط جواز نکاح ہیں۔ صورت کذائیہ میں نہ بلوغ نہ رضا ہذا والد شرعاً مجاز ہے۔ دوسری جگہ میں نکاح کرسکتا ہے۔ باب الاولیاء میں ہدایہ مع فتح القدیر مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ کا متن ہے۔ وینعقد نکاح الحرة العاقلة البالغة برضاها الخ هدايه ص ۱۵۷ ج ۳ هذا ما عندی والله اعلم وعلمه اتم.

عبدالقادر از چک ۱۱۱/۱۲-۸ بتاریخ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ بقلم خود

سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ لڑکی کی عمر نکاح کے وقت تقریباً تیرہ برس کی تھی اور نابالغہ تھی۔ بنابریں تحقیق کی جائے۔ اگر لڑکی واقعی اس وقت نابالغہ تھی تو لڑکے کے ایجاب وقبول سے جو نکاح پڑھایا گیا تھا۔ وہ باپ کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر لڑکی کے بلوغ سے قبل باپ نے اس نکاح کو رد کردیا ہے تو پھر فسخ ہوگیا ہے اور اگر لڑکی کے بلوغ تک باپ نے نہ اجازت دی ہے اور نہ رد کردیا ہے تو بلوغ کے بعد یہ نکاح لڑکی کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر لڑکی اس نکاح کو رد کردے تو یہ نکاح ختم ہو جائے گا اور دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہوگا۔ قال في الشامية بخلاف المتردد بين النفع والضرر كالبيع والشراء والنكاح فانه ينعقد موقوفاً حتى لو بلغ فاجازه صح الخ (شامی ص ۲۴۵ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

اگر لڑکی کے باپ نے نہ اجازت دی اور نہ ہی منظور کیا تو نکاح منعقد نہیں ہوا

حلفی بیان

میری ایک بچی جس کی عمر ۱۲ سال ۹ ماہ تھی۔ لیکن پوری طرح بالغہ نہ تھی۔ نور خان اپنے گھر لے گیا کہ میرا گھر بار چال چلن دیکھ لیں اور اپنی بچی کا رشتہ میرے لڑکے کے ساتھ کردیں۔ میں اپنی بچی کو ہمراہ لے گیا۔ کیونکہ وہاں سے ۲ میل کے فاصلہ پر میری لڑکی اپنے گھر آباد تھی۔ اس اپنی چھوٹی بچی کو وہاں اس کی ہمشیرہ کے گھر چھوڑ دوں گا۔ لیکن اس شخص نے جبراً اپنے گھر روک لیا بعد ازاں جب میرے لڑکے اور داماد کو پتہ چلا تو وہ موقع پر آ گئے اور مجھے اپنے ہمراہ لے جانے لگے تو نور خان نے مسجد میں بیٹھ کر قرآن اُٹھا کر اُن کو تسلی دی کہ میں نکاح نہیں کروں گا۔ تم سب کی رضامندی سے کروں گا۔ وہ مطمئن ہو کر واپس چلے گئے۔ دو دن بعد نور خان نے جبراً اپنے لڑکے سے میری بچی کا نکاح کر لیا۔ اس میں میں، میری بیوی، میری بچی کوئی بھی رضامند نہ تھے اور نہ ہی میری بچی نے ایجاب وقبول کیا میری بیوی کو بے ہودگی اور جبر سے نکال دیا۔ آخر کار میں نے پولیس سے رابطہ کیا۔ میری بیٹی پولیس نے مجھے برآمد کرا دی۔ اب نور خان اور اس کے لڑکے فلک شیر پر ڈاکہ زنی کا کیس اور دوسرا استقرار حق کا کیس چل رہا ہے۔ دوران کیس عدالت نے دونوں گواہاں کے بیان لیے تو دونوں گواہ یہ نہ بتا سکے کہ لڑکی کی کیا عمر تھی۔ حق مہر جو مقرر کیا تھا وہ کتنا تھا۔ دونوں کے بیان مختلف تھے۔ کیس اب بھی دونوں عدالت میں چل رہے ہیں۔ از راہ کرم مجھے اس کے متعلق فتویٰ دیا جائے کہ اللہ اور رسولؐ کا کیا حکم ہے۔

والد حقیقی غلام محمد بقلم خود۔ مورخہ ۷ فروری ۱۹۷۰ء

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر لڑکی کے باپ نے نکاح کی اجازت نہیں دی اور نہ نکاح کو منظور کیا ہے اور نہ لڑکی نے ایجاب وقبول کیا ہے تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوا اور لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے۔ لیکن اگر نکاح کے بعد لڑکی کے باپ نے اس نکاح کو منظور کر لیا ہو، پھر دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

نابالغ لڑکی خودمختار نہیں، اس لیے اس کا کیا ہوا نکاح ولی اقرب پر موقوف رہتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ نکاح نابالغ لڑکی یا لڑکے کا شرعاً درست ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

نابالغ چونکہ خودمختار نہیں۔ لہٰذا ان کا نکاح موقوف بإجازۃ ولی یا رد از ولی تک موقوف ہے۔ ردِ نکاح از ولی تا زمانہ عدم بلوغ محدود ہے۔ بعد از بلوغ وہ خودمختار ہیں۔ ولی کی اجازت یا عدم اجازت کی ضرورت نہیں۔ اگر صورت مسئولہ میں نکاح خود صغار ممیزین سے صادر ہوا ہو یا اور کسی فضولی نے کیا ہو اور اُن کی نابالغیت کے زمانے میں ولی نے رد نکاح کذائیہ سے کیا ہو تو نکاح چونکہ درست نہیں۔ ناکح کے طلاق دینے کے بغیر ولی اس صغیرہ کو دوسری جگہ نکاح میں دے سکتا ہے۔ اگر اب بالغ ہو گئے ہوں تو وہ اپنے نفس کے خودمختار ہیں۔ ھذا ما عندی۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

المجیب فقیر عبدالقادر راز چک آر ۸/۱۱ تحصیل خانیوال ضلع ملتان
۲۹ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

نابالغ لڑکی کا نکاح والد کی اجازت کے بغیر منعقد نہیں ہوتا

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک نابالغ لڑکی بعمر ۹، ۱۰ سال جس کا والد ٹی بی کا مریض تھا۔ سال ۱۹۶۶ء میں چند زمیندار اور بااثر و رسوخ آدمیوں نے مل کر لڑکی مذکورہ کا نکاح جس آدمی سے کرایا وہ اس کے رشتہ دار نہ تھے۔ لڑکی بوقت نکاح انکار کرتی رہی۔ بلکہ اس کا والد جو کہ بیمار تھا کی بھی رضامندی نہ تھی۔ لڑکی کا والد چونکہ زمیندار کا ہمسایہ تھا اور زمیندار مذکور نے زبردستی نکاح لڑکی کو مار پیٹ کر کرا دیا۔ پھر مبلغ پانچ سو روپے لڑکی کے والد کو زبردستی دے دیا۔ بعد از واقعہ لڑکی کا والد وہاں سے ترک سکونت کر گیا۔ لیکن فریق دوم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا لڑکی مذکورہ سے نکاح ہے اور جگہ عدالتوں میں مقدمہ دائر کر کے فریق اول کو پریشان کر رہے ہیں۔ نیز لڑکی مذکورہ کا نکاح زبردستی اس لیے کیا گیا تھا کہ جس آدمی سے لڑکی کا نکاح کرایا گیا۔ وہ آدمی زمیندار

مذکور کو اپنی عورتیں عیش وعشرت کے لیے نذر کرتا تھا۔لڑکی اب چونکہ عاقلہ بالغہ ہو چکی ہے وہ اب بھی وہاں جانا پسند نہیں کرتی اور جس وقت نکاح ہوا تھا۔اس وقت بھی چوری سے اپنے گھر بھاگ کر آئی تھی۔اس کے متعلق حکم شرعی فرمایا جائے کہ نکاح ہو چکا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔تحقیق کی جائے کہ اگر سائل کا سوال درست ہو کہ لڑکی نابالغہ ہے اور والد کی اجازت کے بغیر زبردستی نکاح پڑھا گیا ہو۔والد نے نکاح سے قبل اور نہ بعد اجازت دی ہو بلکہ اس نکاح سے انکاری رہا ہو تو پھر نکاح منعقد نہیں ہوا اور لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز ہے اور اگر والد سے اجازت حاصل کی گئی ہو۔پھر تو دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ **وفی الشامیة ص ۸۱ ج ۳ فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته**۔ فضولی کا بھی یہی حکم ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

والد کے نہ ہوتے ہوئے بھائی نابالغہ بہن کی وکالت کر سکتا ہے، لیکن لڑکی اگر بالغہ ہے تو خود مختار ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی نابالغہ جس کا باپ فوت ہو چکا تھا۔لڑکی کے بھائی نے اس کا نکاح اپنی برادری میں ایک لڑکے نابالغ سے کر دیا تھا۔اب لڑکی بالغہ ہے۔اسی بھائی نے اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا ہے۔اس لڑکی کا پہلا نکاح جو نابالغی میں ہوا تھا۔شرعاً درست ہے یا دوسرا نکاح جو حالت بلوغ میں کر دیا گیا ہے۔

﴿ج﴾

حسب سوال لڑکی نابالغہ کا جو نکاح بھائی نے کر دیا تھا۔وہ شرعاً درست اور لازم تھا۔البتہ بوقت بلوغ لڑکی کو شرعاً اختیار تھا کہ اس نکاح کو قبول کرے یا انکار کر کے حاکم مجاز سے فسخ کرائے۔اگر لڑکی نے بوقت بلوغ فوراً بلا مہلت خیار بلوغ کو استعمال نہیں کیا تھا تو اُسے حاکم سے فسخ کرانے کا حق نہیں پہنچتا۔وہ نکاح اس پر لازم ہو گیا۔اس نکاح کے ہوتے ہوئے لڑکی کے بھائی نے جو دوسری جگہ نکاح کر دیا ہے۔وہ نکاح پر نکاح ہے۔دیدہ دانستہ باوجود علم پہلے نکاح کے جو لوگ نکاح ثانی میں شامل ہوئے ہوں۔سب شرعاً مجرم ہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا بھائیوں کی ناراضگی اورعدم شمولیت کی بناپرنکاح پرکوئی اثرپڑے گا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے لاولد ہونے کی وجہ سے اپنی حقیقی ہمشیرہ کی لڑکی کو بچپن میں متبنیہ بنالیا۔ کیونکہ اس کی ہمشیرہ کا خاوند فوت ہوگیا تھا۔ زید نے اس لڑکی کو گود لینے سے پیشتر ایک لڑکا بھی گود میں لیا ہوا تھا۔ زید نے دونوں بچوں کی آپس میں شادی کرنے کی نیت کر لی۔ لہٰذا لڑکی کی والدہ اور بہن بھائیوں کی اجازت سے باقاعدہ طور پر منگنی کر دی گئی۔ اب دونوں بچے جوان ہو چکے ہیں اور زید نے اُن کی شادی کی تقریب شروع کردی ہے مگر ایک مشکل درپیش آگئی ہے۔ وہ یہ کہ کچھ عرصہ پیشتر لڑکی کے بھائی نے زید یعنی اپنے ماموں اور اُس کے بھائیوں بلکہ خاندان کے تقریباً بیشتر افراد کے ساتھ جھگڑے فسادات شروع کر دیے اور اب حالات بد سے بدترین صورت اختیار کر چکے ہیں۔ جن کے سلجھانے میں مزید حالات خراب ہو جائیں گے۔ اب لڑکی کی والدہ اپنے لڑکوں کی اسی شادی میں شرکت کے لیے بضد ہے۔ جبکہ زید اس کی شرکت یعنی لڑکی کے بھائی کے خلاف ہے۔ کیونکہ اُس کی شرکت سے مزید افراد ناراض ہو جائیں گے۔ جن کی شمولیت کے بغیر زید کے لیے بہت مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ لڑکی کی والدہ شادی میں راضی ہے۔ مگر اب اپنے لڑکے کی شرکت کے لیے بضد ہے۔ والدہ کی شرکت کے بغیر کیا زید ولی کی حیثیت سے دونوں بچوں کی شادی کرسکتا ہے۔ لڑکی کی والدہ بہن بھائی حیات ہیں۔ مگر اس کا کوئی چچا نہیں ہے۔ لڑکے کے والدین (ماں اور باپ) اور بہن بھائی حیات ہیں اور سب اسی رشتہ پر راضی خوش ہیں شریعت کی روشنی میں علماء دین کا اس سلسلہ میں کیا فیصلہ ہے۔

(نوٹ) لڑکی کے بھائی کے ساتھ دوسرے معاملات میں جھگڑے ہیں اس شادی کے سلسلہ میں وہ بھی راضی ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں ہرممکن کوشش کی جائے کہ بھائیوں میں آپس میں مصالحت ہو جائے اور تینوں بھائی اور والدہ شرعی طریقہ سے نکاح کے امور سرانجام دینے میں شریک ہوسکیں۔ لیکن اگر کسی وجہ سے والدہ یا بھائی مجلس نکاح وغیرہ میں شمولیت نہ کرسکیں تو لڑکا بالغ اور لڑکی جبکہ ایک دوسرے کے کفو ہیں، کی رضامندی کے ساتھ نکاح کر کے رخصتی کرنا شرعاً جائز ہے اور ان کی عدم شمولیت کی وجہ سے نکاح میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن اولیاء کی رضامندی کے لیے بہرحال کوشش کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

والد کا رد کیا ہوا نکاح منعقد نہیں ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک پانچ سالہ لڑکی کولڑکی کے وارثوں کی طرف سے ایک لڑکا مسمی فلاں کے نکاح کرانے کے مقصد لڑکے کے وارثوں کو دے دیا۔ جب لڑکی کولڑکے کے وارث اپنے پاس لے گئے تو فلاں لڑکے کے بجائے اور ایک لڑکے سے لڑکے والوں نے نکاح کرا دیا اور لڑکی کے وارثوں سے کوئی اجازت نہیں لی تھی۔ اب کیا لڑکی کے وارثوں کی اجازت کے بغیر نابالغ لڑکی کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور اس لڑکے سے لڑکی والے وارث راضی بھی نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بشرط صحت واقعہ نکاح مذکور نافذ نہیں ہے۔ لڑکی کے والد کے رد کرنے سے یہ نکاح رد ہو گیا ہے۔ جس لڑکے کو نکاح میں دینے کے لیے لڑکی کے والد نے اجازت دی تھی۔ اس کے علاوہ کسی اور لڑکے کو نکاح میں دینے سے یہ نکاح موقوف ہو گیا تھا لڑکی کے والد کی رضامندی پر۔ لڑکی کے والد نے پتہ لگتے ہی اس کو رد کر دیا ہے اور اس کا انکار کر دیا ہے۔ لہٰذا نکاح مذکور رد ہو گیا ہے اور اس کا نکاح جہاں یہ چاہیں اپنی مرضی سے کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ

ولی اقرب (باپ) کی اجازت عقد نکاح کے لیے ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کی لڑکی کے نکاح کے لیے برادری آئی اور بمع مولوی صاحب کے جب زید کو خبر پہنچی تو زید نے برادری کے لیے سازو سامان اور چارپائی بستر ے کے انتظام کے لیے اردگرد دوسری بہنوں سے رابطہ کیا۔ جب زید واپس ہوا تو لوگوں نے پوچھا کہ یہ سامان کیوں جمع کر رہے ہو۔ اس نے کہا۔ تمھارے لیے۔ انھوں نے کہا نکاح تو ہم نے تمھارے پیچھے کر لیا۔ جب چارپائیاں اور سازو سامان لینے کے لیے گئے تھے۔ زید حیران ہو گیا۔ اس نے کہا۔ جب میں اور باپ موجود تھا اور لڑکی میری نابالغ جس کی عمر

تقریباً پانچ چھ سال ہے۔ یہ نکاح تم نے کس طرح کیا۔ بس انھوں نے کہا۔ مولوی صاحب نے کر دیا۔ کلمے وغیرہ پڑھا دیے۔ زید نے بولا نہ ایجاب ہوا نہ قبول ہوا، نہ ولی کی اجازت ہوئی ۔ یہ نکاح تمام کی تمام برادری سن رہی ہے۔ یہ نکاح نہیں ہوا۔ وہ کہنے لگے۔ زید کو جب خبر نہیں نکاح کسی صورت نہیں ہوتا۔ جو دوسری پارٹی کے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ نکاح ہوگیا۔ اب اس بات کو تقریباً ۱۲، ۱۳ سال ہوگئے ہیں۔ اس وقت رجسٹرار نہیں تھے۔ حقیقت یہ تھی کہ زید نے ان سے رشتہ لیا تھا اپنے لڑکے کے لیے اور زید نے کہا تھا کہ میں تبادلہ کا رشتہ نہیں دوں گا۔ اس کے بعد دوسرے دن وہ سب جمع ہوکر آئے۔ زید کو خبر نہیں دی۔ ان کو پتہ تھا۔ زید نے تو رشتہ تبادلہ کا دینا نہیں۔ یہ صرف انھوں نے مکروفریب میں کیا۔ اب وہ لڑکی جوان ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ ہمارا ہے۔ زید کہتا ہے تمھارا نکاح نہیں ہوا۔ بغیر اذن ولی کے اور باپ کے آیا نابالغ لڑکی کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ بشرط صحت سوال زید کی مذکورہ لڑکی کا نکاح نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ ولی جو باپ ہے۔ اس کی اجازت لینی ضروری تھی اور اس نے اجازت نہیں دی ہے۔ لہٰذا نکاح نہیں ہے۔ لڑکی جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ ر رجب ۱۳۹۵ھ

باپ کی اجازت کے بغیر چچا نکاح نہیں پڑھا سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ لڑکی مسماۃ جنت بی بی دختر شہادت علی نکاح عدم بلوغ کے زمانہ میں اُس لڑکی کے چچا نے جو کہ صاحب جائیداد اور طاقتور ہے۔ لڑکی مذکورہ کی والدہ کی رضامندی حاصل کرکے لڑکی کے والد کی موجودگی اور نارضامندی کے باوجود مسمی زید (فرضی) سے کردیا ہے۔ اب وہ لڑکی بعد از بلوغ خاوند مذکور کے ساتھ جانے پر رضامند نہیں ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ خاوند مذکور نے عرصہ سے دوسری شادی کر رکھی ہے۔ جس سے اس کی اولاد بھی پیدا ہوچکی ہے۔ لہٰذا صورت مذکورہ میں نکاح ہوگیا ہے یا نہیں؟ اگر ہوگیا ہے تو کوئی صورت نکاح کے فسخ کرنے کی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں لڑکی کا ولی اقرب اس کا باپ تھا۔ مگر چونکہ لڑکی کے چچا نے باوجود لڑکی کے باپ کی موجودگی اور ناراضگی کے نکاح پڑھا دیا تو یہ نکاح ہوا ہی نہیں۔ اب اس کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے اپنا نکاح کر لے۔ اگر باپ اس نکاح سے راضی ہوتا تو پھر چچا کا کرایا ہوا نکاح جائز ہو جاتا۔ درمختار ص ۸۱ ج ۳ میں ہے۔ فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

۲۶ اگست ۶۸ء

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

والدہ کی موجودگی اور رضاء پر نکاح ہوا ہے تو بلا ریب صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کی اجازت سے زید کی موجودگی میں ہندہ کا نکاح اس کی والدہ نے عمرو سے کر دیا۔ نکاح کے وقت ہندہ اور عمرو دونوں نابالغ تھے اور اب جبکہ دونوں بالغ ہو چکے ہیں۔ عمرو کے چچا نے زید سے لڑکی کے رشتہ یعنی رخصتی کا مطالبہ کیا تو زید نے لڑکی دینے سے صاف انکار کر دیا اور لڑکی کو بھی انکار پر آمادہ کیا اور عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا اور دعویٰ کی بنا اپنی عدم موجودگی اور عدم رضا ٹھہرائی۔ حالانکہ اس کی موجودگی اور نکاح کے گواہ اب بھی موجود ہیں اور انھوں نے عدالت میں گواہی بھی دے دی۔ لیکن اس کے باوجود عدالت نے تنسیخ نکاح کا فیصلہ صادر فرمایا۔ تنسیخ کے بعد زید نے لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا۔ کیا عدالت کی تنسیخ صحیح ہے یا نہ۔ اور اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے یا نہ؟

(۲) نیز اس لڑکی کا نکاح مولوی فاضل صاحب نے ایک دوسری جگہ پڑھا دیا ہے۔ جبکہ اس کو سابقہ نکاح میں زید کی موجودگی کا علم تھا اور گواہوں نے گواہی بھی دی۔ نیز اس کے دوسرے بھائی مولوی اللہ یار جس نے سابقہ نکاح پڑھایا تھا۔ زید سے یہ کہا کہ اگر تم قسم اٹھا لو کہ اگر میں اس نکاح میں موجود تھا تو میری بیوی کو تین طلاق۔ جب تک تم قسم نہ اُٹھاؤ گے میں دوسری جگہ اس لڑکی کا نکاح نہیں پڑھاؤں گا۔ چنانچہ زید نے مندرجہ بالا الفاظ کے ساتھ قسم اٹھائی۔ اس کے بعد مولوی اللہ یار کے بھائی مولوی فاضل نے اس کی لڑکی کا نکاح ایک دوسرے شخص سے پڑھایا۔ کیا اس قسم کی قسم اُٹھانے کے بعد دوسری جگہ یہ نکاح جائز تھا یا نہ اور زید کی بیوی مطلقہ ہوئی یا نہ؟ نیز نکاح خوان مولوی صاحب کے بارے میں کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (۱) صورت مسئولہ میں جب زید (باپ) کی اجازت اور موجودگی میں ہندہ کا نکاح ایمن کی والدہ نے کر دیا اور زید کی اجازت اور نکاح کے گواہ بھی موجود ہیں تو یہ نکاح بلا ریب صحیح اور نافذ ہے اور خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ لڑکی کا نکاح ناجائز اور نکاح بر نکاح شمار ہوگا۔ نیز زید کی اجازت اور نکاح میں موجودگی کے گواہ جب موجود ہیں تو عدالتی تنسیخ کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں اور نکاح سابق بدستور باقی ہے۔ فی الدر المختار ص ۵۱۶ ج ۳ واما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته (الی) لم یقل احد بجوازه اھ. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اس صورت میں بھی جبکہ نکاح کے اور زید کی اجازت کے گواہ موجود ہیں۔ نکاح سابق بدستور باقی ہے اور نکاح ثانی نکاح بر نکاح اور حرامکاری ہے اور نکاح پڑھانے والا مولوی صاحب اور نکاح میں موجود دوسرے اشخاص سب بڑے گنہگار بن گئے ہیں۔ بشرطیکہ ان کو علم ہو کہ یہ نکاح بر نکاح ہو رہا ہے اور مولوی صاحب اور دوسرے موجود سب لوگوں کو توبہ کرنی لازم ہے اور توبہ میں یہ بھی داخل ہے کہ حتی الوسع اس لڑکی کو اصل خاوند کو واپس دلانے کی سعی کریں۔ نیز اس نکاح خواں مولوی صاحب کے پیچھے جب تک وہ توبہ نہ کرے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (ویکره) امامة عبد الخ وفاسق (درمختار) فاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتكب الكبائر كشارب الخمر والزانی واكل الربا ونحو ذلک۔ وفی المعراج قال اصحابنا لا ینبغی ان یقتدی بالفاسق الخ . واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقدیمه بانه لا یهتم لا مر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعاً الخ . بل مشی فی شرح المنیة علی ان كراهة تقدیمه كراهة تحریم لما ذكرنا (ردالمحتار مطبوعه ایچ ایم سعید ۵۲۰ ج ۱) نیز زید کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے۔ بغیر حلالہ آپس میں آباد نہیں ہو سکتے۔ عورت عدت شرعیہ (تین حیض) گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

بقوله تعالی فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنكح زوجا غیره الآیه وفی الشامیة ص ۲۳۳ ج ۳ (قوله ثلث متفرقة) وكذا بكلمة واحدة (الی ان قال) وذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعدهم من ائمة المسلمین الی انه یقع ثلث الخ . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

واقعات کی تحقیق کی جائے۔ واقعات اگر درست ہیں تو جواب صحیح ہے۔

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

یکم جمادی الثانیہ ۱۳۹۸ھ

اگر باپ کا صراحۃً یا دلالۃً اذن نہیں تو نکاح موقوف رہے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی نابالغہ جس کی عمر سات سال سے کم وبیش ہے سے ایجاب کرایا گیا ہے۔ والد کو جبراً مجلس عقد میں بٹھایا گیا ہے۔ لیکن وہ انکار کرتا رہا ہے۔ کیا لڑکی کے ایجاب سے نکاح منعقد ہو سکتا ہے؟

﴿ج﴾

اگر باپ نے صراحۃً یا دلالۃً اذن نہیں دیا تو یہ نکاح باپ کے اذن پر موقوف ہے۔ باپ کے سکوت سے اذن ثابت نہ ہوگا۔ اگرچہ باپ مجلس عقد میں ہی موجود ہو۔ اگر باپ نے لڑکی کے بلوغ سے قبل اس نکاح کو رد کر دیا ہے تو یہ نکاح فسخ ہو چکا ہے۔ **قال فی شرح التنویر فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته وفی الشامیة (تحت قوله توقف علی اجازته) فلا یکون سکوته اجازة لنکاح الابعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً او دلالة تامل (ردالمحتار مطبوعه ایچ ایم سعید ص ۸۱ ج ۳)** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ جمادی الاخری ۱۳۹۱ھ

بھائی کا کرایا ہوا نابالغ بہن کا نکاح بہن کے بالغ ہونے پر اسے خیار حاصل ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ عبدالخالق نامی شخص نے اپنے بھائی کی وفات کے بعد اپنی بھاوج سے خود شادی یعنی نکاح کر لیا۔ جس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئی اور لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد عبدالخالق نے اپنی لڑکی کا خود نکاح کر دیا۔ لیکن اس نکاح کرنے بلکہ خطبہ پڑھنے کے وقت عبدالخالق کا بھتیجا جو کہ اس لڑکی کا بھائی ماں سے ہے۔ اس نے شور مچایا کہ میں نے اپنی بہن کا نکاح اس کی صغرسنی میں کر دیا اور یہ بات اس خطبہ سے بھی پہلے ایک دفعہ لڑکی کے بھائی نے کہی تھی۔ جب کہ لڑکی مراہقہ تھی۔ یعنی قریب البلوغ تھی۔ تو لڑکی نے بالغ ہوتے ہی کہہ دیا کہ میرا کوئی نکاح نہیں اور اگر ہوا بھی ہوگا تو میں قبول نہیں کرتی۔ یہ بات لڑکی نے گواہوں کے سامنے کہی تو اب لڑکی کا بھائی اس میں دخل دیتا ہے لیکن والد نے نکاح کر دیا ہے۔ (عبدالخالق) بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ اگر لڑکی مذکورہ کے بھائی نے اس کا نکاح کر بھی دیا ہوتب بھی جب لڑکی نے بالغ ہونے پر یہ کہہ دیا ہے کہ میں اس نکاح کو قبول نہیں کرتی تو اس کے بھائی کا کیا ہوا نکاح ختم ہو گیا ہے۔ اس لیے اب جبکہ اس کے والدین نے لڑکی مذکورہ کا نکاح کر دیا ہے تو شرعاً یہ نکاح منعقد ہو گیا ہے۔ لہٰذا لڑکی مذکورہ کے بھائی کو چاہیے کہ وہ اپنی بات سے باز آ جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان
الجواب صحیح بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ رجب ۱۳۹۱ھ

بصورت صحت سوال اگر لڑکی نے بالغ ہوتے ہی فوراً خیار بلوغ سے کام لیتے ہوئے گواہوں کے سامنے بھائی کے نکاح سے انکار کر دیا ہے تو یہ اس کا شرعی حق ہے۔ لہٰذا اس صورت میں بھائی کا نکاح شرعاً غیر معتبر قرار دیا جائے گا۔ بہتر ہے کہ مسلمان حاکم کے سامنے بھی اس صورت کو پیش کر دیا جائے۔ تاکہ قانونی طور پر بھی فسخ نکاح پر کوئی اعتراض باقی نہ رہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مشتاق احمد عفی عنہ مدرس مدرسہ انوار العلوم ملتان

لڑکی کے والد کا کیا ہوا نکاح بلا شک صحیح اور نافذ ہے۔ بھائی کے نابالغی میں دعویٰ نکاح کا اب کوئی اعتبار نہیں اور نہ عدالت سے تنسیخ کی ضرورت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ رجب ۱۳۹۱ھ

اگر باپ فاسق ہو تو نابالغہ لڑکی کا نکاح غیر کفو میں صحیح نہیں ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنی نابالغہ لڑکی کا عقد نکاح بحالت فسق و فجور کر دے اور ہے بھی ایسا شخص کہ لوگوں کے مال لوٹ کھسوٹ کر کھا جاتا ہے اور منکوحہ عورتوں کو اغوا کر کے ان سے بدفعلی کرتا رہتا ہے۔ ریل گاڑی میں گروپ بنا کر لوگوں سے کرایہ وصول کر کے ہضم کر لیتا ہے اور اس کی کوئی بات قابل قدر اور معتبر نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک عورت کو اغوا کر کے لے گیا۔ وارثان عورت نے بہت زدوکوب کیا۔ تب بھی عورت کا پیچھا نہ چھوڑا۔ حتیٰ کہ لوگوں کے ذریعہ پیغام بھجوا کر وارثان عورت کو کہا کہ مجھے نکاح میں دیدو۔ انھوں نے جواب دیا کہ اپنی لڑکی کا نکاح عوض معاوضہ دیں گے۔ تب ہم نکاح کر دیں گے۔ اس بات پر راضی ہو

گیا۔ تو اس کی برادری نے کہا کہ ہم نہیں دیتے تو خراب آدمی ہے۔ شخص مذکور نے کہا میں تو حیلہ دے کر کر رہا ہوں۔ دیتا کب ہوں تو کچھ وارثان عورت مغویہ کے آئے کہ ہمیں اپنی لڑکی کا نکاح دیدے۔ اس نے وہیں بیٹھ کر کہا کہ سعیدہ کا نکاح تجھے دیا اور انھوں نے کہا کہ اپنی لڑکی نابالغہ کا نشان انگوٹھا لگوا دے۔ اس شخص نے اپنی بیٹی کی انگلی سے نشان لگا دیا اور انھوں نے کہا اپنا انگوٹھا لگا دے۔ اس نے کسی دوسرے شخص کا نشان انگوٹھا کر دیا۔ جہاں لڑکی کا نکاح کر دیا ہے۔ وہ مجلس شیعہ میں آمدورفت رکھتا ہے اور تعلق بھی ہے۔ تو وہ بھی اچھا آدمی نہیں۔ لڑکی نمازی ہے۔ نیک کاموں کی طرف رجحان رکھتی ہے۔ منکوحہ لڑکی کا باپ نماز بالکل نہیں پڑھتا۔ فسق و فجور میں مشہور ہے۔ قبل عقد بھی ایسا تھا اب بھی ایسا ہے۔ تو کیا باپ کا لڑکی نابالغہ کو نکاح میں دیدینا اور انگوٹھا لگا دینا صحیح سمجھا جائے گا یا نہ؟ فقط والسلام

المستفتی منظور احمد قوم ارائیں موضع چک تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان

﴿ج﴾

یہ نکاح ازروئے شریعت باطل ہے۔ چونکہ نابالغہ لڑکی کا باپ جب فاسق ہو اور سوء اختیار پر بھی مشہور ہو وہ اگر اپنی لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کردے تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوتا اور سوال میں بعض الفاظ ایسے پائے جاتے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کی لڑکی کا جس کے ساتھ نکاح کیا گیا ہے وہ شخص اس لڑکی کا کفو نہیں ہے۔ لہٰذا نکاح صحیح نہیں ہے۔ درمختار مطبوعہ ایچ ایم سعید ۶۶ ج ۳ میں ہے (**ولزم النكاح ولو بغبن فاحش) بنقص مهرها وزيادة مهره (او) زوجها (بغير كفء ان كان الولي) المزوج بنفسه بغبن (ابا او جداً) وكذا المولى وابن المجنونة (مالم يعرف منهما سوء الاختيار) مجانة وفسقا (وان عرف لا) يصح النكاح اتفاقاً (ج ۳ ص ۶۶ ايچ ايم سعيد كمپني سيف)** درمختار ہے۔ **واما اذا كانت صغيرة فزوجها ابو هامن فاسق فان كان عالماً بفسقه صح العقد ولا خيار لها اذا كبرت لان الاب له ذلك مالم يكن ما جنا كما في الباب السابق شامي۔**

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر شخص مذکور جس سے نکاح ہوا ہے۔ شیعہ ہے اگر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے اور لڑکی کے باپ کی مذکورہ صفات بھی ثابت ہو جائیں اور اس کے ثبوت کے لیے قاضی کسی عالم کو ثالث بنا کر اس کے سامنے یہ تمام واقعات رکھے جائیں۔ اگر عالم مذکور نے پوری تحقیق و شہادت سے حکم دے دیا تو پھر وہ حکم صحیح ہوگا اور اس فتویٰ کے مطابق عمل جائز ہوگا۔ بغیر اس کے فتویٰ پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔

محمود عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

والد کا لڑکی کے ماموں کو اذن دے کر پھر انکاری ہونا معتبر ہے

س

کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کہ دو آدمیوں نے ایک دوسرے کی بہن کے ساتھ شادی کی پھر ناچاکی کی وجہ سے دونوں آدمیوں نے طلاق دی اور اسٹام طلاق نامہ لکھوائے تو ان میں سے ایک آدمی کی لڑکی۔ طلاق کے وقت تین سال کی تھی تو اس لڑکی کے ماموں جان نے کہا کہ لڑکی میرے حوالہ کردیں اور اسٹام اقرار نامہ پر یہ لکھوایا کہ لڑکی کم سنی کی وجہ سے وہ ماموں کی پرورش میں رہے گی تو اسٹام کے وقت بھی تین سال کی تھی اور اسٹام پر یہ بھی لکھا ہے کہ اس لڑکی کا ماموں جب اور جس وقت چاہے عقد نکاح کرسکتا ہے تو اس اسٹام کراتے وقت مذکورہ لڑکی کے باپ کا سالہ تھا۔ اس نے بھی کہا کہ ایسا کام مت کرو۔ لیکن ان میں سے ایک بڑے آدمی نے کہا کہ بھائی ایسا کرلو بعد میں دیکھا جائے گا اور یہ طلاق نامہ بذریعہ پولیس دفعہ ۱۰۴ کے ماتحت ان کو ملتان بلوایا گیا تھا اور دونوں ملزموں کو مارا پیٹا گیا تھا۔ اشٹام کرانے کے بعد وہ گھر کو روانہ ہوئے اور اس اشٹام کا حال اس مذکورہ لڑکی کے والد نے اپنے والد اور گھر والوں کو بتایا تو انھوں نے لڑکی کے باپ کو ڈانٹا اور لڑکی کے باپ نے کہا کہ زبردستی اور بوجہ مار پٹائی کے ڈر سے میں نے ایسا کردیا ہے۔ اب مدت اشٹام کے بعد تقریباً چار پانچ مہینہ لڑکی کے ماموں نے عقد نکاح کرنا چاہا تو نکاح کرنے سے پہلے اور اسٹام کرنے کے بعد تمام مدت میں وہ لڑکی کا والد انکار کرتا رہا اور لوگوں کو کہتا رہا کہ میں لڑکی کا نکاح نہیں کرنے دیتا ہوں اور یہ خبر اس کے ماموں تک بھی پہنچ گئی تھی۔ کیونکہ ان دونوں کے گھر کے درمیان تقریباً ایک یا ڈیڑھ فرلانگ کا فاصلہ ہے۔ اب نکاح کرنے کے وقت اس لڑکی کے ماموں نے اپنے والد یعنی لڑکی کے نانا کو کہا کہ عقد نکاح کردو۔ اس نے بھی انکار کردیا اور کہا کہ اس لڑکی کے والد کو کہو اور اس طرح نکاح خوان نے بھی انکار کردیا۔ اس کے بعد انھوں نے دوسری جگہ جا کر اس لڑکی کا نکاح کردیا۔ اب اس وقت لڑکی بھی منکر ہے اور باپ اشٹام کے وقت سے لے کر اب تک عقد نکاح کا منکر ہے اور لڑکی کی تمام پرورش نانا کرتا رہا ہے اور اب بھی لڑکی نانے کے پاس ہے اور ماموں جان باپ سے الگ ہے۔ کیا اب اس لڑکی کا نکاح صحیح ہے یا نہ؟

سوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لڑکی کے والد نے لڑکی کے ماموں کو زبانی بھی اور اشٹام کے ذریعہ بھی لڑکی کا

عقد کرنے کا اختیار دیا تھا۔لیکن بشرط صحت سوال جب نکاح سے پہلے لڑکی کے والد نے ماموں کے نکاح سے انکار کر دیا اور اس کو اطلاع بھی ہوگئی تو ماموں کا اختیار اور وکالت ختم ہوگیا اور لڑکی کے والد کی اجازت کے بغیر ماموں کا کیا ہوا نکاح صحیح نہیں ہوا۔لڑکی کا دوسری جگہ نکاح اس کی اجازت سے جائز ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ رجب ۱۳۹۰ھ

صغرسنی میں ایجاب وقبول معتبر نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ سہاگن اور مسماۃ سید وصغیرتین کا نکاح مسمیان علی محمد اور ولدار صغیر سے کتاب نکاح خوانی مروجہ میں صرف اندراج کیا گیا ہے اور لڑکیوں کے والدین سے جبراً انگوٹھا لگوا لیا گیا ہے۔ایجاب وقبول شرعی کوئی نہیں ہوا۔اس وقت طرفین باوجود صغیر وغیر عاقل ہونے کے موجود نہ تھے اور ان کے اولیاء سے بھی ایجاب وقبول کوئی نہیں کیا گیا۔اس معاملہ میں شہادت شرعی بھی ہو چکی ہے۔کیا شرعاً بغیر ایجاب وقبول شرعی کے صرف اندراج سے نکاح ہو جاتا ہے یا نہ۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

ایجاب وقبول نکاح کے رکن ہیں۔چونکہ ایجاب وقبول بوجہ صغرسنی اور غیر عاقل ہونے کے لڑکے اور لڑکی نے نہ خود کیا ہے اور نہ ان کے اولیاء نے ان کے لیے ایجاب وقبول کیا ہے اس لیے صورت مسئولہ میں نکاح شرعاً منعقد نہیں ہوا۔صرف کتاب نکاح خوانی مروجہ میں اندراج نکاح سے، جب تک شرعی نکاح یعنی ایجاب وقبول گواہوں کے سامنے نہ ہو جائے۔نکاح شرعاً نہیں ہو جاتا۔عالمگیری مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ص ۲۶۷ ج ۱ (وما ركنه) فالايجاب والقبول كذا في الكافي وفيه ايضاً ص ۲۶۹ ج ۱ ولو كتب الايجاب والقبول لا ينعقد كذا في فتح القدير وفيه ايضاً ص ۲۷۰ ج ۱ ينعقد بالايجاب والقبول وضعاً للمضى الخ وفى الدر المختار بهامش تنوير الابصار مطبوعه ايچ ايم سعيد وينعقد متلبسا بايجاب من احدهما وقبول من الاخر الخ وايضا فيه ص ۱۲ ج ۳ (فلا ينعقد) بقبول بالفعل كقبض مهر ولا بتعاط ولا بكتابة حاضر بل غائب بشرط اعلام الشهود بما في الكتاب مالم يكن بلفظ الامر شامی ص۱۲ ج ۳ میں ہے۔ (وقوله ولا بكتابة حاضر) فلو

كتب تزوجتك فكتبت قبلت لم ينعقد بحر والا ظهران يقول فقالت قبلت الخ اذ الكتابة من الطرفين بلا قول لاتكفي ولو في الغيبة الخ ۔ ان عبارات سے واضح ہے کہ لکھنے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔حتی کہ اگر متعاقدین یعنی آپس میں نکاح کرنے والے ایجاب وقبول کے الفاظ ایک دوسرے کولکھ دیں۔جب تک زبان سے ایجاب وقبول نہ کرلیں۔نکاح شرعاً منعقد نہیں ہوتا اور صورت مسئولہ میں نکاح کا اندراج نکاح خوانی کی کتاب مروجہ میں یادداشت نکاح ہے،ایجاب وقبول جس سے شرعاً نکاح منعقد ہو وہ نہیں ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ ذوالقعدہ ۱۳۸۳ھ

بعد النکاح وقبل اگر والد انکاری ہوتو یہ نکاح معتبر نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ پہلوان میاں دارا کی بڑی لڑکی سکینہ بی بی نابالغہ کا نکاح لڑکی کے چچا نور محمد نے یوسف ولد عبدالغنی سے کردیا ہے۔لڑکی کا باپ رضامند نہیں تھا۔مجلس نکاح میں نہیں بیٹھا اور ناراض ہوکر چلا گیا۔چچا نے زبردستی نکاح کردیا۔لڑکی کا باپ پھر بھی رضامند نہ ہوا اور اس نکاح کو نامنظور کرتا رہا۔کیا شرع شریف میں یہ نکاح درست ہوا یا نہیں۔

بشرط صحت سوال اگر واقعی باپ نے نکاح سے قبل یا بعد چچا کو نکاح کرنے کی اجازت نہ دی ہو بلکہ وہ برابر انکاری ہوا اور لڑکی کے چچا کے کیے ہوئے نکاح کو نامنظور کرلیا ہوتو یہ نکاح فسخ ہو چکا ہے اور لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔بہر حال واقعہ کی پوری تحقیق کی جائے۔اگر واقعہ صحیح ہے تو دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ محرم ۱۳۹۱ھ

نابالغ لڑکا اگر ممیز ہو تو اس کا ایجاب وقبول ولی کی اجازت پر موقوف رہتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی تقریباً ساڑھے تین سال کی ایک لڑکے کو جس کی عمر تقریباً ساڑھے بارہ سال کی تھی، نکاح کر دیا۔ اُس نابالغ لڑکے نے قبولیت اپنی زبان سے کی۔ کیا شرعاً یہ نکاح منعقد ہو گیا یا نہ؟

﴿ج﴾

لڑکا اگر سمجھدار ہو۔ یعنی ممیز ہو تو اُس کا ایجاب وقبول معتبر ولی کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ كما في ردالمحتار ص ص ۲۴۵ ج ۳ وكل من طلاق الصبي والنائم وقع باطلا لا موقوفا كما هو الحكم في تصرفات الصبي التي هو ضرر محض كالطلاق والعتق بخلاف المترددبين النفع والضرر كالبيع والشراء والنكاح فانه ينعقد موقوفا حتى لو بلغ فاجازه صح ۔ پس صورت مسئولہ میں اگر لڑکے کے ایجاب وقبول کو ولی نے نافذ قرار دیا ہو تو نکاح صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ

نابالغ لڑکا ایجاب وقبول کر سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ نابالغ لڑکا اور لڑکی کا نکاح کرتے وقت اُن سے ایجاب وقبول کرانا ٹھیک ہے یا نہ؟ جبکہ دونوں کے والدین بھی موقع پر موجود ہوں۔ کیا ایسا نکاح ہو جائے گا یا نہ؟

﴿ج﴾

اگر لڑکا اور لڑکی دونوں سمجھدار ہیں اور والدین نے نکاح سے قبل یا بعد نکاح کی اجازت دی ہے تو یہ نکاح صحیح ہے۔ الغرض نابالغ کا نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ كما في الشامية ص ۲۴۵ ج ۳

بخلاف المتردد بين النفع والضرر كالبيع والشراء والنكاح فانه ينعقد موقوفا حتى لو بلغ فاجاز صح الخ ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ صفر ۱۳۹۴ھ

علامات بلوغ اگر محقق نہ ہوں تو ایسی لڑکی کا نکاح بغیر والد کے صحیح نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی جس کے بلوغ کے متعلق بھی شرعی اشتباہ ہے۔ اس کا نکاح اس کے نانا نے بغیر رضاء والد کے کر دیا ہے۔ کچھ ایام اسی شخص کے ساتھ رہ کر باہمی اختلاف کے باعث واپس نانا کے گھر چلی گئی۔ وہاں چند سال گزار کر ایک دوسرے شخص کے ساتھ ناجائز تعلقات ہو گئے اور اسی کے ساتھ چلی گئی۔ انھوں نے اس خیال سے کہ چونکہ پہلا نکاح والد کی مرضی کے بغیر ہو چکا ہے، نافذ نہیں ہے۔ اسکے والد کو شریک کرنے کی کوشش کی۔ کچھ مالی طمع دلا کر اس کو راضی کر رہے تھے۔ خیال تھا کہ جب پہلا نکاح نافذ نہ ہوا اور دوسرا نکاح والد کی مرضی سے ہو تو نکاح ثانی صحیح رہے گا۔ لیکن والد کو راضی کرنے میں کامیاب نہ ہوئے۔ اس لیے کہ وہ زیادہ روپے کا متمنی تھا۔ جس کو وہ ادا نہیں کرتے تھے۔ پھر انھوں نے نکاح خود لڑکی کی طرف سے کیا اور والد کی اجازت کی ضرورت نہ سمجھی۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ بلوغ کی علامات بیان فرمائیں تاکہ لڑکی کا بلوغ یا عدم بلوغ بوقت نکاح معلوم ہو جائے۔ دوسرا یہ کہ پہلے نکاح کی صحت وعدم صحت برتقدیر بلوغ وعدم فرمائیں۔ تاکہ نکاح ثانی کا پتہ چل جائے کہ وہ صحیح ہے یا غیر صحیح۔ برتقدیر عدم صحت نکاح اول کیا۔ دوسرے نکاح میں والد کی شرکت ضروری ہے یا بوجہ ذاتی طمع کے اس کا حق ولایت منقطع ہے۔

(نوٹ) لڑکی بچپن میں اپنی والدہ مطلقہ کے پاس والد کے گھر سے بھاگ کر آئی تھی اور یہاں نانا کے گھر والدہ کے ساتھ رہی۔ اس لیے نانا نے اس کا نکاح بغیر والد کے کر دیا اور بعد اختلاف کے بھی نانا کے گھر اور یہاں بوجہ ناجائز تعلقات کے دوسرے کے ساتھ بھاگ گئی۔ پہلا نکاح اپنی قوم میں تھا۔ دوسرا نکاح غیر قوم میں۔ نیز ناکح ثانی اور اس کا والد جو اپنے لڑکے کی امداد کرتا ہے۔ قابل امامت ہے یا نہیں؟

المستفتی محمد امیر

ج

علامت بلوغ لڑکی کے لیے حیض، احتلام حمل پندرہ سال سن ان میں سے جو علامت بھی محقق ہو جائے۔تو لڑکی کو بالغہ کہا جائے گا۔ نیز یہ بھی معلوم ہو کہ انزال بوقت جماع سے بھی بلوغ ثابت ہو جاتا ہے۔قال فی الهدایہ وبلوغ الجاریة بالحیض والاحتلام والحبل الخ ۔ آگے لکھا ہے۔ اما العلامة فلان البلوغ بالانزال حقیقة والحبل والاحبال لا یکون الا مع الانزال ۔ اب اگر لڑکی مذکورہ میں مندرجہ بالا علامات میں سے کوئی ایک محقق ہوتو وہ اپنے نکاح میں بااختیار ہے۔والد کی اجازت ضروری نہیں۔ فنفذ نکاح حرہ مکلفة بلا رضا ولی ۔ الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۵۵ ج ۳ مستحب ہے کہ ولی نکاح کرے۔ یستحب للمرأة تفویض امرها الی ولیها کیلا تنسب الی الوقاحة شامی مطبوعہ ایچ ایم سعید ص ۵۵ ج ۳۔ غور کرکے فیصلہ مستفتی صحت نکاح اول کا فیصلہ کرے۔اگر نکاح اول صحیح ہوا ہوتو ثانی نکاح غیر صحیح ہے۔عورت کو اول زوج کے سپرد کرنا ہوگا اور اگر نکاح اول نافذ نہ ہوتو ثانی نکاح کے وقت چونکہ عورت بالغہ ہے۔اس لیے بغیر اجازت ولی کے بھی نکاح صحیح ہے۔البتہ والد کی اجازت مستحب ضرور ہے۔لڑکی بوجہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب کے والد سے بھاگ کر جب تک وہاں نہیں جاتی اور نہ حقوق والد کو ادا کرتی ہے فاسقہ ہے۔اب اس کے والد کا بظاہر قصور معلوم نہیں ہوتا کہ ولایت منقطع ہو جائے۔

خلاصہ جواب

نکاح اول کے وقت میں اگر عورت بالغہ ہوتو نکاح اول صحیح اور نکاح ثانی غیر صحیح ہے اور اگر نابالغہ ہے تو اول غیر صحیح اور ثانی صحیح۔بصورت عدم صحت نکاح ثانی ناکح ثانی گنہگار ہے۔ جو امامت کے قابل نہیں۔اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔مسلمانوں کو اس کا بائیکاٹ کرنا چاہیے۔

ولی اقرب کی موجودگی میں بھائی کا نکاح موقوف رہے گا

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی فدا حسین نے اپنے والدین کی موجودگی میں بغیر رضامندی ان کے اپنے نکاح کے عوض میں اپنی بہن کا نکاح کر دیا ہے اور لڑکی کی عمر ۹ سال کی تھی۔لیکن فدا حسین نے اپنے والد اور اپنی بہن کا انگوٹھا مجبوراً لگوالیا ہے تو کیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب تحریر فرمائیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ولی اقرب کی موجودگی میں جوصورت مسئولہ میں لڑکی کا والد ہے۔اس کی موجودگی میں لڑکی کے بھائی کا نکاح کرانا لڑکی کے باپ کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر ایجاب وقبول کے بعد لڑکی کا والد اس نکاح کو رد کر چکا ہو اور اس کے بعد اس کا انگوٹھا لگوالیا گیا ہو، جبراً ہو یا رضامندی سے ہو، تب نکاح کالعدم ہو گیا ہے اور اگر رد نہ کر چکا ہو یہاں تک کہ اس کا انگوٹھا لگوالیا گیا۔ تب یہ اس کی اجازت شمار ہوگی اور نکاح صحیح ہو گیا ہے۔ بشرطیکہ اگر رضامندی سے اس کا انگوٹھا لگوالیا گیا ہو اور اگر جبراً اس کا انگوٹھا لگوایا گیا ہو تو نکاح نافذ شمار نہ ہوگا اور نہ ہی یہ اجازت کہلائے گی۔ بشرطیکہ زبان سے اگرچہ جبراً ہی ہو۔ اجازت نہ دے چکا ہو۔

مسئلہ تو لکھ دیا گیا۔ اگر صورت مسئلہ پر اتفاق مابین میاں بیوی کے موجود ہو تب تو حکم واضح ہے اور اختلاف کی صورت میں باقاعدہ ثالث شرعی بذریعہ شرعی ضابطہ کے تحت فیصلہ کیا جانا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ

نکاح سے قبل اگر باپ فاسق مشہور ہو تو نکاح صحیح نہیں، ورنہ صحیح ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حاجی اللہ وسایا اور مسمی پیر بخش کی آپس میں عداوت تھی۔ اللہ یار کے گھر حاجی اللہ وسایا کی لڑکی شادی شدہ گھر میں آباد تھی۔ پیر بخش نے اپنے عداوتی جذبہ کے ماتحت اللہ یار سے کہا کہ اگر میں تیری دوسری شادی فلاں باکرہ بالغہ سے کرادوں تو کیا حاجی اللہ وسایا کی لڑکی کو گھر سے نکال دے گا۔ پھر نہ کبھی خرچ دینا ہوگا اور نہ طلاق تا دم زیست اس طرح کرنا ہوگا اور یہ جو تیری لڑکی اس کے بطن سے جس کی ایک دو ماہ عمر ہے۔ میرے لڑکے سے نکاح کردے۔ العجب جس لڑکی کی طرف اللہ یار کی شادی کے واسطے اشارہ کیا گیا تھا۔ اُس کی والدہ کے ساتھ قصوروار تھا۔ مگر دوسری شادی کی خوشی اور لالچ میں آ کر حرمت مصاہرت نہ کرتے ہوئے تمام شرائط محظورہ منظور کرلیں۔ چنانچہ شادی ہونے کے بعد ایفائے شرائط ہوا۔ بائیس سال حاجی اللہ وسایا کی لڑکی اسی لڑکی سمیت حاجی اللہ وسایا کے گھر میں رہیں۔ اس مدت میں اللہ یار نے اپنی لڑکی کے واسطے خرچ وغیرہ ایک حبہ تک موصول نہ ہوا اور نہ ہی اپنی عورت کو طلاق دی۔ اس وقت عورت فوت ہو گئی۔ لڑکی بالغہ ہونے کے وقت حالات سے آگاہی پاکر اس نکاح سے متنفر تھی۔ اب دریافت اس امر کی ہے کہ

مسمی اللہ یار ان منہیات کے ارتکاب کرنے سے فاسق متہتک ہے۔جس کو کتاب حیلہ ناجزہ باب خیار البلوغ ص ۹۵ میں ذکر کیا ہے کہ فاسق متہتک یعنی بے باک بے غیرت وہ بھی سیٔ الاختیار کے حکم میں ہے۔ کما فی اوائل باب الولی من الدر المختار مع الشامی ص ۵۴ ج ۳ اور پھر فرمایا ہے کہ دونوں شرطوں کا حاصل یہ ہے کہ جب اس سے نکاح کیا ہے۔اس وقت اس کی ظاہری حالت سے کم از کم خیر خواہی کی توقع ہو سکتی ہو۔اللہ یار مذکور بالا پر بہت آدمی شاہد ہیں کہ جب اس نے اپنی لڑکی کا نکاح دیا تو لوگوں نے ملامت کی تو اُس نے جواب دیا کہ لڑکی صغیرہ نہ معلوم کہ مرے گی یا بچے گی۔کیا یہ لڑکی اپنے باپ کے فاسق متہتک ہونے کی بنا پر خیار البلوغ استعمال کر سکتی ہے۔عدالت مسلمہ حکومت پاکستان سے یہ لڑکی اپنا نکاح فسخ کرا چکی ہے۔کیا یہ فسخ شرعاً صحیح ہوگا اور قاعدہ شریعت کے مطابق ہوگا؟

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال لڑکی مذکورہ کا والد فاسق متہتک ہے۔اس لیے اُس کا اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح کر دینا صحیح نہیں۔ یہ لڑکی اس شخص سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ **کذا فی الحیلة الناجزہ ص ۹۵ .**

بندہ محمد اسحاق غفرلہ معین مفتی خیر المدارس ملتان

لڑکی نابالغہ کا نکاح باپ پر موقوف ہے، بالغہ کا نکاح ہو جاتا ہے باپ کے سکوت پر نکاح موقوف رہتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کی بیوی کسی غیر آدمی کے ساتھ چلی گئی تھی اور اس وقت اس کی گود میں ایک لڑکی تھی۔ کچھ عرصہ اُس کے گھر میں رہی اور پھر فوت ہوگئی اور لڑکی کو اس کے والد کا چچا کسی طریقہ سے اُس آدمی کے پاس سے اپنے گھر لے گیا۔چنانچہ اسی اثناء میں لڑکی کی عمر تقریباً ۱۲، ۱۳ سال تھی کہ لڑکی کے والد کے چچا نے اس کا نکاح اس کے والد کو بغیر اطلاع دیے کر دیا اور پھر لڑکی اُس کے گھر میں تقریباً ایک سال رہی۔ بعدہ اس کا خاوند فوت ہو گیا۔اس کے خاوند کے فوت ہونے کے دو ماہ بعد اس لڑکی کی شادی اس کے والد کے چچا نے دوسری جگہ بغیر اطلاع لڑکی کے والد کے کر دی اور اس لڑکی کی بھی اُس جگہ میں رضامندی نہیں تھی۔ جبراً دوسری جگہ اس کا نکاح کیا گیا۔عرصہ سال رہی۔ایک لڑکی بھی اُس خاوند سے ہوئی۔

پھر موقع پا کر اپنے والد کے پاس آ گئی۔ اب تقریباً آٹھ ماہ ہو چکے ہیں۔ اس کا دوسرا نکاح جس جگہ ہوا ہے۔ وہ مذہب شیعہ رکھتے ہیں اور لڑکی مذہب اہل سنت والجماعۃ رکھتی ہے۔ اب دریافت یہ کرنا ہے کہ یہ نکاح اس کا ہو گیا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی احمد بخش ولد پنوجاہ پنجووالہ تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان

﴿ج﴾

پہلے نکاح میں اگر لڑکی بالغہ تھی تو نکاح ہو گیا اور اگر نابالغہ تھی اور اس کے والد نے بعد از علم بالنکاح اس کو رد کر دیا تو نکاح صحیح نہیں ہوا اور اگر اس کو منظور کر لیا تو ہو گیا اور اگر سکوت کیا تو نکاح موقوف رہا۔ اب اگر لڑکی اس سال کے اندر جس میں اس کے پاس رہی، بالغہ ہو گئی ہے اور اس سے مجامعت وغیرہ ہوتی رہی تو لڑکی نے بعد از بلوغ اپنے اختیار سے اس موقوف نکاح کو نافذ کر دیا۔ پھر بھی نکاح درست ہے۔ لڑکی کا قول بلوغ و عدم بلوغ میں معتبر ہوگا۔ جبکہ ۱۲، ۱۳ سال میں اس کا بلوغ شرعاً محتمل ہے۔ بشرطیکہ اس وقت اس کی جسمانی حالت بھی اس کی مؤید ہو۔ بر تقدیر صحت نکاح اول چونکہ اس کی عدت وفات گزرنے سے قبل دو ماہ بعد اس کا نکاح دوسری جگہ کیا گیا۔ اس لیے یہ نکاح فاسد ہے اور اس نکاح سے استمتاع نہیں ہوتا۔ البتہ نکاح فاسد میں بعد از دخول ارتفاع کی صورت یہ ہوگی کہ زوج زبان سے کہہ دے۔ مثلاً طلقتک یا قاضی (حاکم مسلم) اسے فسخ کر دے اور بر تقدیر عدم صحت نکاح اول ثانی نکاح میں تفصیل ہے۔ (۱) پہلے نکاح کے لغو اور باطل ہونے کی وجہ سے عدت تو واجب نہیں ہے۔ اب اگر خاوند نے عقائد حد کفر کو پہنچے ہیں تو نکاح صحیح نہیں ہے۔ قولاً واحداً۔ (۲) اور اگر حد کفر کو نہیں پہنچے تو بوجہ تفضیلی شیعہ اور بدعقیدہ اور مخالف اہل سنت ہونے کے اب بہر حال سنی عورت کا کفو نہیں ہے اور غیر کفو میں نکاح عورت کا اگرچہ اپنی مرضی سے بھی ہوا ہو، بلا اجازت ولی صحیح نہیں ہوتا اور یہی قول مفتیٰ بہ ہے۔ اس لیے اس قول مفتیٰ بہ کے اعتبار سے نکاح کے فسخ کی بھی ضرورت نہیں۔ دیکھیے درمختار و شامی کتاب النکاح۔ لیکن اس صورت میں یہ لازم ہے کہ والد کی اجازت نکاح کی ہرگز ثابت نہ ہو۔ ورنہ اس کے ثبوت پر نکاح درست ہو جائے گا۔

(نوٹ) مسئلہ کے جواب میں مختلف شقوق کو جن مختلف امور پر مبنی کیا گیا ہے۔ اس کے ثبوت کے لیے شرعی طریقہ سے کام لینا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۷ محرم ۱۳۷۹ھ

والد کے ہوتے ہوئے نانا کو حق ولایت نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ لڑکی بنام مائی اللہ جوائی ولد میاں واحد بخش عمر تقریباً سات سال کی تھی۔ لڑکی کا نانا میاں امام بخش بمع والدین و برادری وغیرہ نے میاں سلطان بخش کو دعاء خیر کہہ دی۔ پھر لڑکی کے نانا میاں امام بخش نے لڑکی کے والدین سے چوری اپنے پوترے اللہ دتہ سے نکاح کر دیا۔ اس وقت لڑکی کو کوئی شعور نہ تھا۔ پھر جس وقت لڑکی کے والدین کو پتہ چلا تو والدین نے جھگڑا کیا اور کہا کہ ہماری دعاء خیر میاں سلطان بخش سے کی ہوئی تھی۔ ہمیں یہ نکاح نامنظور ہے۔ اب وہ لڑکی جوان ہے۔ وہ بھی میاں اللہ ڈتہ سے نفرت کرتی ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

یہ نکاح از روئے شریعت ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ والد کے ہوتے ہوئے نانا کو حق ولایت حاصل نہیں ہے۔ لہٰذا امام بخش نے جو والد لڑکی کی اجازت کے بغیر لڑکی کا نکاح اللہ ڈتہ سے کیا ہے، یہ نکاح نہیں ہے۔ نیز سلطان بخش کے ساتھ بھی لڑکی کا نکاح نہیں ہوا۔ کیونکہ دعاء خیر سے نکاح نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ محرم ۱۳۷۹ھ

نکاح میں حقیقی چچا، پدری چچا کے حق ولایت میں مقدم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ احمد بخش نے محمد رمضان کی شادی کے لیے اپنی لڑکی وٹہ میں دے کر اس کی شادی کی۔ محمد رمضان کی عورت بدچلن ہوگئی۔ اس اثنا میں محمد رمضان نے بھائی احمد بخش مذکور کو کہا کہ میں اپنی عورت کو مطلقہ کر رہا ہوں اور آپ وٹہ کے عوض اپنی لڑکی کو بھی مطلقہ کرا لو۔ احمد بخش نے جواب دیا کہ میری لڑکی خوش وخرم آباد ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ آپ اپنی زوجہ کو طلاق دے سکتے ہیں۔ پھر محمد رمضان نے اپنی عورت کو طلاق دیدی۔ ایک لڑکی اللہ ڈتی فوت ہو چکی تھی۔ دوسری لڑکی مطلقہ ہونے کے بعد بھی اپنی والدہ کے ہمراہ زیر پرورش رہی۔ طلاق دینے کے عرصہ ۵، ۶ ماہ بعد محمد رمضان مذکور بھی بقضاء الٰہی فوت ہوگیا۔ ایک ہفتہ

کے بعد قل خوانی ہوئی۔ برادری نے احمد بخش مذکور کو کہا کہ آپ مثلاً بھاپاں مذکورہ کا نکاح اپنے لڑکے سے کرادو۔ احمد بخش رضامند ہوگیا۔ ساری برادری کی طرف سے فتح محمد کو مقرر کرکے بھیجا گیا۔ اس نے تحصیل میلسی میں جاکر فارم نکاح حاصل کرکے نکاح تکمیل کردیا۔ لڑکی نابالغہ تھی۔ جب واپس گھر موضع زاین پہنچے۔ دو دن کے بعد تاج محمد مذکور حقیقی چچا کو پتہ چلا تو تاج محمد نے مطلقہ عورت سے لڑکی حاصل کرکے موضع جونجانی پہنچا۔ وہاں پرانی بہن تاج بی بی نے سسرال کی وساطت سے مولوی شرف دین رجسٹرار نکاح سے ساز باز کرکے اپنے لڑکے کے ہمراہ نکاح ثانی تاریخ ماضی قبل از تکمیل فارم نکاح مذکور (میلسی) تکمیل کرلیا، تو برادری نے فیصلہ کیا کہ متوفی محمد رمضان کا قرضہ ۲۵۰۰ روپے احمد بخش، تاج محمد مل کرکے ادا کریں اور اس کی متروکہ جائیداد کے وارث بن جائیں تو تاج محمد نے جملہ قرضہ متوفی اپنے ذمہ لگالیا اور کلہم جائیداد کی وراثت سنبھال لی۔ انتقال وراثت متوفی ۱/۲ حصہ دختر محمد رمضان (بھاپاں) کو ملا بقیہ تاج محمد ۱/۴ راج بی بی، تاج بی بی ہمشیرگان ہر دو کو بحصہ برابر ۱/۴ تقسیم واخل خارج ہوا اور احمد بخش کو بوجہ سوتیلی ماں کے خارج کردیا گیا۔ لڑکی اپنی مطلقہ والدہ کے پاس زیر پرورش رہی ہے۔ نکاح ثانی مذکورہ کے پانچ سال بعد زبردستی اس لڑکی کو تاج محمد اٹھا کرلایا۔ لڑکی کے نانا وارثان نے پنچایت اکٹھی کی۔ اس لڑکی کو حقیقی ماموں محمد بخش کے حوالے کردیا گیا۔ جو کہ احمد بخش مذکور کا حقیقی داماد ہے۔ محمد بخش کے پاس لڑکی مذکورہ دو ماہ رہی۔ اس کے بعد وہی لڑکی احمد بخش مذکور کے پاس زیر پرورش رہی ہے۔ اب یہ لڑکی آزادانہ رضامندی سے احمد بخش کے زیر پرورش رہنا پسند کرتی ہے اور نکاح اول فارم نکاح تکمیل شدہ میلسی کو تسلیم کرتے ہوئے رضامند ہے۔ انتقال وراثت کا ۱/۲ حصہ بقبضہ تاج محمد ہے۔ اس نے آج تک محصول نہیں دیا۔ اب احمد بخش لڑکی کی جائیداد کی آمدنی کا مطالبہ تاج محمد سے کیا جاتا ہے۔ مگر وہ یہ کہہ کر کہ لڑکی میری حقیقی بھتیجی ہے۔ اس لیے پیداوار محصول دینے کو تیار نہیں۔ کیونکہ اس کا نکاح میرے لڑکے کے ساتھ ہوچکا ہے۔ تاج محمد کہتا ہے کہ لڑکی مجھے مل جائے۔ مسماۃ راج بی بی، تاج بی بی کی رائے ہے کہ لڑکی تاج محمد کو دیدی جائے۔

بینوا توجروا

ج

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ احمد بخش چونکہ محمد رمضان متوفی کا پدری بھائی ہے اور تاج محمد، محمد رمضان متوفی کا حقیقی بھائی ہے۔ اس لیے تاج محمد مذکور کی موجودگی میں احمد بخش کو محمد رمضان متوفی کی جائیداد سے کچھ نہ ملے گا۔ حقیقی بھائی کی موجودگی میں پدری بھائی محجوب محروم ہوجاتا ہے۔ کما قال فی السراجیہ

ثم یرجحون القرابة اعنی به ان ذا القرابتین اولی من ذی قرابة واحدة ذکرا کان او انثی لقوله علیه السلام ان اعیان بنی الام یتوارثون دون بنی العلات کالاخ لاب و الاخت لاب وام اذا صارت عصبة مع البنت اولی من الاخ لاب الخ .

اسی طرح نکاح کے معاملہ میں بھی حقیقی چچا کی والایت وسرپرستی پدری چچا سے مقدم ہوتی ہے۔ حقیقی چچا کی موجودگی میں اگر پدری چچا لڑکی کا بچپن میں نکاح کردے اور حقیقی چچا سے اجازت حاصل نہ کی ہو تو وہ نکاح حقیقی چچا کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ اگر وہ اجازت دے دی تو ہو جاتا ہے۔

صورت مسئولہ میں تاج محمد مذکور نے اگر احمد بخش کے نکاح کرانے کو نامنظور کر دیا ہو تو وہ نکاح رد ہو گیا ہے۔ اس کے بعد اگر وہ باقاعدہ ایجاب وقبول کے ساتھ اس کا نکاح کسی دوسری جگہ کر چکا ہو تو وہ درست شمار ہو گا۔ کما قال فی العالمگیریة مطبوعه مکتبه ماجدیه کوئٹه ص ۲۸۳ ثم العم لاب وام ثم العم لاب ثم ابن العم لاب وام الخ . وفیها ایضا . ص ۲۸۵ ج ۱ وان زوج الصغیر او الصغیرة ابعد الاولیاء فان کان الاقرب حاضراً وهو من اهل الولایة توقف نکاح الابعد علی اجازته الخ . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

معتوہہ بالغہ (جس کی باتوں میں خلط ملط ہو) کا نکاح بغیر اذن ولی صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی جس کی عمر تین سال تھی اور لاوارث تھی۔ اس کو ہم نے پالا۔ جب کچھ بڑی ہوئی تو گونگی، بہری اور بھولی نکلی۔ ہم نے اس کو پالا بھی اور پرورش کی اس غرض سے کہ اس سے نکاح کریں گے۔ چونکہ میری بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ اب اس لڑکی کی عمر سولہ سال ہے اور تین ماہ سے بالغ ہے۔ اتنی بھولی اور عقل کی تھوڑی ہے کہ پیشاب کرنے کے بعد شلوار کو باندھتی بھی نہیں ہے۔ میری بیوی یہ کام کرتی ہے۔ میری بیوی کی بھی یہ خواہش ہے کہ اس کا نکاح کرنے پر شاید خدا اولاد دے۔ اس مسئلہ میں کیا فتویٰ ہے کہ یہ لڑکی ایجاب وقبول کی سمجھ نہیں رکھتی ہے۔ اس کو کوئی علم نہیں۔ سر کو ہلاتی رہتی ہے اور ہاتھوں کو ہلاتی ہے اور اوپر سے اشاروں کے ساتھ بلاتی ہے۔ حتیٰ کہ روٹی کا لقمہ بھی نہیں بنا کر کھاتی۔ بلکہ ہم سالن کو روٹی پر لگا دیتے ہیں اور روٹی کو ایک دو لقمے کر کے فوراً کھا جاتی ہے۔ کوئی اشارہ وغیرہ بھی نہیں سمجھتی۔ کیا اس کا نکاح ہو سکتا ہے؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔سائل کے بیان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکی معتوھہ ہے یعنی بھولی ہے۔ شریعت میں معتوہ اس کو کہتے ہیں جو کہ فہم وفکر فاسد رکھتا ہو اور باتیں کچھ درست اور کچھ غلط کہتا ہو۔یعنی کلام اس کا خلط ملط ہو۔ کما قال فی الشامیة مطبوعه ایچ ایم سعید ص ۲۴۳ ج ۳ واحسن الاقوال فی الفرق بینهما ان المعتوه هو القلیل الفهم المختلط الکلام الفاسد التدبیر لکن لایضرب ولا یشتم بخلاف المجنون اه وصرح الاصولیون بان حکمه کالصبی الخ . لہٰذا اگر فی الواقع یہ لڑکی معتوھہ بھی ہو تب تو باوجود بالغ ہونے کے اس کا نکاح بغیر ولی وارث کے نہیں ہوسکتا۔لہٰذا اگر اس کے ولی وارث کا پتہ نکالا جائے اور خوب تحقیق کی جائے۔ اگر باوجود تفتیش بلیغ کے بھی اس کے وارث کا پتہ نہ چل سکے تو پھر اس کا نکاح سلطان وقت کی اجازت سے ہوسکتا ہے۔ اس کا حکم قاضی وغیرہ کی اجازت سے بھی ہوسکتا ہے۔ جس کے فرائض میں سلطان کی طرف سے نابالغوں اور مجنون ومعتوہ کا نکاح کرنا داخل ہو۔ کما قال صاحب الدر المختار فی شرح تنویر الابصار ص ۱۳۲۱ج۲ وهی نوعان ولایة ندب علی المکلفة ولو بکراً وولایة اجبار علی الصغیرة ولو ثیبا ومعتوهة ومرقوقة الخ . وفیه ایضا ص ۷۹ ج ۳ (ثم للسلطان ثم للقاض نص له علیه فی منشوره) .ثم لنوابه ان خوض له ذلک والا لا . اور اگر لڑکی عاقلہ ہے پگلی اور بھولی نہیں ہے۔تب بالغ ہوگئی ہے تو ولی وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔لیکن نکاح تب ہوسکتا ہے کہ نکاح کے ایجاب وقبول میں اس لڑکی کا کوئی معروف اشارہ ہو جس سے صاف طور پر معلوم ہو رہا ہو کہ اس اشارہ سے یہ لڑکی نکاح ہی مراد لے رہی ہے اور نا کح کے ایجاب وقبول کو بھی سمجھے تب اگر اس قسم کا ایجاب قبول یعنی مرد کی طرف سے زبانی ایجاب مع اشارہ جس کو یہ لڑکی سمجھ لے اور عورت کی طرف سے اشارہ معروفہ کے ساتھ مع آواز کے روبرو گواہوں کے ہو جائے تو نکاح شرعاً ہو جائے گا اور اس لڑکی کا کوئی اس قسم کا معروف اشارہ نہ ہو یا مشکوک اشارہ ہو تب نکاح نہیں ہوسکتا۔ کما قال فی الشامی وفی الفتح ینعقد النکاح من الاخرس اذا کانت له اشارة معلومة وفیها ایضاص ۱ ۲۴ ج ۳ ففی کا فی الحاکم الشهید ما نصه فان کان الاخرس لا یکتب وکان له اشارة تُعرف فی طلاقه ونکاحه وشرائه وبیعه فهو جائز وان کان لم یعرف ذلک منه او شک فیه فهو باطل اه وفیه ایضا بعد ذلک (قوله با شارة المعهودة) ای المقرونة بتصویت منه لان العادة منه ذلک فکانت الاشارة بیاناً لما اجمله الاخرس بحر عن الفتح . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ ذوالقعدہ ۱۳۸۶ھ

دادا کا کرایا ہوا نکاح باپ کی رضامندی کے بعد نافذ العمل ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی رحیم بخش کے دو بیٹے نبی بخش اور اللہ بخش ہیں۔ مسمی رحیم بخش چھوٹے بیٹے مسمی اللہ بخش کے پاس مقیم ہے۔ مسمی اللہ بخش نے اپنے باپ کو دین اور دنیا کے کاموں میں مختار بنایا ہوا ہے۔ باپ جو کچھ کرتا ہے تو مسمی اللہ بخش چون و چرا نہیں کرتا۔ ایک دن مسمی رحیم بخش نے اپنے باپ کو بلا کر کہا۔ ابا جان میرے پاس برادری کے آدمی رشتہ کے لیے آ رہے ہیں۔ میں مجبور ہوں۔ لہٰذا میں نے اپنی طرف سے شریعت مطہرہ کے مطابق اپنی لڑکی نور مائی اپنے چھوٹے بھائی کے بیٹے مسمی محمد نواز کو دیدی ہے۔ شرطیں پڑھ چکا ہوں۔ شریعت کردی ہے۔ تو تم قبول کرلو۔ تو باپ نے خوش ہو کر قبول کرلیا۔ پھر مسمی نبی بخش اور رحیم بخش نے اپنے اپنے گھروں میں جا کر اپنی عورتوں کو یہ سارا ماجرا کہہ سنایا۔ دونوں طرف کی عورتیں بھی خوش ہو گئیں۔ مسمی اللہ بخش نے چھوہارے بھی تقسیم کر دیے۔ مسمی رحیم بخش نے اپنے تمام گھر کی عورتوں کو کپڑے اور چھوہارے تقسیم کرنے کے لیے روانہ کیا۔ مسمی نبی بخش کے گھر کی عورتیں کپڑے دیکھ کر خوش ہو رہی تھیں اور یہ کہتی تھیں کہ ہم تو اللہ بخش کو آسمان پر ڈھونڈتی تھیں، پر وہ ہمیں زمین پر مل گیا ہے اور چھوہارے بھی تقسیم کر رہی تھیں۔ ایک اور مرد مسمی غلام رسول بھی آ گیا۔ عورتوں کے مجمع کو دیکھ کر کہا کہ یہ عورتیں کیوں جمع ہیں۔ تو مسمی نبی بخش نے کہا کہ میں نے اپنی لڑکی مسماۃ نور مائی اپنے چھوٹے بھائی مسمی اللہ بخش کے بیٹے مسمی محمد نواز کو دیدی ہے۔ نکاح دعاء کردی ہے۔ یہ عورتیں کپڑے دیکھ رہی ہیں اور چھوہارے بھی تقسیم کر رہی ہیں۔ تم بھی چھوہارے کھاؤ۔ حتیٰ کہ تین سال گزر گئے۔ ایک دن مسمی نبی بخش مذکور کی سگی بہن اور چچازاد بھائی اپنی امید کے مطابق آئے تو مسمی نبی بخش نے کہا کہ تم مجھے بے ایمان کرنا چاہتے ہو۔ میں نے اپنی لڑکی نور مائی اپنے بھائی کے بیٹے محمد نواز کو دیدی ہے۔ بعدہ رحیم بخش اپنے بیٹے اللہ بخش کو لے کر آیا کہ رسم و رواج کے مطابق شادی کا دن مقرر کر دیں تو نبی بخش نے ٹال مٹول کر کے واپس بھیج دیا۔ پھر رحیم بخش برادری کے آدمیوں کو لے کر آتا رہا۔ حتیٰ کہ چھ ماہ تک ٹال مٹول کر کے گزار دیے۔ اب جواب دیا ہے کہ میں نہیں دیتا جو کچھ مرضی ہو کرلو۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ ان پہلی باتوں سے جو مردوں اور عورتوں کے سامنے ہوئی تھیں۔ نکاح ہوا ہے یا نہیں۔ کیونکہ لڑکا اور لڑکی نابالغ تھے۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ بشرط صحت بیان سائل اگر اس مجلس میں جس میں نبی بخش نے یہ کہا کہ میں نے اپنی لڑکی نور مائی اپنے چھوٹے بھائی کے بیٹے مسمی محمد نواز کو دیدی ہے اور محمد نواز کے دادا رحیم بخش نے قبول کر لیا۔ اگر اس مجلس میں دونوں کے علاوہ کم از کم دو مرد عاقل بالغ یا ایک مرد اور دو عورتیں موجود تھیں اور وہ ان دونوں کا ایجاب و قبول سن رہے تھے تو نکاح شرعاً ہو گیا ہے ۔ کیونکہ دادا اگر چہ دور کا ولی تھا۔ لیکن باپ کو علم ہو جانے کے بعد باپ نے رضامندی کا اظہار کر لیا ہے ۔ لہٰذا نکاح منعقد ہو گیا ہے اور اگر اس مجلس میں مذکورہ بالا قسم کے گواہ موجود نہ تھے تو نکاح نہیں ہوا ہے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

لڑکی کا نسب ثابت ہے اور والدہ کا کیا ہوا نکاح والد کی اجازت پر موقوف ہے

﴿س﴾

ایک عورت جس کا نکاح سرمیل ہمراہ دیگر مرد کے ہوا - کچھ عرصہ جبکہ مذکورہ عورت حاملہ تھی - خاوند کے گھر سے نکل کر دیگر جگہ غیر محرم کے گھر سکونت پذیر ہوگئی - سابقہ نکاح سے اس کی ایک لڑکی تولد ہوئی - چند یوم کے بعد اس کے غیر محرم نے عورت کی رضامندی سے اس کی لڑکی کا نکاح کسی دیگر جگہ کر دیا جو اس کے رشتہ دار ہیں - عالیجاہ اب مذکورہ عورت فوت ہو چکی ہے - اس کے غیر محرم مرد نے مذکورہ عورت کے اصل خاوند کو وٹہ نکاح میں دلوا دیا ہے - عورت مذکورہ جو فوت ہو چکی ہے اس کی مرضی سے مذکورہ لڑکی کا نکاح ہوا ہے - اصل باپ راضی نہیں ہے - آیا شرع کے نزدیک لڑکی جس کے نکاح میں اس کا باپ راضی نہ ہوا اور نہ تھا - بلکہ نکاح میں موجود نہ تھا - نکاح مذکور جائز ہے یا نہیں -

﴿ج﴾

اس مسئلہ میں بشرط صحت سوال اس لڑکی کا نسب اس شخص سے ثابت ہے جس کے ساتھ پہلی دفعہ شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ نکاح ہوا ہے - لڑکی کی نابالغی میں ولایت نکاح بھی ضروری تھی - لڑکی کی نابالغی میں والدہ کی رضامندی سے جو نکاح کیا گیا ہے - وہ نکاح والد کی اجازت پر موقوف تھا - اگر والد نے لڑکی کے بلوغ

سے قبل اس نکاح کو رد کر دیا ہے۔ تو نکاح فسخ ہو چکا ہے۔ اگر منظور کر لیا ہے تو نکاح صحیح ہے۔ تحقیق کر لیں جو صورت ہو اس کے مطابق عمل کیا جاوے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ ذیقعدہ ۱۳۹۴ھ

والد نے لڑکی کا جو نابالغہ تھی نکاح مسترد کیا ہو تو نکاح ہوا ہی نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک عورت مسماۃ سداں بیوہ ہو جاتی ہے۔ جس کے خاوند کا نام رمضان تھا اور اس کے بطن سے ایک دختر بنت رمضان مرحوم مسماۃ بھاگن تھی کچھ دنوں کے بعد سداں بیوہ نے ہمراہ اپنی دختر بھاگن کو لے کر دوسری جگہ اپنا نکاح کر لیا اور ساتھ ہی اپنی دختر کا نکاح بھی بحالت سن صغر نکاح ثانی کے ورثاء میں کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد میاں بیوی کی نہ بن آئی تو وہ اپنے پہلے سسرال اپنی دختر کو ساتھ لے کر واپس آ گئی اور عرصہ دراز تک وہاں مقیم رہی۔ اس اثناء میں دختر مسماۃ بھاگن اپنے والد حقیقی رمضان مرحوم کے گھر بلوغت کو پہنچی اور اسے برائے شریعت بروئے والدہ اور دو گواہان اپنے سابقہ نکاح کو جو کہ کم عمری میں کیا گیا تھا۔ والد کے سامنے اپنے نکاح کا انکار کر دیا۔ لہٰذا مہربانی فرما کر فتویٰ شرعی فرماویں۔

حاجی عنایت موچی ولد میاں گبنہ سکنہ ضلع جھنگ تحصیل شورکوٹ احمد پور سیال حال ملتان

﴿ج﴾

اگر اس لڑکی کا نکاح جو والدہ نے کیا تھا۔ اس کی اجازت لڑکی کے شرعی والد یا چچا وغیرہ نے نہ دی ہو یا اسے اسی وقت مسترد کر دیا ہو تو نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوا۔ اور اگر وہ بالکل خاموش رہے ہوں۔ نہ اجازت دی اور نہ رد کیا ہو تو اس صورت میں لڑکی بعد از بلوغ انکار کر دے تو نکاح مسترد ہو جائے گا اور لڑکی اس کی منکوحہ متصور نہیں ہوگی۔ اور اگر لڑکی کے شرعی اولیاء نے والدہ کے نکاح کے وقت بعد از علم ہو جانے کے صحیح قرار دیا اور اس کی اجازت دی ہو تو نکاح صحیح ہو گیا۔ اب اگر لڑکی نے واقعی عین بلوغ مجلس میں بلا تاخیر اس کو مسترد کر دیا ہو اور پھر کسی مسلمان حاکم سے تنسیخ کا فیصلہ بحق خیار بلوغ حاصل کر لے تو نکاح ٹوٹ جائے گا اور دوسری جگہ نکاح کر سکے گی گویا آخری صورت میں جج سے تنسیخ نکاح کا فیصلہ ضروری ہے۔ پہلی صورتوں میں کوئی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لڑکے کا باپ کو وکیل مقرر کرنا صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنے لڑکے کا عقد نکاح کرنا چاہتا ہے- لیکن اس کا لڑکا موجود نہیں ہے- یعنی دوسرے ملک میں رہتا ہے- لیکن لڑکے نے اپنے والد کو اپنی طرف سے وکیل مقرر کیا ہے کہ جب تک آپ میرا عقد نکاح نہیں کریں گے میں ملک واپس نہیں آؤں گا- تو کیا نکاح ہو سکتا ہے؟

﴿ج﴾

لڑکے نے جب باپ کو وکیل مقرر کیا ہے تو لڑکے کی طرف سے والد کا ایجاب وقبول شرعاً صحیح ہے اور اس طرح نکاح منعقد ہو جاتا ہے- مجلس نکاح میں لڑکے کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے- وکیل بھی نکاح کرا سکتا ہے- فقط واللہ اعلم

لڑکی میں اگر علامات بلوغ پائی جائیں تو لڑکی کا قول معتبر ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ ہندہ نے اپنی لڑکی زینب کا نکاح بغیر اولیاء جو چچازاد تھے کر دیا تھا اور نکاح خوان کو کہا کہ لڑکی کی عمر پندرہ برس ہے اور اس کے کوئی آثار بلوغت ظاہر نہ تھے اور لڑکی مذکورہ بالکل خاموش تھی اور زینب کے پیدائش کے کاغذات میں عمر تیرہ سال تھی- اب لڑکی بھی ظاہر طور پر کہتی ہے کہ میں اس وقت بالغ نہ تھی اب قول کس کا معتبر ہوگا- یعنی کیا لڑکی کا کہ واقعۃً نابالغہ تھی یا اس کی ماں کا؟

﴿ج﴾

لڑکی کا بلوغ اگر علامات سے ہے مثلاً حیض، حمل ٹھہر جانا وغیرہ تو اس میں اس کا اپنا قول معتبر ہے- دوسرے کا قول اس پر حجت نہیں اور اگر پندرہ سال کی عمر سے ہے تو اس پر اگر دو گواہ گواہی دیں گے تو ثابت ہوگا- صورت مسئولہ میں جب وہ خود علامات سے انکاری ہے اور پندرہ سال کی عمر کا ثبوت بھی بقاعدہ شریعت نہیں ہوتا- بلکہ سرکاری کاغذات کم عمری کی تائید کرتے ہیں- تو لڑکی کو نابالغہ سمجھا جائے گا اور بلا اذن ولی شرعی اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا- واللہ اعلم

شہادت معتبرہ سے چچا حقیقی کا انکار ثابت ہو جائے تو نکاح باطل ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں اس بارہ میں کہ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح کر دیا ہے۔ چچا غیر حقیقی نے یعنی لڑکی کے باپ کا برادر اعلیٰ ہے اور مذکورہ کا چچا حقیقی بھی موجود ہے۔ لیکن بوقت نکاح چچا حقیقی دو چار میل کی مسافت پر ہی تھا یعنی مجلس سے غیر موجود تھا۔ اب کچھ عرصہ کے بعد چچا حقیقی مسمّی شیرو نے دوسری جگہ نکاح کرا دیا۔ شیرو کا کہنا ہے کہ جبکہ برادر اعلیٰ مسمّی غلام حسین نے میری بھتیجی پٹھانی کا عقد کرایا تو دوسرے دن اطلاع نکاح کی ہوئی تو اس نے دو گواہوں کے روبرو کہا کہ میں اس نکاح پر راضی نہیں ہوں۔ چونکہ حقدار نکاح میں تھا نہ کہ سردار غلام حسین اور انکار کے دو گواہ بھی پیش کر چکا ہے کہ واقعی بوقت اطلاع شیرو نے ہمارے روبرو انکار کیا اور اپنے ہی بھائی مسمّی غلام حسین کے پاس آیا جو کہ دو تین میل دور رہتا ہے کہ تم نے یہ عقد نکاح میری رضا کے بغیر کیا ہے لہٰذا میں اس پر راضی نہیں ہوں۔ مسمّی غلام حسین کہتا ہے کہ شیرو جب میرے گھر میں آیا تو میں نے شیرو کو گواہوں کے روبرو کہا کہ میں نے پٹھانی کا عقد نکاح کر دیا ہے۔ تو راضی ہو جا تو شیرو نے کہا تین دفعہ کہ میں راضی ہوں۔ اور اس کی رضا پر چار پانچ گواہ بھی پیش کرتا ہوں کہ واقعی شیرو راضی ہوا تھا کیا سابقہ گواہ معتبر ہوں گے جن کے روبرو انکار کیا یا مدعی علیہ کے گواہ معتبر ہوں گے۔ جو رضامندی کا اظہار کرتے ہیں۔

سائل غلام احمد کوٹ جامی ڈیرہ اسماعیل خان

﴿ج﴾

شہادت معتبرہ سے اگر چچا حقیقی کا انکار اور رد نکاح ثابت ہو جائے تو نکاح باطل ہو گیا۔ نکاح موقوف کے معنی یہی ہیں کہ اس کی اجازت اور رد پر موقوف ہو۔ اب اگر رد ثابت ہو جائے تو اس کے بعد جب دوبارہ ایجاب وقبول باجازت ولی نہ ہوں نکاح ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس لیے بعد کی اجازت بتقدیر ثبوت بھی مفید نہیں ہے۔ اس مسئلہ میں کسی شبہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نابالغ خود نکاح نہیں کر سکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ غلام دین ایک نابالغ لڑکا ہے۔ جس کی ہمشیرہ بھی نابالغہ ہے۔ مسمّی

غلام دین نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح کر کے خود اپنا نکاح اس کے بدلے میں کروالیا ہے- کیا یہ جائز ہے؟ اور غلام دین کا بھائی بالغ موجود نہ تھا اور نہ ہی اس کا چچا موجود تھا اور نہ ہی ان کی رضامندی تھی-

جو غلام دین نابالغ نے نکاح کیا ہے- اس کی زوجہ نابالغہ کا والد موجود تھا- غلام دین کے متولی رضامند نہ تھے- کیا یہ جائز ہے؟

﴿ج﴾

اگر واقعی غلام دین اور اس کی بہن دونوں نابالغ تھے اور بڑے بھائی کی اجازت حاصل نہیں کی گئی اور اس نے اس نکاح کو رد کر دیا ہے تو نکاح نافذ نہیں- دوسری جگہ نکاح ہو سکتا ہے-

اگر واقعی غلام دین نابالغ تھا اور اس کا بھائی بالغ اس کے نکاح پر راضی نہیں ہے تو نکاح صحیح نہیں- واللہ اعلم
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم

طلاق نامہ پر صرف دستخط کرنے والے کی بیوی سے نکاح جائز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دربارہ طلاق مجبور آدمی کے کہ یعنی اگر کسی آدمی کو قتل وغیرہ کی دھمکی دے کر طلاق کرائی جائے- تو کیا ایسی طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں- صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک آدمی نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا- کچھ عرصہ کے بعد اس کے دل میں بے ایمانی پیدا ہوگئی اور اس نے طلاق کا مطالبہ شروع کر دیا- جب ناکح نے انکار کیا تو تھانہ میں درخواست دے کر اس کو بلوایا اور تھانیدار کے ذریعہ طلاق کا مطالبہ کیا تو وہاں بھی ناکح نے انکار کر دیا تو آخر میں دھوکہ کر کے اسے ایک بہت بڑے زمیندار کے ڈیرہ میں لے گئے تو زمیندار نے اسے ڈرا دھمکا کر طلاق تحریر کرا کر دستخط کرا لیے ہیں- اب آپ شریعت مطہرہ کے مطابق کتب فقہ کے حوالہ جات دے کر اس کا جواب تحریر فرمائیں-

﴿ج﴾

تحقیق کی جاوے اگر اس شخص نے زبان سے طلاق کے الفاظ نہیں کہے اور زبردستی جبراً اس سے طلاق نامہ پر دستخط کرا لیے ہیں تو یہ طلاق صحیح نہیں- لڑکی کا نکاح بدستور باقی ہے- لما فی الشامیہ فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امرأته فکتب لا تطلق لان الکتابة أقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة و لا

حاجة هنا كذا في الخانيه- (ردالمحتار علی الدرالمختار مطبوعہ ایچ ایم سعید ص ۳۳۶ ج ۳ ص ۴۵۶ ج ۲-)
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ رجب ۱۳۹۱ھ

حق غیر کی سبب نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی دختر نابالغ کا اپنے بھانجے حقیقی سے نکاح کر دیا تھا- جب لڑکی بالغ ہوئی- کسی دنیاوی رنجش کی وجہ سے وہاں نہ دینا چاہا- لڑکی سے تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کرا کر کہ مجھے باپ کا کرایا ہوا نکاح نامنظور ہے- کلمہ تنسیخ حاصل کر کے دوسری جگہ اس کا نکاح کر دیا ہے- اب وہ لڑکی ناکح ثانی کے پاس ہے- اس ناکح ثانی کے لیے شرعاً کیا حکم ہے- مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے-

﴿ج﴾

باپ اور دادا کے کیے ہوئے نکاح کے سلسلہ میں لڑکی کو بوقت بلوغ انکار کرنے کا شرعاً حق حاصل نہیں- بلوغ کی بنا پر حاکم کا فسخ شرعاً بے کار ہے- ناکح اول کا نکاح شرعاً قائم ہے- لڑکی کا نکاح ثانی کرنا نکاح بر نکاح ہے- ناکح ثانی اور شاملین جو دیدہ دانستہ شامل ہوئے ہیں سخت مجرم ہیں- جب تک لڑکی کو ناکح اول کے سپرد نہ کریں ان لوگوں سے تعلقات قائم کرنے دیوثی اور سخت بے غیرتی ہے اور جو لوگ وہاں کے باشندے ہیں حسب قدرت کوشش کریں تاکہ حد اسلام جو توڑی جا رہی ہے' محکم رہے- ورنہ سب اس جرم میں شریک ہوں گے اور برابر سزا کے مستحق ہوں گے- قطع تعلق جب مفید ہوگا کہ ان سے تعلقات یکسر ختم کر دیے جائیں- مثلاً نماز جنازہ میں ان کو شریک نہ کیا جائے- اسی طرح قربانی میں اور برادری کی آمد و رفت بند کر دی جائے- واللہ الموفق-

محمد عبدالشکور ملتانی
الجواب صحیح فقیر محمد شریف جامع رضویہ مظہر العلوم ملتان
الجواب صحیح ہدایت اللہ پسروری خادم جامعہ رضویہ مظہر العلوم ملتان
۶ محرم ۱۳۹۱ھ

ایک نکاح کے ہوتے ہوئے عورت دوسرا نکاح نہیں کرسکتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میری بیوی ابھی تک میرے نکاح میں ہے۔ اس کے والدین لے گئے ہیں اپنے گھر۔ کیا وہ اب دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

جب وہ عورت آپ کی منکوحہ ہے تو دوسرا نکاح کیسے کرسکتی ہے۔ اس صورت میں دوسرا نکاح بالکل ناجائز ہے۔ **بقولہ تعالیٰ والمحصنت من النساء** (پ۵ رکوع نمبرا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد طاہر رحیمی عفی عنہ استاذ القرآن والحدیث مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ رمضان ۹۵ھ بروز چہارشنبہ

پہلا نکاح صحیح ہے اور نافذ العمل ہے، دوسرا نکاح باطل ہے

﴿س﴾

جندہ ولد گلا اپنی لڑکی کا نکاح فتح شیر ولد محمد رمضان کھادر سے کروانا چاہتا تھا اور جندہ کے بھائی اس پر رضامند تھے۔ لیکن ابھی تک انھوں نے نکاح نہیں پڑھوایا تھا۔ جندہ کے بھائی گھریلو جھگڑے کی بنا پر جندہ کو روکنے لگے کہ اب رمضان کے لڑکے سے اپنی لڑکی کا نکاح نہ پڑھاؤ۔ اپنے کسی بھتیجے سے پڑھادو۔ لیکن جندہ اپنے بھائیوں پر ناراض ہوگیا۔ اپنی لڑکی کا نکاح شرعاً فتح شیر ولد رمضان کھادر سے پڑھادیا اور بعد میں جندہ اور رمضان نے ایک دوسرے کو طلاق اٹھادی کہ ہم ایک دوسرے کو نہیں چھوڑیں گے۔ جندہ نے طلاق اٹھا کر کہا کہ میں اپنی لڑکی فتح شیر کو دوں گا، بے فکر رہیں۔ اس کے بعد جندہ کے بھائیوں نے یہ بات جانتے ہوئے کہ شرعی نکاح پڑھا ہوا ہے۔ احمد خان ولد محمد رمضان قوم اعوان سے کتابی نکاح پڑھوادیا۔ اب آپ یہ فیصلہ دیں کہ فریقین کے نکاحوں کے گواہ موجود ہیں۔ لڑکی پر کس کا حق ہے۔ فیصلہ کرکے مشکور فرمائیں۔ ہمارے یہ گواہ ہیں۔

(۱) نذر حسین ولد تام قوم مہار (۲) گاموولد محمد یار قوم کھاوڑ

لڑکی دینے والے کا نام جندہ ولد گلا، لڑکی لینے والے کا نام فتح شیر ولد محمد رمضان

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر پہلا نکاح شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں فتح شیر کے ساتھ پڑھا گیا ہے تو وہ صحیح اور نافذ ہے اور دوسری جگہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ نکاح ثانی میں شامل ہونے والے لوگ گنہگار ہیں۔ سب پر توبہ لازم ہے۔ لیکن اس شرکت کی وجہ سے شرکاء نکاح کے نکاح فسخ نہیں ہوئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ

بغیر طلاق کے عورت کا دوسری جگہ نکاح جائز نہیں اور نہ عورت چھوڑ سکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع عظام اندریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی زید جس کی منکوحہ ہندہ کو ایک شخص اغوا کر کے لے گیا۔ اس سے چھین لیا گیا۔ اب ایک شخص عمرو سے تبادلہ کرنے کے لیے مجلس منعقد کرتا ہے اور ہندہ بھی پہلے عمرو کے گھر پر موجود ہے۔ تبادلہ بایں صورت قرار پایا کہ ہندہ ناشزہ کے عوض ایک عورت اور مبلغ ہزار روپیہ لے کر طلاق دوں گا۔ مجلس منعقد کی گئی۔ زید کو طلاق دینے کے لیے کہا گیا۔ اس نے کہا کہ پہلے میرا نکاح دے دیں۔ یعنی جو بازو مجھے دینا چاہتے ہیں۔ اس کا نکاح کر دیں اور متعلقان بھی حاضر مجلس ہیں۔ نکاح خوان نے نکاح پڑھا تو عمرو نے جیب میں ہاتھ ڈالا کہ دوں۔ زید اُٹھ کھڑا ہوا کہ میں نے تم سے فریب کیا اب میرا ہر دو نکاح مکمل ہیں۔ ایک کی طلاق بھی نہیں دیتا اور نہ ہی مبلغ ہزار روپیہ لینے کو تیار ہوں۔ مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ کیا اس شخص مثلاً زید نے بازو لیا۔ اب طلاق نہیں دیتا۔ اب ہر دو طلاق کا منکر ہے۔ اگر عند اہل الشرع کوئی جواز ہے تو بیان فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں شرعاً نکاح منعقد ہوا ہے۔ بغیر طلاق حاصل کیے چھٹکارے کی اور کوئی صورت نہیں۔ لہٰذا برادری وغیرہ کے تعلقات سے یا پیسے دے کر ان سے طلاق حاصل کی جائے۔ باقی یہ شخص وعدہ خلافی کی وجہ سے سخت گنہگار ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے۔ اوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولا الایہ۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بغیر طلاق نکاح ثانی قطعاً حرام اور نا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی گامن خان ولد الٰہی بخش نے اپنی لڑکی منظوراں مائی کا نکاح ہمراہ محمد شفیع ولد محمود خان سے کر دیا۔ جس کو عرصہ تقریباً نو سال گزر چکے ہیں۔ اب ہم اُسے شادی کر دینے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جس سے وہ انکاری ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی لڑکی کی طلاق چاہتا ہے۔ بلکہ اس نے اب نئے شخص نواز ولد گامن سے بلا طلاق لیے نکاح کر دیا ہے۔ لہٰذا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس مسئلہ میں عند الشرع کیا صورت ہو سکتی ہے۔

﴿ج﴾

اگر پہلا نکاح گواہوں کی موجودگی میں شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ ہوا ہے تو یہ نکاح صحیح ہے اور دوسری جگہ نکاح کرنا نکاح بر نکاح ہے جو کہ قطعاً حرام ہے۔ دوسرا نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوا۔ پہلے نکاح کا علم ہوتے ہوئے دوسری جگہ نکاح پڑھنے والا شخص اور نکاح میں موجود دوسرے لوگ سخت گنہگار بن گئے ہیں۔ سب کو توبہ کرنی لازم ہے اور ان کو اس نکاح کے عدم صحت کا اعلان بھی کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ صفر ۱۳۸۹ھ

طلاق حاصل کیے بغیر نکاح ثانی جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جان محمد و غلام رسول دونوں حقیقی برادر ہیں۔ غلام رسول نے اپنی دختر کا عقد نکاح واحد ولد جان محمد کے ساتھ کر دیا اور جان محمد کی دختر بنام عطاء الٰہی کا عقد نکاح محمد رمضان ولد غلام رسول کے ساتھ پڑھا دیا گیا۔ لیکن جان محمد کی دختر کی عمر اس وقت تقریباً ۵ سال تھی۔ نکاح کے کچھ عرصہ بعد غلام رسول و جان محمد میں بدسلوکی ہو گئی۔ جان محمد کی دختر جس وقت جوان ہوئی تو غلام رسول نے اپنے برادر سے کہا۔ اب تمھاری دختر جوان ہے۔ اپنی دختر کو اس کے خاوند محمد رمضان کے گھر بھیج دے۔ اتنی بات سنتے ہی جان محمد نے جواب دیا کہ میری دختر کا نکاح تمھارے محمد رمضان کے ساتھ نہیں پڑھایا گیا اور جان محمد اپنی دختر بنام عطاء الٰہی کو

اپنی ہمشیرہ کے گھر چھوڑ آیا۔ جس وقت جان محمد کی دختر کا نکاح محمد رمضان ولد غلام رسول کے ساتھ واقع ہوا ہے۔ اس وقت کے نکاح کے گواہ بھی موجود ہیں جو کہ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ جان محمد کی دختر کا نکاح محمد رمضان ولد غلام رسول کے ساتھ ہوا ہے۔ اب جان محمد نے اپنی دختر کا نکاح دوسری جگہ غلام محمد ولد محمد بخش کے ساتھ کر دیا ہے۔ اب آپ براہ کرم نوازی بندہ کو اس چیز سے آگاہ فرمائیں کہ ایک نکاح کی موجودگی میں دوسرا نکاح ہوسکتا ہے۔ جبکہ محمد رمضان ولد غلام رسول نے اپنی بیوی کو طلاق بھی نہیں دی۔ اگر نہیں ہوسکتا تو جان محمد اور نکاح کا پڑھانے والا اور جو لوگ گواہ ہیں۔ شریعت کی رو سے ان لوگوں پر کوئی سزا وغیرہ یا کفارہ ہے یا نہیں؟ پہلے نکاح کے گواہوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) حاجی خدا بخش (۲) عیدو (۳) رانا سلطان محمد (۴) غلام رسول ولد خدا بخش۔ (۵) ملک محمد رمضان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ صورۃ مسئولہ میں بشرط صحت سوال خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر لڑکی کا دوسری جگہ نکاح ناجائز اور نکاح پر نکاح شمار ہوگا اور نکاح پڑھنے والا مولوی صاحب اور مسئلہ شرعیہ سے واقفیت رکھنے والے دوسرے موجود اشخاص سخت گنہگار بن گئے ہیں۔ ان کو توبہ کرنا لازم ہے اور حتی الوسع اس عورت کو اصل خاوند کو واپس دلانے کی سعی کرنا ان پر لازم ہے۔ فی الدرالمختار ص ۵۱۶ ج ۳ واما نکاح منکوحة الغیر و معتدته (الی) لم یقل احد بجوازہ . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ

نکاح اول سے خلاصی کے بغیر نکاح ثانی ناجائز اور حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حافظ قرآن امام مسجد نے ایک عورت کا نکاح پہلے خاوند سے بغیر طلاق حاصل کیے دیدہ دانستہ پڑھا دیا۔ حاضرین مجلس نے حافظ صاحب کو بوقت نکاح یاد دلایا۔ مگر وہ نہیں مانے۔ کیا یہ نکاح از روئے شریعت درست ہے۔ کیا ایسے فعل کرنے والے حافظ صاحب کی بات قوم میں قابل قبول ہوسکتی ہے۔ نیز جو اشخاص بوقت نکاح مجلس میں حاضر تھے۔ ان کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں (بشرط صحت سوال) خاوند سے بغیر طلاق حاصل کیے لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا ناجائز اور نکاح پر نکاح شمار ہوگا اور نکاح پڑھانے والا اور موجود دوسرے اشخاص بڑے گنہگار بن گئے ہیں۔ بشرطیکہ ان کو علم ہو کہ یہ نکاح بر نکاح ہو رہا ہے۔ ان کو توبہ کرنا لازم ہے اور حتی الوسع اس عورت کو اصلی خاوند کو واپس دلانے کی سعی کرنا ان پر لازم ہے۔ فی الدر المختار ص ۵۱۶ ج ۳ (باب المهر) واما نكاح منكوحة الغير و معتدبه (الى) لم يقل احد بجوازه وفي قاضيخان ولا يجوز نكاح منكوحة الغير ومعتدة الغير عند الكل وفي العالمگيرية مطبوعه مكتبه ماجديه كوئٹه ص ۲۸۰ ج ۱ لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره الخ .

اگر فی الواقع امام مذکور نے غیر کی منکوحہ کا نکاح بلا طلاق شوہر اور جان بوجھ کر دوسرے شخص سے پڑھ دیا تو وہ فاسق ہے۔ مرتکب کبیرہ کا ہوا۔ لہٰذا نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے اور وہ شخص لائق امامت نہیں ہے۔ جب تک توبہ نہ کرے۔

ويكره امامة عبد الخ وفاسق (درمختار ص ۵۶۰ ج ۱) فاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني واكل الربا ونحو ذلك الخ . وفي المعراج قال اصحابنا لاينبغي ان يقتدى بالفاسق الخ . اما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لا مر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانة شرعاً الخ بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا (ردالمحتار مطبوعه ايچ ايم سعيد باب الامامة ص ۵۶۰ ج ۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ

نکاح پر نکاح کی شرعی حیثیت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ نور ضی دختر یعقوب کا نکاح بروئے عام گواہان بشیر احمد ولد

عبدالغفور کے ساتھ ہوا ہے۔ایک سال اپنے شوہر کے ساتھ آباد رہی۔سال گزر جانے کے بعد لڑکی مسماۃ نورضی کے والد یعقوب اپنی لڑکی واپس لے گیا اور مسمی بشیر احمد ولد عبدالغفور جب اپنی بیوی کو لینے گیا تو اُس کے والد نے انکار کیا کہ میں اپنی لڑکی مسماۃ نورضی کو نہیں دینا چاہتا۔ کچھ عرصہ کے بعد مسمی یعقوب نے اپنی لڑکی مسماۃ نورضی کا نکاح مسمی عبدالغنی ولد اسماعیل کے ساتھ کر دیا۔ باوجودیکہ مسمی بشیر احمد ولد عبدالغفور نے طلاق نہیں دی ہے۔نکاح پڑھنے اور شرکت کرنے والوں سے کیا سلوک کرنا چاہیے اور شرع محمدی میں اس کے متعلق کیا حکم ہے اور نکاح علی النکاح کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

تحقیق کی جائے۔اگر واقعی شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں پہلا نکاح کیا ہے تو وہ نکاح صحیح ہے اور اس خاوند سے اگر طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح کیا ہے تو وہ نکاح شرعاً منعقد نہیں ہوا۔ **کما فی الشامیة ۵۱۶ ج۳ و اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته (الی قوله) لم یقل احد بجوازه.** جولوگ باوجود علم دوسرے نکاح میں شامل ہو چکے ہیں وہ سخت گنہگار ہیں۔ان پر لازم ہے کہ وہ توبہ تائب ہو جائیں۔دوسرے نکاح میں شرکت کی وجہ سے ان شرکاء کے اپنے نکاح ختم نہیں ہوئے۔ملاحظہ ہو فتاویٰ دارالعلوم۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ ذی قعدہ ۱۳۹۴ھ

قانونی لحاظ سے طلاق کے بعد کیا ہوا نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی دین محمد نے ایک عورت اغوا کی جس کا نام مسمات سلامن ہے۔۱۸ سال تک بغیر نکاح اپنے گھر میں اور بغیر طلاق کے رکھی۔اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ ۱۸ سال بعد جس کی عورت اغواء کی تھی۔اُسی سے طلاق لی ہے۔اب کہتا ہے کہ میں نے اس کے ساتھ نکاح کر لیا ہے۔ لیکن ثبوت ہمیں نہیں ملا ہے۔مسئلہ دریافت یہ ہے کہ کیا اس کا نکاح اس مغویہ مسماۃ سلامن کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہ؟ کیونکہ ۱۸ سال تک اس کے ساتھ زنا کرتا رہا اور کیا اب یہ آدمی ہمارے ساتھ قربانی میں شریک ہو سکتا ہے اور دیگر اسلامی باتوں میں یا نہ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر یہ بات درست ہے کہ شخص مذکور نے عورت مذکورہ کے خاوند سے طلاق حاصل کر لی ہے اور طلاق کے بعد شرعی قانون کے مطابق مذکورہ سے نکاح کر لیا ہے۔ تو یہ نکاح شرعاً معتبر ہوگا۔ البتہ گذشتہ ۱۸ سال تک جو بد فعلی ہو چکی ہے اس پر صدق دل سے توبہ تائب ہونا لازم ہے۔ اگر وہ صدق دل سے توبہ تائب ہو گیا ہے تو پھر اس کے ساتھ میل ملاپ رکھنا درست ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شوہر کے زندہ ہونے کی تصدیق کے باوجود دوسرا نکاح باطل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ ایک اجنبی عورت کو غیر علاقہ سے ایک عورت اور ایک مرد جن کو بستی کے بعض لوگ بالکل معمولی طور پر جانتے ہیں لائے اور بیان ہوا کہ یہ عورت بیوہ ہے۔ اس کو چاہے نکاح میں رکھ جس کا معاوضہ ہم دو ہزار لیں گے۔ ان کی اس حالت کی بنا پر کچھ تذبذب تھا ہی۔ اس کے بعد ایک شخص بستی ہذا کا جوان دونوں عورت اور مرد مذکور کو اچھا خاصا جانتا تھا اور بیوہ کو بھی جانتا تھا۔ وہ بیانی ہے کہ یہ عورت منکوحہ ہے۔ اس کا خاوند زندہ ہے اور اس کی اولاد بھی ہے۔ لہٰذا اس سے بچو۔ چند آدمیوں کو خبر دار کیا۔ اس کی اس بات پر کسی کو یقین ہو گیا اور کسی کو شک پڑ گیا بعض کو اس کا بالکل یقین نہیں آیا بلکہ خیال ہوا کہ یہ بالکل غلط بکواس کرتا ہے۔ اس شکی حالت میں عورت مذکورہ مختلف قسما سے حلف وغیرہ لیا گیا۔ جس کی باتوں پر کسی کو تسلی ہوئی اور کسی کو نہیں ہوئی۔ بلکہ زیادہ شک پڑ گیا۔ اب انھوں نے مجلس نکاح منعقد کی اور مولوی صاحب کو بلایا تو مولوی صاحب نے انکار کر دیا کہ میں ایسا نکاح نہیں کرتا۔ اسی طرح انھوں نے دو دفعہ ان کو واپس کر دیا۔ اب انہوں نے مولوی صاحب کو قوی یقین دلا کر نکاح پڑھنے کو کہا۔ زبردستی کے بعد نکاح کر دیا اور جن کو شک پڑ گیا تھا وہ شریک نکاح نہ ہوئے۔ بعد میں اس کا زیادہ چرچا ہوا کہ اس عورت مذکورہ کا پچھلا نکاح ہے اور اس عورت نے بعد چند دنوں کے بعض لوگوں کے سامنے اقرار کیا کہ میرا پچھلا نکاح ہے۔ خاوند بھی زندہ ہے اور اولاد بھی ہے۔ کیا مذکورہ عورت کا نکاح دوسرے خاوند کے ساتھ جائز ہے اور اس مولوی صاحب نے تذبذب کی حالت میں نکاح پڑھ لیا اور جو نکاح میں شریک ہوئے ان کا کیا حکم ہے؟

﴿ج﴾

جب معلوم ہوا کہ اس عورت کا پہلا خاوند زندہ موجود ہے اور یہ عورت اُسکی منکوحہ ہے تو دوسرا نکاح کالعدم اور باطل ٹھہرا جن لوگوں نے اس نکاح میں شرکت کی ہے۔ انھیں توبہ کرنی چاہیے۔ توبہ کرنے کے بعد ناکح کے پیچھے نماز جائز ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ المحرم ۱۳۸۱ھ

خاوند کی رضا اور عورت کو آباد کرنے کا ارادہ ہے تو عورت کا نکاح فسخ نہیں ہوسکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اور ہندہ کا آپس میں نکاح ہوا تھا اور شادی کے بعد ہندہ اپنے خاوند کے ساتھ تین سال رہی اور دونوں جوان و بالغ تھے۔ تین سال کے بعد بوجہ بدگزرانی کے وہ اپنے باپ کے پاس بیٹھ گئی۔ زید نے اس کے منوانے کے لیے کئی دفعہ آدمی بھیجے اور شہر کے معززین اور یار دوست ہرقسم کے آدمی اس کے باپ کے پاس اور عورت کے پاس بھیجے کہ جس طرح ہو سکے وہ راضی ہو جائے او جو مطالبات ہندہ کے ہوں ہم ماننے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن ہندہ اور اس کے والدین کسی شرط پر راضی نہ ہوئے۔ تقریباً سات سال والدین کے پاس بیٹھی رہی۔ آخرکار ہندہ کے والد نے ہندہ کے وکیل ولی کی حیثیت سے نکاح فسخ کرنے کی درخواست لاہور میں دائر کی۔ جس پر زید کو لاہور طلب کیا گیا اور زید میانوالی کا باشندہ ہے اور بوجہ عذر حاضر نہ ہوسکا۔ لہٰذا مجسٹریٹ نے زید کی حاضری اور بیان کے بغیر ہندہ کا نکاح فسخ کر دیا۔ اب ہندہ نے بکر کے ساتھ نکاح کیا۔ تو کیا ہندہ کا نکاح اس صورت میں بکر کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو بکر کو اس نکاح پر مبارکباد دینا اور ہندہ اور بکر کے ساتھ تعلقات رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور زید کا نکاح اول باقی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جبکہ زید نے اپنی زوجہ کو آباد کرنے کی کافی کوشش کی لیکن ہندہ کے والدین نے کسی طرح اپنی لڑکی کو زید کے حوالہ نہ کیا اور اس کے پاس آباد نہ کیا۔ بلکہ فسخ نکاح کا ناجائز دعویٰ دائر کر دیا اور حاکم نے بھی اس نکاح کو ناجائز طور پر فسخ کر دیا۔ شرعاً زید پر یہ سخت ظلم ہے۔ معلوم ہو کہ شریعت کی رو سے یہ نکاح فسخ

نہیں ہوا ہے۔ زید کا نکاح ہندہ سے بدستور قائم ہے۔ لہٰذا لڑکی کا اس صورت میں دوسری جگہ نکاح کرنا نکاح پر نکاح ہے۔ جو کہ گناہ کبیرہ ہے اور ہندہ کا دوسرے خاوند کے پاس آباد ہونا حرامکاری ہے۔ نیز جو اولاد پیدا ہوگی وہ بھی حرام کی ہوگی۔ اس صورت میں برادری و عامۃ المسلمین کا یہ فرض ہے کہ ہندہ کو اور اس کے والدین اور دوسرے خاوند کو سمجھائیں کہ سب اس گناہ کبیرہ سے تائب ہو جائیں اور توبہ ان کی یہ ہے کہ ہندہ دوسرے خاوند سے الگ کر کے زید کے حوالے کر دیں اور اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور یا زید کو راضی کر کے اس سے طلاق لے لیں۔ لیکن اگر وہ باوجود سمجھانے کے کسی بات کے لیے تیار نہ ہوں اور تائب نہ ہوں تو برادری و عامۃ المسلمین کا یہ فرض ہے کہ ان سے قطع تعلق کریں۔ یہاں تک کہ وہ توبہ تائب ہو جائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر شرعی طریقے سے نکاح ہوا ہے تو نکاح منعقد ہو گیا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میرا بھائی فوت ہوا۔ اس کی وفات کے بعد اس کی لڑکی اور لڑکا میرے پاس رہے۔ ان کا خرچہ میں نے برداشت کیا اور ان کا حقیقی وارث بھی میں ہی ہوں۔ جب میرا بھتیجا جوان ہوا تو میں نے اپنی لڑکی کی شادی اپنے بھتیجے سے کر دی اور اس کے بعد اسی مجلس میں (بھابی بیوہ اور بھتیجے کی مرضی سے جبکہ میرا بھائی کہہ گیا تھا) میرے لڑکے کا نکاح میری بھتیجی سے ہوا۔ نکاح شرعی طریقہ سے ہوا۔ اب عرصہ تین سال کا ہوا۔ میرے بھتیجے نے میری لڑکی کو میرے پاس بھیج دیا ہے۔ کیونکہ اس کی ماں نے کہا کہ وہ لڑکی چھوڑ دو۔ میں تمہیں لڑکی دوں گی اور اسی طرح میرے لڑکے کی بیوی جس کا صرف نکاح ہوا تھا۔ وہ بھی کسی لڑکے کے نکاح میں دے دی۔ جس وقت میرے لڑکے کا نکاح ہوا تھا۔ میری بھتیجی اور لڑکا دونوں نابالغ تھے۔ اب علماء دین کا اس نکاح ثانی کے متعلق کیا خیال ہے کہ وہ غلط ہے یا درست۔ جبکہ میرے پاس اس وقت نکاح خوان اور گواہ موجود ہیں۔

﴿ج﴾

اگر واقعی سائل کی بھتیجی کا نکاح اس کے بیٹے کے ساتھ شرعی طریقے سے ہوا ہے اور اس کے گواہ موجود ہیں۔ تو اس لڑکی کا اپنے خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ جو لوگ جان

بوجہ کراس ناجائز نکاح میں شریک ہوئے ہیں وہ سب بڑے گناہ کے مرتکب ہو گئے ہیں۔ان سب پر لازم ہے کہ اس لڑکی اور لڑکے کے درمیان اپنے اثر ورسوخ سے جدائی کرا کے لڑکی کو اصل خاوند کے حوالہ کردیں اور توبہ استغفار کرلیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نکاح کے اندر عورت کے قول کا اعتبار ہوتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں ۔ایک عورت منکوحہ کو ایک شخص نے اغوا کر کے ایک مولوی صاحب سے نکاح پڑھالیا ہے۔عورت ضلع جہلم کی ہے اور منکوحہ علاقہ سندھ میں ہے۔ وہاں سے اغوا ہو کر علاقہ قطب پور پذیر ہے۔مولوی صاحب چک ۱۵۱ علاقہ عارف والہ کے ہیں۔انھوں نے منکوحہ عورت کے قسم اٹھانے سے نکاح پڑھادیا ہے۔عورت نے یوں قسم اٹھائی کہ مجھے خاوند نے طلاقیں دی ہوئی ہیں اوراس کے علاقہ عارف والہ کے دو گواہوں کے روبرو قسم اُٹھانے اور نکاح پڑھانے کے ثبوت تحریر ہیں۔ گواہ نے کہا ہے کہ عورت کے بھائی نے بھی یہی کہا ہے کہ عورت کو طلاق دی گئی ہے۔مگر جس کے روبرو طلاقیں ہو گئی ہیں یا کاغذ وغیرہ کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔اس مسئلہ کے متعلق کیا نکاح صحیح ہوسکتا ہے یا نہیں البتہ مولوی صاحب کے نکاح کا ثبوت پاس ہے۔اب ان سے برتاؤ، کھانا، پینا، نماز و جنازہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے تو اُن کے برتاؤ کرنے والوں کے لیے کیا حکم ہے۔اُن پر کفارہ آتا ہے۔اگر نکاح نہیں ہوسکتا تو پڑھنے والے اور گواہ کے لیے کیا حکم ہے۔مکرر آنکہ اگر ایک شخص نے دیدہ دانستہ عورت کو اغوا کر کے ناجائز تعلق کر رہا ہے اور اسے روکا گیا ہے۔مگر باز نہیں آتا۔اس سے برتاؤ کرنے کے لیے کیا کفارہ آتا ہے؟ ازراہ کرم صحیح مسئلہ حل فرما کر ثواب دارین حاصل فرمائیں۔

السائل پیر لعل شاہ چک ۱۵۱۴۷۰

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر عورت مذکورہ کے قول پر اعتماد ہو جائے تو اس سے نکاح کرنا جائز ہے۔نکاح خوان، گواہان نکاح کسی پر کوئی گرفت نہیں ہوسکتی۔نہ وہ شرعاً گنہگار ہیں۔شامی ص ۴۱۹ ج ۳ (ایچ ایم سعید کمپنی سیف) میں ہے۔ وکذا ولو قالت منکوحة رجل لآخر طلقني زوجي وانقضت عدتي جاز

تصدیقها اذا وقع فی ظنه عدلة کانت ام لا الخ ۔ البتہ اگر بعد میں معلوم ہو جائے کہ وہ جھوٹی ہے اور اس کا خاوند موجود ہے جس نے طلاق نہیں دی تو وہ عورت فوراً اس کے سپرد کر دی جائے۔ اگر اس کے بعد بھی اس کو رکھا گیا تو جائز نہ ہوگا۔ (۲) ناجائز طور پر بلا نکاح اجنبیہ عورت کو گھر میں رکھ کر اس سے عورت جیسے تعلقات رکھنا سخت گناہ ہے اور اس کی سخت سزا ہے۔ جو حکومت اسلامی ہی دے سکتی ہے۔ مسلمانوں پر کم از کم یہ لازم ہے کہ ایسے آدمی سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر دیں تاکہ وہ توبہ پر مجبور ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۵ ذی قعدہ ۱۳۷۶ھ

طلاق کے شرعی گواہوں کے گواہی دینے کے بعد عورت نکاح ثانی کر سکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی اور ایک لڑکے کا نکاح صغر سنی میں ہوا تھا۔ بعد از بلوغ بوقت بیاہ شادی دو شرطیں کرائی گئیں۔ ایک شرط تو دولہا نے مان لی اور دوسری شرط کا انکار کر دیا۔ شرطیں یہ ہیں۔

(۱) اہل تشیع سے تعلق نہیں رکھا جائے گا۔ حالانکہ قبل ازیں اہل تشیع سے دولہا کا کوئی تعلق نہیں تھا۔

(۲) اہل سنت والجماعت فلاں مولوی صاحب جو کہ تمام موضع کا امام ہے۔ اس کے پیچھے نماز جنازہ و فرضی اور کسی دعوت و تقریب پر تمھیں وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اگر جائے گا تو تیری بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ دولہا کہتا ہے کہ میں پہلی شرط اہل تشیع کے ساتھ تعلق نہ رکھنے کی قبول کر لیتا ہوں۔ شرط ثانی مولوی صاحب اہل سنت والجماعت کے پیچھے نماز وغیرہ نہ پڑھنے کو تسلیم نہیں کرتا۔ کیونکہ میرا ضمیر اجازت نہیں دیتا۔ مولوی صاحب علاقہ کا امام ہے۔ میں نہیں چھوڑ سکتا۔ کچھ مدت کے بعد دو گواہ شرط ثانی کو ثابت کرنے میں کوشاں ہیں کہ تو نے شرط ثانی مان لی تھی۔ دولہا انکار کرتا ہے کہ میں نے شرط ثانی تسلیم نہیں کی تھی۔ بلکہ میرا دوسرا آدمی گواہ ہے۔ گواہ واحد بھی کہتا ہے۔ کوئی شرط قبول نہیں کی گئی۔ صرف تعصب کی بناء پر سب کچھ کیا جا رہا ہے۔ شادی کو تقریباً سات برس ہو چکے ہیں۔ دو بچے بھی ہیں۔ دریافت طلب یہ بات ہے۔ دو گواہ تو شرط ثانی کو ثابت کر رہے ہیں۔ دولہا انکار کرتا ہے کہ میں نے شرط ثانی قبول نہیں کی۔ دولہا کا گواہ صرف ایک ہے۔ وہ بھی کہتا ہے کہ کوئی شرط قبول نہیں کی گئی۔ اس گواہ کا دولہا سے کوئی رشتہ وغیرہ نہیں ہے۔ بلکہ اس گواہ کا دوسری قوم سے تعلق ہے۔ دولہا کے نکاح میں کچھ کسی قسم کا خلل واقع ہوگا یا نہ؟

(۲) تین طلاقیں واقع ہو جانے کے بعد پھر بھی دوبارہ طلاق دی جائے اور پھر اسی شب کو جس پر تجھے اعتماد ہو اس سے نکاح کر دیا جائے۔ پھر رات بھر دونوں عورت مرد شب باشی کریں۔ پھر صبح اس سے طلاق لی جائے۔

پھر دولہا سے نکاح کر دیا جائے۔فقہ کی ایسی جزئی پائی گئی ہے۔ایسا کیا جائے۔بغیر کسی عدت گزارنے کے۔

(نوٹ) جو شرط مقررہ دو گواہ ثابت کرتے ہیں۔اس شرط پر بیاہ نہیں ہوا۔ بلکہ دولہا منکوحہ اپنی کو خوشی برضا گھر لے آیا۔ بطور رسم ورواج کپڑے بھی ناکح نے اپنے گھر میں آ کر پہنائے۔پھر دوبارہ بھی کہلوا بھیجا کہ پہلے بھی شرط قبول نہیں کی گئی۔پھر دوبارہ مجھے کوئی الزام نہیں لگایا جا سکتا۔بینوا توجروا!

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔واضح رہے کہ صورت مسئولہ میں شرط ماننے اور نہ ماننے میں اختلاف ہے۔ایسی صورت میں عورت کی طرف سے گواہ پیش ہوتے ہیں اور گواہوں کی عدم موجودگی میں عورت کے دعویٰ کی صورت میں مرد پر توقسم آتی ہے۔لہٰذا مذکورہ دو گواہ اگر کسی حاکم مسلمان کے پاس شہادت دے دیں کہ اُس مرد نے شادی بیاہ کے وقت شرط مذکور مان لی تھی اور شرط پائی گئی ہے۔اس لیے اس کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے اور دونوں گواہ عادل ہوں اور حاکم مذکور کو ان کی شہادت پر اطمینان حاصل ہو جائے تو ایسی صورت میں حاکم مذکور تین طلاقوں کے واقع ہو جانے کا فیصلہ فرمائے گا اور عورت عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکے گی اور اگر گواہ بالکل نہ ہوں یا حاکم کو ان کی شہادت پر اعتماد نہ ہو تو ایسی صورت میں عورت کے دعویٰ کی صورت میں مرد کو قسم دالائے گا اور قسم اٹھا لینے کی صورت میں حاکم مقدمہ خارج کر دے گا۔ **كما قال في التنوير على هامش الدر ص ۳۵۶ ج ۳ (فان اختلفا في وجود الشرط) (فالقول له مع اليمين) (الا اذا برهنت) وقال الشامي تحته (قوله في وجود الشرط) اى اصلاً او تحققا كما في شرح المجمع اى اختلفا في وجود اصل التعليق بالشرط او في تحقق الشرط بعد التعليق الخ (قوله الا اذا برهنت) وكذا لو برهن غيرها لانه لا يشترط دعوى المرأة للطلاق ولا ان تبرهن لان الشهادة على عتق الامة وطلاق المرأة تقبل حسبة بلا دعوى افاده في البحر ولو برهنا فالظاهر ترجيح برهانها لانه اذا كان القول له كان برهانه لغواً ويدل عليه ايضا ماقدمنا عن البحر عن القنية فيما لو ادعت انه طلقها بلا شرط الخ ص ۳۵۷ ج ۳.** باقی مرد کی طرف سے اس ایک گواہ کا بیان مسموع نہ ہوگا۔

(۲) یہ کوئی فقہ کا جزئیہ نہیں ہے۔دونوں شوہروں سے عدت گزار لینی ضروری ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۱ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ

پہلے کرایا ہوا نکاح منعقد اور صحیح ہے، دوسرا نکاح باطل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی حق نواز ولد حیدر قوم دتانی بلوچ سکنہ فتح علی نے اپنی لڑکی مسماۃ امیراں بی بی صغیرہ ولڑکے اللہ نواز کا رشتہ حق نواز ولد نگا قوم قیصرانی سکنہ جھنگی حسین والی کے لڑکے نواز صغیر ولڑکی راجو بی بی صغیرہ کے ساتھ کرنا چاہا۔ پھر اس کے بارے میں جب ہم دونوں فریقین فتح علی امیراں بی بی صغیرہ تمھارے لڑکے نواز کے والد کے روبرو گواہان کے کہا کہ میں نے اپنی لڑکی اپنے لڑکے نواز اصغر کے واسطے لی ہے۔ پھر اسی حق نواز نے کہا کہ اسی مجمع عام میں روبرو گواہان کے مجھ کو مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے اپنی لڑکی راجو بی بی تمھارے لڑکے اللہ نواز کو دے دی ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے اپنے لڑکے اللہ نواز کے لیے لے لی ہے۔ میرا لڑکا اللہ نواز اس وقت موجود نہ تھا۔ بعدہ دو سال گزرنے کے میرا امامن والٰہی بخش پسران حیات سکنہ فتح علی کے ساتھ تنازعہ ہوا۔ تنازعہ کے تصفیہ کے واسطے انھوں نے کہا کہ تم اپنی لڑکی امیراں بی بی مذکورہ کا رشتہ ہمیں دے دو۔ تو میں نے کہا کہ اس کا نکاح میں نے دو سال پہلے حق نواز کے لڑکے نواز اکے ساتھ کر دیا ہوا ہے۔ اگر تم میری لڑکی نکاح سے آزاد کرنے آؤ گے تو میں نکاح کر دوں گا۔ بعدہ میرا لڑکا اللہ نواز واحمد بخش ولد اللہ داد وشاہ نواز ولد ناز و ومولا داد ولد گل داد ساکنان فتح علی وہاں جھنگی مذکورہ گئے۔ چونکہ لڑکا نواز الا یعقل صغیر تھا۔ اس کا والد موجود نہ تھا تو اللہ نواز نے اپنی منکوحہ راجو بی بی دختر حق نواز قیصرانی کو مطلقہ کر دیا۔ پھر وہاں سے چلے آئے۔ تنازعہ مذکورہ کے تصفیہ کے وقت مخالف فریق زور آور جانب تھی تو انھوں نے کہا کہ اب ہم کو اپنی لڑکی امیراں مذکورہ الٰہی بخش ولد حیات کو نکاح کر دے۔ بامر مجبوری الٰہی بخش ولد حیات کے ساتھ پھر اپنی لڑکی مذکورہ کا نکاح کر دیا۔ تو اب قابل تفتیش بات یہ ہے کہ میری لڑکی امیراں بی بی کا نکاح شرعاً پہلا قائم ہے یا دوسرا۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ امیراں بی بی کا عقد نکاح نواز اسے شرعاً منعقد ہو گیا ہے۔ اس سے طلاق حاصل کیے بغیر اس کا دوسری جگہ الٰہی بخش ولد حیات سے نکاح شرعاً جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۴ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

لڑکی کے چھیننے یا اغوا کرنے سے اُس کا نکاح ختم نہیں ہوتا، دوسرا نکاح صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی بالغہ مسماۃ اندری دختر علی ساکن روڈ سلطان ضلع جھنگ کے ناجائز تعلقات ایک شخص مسمی جمیل احمد سے ہو گئے اور وہ اُس لڑکی کو اغواء کر کے لے گیا۔ لڑکی حاملہ ہو گئی۔ اُسی دوران میں شخص مذکور نے لڑکی سے عدالت میں حلفیہ بیان دلوا کر لڑکی سے حالت حمل میں یونین کونسل جھنگ صدر کے قاضی سے نکاح پڑھوالیا۔ نکاح کے گواہ بھی موجود ہیں اور گواہ قاضی لڑکی لڑکا بڑ کی کا باپ یہ سب مذہباً اہل سنت والجماعت ہیں۔ مسمی جمیل احمد مذہباً اہل سنت والجماعت ہے۔ اب وہ لڑکی شخص جمیل احمد سے چھینی گئی ہے اور دوسری جگہ ایک شخص مسمی عبدالرحمن کو جو کہ مذہباً اہل حدیث ہے۔ اس کے ماں باپ نے روپیہ لے کر نکاح کر دیا۔ دریافت طلب بات یہ ہے کہ ان دونوں نکاحوں میں سے کونسا نکاح درست ہے۔ کتاب و سنت کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔ (۲) عالم دیوبند ہو کر امام مسجد ہو کر غیر مقلد کی وکالت ناجائز کر رہا ہے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بشرط صحت واقعہ پہلا نکاح صحیح شمار ہوگا اور دوسرا ناجائز ہوگا۔ عورت بدستور جمیل احمد کی منکوحہ شمار ہوگی۔ **لقولہ تعالٰی والمحصنٰت من النساء الا ما ملکت ایمانکم الأیہ .**

(۲) سوال کی تفصیل مطلوب ہے کہ کس طرح وکالت کر رہا ہے۔ پھر جواب ملے گا۔ فقط واللہ تعالٰی اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ جمادی الاخری ۱۳۸۷ھ

توبہ کرنے سے قبل نکاح خوان کا پڑھایا ہوا نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص دوسرے علاقہ کی عورت اغوا کر کے لے آیا۔ ایک نکاح خوان کو بلایا کہ اس عورت مذکورہ کا نکاح میرے ساتھ پڑھا تو اس نکاح خوان نے عورت مذکورہ سے حلفیہ بیان لیے۔ اس عورت نے حلفیہ بیان میں کہا کہ میں کنواری ہوں۔ میرا پیچھے کوئی نکاح نہیں ہے اور بھی چند آدمیوں

سے تسلی کی۔ اس کے بعد اس نکاح خوان نے اس عورت کا نکاح پڑھ دیا۔ بعد اس عورت مذکورہ کا نکاح پیچھے سے ثابت ہو گیا کہ پہلے اس عورت کا نکاح کسی اور شخص کے ساتھ ہے۔ اس کے بعد اس نکاح خوان نے اعلان کیا کہ جو نکاح ثانی میں نے اس عورت کا پڑھا ہے وہ باطل ہے اور توبہ بھی کی اور اپنا نکاح دوبارہ کرایا۔ اس مغویہ عورت مذکورہ کا نکاح پڑھنے اور توبہ کرنے کے درمیان اس نکاح خوان نے ایک اور عورت کا نکاح پڑھا ہے۔ یعنی توبہ کرنے سے پہلے وہ درمیان والا نکاح پڑھا ہوا اس نکاح خوان کا شرعاً جائز اور درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ توبہ کرنے سے قبل درمیان میں اس نکاح خوان کا پڑھا ہوا نکاح جائز اور درست ہے۔ اگر شرعی طریقہ کے ساتھ پڑھا گیا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ

نکاح اول کی موجودگی میں نکاح ثانی کا اعتبار نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ ایک آدمی نے اپنی غیر بالغہ لڑکی کا نکاح ہندوستان میں کر دیا تھا اور وہ لڑکی ۱۵ اگست کے انقلاب میں گم ہو گئی تھی۔ حالت گمشدگی میں جن کے ہاتھ آئی۔ اُس نے اپنا نکاح لڑکی سے کر لیا۔ وہ لڑکی بھی کہتی رہی ہے کہ میرا نکاح نہ کرو۔ بہت مدت اُن کے پاس گزری اور ایک بچہ بھی اُس لڑکی سے پیدا ہو چکا ہے اور یہ دوسرا نکاح پاکستان میں ہوا ہے۔ اب پہلے نکاح والے کہتے ہیں کہ یہ لڑکی ہمیں ملنی چاہیے۔ کیونکہ لڑکا ہمارے ہاں پیدا ہوا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں لڑکی پہلے نکاح والے کو ملے گی۔ دوسرے نکاح کا کوئی اعتبار نہیں۔ پہلے نکاح کی موجودگی میں دوسرا نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ رجب ۱۳۷۶ھ

پہلے دونوں نکاح صحیح ہیں دوسرا نکاح ہوا ہی نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو شخص آپس میں حقیقی بھائی ہیں۔ایک کا نام ربنواز ولد محمد خان اور دوسرے کا نام عزیز احمد ولد محمد خان، دونوں نے آپس میں رشتہ کیا۔ رب نواز نے اپنی بالغ لڑکی کا نکاح شرعی اپنے بھائی عزیز اللہ کے لڑکے حبیب اللہ کے ساتھ پڑھا دیا اور عزیز اللہ نے اس کے بدلے میں اپنی پوتی کا نکاح رب نواز کے لڑکے نابالغ سے کر دیا۔ اس نکاح میں اس نابالغہ کا باپ بھی موجود تھا۔اس کے بعد آپس میں تنازعہ ہوا۔ پہلے پہل رب نواز نے اپنی لڑکی بالغہ کا نکاح دوسری جگہ پڑھا دیا، یہ سمجھ کر کہ میری لڑکی بالغہ تھی۔ امین نے اس سے پوچھا نہیں تھا۔لہٰذا نکاح نہ ہوا۔ حالانکہ لڑکی نے انکار وغیرہ نہیں کیا اور لڑکی نے شادی بھی کر دی۔ ایک سال تک لڑکی ثانی نکاح والوں کے پاس رہی۔ بعد میں جب فریق ثانی کو پتہ چلا تو انھوں نے بھی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا۔لیکن لڑکی ابھی تک یعنی عقد ثانی تک نابالغ ہے۔اب دونوں فریقوں کو مسئلہ کا علم ہوا کہ ہمارے پہلے نکاح قائم ہیں تو اُن کو افسوس ہوا کہ ہم نے بہت غلطی کی ہے۔اب دونوں فریقوں نے اپنی لڑکیاں گھر بٹھائی ہیں۔اب از روئے شریعت کیا حکم ہے۔کیا پہلا نکاح دوسرے نکاح کرنے سے ٹوٹ گیا یا باقی ہے۔اگر پہلے خاوندوں کے پاس جائیں تو عدت ہوگی یا نہیں؟ ان نکاح کرنے والوں پر کیا حد یا سزا یا کیا حکم ہو گا۔بینوا توجروا

اگر پہلے دونوں نکاح شرعی طریقے سے ہو گئے ہیں، جیسا کہ سوال میں پہلے نکاح کو صحیح تسلیم کیا گیا ہے تو دوسری جگہ جو نکاح کیا ہے وہ نکاح صحیح نہیں ہے۔ پہلا نکاح بدستور باقی ہے۔ نیز جس شخص سے دوسرا نکاح ہوا ہے۔اگر اُس کو خبر تھی کہ یہ کسی کی منکوحہ ہے تو عدت واجب نہیں اور اگر خبر نہ تھی تو عدت واجب ہے۔ **وكذا لا العدة لو تزوج امرأة الغير عالماً بذلك ودخل بها الخ . (درمختار مطبوعه ایچ ایم سعید ص ۵۲۷ ج ۳)** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

پہلے خاوند کے زندہ ہونے کے یقین کے ساتھ نکاح ثانی منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی ہندوستان میں رہ گیا تھا اور اُس کی بیوی پاکستان میں آ گئی۔ دوسرے شخص نے قریباً ایک سال بعد دانستہ نکاح کرالیا۔ جبکہ اُس کو علم تھا کہ اُس کا پہلا خاوند زندہ ہے۔ لیکن نہ ہی دوسرے نکاح والے شخص نے طلاق کی کوشش کی اور یہ معلوم ہوتے ہوئے کہ پہلے شخص نے بھی طلاق نہ دی اور نہ ہی اُس کو طلاق کا خیال ہے اور وہ دونوں شخص رشتہ دار ہیں اور برادری نے بھی اُس کے (دوسرے شخص) ساتھ لین دین، کھانا پینا بند کر دیا ہے کہ اس شخص نے طلاق نہ ہوتے ہوئے نکاح ثانی کیوں کرایا ہے۔ لیکن بعد میں آہستہ آہستہ دوبارہ پھر اُس سے تعلقات قائم کر لیے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ آیا اُس کے ساتھ لین دین، کھانا پینا بحکم شریعت جائز ہے یا نہیں؟ کاروبار کپڑے کی دوکان تجارت کرتا ہے۔ دیگر کچھ زمین بھی ہے۔ جواب سے مطلع فرمائیں مہربانی ہوگی۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر دوسرے کی منکوحہ کو اپنے پاس رکھ لیا ہے اور حرامکاری کا مرتکب ہو رہا ہے تو ایسے شخص کے ساتھ برادری کے تعلقات رکھنا جائز نہیں ہے۔ تمام برادری پر لازم ہے کہ وہ اس شخص کو سمجھائے اور دونوں میں تفریق کرادے۔ اگر وہ اُس عورت کو علیحدہ نہ کرے تو اُس سے تعلقات ختم کر دیں۔ **الحب للّٰہ والبغض للّٰہ** (حدیث) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ رجب ۱۳۸۹ھ

نکاح اول کے گواہ شرعاً معتبر ہوں تو نکاح ثانی باطل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح کر دیا ہے اور کافی برس اس کا اقرار بھی کرتا رہا۔ اب جبکہ لڑکی بالغ ہے۔ اس نے بدنیت ہو کر دیدہ دانستہ دوسری جگہ نکاح کر دیا اور نکاح اول کا انکار کرتا ہے۔ جبکہ نکاح اول پر گواہ موجود ہیں اور وہ گواہ حلفاً گواہی دیتے ہیں کہ نکاح

پہلے ہوا تھا۔ ہم موجود تھے اور سراسر یہ جھوٹ کہتا ہے۔ آیا یہ نکاح ثانی درست ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو آیا نکاح خوان اور دوسرے نکاح میں موجود حضرات کے لیے شرعاً کیا حکم وتعزیرات ہیں۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر پہلا نکاح شرعی طریقہ سے گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کے ساتھ ہوا ہے اور نکاح اول کے گواہ جو شرعاً معتبر ہوں گواہی دیتے ہیں تو نکاح ثابت ہوگا اور والد کے انکار کا شرعاً اعتبار نہیں ہوگا۔ نہ نکاح ثانی درست ہوگا۔ نکاح ثانی میں شریک لوگ سخت گنہگار ہو گئے ہیں۔ بشرطیکہ ان کو علم ہو کہ یہ نکاح بر نکاح ہو رہا ہے۔ سب کو توبہ کرنی لازم ہے۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان
۹ ذی قعدہ ۱۳۹۰ھ

اگر نکاح اول کے شرعی گواہ ہوں تو اغواء کنندہ کے نکاح کا اعتبار نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک نابالغہ لڑکی کا جائز ولی کی اجازت سے چار پانچ معتبر گواہوں کے روبرو نکاح خواں کو کہہ کر ایک آدمی سے نکاح پڑھایا۔ چند روز کے بعد منگنی کا جوڑا کپڑوں کا بمعہ زیور وغیرہ بھیجا گیا ہے۔ کافی عرصہ تک آپس میں آمد ورفت اور جانبین کے تعلقات اچھے رہے۔ لیکن یہی منکوحہ لڑکی بلوغ کے چند عرصہ کے بعد ہمراہ عباس خان ولد سمنگل بطور اغوا بھاگ نکلی۔ کسی شہر غیر میں نکاح ثانی بھی باندھ کر رجسٹر کیا۔ چنانچہ ناکح اول نے دعویٰ دائر عدالت کیا لیکن عدالت نے کسی وجہ کی بنا پر رجسٹر شدہ نکاح کو صحیح تسلیم کر کے مغوی کے حق میں فیصلہ دیا۔ جس کے بعد فریق اول ناکح نے گاؤں میں شرعی فیصلہ کے لیے یہ معاملہ مولانا امام شاہ صاحب فاضل دیوبند کے سامنے پیش کیا۔ جنھوں نے شرعی ثبوت کی بنا پر نکاح اول کے صحیح ہونے کا فیصلہ تحریری تقریر کہہ سنایا اور ساتھ ہی ظاہر فرمایا کہ عدالتی فیصلہ عائلی قوانین کی بنا پر کیا گیا ہے۔ جو کہ غیر شرعی اور غلط ہے۔ اس کے بعد پھر اغوا کنندہ نے خطیب ضلع کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا۔ جس نے اس کے گواہ اپنے ہاں مکان پر بلا کر پہلے نکاح کی نفی پر شہادتیں لی گئیں کہ پہلا نکاح کوئی نہیں ہے تو کیا شہادۃ علی النفی شریعت میں اس موقع پر صحیح ہے یا نہ؟ خطیب نے جو شہادت لی ہے اس میں سے ایک گواہ کا بیان بطور نمونہ تحریر پیش کیا جاتا ہے اور آنجناب سے التجا ہے ارشاد فرمائیں کہ ان ہر دو صورتوں میں شرعی ضابطہ کے لحاظ سے کونسا نکاح صحیح ہو سکتا ہے۔

وہ یہ کہ منجملہ گواہوں میں سے ایک گواہ کا حلفیہ بیان ہے کہ فریق اول نے نکاح کا دعویٰ جو کیا ہے وہ سراسر جھوٹا ہے۔ عدالت میں بھی مقدمہ ہار گیا ہے۔ فریق ثانی سے محض رقم وصولی کے لیے فرضی کارروائی کی ہے۔ خداوند کریم کو حاضر ناظر سمجھ کر گواہ ہوں کہ فریق اول کی کارروائی فرضی ہے۔ نہ نکاح خواں ہے نہ گواہ وغیرہ۔ مفت فریق ثانی کو تنگ کر رہے ہیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ فریق ثانی کا نکاح درست ہے۔ اس سے پہلے نہ نکاح ہے اور نہ گواہ۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ واقعہ کی تحقیق کی جائے کہ اگر صورۃ مسئولہ میں واقعی اس لڑکی کا نکاح اغوا کنندہ مسمی عباس خان سے پہلے کسی اور شخص سے ہو چکا تھا اور اس نکاح کا شرعی ثبوت یعنی گواہ بھی موجود ہیں تو مذکورہ لڑکی بدستور سابق خاوند کے نکاح میں ہے۔ نکاح ثانی ناجائز اور نکاح بر نکاح ہے اور اس طرح طرفین کا آپس میں آباد رہنا حرامکاری ہے۔ کما فی الشامیة واما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته (الی قوله) لم یقل احد بجوازه الخ (ردالمحتار مطبوعه ایچ ایم سعید باب المهر ص ۵۱۶ ج ۳) لہٰذا اغواء کنندہ عباس خان پر لازم ہے کہ وہ فوراً اس لڑکی کو چھوڑ دے اور توبہ تائب ہو جائے اور اگر اس لڑکی کو نہیں چھوڑتا تو دوسرے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس شخص کے ساتھ اختلاط و خورد و نوش اور گفتگو ترک کر دیں۔ یہاں تک کہ تنگ ہو کر توبہ کر لے اور اس فعل شنیع سے باز آ جائے۔ **ذالک من بنهم بينهم الآية** . حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ اٹھ بیٹھے فرمایا کہ کبھی تم کو نجات نہ ہو گی جب تک اہل معاصی کو مجبور نہ کرو گے۔ (رواہ الترمذی وابوداود)

اور مشکوٰۃ باب بیان الخمر ص ۳۱۸ پر ہے۔ عن ابن عمر رضی اللّٰه عنهما ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال ثلثة حرم اللّٰه علیهم الجنة مد من الخمر والعاق والدیوث الذی یقر فی اهله الخبث (رواه احمد والنسائی) وفی المرقات تحت قوله یقر فی اهله الخبث ای الزنا او مقدماته الخ . نکاح اول کے گواہ اگر موجود ہیں تو خطیب ضلع کا ثانی نکاح پر گواہی دینا بے فائدہ ہے اور اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ عدالتی تنسیخ کا شرعاً اس وقت اعتبار ہوتا ہے کہ حاکم مسلمان ہو اور شرعی قاعدہ کے موافق فیصلہ دے۔ کذا فی الحیلة الناجزة ص ۱۲۲ ج ۱ . صورۃ مسئولہ میں پہلے نکاح کے گواہوں کے ہوتے ہوئے اغوا کنندہ کے حق میں فیصلہ دینا شرعی قاعدہ کے خلاف ہے۔ اس لیے شرعاً اس تنسیخ کا کوئی اعتبار نہیں اور نکاح سابق بدستور باقی اور نکاح ثانی ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

غیر شرعی طریقہ سے نکاح پڑھانے والے امام کے نکاح پر اثر نہیں پڑتا ہے تجدید نکاح کی ضرورت نہیں، ایسا شخص فاسق ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زینب کا نکاح زید سے ہوا اور زینب تقریباً چھ ماہ تک زید کے گھر (اپنے سسرال) میں آباد رہی اور کچھ عرصہ زید اپنے سسرال (زینب کے میکے) میں بھی رہا۔ مگر عرصہ تقریباً ۸ ماہ سے فریقین میں کچھ ناچاقی ہوگئی اور زینب کے والدین نے زینب کے سسرال کی مالی یا شخصی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بغیر طلاق لیے اپنی لڑکی کا نکاح کسی دوسرے شخص بکر سے کردیا۔ نکاح سے قبل قاضی نکاح (جو ایک مسجد کا پیش امام اور ایک سلسلہ کا پیر بھی ہے) کو بتلادیا گیا تھا کہ مسماۃ مذکورہ پہلے شادی شدہ ہے اور دیگر شامل حضرات کو بھی معلوم تھا۔ اس کے باوجود نہ معلوم کس لالچ کی بنا پر زینب کا نکاح بکر سے کردیا گیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے۔

(۱) اس غیر شرعی نکاح پڑھنے والے قاضی اور سامعین کے نکاح فاسد ہوئے یا نہیں۔

(۲) اُس قاضی پیش امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ جو غیر شرعی نکاح پر خود کو بری الذمہ کرنے کے لیے غلط روایات اور من گھڑت تاویلیں پیش کرکے لوگوں میں غلط تأثر پیدا کرتا ہے۔

(۳) ایسے قاضی اور پیر کے مرید ہونا جائز ہے یا ناجائز؟

(۴) ایسے قاضی اور سامعین کو اپنے نکاح دوبارہ کروانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(۵) کیا زینب کا نکاح بکر سے جائز ہوسکتا ہے۔ جبکہ اس کے پہلے خاوند زید کی جانب سے اُن بارہ افراد کی تحریر آچکی جو اس نکاح میں شریک تھے کہ زینب واقعی زید کی منکوحہ ہے۔ برائے کرم جواب مدلل ومفصل ارسال فرمائیں۔

(۱) نکاح فاسد نہیں ہوئے۔

(۲) باوجود علم کے منکوحہ غیر کا نکاح پڑھنے والا عاصی اور فاسق ہے۔ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ یہ شخص منصب امامت کے لائق نہیں۔ واما نکاح منکوحة الغیر و معتدته (الی قوله) لم یقل احد

بجوازہ (شامی مطبوعہ ایچ ام سعید ص ۵۶۱ ج ۳) واما الفاسق الخ ففی شرح المنیة ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم (ردالمحتار مطبوعہ ایچ ایم سعید باب الامامة ص ۵۶۰ ج ۳)

(۳) اس قسم کے کبائر کا مرتکب دوسروں کے لیے حقیقی رہنما نہیں بن سکتا۔

(۴) ایسے قاضی اور سامعین کو دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں لیکن سخت گنہگار بن گئے ہیں۔ سب کو توبہ لازم ہے اور توبہ میں یہ بھی داخل ہے کہ دوسری جگہ جو نکاح پڑھایا ہے۔ اس سے اس منکوحہ کو واپس کرنے اور اصلی خاوند کو دلانے میں ہر قسم کی کوشش کریں۔

(۵) سابقہ خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح ہرگز جائز نہیں، جو پڑھایا گیا ہے۔ وہ نکاح بر نکاح اور حرامکاری ہے۔ منکوحہ غیر کو گھر میں رکھنے والے کے ساتھ تعلقات رکھنا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ

اگر شرعی طریقہ پر ایجاب وقبول نہ ہوا ہو تو نکاح نہیں ہوا، متعہ شرعاً حرام و ناجائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت شیعہ تھی کہ جس کا خاوند بھی شیعہ تھا۔ وہ خاوند مر گیا۔ بعد ازاں اس کے دیور نے اُسے مجبور کر کے اس سے متعہ کرالیا اور اس سے دو بچے بھی پیدا ہوئے۔ اس کے بعد اس عورت نے شیعہ مذہب اور رسوم متعہ سے توبہ کر لی اور صحیح اسلامی سنی العقیدہ ہوگئی اور اس نے اب ایک سنی العقیدہ شخص سے نکاح کرلیا ہے۔ کیا اس کا متعہ جائز رہا یا نہ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر شرعی طریقہ سے گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کے ساتھ نکاح نہیں ہوا بلکہ ایجاب وقبول کے بغیر متعہ کیا ہو یا گواہوں کی غیر موجودگی میں متعہ کیا ہو تو یہ متعہ شرعاً ناجائز اور حرام ہے اور دوسرے شخص سے جو شرعی طریقہ سے نکاح کیا ہے۔ وہ جائز اور صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ صفر ۱۳۹۰ھ

نکاح اول سے خلاصی بصورت طلاق کے بغیر دوسرا نکاح باطل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حافظ قرآن امام مسجد نے ایک عورت کا نکاح پہلے خاوند سے بغیر طلاق حاصل کیے دیدہ دانستہ پڑھا دیا۔ حاضرین مجلس نے حافظ صاحب کو بوقت نکاح یاد دلایا۔ مگر وہ نہیں مانے۔ کیا یہ نکاح ازروئے شریعت درست ہے اور کیا ایسے امام مسجد کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے۔ کیا ایسے فعل کرنے والے حافظ صاحب کی بات قوم میں قابل قبول ہوسکتی ہے۔ نیز جو اشخاص بوقت نکاح مجلس میں حاضر تھے۔ ان کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں (بشرط صحت سوال) خاوند سے بغیر طلاق حاصل کیے لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا ناجائز اور نکاح پر نکاح شمار ہوگا اور نکاح پڑھانے والا اور موجود دوسرے اشخاص بڑے گنہگار بن گئے ہیں۔ بشرطیکہ ان کو علم ہو کہ یہ نکاح بر نکاح ہو رہا ہے۔ اُن کو توبہ کرنا لازم ہے اور حتی الوسع یہ عورت اصلی خاوند کو واپس دلانے کی سعی کرنا اُن پر لازم ہے۔ **فی الدر المختار (مطلب فی النکاح الفاسد والباطل) اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته (الی) لم یقل احد بجواز ص ۵۱۲ ج ۳ وفی قاضیخان ولا یجوز نکاح منکوحة الغیر ومعتدة الغیر عند الکل وفی العالمگیریة مطبوعه مکتبه ماجدیه کوئٹه ص ۲۸۰ ج ۱ لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذلک المعتدة الخ.**

اگر فی الواقع امام مذکور نے غیر کی منکوحہ کا نکاح بلا طلاق شوہر اور جان بوجھ کر دوسرے شخص سے پڑھ دیا تو وہ فاسق ہے۔ مرتکب کبیرہ کا ہوا۔ لہٰذا نماز اُس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے اور وہ شخص لائق امامت نہیں ہے۔ جب تک توبہ نہ کرے۔

ویکره امامة عبد الخ . وفاسق (درمختار ص ۵۲۰ ج ۱) فاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واکل الربا ونحو ذلک الخ وفی المعراج قال اصحابنا لا ینبغی ان یقتدی بالفاسق لا الجمعة

الخ . واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لا مر دينه وبانه في تقديمه تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعاً الخ بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا (ردالمحتار باب الامامة ص ۵۲۰ ج ۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ

ایجاب وقبول گواہوں کی موجودگی میں ہوا ہے تو نکاح بلاریب صحیح ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی محمد نواز ولد پہلوان قوم جوتہ سکنہ دنیا پور تحصیل لودھراں ضلع ملتان نے اپنی دختر جس کی عمر اس وقت ۱۹۵۵ء میں تقریباً دو سال کی تھی، نکاح بروئے شرع شریف محمدی بہمراہ حیات ولد رستم قوم جوتہ سکنہ جمالکے جوتہ کتی تحصیل کبیر والا ضلع ملتان سے کر دیا۔ قبل ازیں محمد نواز نے ایک رشتہ لے کر اپنی دختر بعمر دو سال کا نکاح بصورت وٹہ کر دیا اور دختر کو بھی جوان ہونے تک بخوبی واضح کرتا رہا کہ تمہارا عقد میں نے بہمراہ خضر حیات کیا ہوا ہے لیکن اپنی دختر کو شباب میں والد نے ورغلایا کہ تمہارا سابقہ شوہر یا سسرال تمہیں اپنانے سے انکار کرتے ہیں۔ لڑکی بیماری کی حالت میں کیا کہہ سکتی تھی کہ اس کے والد نے دوسری جگہ اپنی دختر مذکورہ جس کا نکاح بچپن میں ہوا ہے، طے کر کے شادی و نکاح تحریری کر دیا ہے۔ حالانکہ محمد نواز کا اپنے زبانی اقرار کو پورا کرنا ضروری تھا جس سے منحرف ہو کر نکاح شدہ دختر کو دوسری جگہ غلط بیانی کر کے نکاح کروا دیا ہے۔ لہٰذا اندریں حالات مسماۃ مذکورہ کا نکاح درست و صحیح ہے یا بروئے شرع شریف محمدی کے ناجائز ہے۔ براہ کرم فتویٰ تحریر فرمائیں۔

(نوٹ) نیز یہ نکاح محمد یار، امیر گجر، سلطان وغیرہ کی موجودگی میں ہوا تھا اور یہ گواہ اب بھی زندہ موجود ہیں۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر واقعی گواہوں کی موجودگی میں شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ نابالغہ لڑکی کا نکاح باپ نے کر دیا ہے تو شرعاً یہ نکاح بلاریب صحیح اور نافذ ہے اور لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا نکاح بر نکاح اور حرام ہے۔ لڑکی بدستور سابقہ خاوند کے نکاح میں ہے۔ دوسری جگہ نکاح پڑھانے والے مولوی صاحب اور نکاح میں شریک دوسرے لوگ سخت گنہگار بن گئے ہیں بشرطیکہ ان کو علم ہو کہ یہ نکاح بر نکاح ہو رہا ہے، سب کو توبہ کرنا لازم ہے اور توبہ میں یہ بھی داخل ہے کہ لڑکی کو اپنے سابقہ خاوند کے سپرد کیا جائے اور رجسٹر کے اندراج کو غلط

قرار دیا جائے۔ فی الشامیۃ واما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ (الی قولہ) لم یقل احد بجوازہ (ردالمحتار ص ۵۱۶ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ جمادی الاخری ۱۳۸۹ھ

(میں نے نکاح ثانی نہیں کیا) کے الفاظ سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا ہے، نکاح باقی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے مسماۃ خالدہ سے نکاح کیا۔ لیکن پانچ سال کے بعد زید نے مسماۃ ہندہ سے نکاح ثانی کرلیا۔ بعض قانونی مجبوریوں کے پیش نظر زید نے نکاح ثانی پوشیدہ رکھا۔ بلکہ جب بھی کسی نے اس بارے میں دریافت کیا تو زید نے انکار کرتے ہوئے یہ کہا کہ میں نے نکاح ثانی نہیں کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان الفاظ سے طلاق ہوگئی ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان الفاظ سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ نیز ایسی صورت میں ان گواہوں پر شرعاً کیا گرفت ہوسکتی ہے۔ یعنی جو لوگ اس لڑکی کا نکاح ثانی دوسری جگہ کرنا چاہتے ہیں۔ شرعاً کس سزا کے مستحق ہیں؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ''میں نے نکاح ثانی نہیں کیا'' کے الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ فرقت وبینونت پر دلالت نہیں کرتے اور الفاظ طلاق کے لیے فرقت وبینونت پر دلالت کرنا ضروری ہے۔ اب جو لوگ باوجود مسئلہ سے واقفیت رکھتے ہوئے اس لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرائیں گے وہ سخت گنہگار بنتے ہیں اور حرامکاری میں مددومعاون بن جائیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ جمادی الاولی ۱۳۸۷ھ

اگر زبانی یا تحریری طلاق نہ دی ہو تو دوسرا نکاح صحیح نہیں ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی جس کا نکاح عاشق حسین کے ساتھ ہوچکا تھا۔ لیکن رخصتی سے قبل بعض وجوہات کی بنا پر لڑکی کا نکاح کہیں اور جگہ کرنا پڑ گیا۔ چنانچہ کچھ لوگ عاشق حسین سے طلاق لینے کی غرض سے کچھ رقم لے کر اس کے پاس گئے اور واپسی پر بغیر کسی ثبوت کے انھوں نے کہا کہ ہم طلاق ثلاثہ لے آئے ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں کی شہادت پر لڑکی کا نکاح ایک اور شخص اللہ بخش کے ساتھ کردیا گیا۔ لیکن کچھ مدت

کے بعد لڑکی کے والدین کو معلوم ہوا کہ لڑکی کو عاشق حسین نے طلاق نہیں دی ہے۔ اور لڑکی کا پہلا نکاح اب تک موجود ہے۔ چنانچہ تنسیخ نکاح کے لیے ورثاء نے عدالت میں استغاثہ دائر کر دیا اور عدالت نے تنسیخ نکاح کا حکم صادر کر دیا۔ بعد ازاں عاشق حسین کو رقم دے کر طلاق حاصل کر لی گئی۔ اب اللہ بخش خاوند ثانی اس بات پر مصر ہے کہ میری بیوی کو میرے حوالے کر دیا جائے۔ کیا ان مذکورہ بالا حالات میں اللہ بخش کے پاس مذکورہ لڑکی کا جانا شرعاً درست ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر واقعی اللہ بخش کے ساتھ نکاح کرتے وقت تک لڑکی کے خاوند عاشق حسین نے زبانی یا تحریری کسی قسم کی طلاق نہیں دی اور رقم لے کر جانے والوں نے جھوٹ بول کر لڑکی کا نکاح اللہ بخش سے کرایا۔ تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوا اور عدالت کا طرفین میں تفریق کرنا شرعاً جائز بلکہ لازم تھا۔ اب جبکہ عاشق حسین نے طلاق دیدی ہے تو جب تک اللہ بخش کے ساتھ دوبارہ نکاح نہ کیا جائے۔ لڑکی کو اس کے پاس بھیجنا ہرگز جائز نہیں۔ صحت سوال کی ذمہ داری سائل پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ

نکاح ثانی ہوتا ہی نہیں، جان بوجھ کر ایسا کرنا گناہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید شادی شدہ ہے اور ایک منکوحہ کا نکاح دوسرے آدمی کے ساتھ جان بوجھ کر نکاح بر نکاح کر دیتا ہے۔ حالانکہ زید کو معلوم ہے کہ اس منکوحہ کا نکاح پہلے سے ہے۔ زید کے بارے میں شریعت کیا حکم دیتی ہے۔ اگر زید اپنی بیوی مسماۃ مریم کو اپنے گھر رکھنا چاہتا ہے؟

﴿ج﴾

زید کا یہ فعل گناہ کبیرہ ہے۔ اس پر توبہ استغفار لازم ہے۔ اس کا نکاح اگرچہ ٹوٹا نہیں ہے۔ نکاح بدستور باقی ہے۔ لیکن احتیاطاً اس کو اپنے نکاح کی تجدید کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ صفر ۱۳۹۶ھ

ایک دفعہ ایجاب وقبول ہوا تو وہی معتبر ہے، دوسری دفعہ ایسا کرنے سے پہلے والے پر اثر نہیں پڑتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے ہندہ سے ہندہ کے والدین کی رضامندی کے بغیر نکاح کیا۔ ہندہ بوقت نکاح بیوہ تھی اور اس کے سابق شوہر کو مرے ہوئے ایک سال کا عرصہ گزر چکا تھا اور وہ حاملہ نہیں تھی۔ ایجاب وقبول نکاح روبرو گواہان ہوا۔ اب منکوحہ مذکورہ کے والدین اپنے وقار کے پیش نظر یہ چاہتے ہیں کہ پوری برادری کے سامنے دوبارہ نکاح پڑھا جائے۔ ناکح اور منکوحہ مذکورہ بالا بھی اس پر رضامند ہیں۔ کیا ازروئے شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم مذکورہ بالا ناکح ومنکوحہ کا دوبارہ نکاح پڑھا جائے اور درج رجسٹر کیا جانا جائز ہے اور آیا اس نکاح کا پہلے نکاح پر کسی بھی قسم کا اثر تو نہیں پڑے گا۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ عورت مذکورہ کا پہلا نکاح شرعاً منعقد ہوگیا ہے۔ دوبارہ نکاح پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر برادری کے روبرو ان کا دوبارہ ایجاب وقبول کر دیا جائے تو پہلے ایجاب وقبول پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور یہ دوبارہ پڑھنا اب ناجائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ صفر ۱۳۹۶ھ

نکاح ثانی منعقد نہیں ہوا، البتہ لاعلمی کی وجہ سے مجلس کے افراد گنہگار نہ ہوں گے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے بوجہ لاعلمی کے اور چند آدمیوں کی شہادت سے کہ اس عورت کا پہلے نکاح نہیں ہے۔ نکاح خواں نے نکاح پڑھ دیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ مذکورہ عورت کا نکاح پہلے بھی تھا۔ کیا ایسی صورت میں نکاح خواں اور باقی حاضرین کا نکاح باقی رہا یا ختم ہوگیا۔ بینوا توجروا

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال جبکہ چند آدمیوں نے شہادت دے دی کہ اس کا پہلے کوئی نکاح نہیں

اور اس بنا پر مولوی صاحب نے نکاح پڑھ دیا تو نکاح خواں اور شرکاء مجلس نکاح شرعاً مجرم نہیں۔سب کے نکاح بدستور باقی ہیں۔تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ صفر ۱۳۹۶ھ

اغواء شدہ لڑکی سابقہ شوہر کے نکاح میں بدستور قائم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ جس وقت تبادلہ ہوا۔اس وقت ایک لڑکی تھی۔جس کے ماں باپ سب قتل کر دیے گئے اور اس لڑکی کو ہندو اٹھا کر لے گئے تھے۔پھر بعد میں پتہ چلا تو ملٹری والے گئے تو پتہ چلا کہ چھپ گئی یا چھپائی گئی۔پھر چار پانچ سال کے بعد ملٹری اس کو لے آئی ہے اور دو بچے بھی اس کے پیدا ہوئے۔لیکن اب پاکستان میں اپنے شوہر کے پاس چلی آئی ہے۔اب نکاح اس کا باقی ہے یا دوبارہ کرنا چاہیے؟

﴿ج﴾

نکاح بدستور باقی ہے۔اپنے شوہر کے پاس رہ سکتی ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

پہلا نکاح اگر کفو میں ہوا ہو تو دوسرا نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص قاضی نکاح خواں بھی ہے۔امام مسجد بھی ہے۔منہ مانگی رشوت لے کر نکاح پر نکاح کر دیتا ہے۔یعنی کوئی شخص جوان بالغہ کنواری بے نکاحی لڑکی کو اس کی رضا کے مطابق گھر سے لے جا کر عدالت یا دوسرے موضع میں برضا لڑکی نکاح کرا لیتا ہے۔ادھر لڑکی والے نکاح خواں مذکور کو سینکڑوں روپیہ منہ مانگے دے کر لڑکی کا دوسرا نکاح اول نکاح سے قبل کی تاریخ درج رجسٹر کرا لیتے ہیں اور پرچہ نکاح لے کر عدالت میں دعویٰ لے کر جھوٹی گواہیاں دے کر لڑکی، لڑکے والوں کو مل جاتی ہے۔کیونکہ نکاح جعلی ہوتا ہے۔لہٰذا گواہ بھی جعلی ہوتے ہیں۔حالانکہ ناکح اول حقدار ہوتا ہے۔ایسے کئی کام کیے ہیں۔زانی، راشی جھوٹی گواہیاں دیتا ہے اور داڑھی بھی کترواتا ہے۔(۱) کیا ایسے شخص کی توبہ منظور ہے۔جبکہ کئی ناکح اول اپنے حقوق سے محروم اور نکاح ثانی (زنا) کر رہے ہوں۔اگر منظور ہو سکتی ہے تو اس کی کیا صورت ہے۔(۲) کیا ایسے

شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو مصلی بھی نہیں چھوڑتا تو ایسی صورت میں مقتدی کیا کریں۔
امامت وراثت میں ہے۔ باپ بھائی امام تھے۔

﴿ج﴾

نکاح اول اگر کفو (ہم پلہ) آدمی کے ساتھ ہوا ہو، دوسری خرابی بھی نہ ہو اور نہ نکاح اول کی جائز تنسیخ ہوئی ہو تو نکاح ثانی بالکل حرام ہے۔ سرے سے یہ نکاح نہیں ہے۔ ایسا نکاح پڑھنے والا سخت گنہگار ہے۔ بلاشبہ فاسق ہے۔ اگر اس نے آئندہ کے لیے ایسے گناہ سے خلوص قلب سے توبہ کی تو اس کی توبہ مقبول ہے۔ بشرطیکہ توبہ خلوص قلب سے ہو اور یہ اعلان کردے کہ فلاں فلاں نکاح میرے کیے ہوئے غلط ہیں۔ (۲) توبہ سے پیشتر اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ بعد از توبہ جائز ہے۔ اگر تائب نہیں ہوتا تو مقتدی دوسرا امام مقرر کرلیں۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالرحمن عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عدالت کی تنسیخ سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور دوسرا نکاح باطل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حبیب اور اس کی بیوی اختری ان کی رہائش سندھ میں تھی۔ ان کے ۴ یا ۵ بچے تھے۔ حبیب کا دوستانہ عبدالرزاق سے ہو گیا۔ دوستانہ یہاں تک ہوا کہ حبیب کی زوجہ اختری کا دوستانہ عبدالرزاق سے ہو گیا۔ برے فعل بھی کرنے لگے۔ جب اس کا برے فعلوں کا گاؤں والوں کو پتہ چلا تو انھوں نے حبیب سے کہا تم عبدالرزاق کو اپنے گھر نہ آنے دو۔ کیونکہ عبدالرزاق کے تمھاری بیوی اختری سے برے تعلقات ہو گئے ہیں۔ لیکن حبیب نے کسی کی نہ مانی۔ کیونکہ اس کو یقین نہیں تھا۔ یہ لوگ مجھ کو مفت میں بدنام کرتے ہیں۔ جب اختری نے عدالت میں طلاق لینے کی درخواست دے دی اس وقت حبیب کو معلوم ہوا۔ عبدالرزاق نے حبیب کے پڑوسیوں کو جھوٹی گواہی پر آمادہ کر لیا کہ حبیب اپنی بیوی کو بہت تکلیف دیتا ہے اور خرچہ وغیرہ نہیں دیتا ہے اور حبیب زوجہ اختری نے بھی جھوٹی بات تحریر کرائی کہ حبیب نامرد ہے اور روٹی کپڑا مجھ کو نہیں دیتا ہے اور مجھ کو رات دن تکلیف دیتا اور مارتا پیٹتا ہے۔ یہ الفاظ درخواست میں تحریر کر کے عدالت میں پیش کر دی۔ بعد میں حبیب کے چچازاد بھائی ممتاز کو معلوم ہوا کہ اختری نے عدالت میں درخواست دے دی

ہے-عبدالرزاق کے ذریعہ ممتاز نے بھی ایک درخواست عبدالرزاق کے خلاف عدالت میں دے دی تاکہ عبدالرزاق پھنس جائے اور ہماری عورت چھوٹ جائے-آخر کار دونوں طرف سے مقدمہ چلا حبیب ہر تاریخ پر پیش ہوتا رہا مگر ایک تاریخ پر پیش نہ ہوسکا-اسی تاریخ پر جج نے فیصلہ کردیا اور عدالت نے طلاق دے دی اور عبدالرزاق نے فیصلہ کی نقل لے لی-اس لیے کہ عدالت سے طلاق ہوچکی- جو مقدمہ عبدالرزاق پر ممتاز نے کیا تھا اس مقدمہ میں عبدالرزاق پھنس گیا عبدالرزاق نے گاؤں والوں کو جمع کیا اور ممتاز والے مقدمہ کا فیصلہ کرایا- برادری نے یہ فیصلہ کیا کہ عبدالرزاق سے قرآن اٹھوایا اور عبدالرزاق سے عہد لیا کہ حبیب کے گھر نہ جائے- حبیب کی زوجہ اختری سے برے تعلقات چھوڑ دے-عبدالرزاق نے چھوڑنے کا وعدہ کیا- میں تعلقات چھوڑ دوں گا-لیکن قرآن اٹھانے کے بعد بھی برے تعلقات نہ چھوڑے اور چوری چھپے جاتا رہا-ممتاز نے عبدالرزاق پر دوسرا مقدمہ دائر کردیا- جب عبدالرزاق کیس میں پھنس گیا پھر دوبارہ گاؤں والوں کو جمع کیا-اس پنچایت نے اس مقدمہ کا بھی فیصلہ کیا-عبدالرزاق نے اختری کو سکھا دیا اور پنچائیت میں بلوایا- اختری نے کہا کہ میں عبدالرزاق کے ہاں رہنا چاہتی ہوں ورنہ میں کنویں میں گر کر تمام پنچائیت والوں کو قید کراؤں گی-آخر کار اس بات کو سوچ کر پنچائیت نے فیصلہ کیا کہ یہ عورت کسی صورت میں حبیب کے پاس نہیں رہ سکتی- اس لیے عبدالرزاق کو دے دی جائے اور جرمانہ عبدالرزاق پر کردیا جائے- پنچائیت نے یہ جرمانہ کیا کہ مبلغ ۵۰۰ روپے اور برادری کی روٹی عبدالرزاق دے اور اس عورت کو اپنے نکاح میں لے-عبدالرزاق نے مبلغ ۵۰۰ روپے اسی وقت پنچائیت کو دے دیے اور برادری نے روٹی معاف کردی-عبدالرزاق نے حبیب کی زوجہ اختری سے نکاح کرلیا اور یہ رقم ۵۰۰ روپے بنک میں داخل کردیے ایک سال کے بعد یا کم یا زیادہ مدت کے بعد پنچائیت نے یہ رقم نکلوا کر ۲ عدد دیگ خرید کی- اب یہ دیگ برادری میں چلتی ہے اور دوسروں کو بھی یہ دیگ کھانے پکانے کے لیے دی جاتی ہیں-لیکن حبیب نے اپنی زبان سے کوئی طلاق عدالت میں نہ دی اور نہ پنچائیت میں دی- بلکہ وہی طلاق عدالت کی تھی سنا گیا ہے کہ لڑائی میں اپنی بیوی سے کہا تھا کہ میں نہیں رکھتا-لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے- پتہ نہیں کہ غلط ہے یا کہ صحیح - یہ دیگ حرام ہیں یا کہ حلال یا یہ رقم حبیب کی ہے یا برادری کی- یہ نکاح حرام ہے یا کہ حلال-جنھوں نے یہ فیصلہ کیا ہے- پنچائیت میں جو لوگ جمع ہوتے تھے-ان کے نام حسب ذیل ہیں- شیر محمد نمبردار، ممتاز، منصب، حاجی فتح محمد، بھرتو نمبردار، لیموں، منشی علی محمد، امام دین، بشیر، فیض محمد، نور محمد عصموں، یوسف نمبردار، محمد حسن، اسماعیل، محمد الیاس، عمر دین وغیرہ ان کی بابت بھی فتویٰ دیں-

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر حبیب نے اپنی منکوحہ کو زبانی یا تحریری کوئی طلاق نہیں دی تو صرف عدالت کے تنسیخ کرنے سے شرعاً طلاق واقع نہیں ہوتی - پس صورت مسئولہ میں اختری بدستور حبیب کے نکاح میں ہے اور عبدالرزاق کے ساتھ اس کا نکاح بر نکاح اور حرام کاری ہے- پانچ صد روپیہ عبدالرزاق کی ملکیت ہے- جو لوگ نکاح میں شریک ہوئے ہیں یا انھوں نے عبدالرزاق کے ساتھ نکاح کرانے کا فیصلہ کیا ہے وہ سخت گناہ گار بن گئے ہیں- بشرطیکہ ان کو علم ہو کہ یہ نکاح بر نکاح ہو رہا ہے- سب کو توبہ کرنی لازمی ہے- توبہ میں یہ بھی داخل ہے کہ اختری اور عبدالرزاق میں تفریق کی کوشش کریں۔ حبیب سے طلاق حاصل کیے بغیر اختری عبدالرزاق کے نکاح میں نہیں آ سکتی - فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ
۱۵ شعبان ۱۳۸۹ھ

پہلا خاوند اگر زندہ ہو تو دوسری اور تیسری جگہ نکاح باطل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کہ ایک عورت اپنے خاوند کے گھر آباد رہی ہے- اس میں سے لڑکے بھی ہیں- کچھ عرصہ کے بعد کسی دوسرے آدمی سے دوستی کر لی- آخر کار پہلے خاوند کے گھر سے نکل پڑی- بچے بھی وہاں چھوڑ کر چلی آئی - جس آدمی کے ساتھ چلی آئی اس کے گھر تقریباً دس سال رہی- نکاح وغیرہ نہیں کیا- ایک لڑکا وہاں بھی پیدا ہوا تھا وہ بھی موجود ہے- تو وہ آدمی مر گیا- کچھ دن کے بعد تیسرے آدمی کے ساتھ عشق کر لیا- کچھ دن کے بعد عورت نے کہا کہ میں بیوہ ہو گئی ہوں نکاح کرنا چاہتی ہوں- تیسرے عاشق نے کہا کہ میں حاضر ہوں- عورت نے کہا کہ مجھے ایک بیگہ زمین حق مہر میں لکھ دے- اس آدمی نے لکھ دیا- کچھ عرصہ کے بعد ایک پرانہ کھولا سفید زمین جس میں کچی کوٹھی بھی تھی - وہ مبلغ ۵ ہزار روپے میں خرید کر آدھی زمین عورت کے نام کر دی اور اس میں مکان بنوایا گیا- پھر ناچاکی ہو گئی اور طلاق بھی ہو گئی- تقریباً عرصہ تین سال ہو گئے ہیں- اب عورت کہتی ہے کہ یہ مکان میرے حق مہر کا ہے- میں مالک ہوں- مرد کہتا ہے کہ اس مکان کا بدلہ چار کنال زمین دی ہوئی ہے- وہ مجھے واپس کر دو- پھر تو مجھ سے ۲۵۰۰ روپے لے لے اور اس عورت کا پہلا خاوند بھی زندہ ہے- دوسرا خاوند مر گیا ہے- اب تیسرے خاوند سے نکاح درست ہے یا نہیں-

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ عورت مذکورہ نے جس وقت تیسرے آدمی سے عقد نکاح کیا اس وقت اگر اس کا پہلا خاوند زندہ موجود تھا اور اس نے اس کو طلاق وغیرہ نہیں دی تھی تو پھر اس کا تیسرے مرد سے عقد نکاح صحیح نہیں ہے بلکہ فاسد ہے۔ کما فی الشامیة ۵۱۶ ج ۳ قوله نكاحا فاسداً هی المنكوحة بغير شهود و نكاح امراة الغير بلا علم بانها متزوجة و نكاح المحارم مع العلم بعدم الحل فاسد عنده خلافا لهما فتح

اور نکاح فاسد میں بعد از دخول وصحبت مہر مثل واجب ہے۔قال فی الدر ص ۱۳۱ ج ۳ ویجب مهر المثل فی نكاح فاسد بالوطیٔ الخ

پس عورت مذکورہ کے باپ کے اقرباء میں جو عورت اس کے مثل ہو عمر اور صورت اور دینداری وغیرہ میں اس کے مہر کو دیکھنا چاہیے۔ وہی قدر مہر کا عورت مذکورہ کو ملے گا۔ درمختار ص ۱۳۷ ج ۳ میں ہے۔

ومهر مثلها الشرعی مهر مثلها اللغوی ای مهر امراة تماثلها من قوم ابيها لا امها الخ سنا وجمالاً الخ فقط واللہ اعلم

وہ نکاح جو چچا نے کیا صحیح ہے باقی نکاح باطل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کر لیا بعد میں مر گیا۔ اس عورت کو حمل تھا۔ وضع حمل کے بعد اس کے چچا نے مجبور کیا کہ تو فلاں شخص کے ساتھ نکاح کر لے۔ مگر عورت نے انکار کر دیا کہ میں نکاح نہیں کرنا چاہتی۔ پھر چچا نے کہا تو میری بے عزتی کرتی ہے۔ اگر تو میری عزت کی خواہش مند ہے تو نکاح کر لے اور عورت نے اظہار رضا مندگی کیا اور کہا کہ کیوں نہیں۔ یعنی کرلو تو عورت کے چچا نے اس شخص کے ساتھ نکاح کر دیا اب عورت نے نکاح ہونے کے بعد فورا راہ فرار اختیار کی۔ اپنے فوت شدہ خاوند کے والد کو ساتھ لے کر ایڈیم صاحب کی کوٹھی پر چلی گئی۔ ایڈیم صاحب کو فریاد کی کہ میں فلاں شخص کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ چچا والے نکاح کا ذکر نہیں کیا۔ وہاں کوٹھی پر بیٹھ کر دوسرا نکاح کر لیا۔ ایک مدت اس کے ساتھ رہی پھر آپس میں بگاڑ ہو گیا۔ چچا کے گھر چلی آئی اور جس شخص کے ساتھ ایڈیم کی کوٹھی پر نکاح کیا تھا دعویٰ کر کے تنسیخ

کرالی- تین صد بیس روپے جرمانہ تنسیخ ادا کیا پھر ایک اور شخص کے ساتھ نکاح کرلیا اب اولاً جس شخص نے نکاح کیا تھا دعویٰ کردیا کہ میرا نکاح اول صحیح ہے- لہٰذا مجھ کو واپس کردی جائے- اب گزارش ہے کہ مہربانی فرما کر یہ بتایا جاوے کہ اس کا کون سا نکاح صحیح ہوگا اور جن کا نکاح صحیح نہیں ہے ان کے ساتھ برتاؤ صحیح ہے یا نہیں اور تجدید نکاح کرانی ہوگی یا نہیں-

﴿ج﴾

وہی نکاح جو چچا نے اس کی اجازت سے کردیا تھا صحیح ہے- اس کے علاوہ سب غیر صحیح ہیں- عورت کو لازم ہے کہ اسی خاوند کے پاس رہے یا طلاق حاصل کرلے-

محمود عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

وعدہ نکاح سے نکاح منعقد نہیں ہوتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں چھوٹا تھا۔ ہمارے چچا اور والد نے ہماری ہمشیرہ، خالہ زاد بھائی امام بخش کو نکاح میں دے دی اور امام بخش کی ہمشیرہ برائے ماموں الٰہی بخش کے وٹہ میں لی۔ جب امام بخش کی ہمشیرہ جوان ہوگئی تو انھوں نے شادی سے قبل طلاق لے لی۔ پھر ہمارے پاس آیا کہ میری شادی کرادو۔ ہمارے چچا اور والدہ نے کہا کہ تم اپنا وعدہ پورا کردو۔ اس وقت وعدہ کیا گیا تھا کہ جس کی لڑکی ہوگی۔ تمھارے لڑکے عبدالمالک کو دیں گے۔ برادری نے کہا کہ تم آپس میں کردو۔ امام بخش کو دے دو اور اس کی ہمشیرہ لے لو۔ یہ بات ۱۹۷۰ء کی ہے۔ ۱۹۷۱ء میں ہمارے چھوٹے خالو میاں عبدالستار میرے گھر آئے۔ چچا اور والد کو کہا کہ تم میری لڑکی غلام صغراں لے لو اور میں امام بخش کی بہن اپنے لڑکے محمد کے واسطے لیتا ہوں۔ میری والدہ نے کہا کہ تمھاری لڑکی تو تمھارے بہنوئی غلام محمد کی بہو ہے۔ کیونکہ تم نے اس کی لڑکی پہلے لی ہے۔ مائی عائشہ جو حافظ احمد کی گھر والی ہے تو مولوی صاحب نے جواباً کہا کہ کیا مجھے بے ایمان سمجھتی ہے۔ میں نے کوئی غلام محمد کو نکاح کر دیا ہے۔ فرمانے لگے کہ میں نے خدا کے نزدیک اپنی لڑکی غلام صغراں تمھارے لڑکے عبدالمالک کے واسطے دے دی ہے۔ چچا اور والد نے کہا۔ ہمیں منظور ہے۔ پھر دعا پڑھی گئی دوسرے دن تقریباً چالیس آدمی اور عورتوں نے جا کر نئے کپڑے پہنائے۔ مگر آج چار سال بعد مولوی صاحب نے کہا کہ میری گھر والی کہتی ہے کہ اگر تم نے لڑکی دی تو میں زہر کھا کر مر جاؤں گی۔ حافظ احمد صاحب کہتے ہیں کہ میں سرکشی کرلوں گا۔ اس طرح میرے گھر والے

نہیں مانتے۔نہیں دے سکتے۔ ۱۹۷۵ء میں سارے ذمہ دار لوگوں کو اکٹھا کیا۔مولوی صاحب کی لڑکی کی بات چیت شروع ہوئی تو مولوی صاحب اقرار کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہاں میں نے خدا کے نزدیک لڑکی دی تھی۔مگر اب میں مجبور ہوں۔میرے گھر والے نہیں مانتے۔کیا شرع کے نزدیک اس صورت میں نکاح نہیں ہوتا اور کیا مولوی صاحب کو شریعت بھاگنے کی اجازت دیتی ہے؟

﴿ج﴾

ظاہر تو یہی ہے کہ یہ مجلس نکاح کی نہیں تھی۔اس لیے یہ نکاح منعقد نہیں ہوا تھا۔یہ منگنی ہے اور منگنی شرعاً نکاح نہیں ہے۔یعنی صرف وعدہ تھا۔نکاح نہیں ہوا۔اگر مولوی صاحب مجبوری کی بنا پر نکاح نہیں کرتا تو گنجائش ہے۔لیکن بہتر ہے کہ وعدہ پورا کریں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
یکم رمضان ۱۳۹۵ھ

وعدہ نکاح سے نکاح منعقد نہیں ہوتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جان محمد نے خان محمد سے کہا کہ تو نے اپنی لڑکی مائی کلثوم قادر بخش کے لڑکے امیر محمد کو دی ہے۔اس نے کہا کہ ہاں۔پھر قادر بخش کو مخاطب کر کے کہا کہ تو نے اپنی لڑکی امیراں مائی خان محمد کے لڑکے منظور کو دی ہے۔قادر بخش نے کہا ہاں۔ایک دوسرا آدمی بھی موجود تھا۔چنانچہ اس گفتگو کے بعد جان محمد نے کہا اس بات کو تم دونوں فریق نکاح تصور کرنا اور پختہ بات ہوگئی۔تین سال کے بعد خان محمد کو مجبور کیا گیا کہ کلثوم کا نکاح اس کے منگیتر جو زندہ ہے کے بھائی بشیر کے ساتھ کر دے۔چنانچہ اس کا باضابطہ نکاح کر دیا گیا اور لڑکی مسماۃ کلثوم اس وقت بالغہ تھی۔اس سے نہ تو اجازت لی گئی اور نہ ہی اس مقام پر موجود تھی۔اس کے باپ قادر بخش کے گھر جا کر نکاح کرایا گیا تھا۔جو اس کے گھر سے تقریباً پندرہ میل پر ہے۔واضح رہے کہ لڑکے دونوں اس وقت بالغ تھے۔اُن سے قبول نہیں کرایا گیا۔چہ جائیکہ لڑکوں کے والدین سے قبول کرایا جاتا۔جان محمد بقلم خود۔۔۔۔۔۔۔منظور بقلم خود

﴿ج﴾

تحقیق کی جائے۔ اگر واقعی دونوں جان محمد و قادر بخش کی طرف سے صرف ایجاب یعنی (دے دی) کے الفاظ پائے گئے ہیں اور بالغ لڑکوں نے خود یا اُن کے والدین نے قبول کے الفاظ نہیں کہے تو یہ الفاظ صرف منگنی یعنی وعدہ نکاح کے ہیں۔ اُن سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ رجب ۱۳۹۵ھ

عہد سے نکاح نہیں ہوتا ہے، البتہ وعدہ خلافی کا گناہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ سائل کے لڑکے مظہر حسین ولد محمد اعظم خان کی شادی خانہ آبادی ہمراہ ممتاز بیگم دختر محمد خان سے قرار پائی۔ خود لڑکی نے مجھ سے کہا کہ آپ اپنے لڑکے کو فوج سے بلوالو تاکہ ہماری لڑکی اُسے پسند کرے گی۔ چنانچہ لڑکی کو لڑکا پسند آ گیا۔ تو لڑکی کے والد نے کہا کہ اب ہم تمھارے گھر آئیں گے۔ لہٰذا لڑکی والے سائل کے گھر تشریف لائے اور منگنی کا سارا خرچہ سائل سے کرایا اور دعاء خیر بھی پڑھی گئی۔ چنانچہ نکاح کی تاریخ مقرر کرنے کے لیے جب سائل اُن کے گھر گیا تو لڑکی والے منحرف ہو گئے ہیں۔

﴿ج﴾

ایفاء عہد لازم ہے اور بلا وجہ شرعی وعدہ خلافی کی ہے۔ پس صورت مسئولہ میں اگر کوئی شرعی عذر مانع نہیں تو ایفاء عہد کرتے ہوئے رشتہ کر دینا چاہیے۔ تاکہ وعدہ خلافی کا گناہ نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ

ایفاء وعدہ ضروری ہے، نکاح درست ہے، البتہ والد کو اگر راضی کیا جائے تو بہتر ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص جو کہ ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور تین حج بھی اسے نصیب ہوئے ہیں اور دین محمدی سے اچھی طرح واقف اور باعمل ہونے کا دعویٰ دار بھی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا

کہ اس نے اپنی وساطت سے اپنے ایک نواسے کی نسبت (منگنی) نواسی سے کرائی تھی۔ جو کہ بعد میں اس لڑکی کے والد کی مرضی سے وہ منگنی ٹوٹ گئی۔ پھر اس شخص حاجی صاحب نے اس نواسے کی نسبت اپنی وساطت سے ایک پوتی سے کرائی جو کہ روبرو تقریباً ۴۰ آدمیوں کے مسجد خانہ خدا میں بیٹھ کر طے کی گئی اور دعائے خیر پڑھی گئی۔ اب پھر یہ منگنی بھی توڑ دی گئی ہے اور سابقہ نسبت کو قائم رکھتے ہوئے نکاح ہونے والا ہے۔ اس نکاح کے لیے لڑکے کو جس کی شادی ہو رہی ہے۔ مجبور کیا گیا ہے اور لڑکی کا والد بھی نکاح میں شامل نہیں ہوگا اور وہ راضی بھی نہیں ہے۔ بلکہ وہ سفر میں ہے۔ ایسے سفر میں کہ وہ شامل تو ہو سکتا ہے۔ مگر ناراضگی کی وجہ سے وہ شامل نہیں ہو رہا۔ واضح رہے کہ لڑکا اور لڑکی دونوں بالغ ہیں۔

(۱) اب وہ آدمی جو کہ مسجد خانہ خدا میں منگنی کے عہد کے وقت شامل تھے۔ وہ اس نکاح میں شامل ہوں یا نہ ہوں؟ (۲) اور حاجی صاحب کے بارے میں کیا رائے قائم کی جائے۔ جنھوں نے منگنی کرانے اور توڑنے میں شرع محمدی کو مذاق سمجھا؟ (۳) کیا لڑکے پر کفارہ دینا واجب ہے؟

﴿ج﴾

ایفاء وعدہ ضروری ہے۔ اگر عذر سے وفا نہ ہو تو معاف ہے اور جو وعدہ کے وقت سے ہی ارادہ عدم ایفاء کا ہے تو مکروہ تحریمی ہے۔ بنا بریں حاجی صاحب اگر بلا شبہ عذر شرعی وعدہ خلافی کرتا ہے تو گنہگار ہوگا۔ منگنی کے وقت جو لوگ شامل تھے تو س نکاح میں شامل ہو سکتے ہیں۔ لڑکے پر کفارہ واجب نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ لڑکی کے والد کی رضامندی بھی حاصل کی جائے تاکہ زوجین کی زندگی خوشگوار گزرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ ذوالحجہ ۱۳۸۸ھ

انعقاد نکاح کے لیے ایجاب وقبول شرط ہیں، صرف پانی پڑھ کر یا وعدہ نکاح سے نکاح منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

بیان حافظ محمد قاسم امام مسجد عثمانیہ والی میلسی ضلع ملتان۔ میں نے صرف پانی پڑھ کر دیا۔ یہ علم نہیں پلایا گیا یا نہیں اور نہ ہی ایجاب و قبول کرائے۔ غلام حسن بقلم خود ممبر ٹاؤن کمیٹی میلسی۔ رحمت اللہ نائب صدر انجمن اڑھتیاں (میلسی) سید جعفر حسین بقلم خود وارڈ نمبر ۸ میلسی۔ محمد شریف بقلم خود وارڈ نمبر ۹۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ انعقاد نکاح کے لیے ایجاب وقبول ضروری اور شرط ہے۔صرف پانی پڑھ کر پلانے یا وعدہ نکاح کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔لہٰذا صورت مسئولہ میں یہ نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں۔لڑکی اپنی مرضی سے جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ واما رکن النکاح فھو الایجاب و القبول و ذلک بالفاظ مخصوصة الخ (بدائع الصنائع ص ۲۲۹\ج ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ

صغیرہ اور صغیر کو اکٹھا پانی پلانے سے نکاح کا انعقاد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو آدمیوں نے اپنے نابالغ بچوں یعنی ایک آدمی کی ۴ یا ۵ سال کی لڑکی تھی اور دوسرے آدمی کا ۵ سال کا لڑکا تھا تو انھوں نے بغیر ایجاب وقبول کے دونوں لڑکے اور لڑکی کو پانی کا ایک پیالہ پلا دیا۔کیا یہ نکاح شرعاً ہو گیا یا کہ نہیں؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔واضح رہے کہ انعقاد نکاح کے لیے ایجاب وقبول شرط ہے۔اگر شہود کے سامنے ذکر مہر اور ایجاب وقبول شرعی ہو جائے تو نکاح ہو جاتا ہے۔ کما فی شرح الوقایہ وینعقد بایجاب و قبول لفظھما ماض کزوجت وتزوجت او ماض و مستقبل کزوجنی فقال زوجت الخ.

صورت مسئولہ میں ایجاب وقبول شرعی نہیں پایا جاتا۔اس لیے صرف پانی کا پیالہ پلانے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ

نکاح کے لیے ایجاب وقبول شرط ہے،وعدہ نکاح سے نکاح منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اور عمر دونوں ایک مجلس کے اندر حاضر تھے اور دونوں کے ہاں

نابالغ ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔ جن کا آپس میں نکاح کرنے کا وہ ارادہ رکھتے تھے۔ اب ثالث آدمی یعنی بکر نے زید سے کہا کہ تم ایک دوسرے سے ملنا جلنا چاہتے ہو (جس کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی لڑکی اور لڑکے کا نکاح ایک دوسرے کی لڑکی اور لڑکے سے کرنا چاہتے ہو) تو زید نے جواب دیا کہ کیوں نہیں۔ باقی دونوں کے ذہن میں لڑکی اور لڑکے کی تعیین تھی کہ فلاں لڑکی اور لڑکے کا رشتہ کریں گے تو اس پر حاضرین مجلس نے دعاء خیر کی اور اپنے زعم میں نکاح کر گئے۔ آیا اب اس صورت متذکرہ میں جانبین سے نکاح واقع ہو جاتا ہے یا نہ؟ صورت دوم یہ ہے کہ اگر عمرو زید سے مذکورہ گفتگو کرتا ہے کہ آپ اور ہم مل جائیں اور زید جواب دے کہ کیوں نہیں۔ تو اب اس صورت میں جانبین سے نکاح ہو جائے گا یا نہیں؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ انعقاد نکاح کے لیے ایجاب وقبول شرط ہے۔ **كما في شرح الوقايه وينعقد بايجاب و قبول لفظهما ماض كزوجت وتزوجت اوماض و مستقبل كزوجني فقال زوجت الخ** . صورت مسئولہ میں ایجاب وقبول شرعی نہیں پایا جاتا۔ اس لیے نکاح منعقد نہیں ہوا۔ پھر مسئولہ صورت میں جو الفاظ ذکر کیے گئے ہیں۔ یہ وعدہ کے ہیں اور نکاح کا انعقاد لفظ تزویج و نکاح سے ہوتا ہے یا ایسے الفاظ سے منعقد ہوتا ہے جو تملیک عین حالی کے لیے وضع ہوں۔ مثلاً لفظ ھبہ وغیرہ۔ لیکن ھبہ وغیرہ الفاظ سے نکاح تب منعقد ہوتا ہے کہ متکلم نکاح کی نیت کا اقرار کرے یا نیت کا قرینہ موجود ہو۔ (مثلاً ذکر مہر اور گواہوں کا وجود وغیرہ ہو) بدون قرینہ ان الفاظ سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ **قال في شرح التنوير مطبوعه ايچ ايم سعيد ص ١٢ ج ٣ وانما يصح بلفظ تزويج ونكاح لانهما صريح وما عداهما كناية هو كل لفظ وضع لتمليك عين كاملة (الى قوله) كهبة وتمليك وصدقة (الى قوله) وكل ما تملك به الرقاب بشرط نية او قرينة وفهم الشهود المقصود وفي الشامية (قوله كهبة) اى اذا كانت على وجه النكاح الى قوله فان قامت القرينة على عدمه لا ينعقد الخ وايضا فيها (قوله بشرط نية او قرينة الخ) هذا ما حققه في الفتح رداً على ما قد مناه عن الزيلعي (الى قوله) هذا حاصل ما في الفتح وملخصه انه لا بد في كنايات النكاح من النية مع قرينة او تصديق القابل للموجب وفهم الشهود المراداً واعلامهم به (ردالمحتار ص ١٧، ١٨ ج ٣)** مذکورہ بیان سے ثابت ہوا کہ مسئولہ صورت میں قرائن نکاح (ذکر مہر وغیرہ) نہ ہونے کی وجہ سے نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ صرف وعدہ نکاح ہے اور بلاوجہ وعدہ خلافی کرنا۔ علامت نفاق ہے۔ خصوصاً اگر شروع ہی سے وعدہ پورا کرنے کا ارادہ نہ ہو تو بہت سخت گناہ اور حرام ہے۔

حدیث میں ہے۔ اٰیة المنافق ثلاث اذا وعد اخلف الخ (مشکوٰۃ) قال فی اللمعات و قبل الخلف فی الوعد بغیر مانع حرام وھو المراد وھھنا و کان الوفاء بالوعد مامورًا بہ فی الشرائع السابقة ایضاً (اشعة اللمعات باب الوعد بحوالہ احسن الفتاوی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ

رسم منگنی اور دعاءِ خیر سے نکاح منعقد نہیں ہوتا، ایجاب وقبول ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہندہ کی منگنی خالد سے ہوئی۔ رسم منگنی یعنی دعاء ہوئی اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔ بعد میں ہندہ کے والد نے ہندہ کا نکاح بکر سے کیا۔ بکر ایسا شخص ہے جو امامت کراتا ہے۔ کچھ لوگ اس وجہ سے اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے کہ اس نے خالد کی بیوی سے نکاح کیا ہے۔ حالانکہ خالد سے اس کی منگنی ہوئی تھی۔ نکاح نہیں ہوا تھا۔ تو کیا بکر کی امامت صحیح ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اگر شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں ہندہ کا نکاح خالد سے نہیں کیا گیا تو صرف رسم منگنی اور دعاء خیر وعدہ نکاح ہے۔ اس سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔
پس صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ درست اور صحیح ہے اور اس کی امامت جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ رجب ۱۳۹۹ھ

وعدہ نکاح سے نکاح منعقد نہیں ہوتا، بالغہ کا دوسری جگہ نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی الٰہی بخش نے اپنی دختر مسماۃ ایمنہ کی نامزدگی کسی جگہ کر دی تھی۔ لیکن نکاح نہیں کیا گیا تھا اور اس ایمنہ کا معاوضہ اپنے لڑکے کے لیے لے چکا ہے۔ لیکن اب نااتفاقی

کی وجہ سے اپنی لڑکی مسماۃ ایمنہ کا نکاح کردینے سے انکاری ہے۔ کیا یہ نامردگی نکاح تو نہیں ہوگی۔ اگر یہ نکاح نہ کرے تو کیا عندالشرع مجرم تو نہیں ہوگا؟

﴿ج﴾

صرف وعدہ نکاح سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ بالغہ لڑکی کی اجازت کے ساتھ دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ البتہ بلا عذر شرعی وعدہ خلافی کرنا درست نہیں۔ بالغہ لڑکی نکاح میں خودمختار ہے اور اپنی مرضی کے ساتھ کفو میں نکاح کرنے میں شرعاً اس پر کوئی گناہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ شعبان ۱۳۹۹ھ

صغرسنی میں دعاء خیر کے کلمات سے نکاح منعقد نہیں ہوتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص زید نے اپنی لڑکی کی دعاء خیر مانگ لی۔ ایجاب وقبول نہیں ہوا اور دعاء خیر بھی زید نے اپنے والد کے ڈر سے مانگی۔ کیونکہ وہ مارتا ہے۔ برادری بھی تنگ کرتی تھی اور اس وقت لڑکی کی عمر تقریباً اڑھائی سال کی تھی۔ لیکن فریق مخالف یہ کہتا ہے کہ ہمارا نکاح ہوا تھا۔ حالانکہ ان کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے۔ ایجاب وقبول نہیں ہوا تھا کیا شرعاً یہ نکاح قرار پائے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر لڑکی کی صغرسنی میں شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح نہیں ہوا تو صرف دعاء خیر یعنی منگنی وعدہ نکاح ہے اس سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اور اب بالغہ لڑکی کی اجازت کے ساتھ دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ رجب ۱۳۹۹ھ

شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول وگواہ کا ہونا ضروری ہے، وعدہ نکاح سے نکاح منعقد نہیں ہوتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلہ کے کہ مسمی الٰہی بخش ولد ملک ماچھی نے اپنی دختر مائی غلام فاطمہ کا

عقد نکاح ہمراہ گل محمد ولد محمد علی کیا تھا اور وٹہ سٹہ کی صورت میں مسمی الٰہی بخش نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کا نکاح ہمراہ مسماۃ سونن مائی کیا۔ بقضائے الٰہی غلام فاطمہ فوت ہوگئی۔ مسمی گل محمد نے اپنے برادر خادم حسین کے لیے زیدرشتہ مسمی الٰہی بخش سے طلب کیا۔ جوکہ مسمی گل محمد اور مسمی الٰہی بخش کے درمیان مسماۃ مریم مائی کے متعلق ت ہوتی رہی۔ مگر نہ تو کبھی اجتماع برائے نکاح ہوا اور نہ ہی فریقین کے درمیان ایجاب وقبول ہوا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسمی مذکور خواہ مخواہ مسماۃ مریم بی بی کا نکاح خادم حسین کے ہمراہ غلط طور پر مشہور کرتا ہے جبکہ نزیبی علاقہ کے قرب وجوار کے تمام باشندگان اس امر پر گواہ ہیں کہ کوئی نکاح نہیں ہوا اور نہ اجماع ہوا۔ کیا غلط فواہ پر نکاح شرعی صحیح طور پر ثابت ہوتا ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں تحقیق کی جائے۔ اگر شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح نہیں ہوا۔ تو صرف منگنی یعنی وعدہ نکاح سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اور نہ صرف افواہ سے نکاح منعقد ہوتا ہے۔ انعقاد نکاح کے لیے گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صرف دعاء خیر سے نکاح نہیں ہوتا، ایجاب وقبول ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی الٰہی بخش نے امام بخش کو کہا کہ میں اپنی لڑکی مسماۃ نذر بی بی تیرے لڑکے گل شیر کے حق نکاح میں کروں گا اور مسمی امام بخش نے بھی کہا کہ میں اپنی لڑکیاں مسماۃ نذیراں اور وزیراں، بشیراں الٰہی بخش کے لڑکوں کے حق نکاح میں کروں گا۔ دونوں نے مذکورہ بالا بیانات کے مطابق اسی وقت درج ذیل گواہوں کے سامنے رسمی دعاء خیر بھی کردی۔

گواہ نمبر۱۔ قادر بخش ولد محمد شریف سکنہ کلول تحصیل بھکر ضلع میانوالی

گواہ نمبر۲۔ اللہ دادو ولد غلام محمد سکنہ کلول تحصیل بھکر ضلع میانوالی

گواہ نمبر۳۔ جیون ولد خان محمد سکنہ ٹبہ مہربان شاہ تحصیل بھکر ضلع میانوالی

اب مسمی امام بخش نے اپنی لڑکیوں وزیراں اور نذیراں کی شادی الٰہی بخش کے لڑکوں سے کرنے کے بجائے اور جگہ کردی۔ اب قابل دریافت بات یہ ہے کہ از روئے شریعت الٰہی بخش اپنی سابقہ دعاء خیر کے مطابق اپنی لڑکی نذیراں بی بی کو امام بخش کے لڑکے کے حق نکاح میں دینے کا پابند ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اگر با قاعدہ شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ نکاح نہیں ہوا تو صرف دعاء خیر سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ یہ منگنی اور وعدہ نکاح ہے اور وعدہ خلافی بلا عذر درست نہیں۔ دوسری جگہ اگر نکاح کیا گیا ہے تو وہ نکاح صحیح اور نافذ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم محرم ۱۳۹۳ھ

صغرسنی میں باپ کی رضامندی سے ایجاب وقبول ضروری ہے
صرف منگنی کے کپڑے پہنانے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ فیض مائی سائل کی دختر حقیقی ہے کہ جس کی عمر جب صرف دو ماہ کی تھی تو مسمی عاشق ولد محمد رمضان قوم ارائیں سکنہ عمر کھچی تحصیل میلسی نے اپنے پسر مسمی رفیق کے ہمراہ دختر مذکورہ کی منگنی کر کے کپڑے چڑھائے۔ اس کے علاوہ کوئی نکاح وغیرہ نہیں ہوا۔ سائل نے اب جوان ہونے پر دختر مذکورہ کی شادی کر دی ہے۔ اب جواب طلب امر یہ ہے کہ آیا مذکورہ منگنی کو نکاح تصور کیا جا سکتا ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر لڑکی کی صغرسنی میں شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں پہلا نکاح نہیں کیا گیا تو صرف منگنی کر کے کپڑے پہنانے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اور دوسری جگہ اگر بالغہ لڑکی کی اجازت کے ساتھ نکاح کیا گیا ہے تو وہ نکاح صحیح ہے۔ البتہ اگر پہلی جگہ بھی ایجاب وقبول کے ساتھ نکاح ہوا ہو تو دوسرا صحیح نہیں ہے۔ صحت سوال کی ذمہ داری خود سائل پر ہے۔ و[illegible] [illegible]الیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ

محض دعاء خیر سے نکاح نہیں ہوتا، ایجاب وقبول ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس صورت مسئلہ میں کہ مسمی ملک محمد یار ولد ملک بگھن قوم ڈیینہ وملک واحد بخش ولد ملک نوان قوم اترائے ، نے آپس میں رشتہ داری کے متعلق سلسلہ جنبانی کی ۔ ملک محمد یار کی لڑکی مسماۃ امیر مائی بعمر ۸ ماہ مسمی عبدالکریم ولد ملک واحد بخش کے ساتھ اس کے عوض مسماۃ مریم مائی بعمر ۵ سال دختر ملک واحد بخش برائے محمد نواز ولد ملک محمد یار آٹھ دس آدمیوں کے سامنے دعاء خیر کہلا دی ۔ اس سے پہلے نکاح خوان مولوی صاحب کو برائے ایجاب وقبول بلایا گیا ۔ اس نے زوجین کے نام دریافت کیے ، بتایا گیا ، امیر مائی ہمراہی عبدالکریم نکاح بچارہ گائمن قوم ذبہ نے اس نکاح خوان کے جواب میں کہا ۔ جیسے ہم ویسے ہمارے نکاح خوان ۔ جب اس کو نام صحیح نہیں آتے ۔ ہمارے ساتھ شرائط ایمان نکاح اور ایجاب وقبول کیسے کرائے گا ۔ نکاح خوان یہ الفاظ سنتے ہی واپس چلا گیا ۔ ملک واحد بخش نے اپنی لڑکی مسماۃ مریم مائی کا نکاح و سرمیل اور جگہ کر دیا ہے ۔ اب اس صورت میں صرف دعاء خیر ہے ایجاب وقبول نہیں کیا ۔ عبدالکریم ہمراہی امیر مائی کا نکاح ہو گیا یا نہ ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

جب ایجاب وقبول نہیں ہوا تو نکاح نہیں ہوا ۔ محض دعائے خیر سے نکاح نہیں ہوتا ۔ کیونکہ نکاح کے لیے ایجاب وقبول رکن ہیں ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

المجیب سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

بیان مذکور کی بناء پر جواب مجیب درست ہے ۔

الجواب صحیح بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نکاح کو رقم کے ساتھ مشروط کرنا غلط ہے

البتہ وعدہ نکاح سے نکاح نافذ العمل نہیں ہوتا دوسری جگہ نکاح صحیح ہے

بخدمت جناب حضرت مولانا مفتی صاحب مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ امابعد گذارش ہے کہ درج ذیل فتویٰ کا شرعی جواب تحریر کر کے ارسال فرمائیں ۔

مسئلہ۔ غلام محمد داماد جعفر خان اپنی منگنی کے بعد یعنی قبل از عقد نکاح اپنے مذکور داماد کو مثلاً ۵ سو روپے دے دیے۔ پھر داماد سے درخواست کی کہ میری بیٹی سے نکاح کر لو۔ داماد صاحب نے انکار کر کے کہا کہ جب مجھے اور کچھ پیسے نہ دو گے۔ تب تک بیٹی آپ کی نکاح میں نہ لاؤں گا۔ پھر چونکہ غلام محمد مفلس تھا۔ اس لیے غصہ کر کے دس سال غائب ہو گیا اور داماد صاحب کو مطلوبہ پیسے نہ دیے اور اس کا پتہ بھی نہ چلا کہ کہاں ہے۔ زندہ ہے یا مردہ اور بیٹی بھی بلوغت کو پہنچ گئی اور ایک مولوی صاحب نے جعفر خان کو مجبور کیا کہ بیٹی کا نکاح ضرور اور کسی سے کراؤ اور فتویٰ جواز کا بھی دیا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ غائب شدہ کے بھائی سے اگر نکاح کراؤ تو بہتر ہے کیونکہ اس کے بھائی نے آپ کو رقم دی ہے تو جعفر خان نے اس بات کو قبول کیا اور نکاح کرانے کے لیے تیار ہو گیا۔ پھر ایک آدمی نے جعفر خان کو کہا کہ غلام محمد خان زندہ ہے اور اس کے خطوط میرے پاس آتے رہتے ہیں۔ اس لیے بیٹی کا نکاح کسی اور سے مت کراؤ۔ مگر انھوں نے اس آدمی کی بات کو وزن نہ دیا اور بیٹی کا نکاح غلام محمد کے بھائی سے کرا دیا۔ پھر اس آدمی نے غلام محمد کو خط کے ذریعہ اس معاملہ سے آگاہ کیا۔ شام کو شادی ہوئی اور صبح کو غلام محمد پہنچ گیا اور وعدہ کیا کہ بیٹی میرے نکاح میں لائی جائے۔ اب اس مسئلہ میں شرعی کیا حکم ہے کہ بیٹی کی طلاقیں لے کر غلام محمد سے نکاح کر دیا جائے یا نکاح بحال رکھا جائے۔ یعنی بیٹی غلام محمد کے بھائی کے نکاح میں رہے۔ ثانی صورت میں غلام محمد کی دی ہوئی رقم جعفر خان سے وصول کرے یا اپنے بھائی سے۔ براہ کرم جواب جلدی دیں۔ ورنہ تاخیر کی صورت میں جھگڑا کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ یہ معاملہ ایک جاہل قوم میں ہوا ہے۔ وہ صرف شرعی حکم کے انتظار میں ہیں۔

(نوٹ) غلام محمد نے جو رقم جعفر خان کو دے دی یا جو رقم جعفر خان نے دوبارہ طلب کی۔ یہ سارے علاوہ مہر کے ہیں۔ محمد صدیق حیدرآباد سندھ

جعفر خان کا غلام محمد کے ساتھ اپنی لڑکی کے عقد نکاح کا صرف وعدہ تھا اور ایفاء عہد مشروط کچھ رقم دینے کے ساتھ تھا۔ اگر چہ رقم لینا خلاف شرع تھا۔ لیکن غلام محمد نے اس شرط کو پورا نہ کیا اور ساتھ ساتھ دس سال غائب رہا۔ لہٰذا اگر جعفر خان نے اپنی لڑکی کا نکاح کسی سے کر دیا تو اس نے خلاف وعدہ بھی نہیں کیا۔ اتنے عرصہ میں غلام محمد کا غائب ہونا بھی اس کا قرینہ ہے کہ اس سے نکاح نہیں کرانا چاہتا۔ بہر حال جعفر خان نے اپنی لڑکی کا نکاح کرا کر شرعاً درست کام کیا۔ یہ لڑکی غلام محمد کے بھائی کی زوجہ ہے۔ اس پر طلاق دینا نہ لازم ہے اور نہ بلاوجہ

طلاق دینا جائز ہے۔لہذا عورت غلام محمد کے بھائی کے پاس رہے۔اس کی منکوحہ ہے اور غلام محمد، جعفر خان سے پانچ صدروپے واپس لے لے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ

وعدہ نکاح سے نکاح نہیں ہوتا،لڑکی آزاد ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے بکر کو اپنے رشتہ کے لیے کہا۔بکر نے وعدہ کیا کہ اپنی لڑکی کا رشتہ آپ کے لڑکے کے ساتھ کردوں گا اور اس سے زلف کشائی جو کہ منع ہے نکاح سے پہلے چند دن کرتے ہیں۔اس کے پیسے وغیرہ بھی لیتے ہیں۔اسی شخص لڑکی والے نے پہلے اپنے چچا کے ساتھ بھی وعدہ کیا ہوا تھا کہ تیرے لڑکے کو دوں گا۔اب جب اس نے دوسری جگہ کرنے کا ارادہ کرلیا تو اس کے چچا نے اس سے منت سماجت کی اور بڑے آدمیوں کو بھی اس کے پاس لے گیا۔اس نے انکار کردیا اور کہا کہ میں تیرے لڑکے کو نہیں دوں گا تو یہ کوشش نہ کر۔میں نے اس کو لڑکی دے دی۔اس دوران میں ان کی آپس میں تو تو میں میں ہوگئی اور لڑکی والے نے کہا کہ تجھے اکڑ ہے جو کچھ کرنا ہے کرو۔اس لڑکے کے سگے بھائی نے کہا کہ یہ اکڑ میں تیری نکالوں گا اور نکاح کی رات میں اس کو گولی سے نہ اڑاؤں تو اپنے باپ کا نہ کہنا۔ایک دوروز اس قسم کھانے والے نے قرآن شریف اٹھا کر اپنے بڑے بھائی کی گود میں ڈالا اور کہا کہ دیکھ آخر میں بھی جوان عمر ہوں۔میری عمر برباد نہ کر میں قسم پوری کروں گا۔تو یہاں رشتہ نہ کر تو اس لڑکی والے نے کہا کہ اچھا اگر مجھے شرعی حد نہیں آتی تو میں وہاں نہیں کرتا۔تو اب صورت مسئولہ میں شرعی حد کا سزاوار ہوگا یا نہیں؟ تنبیہ لڑکی بالغہ ہے۔

وعدہ نکاح سے نکاح نہیں ہو جاتا۔لڑکی آزاد ہے۔اس کی رضامندی اور اجازت سے جہاں وہ پسند کرے۔سوچ سمجھ کر نکاح کیا جائے۔لڑکی بھیڑ بکری نہیں کہ والد اس کی رضامندی کے بغیر نکاح کردے۔ اگرچہ وعدہ بھی کیا یا رسمی زلف کشائی بھی کر رکھی ہو۔اس کا اعتبار نہیں۔لڑکی کی اجازت اور رضا سے نکاح کیا جائے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

محض معاہدہ کی بنا پر کوئی کسی کی منکوحہ نہیں ہو سکتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے بکر کو کہا کہ تو اپنی منکوحہ غیر موطوءہ کو طلاق دے دے تا کہ میں اس کے ساتھ نکاح کروں اور میں اپنی ہمشیرہ کا نکاح تیرے ساتھ کر دوں گا۔ بعد ازاں بکر نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ اگر تو اپنی ہمشیرہ کا نکاح میرے ساتھ پہلے کر دے تو میں بعد میں طلاق دوں گا۔ چنانچہ چھ ماہ کا موعود رکھا گیا کہ میں اپنی ہمشیرہ کا نکاح چھ ماہ کے بعد کر دوں گا۔ قدرت الٰہی سے اسی عرصہ چھ ماہ کے اندر اندر بکر کی منکوحہ سابقہ جس کے متعلق سوال تھا۔ انتقال کر گئی۔ اب وہ بکر کی منکوحہ ہوئی یا نہ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بغیر شرعی نکاح ہوئے زید کی ہمشیرہ بکر کی منکوحہ محض اس معاہدہ کی بنا پر شمار نہ ہوگی۔ اگر ایجاب وقبول باقاعدہ گواہوں کے سامنے زید کی ہمشیرہ اور بکر مذکور کے درمیان اصالۃً یا وکالۃً ہو چکے ہیں تو زید کی ہمشیرہ بکر کی منکوحہ ہوگی۔ ورنہ محض اس وعدہ کی بنا پر منکوحہ شمار نہ ہوگی۔ اب زید اور اس کی ہمشیرہ کی مرضی ہے کہ بکر کے ساتھ نکاح کریں تو کر لیں، نہ کریں تو نہ کریں۔ شرعاً یہ کسی بات کے پابند نہیں ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ

اگر صغر سنی میں باپ نے نکاح نہ کرایا تو نکاح صحیح نہیں ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ شمیم اختر (اللہ وسائی) جبکہ ابھی شیر خوار تھی۔ اس کے والدین نے عبدالوہاب ولد مہر رجب قوم آرائیں جو کہ اس وقت تقریباً دس سال کا تھا، کے والدین سے یہ قول و اقرار کیا جو کہ برادری کے چند افراد روبرو دعائے خیر کے ساتھ کیا گیا تھا کہ وہ مسماۃ شمیم اختر کے بالغ ہونے پر اس کا نکاح وعقد ہمراہ عبدالوہاب متذکرہ بالا سے کر دیں گے۔ فی الواقع کوئی نکاح و دیگر کسی قسم کی رسمی منگنی

وغیرہ نہ ہوئی تھی۔صرف زبانی قول تھا۔اس وقت مسماۃ شمیم اختر (اللہ وسائی) عاقل و بالغ بعمر ۱۸۔۱۹ سال ہے۔اپنا نکاح حق بلوغت استعمال کرتے ہوئے عبدالوہاب سے نکاح نہ کرنے کا برادری میں اعلان کر چکی ہے اور یہ کہ وہ والدین کے کیے ہوئے قول واقرار کی پابندنہیں ہے اور اس کے والدین بھی برخلاف ارادہ مسماۃ شمیم اختر اپنے کیے ہوئے قول واقرار کو پورا نہیں کرنا چاہتے ہیں۔

لیکن عبدالوہاب کے والدین اس بات پر بضد ہیں کہ مسماۃ شمیم اختر اپنے والدین کے کیے ہوئے قول و اقرار کی پابند ہے اور اس کے والدین بھی اپنے کیے ہوئے قول واقرار کے مطابق اُسے پورا کرنے کے پابند ہیں اور نکاح کے لیے بضد ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ

(۱) کیا مسماۃ شمیم اختر اپنے والدین کے اوپر بیان کردہ قول واقرار کی پابند ہے۔

(۲) کیا مسماۃ شمیم اختر کے والدین اس کی مرضی کے خلاف اپنا قول بابت اس کے نکاح کے ہمراہ عبدالوہاب کرنے کے شرعاً پابند ہیں۔

(۳) مزید براں فریقین کے خاندانی تعلقات اس حد تک کشیدہ ہو چکے ہیں کہ اگر خلاف مرضی مسماۃ شمیم اختر کا نکاح عبدالوہاب سے کربھی دیا گیا تو اغلباً فریقین پرسکون ازدواجی زندگی نہ گزار سکیں گے اور ہر وقت کشیدگی رہے گی۔اس بنا پر فریقین حدود اللہ قائم نہ رکھ سکیں گے۔کیا اس صورت میں بھی مسماۃ مذکورہ کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ قول مذکور کے مطابق عبداللہ سے عقد کرلے۔بینوا توجروا

﴾ج﴿

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اگر مسماۃ شمیم اختر کا نکاح باقاعدہ ایجاب وقبول کے ساتھ اس کی صغرسنی میں اس کے ولی (باپ) نے نہ کرایا ہو۔صرف قول اور اقرار کیا ہو تو اس سے کوئی نکاح نہیں ہوا اور نہ لڑکی اس قول و اقرار کی کوئی شرعاً پابند ہے اور نہ ہی اس کو اس سابقہ قول واقرار کا شرعاً پابند بنایا جا سکتا ہے تو کیونکر اس کے والد کو قول واقرار کا پابند بنایا جا سکتا ہے۔ہاں اگر لڑکی اور اس کا باپ دونوں قول واقرار کے مطابق نکاح پر رضامند ہو جائیں تب تو اسی لڑکے کے ساتھ نکاح ہو جانا بہتر ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۶ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دعاءِ خیر میں اگر ایجاب وقبول نہیں ہوا تو نکاح ہوا ہی نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمّی زید کا بھائی فوت ہوگیا ہے۔ زید نے اپنی بیوہ بھابی کو اپنے گھر ایک سال رکھا اور اس سے ناجائز تعلقات استوار رکھے۔ اس عرصہ میں بیوہ کو حمل ہوگیا اور اس علاقہ کے لوگوں کو کہنا ہے کہ جب تیسرے ماہ کا حمل ہوا تو زید نے اپنی بھابی بیوہ کا نکاح چھوٹے بھائی سے کردیا۔ اُسی حمل سے لڑکی پیدا ہوئی۔ جب لڑکی مذکورہ مسمّی عظیم خاتون بالغ ہوگئی تو خاتون مذکورہ کی منگنی ایک اور شخص مسمّی فتح محمد سے اس بنا پر کردی کہ زید سمجھتا تھا کہ عظیم خاتون اُس کے لڑکے کے شرعاً نکاح میں نہیں آسکتی اور زید نے اپنی لڑکی کریم بخش کو دے دی اور اُس کے عوض اپنے لڑکے عبدالکریم کا نکاح کریم بخش کی لڑکی سے کردیا۔ زید نے اپنے چھوٹے بھائی کو اجازت دے دی تھی کہ جہاں وہ چاہے اپنی لڑکی عظیم خاتون کا نکاح کردے۔ کیونکہ زید نے شرعی عذر کی بنا پر اپنے لڑکے سے نکاح ناجائز کہتا رہا۔ زید کہتا تھا کہ اُس نے مفتی صاحبان سے دریافت کیا ہے۔ جواب مفتی صاحبان نے فرمایا ہے کہ عظیم خاتون کا نکاح زید کے لڑکے سے نہیں ہوسکتا۔ اس پر زید کے چھوٹے بھائی نے اپنی لڑکی عظیم خاتون کی منگنی کسی اور جگہ فتح محمد سے کردی۔ دعائے خیر پر دے دی۔ پانچ ماہ کے بعد زید کا چھوٹا بھائی اور عظیم خاتون کا والد بقضائے الٰہی فوت ہوگیا اور زمین عظیم خاتون کے نام انتقال ہو گئی۔ اس پر زید بے ایمان ہوگیا اور اُس نے عظیم خاتون کا نکاح اپنے لڑکے سے کردیا۔ نکاح خوان جو کہ زید کا ماموں تھا۔ اس بنا پر نکاح خود نہ پڑھا۔ کیونکہ اُس کو زید نے کچھ عرصہ پہلے بتایا تھا کہ عظیم خاتون شرعی طور پر میرے لڑکے کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ اس لیے نکاح خوان کوئی دوسرا آدمی بنا اور نکاح پڑھا۔ کیا یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز؟

﴿ج﴾

اگر دعاءِ خیر میں نکاح نہیں ہوا۔ ایجاب وقبول کے الفاظ استعمال نہیں کیے تو فتح محمد کے ساتھ نکاح شرعی نہیں ہوا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر عظیم خاتون کی والدہ کو زید نے اپنے گھر میں رکھا ہے۔ اس سے زنا کرتے ہوئے اس کا حمل ٹھہر گیا ہے تو اس صورت میں دیکھنا یہ ہوگا کہ اس کے چھوٹے بھائی کے نکاح کے ٹھیک چھ ماہ کے بعد اگر لڑکی پیدا ہوئی ہے تو لڑکی اس کی لڑکی سمجھی جائے گی۔ زید کی بات غلط ہوگی اور زید کے لڑکے کے ساتھ

نکاح صحیح ہوگا اور اگر چھ ماہ ابھی نکاح کے پورے نہ ہوئے تھے کہ لڑکی پیدا ہوگئی تو یہ لڑکی حرامی ہوگی اور زید کی نہ لڑکی ہوگی نہ بھتیجی ہوگی۔ البتہ اس صورت میں زید کے نطفہ زنا سے ہونے کی وجہ سے اس کے لڑکے کے ساتھ اس کا نکاح صحیح نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

محض شربت پلانے سے عقد نکاح نہیں ہوتا، ایجاب وقبول ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر ایک نابالغ بچہ اور نابالغہ لڑکی کو صرف شربت پلایا جائے۔ ہمارے ہاں شربت پلانے کو ہمارے رسم میں نکاح سمجھا جاتا ہے۔ تو کیا شرعاً واقعی نکاح ہے یا یہ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

﴿ج﴾

محض شربت پلانے سے عقد نہیں ہوتا۔ جبکہ باقاعدہ ایجاب وقبول نہ ہو۔ لہٰذا یہ لڑکی دوسری جگہ طلاق لیے بغیر نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ صفر ۱۳۹۷ھ

صرف وعدہ نکاح سے نکاح شرعی منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہندہ جب پیدا ہوئی، اس کی پھوپھی نے اس کو روبرو والدین کے گانا ہاتھ میں بطور نشان باندھا کہ یہ میرے لڑکے عبدالرشید کی چیز ہے۔ اس کے ساتھ نکاح کر دیا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد ہندہ مائی پھوپھی نے اپنے بھائی مسمی محمد ایوب کو کہا کہ اس کا نکاح کر دو۔ اس نے کہا یہ عبدالرشید کی چیز ہے۔ خود اُس کا نکاح کروں گا۔ اس طرح ٹال مٹول کرتا رہا۔ آخر محمد ایوب امام مسجد کے لڑکے کی شادی کے دن مقرر ہوئے تو محمد ایوب مذکور نے اپنے بہنوئی محمود کو کہا کہ تم شامل شادی ہوتے ہو۔ اس نے انکار کر دیا کہ جب تک میرے لڑکے عبدالرشید کا نکاح کر کے نہ دو گے ہم شامل نہیں ہوتے۔ تو چل کے دو تین معزز آدمی لے آیا کہ شادی میں شامل ہو جاؤ بعد میں نکاح کر دوں گا۔ مگر محمود نے انکار کر دیا کہ تم نکاح کر کے نہ دو گے تو اس پر روبرو معززین کے کہا کہ ضرور کر دوں گا تو معززین نے کہا کہ یہ ہمارا امام مسجد ہے۔ ہمارے روبرو اقرار کرتا

ہے۔ انکار نہ کرے گا تو اس کے بہنوئی اور ہمشیرہ دونوں شادی میں شامل ہوئے۔ لیکن انکار کر دیا۔ اس کے بعد محمد ایوب کے گھر اس کا بہنوئی محمود اور اس کی ہمشیرہ موجود تھے تو محمود نے محمد ایوب کی بیوی کو کہا کہ تم میری ہمشیرہ ہو تم اگر میرے لڑکے عبدالرشید کو لڑکی نکاح کرا دو تو ہو سکتا ہے۔ کیونکہ محمد ایوب نہیں کر سکتا۔ تم سے اور لڑکے سے ڈرتا ہے۔ اس نے اقرار کیا کہ دوں گی تو اس پر محمد ایوب نے بیوی کو کہا کہ لا الہ کی بات سمجھی تو اس نے جواب دیا کہ سمجھ گئی۔ تو اس پر محمد ایوب کے بہنوئی نے کہا کہ ہاتھ کھڑے کرو تو محمد ایوب مذکور کی بیوی نے ہاتھ کھڑے کیے۔ محمد ایوب نے ہاتھ کھڑے نہیں کیے۔ مگر مجلس میں موجود تھا تو محمد ایوب کے بہنوئی کو اس کی بیوی یعنی محمد ایوب کی ہمشیرہ نے کہا کہ اب مٹھائی تقسیم کراؤ تو محمد ایوب کے بہنوئی نے ایک روپیہ محمد ایوب کی بیوی کو دیا۔ اس نے اپنے چھوٹے لڑکے کو مٹھائی کے لیے دیا۔ وہ کھجوریں لے آیا، تقسیم کی گئیں۔ اس کے بعد نکاح کر کے نہ دیا اور ایک دو دن کے بعد محمد ایوب کے پھوپھی زاد بھائی نے کہا کہ تم لڑکی نہیں دیتے۔ اس طرح جھوٹا وعدہ کرتے ہو تو اُس نے کہا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں اس کلمہ سے محروم ہوں، خدا کا بندہ نہیں ہوں، حضور کی امت نہیں ہوں کہ اگر جھوٹ کہوں، ضرور نکاح کر دوں گا۔ میرا لڑکا نوکری سے آنے والا ہے۔ اس کے ساتھ مشورہ کر کے نکاح کر دوں گا۔ ناراض نہ ہو۔ تو اس کے پھوپھی زاد نے کہا کہ اگر وہ انکاری ہو جائے تو پھر۔ تو اس نے جواب دیا کہ اگر وہ مان جائے تو بہتر ورنہ جبراً اُس کی رضامندی کے بغیر اس کو ڈنڈا مار کر نکاح کر دوں گا۔ چنانچہ اس کا لڑکا چھٹی کاٹ کر چلا گیا اور نکاح کر کے میرے سے سچا نہ ہوا۔ اب علماء سے استفسار ہے کہ نکاح تو نہیں ہوا مگر کئی دفعہ اقرار کیا کہ نکاح کر دوں گا۔ بلکہ دو دفعہ وعدہ کیا کہ نکاح کے بعد نکاح کر دوں گا اور کہا کہ لڑکا آنے والا ہے۔ اس نے نہ مانا تو پھر بھی جبراً ڈنڈے کے ذریعے نکاح کر دوں گا۔ کیا اس پر عہد وفا کرنا لازم ہے یا نہیں اور ایسے جھوٹے امام مسجد کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

ج

حتی الامکان ایفائے عہد ضروری ہے۔ احادیث میں وعدہ خلافی کی سخت مذمت وارد ہے۔ چنانچہ امام نووی اذکار ص ۱۳۹ میں تحریر فرماتے ہیں۔ وقد اجمع العلماء علی ان من وعد انسانا شیأ لیس بمنتھی عنہ ینبغی ان یفی بوعدہ وھل ذلک واجب او مستحب فیہ خلاف بینھم ذھب الشافعی وابو حنیفۃ والجمھور الی انہ مستحب فلو ترکہ فاتہ الفضل وارتکب المکروہ کراھۃ تنزیھۃ شدیدۃ ولکن لایاثم وذھب جماعۃ الی انہ واجب (بحوالہ امداد الفتاوی ص ۲۹ ۱۴ ج ۴) اس کی امامت درست ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۱ صفر ۱۳۹۰ھ

صرف پانی دم کر کے پلایا گیا ہو تو نکاح کا اعتبار نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسماۃ جنت بی بی دختر وزیر بخش جس کی عمر نکاح کے وقت ایک سال ۳ ماہ کی تھی تو اُس وقت جنت بی بی کا نکاح جو مولوی صاحب نے پڑھا تھا۔ اس نے نکاح پڑھ کر پانی پر پھوک کر بچی کو پلا دیا اور کہا کہ شرعی نکاح ہو گیا ہے اور لڑکی اپنے سُسرال جانا نہیں چاہتی۔ کیونکہ انھوں نے میرے حقیقی بھائی کو قتل کیا تھا اور میں ایک دن بھی جو میرے جعلی سُسرال بنے ہیں۔ میں ان کے گھر نہیں گئی اور اس وقت میری عمر تقریباً ۱۷، ۱۸ سال ہے اور میں شروع سے اپنی والدہ کے پاس رہتی ہوں اور ان کے گھر میری دو ہمشیرہ آباد ہیں اور میرے اوپر زبردستی قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور میری دونوں ہمشیرہ ان کے گھر بہت تکلیف میں ہیں۔ جب میرا نکاح نہیں پڑھا گیا تو مجھے آزاد کر کے میرے چچا اور میری والدہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے میرا نکاح کر سکتے ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ برائے مہربانی فتویٰ دیا جائے اور مولوی صاحب پانی پلانے والے نے جو میرا نکاح غلط طور پر پڑھایا اُس کے خلاف فتویٰ دیا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔

﴿ج﴾

اگر فی الواقع گواہوں کی موجودگی میں شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ نکاح نہیں پڑھایا گیا صرف پانی دم کر کے بچی کو پلایا گیا ہے تو صرف پانی پلانے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ لڑکی اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ جہاں چاہے اپنے کفو میں نکاح کر سکتی ہے۔ قال في الهداية مع فتح القدير مطبوعه مكتبه رشيديه كوئٹه ص ۱۰۲ ج۳ النكاح ينعقد بالايجاب والقبول بلفظين يعبربهما عن الماضي وينعقد بلفظين يعبر باحدهما عن الماضي وبالآخر عن المستقبل مثل ان يقول زوجني فيقول زوجتك الخ . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم رجب ۱۳۸۹ھ

صرف خواست گاری سے نکاح منعقد نہیں ہوتا، شرعاً ایجاب وقبول ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید برائے پسر خود دختر عمر خواست بایں طریقہ کہ درمیان زید و عمر مکالمہ بطریق خواستگاری شد و عقد نکاح شرعی صادر نہ شد و علامت خواستگاری اینکہ نصف یا کامل گز جامہ کہ دراں سوزن بیع تار سبز ابریشم ظاہر باشد پدر دختر بر پدر پسر میدہد و الفاظ ایجاب و قبول قانون شریعت درمیان ایشان جاری نہ شود بایں طریقہ خواستگار عند الشرع نکاح شمردہ میشود یا نہ وایں دختر برائے آن پسر حلال باشد یا نہ اگر برائے آں پسر حلال نہ باشد نکاح ایں دختر بدیگر کسے جائز باشد یا نہ۔ وایں طریقہ خواستگاری فرقے نہ دارد کہ دختر و پسر بالغان باشند یا صغیر موجود در مجلس خواستگاری باشند یا نہ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

مسئولہ صورت میں اگر فی الواقع ایجاب وقبول نکاح یا اس کے مثل الفاظ کے ساتھ دو گواہوں کے سامنے نکاح نہیں کیا جاتا۔ صرف بطریقہ خواستگاری مکالمہ ہوتا ہے تو ان الفاظ خواستگاری سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہمارے عرف میں یہ لفظ نکاح کے لیے استعمال نہیں ہوتے اور اگر آپ کے ہاں عرف اور ہو تو اطلاع دے دی جائے تاکہ اس کا حکم لکھیں اور جب بطریقہ خواستگاری نکاح نہیں تو نکاح جدید بطریقہ شرعیہ ضروری ہے۔ شرعی نکاح سے اس لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ لیکن بلا وجہ وعدہ خلافی کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔ یعنی اگر دوسری جگہ نکاح کرلیا تو شرعاً منعقد شمار ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

صرف زبان سے بات کرنا نکاح کو ثابت نہیں کرتا جب تک ایجاب وقبول نہ ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید بکر کے پاس گیا اور کہا کہ تو میری لڑکی کا اپنے لڑکے کے ساتھ نکاح کرلو اور اپنی لڑکی میرے نکاح میں دے دو۔ بکر نے کہا میں اپنی لڑکی کا نکاح تجھ سے کردوں گا۔ لیکن میں

تیری لڑکی کا نکاح اپنے لڑکے کے ساتھ نہیں کرتا۔ کیونکہ لڑکا لڑکی کی عمر سے کم ہے۔ دونوں کے جوان ہو جانے تک دیکھیں گے کہ جوڑ بنتا ہے یا نہیں؟ اگر بنتا ہوا تو نکاح کر دیں گے ورنہ نہیں؟ انتظار کیا اور لڑکی لڑکے سے پہلے جوان ہوگئی۔ زید نے بکر سے کہا کہ لڑکی میری بالغ ہوئی ہے۔ اگر نکاح کرنا ہے تو کرلو۔ بکر نے کہا کہ میرا بیٹا ابھی تک بالغ نہیں۔ اگر لڑکی کو بٹھانا چاہو تو بٹھالو۔ ورنہ جس طرح آپ کی مرضی ہے۔ زید نے اپنی لڑکی کا نکاح کسی اور جگہ کرنا چاہا۔ پھر بکر نے کہا کہ نکاح نہ کرو کیونکہ حق میرا بنتا ہے۔ زید نے کہا۔ میں لڑکی نہیں بٹھانا چاہتا۔ تو کسی دوسری جگہ میری لڑکی دے دو اور وہاں سے لڑکی اپنے بیٹے کے لیے لے لو۔ بکر نے کہا میں اپنے لڑکے کے لیے لوں گا۔ زید نے کہا پہلے آپ نے چھوٹے ہونے سے انکار کیا ہے۔ اب میں تیرے لڑکے کے ساتھ نہیں کرتا۔ اس کشمکش میں دو سال گزر گئے۔ پھر بکر اپنی لڑکی کو اپنے گھر بٹھانے لگا۔ بکر کی لڑکی نے اپنے باپ کے گھر بیٹھنے سے انکار کر دیا اور اپنے خاوند زید کے گھر رہنے پر خوش تھی۔ پھر بکر نے اپنی لڑکی اور اپنے داماد کو ورغلانے کے لیے کہا کہ میں تیری لڑکی نہیں لیتا۔ اگر لینا چاہتا ہے تو اس وقت نکاح کر لیتا۔ اب میں ہرگز نہیں لوں گا۔ اگر لے لوں اپنی بیٹی کے ساتھ زنا کروں۔ جب بکر نے یہ بات کہی تو زید نے اپنی لڑکی کی شادی اور جگہ کر دی۔ پھر بکر نے اپنی لڑکی اور داماد کو خوش کر کے اپنی لڑکی کو اپنے گھر لے گیا۔ اب بکر کہتا ہے کہ میری لڑکی کا بدلہ دے دو یا چار ہزار روپیہ دے دو۔ جب تک یہ ادا نہ کرو گے۔ میں اپنی لڑکی ہرگز تیرے گھر نہ جانے دوں گا اور بکر کی لڑکی ماں باپ کے گھر خوش نہیں ہے اور وہ اپنے خاوند کے گھر جانا چاہتی ہے۔ اس میں کون گنہگار ہے۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر واقعی زید نے بکر کے لڑکے کو اپنی لڑکی دینے کے لیے بار بار کہا لیکن بکر نے عمر کی کمی کا سوال اُٹھا کر زید کی لڑکی کو اپنے بیٹے کے عقد میں لانے میں تاخیر کرتا رہا۔ بالآخر زید نے اپنی لڑکی کا نکاح کسی اور جگہ کر دیا تو اس صورت میں نکاح صحیح ہے اور زید پر کوئی گناہ نہیں اور بکر کو اپنی لڑکی کو گھر بٹھانا اور خاوند کے گھر نہ بھیجنا جائز نہیں بلکہ گناہ ہے اس پر لازم ہے کہ وہ لڑکی فوراً خاوند کے گھر بھیج دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۱ ذی قعدہ ۱۳۹۱ھ

دادا نے اگر لڑکی دینے کا وعدہ کیا، باقاعدہ ایجاب وقبول نہیں ہوا تو نکاح منعقد نہیں ہوا

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی خدا بخش ولد موسیٰ کی لڑکی جس کی عمر بوقت نکاح و سرمیل شادی تقریباً ۱۹ یا ۲۰ سال تھی۔ دوسرے فریق جس کا نام خدا بخش ولد مراد ہے۔ اس خدا بخش ولد مراد کے لڑکے کا نکاح خدا بخش ولد موسیٰ کی لڑکی کے ساتھ ہوا تھا۔ جس کے تبادلہ میں یعنی وٹا میں خدا بخش ولد مراد نے رشتہ دینے کا کہا تھا۔ مگر بوقت نکاح اس خدا بخش ولد مراد کی پوتی بالکل معصوم و کم عمر تھی تقریباً ڈھائی یا تین سال کی تھی۔ اس لیے قوانین آرڈیننس کے تحت نہ نکاح ہوسکتا تھا اور نہ اندراج فارم ہوسکتا تھا۔ اس وقت مجلس عام میں اس لڑکی کے دادا خدا بخش نے دعاء خیر پڑھ دی تھی۔ اب شادی شدہ لڑکی بالغ مندجہ بالا فوت ہو جانے کے بعد ناچاکی کے باعث اس نابالغہ کا والد حقیقی دوسری جگہ بوقت بالغ ہونے کے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اس صورت مسئولہ میں علماء دین کیا فرماتے ہیں۔ کیونکہ نہ اس معصوم کے والد نے ایجاب وقبول کیا نہ کوئی رجسٹری نکاح کیا تھا۔ اب اس لڑکی کا والد نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اس میں کیا حکم ہے۔

﴿ج﴾

حسب سوال اگر لڑکی کے دادا نے وٹا میں پوتی دینے کا وعدہ کیا تھا اور جیسے نکاح کرنے کا طریقہ ہے، گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول نہیں ہوا تھا۔ تو لڑکی کا نکاح نہیں ہوا۔ فقط وعدہ اور دعاء خیر ہوئی اور اس سے نکاح نہیں ہوتا۔ باپ لڑکی کا اگر دوسری جگہ نکاح کرے تو کرسکتا ہے۔ شرعاً کوئی مضائقہ نہیں۔ البتہ بلا عذر وعدہ خلافی کرنا گناہ ہے۔ اگر عذر ہو تو خیر۔

محمد عبدالشکور مدرسہ رحمانیہ ملتان
۷ رجب ۱۳۸۳ھ
صح الجواب سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الفاظ ''جب یہ بالغ ہوئی تو میں نکاح کردوں گا'' وعدہ نکاح ہیں، ان سے نکاح منعقد نہیں ہوتا

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کی لڑکی ابھی چھ ماہ کی تھی کہ اُسے نکاح کردینے پر مجبور کیا گیا تو زید نے کسی لالچ کی بناء پر کہا، اچھا کردوں گا۔ لیکن جب نکاح خوان اور گواہاں آگئے اور محفل نکاح منعقد ہوئی تو زید نے اپنی چھ ماہ کی بچی کو گود میں لے کر کہا کہ تم لوگ فی الحال جلدی نہ کرو، بچی چھوٹی ہے۔ جب یہ بالغ ہوئی تو

میں نکاح کردوں گا۔ میں تم سے بھاگ کر تو نہیں جا سکتا۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان الفاظ سے نکاح منعقد ہو جائے گا یا نہیں؟ بوقت خطبہ لڑکا نابالغ تھا اور وہاں موجود بھی نہیں تھا۔ لڑکے کی والدہ نے دوبارہ پوچھا تو لڑکی کے والد نے کہا کہ ہم کوئی بھاگ تو نہیں رہے۔ وقت آنے پر تم کو لڑکی دے دوں گا۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

یہ الفاظ کہ ''جب یہ بالغ ہوئی تو میں نکاح کردوں گا'' وعدہ نکاح کے ہیں، ان الفاظ سے نکاح منعقد نہیں ہوا۔ کیونکہ وعدہ نکاح نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
۱۸ اکتوبر ۱۹۶۵ء
الجواب صحیح والمجیب مصیب محمد شریف غفرلہ خادم الحدیث مدرسہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ جمادی الاخری ۱۳۸۵ھ

مجلس نکاح میں اگر ایجاب وقبول نہ ہوا ہو تو یہ وعدہ نکاح ہے، نکاح نہیں

﴿س﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ تین بھائی تھے۔ بکر، زید، عمر۔ بکر فوت ہوا۔ اس کی لڑکی کا نکاح زید نے اپنے بیٹے سے کر دیا۔ بکر کا لڑکا خالد چھوٹا تھا۔ کچھ بڑا ہوا۔ تو زید نے اپنی لڑکی زینب کی منگنی خالد سے کر دی اور کپڑے بھی خالد دیتا رہا۔ اب زید خالد کو زینب کے نکاح کر دینے سے انکاری ہے۔ وہ عذر یہ پیش کرتا ہے کہ میں نے خالد کو بھتیجا سمجھا اور یہ کہ میرے پاس رہے گا۔ مگر اب جبکہ خالد کی والدہ کا نکاح دوسری جگہ ہو چکا ہے اور خالد عملاً ان کا ہو گیا اور ہم سے قطعی طور پر دور ہو چکا ہے اور پھر اس کی والدہ کی وساطت سے ہمارے گھر میں ہمشیرہ خالد نے غلط گفتگو شروع کر دی اور بجائے نادم ہونے کے دھمکی بھی ملی کہ تمھاری لڑکی ہمارے پاس آئے گی پتہ چلے گا۔ دوسری طرف خالد کے ماموں جو غنڈہ قسم کے لوگ ہیں۔ خالد کے تعلقات ان سے وابستہ ہیں۔ اب ہمیں خدشہ ہے کہ خالد زینب کو بعد از نکاح اپنی والدہ کے زوج کے ہاں لے جائے گا۔ جس کا ثبوت حالیہ ہم سے دوری ہے۔ جس سے ہم کو قطعی تشویش ہے۔ یعنی ہماری لڑکی کے حقوق پورے نہیں ہوں گے۔ اس لیے ہم اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے حافظ عالم، حدیث پڑھنے والے، جاوید سے کر دیں گے۔ حالانکہ خالد بھی حافظ ہے، فارسی پڑھتا ہے۔ اب خالد و زید کے تعلقات بالکل خراب ہو گئے ہیں۔ جس سے

فریقین میں بعداز نکاح اصلاح ناممکن ہے۔ادھر زید نے جاوید کو پورے عزم سے عہد کیا کہ زینب کا نکاح تجھ سے کردوں گا۔خلاصہ یہ کہ زینب کی پہلی منگنی حافظ خالد سے ہوئی۔اب ان عذروں کے پیش نظر زید دوسرا وعدہ جاوید کو جو کہ حافظ عالم ہے کر چکا ہے۔زینب نابالغ ہے زید اس کے بھائی عمرو اس کی بیوی چھوٹے بیٹے حافظ کا خیال ہے کہ زینب کا نکاح جاوید سے کردیا جائے اور مصلحت اس میں زید کے بڑے بیٹے اور باقی لوگوں کا خیال ہے کہ جو کچھ ہوا ہوگیا۔ورنہ خالد کی حق تلفی ہوگی۔(۱) اب زید زینب کا نکاح کس سے کرے۔(۲) کیا جاوید اس نکاح سے خالد کی حق تلفی کا مرتکب اور گنہ گار ہوگا یا نہیں؟(۳) زید کے عذر مقبول ہیں یا نہیں۔اگر نہیں ہیں تو اس نکاح کے دینے سے گنہگار ہوگا یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں۔

تنقیح۔

وضاحت کریں کہ زینب کی خالد سے صرف منگنی ہوئی تھی یا باقاعدہ شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ نکاح کیا گیا تھا۔جو بھی صورت ہو وضاحت کر کے جواب حاصل کریں۔ از دارالافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

وضاحت۔

واضح رہے کہ ہمارے علاقہ میں ایک طریقہ یہ ہے کہ باہمی گفتگو کے بعد ایک مقررہ تاریخ پر برادری کے لوگوں کو جمع کر کے لڑکی کا والد مجمع عام میں یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنی لڑکی فلاں کو دی۔عام لوگ اس کو منگنی کا نام دیتے ہیں۔بعدہ دوبارہ تاریخ مقرر کر کے باقاعدہ ایجاب وقبول کر کے نکاح کر دیا جاتا ہے۔مذکورہ صورت میں خالد کی صرف منگنی زینب سے بطریق مذکور ہوئی تھی۔احقر شاہ محمد بقلم خود

مسئولہ صورت میں اگر خالد نے خود یا اس کی طرف سے کسی اور نے زینب کے نکاح کو مجمع عام میں اس وقت قبول نہیں کیا تو یہ صرف منگنی یعنی وعدہ نکاح ہے۔نکاح منعقد نہیں ہوا۔ایفاء وعدہ ضروری ہے۔لیکن سوال میں مندرجہ مفاسد کا یقینی خطرہ ہو تو زید کے لیے زینب کا نکاح کسی اور دیندار شخص سے کرنا جائز ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ محرم ۱۳۹۲ھ

صرف دعاء خیر سے نکاح منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

من مظہر مولوی غلام رسول امام مسجد چک آر ۔ ۶/۹ ۔ ۵ تحصیل وضلع مظفر گڑھ کا ہوں ۔ احوال اینکہ احمد بخش نائی میرے گھر پر گیا اور وہ مولوی صاحب کو ساتھ لے کر آیا کہ لڑکی کا نکاح کرنا ہے ۔ من مظہر نائی کے ساتھ آ گیا اور وہ نکاح لینے والے رشتہ دار چار آدمی تھے اور یہ بھی گھر والے بھی تھے اور میں نے موقع پر آ کر تصدیق کی کہ وہ لڑکی مجھے دکھاؤ ۔ جس کے ساتھ نکاح کرنا ہے اور اس کی دادی لڑکی کو گود میں لے کر آ گئی ۔ کیونکہ ماں لڑکی کی فوت شدہ ہے اور باپ لڑکی کا موجود ہے ۔ اس سے اجازت مانگی گئی تو اس نے کہا کہ اگر لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے تو میرا انکار نہیں ہے بالکل معصوم ہے ۔ دادی گود میں لیے بیٹھی رہی اور کلمہ پڑھنے کے لیے کہا گیا لیکن لڑکی بالکل معصوم تھی ۔ کچھ نہ بول سکی ۔ بعد میں لڑکی کے باپ سے ایجاب وقبول کے لیے کہا گیا تو اس نے کہا اگر میرا نکاح کرتے ہو میں ایجاب وقبول کرنے کو تیار ہوں ۔ رشتہ دار برادر دور علیحدہ بیٹھ گئے ۔ میں نے معصوم لڑکی کی بابت کوئی بیان نہیں دیا ۔ صرف دعاء خیر ہوئی اور کوئی بات نکاح وغیرہ کی نہیں ہوئی ۔ اب لڑکے والے کہتے ہیں کہ نکاح ہو گیا تھا تو کیا اس صورت میں نکاح ہو گیا ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال یعنی اگر واقعی لڑکی کی صغر سنی میں شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ نکاح نہیں پڑھا گیا ۔ صرف دعاء خیر یعنی وعدہ نکاح ہوا ہے تو اُس سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اور لڑکے کا وعدہ نکاح صحیح نہیں ۔ البتہ اگر لڑکی کی صغر سنی میں شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں باپ کی اجازت سے نکاح ہو جائے تو وہ شرعاً معتبر ہوتا ہے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ
الجواب صحیح محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر شرعی نکاح نہ ہوا ہو تو صرف پانی پلانے سے عقد نکاح نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کہ بندہ بڑے بھائی کی شادی پر موجود تھا تو اس وقت انھوں نے میری موجودگی میں میری لڑکی کو بجائے ایجاب وقبول کرانے کے مولوی صاحب نے پانی پڑھ کر پلا دیا تھا اس وقت

لڑکی کی عمر چار سال کی تھی اور لڑکے کی عمر اڑھائی سال کی تھی۔ اس وقت ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی ہوش و حواس نہ تھا۔ بندہ نے ہر چندان لوگوں کو کہا کہ یہ دونوں ابھی بچے ہیں۔ مگر انھوں نے میری کوئی بات بھی نہ سنی۔ لہٰذا قرآن وحدیث کے مطابق فتویٰ ارشاد فرمائیں۔ فی الحال لڑکی کی عمر ۱۷ سال ہے اور لڑکے کی عمر ساڑھے پندرہ سال کی ہے۔ فقط

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر اس لڑکی اور لڑکے کے مابین مولوی صاحب نے شرعی نکاح نہیں پڑھایا اور ایجاب وقبول کر کے نکاح نہیں کیا بلکہ صرف پانی پڑھ کر پلایا ہو تو اس لڑکی اور لڑکے کے مابین نکاح شرعاً منعقد نہیں ہے اور اب یہ لڑکی نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم محرم ۱۳۸۴ھ

اگر نکاح کا وعدہ کرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کرواتا ہے تو شرعاً درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی عمر تقریباً ۱۷ سال کی منگنی عرصہ ایک سال سے ہمراہ لڑکا عمر تقریباً سولہ سال سے کر دی اور مسلم فیملی لاء آرڈیننس کی وجہ سے اس وقت بموجب قانون شریعت محمدی نکاح نہ ہوا۔ مگر اس نے اپنی برادری اور بمعہ معتبرین رشتہ منسوب کر دیا اور دعائے خیر برادری کی موجودگی میں پڑھ دی۔ اب چونکہ لڑکا جوان ہو گیا ہے اور موجودہ قانون کے تحت اس کا نکاح کر دینا مطلوب تھا۔ مگر اب لڑکی کا باپ نکاح کر دینے سے انکاری ہے۔ برادری کے معتبرین نے ہر چند کہا کہ نکاح کر دے۔ مگر وہ بضد ہے۔ اب آپ فرمایئے کہ بوقت منگنی جو دعائے خیر پڑھی گئی تھی اور برادری کے سامنے اس نے لڑکے کو اپنا داماد تسلیم کر لیا تھا۔ اُس کا کیا اثر ہے۔ آیا وہ لڑکا اس کا داماد ہو چکا ہے یا نہ اور وہ شخص اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر سکتا ہے یا نہ؟ مفصل حل فرمایا جائے۔ اگر اس نے زبردستی اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا تو قانون شریعت کے تحت وہ کس سزا کا حقدار ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں لڑکی کے باپ مسمی چراغ محمد نے جب اپنی لڑکی کا نکاح کر دینے کا امام بخش کو برادری کے سامنے نیز دوسرے لوگوں کے سامنے وعدہ کیا تو ایفائے عہد چونکہ شرعاً ضروری امر ہے۔اس لیے اُسے ایسے وعدہ کو پورا کرنا شرعاً ضروری ہے۔ورنہ خلاف وعدہ کرنے پر وہ شرعاً گنہگار رہے گا اور ماخوذ ہوگا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ محرم ۱۳۸۴ھ

انشاء اللہ کہنے سے ایجاب وقبول لغو ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص محمد حسن اپنے نکاح کے دوران ایجاب وقبول کے وقت یہ الفاظ کہتا رہا کہ میں نے فلاں عورت قبول کی۔انشاء اللہ تعالیٰ۔اسی شرط کو ہر بار دہراتا رہا۔کیا ایسے شخص کا نکاح شرع محمدی میں منعقد ہوگا یا نہیں؟ حالانکہ وہ سمجھدار ہے۔مہربانی فرما کر ہماری پریشانی دور فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔صورت مسئولہ میں نکاح منعقد نہیں ہوا ہے۔انشاء اللہ کہنے سے ایجاب وقبول لغو ہو جاتا ہے۔ہاں اگر ایک دفعہ بھی مجلس عقد میں ''میں نے فلاں عورت قبول کی'' بغیر لفظ انشاء اللہ کے کہہ چکا ہو تو نکاح منعقد ہو گیا ہے۔اگرچہ بعد میں انشاء اللہ کا لفظ ساتھ کہتا بھی رہا ہو۔جیسا کہ فتاویٰ دار العلوم ص ۲۰ ج ۳ پر ہے۔ در ایجاب و قبول ان شاء اللہ گفتن مفید جواز وصحت نکاح نخواهد شد که بانْ شاء اللہ تحقیق عقد حاصل نیست وقال فی الدر المختار (ص ۳ ج ۳) هو عقد یفید ملک المتعة وفی الشامی العقد مجموع ایجاب احد المتکلمین مع قبول الأخر او کلام الواحد القائم مقامهما الخ شامی وینعقد بایجاب و قبول وضعا للمضی لان الماضی ادل علی التحقیق درمختار ص ۹ ج ۳ (وقوله علی التحقیق) ای تحقیق وقوع الحدث الخ وظاهره ان لا یتحقق مع الاستثناء . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان
عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ محرم ۱۳۸۷ھ

اگر با قاعدہ شرعی ایجاب وقبول نہ کرایا گیا ہوتو صرف لڑکی کے الفاظ سے نکاح جائزنہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمات ہندہ ایک بیوی اور صاحب اولاد عورت ہے اور مسمی زید نے بھائی ہندہ مسمی خالد کو بہت ستایا کہ ہندہ مجھے دے دو- تو خالد نے ہندہ سے دریافت کیا کہ آپ کی کیا مرضی ہے تو ہندہ نے کہا کہ میں اس شرط پر زید کے ساتھ شادی کروں گی کہ میری صغیرہ بچیوں کو ان کے وارث مسمی بکر میرے ساتھ زید کے پاس چھوڑ دے تو زید نے کہا کہ یہ اجازت میں بکر سے لے چکا ہوں- اب آپ خالد مجھے جواب دو کہ ہندہ مجھے دو گے یا نہیں- تو خالد نے کہا کہ میں نے دے دی اور زید نے کہا کہ میں نے قبول کی- بعدہ زید نے ایک جوڑا کپڑوں کا ہندہ کو دے دیا اور ہندہ نے ان کپڑوں کو پہن بھی لیا اور چند ہفتہ کے بعد نکاح و شادی کی تیاریاں ہو رہی تھیں کہ اچانک بکر آ کر ہندہ سے ان بچیوں کو لے گیا اور کہا کہ نہ میں اپنے بھائی کی یتیم بچیوں کو زید کے پاس چھوڑوں گا اور نہ میں نے زید کو ایسی اجازت دی ہے تو ہندہ نے جب یہ ماجرا دیکھا تو زید کے دیے ہوئے کپڑوں کو بدن سے اتار کر کہنے لگی کہ اب میں زید کے ساتھ شادی نہیں کروں گی اور زید کہتا ہے کہ اب ہندہ میری ہے- کیونکہ ایجاب وقبول ہو گیا- حالانکہ خود زید اور خالد کے اپنے عرف ورواج میں اس قسم کے ایجاب وقبول کو وہ نکاح نہیں سمجھتے ہیں- کیونکہ اس وقت نہ نکاح کی نیت ہوتی ہے اور نہ ذکر ہوتا ہے اور نہ مجلس نکاح ہوتی ہے اور اگر خدانخواستہ اس رسمی ایجاب وقبول کے بعد اور با قاعدہ نکاح سے قبل اگر خاطب نے مخطوبہ پر بری نیت سے ہاتھ ڈالا تو دونوں کو سیاہ کار قرار دے کر قتل کرتے ہیں-

لہٰذا اب عرض صرف اتنا ہے کہ مذکورہ بالا ایجاب وقبول شریعت میں نکاح ہے یا نہیں- یعنی ہندا آزاد ہے یا زید کی منکوحہ؟

نوٹ: یہ ایجاب وقبول کی رسم منگنی کہلاتی ہے-

اگر با قاعدہ مجلس نکاح منعقد کر کے شرعی طریقے سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح نہیں پڑھا گیا بلکہ بطور منگنی یعنی وعدہ نکاح کے خط کشیدہ الفاظ کہے گئے ہیں جیسا کہ سوال سے معلوم ہوتا ہے تو ان الفاظ کے ساتھ نکاح منعقد نہیں ہوتا- ہندہ کا دوسری جگہ نکاح جائز ہے- فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نابالغ لڑکی کے باپ کا کیا ہوا نکاح شرعاً صحیح ہے اور نافذ العمل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ (۱) بوقت نابالغی لڑکے اور لڑکی کا نکاح اُن کے والدین نے پڑھا دیا اور کچھ دیر بعد لڑکے والوں نے یعنی باراتیوں میں سے کسی نے یہ الفاظ دُہرائے کہ ہم نے منگنی تو نہیں چھوڑی، نکاح کر کے چھوڑ دیا ہے۔

(۲) بعدہ جب لڑکی سن بلوغ کو پہنچی تو لڑکے والے لڑکی لینے کے لیے آئے۔ انھوں نے کہا چند یوم کے بعد بھیجیں گے۔ اب لڑکی والے بھی اس نکاح کو تسلیم نہیں کرتے اور لڑکی کو روانہ کرنے سے انکاری ہیں۔ آیا شرع کے نزدیک مذکورہ نکاح برقرار ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

جس لڑکی کا نابالغی میں شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں باپ نکاح کر دے تو وہ نکاح شرعاً صحیح اور نافذ ہوتا ہے اور لڑکی کو باپ یا دادا کے کیے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ بھی حاصل نہیں ہوتا اور نابالغ لڑکے کی طرف سے دادا طلاق بھی نہیں دے سکتا۔ جب تک خاوند سے بلوغ کے بعد طلاق حاصل نہ کی جائے، دوسری جگہ نکاح جائز نہیں ہوتا۔ **قال فی شرح التنویر ص ۶۵ ج ۳ وللولی انکاح الصغیر والصغیرة ولو ثیباً ولزم النکاح ولو بغبن فاحش وفی الشامیة (قوله ولزم النکاح) ای بلا توقف علی اجازة احد بلا ثبوت خیار فی تزویج الاب والجد الخ . (ردالمحتار ص ٦٦ ج ٣)** صورت مسئولہ میں تحقیق کی جائے۔ اگر واقعی شرعی طریقہ سے نکاح ہوا ہے تو کسی اور کے مذکورہ بالا الفاظ کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ جب تک خاوند خود طلاق نہ دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۹ رجب ۱۳۹۵ھ

والد کا اپنی نابالغ لڑکی کا کیا ہوا نکاح صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح اجتماع عام میں بکر کے لڑکے کے ساتھ کر دیا۔ لیکن ایجاب وقبول یاد نہیں۔ کیا یہ نکاح ہوا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اگر زید اور بکر نے ایجاب وقبول کے الفاظ کہلوائے ہوں تو درست ہے۔ فقط واللہ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لڑکی کا صغرسنی میں باپ دادا کا کیا ہوا نکاح بلاریب صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمیان امام بخش والٰہی بخش صاحبان کے آپس میں ایک دوسرے کے کام تھے۔ تبادلہ کے جس میں ہر دونوں فریقین کے نکاح شرعی وقانونی کیے ہوئے تھے۔ ولی اقرب یعنی باپ کی موجودگی میں طرفین کا نکاح ہوا۔ ایک جانب سے جس لڑکی کا نکاح تھا۔ وہ فوت ہوگئی۔ دوسری جانب کے باپ نے لڑکی اپنی سے تنسیخ شروع کرادی۔ عدالت عالیہ میں جا کر اپنے کیے ہوئے نکاح کو مسترد کرنا چاہتا ہے اور لڑکی سے فسخ النکاح فی الاب والجد کی اپیل کرنا چاہتا ہے۔ ایسے شخص کا نکاح کیا شرعاً فسخ ہو سکتا ہے یا نہ؟ کیا لڑکی کے باپ نے خود ہی نکاح کیا ہے اور خود ہی فسخ کرانا چاہتا ہے اور دوسرے شخص کا حق ناجائز سلب کرنا چاہتا ہے۔ کیا اُسے فسخ النکاح کا حق حاصل ہے یا نہ؟ اور عدالت عالیہ اگر اُسے مسترد کرنا چاہے پھر کیا حکم ہوگا۔

بینوا توجروا

﴿ج﴾

اس لڑکی کو خیار بلوغ نہیں۔ اس لیے کہ لڑکی کی صغرسنی میں باپ یا دادا کا کیا ہوا نکاح بلاریب صحیح اور نافذ ہوتا ہے اور باپ یا دادا کے کیے ہوئے نکاح میں فسخ کا حق نہیں ہوتا۔ قال فی شرح التنویر وللولی انکاح الصغیر والصغیرۃ ولو ثیبا ولزم النکاح ولو بغبن فاحش وفی الشامیۃ (قولہ ولزم النکاح) ای بلا توقف علی اجازۃ احد و بلا ثبوت خیار فی تزویج الاب والجد والمولی وکذا الابن علی ماياتی (ردالمحتار ص ۲۶ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ذوالقعدہ ۱۳۸۸ھ

صغرسنی میں باپ کا کیا ہوا نکاح بلاریب صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اسلامی قانون کے مطابق اس امر کے متعلق کہ جس کی وضاحت درج ذیل ہے۔
ایک لڑکے خادم حسین ولد نبی بخش قوم بھٹی کا نکاح ہمراہ مدیحہ مائی دختر اللہ ڈتہ بھٹی سکنہ قادر پوروان کا نکاح موضع طرف مبارک اول چاہ تحصیل والہ ہرعرصہ ۱۰/۱۱ سال کا ہوا کہ مولوی مبارک واحد بخش بستی خیر شاہ نے رجسٹر پر درج کیا اور نکاح پڑھایا تھا۔ چچا حقیقی لڑکی کا مسمی سلطان وکیل تھا اور دو گواہ بھی تھے۔ لڑکی کے والد اور چچا کے نشان انگوٹھے بھی رجسٹر پر موجود ہیں۔ اب اس لڑکی کا خان محمد کسی اور شخص سے نکاح کر کے شادی ہوگئی ہے۔ (۱) اب لڑکی کس حد تک مجرم ہے؟ (۲) لڑکی کے والدین جو زندہ ہیں ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۳) جو اشخاص صاحبِ طاقت لڑکی کی امداد کررہے ہیں ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۴) اور خادم حسین ولد نبی بخش کے متعلق شرع کا کیا حکم ہے؟

﴿ج﴾

سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ نکاح والد کی اجازت سے ہوا ہے۔ لہٰذا لڑکی کی صغرسنی میں باپ کا کیا ہوا نکاح بلاریب صحیح اور نافذ ہے۔ لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا حرامکاری اور نکاح بر نکاح ہے اور اس طرح طرفین کا آپس میں آباد رہنا زناکاری ہے۔ طرفین پر لازم ہے کہ وہ فوراً آپس میں تفریق کریں اور جدا ہو جائیں۔ نکاح خوان اور موجود دوسرے لوگ سخت گنہگار ہیں۔ بشرطیکہ ان کو علم ہو کہ یہ نکاح بر نکاح ہو رہا ہے۔ سب کو توبہ کرنا لازم ہے اور توبہ میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ طرفین میں جدائی کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اگر طرفین متارکت نہ کریں تو دوسرے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان کے انکار پر بائیکاٹ کریں۔ ان کی اعانت کرنے والے قرآن کے صریح حکم ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (الآیہ) کی خلاف ورزی کررہے ہیں۔ ان کی اعانت قطعاً حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ محرم ۱۳۸۹ھ

عاقل کا ایجاب وقبول معتبر ہے، بلوغ سے قبل اگر والد نکاح کی اجازت دے تو صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنی چار سال کی لڑکی کا نکاح تقریباً دس سال کے لڑکے کے ساتھ کر دیا۔ لڑکے کا والد حیات تھا۔ مگر ایجاب وقبول کے وقت بارہ کوس کے فاصلہ پر تھے۔ چند دن کے بعد لڑکے کے باپ نے کہا کہ میرا لڑکا چھوٹا تھا۔ میرے سوا نکاح کیوں کیا ہے۔ عرض یہ ہے کہ پہلا نکاح درست ہے یا دوبارہ کرنا چاہیے۔ نیز اب لڑکا اور لڑکی دونوں بالغ ہیں۔

﴿ج﴾

عاقل کا ایجاب وقبول معتبر ہے۔ وہ اپنی زبان سے عقد کر سکتا ہے لیکن وہ ولی کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ صورت مسئولہ میں والد نے صراحۃً یا دلالۃً لڑکے کے بلوغ سے قبل اگر اجازت دی ہو تو نکاح ہو گیا ہے اور اگر رد کر چکا ہو تو رد ہو گیا ہے اور اگر لڑکے کے بلوغ تک یہ خاموش رہا تو اس کے بعد لڑکے کی مرضی پر موقوف ہے۔ اس کے قبول سے ہو جائے گا اور اس کے رد کرنے سے رد ہو جائے گا۔ **واما بیان شرائط الجواز والنفاذ فانواع منها ان یکون العاقد بالغا فان نکاح الصبی العاقل وان کان منعقد اعلی اصل اصحابنا فهو غیر نافذ بل نفاذه یتوقف علی اجازة ولیه الخ** (بدائع الصنائع ص ۲۳۳ ج ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

صغر سنی میں باپ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہے اور اس کے چچا کو اس نکاح کے فسخ کرنے میں اختیار نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے نابالغہ لڑکی بعمر تقریباً ۴ سال کا عقد نکاح بموجب احکام شریعت محمدی ہمراہ ایک لڑکا نابالغ کر دیا ہوا ہے۔ اب جبکہ لڑکی جوان ہو چکی ہے۔ اب اس کا چچا اس کے سابقہ نکاح سے منحرف ہو گیا ہے اور اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کرنا چاہتا ہے۔ ہر چند منع کیا گیا۔ مگر باز نہیں آیا۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا سابقہ نکاح جو کہ بوقت نابالغہ ہونے لڑکی کے اس کے والد نے کر دیا تھا۔ اب اس کا

والدلڑکی کا دوسرا نکاح کسی دیگر جگہ کر سکتا ہے یا نہ؟ جبکہ پہلا نکاح موجود ہے۔ اگر نہیں کر سکتا تو اس کی کیا صورت ہے اور پہلے نکاح کے فسخ کرانے کا حکم قانون شریعت محمدی میں کیا ہے۔ اگر وہ شخص اپنی لڑکی کا نکاح بغیر تنسیخ کرائے پہلے نکاح کے کسی دیگر جگہ کر دے تو اس کے واسطے کیا حکم ہے۔ مفصل حل فرمایا جائے۔ عین نوازش ہو گی۔ مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۶۸ء۔ واضح رہے کہ لڑکی نابالغہ کے باپ دادا وغیرہ پہلے فوت ہو چکے تھے اس لیے نکاح چچا نے کرا دیا تھا۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ صورۃ مسئولہ میں یہ نکاح بلا ریب صحیح اور نافذ ہے اور خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر اس لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا قطعاً ناجائز اور نکاح بر نکاح شمار ہوگا۔ اس لیے اس لڑکی کے چچا پر لازم ہے کہ وہ اس ارادہ کو فوراً ترک کر دے۔ ورنہ سخت گنہگار ہوگا اور دوسری جگہ نکاح کرنے کی صورت میں زوجین جو حرامکاری کے مرتکب ہوں گے۔ یہ بھی ان کے ساتھ گناہ میں شریک ہوگا۔ فی ردالمختار ص ۵۱۶ ج ۳ اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته (الی) لم یقل احد بجوازہ ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

نابالغ عقلمند کا ایجاب وقبول معتبر ہے مگر ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح نابالغ لڑکے سے کر دیا اور نکاح خوان نے جب ایجاب وقبول کرایا تو اس نابالغ لڑکے نے قبول کیا۔ وہ لڑکا تقریباً ۱۰ یا ۱۱ سال کا تھا اور اس کا والد جو کہ ولی ہے یہ بھی موجود تھا۔ یہ نکاح عندالشرع منعقد ہوا ہے یا نہ؟ اب اس لڑکی کے والدین اور تمام بھائی اس جگہ لڑکی کی شادی کرنے پر بالکل رضامند نہیں ہیں اور چاہتے ہیں کہ عدالت میں درخواست دائر کر کے نکاح فسخ کروا لیا جائے تو اگر حاکم تنسیخ کرا دے تو یہ تنسیخ عندالشرع جائز قرار پائے گی اور اس صورت میں لڑکی کا نکاح دوسری جگہ جائز ہوگا یا طلاق لینی پڑے گی؟ یہ سب صورتیں اس لیے پیش آئی ہیں کہ والدین اور بھائی وہاں لڑکی کے لیے سکون اور آرام نہیں پاتے اور اب وہ لڑکی بھی بالغہ ہے۔ وہ بھی اپنے نکاح پر رضامند نہیں ہوتی۔ وہ چاہتی ہے کہ پہلے نکاح سے کسی طرح خلاصی ہو جائے۔ براہ مہربانی شریعت محمدی کے مطابق فتویٰ صادر فرمائیں۔

نابالغ لڑکی اورلڑکے کا نکاح اس کا ولی کرسکتا ہے۔لڑکی یا لڑکے کوخود ایجاب وقبول کا اختیار نہیں ہوتا۔ صورت مسئولہ میں چونکہ نابالغ لڑکے نے قبول کیا ہے۔لہٰذا یہ نکاح نہیں ہوا۔اب اس لڑکی کا نکاح کسی دوسری جگہ کیا جا سکتا ہے۔تنسیخ کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ نکاح ہوا ہی نہیں۔ پھر تنسیخ کس چیز کی ہوگی۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سید مسعودعلی قادری مفتی مدرسہ انوارالعلوم ملتان
۲۶ اگست ۱۹۶۸ء
الجواب از دارالافتاء قاسم العلوم ملتان

واما بيان شرائط الجواز والنفاذ فانواع منها ان يكون العاقد بالغاً فان نكاح الصبي العاقل وان كان منعقدا على اصل اصحابنا فهو غير نافذ بل نفاذه يتوقف على اجازة وليه الخ

(بدائع صنائع ص ۱۲۳۳ج۲ ومثله في عالمگيريه مطبوعه مكتبه ماجديه ص ۲۶۷ ج ۱)

صبی عاقل کا ایجاب وقبول معتبر ہے۔وہ اپنی زبان سے عقد کرسکتا ہے۔لیکن وہ ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا۔اگر ولی اجازت دیتا ہے۔ **كما في الصورة المسئولة عنها** ۔ تو نکاح لازم ہوجاتا ہے۔بغیر طلاق دیے اور کوئی صورت نہیں خیار بلوغ سے نکاح فسخ نہیں ہوگا اور نہ حاکم بلا وجہ شرعی نکاح فسخ کرسکتا ہے۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

باپ کا نابالغ لڑکی کا کیا ہوا نکاح نافذ العمل ہوتا ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح بکر کے لڑکے سے کردیا۔ جبکہ لڑکا عاقل تھا اور قبول لڑکے نے اور بالخصوص بکر نے اپنے لڑکے کے لیے کیا۔اب زید نکاح سے منکر ہے کہ نابالغہ کا نکاح نہیں ہوسکتا اور شادی سے انکار کرتا ہے۔جبکہ نکاح کے عینی گواہ بھی موجود ہیں۔تو کیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اگر نکاح کے عینی گواہ موجود ہیں تو شرعاً نکاح ہو گیا ہے۔لڑکی کے والد کا انکار ہرگز مفید نہیں ہے۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

میاں کی رضامندی ضروری ہے بیوی کی رضاء کا اعتبار نہیں ہے نکاح میں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ اگر ایک نابالغہ شیر خوار کا نکاح اس کا والد بغیر رضامندی یا بتانے اس کی والدہ یا برادری کے ایک نابالغ لڑکے سے کردے تو آیا یہ نکاح مستقل ہو گیا یا نہیں۔
صورت ۲۔اگر دونوں فریقوں میں کشمکش ہو جائے تو یہی مذکورہ بالا لڑکا جس کی عمر اس کا والد ۱۱، ۱۲ سال بتاتا ہے۔آیا اس نابالغہ کو وہی لڑکا خود طلاق دے سکتا ہے یا کسی کے ذریعہ یا چگونہ۔ برائے کرم دونوں صورتوں کا جواب صادر فرمائیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں والد کا اپنی لڑکی کا نکاح کرنا بغیر رضامندی والدہ کے بھی صحیح ہے۔(۲) جب تک لڑکا بالغ نہ ہو جائے (اسے احتلام آجائے یا پندرہ سال کا ہو جائے) اور خود طلاق نہ دے دے۔باپ وغیرہ کوئی اس کی جگہ اس کی زوجہ کو طلاق نہیں دے سکتا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ جمادی الاولی ۱۳۸۲ھ

والد کی رضامندی سے صغرسنی میں لڑکی کا کیا ہوا نکاح صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کے دو نکاح ہیں۔پہلا نابالغی میں ہوا اور دوسرا بلوغت میں کیا۔لڑکی پہلے نکاح سے انکار کرتی ہے اور دوسرے پر اقرار کرتی ہے۔گواہ وغیرہ بھی دوسرے کی تائید کرتے ہیں۔نیز پہلا نکاح لڑکی کی والدہ کا کیا ہوا ہے۔

﴿ج﴾

اگر پہلا نکاح لڑکی کی صغرسنی میں شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں والد نے کر دیا ہے تو وہ نکاح صحیح اور نافذ ہے اور لڑکی کو خیار بلوغ بھی حاصل نہیں۔ لیکن اگر صغرسنی میں شرعی طریقہ سے نکاح نہیں ہوا۔ صرف دعاء خیر ہوئی ہے اور بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی رضامندی سے کسی اور شخص سے کر دیا ہے تو یہ نکاح صحیح شمار ہوگا۔ بہرحال اگر پہلا نکاح ایجاب وقبول کے ساتھ شرعی طریقہ سے ہوا تو وہ صحیح ہے۔ لیکن اگر صرف دعاء خیر ہوئی ہے اور پھر نکاح بلوغ کے بعد کسی اور شخص سے کر دیا ہے تو وہ صحیح شمار ہوگا۔ سوال مجمل ہے۔ اس لیے واقعہ کی تحقیق کے بعد اس کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۶ محرم ۱۳۹۵ھ

صغرسنی میں باپ کا کیا ہوا نکاح بلا ریب صحیح ہے اور لڑکی کو خیار بلوغ حاصل نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ آج سے تقریباً بارہ سال پہلے دو خاندانوں نے آپس میں رشتہ داری باہمی میل جول کی بنا پر آپس میں رشتہ ناطے کیے۔ بقول برادری ایک خاندان نے اپنی ایک لڑکی جو کہ اس وقت بالغ از روئے شریعت تھی کی شادی دوسرے خاندان کے نوجوان لڑکے سے کر دی اور اس کے وٹہ میں دوسرے خاندان کی طرف سے دولہا کی بہن جو کہ ابھی نابالغ تھی کا نکاح اس کے باپ نے چند معزز اور بااعتماد بااثر آدمیوں کے سامنے دلہن مذکورہ کے بھتیجے جو کہ نابالغ تھا سے شرعی نکاح دعاء خیر وغیرہ تمام مکمل شرائط کے ساتھ کر دیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لڑکا اور لڑکی دونوں سن بلوغ کو پہنچ گئے۔ اس سے پہلے جو عورت پہلے خاندان نے شادی کر کے دی تھی۔ بوجہ ٹی بی فوت ہوگئی۔ عورت کا خاوند چونکہ اب رنڈوا ہو گیا تھا۔ اس لیے دوسرے خاندان نے وہی لڑکی جس کا نکاح شرعی شرائط کے مطابق پڑھ کر دی گئی تھی۔ ایک اور خاندان کو بیاہ دی اور اپنے بیٹے جو کہ پہلے خاندان کی عورت کے مر جانے کی وجہ سے رنڈوا ہو گیا تھا کو اس کا وٹہ لے کر بیاہ دیا گیا اور اس بات سے صاف منکر ہو گئے کہ نکاح دیا ہی نہیں تھا۔

تو ایسا خاندان از روئے شریعت کس سلوک کا مستحق ہے۔ لڑکے نے ابھی تک نکاح کے بارے میں کوئی شرعی یا غیر شرعی لفظ نہیں کہے۔ اگر لڑکا طلاق نہ دے تو مذکورہ خاندان کے افراد جو کہ شامل مشورہ تھے کے ایمان

کے بارے میں شریعت کا فرمان کیا ہوگا۔

ازروئے شریعت لڑکا یا اس کے ورثا اگر بدلہ لینا چاہیں تو کیا طریقہ کار اختیار کریں۔ مذکورہ خاندان میں سے لڑکی کے والدین مرچکے ہیں اور جو کہ اس کے وٹہ میں بیاہا گیا تھا وہ زندہ ہے اور باقی تین بھائی جو شامل مشورہ تھے زندہ ہیں۔ بدلہ کس پر واجب ہے۔ واضح رہے کہ لڑکے کے باقی دو بھائی اسی خاندان سے بیاہے ہوئے ہیں۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال یعنی اگر واقعی لڑکی کی صغرسنی میں شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں باپ نے نکاح کردیا ہے تو نکاح صحیح اور نافذ ہے اور لڑکی کو خیار بلوغ بھی حاصل نہیں۔ **قال فی شرح التنویر ص ۶۵ ج ۳ وللولی انکاح الصغیر والصغیرۃ ولو ثیبا ولزم النکاح ولو بغبن فاحش وفی الشامیۃ ص ۶۶ ج ۲ قولہ ولزم النکاح ای بلا ثبوت خیار فی تزویج الاب والجد والمولی وکذا الابن ۱۵**۔ خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر اگر دوسری جگہ نکاح کیا ہے تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ **اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ (الی قولہ) لم یقل احد بجوازہ شامی. مطبوعہ ایچ ایم سعید ص ۵۱۶ ج ۳.**

اس دوسرے شخص پر لازم ہے کہ وہ فوراً اس لڑکی کو واپس کردے اور توبہ تائب ہوجائے۔ ورنہ اس سے مسلمان برادری کے تعلقات ختم کرکے اس کو اس پر مجبور کریں۔ نکاح ثانی میں باوجود علم کے جو لوگ شریک ہوئے ہیں وہ سب گنہگار ہیں اور ان پر توبہ تائب ہونا لازم ہے۔ لیکن اس شرکت کی وجہ سے ان کے نکاح فسخ نہیں ہوئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفراللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

لڑکی نابالغہ کا نکاح باپ کرسکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ سائل کے والد نے اپنی لڑکی کا نکاح بچپن میں کردیا تھا۔ مگر جب لڑکی بالغ ہوئی تو دوسری جگہ نکاح کردیا گیا اور اس دوسرے نکاح کے بدلے سائل کا نکاح بھی کیا۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ سائل کا نکاح درست ہے یا کہ نہیں؟

حافظ محمد شعبان سکنہ چاہ جمال والہ موضع مردان پور

﴿ج﴾

آپ کا نکاح درست ہے اور آپ کی بہن کا نکاح درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ذوالقعدہ ۱۳۸۰ھ

بچپن میں والد کا کیا ہوا نکاح بلا ریب صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ تیرہ برس کی لڑکی کو جبراً اٹھا کر نکاح کیا گیا اور اب وہ رضامند نہیں ہے اور اس کے والدین فوت ہو چکے ہیں اور اس کے دو چچے اور تین ماموں زندہ ہیں۔ کیا اس کا نکاح از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟ جب سے اس لڑکی مذکورہ کو اٹھایا گیا وہ اب تک بالغ نہیں ہوئی۔ یعنی خون ماہواری ابھی تک نہیں آیا اور نیز اس لڑکی کا نکاح بچپن میں اس کے حقیقی باپ نے ایک شخص کے ساتھ کر دیا تھا۔ اس نکاح کے گواہ موجود ہیں۔

المستفتی غلام قادر موضع طاہر مچد علاقہ شجاع آباد ضلع ملتان شہر

﴿ج﴾

جب لڑکی کا نکاح بچپن میں اس کے والدین نے کہیں کر دیا ہے تو دوسرا نکاح قطعاً غیر صحیح ہے۔ اس کے علاوہ نابالغہ لڑکی کا نکاح بغیر اجازت والد کے یا دوسرے ولی شرعی مثلاً چچا کے نہیں ہو سکتا۔ اس لیے یہ موجودہ نکاح شریعت میں ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ صفر ۱۳۷۸ھ

بچپن کا نکاح اگر ثابت ہو جائے تو نکاح صحیح ہے ورنہ نہیں

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں لڑکی کے ساتھ بچپن میں اس کے والد نے میرے ساتھ نکاح کر دیا تھا۔ اب لڑکی انکار کرتی ہے اور اس کی والدہ پہلے تو نکاح کا اقرار کرتی تھی۔ لیکن اب اس کی والدہ بھی انکار کرتی ہے اور گواہ نہیں ہے۔ لڑکے نے عدالت سے بھی فیصلہ کرا لیا ہے۔ جج نے فیصلہ کیا ہے کہ لڑکی خود مختار ہے۔ اب کیا کیا جائے۔ لڑکی کا اور جگہ نکاح ہو سکتا ہے یا کہ نہیں۔ بینوا تو جروا

السائل مہنگا خان موضع تن کسی تحصیل کبیر والہ

﴿ج﴾

لڑکی اور لڑکا دونوں کسی معتمد عالم دین یا کسی دوسرے معتبر مسلمان کو ثالث تسلیم کرلیں۔ اس کے سامنے اپنا دعویٰ پیش کریں۔ اگر اس کے گواہ نہیں ہیں تو اس صورت میں لڑکی کو حلف دیا جائے۔ اگر لڑکی نے حلف اٹھالیا تو وہ آزاد ہے جہاں چاہے نکاح کرلے۔ لڑکے کا دعویٰ خارج ہوگا اور اگر حلف اٹھانے سے انکار کردے تو لڑکے کا نکاح ثابت ہوگا اور لڑکی کو اس کے حوالہ کردیا جائے۔ ثالث اس طرح فیصلہ کرے گا تو اس کا فیصلہ شرعی فیصلہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صغر سنی میں باپ کا کرایا ہوا نکاح بلا ریب صحیح ہے، عمر کی کمی بیشی کا نکاح پر اثر نہیں پڑتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں مسمی کرم اللہ ولد بہلک قوم لودھی سکنہ بھوپے ضلع گوجرانوالہ۔ حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے اپنی لڑکی رسولاں بی بی کا نکاح ایک شخص محمد حیات ولد نواب قوم لودھی جس کی عمر اُس وقت تقریباً پچاس سال تھی، کسی دنیاوی طمع میں آکر کیا تھا اور لڑکی کی عمر اس وقت تقریباً صرف ۲ سال تھی اور نابالغ تھی۔ اب جبکہ لڑکی مذکورہ جوان ہوئی ہے تو اس کے ہاں جانے سے بالکل انکاری ہے اور کہتی ہے کہ اگر مجھے زیادہ مجبور کیا تو میں کسی اور طرف چلی جاؤں گی۔ ساتھ یہ بھی کہتی ہے کہ یہ شخص تو میرے باپ کی عمر سے بھی بہت بڑا ہے اور ضعف جگر کا بیمار بھی ہے۔ تو کیا پتہ؟ کس وقت؟ یہ اس دارفانی سے چلتا ہے اور پھر میں در در کی ٹھوکریں کھاتی پھری۔ لہٰذا مہربانی فرما کر کے اس کے متعلق صحیح مسئلہ تحریر فرمائیں کہ شریعت محمدی کی رو سے میرے لیے کیا حکم ہے کہ لڑکی مذکورہ بالا دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے اور کس طرح سے دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہوسکتا ہے۔ مہربانی فرما کر مسئلہ تحریر کرتے ہوئے حوالہ حدیث شریف اور قرآن مجید کا ضرور دیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں لڑکی کی صغر سنی میں باپ کا کیا ہوا نکاح بلا ریب صحیح اور نافذ ہے۔ خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح قطعاً جائز نہیں۔ **ولهما خيار الفسخ في غير الاب والجد.** الدر المختار ص ۶۹ ج ۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ

واضح رہے کہ عمر کی کمی بیشی کا نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچاس سے متجاوز تھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ چھ برس کی عمر میں نکاح کیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یعنی حضرت عائشہؓ کے والد محترم سے بھی حضورؐ بڑے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی لڑکی حضرت حفصہ کے نکاح کے لیے صدیق اکبرؓ اور حضرت عثمانؓ دونوں کو خود پیش کش کی تھی۔ باوجودیکہ صدیق اکبرؓ حضرت حفصہؓ کے والد حضرت عمرؓ سے عمر میں بڑے تھے اور حضرت عثمانؓ ان سے کچھ چھوٹے تھے۔ لیکن دونوں نے اسے قبول نہیں کیا اور پھر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا۔ باوجودیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ان سب سے زیادہ تھی۔ جاء في روايات البخاري . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ

صغرسنی میں باپ کا کرایا ہوا نکاح بلاریب صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ غلام حبیب نے اپنی لڑکی شاہین کا عقد نکاح عام مجلس میں روبروئے گواہاں محمد عظیم کے لڑکے محمد شریف کے ساتھ ۱۹۶۲ء میں کر دیا تھا۔ جبکہ لڑکی اور لڑکے کی عمریں اس وقت پانچ پانچ سال تھیں۔ ۱۹۷۱ء کے چوتھے اور پانچویں مہینے میں غلام حبیب نے محمد عظیم سے کہا کہ اب لڑکی شاہین جوان ہو چکی ہے۔ اسے لے جائیں۔ محمد عظیم اور غلام حبیب کے دوسرے دوستوں نے غلام حبیب سے کہا کہ تمھاری بیوی ابھی ابھی فوت ہوگئی ہے۔ گھر میں کھانا پکانے والی سوائے تمھاری لڑکی کے کوئی اور نہیں ہے۔ لہٰذا تین چار مہینے ٹھہر جائیں۔ جب تم کھانا پکانے کا بندوبست کرلو تو پھر ہم شاہین کو لے جائیں گے۔ اس احسان اور بھائی بندی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۷۱ء کے چھٹے مہینے میں غلام حبیب نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ اب دوسری جگہ اپنی لڑکی شاہین کا عقد کرنا چاہتا ہے۔ اب مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ کیا محمد عظیم کے لڑکے محمد شریف کے ساتھ عقد نکاح قائم ہے یا نہیں۔ اگر قائم ہے تو دوسری جگہ غلام حبیب اپنی لڑکی شاہین کا عقد نکاح کرا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کرا سکتا ہے تو اس صورت میں اگر وہ بغیر طلاق لیے نکاح پڑھوا لے تو نکاح پڑھنے والے اور پڑھانے والوں اور اس مجلس میں بیٹھنے والوں کے لیے ازروئے شریعت محمدی کیا جرم ہے۔ اس مسئلہ کے سب اجزاء کو قرآن وحدیث اور فقہ حنفی کی روشنی میں حل فرمایا جائے۔ حوالہ کتاب صفحہ اور عبارت مستدلہ کو نقل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ثواب دارین عطاء فرمائے۔

﴿ج﴾

تحقیق کی جائے۔اگر واقعی لڑکے اور لڑکی کی صغرسنی میں دونوں کے والدین نے شرعی طریقہ سے گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کے ساتھ نکاح کر دیا ہے تو وہ نکاح بلا ریب صحیح اور نافذ ہے اور خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز نہیں اور نہ ایسے نکاح کی مجلس میں شریک ہونا جائز ہے۔ **قال فی شرح التنویر وللولی انکاح الصغیر والصغیرة ولو ثیبا ولزم النکاح ولو بغبن فاحش (درمختار شرح تنویر الابصار ص ۶۵ ج ۳) وفی الشامیة اما انکاح منکوحة الغیر ومعتدته (الی قوله) لم یقل احد بجوازه (شامی ۵۱۲ ج ۳)** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۴ رجب ۱۳۹۱ھ

صغرسنی میں باپ کا کیا ہوا نکاح بلا ریب صحیح ہے

﴿س﴾

منکہ مسمی حاجی محمد ولد امام بخش ذات جھٹی سکنہ موضع دائرہ دین پناہ، تحصیل کوٹ ادو، ضلع مظفر گڑھ کا ہوں۔ اقرار کرتا ہوں۔ بحالت صحت بدن وتندرستی اور ہوش وحواس قائمہ کے میں نے لڑکی مسماۃ اللہ وسائی نابالغہ کا نکاح ہمراہ نور محمد ولد اللہ نواز نابالغ ذات جھٹی سکنہ موضع دائرہ دین پناہ کے ساتھ نکاح شرعاً کر دیا ہے۔جس وقت دونوں فریقین بالغ ہو جائیں گے۔سر میل کر دوں گا۔کسی قسم کا انکار نہ کروں گا۔اس لیے لکھ دیتا ہوں کہ سند رہے۔ایک آنہ دو آنہ والی ٹکٹ سرے پر چسپاں کی جائے گی۔

گواہ شد	گواہ شد	گواہ شد
پیر بخش ولد کوڑا شاہ ذات سید سکنہ موضع کہاڑی	حاجی محمد ولد امام بخش ذات جھٹی سکنہ موضع دائرہ دین پناہ غیر مستقل	غلام علی ولد خدا بخش ذات حکھڑ سکنہ موضع ٹبہ شرقی

گواہ شد	گواہ شد	گواہ شد
کالو ولد احمد ذات کوٹانہ سکنہ موضع ٹبہ شرقی	غلام محمد ولد گامن ذات درکان سکنہ موضع دائرہ دین پناہ مستقل	اللہ بخش ولد نواز ذات جھٹی سکنہ موضع دائرہ دین پناہ

کاتب الحروف غلام علی نکاح خواں موضع دائرہ دین پناہ

﴿ج﴾

لڑکی کی صغرسنی میں باپ کا کیا ہوا نکاح بلا ریب صحیح اور نافذ ہے۔لڑکی کو خیار بلوغ نہیں اور نہ سابقہ خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ قال فی شرح التنویر ص ۶۵ ج ۳ وللولی انکاح الصغیر والصغیرة ولو ثیبا ولو بغبن فاحش وفی الشامیة (قوله ولزم النکاح) ای بلا توقف علی اجازة احد ولا بثبوت خیار فی تزویج الاب والجد والمولی وکذا الابن علی مایأتی (ردالمحتار ص ۶۶ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۹ھ

والد صغیرہ لڑکی کا ولی ہے، نکاح معتبر ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی محمد رمضان ولد پیڑا قوم شیخ مسلم چک نمبر ایل ۱۵/۶۴ چاندیوالہ کا رہنے والا ہے۔اس کی لڑکی فاطمہ بی بی اس وقت نابالغہ تھی۔دوسرا شخص کریم بخش ولد شبانہ قوم شیخ مسلم چک نمبر ایل ۱۵/۶۲ چاندیوالہ کا رہنے والا ہے۔اس کا ایک لڑکا محمد رمضان ہے۔وہ بھی اس وقت نابالغ تھا۔یہ دونوں شخص آپس میں رشتہ کرنے لگے۔کچھ لوگوں نے کہا کہ نابالغوں کا نکاح نہیں ہوسکتا۔کریم بخش مذکور نے کہا کہ میں اپنی لڑکی کا نکاح نہیں کردیتا۔جب تک محمد رمضان اپنی لڑکی کا نکاح نہ کردے۔کریم بخش کی لڑکی بالغ تھی۔اس وقت نکاح خواں آیا ہوا تھا۔اس نے دونوں کو بلا کر محمد رمضان کو کہا کہ تم اپنی لڑکی کا نکاح کریم بخش کے لڑکے محمد رمضان کو دینا چاہتے ہو۔اس نے کہا ہاں۔نکاح خواں نے کہا کہ تم کہو کہ میں نے اپنی لڑکی فاطمہ بی بی بحکم شریعت روبرو گواہوں کے بعوض اتنے حق مہر کے محمد رمضان ولد کریم بخش کے ملک کی۔رمضان مذکور نے ایسا ہی کہا اور نکاح خواں نے کریم بخش کو کہا کہ تو کہہ کہ میں نے اپنے لڑکے محمد رمضان کی طرف سے قبول کی۔اس نے ایسا ہی کہا۔دونوں نے تین تین دفعہ کہا۔اب دونوں میں اختلاف پیدا ہوگیا ہے۔اب رمضان کہتا ہے کہ میری لڑکی کا کوئی نکاح نہیں۔کیونکہ میری لڑکی اس وقت نابالغہ تھی۔اس لیے اس نے اجازت نہیں دی تھی۔لہذا نکاح نہیں ہوا۔اب اس کی لڑکی بالغ ہے اور وہ دوسری جگہ نکاح کردینا چاہتا ہے۔محمد رمضان ولد کریم بخش کا نکاح مذکورہ لڑکی کے ساتھ درست ہے یا غلط اور محمد رمضان ولد پیڑا اپنی لڑکی فاطمہ کا نکاح دوسری جگہ کرسکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر واقعی محمد رمضان نے اپنی نابالغہ لڑکی فاطمہ بی بی کا نکاح شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں محمد رمضان ولد کریم بخش کے ساتھ کر دیا ہے اور اس کی طرف سے اس کے باپ نے قبول کیا ہے تو یہ نکاح شرعاً صحیح اور نافذ ہے اور لڑکی کو خیار بلوغ بھی حاصل نہیں اور نہ خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر اس لڑکی کا دوسری جگہ نکاح ہوسکتا ہے۔ **قال فی شرح التنویر ص ۶۵ ج ۳ وللولی انکاح الصغیر والصغیرة ولو ثیبا ولزم النکاح ولو بغبن فاحش وفی الشامیه ص ۶۶ ج ۳ (قوله ولزم النکاح) ای بلا ثبوت خیار فی تزویج الاب والجد والمولی وکذا الابن علی مایأتی اھ.**

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ

بالغ لڑکی کا کیا ہوا نکاح معتبر ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی حافظ قرآن ہے۔ اس کے والد مرحوم نے قریب المرگ مندرجہ ذیل وصیت کرائی تھی۔ وصیت کے دوران مرحوم نے اپنے احباب اقرباء و دیگر رشتہ داروں اور اپنے لڑکے کے روبرو فرمایا تھا کہ اپنی ہمشیرہ جو کہ حافظ قرآن ہے۔ میرے حقیقی بھتیجے غلام یٰسین کو عقد نکاح میں دے دینا۔ مرحوم کو فوت ہوئے تقریباً دو سال ہو گئے ہیں۔ اب مرحوم کے لڑکے نے اپنے والد کی وصیت کو بالائے تاک رکھ کر اپنی ہمشیرہ کو ایک غیر آدمی کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کر کے زبردستی نکاح کرایا۔ پتہ چلا ہے کہ لڑکی صاف انکاری ہے۔ رات کے ۱۲ بجے زبردستی مار پیٹ کر نکاح پر رضامند کیا ہے اور جس لڑکے کو دی گئی ہے۔ وہ صاف جاہل ہے۔ اُس سے دو ہزار روپے لیے ہیں۔ اب اس کے متعلق فرمائیں کہ کیا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ والد بزرگوار کی خواہش کی رعایت رکھتے ہوئے اگر اس کے بھتیجے کے ساتھ اس لڑکی کا نکاح کرالیا جاتا تو بہتر ہوتا۔ اب اگر یہ لڑکی وکالۃً یا اصالۃً ایجاب یا قبول کر کے کسی دوسرے اجنبی شخص کے ساتھ نکاح کر چکی ہو اور باقاعدہ نکاح ہوا ہو۔ اگرچہ اس لڑکی کو زبردستی رضامند کیا گیا ہو تب نکاح منعقد ہو گیا

ہے اور لازم ہے۔ اگر چہ باپ کی خواہش کے خلاف بھی ہے اور اگر لڑکی نے کسی طرح بھی ایجاب یا قبول نہیں کیا تو نکاح نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ جمادی الاخری ۱۳۸۵ھ

نابالغ لڑکی کا نکاح باپ کا کرایا ہوا صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کا عقد نکاح بموجب احکام شریعت اس کے برادر حقیقی نے اپنے والد کی زندگی اور موجودگی میں کر دیا۔ حالانکہ لڑکی کے والد نے بوقت نابالغی اس لڑکی کا نکاح پڑھایا ہوا تھا۔ مگر اس کے لڑکے نے باغی ہو کر دوسرا نکاح دوسری جگہ کر دیا ہوا ہے۔ جس کو عرصہ تقریباً بارہ سال کا ہو گیا ہے۔ نیز یہ واضح رہے کہ لڑکی کے والدین بیان کرتے ہیں کہ جس وقت لڑکی کا نکاح پڑھایا گیا تھا۔ اس وقت اس کی عمر تقریباً دس سال کی تھی اور اس کا برادر جس نے باغی ہو کر نکاح کر دیا ہے۔ وہ بوقت نکاح بالغ بیان کرتا ہے۔ اور اس کا موجودہ خاوند بھی اس کی عمر بوقت نکاح تقریباً بیس سال بیان کرتا ہے۔ لڑکی اپنے موجودہ دوسرے خاوند کے گھر آباد ہے۔ خاوند کے نطفہ سے دو لڑکی دو پسران زندہ موجود ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ جو نکاح اس کے برادر نے کر دیا ہے۔ جائز ہے یا نہ؟ یا جو نکاح والد نے بوقت نابالغی کر دیا تھا۔ وہ جائز ہے یا نہ؟ ایسے باغی لڑکے کے متعلق قانون شریعت میں کیا حکم ہے۔ بیان فرمائیں۔

﴿ج﴾

اگر یہ درست ہے کہ لڑکی کے والد نے نابالغی کی حالت میں اپنی لڑکی کا نکاح کرا دیا تھا تو وہ نکاح صحیح اور درست ہو گیا۔ اب اس کے بعد جو اس کے بھائی نے نکاح کرایا وہ نکاح نہیں ہوا۔ کیونکہ نابالغہ کے نکاح کا ولی اس کا باپ تھا اور باپ کے کرائے ہوئے نکاح کو لڑکی فسخ نہیں کر سکتی۔ لہٰذا اگر اس لڑکی نے بالغ ہو کر بھی اپنا نکاح کسی دوسرے شخص کے ساتھ کیا ہے تو وہ بھی جائز نہیں۔ کیونکہ نکاح پر نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ عالمگیری مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ ص ۲۸۰ ج ۱ میں ہے۔ **لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره و کذالک المعتدة .**
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
۱۹ جولائی ۱۹۶۵ء
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ

باپ کا کیا ہوا نکاح برقرار ہے، دوسرے نکاح کا اعتبار نہیں

﴿س﴾

ما قولكم ايها العالمون بالشرع المحمدى على صاحبها وعلى اله الصلوة والسلام. اندریں مسئلہ کہ مثلاً سردار خان وآدم خان آپس میں دوستانہ تعلق رکھتے ہیں اور آپس میں توعدہ کرتے ہیں کہ اگر سردار خان کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا تو آدم خان اپنی لڑکی سردار خان کے نومولود لڑکے کو نکاح کر دے گا۔ اگر سردار خان کی لڑکی پیدا ہوئی تو آدم خان کے لڑکے یوسف خان کو نکاح کر دے گا۔ سردار خان کے گھر لڑکی پیدا ہوئی اور سردار خان بعد میں بیمار ہو گیا تو بحالت علالت جبکہ صحیح ہوش وحواس رکھتا تھا۔ حسب وعدہ تمام برادری کے روبرو آدم خان کے لڑکے یوسف خان کو نکاح کر دیا جو کہ رجسٹر نکاح میں درج ہے۔ نکاح کر دینے کے بعد کچھ عرصہ زندہ رہا اور بعد میں فوت ہو گیا۔ اب سردار خان کی بیوہ نے دوسرے آدمی سے نکاح کر لیا اور لڑکی اُس کے باپ کے پاس رہی۔ جب لڑکی بالغہ ہوئی تو اس لڑکی نے باغواء مادر خویش اعلان کیا کہ مجھے والد کا پڑھوایا ہوا نکاح نامنظور ہے۔ کیا ایسی لڑکی کو عندالشرع خیار فسخ ہے یا نہیں۔ اگر آج کل زمانہ کے قانون کے مطابق جو کہ تعزیرات ہند کہلاتا ہے۔ فسخ عدالتی ہو بھی جائے تو شریعت بھی اُس فسخ کو قابل قبول سمجھے گی یا نہیں؟ بینوا بالکتاب وتوجروا بالصواب

﴿ج﴾

فان زوجها الاب والجد يعنى الصغير والصغيرة فلا خيار لهما بعد بلوغهما انتهى فتح القدير مطبوعه مكتبه رشيديه كوئٹه ص ۱۷۵ ج ۳ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سردار خان کی لڑکی کا نکاح دوسرے آدمی سے جائز نہیں ہے۔ لڑکی اگر نکاح سابق سے بھی انکار کرے تب بھی وہ سابق نکاح باقی رہے گا۔ صورت مسئولہ میں فسخ عدالت عندالشرع مقبول نہیں۔ بوجہ عدم استحقاق خیار بلوغ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ ذوالقعدہ ۱۳۷۸ھ

صغرسنی میں باپ کا کیا ہوا نکاح گواہوں کی موجودگی میں بلا ریب صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کا نکاح اس کے والد نے کسی کے ساتھ کر دیا اور پھر اس لڑکی نے اپنے زوج کے علاوہ اور آدمی کے ساتھ ناجائز تعلقات بنائے اور اپنے شوہر کے علاوہ اس

دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کرنا چاہا اور اس لڑکی کی والدہ نے بھی اس دوسرے آدمی کو ترجیح دی۔ حتیٰ کہ اس نے غلط طور پر یونین کونسل والوں کو بیان کیا کہ میں اس کی پہلی عورت ہوں اور میں اس کو دوسری شادی کرنے کی اجازت دیتی ہوں۔ اب اس آدمی نے اس کے ساتھ نکاح کیا ہے۔ تو کیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں اور اس ناجائز نکاح سے اس آدمی پر اپنی پہلی بیوی پر طلاق ہوئی یا نہیں۔

﴿ج﴾

لڑکی کی صغرسنی میں شرعی طریقے سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں اگر باپ نے پہلا نکاح کر دیا ہے تو وہ نکاح صحیح ہے اور خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر اس لڑکی کا دوسری جگہ نکاح ناجائز اور حرام ہے۔ **كما في الشامية ص ۵۱۶ ج ۳ اما نكاح منكوحة الغير و معتدته (الى قوله) لم يقل احد بجوازه** اھ (**شامي باب المهر**) دوسری جگہ جو نکاح کیا ہے وہ منعقد نہیں ہوا۔ اس دوسرے شخص پر اپنی منکوحہ حرام نہیں ہوئی مگر وہ سخت گناہ گار ہے اور اس پر لازم ہے کہ وہ اس نکاح سے علی الاعلان لاتعلقی کا اظہار کرے اور توبہ تائب ہو جائے۔ فقط واللہ اعلم

بالغہ عورت اپنے نکاح میں خودمختار ہے اور باپ کی اجازت کے بغیر بھی نافذ العمل ہوتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ہمارے گاؤں میں تقریباً نو ماہ سے ایک نکاح کا جھگڑا چلا آ رہا ہے۔ جس کی نوعیت حسب ذیل ہے۔ ایک لڑکی امیر بی بی دختر ماپلا قوم براج میں جس کی عمر تقریباً بیس سال ہے۔ اُس نے اپنی حسب منشا اپنا نکاح والد کی اجازت کے بغیر اپنے ماموں کے بیٹے اللہ بخش ولد پٹھان قوم براج اپنے ماموں کے گھر ہمراہ گواہ وکیل نکاح خواں اور نکاح رجسٹرار کے سامنے اپنا نکاح قبول کر لیا اور اُسی وقت فارم نکاح پر انگوٹھا لگا دیا۔ اُس کے بعد وہ اپنے والد کے گھر چلی گئی۔ کیونکہ گھر آمنے سامنے ہے۔ اُس کے بعد لڑکی کا والد اسے جبراً کسی ملحقہ گاؤں میں لے گیا اور اس کا جبراً نکاح اپنے بھتیجے سے کر دیا۔ نکاح کے دوران لڑکی نکاح خوان اور اپنے والد وکیل گواہوں وغیرہ کو بتاتی رہی کہ میں پہلے بھی اپنے ماموں کے بیٹے اللہ بخش سے نکاح کر چکی ہوں لیکن مخالفت کی بنا پر اُنہوں نے اُس کا جبراً انگوٹھا لگوا لیا۔ تقریباً عرصہ ایک مہینہ والد نے لڑکی کو غائب رکھا۔ لیکن اللہ بخش نے عدالتی کارروائی کر کے دفعہ سو کا وارنٹ لے کر لڑکی کو برآمد کر لیا اور لڑکی نے مجسٹریٹ کے سامنے بیان دیا کہ فلاں فلاں آدمی نے مجھے مار پیٹ کر میرا انگوٹھا لگا لیا ہے۔ لیکن میں نے قبول نہ کیا۔ اب امیرا بی بی اپنے ماموں کے بیٹے اللہ بخش کے ساتھ تقریباً عرصہ نو ماہ سے آباد ہے۔ اب ہمارے گاؤں میں یہ جھگڑا پیدا

ہو گیا ہے کہ لڑکی نے والد کی رضامندی کے بغیر نکاح کیا ہے۔ یہ غلط ہے۔ اب ہم آپ سے یہ التماس کرتے ہیں کہ شریعت کے مطابق رضامندی کا نکاح جائز ہے یا نہیں یا والد جبراً کر سکتا ہے، وہ جائز ہے؟

﴿ج﴾

عاقلہ بالغہ لڑکی نکاح میں خود مختار ہے۔ اس پر کسی کو بھی ولایت جبر حاصل نہیں۔ پس صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر بالغہ لڑکی نے شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح کیا ہے تو وہ نکاح صحیح ہے اور دوسری جگہ کا نکاح منعقد نہیں ہوا۔ بہر حال عاقلہ بالغہ لڑکی کا نکاح کفو میں والد کی اجازت کے بغیر بھی شرعاً جائز ہوتا ہے۔ (درمختار ص ۱۲۱\۱۳ ج ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۸ محرم ۱۳۹۵ھ

عاقلہ بالغہ عورت کا خود کیا ہوا نکاح نافذ ہے اور دوسرا نکاح باطل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بیوہ عورت نے بعد عدت کے ایک شخص سے اپنی رضامندی سے اپنا نکاح شرعاً وقانوناً پڑھا اور درج کرالیا۔ کچھ عرصہ آباد رہی۔ بعد ازیں اس کو اس کے رشتہ دار ماموں اپنے گھر لے گئے اور اس کو اس نکاح سے ڈانٹ پیٹ کر انکاری کرا دیا اور اس کو مجبور کر کے اس کے بیان عدالت میں رجسٹری کرالیے کہ میرا کوئی نکاح نہیں ہے اور ایک شخص میرا نکاح ظاہر کرتا ہے اور واویلا کرتا ہے کہ میرا اس کے ساتھ نکاح ہے۔ یہ غلط ہے۔ اس کے بعد اُس نے دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرالیا۔ مسئلہ وفتویٰ کی ضرورت ہے کہ اس کا پہلا نکاح صحیح ہے یا دوسرا؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال یعنی اگر واقعی عاقلہ بالغہ لڑکی نے اپنی رضامندی کے ساتھ شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ اپنے کفو میں پہلی مرتبہ نکاح کرلیا ہے تو وہ نکاح صحیح اور نافذ ہے اور دوسری جگہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ لہٰذا شرعی طریقہ سے تحقیق کی جائے۔ اگر واقع میں درست ہے تو عورت کو پہلے خاوند کے حوالہ کرنا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۹ جمادی الاخری ۱۳۹۵ھ

عاقلہ بالغہ عورت نکاح میں خودمختار ہے، اس کا کیا ہوا نکاح کوئی رد نہیں کرسکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص حشمت نامی کی ایک لڑکی حنیفاں بی بی زندہ موجود ہے۔ جبکہ لڑکی کی عمر تقریباً ۱۱/۱۲ سال تھی تو اس کے والد حشمت اللہ نے دیگر جگہ شادی کر لی۔ لڑکی کی پیدائش کے فوراً بعد لڑکی کے ماموں نے پرورش کی اور حشمت اللہ نے لڑکی کا کوئی خرچہ وغیرہ نہیں دیا۔ جبکہ لڑکی کی عمر اس وقت تقریباً ۱۸ سال ہے اور ماموں و دیگر رشتہ داران اس کا رشتہ اپنی برادری میں کرنا چاہتے ہیں اور لڑکی کی مرضی بھی یہی ہے کہ میرا رشتہ میرے ماموں کی مرضی کے مطابق ہو اور حشمت اللہ لڑکی کا والد کہتا ہے کہ جہاں میں نے رشتہ کیا ہے۔ وہاں رشتہ کر دیا جائے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس میں لڑکی کے والد کی رضامندی لازمی ہے یا نہ؟ جبکہ لڑکی کے والد نے پرورش وغیرہ بھی نہیں کی۔

﴿ج﴾

عاقلہ بالغہ عورت نکاح میں خودمختار ہے۔ اُسے کوئی شخص نکاح پر مجبور نہیں کرسکتا اور اس کی اجازت کے بغیر اس کی طرف سے کسی شخص نے نکاح قبول کر لیا تو یہ نکاح درست نہیں۔ غرضیکہ عاقلہ بالغہ عورت جب تک خود قبول نہ کرے یا کسی کو اپنا وکیل نہ بنائے۔ اس وقت تک اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا۔ **قال فی شرح التنویر ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولایة بالبلوغ** (الدر المختار ص ۵۸ ج ۳)

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال بالغہ لڑکی کی رضامندی کے ساتھ اپنے کفو میں نکاح جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ والد کی رضامندی بھی حاصل کی جائے۔ اگرچہ نکاح اس کے بغیر بھی اپنے کفو میں منعقد ہو جاتا ہے۔ صحت سوال کی ذمہ داری سائل پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ جمادی الاخری ۱۳۹۵ھ

باپ کا اپنی بالغ لڑکی کا نکاح بغیر اجازت لڑکی کے دوسری جگہ نافذ نہیں ہے

﴿س﴾

ایک شخص نے اپنی لڑکی کی شادی کی تاریخ برادری کے روبرو مقرر کر دی اور کچھ معاوضہ بھی لیا اور کسی مجبوری کے تحت اُس نے مقررہ تاریخ منسوخ کر دی اور اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کرنے کی کوشش کی۔ جب

اس بات کا علم لڑکی کو ہوا تو وہ اپنی والدہ کے ہمراہ وہاں سے فرار ہوگئی۔ اُسے ڈھونڈنے کے بعد اُس شخص نے اپنی اُس بالغہ لڑکی کی رضامندی کے بغیر دوسری جگہ پر نکاح کر دیا۔ مہربانی فرما کر اس بات کی وضاحت کی جائے کہ آیا یہ نکاح جائز ہے یا کہ نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں باپ کا نکاح بالغ لڑکی کے حق میں بغیر اجازت ومنظوری کے صحیح نہیں ہوا۔ لڑکی آزاد ہے۔ حسب منشاء کفو میں نکاح کر سکتی ہے۔ **كما هو المذكور في عامة كتب الفقه من قولهم لا تجبر البكر البالغة على النكاح . الدر المختار شرح تنوير الابصار ص ۵۸ ج ۳** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ جمادی الاولی ۱۳۹۵ھ

عاقلہ بالغہ اپنے نکاح میں خود مختار ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ (۱) کیا متوفی عنہا زوجھا کا قبل از عدت (چار ماہ دس دن) نکاح ہو سکتا ہے؟ (۲) کیا عاقلہ بالغہ ثیبہ بیوہ کا نکاح بالاکراہ والاجبار ہو سکتا ہے؟

﴿ج﴾

(۱) متوفی عنھا زوجھا غیر حاملہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے اور معتدہ کا نکاح جائز نہیں۔ یعنی منعقد نہیں۔ **كما في الشامية مطبوعه ايج ايم سعيد ص ۵۱۶ ج ۳. اما نكاح منكوحة الغير و معتدته (الى قوله) لم يقل احد بجوازه اه.**

(۲) عاقلہ بالغہ اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ اس کی رضامندی کے بغیر کوئی بھی اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔ اس کی اجازت کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے۔ جبر کرنا جائز نہیں۔ لیکن اگر جبراً بھی اجازت حاصل کر لی جائے تو وہ اجازت شرعاً معتبر ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

عاقلہ بالغہ عورت اپنے نکاح میں خودمختار ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی عاقلہ بالغہ نے اپنی رضامندی سے روبرو گواہوں کے بغیر اجازت ولی (باپ) کے نکاح کر لیا ہے۔ یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

عاقلہ بالغہ عورت اپنے نکاح میں خودمختار ہے۔ اگر عورت نے شرعی طریقہ سے گواہوں کی موجودگی میں اپنے کفو کے ساتھ نکاح کیا ہے تو یہ نکاح صحیح ہے۔ **قال فی شرح التنویر ص ۵۸ ج ۳ ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولایة بالبلوغ وایضا فی ص ۵۵ ج ۳ وولایه اجبار علی الصغیرة (الی ان قال) فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضا ولی والاصل ان کل من تصرف فی ماله تصرف فی نفسه ومالا فلا (الی ان قال) وله اذا کان عصبة الاعتراض فی غیر الکفؤ مالم تلدمنه ویفتی بعدم جوازه اصلا وهو المختار للفتوی لفساد الزمان وفی الشرح وهو المختار للفتوی (درمختار ص ۵۷ ج ۳)** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ رجب ۱۳۸۸ھ

لڑکی بالغہ عاقلہ کے انکار پر اس کا نکاح نافذ نہیں ہوا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ محمد حسین ولد بہادر خان ذات سیال ساکن موضع اوڈی تحصیل میلسی ضلع ملتان نے برادری میں چند وجوہات کے باعث بحالت غصہ اپنی دختر مسماۃ امیر مائی دختر محمد حسین ساکن مذکور کا عقد نکاح برادری سے باہر ایک شخص وریام ولد سلطان ذات سہو ساکن موضع چک نمبر ۷ تحصیل خانیوال ضلع ملتان سے بلا رضامندی دختر خود مسماۃ امیر مائی کر دیا ہے۔ حالانکہ لڑکی نے ایجاب وقبول نہیں کیا۔
کیا جبکہ لڑکی بالغ ہو اور اصول کے مطابق اُسے اپنے نکاح کا منظور کرنا ضروری ہو۔ مگر والد بلا رضامندی وایجاب کے لڑکی کا نکاح کر دے وہ جائز ہے یا نہیں؟ فقط

(اکتوبر ۱۹۶۸ء)

﴿ج﴾

عاقلہ بالغہ عورت اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ اسے کوئی شخص بھی نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا اور اس کی اجازت کے بغیر اس کی طرف سے کسی شخص نے نکاح قبول کر لیا تو یہ نکاح درست نہیں۔ غرضیکہ عاقلہ بالغہ عورت جب تک خود قبول نہ کرے۔ یا کسی کو اپنا وکیل نہ بنائے اُس وقت تک اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا۔

بنا بریں صورت مسئولہ میں جس وقت اس کے باپ نے اس سے اذن طلب کیا یا نکاح ہو جانے کی خبر پہنچی۔ اس نے انکار کر دیا تو یہ نکاح جائز نہیں ہوا اور اگر بوقتِ طلبِ اذن یا بلوغ خبر ساکت ہوگئی تو نکاح ہو گیا اور قبل یا بعد نکاح کے انکار کا اعتبار نہیں۔ جبکہ استیذان ولی یا بلوغ خبر کے وقت سکوت کیا ہو۔ **كما في الهداية (مع فتح القدير مطبوعه مكتبه رشيديه كوئٹه ص ۱٦۱ ج ۳) ولا يجوز للولي اجبار البكر البالغة على النكاح ..... واذا استاذنها (الولي) فسكتت او ضحكت فهو اذن اه ۱٦۴ (الى ان قال) ولو زوجها فبلغها الخبر فسكتت فهو على ما ذكرنا . ص ۱٦۷ فقط** واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ رجب ۱۳۸۸ھ

باپ کے بالغہ لڑکی کا نکاح کرنے پر لڑکی خاموش ہو گئی تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ باپ نے اپنی ولایت سے اپنی بالغہ کنواری لڑکی کا اس کے وکیل بنائے جانے کے بغیر روبروئے گواہان کے نکاح کر دیا اور بعد از نکاح چند دفعہ منکوحہ سے اس نکاح کے متعلق رضا یا عدم رضا کا سوال کیا گیا۔ تو لڑکی نے جواب یہ دیا کہ میرے باپ نے جو کچھ کر دیا ہے۔ میں اس سے کس طرح منحرف ہو سکتی ہوں۔ آیا یہ نکاح شرعاً صحیح نافذ ہے یا نہ۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

شرعی اصول یہ ہے کہ اگر باپ نے اپنی لڑکی عاقلہ بالغہ کا اس کو وکیل بنائے بغیر نکاح کر دیا اور جب اس منکوحہ کو اس نکاح کے متعلق خبر پہنچے اور وہ خاموش رہے تو شرعاً نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ **كما في فتاوى**

عالمگیری مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ص ۲۸۷ ج ۱ واذا قال لها الولی ارید ان ازوجک من فلان بالف فسکتت ثم زوجها فقالت لا ارضی او زوجها ثم بلغها الخبر فسکتت فالسکوت منها رضی فی الوجهین جمیعا ۱۲ . صورت مسئولہ میں یہ شکل موجود ہے۔ اس لیے شرعاً نکاح منعقد ہوگیا ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ غلام فرید عفا اللہ عنہ مفتی بہاولپور
الجواب صحیح محمد عبدالحیٰ معلم اعلیٰ جامع اسلامیہ بہاولپور
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بالغ عورت اپنے نفس کی مالکہ ہے اور نکاح میں خود مختار ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسلک اہل سنت ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اندریں صورت کہ مسماۃ ہندہ مسلکاً اہل حدیث (غیر مقلد) کو جو عرصہ ۱۰/۱۲ سال سے بیوہ ہے۔اس کا ایک بیٹا عمر ۲۰/۲۲ سال اور دو بھائی عمر تقریباً ۴۵/۵۰ سال ہے۔ بقید حیات ہیں۔ ہندہ کا والد بھی اہل حدیث مسلک سے تعلق رکھتا تھا اور اس کا بیٹا مسلکاً اہل حدیث ہیں۔ ہندہ کا پہلا خاوند مسمی بکر مسلک حنفی سے تعلق رکھتا تھا۔ مسمی بکر اور مسماۃ ہندہ کی کفو بھی (رشتہ داری) ایک تھی۔ بکر کی وفات کے بعد مسماۃ ہندہ کم وبیش ۱۰/۱۲ سال تک بیوہ بیٹھی رہی۔ بعد ازاں ہندہ نے اپنے ایک دیور مسمی زید اور دو مزارعان کی موجودگی میں اپنے ایک رشتہ دار خالد سے نکاح کر لیا۔ ہندہ کا بیٹا اور دونوں بھائی اس نکاح میں نہ تو موجود تھے اور نہ ہی اس نکاح کے کرنے پر رضامند تھے۔خود ہندہ رضامند تھی۔ ہندہ کے دیور زید نے نکاح خواں کے فرائض انجام دیے اور دو مزارعان گواہ بنائے گئے۔ وکیل کوئی نہیں بنایا گیا۔ بوقت نکاح طرفین کی جانب سے صرف ایجاب وقبول کیا گیا اور نہ ہی برموقع نکاح تعین حق مہر کیا گیا اور نہ ہی خطبہ مسنونہ نکاح پڑھا گیا۔ ہندہ نے خالد سے جو نکاح کیا ہے۔ خالد مسلک حنفی رکھتا ہے۔ اس کے بعد ہندہ کے بیٹے نے اپنی والدہ اور اپنے دونوں ماموں سے بات چیت کر کے ہندہ کو خالد کے ساتھ جانے سے روک دیا۔ ہندہ کے لڑکے اور دونوں بھائی کہتے ہیں کہ جب تک وارث موجود نہ ہو نکاح منعقد نہیں ہو سکتا۔ نہ بیٹا نکاح کرنے پر رضامند ہے اور نہ دونوں بھائی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا ہندہ نے خالد سے جو نکاح بغیر رضامندی لڑکے اور بھائیوں اپنے ہی کفو میں کیا ہے اور نہ ہی بوقت نکاح حق مہر مقرر کیا گیا ہے اور نہ ہی خطبہ نکاح پڑھا گیا ہے۔اس صورت میں کیا یہ نکاح درست ہوا ہے یا نہیں؟ حوالہ کے طور پر قرآن و

حدیث اور فقہ کی رو سے ہر سہ صورت مذکورہ کا جواب عنایت فرمایا جائے۔کیا ہندہ عاقلہ نکاح ثانی کرنے میں خودمختار ہے یا نہیں اوراس کو یہ حق پہنچتا ہے یا نہیں کہ وہ بیٹے اور بھائیوں کو وارث بنائے۔ ہندہ کا بیٹا اور دونوں بھائی فقہ کا حوالہ شاید نہ مانیں۔ان کے لیے حدیث وقرآن کی روشنی میں یہ بتایا جائے کہ کیا ہندہ کا یہ نکاح حالد کے ساتھ بوجہ وارث کے موجود نہ ہونے کے درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بالغہ عورت خودمختار ہے۔اپنے نفس کی آپ ہی ولی ہے۔قرآن شریف میں جابجا نکاح کی نسبت عورت کی طرف کی گئی ہے۔مثلاً حتی تنکح زوجا غیرہ اٰیۃ . ان ینکحن ازواجھن اور مسلم شریف میں صحیح صریح حدیث ہے۔قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا یم احق بنفسھا من ولیھا ترجمۃ بالغہ غیر منکوحہ اپنے ولی سے بھی اپنی جان کی زیادہ حقدار ہے۔لہٰذا بالغہ عورت کا اپنا ایجاب وقبول معتبر ہے۔ ح صحیح ہے۔چونکہ اپنے کفو میں ہے۔ بیٹے اور بھائی کو اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

علی محمد عفی عنہ مدرس دارالعلوم کبیر والا
۵ ذی الحج ۱۳۸۸ھ

صورت مسئولہ میں مہر مثل واجب ہے۔

الجواب صحیح حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ ذوالحج ۱۳۸۹ھ

بالغہ لڑکی کا اپنی رضامندی سے کفو میں نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی جندوڈا ولد قادر بخش بیان کرتا ہے کہ میں اپنے بھائی قیصر خان کے عقد پر گیا جو میرے گھر سے تقریباً دس میل دور تھا۔ برادری کے آدمی موجود تھے۔ برادری نے بندہ کو مجبور کیا کہ اپنے بھائی قیصر خان کے نکاح کے عوض اپنی لڑکی مسماۃ مقصود الٰہی کا نکاح دے۔اس وقت جس کی عمر ایک یا دو سال تھی۔ میں نے بھی وعدہ کیا اور برادری نے اصرار کیا کہ نکاح کیا جائے۔لیکن مولوی صاحب نے انکار کر دیا کہ سولہ سال سے کم عمر کا نکاح قانوناً جرم ہے اور میں نکاح نہیں کرسکتا۔اب لڑکی جبکہ ایک سال سے جوان ہے۔دونوں طرف سے اس ضمن میں کشمکش جاری ہے۔جبکہ لڑکی بیان کرتی ہے کہ میں اپنی مرضی سے نکاح کروں گی۔اگر مجھے مجبور کیا گیا تو میں خودکشی کرلوں گی۔کیا شریعت محمدی میں لڑکی اپنی مرضی کے مطابق نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ کے بارے میں تحقیق کی جائے۔ اگر واقعی شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح نہیں کیا گیا۔ صرف وعدہ نکاح کیا ہے تو اس سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اور بالغہ لڑکی کی رضامندی سے اپنے کفو میں نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زید نے کہا تجھے یہ نکاح منظور ہے، ناکح نے کہا منظور، ان الفاظ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بکر کا نکاح ایک جاہل شخص نے اس طریقہ سے پڑھایا ہے کہ صرف ناکح کو یہ کلمات کہے ہیں کہ زید اپنی بہن کا تیرے ساتھ نکاح کر دیتا ہے۔ تجھے یہ نکاح منظور ہے۔ اس ناکح نے کہا کہ مجھے منظور ہے۔ حالانکہ لڑکی بالغہ ہے اور اس کا باپ فوت ہو چکا ہے۔ لڑکی سے ایجاب نہیں کروایا گیا۔ اس مسئولہ صورت میں بکر کا نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟ منکوحہ کچھ روز ناکح کے پاس رہ بھی گئی ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زید کا اپنی بہن کا نکاح ان کلمات سے کرنا درست وصحیح ہے اور یہ نکاح موقوف رہا لڑکی کی اجازت پر اور جبکہ اس صورت میں مطلع ہونے پر زید کی بہن نے نکاح کو نامنظور نہ کیا اور نکاح رد نہ کیا بلکہ کچھ مدت ناکح کے پاس منکوحہ بھی رہ گئی ہے تو یہ نکاح شرعاً صحیح ولازم ہو گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

یہ نکاح صحیح ہے بشرطیکہ زید نے یہ کلمہ کہا ہو کہ میں نے اپنی بہن کا تیرے ساتھ نکاح کیا یا زید نے اس شخص کو وکیل بنایا ہو۔

الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

عاقلہ بالغہ عورت نکاح میں خودمختار ہے اس کو کوئی مجبور نہیں کرسکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ ستاں بی بی کی شادی خانہ آبادی مسمی غلام محمد کے ساتھ ہوئی۔ برادری کے تنازعات کی بناء پر مذکور غلام محمد ہر وقت تنگ کرتا رہتا۔ مسماۃ ستاں بی بی نے عرصہ پانچ چھ سال بڑی مشکل سے اپنے گھر میں گزارے۔ اسی دوران کئی دفعہ مسماۃ ستاں بی بی کو میکے بھیجا گیا۔ مسمی غلام محمد نے دوسری شادی کا پروگرام بنایا اور اپنی بیوی کو اور زیادہ تنگ کرنے لگا۔ اسی دوران مسماۃ ستاں بی بی کے ہاں دو بچے ہوئے۔ یعنی ایک بچی اور ایک بچہ۔ تقریباً ایک سال کا بچہ ہو کر بقضاء الٰہی فوت ہو گیا اور بچی زندہ ہے۔ یہ دونوں بچے مسماۃ ستاں بی بی نے اپنے میکے میں جنم دیے۔

جب بچی عرصہ دو ڈھائی سال کی ہوئی۔ مسماۃ غلام محمد نے اپنی بیوی مذکور کو طلاق دے دی اور لڑکی کو چھیننا چاہا۔ ایک دو ماہ آرام کر کے مسمی غلام محمد نے دوبارہ لڑکی چھیننا چاہی۔ لیکن مسماۃ ستاں بی بی نے کہا کہ کچھ عرصہ لڑکی میرے پاس رہنے دے۔ کیونکہ آپ کے گھر میں میری لڑکی کا رہنا ٹھیک نہیں۔ آپ کے گھر اس کی سوتیلی ماں ہے۔ لیکن غلام محمد نے ایک نہ مانی اور لڑکی کو چھین لیا۔ اس وقت ایوب خان کا دور حکومت تھا۔ اس قانون کے تحت ۱۶ سال تک بچی کی ماں گارڈین بنتی تھی۔ مسماۃ ستاں بی بی نے درخواست عدالت میں پیش کی۔ جس کے تحت وارنٹ آتے رہے۔ لیکن مسمی غلام محمد چھپ جاتا تھا۔ اس وقت زمینداروں نے کہا کہ غلام محمد عدالت میں پیش ہو ورنہ لڑکی اس کی ماں کو دے۔ مسمی غلام محمد پیش نہ ہوا اور لڑکی واپس کر دی۔ اس درخواست پر مسماۃ ستاں بی بی کا کافی خرچہ ہو گیا۔

مسماۃ ستاں بی بی نے اپنی لڑکی کی خاطر دوسری شادی نہ کی۔ کیونکہ یہ سوچتی رہی کہ میری لڑکی آوارہ ہو جائے گی۔ اس نے محنت مزدوری کر کے اپنی لڑکی کی تربیت کی۔ اب لڑکی جوان ہو چکی ہے۔ اندازہ کے مطابق بلکہ صحیح لڑکی کی عمر سولہ یا سترہ سال ہو گی اور شادی کرنا چاہتی ہے۔ بچپن سے لے کر آج تک مسمی غلام محمد نے کوئی خرچہ وغیرہ نہیں دیا۔

اب سوال یہ ہے کہ مسمی غلام محمد کہتا ہے کہ لڑکی کا حق میرا ہے اور میں جہاں چاہوں شادی کر سکتا ہوں۔ ستاں کا کوئی حق نہیں ہے۔ یہ بتائیں کہ ستاں بی بی کا کوئی حق بنتا ہے یا کہ نہیں اور لڑکی اپنے کفو میں جہاں چاہے شادی کر سکتی ہے۔ یہ بھی بتائیں کہ مسمی غلام محمد مسماۃ ستاں بی بی کو اپنی لڑکی کی تربیت کا خرچہ بھی دے یا کہ نہیں؟

﴿ج﴾

عاقلہ بالغہ عورت نکاح میں خود مختار ہے۔اُسے کوئی بھی شخص نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا۔یعنی اس پر کسی کو بھی ولایت جبر حاصل نہیں اور اس کی اجازت کے سوا اس کی طرف سے کسی شخص نے نکاح قبول کر لیا تو یہ نکاح درست نہیں۔غرضیکہ عاقلہ بالغہ عورت جب تک خود قبول نہ کرے یا کسی کو اپنا وکیل نہ بنائے۔اس وقت تک اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا۔پس ماں اور باپ میں سے کسی کو بھی ولایت جبر حاصل نہیں۔لڑکی کی اجازت کے ساتھ کفو اور دیندار شخص کے ساتھ نکاح کیا جائے۔

قال في شرح التنوير ولا تجبر البالغة البكر على النكاح لانقطاع الولاية بالبلوغ (الدرالمختار ص ۵۸ ج ۳) وايضاً ص ۵۵ ج ۳ فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولى والاصل ان كل من تصرف في ماله تصرف في نفسه ومالا فلا الخ .

البتہ لڑکی کی پرورش کا حق ماں کو نو برس تک رہتا ہے۔جب نو برس کی ہوگئی تو باپ کو لینے کا حق ہوتا ہے۔ مدت حضانت کا خرچہ باپ کے ذمہ ہے۔

بہتر یہ ہے کہ والدین کی رضامندی حاصل کر کے نکاح کیا جائے۔اگرچہ اس کی اجازت کے بغیر بھی کفو میں نکاح ہو جاتا ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

بالغہ لڑکی اپنا نکاح کفو میں کرے ایجاب وقبول اور گواہ ہوں تو نکاح صحیح ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت جس کی عمر بیس سال تھی وہ اپنے چچا زاد کے ساتھ چلی گئی اور پندرہ بیس آدمیوں کی موجودگی میں نکاح پڑھ لیا اور خود بھی مجلس نکاح میں موجود رہی۔چند دنوں کے بعد والدین نے اس کا دوسری جگہ نکاح کر دیا اور انھوں نے حجت قائم کی کہ پہلا نکاح اجازت کے بغیر تھا۔کیا حنفی فقہ کے مطابق پہلا نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟

﴿ج﴾

جب یہ نکاح گواہوں کی موجودگی میں ہوا اور عورت نے ایجاب اور مرد نے قبول کیا تو یہ نکاح درست ہو گیا۔ کیونکہ بالغہ لڑکی جب اپنا نکاح کفو میں کرے تو وہ درست ہو جاتا ہے۔ بالغہ کے نکاح کے لیے ولی کی ضرورت نہیں ہوتی لہٰذا ان کے والدین نے جو نکاح پڑھایا۔ وہ نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ نکاح پر نکاح ہے۔ اگر حاضرین نکاح کو پہلے نکاح کا علم تھا اور پھر دوسرے نکاح میں شریک ہوئے تو گنہگار ہیں۔ خدا سے توبہ کرنی چاہیے۔ اگر لاعلمی میں شرکت کی ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ درمختار مطبوعہ ایچ ایم سعید ص ۵۵ ج ۳ میں ہے۔ الولی شرط صحة نکاح صغیر و مجنون و رقیق لا مکلفة فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضا ولی . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسعود علی مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بالغہ عورت پر نکاح میں جبر کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی بڈھا نے اپنی لڑکی مسماۃ منظوراں جس کی عمر تقریباً ۳۰ سال تھی اور بیوہ عرصہ ۴ سال کی تھی۔ اس کا نکاح کرنے کے لیے مسمی اللہ بخش ولد رانجھا قوم بھٹی سے کرنے کا وعدہ و تاریخ مقرر کر دی۔ بروز عقد نکاح بوقت صبح نمبر دار موضع و دیگر اشخاص نے اس لڑکی کے والد کو سمجھایا اور ورغلایا اور کہا کہ اس نکاح سے باز آ جا۔ باز رہنے اور روکنے پر بہت زور لگایا۔ بلکہ کچھ لالچ بھی دیا گیا اور دھمکایا گیا۔ اس کے ورغلانے پر قابو میں آ گیا۔ اس کے کہنے پر محمد رمضان ولد غلام رسول سے اپنی لڑکی کا نکاح کرنے پر رضامند ہو گیا۔ جب نکاح کا اندراج ہونے لگا تو لڑکی نے سراسر انکار کیا۔ بلکہ سر میدان لڑکی باہر آ گئی، کہنے لگی کہ میں بالکل نکاح منظور نہ کروں گی۔ اگر جبر کیا تو میں بالکل آباد نہیں ہوں گی تو جبراً ایک شخص نے اس کا ہاتھ پکڑ کر انگوٹھا لگایا۔ وہ فریاد کرتی رہی کہ میں بالکل آباد نہیں ہوں گی۔ مجمع عام میں آ کر شور مچایا اور انکار کر کے کہا کہ میں محمد رمضان سے عقد نکاح کرنے پر ہرگز تیار نہیں ہوں۔ مگر اس کے بعد اور دیگر شخصوں نے اس کا انگوٹھا لگا لیا۔ عورت بار بار کہنے لگی کہ مجھے منظور نہیں ہے۔ اس کے گھر جانے اور آباد ہونے پر ہرگز تیار نہیں ہے۔ اب قابل دریافت یہ امر ہے کہ بغیر ایجاب و قبول نکاح ہوتا ہے یا نہیں؟

(نوٹ) لڑکی سے پوچھا گیا کہ دیور تمھیں منظور ہے تو وہ کہنے لگی کہ دیور سے کرلوں گی لیکن دیور نے انکار کر دیا کہ میں نکاح نہیں کرتا۔ لڑکی کو کہا کہ تیرا نکاح تیرے دیور سے کرتے ہیں بس اسی وقت لڑکی اللہ بخش کے پاس چلی گئی۔ وہ کہتی ہے کہ میں اس اللہ بخش کو منظور کرتی ہوں۔ بلکہ کچہری میں بھی بیان دیا کہ میرا نکاح اللہ بخش سے ہونا چاہیے۔ امر قابل دریافت یہ ہے کہ بغیر قبول عورت کے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ نکاح منعقد نہیں ہے۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب الدر المختار شرح تنویر الابصار کے ص ۵۸ ج ۳ میں ہے۔ لا تجبر البالغة البكر على النكاح ۔ لڑکی آزاد ہے جہاں چاہے نکاح کرے۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بالغہ عورت کا نکاح درست ہونے کے لیے والد کی اجازت کی ضرورت؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی غلام محمد ولد حاجی قوم بھٹی کی شادی مسماۃ نیامت بنت رحیم بخش سے ہوئی۔ جب مسماۃ مذکورہ کا نکاح ہوا تھا تو یہ بالغ تھی اور اس کا عقد نکاح اس کی والدہ اور ماموں نے مسمی غلام محمد سے کر دیا۔ لیکن مسماۃ مذکورہ کا والد رحیم بخش نکاح میں شامل نہیں تھا اور نہ ہی نکاح کے بعد۔ تقریباً عرصہ دو سال کا گزر چکا ہے۔ اس نے نکاح نہ ہونے کا اصرار کیا ہے۔ یعنی نہ نکاح کرنے سے منع کیا ہے اور نہ اجازت دی۔ واقعہ یہ ہے کہ مسماۃ مذکورہ کی والدہ زوجہ مسمی رحیم بخش اپنے خاوند سے تقریباً پندرہ یا سولہ سال بھاگ کر آئی ہے اور ساتھ دولڑکے اور دولڑکیاں لائی ہے۔ مسماۃ مذکورہ کا خاوند آج تک نہ اپنی زوجہ اور نہ ہی اپنی اولاد کے پاس آیا۔ کیا یہ نکاح جبکہ اُس کا والد نکاح میں شامل نہیں ہے جائز ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ آج شادی ہونے کے بعد اور ایک بچہ پیدا ہونے کے بعد دریافت کیا جارہا ہے اور یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ مسماۃ مذکورہ نیامت کا والد زندہ ہے یا نہ؟ بینوا توجروا

السائل محمد امین

اگر نکاح کرتے وقت عورت مذکورہ بالغ تھی تو نکاح کرنے کی خود مختار ہے۔ والد کی اجازت پر نکاح موقوف نہیں۔ اس لیے نکاح صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بالغہ عورت نکاح میں خود مختار ہے، باپ کا کرایا ہوا نکاح نافذ العمل نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میرے خاوند کو وفات پائے عرصہ چار سال کا گزر چکا ہے۔ میں اور میرے سابقہ خاوند سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھے اور میں آج تک اپنے خاوند کے گھر خاوند کے ترکہ سے آباد رہی اور اب میں بعض وجوہات کی بنا پر اپنے باپ کے گھر گئی ہوئی تھی کہ اچانک مورخہ ۵۸ء کو میں نے یہ بات سُنی کہ میرا باپ ایک آدمی سے میرا نکاح کر رہا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے باپ کی اس ناروا حرکت کو ناپسند اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے فوراً اپنے گھر آ گئی۔ اس لیے کہ جب میں خود صاحب اختیار تھی تو مجھ سے پوچھنا چاہیے تھا۔ مجھ سے پوچھنا اور اجازت لینا تو درکنار تذکرہ تک بھی نہیں کیا گیا۔ چنانچہ میں اپنے گھر آنے کے بعد یہ سُنتی رہی کہ میرے باپ نے اپنے کچھ اغراض کے ساتھ دوسرے چک سے نکاح خوان وہاں بلا کر مجھ سے خفیہ طور پر محض اس لیے نکاح کر دیا کہ بعد میں ڈرا دھمکا کر اور یہ کہہ کر کہ تیرا نکاح ہو چکا ہے۔ اس آدمی کے گھر بھیج دیا جائے گا۔ تو ایسی صورت میں جیسا کہ سننے میں آیا ہے کہ میرا نکاح اس مرد سے ہو گیا اور کیا شریعت ایسے برائے نام نکاح کو نکاح سمجھتی ہے یا کہ نہیں؟

سائلہ صفیہ بی بی بیوہ رحمت علی چشتی موضع کرتار پورہ ہتھیاں ضلع منٹگمری

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال مسماۃ مذکورہ کا نکاح اگر چہ اس کے باپ نے کرایا ہو منعقد نہیں ہوا۔ اس لیے کہ مسماۃ مذکورہ سے اس نکاح کے متعلق اجازت حاصل کرنا تو ایک طرف ذکر تک نہیں کیا گیا اور اُس نے ایسا سنتے ہی باپ سے ترک تعلق کا اقدام اور فیصلہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ **الایم احق بنفسها من ولیها** کہ بیوہ اپنے نکاح کی ولی سے زیادہ حقدار ہے اور دوسرے مقام پر یہ ارشاد فرمایا: **لا تنکح الایم حتی تستاذن** (ابو داؤد) کہ جب تک بیوہ سے اجازت حاصل نہ کی جائے۔ اُس کا نکاح نہ کیا جائے۔ ان احادیث اور اس کے سوا دیگر احادیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ولی کو بیوہ کو مجبور کرنے کا قطعاً کوئی حق نہیں اور نہ ہی بلا اجازت بیوہ اس کا نکاح کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ایسا نکاح منعقد ہوتا ہے۔ تو جس مرد سے مذکورہ کے والد نے اس کی اجازت کے بغیر اور علم کے بغیر نکاح کیا ہے۔ (جیسا کہ وہ سن رہی ہے۔ وہ مسماۃ مذکورہ کا خاوند نہیں بن گیا ہے)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبدالمنان مفتی مدرسہ تعلیم الاسلام منٹگمری

۱۷ ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۹ ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ

بالغہ مطلقہ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ (۱) عورت بالغہ طلاق شدہ ہے۔ (۲) والدین کے شادی نہ کرنے کی وجہ سے ۳ سال بیٹھی رہی۔ (۳) عورت نے خود اپنا عقد نکاح کر لیا ہے۔ (۴) عورت کے والدین کا پیشہ زمیندارہ ہے۔ (۵) مرد کا پیشہ خاص ملازمت ہے۔ والدین زراعت پیشہ قوم سے ہیں نیز طلباء بھی پڑھاتے ہیں۔ (۶) حق المہر ادا شدہ۔ (۷) عورت کے وارثان میں بھی تقریباً یہی دستور ہے۔ لیکن مکمل علم نہیں ہے۔ (۸) عورت کے وارثان و والدین عقد نکاح میں شامل نہیں ہوئے۔ (۹) عورت و مرد نے نکاح کیا ہے۔ اُن کی قوم و خاندان علیحدہ علیحدہ ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں عورت کا کیا ہوا نکاح صحیح ہے۔ بالغہ عورت اپنا نکاح خود کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۶ رجب ۱۳۷۵ھ

بالغہ عاقلہ کا نکاح اس کی اجازت سے منعقد ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی مسماۃ مائی حلیمہ دختر حامد خان چھوٹانی بعد از بلوغ بعمر چودہ سال چند ماہ بعد از ظہور علامت کبری بلوغ یعنی خون حیض نکاح باقرار خود عند الشواہد ایک مرد مسمی عبد الغفور ولد محمد خان چھوٹانی سے منظور کیا۔ تخمیناً پچیس یوم اس کے گھر میں آباد رہی۔ بعد ازیں دوسری جگہ پر عقد نکاح کیا اور نکاح اول سے منحرف ہوئی ہے۔ کیا اس عورت کا کسی سازش سے منحرف ہونا نکاح کو فسخ کر سکتا ہے یا نہیں؟

بیان حلفیہ نکاح خوان۔ نکاح اول مسمی مولانا مولوی قادر بخش سہائی۔

حلفی بیان کرتا ہے کہ میں جب عورت سے نکاح کی اجازت لینے گیا تو اُس نے میرے سامنے روبرو گواہان اقرار نکاح بمرد عبد الغفور بعوضِ حق مہر تیس روپے بآواز بلند خود کہا کہ مجھے منظور، تین بار اقرار کرتی رہی کہ مجھے منظور ہے۔

العبد قادر بخش بقلم خود

بیان حلفیہ گواہ نمبر۲۔ مسمی عبدالرحمان چھوٹانی۔ حلفی بیان کرتا ہے کہ جب ناکح مولانا قادر بخش گئے تو اس لڑکی سے ناکح نے کہا کہ عبدالغفور بعوض حق مہر بیس روپے تجھے منظور ہے تو اُس نے آواز بلند خود کہا کہ مجھے منظور ہے۔ یہ الفاظ میں نے خود سُنے۔ مزید بیان کرتا ہے کہ جب لڑکی اپنی ہمشیرہ نسبتی کے گھر میں تھی جو میری گھر والی ہے۔ میری گھر والی نے بیان کیا کہ لڑکی کو ماہواری حیض خون آ چکا ہے۔

گواہ نمبر۳۔ مسمی سردار خان جو کہ لڑکی کا نسبتی ماموں ہے۔ حلفیہ بیان کرتا ہے کہ جب ہم اجازۃ نکاح طلب کرنے کے لیے گئے تو اُس وقت لڑکی میرے گھر میں تھی اور نکاح خوان نے تین بار اُس لڑکی کو کہا کہ عبدالغفور بعوض حق مہر بیس روپے تجھے منظور ہے تو اُس نے آواز بلند خود کہا کہ مجھے منظور ہے اور اس کے الفاظ میں نے خود سنے اور اُس کے بعد میں نے خود اُسے روانہ کیا۔ مزید بیان کرتا ہے کہ میرے سے اس لڑکی کی نانی نے بیان کیا ہے کہ اس کو ماہواری خون حیض آیا ہوا ہے۔

نشان انگوٹھا مسمی سردار خان

بندہ نے حسب بالا حضرات سے بیان حلفی لے کر تحریر کیے ہیں بندہ تصدیق کرتا ہے۔
احقر العبید محمد عبدالحمید خلف الرشید مولانا محمد موسیٰ خطیب قدیمی درگاہ شادن لنڈ بقلم خود

میں ان بیانات لینے میں شامل تھا۔ یہ حلفیہ بیانات مطابق تحریر کے صحیح ہیں اور بندہ تصدیق کرتا ہے۔
بندہ محمد بخش بقلم خود خطیب عیدگاہ جدید شادن لنڈ تحصیل وضلع ڈیرہ غازی خان
۳ فروری ۱۹۷۱ء

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر واقعی مسماۃ مائی حلیمہ بالغہ کا نکاح اُس کی اجازت سے شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں کیا گیا ہے تو یہ نکاح صحیح اور نافذ ہے اور دوسری جگہ نکاح، نکاح بر نکاح اور حرامکاری ہے۔ نکاح ثانی میں شریک لوگ اور نکاح خوان سب سخت گنہگار ہو گئے ہیں۔ بشرطیکہ اُن کو علم ہو کہ یہ نکاح بر نکاح ہو رہا ہے۔ طرفین پر لازم ہے کہ وہ فوراً تفریق کر دیں اور دوسرے شرکاء نکاح پر لازم ہے کہ وہ توبہ تائب ہو جائیں اور طرفین میں تفریق کی کوشش کر کے عورت کو اصل خاوند کی طرف واپس کرا دیں۔ نکاح میں شریک لوگوں کے اپنے نکاح فسخ نہیں ہوئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ ذوالحجہ ۱۳۹۰ھ

عاقلہ بالغہ نکاح میں خودمختار ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ ہندہ بیوہ نے اپنی رضاء ورغبت سے بغیر رضامندی اپنے بیٹے اور بھائیوں کے مسمی زید سے بمرضی اپنے دیوروں کے نکاح کیا۔ زید ہندہ کی برادری میں سے ہے اور گواہان نکاح غیر برادری کے آدمی تھے۔ نکاح پڑھنے کا کام ہندہ کے دیور نے سرانجام دیا۔ زید و ہندہ آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ نکاح خوان نے مسماۃ ہندہ سے پوچھا کہ تو زید سے نکاح کرنے پر رضامند ہے۔ ہندہ نے گواہوں کے روبرو یہ اقرار کیا کہ میں مسمی زید کو قبول کرتی ہوں اور یہی الفاظ زید نے بھی گواہوں کے روبرو کہے کہ میں بھی مسماۃ ہندہ کو نکاح کے لیے قبول کرتا ہوں۔ خطبہ مسنونہ نکاح نہیں پڑھا گیا اور نہ ہی گواہوں کے سامنے بوقت نکاح حق مہر باندھا گیا ہے۔ ناکح مذہب حنفی رکھتا ہے اور منکوحہ اہلحدیث ہے اور ۶ سال سے بیوہ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا یہ نکاح شرع محمد کی رو سے جائز ہوا یا نہیں؟ یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ حق مہر بھی نہیں باندھا گیا۔

﴿ج﴾

جواب از حضرات اہل حدیث:

بعون الله الوهاب . بشرط صحت سوال جواب یہ ہے کہ نکاح مذکورۃ الصدر صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ عورت نے اپنا نکاح کراتے وقت اپنا ولی مقرر نہیں کیا۔ بلا ولی نکاح کیا ہے۔ حدیث میں ہے۔ بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا **قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أيما امرأة نكحت نفسها بغير إذن وليها فنكاحها باطل فنكاحها باطل فنكاحها باطل الخ** . ایک روایت میں ہے۔ **لا نكاح الا بولي** اور یہ بھی الفاظ آتے ہیں۔ یعنی جو عورت اپنے وارث ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے گی تو اس کا نکاح باطل ہے۔ اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے۔ مطلب یہ کہ عورت بغیر وارث حقیقی کے اپنا نکاح خود بخود نہیں کرا سکتی۔ اگر بغیر ولی کے اپنا نکاح کرے گی تو وہ اس کا نکاح نہیں ہوگا۔ قرآن کریم نے مرد کو عورت کا ولی قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ **ولا تنكحوا المشركين حتى يؤمنوا** . اس آیت میں عورتوں سے نکاح کرا دینے کی نسبت ان کی طرف کی ہے اور دوسری آیت **فلا تعضلوهن ان ينكحن ازواجهن** . آیت کا مفہوم ہے کہ اگر کوئی عورت شرعی نقطہ نگاہ کے مطابق کسی مناسب مقام پر اپنا نکاح کر لیتی ہے تو اس کو روکو نہیں بلکہ اس کو اجازت دے دو۔ ان ہر دو آیات سے واضح طریق پر معلوم ہوا کہ امر تزویج کا حق

عورت کے وارثوں کو ہے۔عورت بیوہ ہو یا ثیبہ اپنی صواب دید کے مطابق اپنے نکاح کی تجویز کرسکتی ہے۔مگر بوقت نکاح اپنی طرف سے کسی اور مرد کو جو وارث حقیقی ہے ولی بنانا ضروری امر ہے۔ولی کے بغیر اس کا نکاح صحیح ہرگز نہیں ہوسکتا اور حق ولایت باپ کو ہے یا بیٹے یا بھائی کو یا چچا کو یا چچا کے بیٹے کو ہوگا۔جو عصبہ ہیں۔وہی حق ولایت میں معتبر جانے گئے ہیں۔مذکورہ نکاح جو دیورو غیرہ کا نکاح ہے۔ان کو عورت پر حق ولایت نہیں ہے۔عورت مذکورہ کا ولی اس کا بیٹا یا اس کے بھائی ہیں۔ان کی عدم موجودگی میں بلکہ ان سے چوری یہ نکاح پڑھایا گیا ہے۔لہٰذا یہ نکاح صحیح نہیں ہے۔ان کا عورت مذکورہ پر غاصبانہ قبضہ ہے۔جو سراسر شریعت کے خلاف ہے۔صرف عورت کی رضامندی کسی کام کی نہیں۔تاوقتیکہ اس کا ولی ہمراہ نہ ہو۔جیسا کہ حدیث میں ہے۔ **لا نکاح الا بولی** دوسری وجہ نکاح نہ ہونے کی یہ ہے کہ عورت مرد کے لیے غیر کفو ہے اور مرد عورت کے لیے غیر کفو ہے۔کیونکہ مذہب ہر دو کا ایک نہیں۔جیسا کہ بیان سوال سے ظاہر ہے اور شرح وقایہ ص۲۰ ج۲ میں ہے۔ **وله الاعتراض ههنا اى للولى الاعتراض فى غير الكفو وروى الحسن عن ابى حنيفة عدم جوازه اى عدم جواز النكاح من غير كفو وعليه الفتوى قاضيخان** . یعنی اگر کسی عورت کا نکاح غیر کفو میں ولی کی عدم موجودگی میں کیا جائے تو جب ولی کو اطلاع ہو جائے تو اس کو اس نکاح پر اعتراض کرنے کا حق ہے اور امام ابوحنیفہؒ سے بروایت حسنؒ ثابت ہوتا ہے کہ یہ نکاح صحیح نہیں اور فتاویٰ قاضی خان میں بھی نکاح نہ ہونے کا فتویٰ ہے اور اس کتاب کے حاشیہ نمبر ۸ پر ہے۔ **قوله وله اى لو زوجت نفسها من غير رضى الولى له ان يعترض فيفسخه القاضى الى آخره** . یعنی اگر عورت نے بغیر رضامندی اپنے وارث ولی کے نکاح کیا ہے تو ولی نے اعتراض کیا کہ یہ نکاح میری رضامندی کے بغیر کیوں کیا گیا ہے تو قاضی ایسے نکاح کو فسخ کردے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نکاح بالکل صحیح نہیں۔پس صورت مذکورہ میں عورت مذکورہ کا نکاح دلائل بالا مذکورہ کی وجہ سے ہرگز صحیح نہیں ہے۔ایسے گھر میں عورت کا آباد ہونا جرم عظیم کا ارتکاب ہوا۔ **هذا ما عندى** . فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

عبدالرحمان خطیب جامع مسجد اہل حدیث خانیوال
۱۳۶۹/۱/۱۳ھ

یہ امر صحیح ہے کہ بغیر ولی نکاح نہیں ہے۔قرآن مجید اور احادیث صحیحہ شاہد ہیں۔صورت مسئولہ میں نکاح باطل ہے۔

مشتاق احمد مدرس مدرسہ دارالحدیث محمدی ملتان
۱۳۶۹/۱/۱۳ھ

نحمده ونصلى على رسوله الكريم . پس مخفی نہ رہے کہ بشرط صحت سوال نکاح مذکور جس میں کسی

قسم کے ولی مقرر کرنے کا ذکر نہیں ۔لہٰذا نکاح مذکورہ باطل ہے ۔مطابق حدیث شریف لا نکاح الا بولی هذا ما عندی . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ فقیر بدرانی قدیر علی محمدی جامعہ سعیدیہ خانیوال
جواب از مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جواب بالا صحیح نہیں ۔ بالغہ عورت اپنے نکاح میں خود مختار ہے ۔ بشرطیکہ نکاح غیر کفو میں نہ ہو ۔قرآن مجید میں کئی جگہ نکاح کی نسبت عورت کی طرف کی گئی ہے ۔مثلاً حتی تنکح زوجاً غیرہ الأیہ . اور ان ینکحن ازواجهن اور مسلم شریف کی حدیث میں ہے ۔ الایم احق بنفسها من ولیها و غیر ذلک. بہر حال مسئولہ صورت میں نکاح صحیح ہے اور مہر مثل واجب ہے ۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ

بالغہ اپنے نکاح میں خود مختار ہے، اگر باپ نے نکاح کیا اور لڑکی انکاری ہے تو نکاح باطل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی لڑکی ہندہ عاقلہ بالغہ کی شادی اور نکاح بالخیر دینے کے لیے تاریخ مقرر کی تھی اور رسم مہندی میں ہندہ چند دن بیٹھی رہی کہ تاریخ مقررہ پر نکاح ہوگا۔ ایک دو دن باقی رہتے تھے کہ زید کی عمر کے بھائیوں سے برادری کی کشمکش ہوئی تو زید نے ایک معزز زمیندار کے پاس جا کر بکر کے بھائی کو کہا کہ میں اپنی لڑکی ہندہ کا نکاح بجائے عمر کے بکر کے ہمراہ دینے کو تیار ہوں ۔لہٰذا آپ نکاح خوان کو بلوا لو تو بکر کے بھائی نے نکاح خوان کو بمع رجسٹر نکاح بلایا۔ ادھر زید نے اپنی دختر ہندہ کا نکاح بغیر اجازت چند گواہان کے سامنے بکر کے ہمراہ کر دیا۔ ادھر عمر کے بھائیوں نے ہندہ اور اُس کی ماں کو کہا کہ زید بکر کے ہمراہ نکاح کر رہا ہے تو ہندہ اور ماں اپنے گھر سے نکل کر اپنے رشتہ داروں کے گھر چلی گئیں کہ زید ہندہ سے انگوٹھا نہ لگوا لے ۔دو دن کے بعد عمر کے بھائی اور چند زمینداروں نے زید کو سمجھایا۔ عمر کا بہت خرچ ہو گیا ہے تم عمر سے ہندہ کا نکاح کر دو تو زید نے ہندہ سے اجازت دے کر پھر عمر سے نکاح کر دیا۔ قابل دریافت یہ ہے کہ ان دونوں نکاحوں میں سے شرعاً عمر کا نکاح درست ہے یا بکر کا اور ہندہ اُس وقت عمر کے گھر خوش آباد ہے ۔نیز یہ کہ ہندہ کو پہلے نکاح کرنے کا جب علم ہوا۔ اُس نے اپنے والد کے نکاح کرنے سے زبانی انکار کر دیا تھا۔

﴿ج﴾

تحقیق کی جائے۔اگر واقعی یہ بات ثابت ہو جائے کہ زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر کے ساتھ کرتے وقت اپنی عاقلہ بالغہ لڑکی سے اجازت نہیں لی تھی۔ بلکہ بغیر اجازت نکاح کر دیا اور لڑکی کو نکاح کا علم ہوتے ہی بکر کے ساتھ نکاح کرنے سے انکاری ہوگئی اور نکاح کو نامنظور کیا۔اس کے بعد لڑکی کی اجازت سے عمر کے ساتھ نکاح پڑھا گیا تو اس صورت میں پہلا نکاح جو بکر کے ساتھ کیا تھا۔ وہ صحیح نہیں۔ دوسری جگہ جو نکاح کیا ہے وہ صحیح ہے۔ لیکن اگر پہلا نکاح لڑکی کی اجازت سے ہوا ہو تو دوسرا نکاح صحیح نہ ہوگا۔ بہر حال تحقیق کر کے حسب حکم بالا حکم کیا جائے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان
۲ صفر ۱۳۹۶ھ

عاقلہ بالغہ نکاح میں خودمختار ہے اس کو مجبور نہیں کیا جا سکتا

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی محمد شفیع کے تعلقات مسماۃ گل گاویز خاتون کے ساتھ بغیر نکاح کے تھے۔شہر گوڑا میں (یعنی میکے شہر میں) بدیں تعلقات کی بنا پر مسماۃ گاویز خاتون ایک رات والدین کے گھر سے نکل کر ایک غیر کے گھر میں بیٹھ کر مسمی محمد شفیع خان کو اغواء کے لیے بلایا اور محمد شفیع خان لڑکی کے بھائی محمد نواز خان کے مشورہ کے ساتھ لڑکی کے پاس آیا اور حالات لڑکی مسماۃ گاویز سے پوچھے تو گاویز خاتون نے کہا کہ مجھے تو یہاں سے اپنے گھر لے جا۔مگر محمد شفیع خان نے اپنے خسر اور سالا محمد نواز سے حیا کرتے ہوئے لڑکی کو سمجھایا کہ تو ایک دفعہ واپس والدین کے گھر میں ہو جا۔مگر لڑکی نے واپس جانے سے سخت انکار کیا تو محمد شفیع خان نے لڑکی کے بھائی اور والدین کو اطلاع دی تو والدین اور بھائی نے کہا تو اس کو اپنے گھر لے جا۔ہم نے یہ تم کو بخشی مگر بدیں گڑ بڑ میں پولیس مقامی نے والدین اور جن کے گھر میں لڑکی تھی پکڑ کر اپنے قبضہ میں کر لیا اور لڑکی کو والدین کو واپس کر دیا۔ بعدہ لڑکی والد نے محمد نواز خان رشتہ دار کے گھر میں بطور امان چند دن کے لیے بھیج دی اور پھر محمد شفیع خان نے کوشش کی اور اپنے خسر اکبر خان کے دست و پا پکڑے اور اپنے قصور اور گناہ کو تسلیم کیا اور کہا جو آپ نے میرا تین ہزار قرضہ دینا ہے وہ بھی میں نے آپ کو بخشا اور اپنے گناہ کے بدلہ میں تین رشتے دینے کو بھی تیار ہوں اور آپ مجھ سے راضی ہو کر مسماۃ گاویز خاتون کو میرے ساتھ میرے گھر میں بھیج دیں تو مسمی اکبر خان نے راضی

نامہ وصلح نامہ منظور کرلیا تو مسمی اکبرخان نے اپنے لڑکے محمد نواز خان کو گاویز خاتون کے واپس لینے کے لیے رشتہ داروں کے پاس بھیج دیا تو رشتہ داروں نے بجائے واپس کرنے کے انکار کردیا اور واپس موڑ دیا تو محمد نواز خان نے واپس آکر والد صاحب کو حالات سے آگاہ کیا تو والد نے ناراض ہوکر اپنے لڑکے محمد نواز خان کو دوبارہ بھیج دیا کہ ان کو کہو کہ ہمارے اور محمد شفیع خان کے درمیان راضی نامہ ہو چکا ہے۔لہٰذا تم ہماری امانت واپس کردو۔تو اُن رشتہ داروں نے محمد نواز کو کہا کہ اگر اس گاویز خاتون کو لے جانا ہے تو پھر پہلے اپنی ہمشیرہ لعل خاتون اور فتح خاتون اور اپنی دختر نظیر خاتون کی طلاقیں لیں اور گاویز کے ہمراہ ان تینوں کو اپنے گھر لے جائیں۔اگر محمد شفیع خان کو تم واپس دینا چاہتے ہو تو ورنہ ہمارے مہربان خان ولد عزا خان کو تو نکاح کردے تو محمد نواز خان کو یہ مجبوری دکھا کر ہمشیرہ کے نکاح میں شامل کیا اور لڑکی کے پاس گئے اور کہا کہ تیرا نکاح مہربان خان ولد عز خان کے ساتھ ہم کرنا چاہتے ہیں۔لہٰذا تو اپنے نکاح کی مسمی مہربان خان کے ساتھ پڑھنے کی اجازت دے دے۔لیکن لڑکی نے اُس سے صاف انکار کردیا اور زبان سے کہتی رہی کہ میرا نکاح محمد شفیع خان کے ساتھ ہے۔تو اُن رشتہ داروں نے لڑکی پر جبر واکراہ کیا کہ تو محمد شفیع خان کے نکاح سے انکار کر اور مہربان کے نکاح کی اجازت دے لیکن لڑکی کا محمد شفیع خان کے نکاح کا اقرار اور مہربان خان کے نکاح کے انکار کا اصرار رہا اور اسی زبانی انکار کی حالت میں لڑکی کا ہاتھ جبراً پکڑ کے ٹھپ دے کر کتاب پر نشان انگوٹھا لگوالیا اور نکاح پڑھا۔لیکن لڑکی وہی متواتر انکار کرتی رہی اور آخر تک رہا۔نیز گاویز خاتون کی ہمشیرہ لعل خاتون نے مہربان خان کے ساتھ نکاح کرنے کا مشورہ دیا تو گاویز خاتون نے ہمشیرہ کو بھی کہا کہ تم نے میرا نکاح اگر مسمی مہربان کے ساتھ کیا تو میرا اس سے بالکل صاف انکار ہے۔اگر آپ نے کیا بھی تو میں اپنی مرضی کا کام کروں گی۔یعنی بھاگ جاؤں گی۔بہر حال چند دن کے بعد مسماۃ گاویز خاتون مسمی محمد شفیع خان کے پاس پہنچ گئی اور اس وقت تک محمد شفیع خان کے پاس آباد ہے۔

امام مسجد کے بیان مندرجہ ذیل ہیں۔مولوی صالح محمد امام مسجد رینٹری بھکر ضلع میانوالی۔

(۱) بندہ نے مسماۃ گاویز خاتون کے والد اکبر خان سے تفصیلی حالات اول سے لے کر آخر تک پوچھے تو اُس نے کہا کہ پہلے میرے ساتھ دھوکہ محمد شفیع خان بھانجے نے کیا۔پھر دوبارہ ان رشتہ داروں نے کیا۔لیکن لڑکی کے نکاح کا وعدہ چونکہ پہلے سے اسی محمد شفیع خان کے بھانجے کے ساتھ کیا تھا۔لہٰذا اب لڑکی اس محمد شفیع خان کو دی ہے۔ان رشتہ داروں سے بالکل میرا صاف انکار ہے۔

(۲) نیز بندہ نے گاویز خاتون کے بھائی محمد نواز خان سے حالات پوچھے تو اُس نے کہا کہ لڑکی نے میرے سامنے مہربان ولد عز خان کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت بالکل نہیں دی۔

(۳) نیز بندہ نے گاویز خاتون سے بھی بیان سُنے تو اُس نے بھی یہی بیان دیے اور کہا کہ میری زبان پر تا آخر مسلسل مہربان خان کے نکاح کا انکار رہا۔ مگر انھوں نے میرا ہاتھ جبرا پکڑ کر اور موڑ کر کتاب پر نشان انگوٹھا لگوالیا اور مصنوعی گواہ بنا کر شرعی نکاح کیا۔ لہٰذا اب طلب دریافت امر یہ ہے کہ مندرجہ بالا بیانات کے مطابق نکاح محمد شفیع خان کا ہوگا یا اُن رشتہ داروں (یعنی مہربان ولد عز خان) کا ہے۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ واضح رہے کہ عاقلہ بالغہ عورت اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ اُسے کوئی شخص بھی نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا اور اس کی رضا کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ **وینعقد نکاح الحرة العاقلة البالغة برضائها وان لم یعقد علیها ولی بکرًا کانت او ثیباً (هدایه مع فتح القدیر مطبوعه مکتبه رشیدیه کوئٹه ص ۱۵۷ ج ۳) وفی شرح التنویر ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولایة بالبلوغ (الدر المختار ص ۵۸ ج ۳)** پس صورۃ مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر گاویز خاتون نے مہربان خان کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دی ہے بلکہ برابر انکار کرتی رہی تو زبردستی سے رجسٹر پر صرف انگوٹھا لگوانے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اور محمد شفیع کے ساتھ اس کا نکاح صحیح شمار ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ

بالغہ کا نکاح موقوف رہے گا اُس کی اجازت پر

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو یتیم لڑکیاں ایک کی عمر تقریباً ساڑھے پندرہ سال ہے اور دوسری کی عمر تقریباً چودہ سال ہے۔ ان دونوں میں اور کوئی علامت بلوغ بالکل نہیں پائی جاتی۔ اُن کا نکاح غیر ولی نانا اور ماں نے کر دیا تھا۔ جبکہ ان کے چچا حقیقی رضامند نہیں تھے۔ کئی دن گزرنے کے بعد ان کی ماں ان کے چچوں کو کہتی ہے کہ میری لڑکیاں یہاں راضی نہیں۔ وہ شرم کے مارے بولی نہیں تھیں اور اب وہ راضی نہیں ہیں۔ وہ چاہتی ہیں کہ اپنے چچے زادوں سے رشتہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اولاً تو نانا اور ماں کے نکاح پر چونکہ ہم راضی نہ تھے۔ حالانکہ نکاح کا حق ہمارا تھا۔ جبکہ لڑکیاں بھی نابالغہ ہیں۔ بوجہ نہ ہونے علامت بلوغ کے تو وہ نکاح منعقد

نہ ہوا۔ ثانیاً اگر چہ صاحبینؒ کے قول کے مطابق جو ساڑھے پندرہ سال کی ہے۔ بوجہ سن بالغہ ہے تو وہ خود مختار ہو گی۔ مگر وہ باکرہ ہے۔ اس لیے اس سے اذن نکاح ہر صورت میں غیر ولی نے لیا تو وہ ساکت رہی اور جب غیر ولی باکرہ سے اذن نکاح لے تو سکوت رضا نہیں ہوتا۔ بلکہ صراحۃً رضا کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ جیسے ثیبہ کی رضا صراحۃً معتبر ہوتی ہے اور اس کا سکوت معتبر نہیں ہوتا اور اب تک اس نے اپنی رضا ظاہر نہیں کی۔ حالانکہ رضامندی ضروری تھی تو اس لیے بھی اس کا نکاح نہ ہوا اور دوسری کا نکاح بوجہ نابالغہ ہونے کے بالاتفاق نہ ہوا ثالثاً امام اعظمؒ کے نزدیک حد بلوغ لڑکی کے حق میں ۱۷، ۱۸ سال ہے تو ہم یتیمہ کے حق میں مصلحت کی بنا پر امام صاحبؒ کے قول پر عمل کریں گے۔

اب دریافت ہے کہ کیا چچا اس بات میں حق بجانب ہیں اور اب وہ اپنی بھتیجیوں کا نکاح اپنے لڑکوں سے کر سکتے ہیں یا نہیں اور اگر امام صاحب کے قول کے مطابق عمل کریں تو کیا مصلحت کے لیے عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

واضح رہے کہ اگر بلوغ کی علامات یعنی حمل ٹھہر جانے، احتلام ہو جانے یا جاگتے میں انزال ہو جانے سے کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو جس کی عمر مفتی بہ قول کے مطابق ہو جائے وہ شرعاً بالغ ہے۔ کما قال فی العلائیۃ بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال (الی ان قال) فان لم یوجد فیھما (ای الغلام والجاریہ) شئ فحتی یتم لکل واحد منھما خمس عشرۃ سنۃ بہ یفتی (الرد المختار ص ۱۵۳ ج ۶) پس صورت مسئولہ میں مفتی بہ قول کے مطابق جب لڑکی کی عمر پندرہ سال سے زائد ہے، وہ بالغہ ہے اور بالغہ کا نکاح خود بالغہ کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ پس اگر بالغہ نے نکاح سے قبل یا بعد صراحۃً یا دلالۃً اجازت نہیں دی ہے تو یہ نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر بالغہ نے اس نکاح کو رد کر دیا ہو جیسے کہ سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس نکاح پر راضی نہیں تھی تو یہ نکاح فسخ ہو چکا ہے اور اگر اب تک رد نہیں کیا ہے تو اب بھی اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے۔ یعنی اگر زبانی کہہ دے کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں تو شرعاً یہ نکاح فسخ ہو جائے گا۔ باقی چونکہ یہ نکاح غیر ولی اقرب نے کیا ہے تو اس کا سکوت رضا شمار نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ غیر ولی کی اجازت میں سکوت کافی نہیں بلکہ رضا کی صراحت ضروری ہے۔ کما فی الھندیہ واذا قال لھا الولی ارید ان ازوجک من فلان ابن فلان بالف فسکتت ثم زوجھا فقالت لا ارضی او زوجھا ثم بلغھا

الخبر فسکتت فالسکوت منها رضا فی الوجهین جمیعاً اذا کان المزوج هو الولی وان کان لها ولی اقرب من المزوج لا یکون السکوت منها رضا ولها الخیار ان شاءت رضیت وان شاءت ردت الخ (عالمگیریہ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ص ۱۸۷ ج ۱)
اور چودہ سالہ لڑکی شرعاً نابالغہ ہے اور اس کے بلوغ سے قبل یہ نکاح ولی اقرب یعنی چچوں کی اجازت پر موقوف ہے۔ فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (درمختار) پس لڑکی کے بلوغ سے قبل اگر چچا نے نکاح رد کر دیا ہو تو اس صورت میں اس لڑکی کا نکاح بھی باطل ہو گیا ہے۔ لیکن اگر لڑکی کے بلوغ تک چچا نے نکاح کو رد نہیں کیا بلکہ سکوت اختیار کر لیا ہو تو بعد البلوغ چچا کا رد کرنا معتبر نہیں۔ پس اگر بعد البلوغ لڑکی نے نکاح کی اجازت نہیں دی اور نہ ہی فعل دال علی الرضا کیا ہے تو اب تک اس لڑکی کو بھی نکاح قبول کرنے اور رد کرنے کا اختیار ہے اور اگر بعد البلوغ ایک دفعہ نکاح پر رضامندی کا اظہار کر چکی ہے تو یہ نکاح لازم ہو گیا۔ اب اسے رد کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ قال فی شرح التنویر ص ۸۰ ج ۳ صغیرۃ زوجت نفسها ولا ولی ولا حاکم ثمہ توقف ونفذ باجازتها بعد بلوغها لان له مجیزا وهو السلطان وایضاً قال فی بحث الفضول فی النکاح ص ۹۷ ج ۳ ونکاح عبد وامة بغیر اذن السید موقوف کنکاح الفضولی سیجیئ فی البیوع توقف عقودہ کلها ان لها مجیز حالة العقد ولا تبطل (ردالمحتار ص ۳۴۰ ج ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

بالغہ کا اذن اور رضا ثابت ہو جائے تو نکاح صحیح شمار ہو گا

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے بغیر اذن لیے اپنی لڑکی غلام فاطمہ بعمر ۲۸ سال جو کہ بالغہ تھی۔ فقیر محمد سے نکاح اپنے گاؤں سے دور ایک میل چاہ چھلے والا میں کر دیا ہے اور شاہدین نے زوج فقیر محمد جو یہ کا لفظ قبلت سنا مگر لڑکی کے ایجاب کو نہ سنا۔ کیونکہ وہ لڑکی اس مجلس نکاح سے ایک میل دور تھی۔ کیا شرعاً یہ نکاح درست ہے یا نہ؟ بیان حلفی لڑکی غلام فاطمہ شامل استفتاء ہے۔ کتب فقہ کی عبارت سے ہو کہ عورت کے بیان پر اعتبار ہے یا نہ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

فریقین چند معتمد علیہ دیندار علماء کو ثالث مقرر کرلیں۔ ثالث اس واقعہ کی پوری تحقیق کریں۔ اگر بالغہ لڑکی کا نکاح سے قبل یا بعد رضا اور اذن ثابت ہو جائے تو نکاح صحیح شمار ہوگا اور اگر ثابت ہو جائے کہ کسی قسم کی اجازت نہیں لی گئی بلکہ لڑکی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا گیا ہے۔ جس کو لڑکی نے نامنظور کرلیا ہے تو پھر نکاح نہیں ہوا۔

بالغ لڑکی کا نکاح صحیح شمار ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی جس کا والد فوت ہو چکا ہے۔ اس کے جد فاسد نے اس کا نکاح اس لڑکی کی اجازت سے زید کے ساتھ منعقد کر دیا ہے اور اس جد فاسد کا بیان ہے کہ لڑکی تقریباً سترہ سال کی عمر رکھتی ہے اور بالغہ ہے۔

اس کے بعد اس لڑکی کے جدی وارث چچے وغیرہ اس نکاح پر ناراض ہو کر بیان دے رہے ہیں کہ لڑکی نابالغہ ہے یہ نکاح جو کہ زید کے ساتھ ہوا غیر نافذ ہے۔ تو کیا یہ نکاح شرعاً نافذ ہوگا یا نہ اور بلوغت کی حد لڑکی اور لڑکے کے لیے از روئے شریعت مقدسہ اگر علامات بلوغ ظاہر نہ ہوں۔ کیا ہے شرعاً کتنے برس میں لڑکی لڑکا بالغ سمجھے جائیں گے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

واضح رہے کہ لڑکی کے بلوغ کی علامات یہ ہیں کہ اس کو حمل ٹھہر جائے یا احتلام ہو یا جاگتے میں انزال ہو جائے۔ اگر ان علامات میں سے کوئی بھی ظاہر نہ ہو تو اس کی عمر پندرہ برس کی ہو جائے نیز اگر نو دس برس کی لڑکی بلوغ کا اقرار کرے اور ظاہر اس کے خلاف نہ ہو تو اس سے بھی بلوغ کا ثبوت ہو جاتا ہے۔

قال فی العلائیة بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال (الی ان قال) فان لم یوجد فیهما (ای الغلام والجاریة) شئ فحتی یتم لکل منهما خمس عشرة سنة به یفتی وقال فی شرح وادنی مدته له اثنتا عشرة سنة ولها تسع سنین هو المختار کما فی احکام الصغار فان راهقا بأن بلغا هذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبهما الظاهر . ص ۱۵۳ ج ۶ صورۃ مسئولہ میں معتمد علیہ دیندار علماء کو ثالث مقرر کرکے تحقیق کی جائے۔ اگر بلوغ کی علامات

میں سے کسی علامت کا ثبوت ہو جائے یا دو معتبر گواہوں سے پندرہ یا اس سے زیادہ کی عمر ثابت ہو جائے یا لڑکی اقرار بلوغ کر لے تو وہ لڑکی شرعاً بالغ شمار ہوگی اور اس کی اجازت سے کیا ہوا نکاح صحیح شمار ہوگا۔ اور اگر بلوغ کا ثبوت نہ ہوا اور لڑکی بھی اقرار نہیں کرتی تو نکاح منعقد نہیں ہوا۔ کیونکہ نانا کو چچوں کی موجودگی میں ولایت حاصل نہیں اور چچوں نے اس نکاح کو رد کر دیا ہے۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ

اگر لڑکی سے اجازت لی ہو تو نکاح صحیح ہے، اگرچہ زبردستی ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ جبکہ ہندہ کا نکاح زید سے ہو رہا تھا۔ مولوی صاحب نے زید سے قبول کرایا۔ اب ہندہ کے پاس آئے تو اس نے انکار کر دیا۔ اب ہندہ کو زدوکوب کیا۔ بعد میں اس نے قبول کر لیا۔ بعد میں خاوند زید سے دوبارہ ایجاب وقبول کرایا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ زید کا نکاح ہندہ سے ہوا یا نہ اور اگر زید سے وہ جدا ہونا چاہتی ہے۔ اس کی صورت کیا ہے۔ بینوا تو جروا

تنقیح۔

سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ عورت نے ابتداء میں رمضان کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر زدوکوب کے بعد بیوی نے نکاح کو منظور کر لیا۔ چنانچہ عورت کی طرف سے اس کے بھائی نے رمضان کے ساتھ ایجاب وقبول کرایا۔ یہ ایجاب وقبول باقاعدہ شرعی طریقہ سے کیا گیا۔ پہلی دفعہ انکار کرنے پھر مارنے کے بعد اجازت دینے سے نکاح منعقد ہوا ہے یا نہ؟ نیز اسی نکاح سے تقریباً چار ماہ تک رہتے رہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر واقعی عورت سے اجازت حاصل کی گئی ہے، اگرچہ زبردستی ہو اور اجازت کے بعد باقاعدہ شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح کیا گیا اور عورت نے ایجاب و قبول کے بعد کوئی انکار نہیں کیا بلکہ اسی نکاح کی وجہ سے تقریباً چار ماہ اکٹھے میاں بیوی کی زندگی گزارتے رہے تو یہ نکاح شرعاً صحیح ہے اور خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر اس لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ اگر خاوند دیسے طلاق دینے پر رضامند نہیں تو خلع کرنا بھی جائز ہے۔ یعنی اگر عورت ناشزہ ہے تو اس سے رقم لے کر طلاق دینا بھی جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ محرم ۱۳۹۲ھ

بالغ لڑکیوں کا نکاح ان کی اجازت سے درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میری دولڑکیاں جو کہ بالغ ہیں اوران کاوالد آوارہ ہے۔وہ گھر پر نہیں رہتا۔میں اس کی والدہ اوران لڑکیوں کا ماموں ان کا کفیل ہوں۔کیونکہ لڑکیاں بالغ ہوچکی ہیں۔ان کا گھر پر رکھنا ہمارے لیے دشوار ہے۔اس لیے ان لڑکیوں کا نکاح ازروئے شریعت پڑھانا جبکہ ان کا والد عرصہ دراز سے لاپتہ ہے،جائز ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

بالغ لڑکیوں کا عقد ان کی اجازت اور رضامندی کے ساتھ درست ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفراللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

لڑکی کی عمر بوقت نکاح بحساب قمری اگر پندرہ سال مکمل تھی تب اس کو اختیار نکاح کا حاصل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی جس کی عمر بوقت نکاح ساڑھے چودہ سال ہے۔اس کا والد فوت شدہ ہے۔اس لڑکی کے نکاح کے لیے اس کے چچا کو کہا گیا۔اس نے کہا کہ چونکہ اس لڑکی کی والدہ میرے سے ناراض ہے۔لہٰذا اس لڑکی کا ماموں اور والدہ نکاح کردیں۔مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔لڑکی کا ماموں نکاح کردیتا ہے اور چچا اس مجلس میں موجود ہے۔کسی قسم کا اعتراض نہیں کرتا۔کیا یہ نکاح شرعاً صحیح ہے یا نہ؟ بصورت صحت نکاح چھ ماہ بعد لڑکی کے چچا اور ماں کے اس نکاح سے انکار کرنے کی کیا پوزیشن ہے۔ بینوا توجروا

(نوٹ) بوقت نکاح لڑکی مراہقہ تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔لڑکی کی عمر بوقت نکاح بحساب قمری اگر پندرہ سال مکمل تھی۔تب تو اختیار لڑکی کا خود لڑکی کو حاصل تھا اور اس صورت میں اگر لڑکی نے نکاح سے قبل یا بعد نکاح کی اجازت دی ہو اور ضابطہ شرعیہ کے

مطابق نکاح کا انعقاد ہوا ہو تب تو نکاح صحیح اور لازم ہو گیا ہے۔ چچا وغیرہ کے انکار کرنے سے کچھ نہیں بنتا اور اگر لڑکی کی عمر بوقت نکاح پندرہ سال قمری سے کم تھی۔ تب اگر علامات بلوغ میں سے کوئی علامت اس کے اندر پائی گئی تھی۔ از قسم حیض حمل وغیرہ کے، تب بھی نکاح کا اختیار لڑکی کو خود حاصل تھا۔ اور اگر لڑکی بوقت نکاح نابالغہ تھی۔ تب اختیار اس کے چچا کو تھا۔ بشرطیکہ اس لڑکی کا دادا اور بھائی بالغ موجود نہ ہوں۔ چچا خود بھی نکاح کر سکتا تھا اور کسی دوسرے کو بھی وکیل بنا سکتا تھا۔ باقی یہ الفاظ چچا کے ''کہ لڑکی کا ماموں اور والدہ نکاح کر دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے'' غور طلب ہیں۔ اگر اس کو توکیل کہہ دیں جیسا کہ ظاہر ہے تب اگر ماموں اور والدہ دونوں نے لڑکی کا نکاح ایک جگہ کر دیا ہو تو نکاح ہو گیا ہے اور اس کے بعد چچا کے رد کر دینے کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور اگر صرف ماموں نے نکاح کر دیا ہو۔ اس کی والدہ کی رائے حاصل نہ کی گئی ہو اور مل کر نکاح نہ کیا گیا ہو تو ایسی صورت میں یہ نکاح فضولی شمار ہوگا اور چچا کی رضامندی پر موقوف ہوگا۔ مجلس نکاح میں چچا کا سکوت اور عدم اعتراض یہ رضامندی کی دلیل نہیں ہے۔ چچا نے صراحتاً یا دلالتاً لڑکی کے بلوغ سے قبل اگر اجازت دی ہو تو نکاح ہو گیا ہے اور اگر رد کر چکا ہو تو رد ہو گیا ہے اور لڑکی کے بلوغ تک یہ خاموش رہا ہو تو اس کے بعد لڑکی کی مرضی پر موقوف ہے۔ اس کے قبول کرنے سے ہو جائے گا اور اس کے رد کرنے سے رد ہو جائے گا۔ جس صورت میں چچا کی اجازت سے نکاح ہو گیا ہے۔ اس صورت میں لڑکی کو بعد از بلوغ حق خیار بلوغ حاصل ہوگا۔ کما قال فی الکنز مع البحر مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ ص ۱۲۱ ج ۳ ولهما خیار الفسخ بالبلوغ فی غیر الاب والجد بشرط القضاء ...... وفی العالمگیریہ ص ۲۹۸ ج ۱ اذا وكلت المرأة او الرجل رجلین بالتزویج ففعل احدهما لم یجز هكذا فی فتاوی قاضیخان. سوال میں چونکہ وضاحت نہیں ہے۔ اس لیے مختلف احتمالات کی بنا پر جواب لکھا گیا۔ لہٰذا سوچ سمجھ کر عمل کرنا چاہیے۔ اس میں مزید کچھ احکام بھی نکل سکتے ہیں۔ وقال فی الشامیہ ص ۸۱ ج ۳ والظاهر ان سكوته كذلك فلا یكون سكوته اجازة لنكاح الابعد وان كان حاضراً فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً او دلالة تامل . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

بالغہ عاقلہ پر جبر نہ کیا جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ باکرہ بالغہ عورت نے جب محسوس کیا کہ اس کا نکاح مثلاً زید کے ساتھ باندھا جانے والا ہے تو وہ اپنا گھر چھوڑ کر دوسرے رشتہ داروں کے ہاں احتجاجاً چلی گئی-لڑکی کا والد مثلاً عمرو وہاں سے اپنے گھر لے آیا وہ پھر احتجاجاً چلی گئی-لڑکی کا والد پھر لڑکی کو واپس گھر لا کر لڑکی کو اس پر مجبور کر رہا تھا کہ میں جو کچھ کہوں تو اس میں کچھ نہ کہے گی اور اگر کچھ کہے گی تو میں تجھے مار ڈالوں گا-ایک ٹوٹی لاٹھی بھی اس کے ہاتھ میں تھی-مگر لڑکی کو اس پر مجبور نہ کر سکا کہ وہ اس کو اختیار دیدے جب اس طریقہ سے والد ناکامیاب ہوا تو باہر سے تین آدمی لایا جن میں سے ایک پیش امام تھا-جس نے بعد میں نکاح پڑھا اور دو بطور گواہ بلائے گئے-اگرچہ گواہ اور پیش امام مجبور کیے گئے ہیں تاہم یہ بیان دیتے ہیں کہ ہماری موجودگی میں والد لڑکی کو بیٹھنے کے لیے مجبور کر رہا تھا مگر وہ نہیں بیٹھی اور اس کی آنکھوں سے صرف آنسو بہہ رہے تھے-پیش امام صاحب کا بیان ہے کہ میں نے لڑکی کو تعلیم دی کہ متفکر نہ ہو ایسا ہوتا ہے لیکن لڑکی خاموش نہ ہوئی اور بدستور رو رہی تھی لڑکی کا والد غصہ میں آ کر مجھ سے پوچھنے لگا کہ میں اپنی لڑکی کی وکالت کر سکتا ہوں-میں نے کہا ہاں-اس کا والد مجھے بازو سے پکڑ کر باہر لے گیا اور کہا کہ مجھے اختیار حاصل ہے کہ لڑکی کی کوئی ضرورت نہیں-ان دونوں گواہوں کا بھی بیان ہے اور لڑکی کا بھی بیان ہے کہ میں نے والد کی بات نہیں سنی-میں نے بار بار ناراضگی ظاہر کی اور انکار کرتی رہی اور اس وقت والد صرف خاموش رہنے کو کہہ رہا تھا-میں نے ڈر کے مارے خاموشی اختیار کی اور بدستور زور زور سے روتی رہی-لڑکی کا والد بھی اقرار کرتا ہے کہ واقعی میں نے سخت ظلم کیا ہے-لڑکی کو جب نکاح کا علم ہوا تو کسی عالم کے پاس چلی گئی اور اس کو واقعات بیان کر کے ناراضگی کا اظہار کیا جس پر اس کو عالم کی طرف سے تسلی دی گئی کہ نکاح صحیح نہیں ہے-اسی طرح ڈپٹی کمشنر صاحب ہائی کورٹ کو بذریعہ رجسٹری اطلاع دے چکی کہ جبراً میرا نکاح پڑھایا گیا ہے-میں خود حاضر خدمت ہوں لیکن قید و بند میں رکھنے کی وجہ سے معذور ہوں-

﴿ج﴾

جس نکاح کے متعلق پوچھا گیا ہے-یہ نکاح صحیح نہیں-مندرجہ ذیل عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ نکاح بالکل غلط ہے-فی الدر المختار ص ۵۸ ج ۳ و **لا تجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولایة**

بالبلوغ فان استأذنها هو ای الولی وهو السنة او وکیله اورسوله او زوجها ولیها واخبرها رسوله او فضولی عدل فسکتت عن رده مختارة او ضحکت غیر مستهزءة او تبسمت او بکت بعد بلا صوت فلو بصوت لم یکن اذنا ولا رداحتی لو رضیت بعده انعقد تب اس کی تشریح میں علامہ شامی نے لکھا ہے کہ کیف والبکاء بالصوت قرینة علی الردو عدم الرضا وعن هذا قال فی الفتح بعد حکایة الروایتین والمعول اعتبار قرائن الاحوال فی البکاء والضحک الخ شامی ص ۵۹ ج ۳ روتہ بطل عالمگیری جلداول ان عبارات سے بخوبی معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں جس نکاح کے متعلق سوال کیا گیا ہے وہ قطعاً نکاح نہیں ہے کیونکہ بالغہ خودمختار ہوتی ہے اور اصل میں قرائن کا اعتبار ہوتا ہے- کما قال الشامی اور اس پر تمام فقہ احناف کا اتفاق ہے کہ اس قسم کا نکاح صحیح نہیں ہے- فقط واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم

بالغ لڑکی خود ایجاب وقبول کرسکتی ہے لیکن رشتہ دار کا ہونا افضل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکا جونومسلم ہے- ویسے وہ پیدائشی مسلمان ہے مگر اس کے باپ نے اسلام قبول کیا تھا- ایک لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے جس کا باپ سید اور ماں پٹھان ہے- کیا نکاح ہو سکتا ہے-

اگر نکاح ہوسکتا ہے تو اگر اس کا باپ نکاح میں شریک نہ ہو کیونکہ اس لڑکی کی والدہ اپنے خاوند سے طلاق حاصل کرچکی ہے- جبکہ یہ لڑکی صرف چند ماہ کی تھی اور لڑکی کے والد نے لڑکی کی ماں کو حق مہر کے متبادل یہ لڑکی لکھ دی تھی کہ جہاں چاہے اس کی ماں اس کا بیاہ کرسکتی ہے- کیا پھر والد کی غیر موجودگی میں نکاح ہوسکتا ہے- اگر خدانخواستہ ماں بھی نکاح میں شریک نہ ہو تو کیا لڑکی کی مرضی سے روبروئے دو گواہاں نکاح ہوسکتا ہے-

صورت مسئولہ میں اگر لڑکی کے خاندان والے سید یعنی لڑکی کے باپ کے رشتہ داران وہ اس غیر سید کے ساتھ نکاح ہونے پر معترض نہ ہوں تو وہ اس سید رشتہ دار عورت کے غیر سید مذکور شخص سے نکاح ہونے میں عار نہ سمجھیں تو نکاح صحیح ومعتبر ہوگا اور بالغ لڑکی روبروئے گواہان کے خود ایجاب وقبول کر کے نکاح کرسکتی ہے- لیکن

باپ یا کسی اور ولی رشتہ دار کا اس کے لیے نکاح کرنا اولیٰ وافضل ہے۔ کیونکہ لڑکی خود ایجاب وقبول کرے تو اس میں بے حجابی اور بے باکی ہے لیکن اگر وہ خود بھی ایجاب وقبول کر کے نکاح شرعی کرے گی تو نکاح باوجود والد یا دوسرے رشتہ کے عدم موجودگی کے صحیح ہوگا۔ الحاصل بالغ عورت بغیر کسی ولی رشتہ دار کے عدم موجودگی کے نکاح شرعی کرے تو وہ نکاح شرعاً صحیح رہتا ہے۔ بشرطیکہ غیر کفو میں نکاح کرنے کی صورت میں اس کے اولیاء رشتہ داران اس کے نکاح پر معترض نہ ہوں اور عار نہ سمجھیں اور اس نکاح کو نامنظور نہ کریں۔ فقط واللہ اعلم

''میں نے دونوں لڑکیاں تیرے دونوں لڑکوں کو دے دی ہیں'' مبہم جملے کی وضاحت کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو بھائی ایک کا نام ملک عمر حیات ہے۔ جو ماہڑہ میں رہتا ہے اور دوسرے کا نام حاجی غلام صدیق ہے جو کہ مدینۃ المنورہ میں قیام پذیر ہے۔ ان میں ملک عمر حیات کی دو لڑکیاں ہیں اور حاجی صاحب کے دو لڑکے ہیں۔ ملک عمر حیات نے خط بھیجا حاجی صاحب کی طرف کہ میں نے اپنی دونوں لڑکیاں تیرے دونوں لڑکوں کو دے دی ہیں۔ لہٰذا آپ قبول فرمائیں۔ تو حاجی صاحب نے وہاں مدینہ میں وہی خط پڑھوا کر دو گواہوں کے سامنے ملک حیات کے خط والی بات کو قبول کر کے واپسی جواب دیا کہ میں نے قبول کر لی ہیں تو کچھ ایام گزرنے کے بعد ملک عمر حیات نے خط بھیجا کہ شادی کی خوشی کے لیے کیا میں وہاں آؤں یا کہ آپ یہاں آئیں گے۔ تو حاجی صاحب نے جب یہ خط دیکھا تو وہ شادی کی غرض اور خوشی سے یہاں ماہڑہ میں آ گیا تو حاجی نے یہاں ایک سال گزارنے کے بعد اپنے بڑے لڑکے اور ملک عمر حیات کی بڑی لڑکی کی شادی کرا دی تو اب حاجی صاحب کا چھوٹا لڑکا رہا اور ملک عمر حیات کی چھوٹی لڑکی رہی تو اب ملک عمر حیات نے اپنی چھوٹی لڑکی کا نکاح اور جگہ پر کرا دیا تو اب کیا وہ پہلا نکاح تحریری درست ہے یا کہ نہیں؟ دوسرا ہوا یا کہ نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں ان الفاظ میں کہ ''میں نے اپنی دونوں لڑکیاں تیرے دونوں لڑکوں کو دے دی ہیں'' ابہام ہے۔ یہ نہیں کہا کہ کونسی لڑکی تیرے کونسے لڑکے کو دی ہے۔ اس لیے متعین نہ ہونے کی وجہ سے نکاح منعقد نہیں ہوا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ محرم ۱۳۸۹ھ

صرف اس اقرار سے کہ (میں لڑکی دے چکا ہوں) نکاح منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

سلام مسنون۔ شریعت کی رو سے درج ذیل مسئلہ پر مفصل وضاحت فرمائیں۔

(۱) دو آدمیوں کے سامنے ایک شخص نے ان دو آدمیوں میں سے ایک کو اپنی لڑکی دینے کا اقرار کیا، دعائے خیر اور کلمہ حق بھی پڑھے گئے۔ شرطیں نہیں پڑھی گئیں اور نہ ہی ایجاب وقبول کرایا گیا ہے۔ بعدہ مجمع میں لڑکی دینے والے نے اقرار کیا کہ میں لڑکی دے چکا ہوں۔ کیا نکاح ہو سکتا ہے۔

(۲) لڑکی دینے والے شخص کو بعد اقرار و دعائے خیر معلوم ہوا کہ جس شخص کو میں نے لڑکی دینے کا اقرار کیا ہے اُس شخص کا ناجائز تعلق میری بیوی سے تھا۔ لیکن اس وقت میں نے اس سے شادی نہیں کی تھی۔ جب لڑکی دینے والے شخص نے اپنی بیوی سے دریافت کیا تو اس نے دو اور گواہوں کے سامنے اس شخص سے (جسے لڑکی دی گئی) اپنے ناجائز فعل کا اعتراف کیا اور مزید کہا کہ اب بھی مجھے ناجائز فعل پر مجبور کرتا رہا ہے۔ لیکن میں مجبور نہیں ہوئی اور نہ ہی خاوند کو بتلایا۔ اس عورت کی لڑکی سے اس شخص کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) اب وہ شخص (جسے لڑکی دی گئی) حلف اٹھانا چاہتا ہے کہ میرا کسی قسم کا تعلق نہیں تھا۔ لیکن عورت علانیہ کہہ رہی ہے کہ میں حلفاً کہنے کو تیار ہوں کہ اس کا جرم تھا اور اب تک جرم پر اکساتا رہا ہے۔ حلف کہاں تک جائز ہے۔ نیز عورت کے فعل بد پر دوسری بستی کے ایک مرد نے بھی شہادت دی ہے۔ عورت کا مرد اُس شخص سے قسم لینا نہیں چاہتا اور نہ ہی لڑکی دینا چاہتا ہے۔ اب اُسے کیا کرنا چاہیے؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ انعقاد نکاح کے لیے ایجاب وقبول شرط ہے۔ **کما فی مختصر الوقایہ وینعقد بایجاب و قبول لفظهما ماض کزوجت وتزوجت او ماض و مستقبل کزوجه فقال زوجت الخ** ۔ صورت مسئولہ میں ایجاب وقبول شرعی نہیں پایا جاتا۔ اس لیے نکاح منعقد نہیں ہوا۔ صرف اس اقرار سے کہ میں لڑکی دے چکا ہوں سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ باقی چونکہ سابقہ اقرار وغیرہ سے نکاح منعقد نہیں ہوا۔ اب اگر لڑکی کے والد کو یہ شبہ ہے کہ شخص مذکور کا اس لڑکی کی والدہ سے ناجائز تعلقات قائم ہو چکے ہیں تو لڑکی کا رشتہ دینے کا اقرار اور وعدہ پورا کرنا اس پر ضروری نہیں۔ بلکہ لڑکی کا رشتہ نہ دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

میں نے اپنا تن تجھے خدا واسطے بخش دیا، کے الفاظ سے نکاح ہو جاتا ہے

﴿س﴾

مکرمی مفتی صاحب مدرسہ عربیہ ملتان ۔ السلام علیکم ۔ مؤدبانہ گزارش ہے کہ عزیزہ خاتون بنت صلاح خاتون وگل محمد زرگر ساکن نوشہرہ کنواری لڑکی نے دو گواہوں کے روبرو تین بار بدیں الفاظ، آغاز کلمہ شریف کہ میں تینکو اپنا تن خدا واسطے بخش دتا اور یکصد روپے سکہ جاریہ حکومت پاکستان بعوض حق مہر جس کی ادائیگی عین موقع پر گواہوں کے سامنے کی گئی ۔ اب براہ کرم اس کے متعلق فتویٰ دیں کہ نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ یہ تمام کارروائی بمقام نوشہرہ عمل میں لائی گئی ۔

منصبدار ولد میراں بخش کنڈی تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا

صورت مسئولہ میں مذکورہ الفاظ کے ساتھ دو گواہوں کے سامنے نکاح کرنا درست ہے ۔ شامی ص ۱۷ ج ۳ جلد ۲ پر ہے ۔ قوله كهبته (الى ان قال) واعلم ان المنكوحة اما أمة او حرة فاذا اضاف الهبة الى الأمة بأن قال لرجل وهبت امتى هذه منك فان كان الحال يدل على النكاح من احضار شهود وتسمية المهر معجلا ومؤجلا ونحو ذالك فيصرف الى النكاح وان لم يكن الحال دليلا على النكاح فان نوى النكاح وصدق الموهوب له فكذلك ينصرف الى النكاح بقرينة النية وان لم ينو ينصرف الى ملك الرقبة وان اضيفت الى الحرة فانه ينعقد من غير هذه القرينة لان عدم القبول المحل للمعنى الحقيقي يوجب الحمل على المجاز فهو القرينة الخ اور البدائع والصنائع ص ۲۵۳ پر ہے ۔ روى انه نهى عن النكاح السر فنقول بموجبه لكن نكاح السر ما لم يحضره شاهدان فاما ماحضره شاهدان فهو نكاح اعلانيه لقوله صلى الله عليه وسلم أعلنوا النكاح لأنها اذا حضراه شاهدين فقد أعلناه .

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

میں نے اپنی لڑکی فلاں لڑکے کو دی، مجلس کا اعتبار ہے، اگر مجلس نکاح کی تھی تو نکاح ہو گیا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ دو بچے تھے۔ دونوں کی طرف سے ایجاب وقبول ان کے سرپرستوں نے صغرسنی میں کیا۔ یعنی لڑکی کے والد نے تین دفعہ کہا کہ میں نے اپنی لڑکی فلاں کے لڑکے کو دے دی ہے اور لڑکے کی طرف سے اس کے چچازاد بھائی نے تین دفعہ کہا کہ میں نے قبول کیا۔ بعد ازیں بصورت منگنی رسم کی وجہ سے شیرینی تقسیم کی گئی اور فاتحہ خوانی بھی کی گئی۔ ایجاب وقبول کی گفت وشنید مابین گواہان ہوئی اور وہی گواہان اب بھی گواہی دینے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن اب لڑکی کے باپ نے ان پڑھ ہونے کی وجہ سے اس ایجاب وقبول کو منگنی سمجھ کر ایجاب وقبول سے منکر ہوئے اور اپنی لڑکی کو ورغلا کر منکر بنا دیا ہے۔ دیگر یہ بھی جناب سے مخفی نہ رہے کہ در مابین گواہان بطریق سنت ومستحب خطبہ وغیرہ نہیں پڑھا گیا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح پر لڑکی کے نکاح سے انکار کرنا نیز لڑکی کا انکار شرعاً صحیح ہے یا نہ؟ اس صورت میں ان حالات کے ماتحت اس لڑکی اور لڑکے کے مابین شرعاً نکاح منعقد ہوا یا نہیں کیا اس گفتگو کو منگنی قرار دیا جائے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

میں نے اپنی لڑکی فلاں لڑکے کو دے دی اور لڑکے کے چچازاد بھائی کی طرف سے یہ کہنا کہ میں نے قبول کیا۔ دو باتوں کا محتمل ہے نکاح کا احتمال بھی ہے اور منگنی کا بھی۔ اس طرح الفاظ کہے جاتے ہیں۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں مجلس میں یہ گفتگو لڑکے کے اور لڑکی والوں کے مابین ہوئی ہے۔ اگر یہ مجلس نکاح کے لیے منعقد کی گئی ہے۔ یعنی دونوں رشتہ دار اس مجلس میں لڑکے اور لڑکی کے مابین نکاح کرنا چاہتے تھے اور یہ گفتگو ہوئی تو اس کہنے سے نکاح منعقد ہو گیا۔ اب اس کے بعد لڑکی اور اس کے والد کا انکار کرنا شرعاً جائز اور صحیح نہیں ہیں۔ لڑکی کے والد کا فرض ہے کہ اپنی لڑکی اس کے خاوند کے حوالے کر دے اور لڑکی کا فرض ہے کہ اس کے ساتھ آباد ہو۔ خطبہ پڑھا جانا وغیرہ نکاح میں باعث برکت وثواب ہیں۔ نکاح اس پر شرعاً موقوف نہیں۔ جبکہ ایجاب وقبول گواہوں کے سامنے مجلس میں ہوئے ہیں۔ البتہ اگر یہ مجلس نکاح نہ ہو بلکہ یہ گفتگو دونوں کے رشتہ داروں کے مابین منگنی کے لیے ہو تو اگرچہ الفاظ ایجاب وقبول صورۃ پائے جاتے ہیں۔ شرعاً یہ ایجاب وقبول نہیں اور نکاح منعقد نہیں ہو گا۔ بلکہ شرعاً یہ گفتگو منگنی متصور ہو گی۔ اس امر کا فیصلہ کرنے کے لیے کہ مجلس کیسی تھی کسی عالم دین کو حکم بنا دیں۔ وہ

فیصلہ کرے گا۔ کما فی الدر المختار ص ۱۱ ج ۳ والثانی المضارع المبدؤ بھمزة او نون اوتاء کتزوجینی نفسک اذا لم ینو الاستقبال وکذا انا متزجک او جئتک خاطباً لعدم جریان المساومة فی النکاح او ھل اعطیتنیھا ان المجلس للنکاح وان للوعد فوعد الخ وفی شرحه ھذا . ان المجلس للنکاح ای لانشاء عقده لانه یفھم منه التحقیق فی الحال فاذا قال الاخر اعطیتکھا او فعلت لزم ولیس لاول ان لا یقبل الخ ص ۱۲ ج ۳. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

''میں نے اپنی بیٹی تیرے بیٹے کو دے دی، اس نے کہا کہ میں نے بیٹے کے لیے قبول کر لی''
ان الفاظ سے نکاح ہو جاتا ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی غلام حسین کہتا ہے کہ میں اور ملک غلام حسن اور موسیٰ ولد غلام حسن اور نواب ولد حسن ملک مرزا ولد ملک محمد حیات کے گھر جا کر بیٹھے۔ تو میرے بھائی غلام حسن نے ملک مرزا سے کہا کہ اگر تم نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دینا ہے تو کر دے اور نکاح کر لے تو ملک مرزا نے جواب دیا کہ میں نے اپنی لڑکی فاطمہ غلام حسین کے بیٹے غلام محمد کو دے دی ہے۔ تو غلام حسین والد غلام محمد نے کہا کہ میں نے اپنے بیٹے غلام محمد کے لیے قبول کر لی ہے۔ ملک مرزا نے یہ الفاظ دو مرتبہ کہے ہیں اور غلام حسین والد غلام محمد نے دو مرتبہ قبول کیا ہے۔ اتنے میں غلام حسن برادر غلام حسین نے کہا کہ غلام حسین بھائی کی لڑکی تیرے بیٹے محمد صدیق کو دے دی ہے۔ اس وقت ملک غلام حسین بھی موجود تھا۔ تو ملک مرزا نے اپنے بیٹے کے لیے قبول کر لی ہے۔ پھر دعاء کی گئی۔ آیا ان الفاظ سے نکاح کا شرعی ثبوت ہو جاتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

ان الفاظ سے نکاح ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ جمادی الاول ۱۳۷۸ھ

مجلس نکاح میں ان الفاظ کے ساتھ کہ
''میں نے اپنی بیٹی فلاں کے بیٹے کو دے دی ہے'' سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کے ماموں شیخ محمد یوسف صاحب نے اپنے والد صاحب شیخ حاجی صدر الدین صاحب جو کہ اب فوت ہو چکے ہیں کہ سامنے کہا کہ میں نے اپنی لڑکی تنویر بی بی عرف تن کا رشتہ اپنے بھانجے شیخ منیر احمد صاحب کو دے دیا ہے۔ یہ مجلس نکاح کے لیے تھی۔ اس وقت لڑکی اور لڑکا بالغ تھے تو لڑکے کی طرف سے اُس وقت اس کی والدہ سردار بیگم نے قبول کیا۔

﴿ج﴾

بر تقدیر صحت واقعہ ان کلمات سے عقد نکاح ہو گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ

''تم اپنی لڑکی میرے لڑکے کو دیدو'' کے الفاظ سے نکاح نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اور عمر دونوں ایک مجلس میں باہم اپنے لڑکا لڑکی کے رشتہ کی بات چیت کرتے ہیں۔ یعنی زید کی لڑکی ہے اور عمر کا لڑکا ہے۔ دونوں رسمی طور پر بات کرتے ہوئے لڑکے والے نے لڑکی والے سے کہا کہ تم اپنی لڑکی میرے لڑکے کو دیدو۔ لڑکی والے نے کہا کہ میں اپنی لڑکی کی منگنی تمھارے لڑکے سے کرتا ہوں۔ جب میری لڑکی جوان یعنی بالغ ہو جائے گی تو نکاح دیدوں گا۔ آیا شریعت محمدی کے اعتبار سے اس گفتگو کرنے سے یہ نکاح ہوا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں یہ وعدہ نکاح ہے۔ شرعی نکاح نہیں۔ محض ان الفاظ کی وجہ سے جو سوال میں درج ہیں۔ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ

میں نے اپنی دختر فلاں کے لڑکے کو دے دی، اس نے قبول کر لی، جیسے الفاظ سے نکاح ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً زید عمر کے پاس گیا۔ اپنے لڑکے کے نکاح کے لیے چند اشخاص لے کر اور عمر کے گاؤں کے آدمی بھی موجود تھے۔ عمر کے چچا نے کہا کہ اے عمر پکی دعائے خیر کر تو عمر نے کہا کہ میں نے اپنی فلانی دختر زید کے فلانے لڑکے کو دیدی ہے۔ تو زید نے لڑکے مذکور کے لیے قبول کر لی اور یہ الفاظ جانبین نے تین بار کہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان الفاظ سے نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اگر ہو جاتا ہے تو کیا عمر اپنی لڑکی دوسری جگہ بلا طلاق نکاح کر دے تو اس کا کیا حکم ہے اور ثانی نکاح میں شرکت کرنے والوں کے ساتھ معاملات دینی و دنیوی جائز ہیں یا کہ ناجائز۔ بحوالہ قرآن مجید و حدیث نبوی و کتب احناف مطلع فرمائیں۔

(نوٹ) پکی دعاء خیر ہمارے ملک میں رواج کے مطابق نکاح کو کہتے ہیں۔

صورت مسئولہ میں غور کیا جائے کہ یہ مجلس نکاح کے لیے منعقد کی گئی تھی اور گواہان کو مقرر کرنا، لڑکی سے استیذان، مہر کا تسمیہ وغیرہ قرائن اگر پائے جائیں۔ جس سے اس لفظ کو ایجاب اور اس کے بعد قبول قرار دیا جا سکے تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ ورنہ بصورت عدم ان قرائن کے مجلس کا تقرر بھی صرف منگنی اور خطبہ قبول کے لیے تھا۔ تو یہ الفاظ بجائے نکاح کے وعدہ نکاح تصور ہوں گے اور نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ ان امور کی تحقیق فریقین کے افراد مل کر کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صغراں بی بی مقصود کو دیدی ہے، الفاظ ھبہ ہیں اور ھبہ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے، بشرط نیت اور قرینہ نکاح موجود ہو

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ منکہ خان محمد ولد غلام محمد قوم کھاکھی ساکن محال کھاکھی تحصیل و ضلع مظفر گڑھ کا ہوں۔ ہوش و حواس و عقل و فراست و صحیح حواس خمسہ سے بذریعہ ڈاک روبرو گواہاں تحریر کر دیتا ہوں

اور لکھ دیتا ہوں کہ مسماۃ صغراں بی بی دختر خان محمد مذکور عمر سات سال کی مسمی محمد مقصود پسر اللہ ڈتہ ولد میاں پیر بخش قوم بھٹی ساکن چک نمبر۲ تحصیل خانیوال ضلع ملتان کو دیدی ہے۔ جس وقت بالغ ہوئی بغیر کسی حیل وحجت کے مسمی محمد مقصود کو نکاح کر دوں گا۔ کسی قسم کا عذر نہیں کروں گا۔ میں نے یہ لڑکی مسماۃ سکینہ بی بی دختر نبی بخش بھٹی کے بدلہ میں دی ہے۔ اگر لڑکی کے دینے میں کسی قسم کا عذر کروں گا تو مبلغ پانچ ہزار روپیہ ادا کروں گا اور اس کا خرچہ وغیرہ بذمہ خود ہوگا۔ مورخہ ۶۵/۱۰/۱۲ العبد خان محمد مذکور

گواہ شد
نواب ولد غلام حیدر قوم بھٹی چک نمبر۲ تحصیل خانیوال ضلع ملتان

گواہ شد
غلام ولد ہاشم قوم ماچھی ساکن چک نمبر۲ تحصیل خانیوال ضلع ملتان

گواہ شد
بہاول خان ولد رہان خان قوم سیال ہراج چک نمبر۲ تحصیل خانیوال ضلع ملتان

﴿ج﴾

مسماۃ صغراں بی بی مسمی مقصود کو دیدی ہے۔ یہ الفاظ ھبہ ہیں اور ھبہ کے الفاظ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ نیۃ اور قرینہ نکاح موجود ہو۔ مثلاً مجلس نکاح کا انعقاد گواہاں نکاح اور بیان مہر وغیرہ کا ذکر ہو۔ اگر نیۃ اور قرینہ نکاح موجود نہ ہو بلکہ منگنی کے طور پر یہ الفاظ کہے تو اس سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ **قال فی الدر المختار ص ۱۶ ج۳ وانما یصح بلفظ تزویج ونکاح لانهما صریح وما عداهما کناية وهو کل لفظ وضع لتملیک عین کهبة وتملیک الی قوله بشرط نية او قرينة وفهم الشهود المقصود الخ وفی ردالمحتار وقوله بشرط نية الخ . هذا ما حققه فی الفتح ردا علی ما قد مناه (الی قوله) وملخصه انه لابد فی کنایات النکاح من النية مع قرينة او تصديق القابل للموجب وفهم الشهود المراد او اعلا امهم به اه . ص ۱۸ ج۳**

اس روایت سے جو شرط مفہوم ہوتی ہے۔ سوال کی اس عبارت سے (کہ جس وقت بالغ ہوئی بغیر کسی حیل و حجت کے مسمی محمد مقصود کو نکاح کر دوں گا) اس شرط کا ارتفاع معلوم ہوتا ہے۔ نیز نکاح کے قبول کا بھی کوئی ذکر نہیں۔ پس صورت مسئولہ میں نکاح منعقد نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ

لفظ دیدی سے اگر مراد نکاح ہے تو انعقاد ہو جائے گا، اگر صرف منگنی مراد ہے تو نکاح نہیں

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے یتیم بھتیجے کی طرف سے متولی ہے۔ عوام الناس اور اپنی جمیع برادری کے سامنے اپنی نابالغہ لڑکی کی نسبت جس کو عرف عام میں منگنی کہتے ہیں بایں الفاظ کر دی کہ میں نے اپنی لڑکی (جس کا نام بھی نامزد کر دیا) اپنے اس بھتیجے جس کا ولی میں ہوں کو دے چکا ہوں اور رسم منگنی بھی مثلاً کپڑے پہنانا، زیورات پہنانا، چھوبارے وغیرہ بانٹنا۔ برادری کے سامنے رسم ورواج دعاء خیر بھی کر دی۔ بعد ازاں کچھ دن بعد کسی معاملہ میں برادری نے اس درجہ کا زور دیا بلکہ ڈرانے اور دھمکانے سے اس بات پر اس کو مجبور کیا کہ وہ اپنے بھتیجے کے ساتھ کی ہوئی منگنی سے پھر کر دوسری جگہ نکاح کر دے۔ ورنہ اسے بے عزت کیا جائے گا اور خوب ذلیل کیا جائے گا۔ بے عزتی اور جان کے خطرہ سے اس نے دوسری جگہ جہاں برادری نکاح کروانا چاہتی تھی۔ لڑکے والے کی طرف سے ایجاب دو گواہ بلکہ تمام برادری کے سامنے ہو چکا تھا۔ روتے دھوتے ناخواستہ حالت سے اپنی اسی نابالغہ لڑکی کی طرف سے قبول کر لیا۔ اب علماء کرام متعنا اللہ بعلومهم سے یہ امر دریافت طلب ہے کہ پہلی صورت منگنی بطریق مذکور میں نکاح ہو جاتا ہے یا نہ؟ اگر ہو جاتا ہے تو دوسرا نکاح بالجبر پڑھانے اور پڑھنے والوں کے لیے عند الشرع کوئی سزا ہے یا نہ؟ اور اگر نہیں ہوتا تو دوسری صورت جس میں جبر وبغیر رضامندی والد کے سخت وعید کے سبب نکاح کر دیا گیا تو اس صورت میں نکاح ہو جائے گا یا نہ؟ بینوا توجروا

مسئلہ ہذا میں عرف کا اعتبار ہے۔ جن مضافات میں منگنی اور نکاح میں عرفاً فرق کیا جاتا ہے۔ اس میں حکم یہ ہے کہ متولی مذکور سے اس اقرار کے متعلق پوچھا جائے کہ وہ دیدی کے لفظ سے نکاح مراد لے رہا تھا یا وعدہ نکاح یعنی منگنی۔ اگر نکاح مراد لے رہا تھا تو چونکہ وہ متولی طرفین ہے تو اس کا اقرار صحیح ہوگا اور نکاح اول منعقد ہوگا اور اگر وہ وعدہ نکاح یعنی منگنی مراد لے تو نکاح اول صحیح نہیں۔ نکاح ثانی صحیح ہے اور جن مقامات میں منگنی کا طریقہ رائج نہ ہو وہاں بہر حال نکاح اول صحیح ہوگا۔ اور نکاح ثانی ناجائز۔ نیز جس صورت میں نکاح اول صحیح ہے۔ اس جگہ نکاح ثانی میں شریک ہونے والوں کو توبہ کرنی چاہیے اور بصورت عدم صحت نکاحِ اول ثانی نکاح میں باقی

شرکاء تو گنہگار نہ ہوں گے۔ البتہ خود متولی بوجہ خلاف وعدہ نکاح دوسری جگہ نکاح کرانے سے خلف وعد کا گنہگار ہوگا۔ اس کو تو بہر حال توبہ کرنی چاہیے۔ لیکن بوجہ اکراہ کے ممکن ہے۔ اس کو خلف وعد بھی لازم نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۷ ذی قعدہ ۱۳۷۱ھ

تملیک عین فی الحال کے الفاظ سے نکاح صحیح ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے متعلق جس کی تحریر حسب ذیل ہے۔ باعث تحریر کا یہ ہے کہ منکہ مسمی کالو ولد محمد ذات سوہیہ بیت وساوا پیشہ زراعت اقرار برضامندی وخوشی وتندرستی خود اس بات پر کرتا ہوں کہ اپنی لڑکی فورومائی حیات دختر خود مسمی خمیسہ ولد غلام علی ذات سوہیہ موضع کلانگ پیشہ زراعت کا ہے کے حوالے کر دی ہے۔ اگر خدانخواستہ مجھ کو قضا آ جاوے تو اس میری دختر مائی حیات کے ساتھ کسی شخص کا لین دین نہ ہوگا اس کا مالک ملک خمیسہ ہوگا۔ مگر اینکہ ملک خمیسہ بوقت بلوغت کا مذکا مالک ہوگا اور اپنی برادری کے لین دین کے ساتھ شادی کرے گا۔ بغیر بالغ ہونے کے ملک خمیسہ کا کچھ اختیار نہ ہوگا۔ لہٰذا میں اقرار نامہ لکھ دیتا ہوں کہ ملک خمیسہ ولد ملک غلام علی سوہیہ کے لیے سند رہے اشٹام پر انگوٹھہ لگا دیا۔ بمع گواہان اب مائی حیات بالغہ ہو چکی ہے ملک کالو اور ملک خمیسہ کے درمیان نزاع پڑ گیا ہے۔ ملک کالو اپنی لڑکی ملک خمیسہ کو نہیں دیتا ملک خمیسہ میں انتقام کے جذبات موجود ہیں۔ ملک کالو کہتا ہے میں نے نکاح نہیں کر دیا تھا میں نے وعدہ کیا تھا۔ علماء دین کی خدمت میں اشٹام پیش ہے جو فیصلہ شرعی ہو تحریر فرماویں تاکہ اس پر عمل کیا جاوے بینوا توجروا

﴿ج﴾

نکاح کے انعقاد کے لیے دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول ضروری ہے اس تحریر میں ایجاب کے لیے جو لفظ درج کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ (حوالے کر دی ہے) لفظ حوالے سے نکاح صحیح نہیں۔ نکاح ان الفاظ سے صحیح ہوتا ہے جو تملیک عین فی الحال کے لیے موضوع ہوں لفظ حوالہ کا استعمال دین کے لیے صحیح ہے عین کے لیے نہیں۔ وتصح فی الدین لافی العین (درمختار ج۵ مطبوعہ ایچ ایم سعید ص ۳۴۲) مجازاً توکیل میں مستعمل ہے و لفظ حوالة یستعمل فی الوکالة (درمختار ص ۳۴۶ ج ۵) اے مجاز (شامی مطبوعہ ایچ ایم سعید ص ۳۴۶ ج ۵) یہاں اگر توکیل بھی لیا جاوے تب بھی یہ ایجاب نہ ہوا بلکہ توکیل بالا یجاب ہوا جو رکن نکاح نہیں۔ دوسرا

لفظ جو مذکور ہے (کہ اگر میری قضا آ جاوے تو اس دختر کا مالک خمیسہ ہوگا) یہ بھی وصیت ہے اور لفظ وصیت سے بھی نکاح صحیح نہیں- وانما یصح بلفظ تزویج و نکاح لانهما صریح و ماوضع لتملیک عین کاملة فی الحال خرج الوصیة غیر المقیدة بالحال (درمختار مطبوعہ ایچ ایم سعید ص ۱۶ ج ۳) بان کانت مطلقة او مضافة الی ما بعد الموت (شامی مطبوعہ ایچ ایم سعید) نیز اشٹام میں تو فقط کا لوکی طرف سے ایجاب ہے قبول تو نہیں ہے نہ قبول کا حوالہ دیا گیا ہے اور فقط ایجاب سے نکاح کیسے ہو سکتا ہے- لہٰذا الفاظ اشٹامپ مذکور سے کس طرح بھی نکاح ثابت نہیں- ان الفاظ مندرجہ اشٹامپ سے نکاح شرعی منعقد نہیں ہوتا اگر اشٹامپ کے علاوہ کسی مجلس میں باقاعدہ ایجاب وقبول کے ساتھ نکاح منعقد کر لیا ہے اور اس کا شرعی ثبوت ہو تو نکاح صحیح ہوگا- واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

"تیرے ملک کر دی" "مجھے آمین ہے" سے نکاح کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کی شادی ایک گھر طے پاتی ہے- شادی کے دن کا تعین ہوتا ہے- چنانچہ معین دن دولہا بارات لے کر دولہن کے گھر شادی کے لیے جاتے ہیں- اور حسب معمول انعقاد نکاح کی مجلس منعقد ہوتی ہے- لڑکی سے جب موافق حکم شرع شریف اس دولہا کے ساتھ نکاح کی اجازت طلب کی جاتی ہے- بعد ازاں نکاح خوان دولہا سے مخاطب ہو کر اس لڑکی کا نام لے کر کہتا ہے کہ فلاں لڑکی میں نے اتنے مہر عوض تیرے ملک کر دی- یہ کہہ کر خود نکاح خوان دولہا کو تلقین کرتا ہے کہ تو کہہ مجھے آمین ہے- چنانچہ دولہا حسب تلقین نکاح خوان کہتا ہے- مجھے آمین ہے- اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ تیرے ملک میں دی سے ایجاب اور مجھے آمین ہے میں قبول متحقق ہو کر نکاح منعقد ہو جائے گا یا نہیں دلائل سے اس مسئلے پر روشنی ڈالیں-

اصطلاح فقہاء کرام میں ہر وہ لفظ صالح للعقد جو احد المتزوجین یا ان کے ولی یا وکیل کی طرف سے اولاً صادر ہو ایجاب ہے اور جو ثانیاً صادر ہو قبول ہے- فقہاء کرام کے نزدیک ایجاب وقبول کے لیے ہر وہ لفظ کافی ہے جو اس عقد شرعی مخصوص پر دلالت کرے- یعنی جو لفظ بھی تملیک وتملک عین پر دلالت کرے- (جو اس عقد نکاح سے مقصود ہے) وہ ایجاب وقبول کے لیے کافی ہے- شرعاً کوئی لفظ ایجاب وقبول کے لیے بایں معنی

مقرر نہیں- جس کے بغیر نکاح منعقد نہ ہوسکتا ہو- کیونکہ فقہاء کرام کے نزدیک عقود میں معانی کا اعتبار ہے یعنی جو چیز بھی مقصود عقد پر دلالت کرے گی وہ انعقاد عقد کے لیے کافی ہے-

ان تمہیدی معروضات کے بعد مسئلہ مسئولہ بالکل واضح اور صاف ہو جاتا ہے- کیونکہ (۱) تیرے ملک میں دی سے حسب صراحت فقہاء کرام ایجاب متحقق ہو جاتا ہے- هدایه مع فتح القدیر ص ۱۰۶ ج ۳ پر ہے- لان التملیک سبب لملک المتعة فی محلها بواسطة ملک الرقبة بحر الرائق ص ۸۵ ج ۳ ولانه یدل علی تملیک العین المطلوب من العقد لہٰذا جملہ تیرے ملک میں دی سے ایجاب کا وجود مسلم عند الفقہاء ہے- (۲) مجھے آمین ہے- سے قبول متحقق ہو جائے گا- کیونکہ (الف) لغت کی مشہور و معروف کتاب فیروز اللغات ص ۳۱ پر آمین کے بحث میں لکھتے ہیں کہ آمین کہنا قبول کرنا' ماننا ہاں میں ہاں ملانا (ب) لفظ آمین کے صلات بدلنے سے معنی بدل جاتے ہیں- چنانچہ اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ آمین اللہ خدا کی پناہ- خدا نہ کرے، نعوذ باللہ یعنی جب آمین کا صلہ لفظ اللہ ہو تو اس کے یہ مذکورہ معانی ہوں گے اور جب لفظ آمین مکرر آ کر ہونا اس کے ساتھ متعلق ہو تو آمین آمین ہونا اور اس کے معنی ''امن چین سے ہونا، خوشیاں منانا، مراد بر آنا ہوتے ہیں- تو جب اس کے معنی ہمہ وقت استجب یعنی قبول کر ہی کے نہیں آتے بلکہ ماننے، ہاں ہاں میں ملانے، قبول کرنے وغیرہ کے معنی بھی آتے ہیں تو وہ مجھے آمین ہے، سے قبول متحقق ہو کر نکاح منعقد ہو جائے گا- بالخصوص جبکہ مجلس بھی نکاح کی ہے- جو قرینہ اور دلیل قوی ہے اس معنی پر-

(ج) لفظ آمین قبول و منظور کے معنی میں نہ صرف اردو زبان میں مستعمل ہے بلکہ پنجابی زبان میں بھی بکثرت مستعمل ہے- پنجابی زبان کے ماہرین کا کلام بطور استشہاد پیش کیا جاتا ہے- پنجابی زبان کے ماہر اور قادر الکلام شاعر پیر وارث شاہ جن کا پنجابی ادب میں بہت اونچا مقام ہے- اپنی کتاب ''ہیر رانجھا'' میں لکھتے ہیں-

جنہاں شک کیتا او گمراہ ہوئے پڑھ کے دیکھ ولا الضالین قاضی

اک وار جے رانجھا دید دیوے آکھاں لکھ تھیں لکھ آمین قاضی

یعنی قاضی (نکاح خواں) صاحب آپ کھیڑے کے ساتھ نکاح کرنے پر مجھے مجبور کرتے ہیں میں یہ کبھی تسلیم نہیں کروں گی- ہاں اگر میرا محبوب رانجھا ایک بار بھی منہ دکھادے تو لاکھ بار آمین کہوں گی یعنی لاکھ بار قبول کروں گی- اسی طرح حکیم عبد اللطیف صاحب عارف اپنی مشہور کتاب ''کملی والا'' کے ص ۴۷ پر لکھتے ہیں-

ہو آزاد بلال نے آن ملی خدمت رحمۃ للعالمین میناں- نہ رہ بلینہ توں عارفا چاں کیونکہ جنہاں بولیا حرف آمین میاں- یعنی جنھوں نے اسلام قبول کیا- وہ حضور علیہ السلام کے در مقدس کو کیونکر چھوڑ کر جا سکتے ہیں-

ان دونوں حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ آمین کے معنی قبول کرنا، منظور کرنا، نہ صرف لغۃً ہی بلکہ اہل زبان اس کو ان معنوں میں عام طور پر استعمال کرتے ہیں۔ لہٰذا ''مجھے آمین ہے'' سے قبول کا پایا جانا ایک واضح بات ہے۔

اور اگر بطور تنزل یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ آمین کہنے کے معنی قبول کرنے کے نہیں آتے تو پھر بھی اس مجلس میں جو نکاح کے لیے منعقد کی گئی ہے۔ ایک شخص (نکاح خواں) کہتا ہے کہ میں عورت کا نکاح اتنے مہر کے عوض تیرے ساتھ کرتا ہوں اور اس کے جواب میں کہنا کہ مجھے آمین ہے تو اس سے انعقاد نکاح میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ کیونکہ فقہاء کرام کے نزدیک عقود میں معانی کا اعتبار ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات مقصود (عند تملیک و تملک) پر دلالت فعل کو قبول سمجھ کر انعقاد نکاح کا حکم دیا جاتا ہے۔ مثلاً اخرس کے قبول کے لیے صرف اثباتاً سر ہلا دینا ہی کافی سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی عورت دو گواہوں کے سامنے یہ کہتی ہے کہ میں نے اتنے مہر کے عوض اس مرد سے نکاح کیا اور زبان سے کچھ نہیں کہا بلکہ اسی مجلس میں مہر ادا کردیتا ہے۔ صاحب ہدایہ نے ادائیگی مہر کے فعل کو قبول کے حکم میں کہہ کر انعقاد نکاح کا فتویٰ دیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مرد عندالشہود کسی عورت کو کہتا ہے کہ تو میری ہوگئی یا کہتا ہے کہ میں تیرا ہوگیا اور عورت جواب میں کہتی ہے مجھے منظور ہے تو حسب صراحت بحرالرائق عن خلاصہ نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اس نظیر سے معلوم ہوا کہ ایجاب کے لیے کوئی خاص لفظ مخصوص نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مرد عندالشہود کسی عورت کو کہتا ہے کہ ''اے میری بیوی'' اور عورت جواب میں کہتی ہے ''جی حضور'' تو تاتارخانیہ نے انعقاد نکاح کی صراحت کی ہے۔ اسی طرح اگر مرد کہتا ہے کہ میرا حق تیرے منافع میں ثابت ہوگیا اور عورت جواب میں عندالشہود کہتی ہے کہ ''ہاں'' ان نظائر سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ انعقاد نکاح کے لیے لفظ ''زوجتک'' اور قبول کے لیے ''قبلت'' کا ہونا ضروری نہیں بلکہ ہر وہ لفظ یا چیز جو مقصود عقد یعنی تملیک و تملک عین پر دلالت کرے انعقاد نکاح کے لیے کافی ہے۔

حتیٰ کہ اگر ایک شخص نابالغہ لڑکی کے باپ کو کہتا ہے ''زوجنی ابنتک'' اور مخطوبہ کا باپ جواب میں کہتا ہے کہ زوجتک تو صاحب ہدایہ و مجمع (جو اس کے ایجاب ہونے کے قائل ہیں) نے صراحت کی ہے کہ باپ کا یہ ایک ہی جملہ کہ زوجتک ایجاب و قبول دونوں کے قائم مقام ہوگیا اور نکاح منعقد ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ ایک ہی جملہ بایں صورت مقصود عقد پر دلالت کررہا ہے۔

خلاصہ یہ کہ ''تیرے ملک میں دی'' سے ایجاب اور ''مجھے آمین ہے'' سے قبول متحقق ہو کر صحت نکاح کا حکم لگایا جائے گا۔ سائل کو غالباً لفظ آمین عربی کے معنی استجب اسم فعل سے شبہ ہوا ہے۔ حالانکہ یہاں وہ معنی مراد نہیں۔ کیونکہ آمین کے معنی جیسا کہ بیان ہوا استجب کے علاوہ بھی دوسری زبانوں میں ہیں اور دوسرے معنوں

میں یہ لفظ عرفاً مستعمل بھی ہے اور قرینہ بھی دوسرے معنی کی تعیین پر دلالت کرتا ہے۔

کتبہ احقر عبداللطیف مفتی دارالافتاء مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی ضلع بہاولنگر سوال مذکورہ کے مطابق جب کہ دولہا نے کہا کہ مجھے آمین ہے۔ نکاح منعقد ہو گیا ہے۔ مفتی عبداللطیف صاحب کا عرف کے ثبوت میں لغت وغیرہ کے حوالہ جات پیش کرنا صحیح ہے۔ لیکن نکاح خوان حضرات کو صحیح الفاظ مجھے قبول ہے چھوڑ کر دوسرے الفاظ کے ساتھ قبول کرنے سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ تاکہ عوام المسلمین میں فتنہ برپا نہ ہو۔ نیز اسی قسم کا ایک سوال خیر المدارس ملتان میں آیا جس میں تحریر تھا کہ دولہا نے کہا ''آمین'' اور پورا جملہ ''مجھے آمین ہے'' نہیں تھا جس کا جواب نفی انعقاد نکاح کے ساتھ تحریر کیا گیا تھا اور وہ خدام الدین میں شائع بھی ہو چکا ہے معلوم ہوتا ہے کہ سائل حضرات اپنے حسب منشاء سوالات تحریر کر کے جواب حاصل کر لیتے ہیں۔ پھر اختلاف کی نسبت علماء اہل فتویٰ کی طرف کرتے ہیں۔ لہٰذا ایسے سائل حضرات سے ہوشیار رہنا ضروری ہے۔

فقط محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۶ شوال ۱۳۹۲ھ

لفظ ''دے دی'' سے اس وقت نکاح ہوگا جب کہنے والی کی نیت نکاح کی ہو

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین۔ صورت مسئولہ یہ ہے کہ ایک مجلس منعقد ہوئی جو چھ افراد پر مشتمل تھی۔ دو عورتیں اور چار مرد اس مجلس میں ایک مرد نے کہا ہے دوسرے مرد کو کہ میری فلاں لڑکی جو نابالغہ ہے میں نے تمھیں دے دی ہے۔ دوسرا مرد بالغ تھا اس نے کہا ہے میں نے قبول کر لی ہے۔ مذکورہ گفتگو کے بعد قبول کرنے والے مرد نے کہا ہے ان دو مردوں اور دو عورتوں کو جو وہاں بطور گواہ تھیں تم نے یہ بات سن لی ہے۔ انھوں نے کہا ہاں صرف یہی گفتگو ہوئی مولوی صاحب بھی نہیں تھے اور عبارت نکاح نہیں کہلوائی گئی مٹھائی وغیرہ تقسیم نہیں ہوئی۔ بعد میں مجلس برخواست ہوگئی۔ آخر میں دعا پڑھی گئی ہے فرمایئے شرع شریف کی رو سے مذکور شخص کا نکاح اس نابالغہ لڑکی کے ساتھ ہو گیا ہے یا نہیں بغیر طلاق دینے مرد کے لڑکی کا نکاح کسی اور جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

''دے دی ہے'' کے لفظ سے نکاح اس وقت صحیح ہوتا ہے جبکہ بولنے والے کی نیت نکاح کی ہو یا وہ مجلس نکاح کے لیے منعقد کی گئی ہو۔ بظاہر یہ مجلس نکاح کے لیے منعقد نہیں ہوئی تھی۔ اب لڑکی کا والد اگر کہہ دے کہ

میری مراد نکاح کرانے کی تھی اور دوسرا شخص بھی کہہ دے کہ میں نے نکاح کے طور پر اسے قبول کیا ہے تو نکاح ہو گیا ورنہ نہیں اول صورت میں طلاق کی ضرورت ہوگی دوسری میں نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم

دونوں طرف سے مہر مقرر کرنے سے شغار لازم نہیں آتا اور نکاح بلا ریب صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ دو آدمیوں نے اپنے لڑکوں کا آپس میں ایک دوسرے کے گھر نکاح کیا۔ شغار کے طریقے پر اور نکاح کے وقت دونوں جانب سے مہر بھی مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد ایک جانب سے شادی بھی مکمل ہوگئی ہے اور مہر مقررہ بھی ادا کیا گیا ہے۔ تو کیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

یہ نکاح بلا شبہ صحیح اور درست ہے۔ صورت مسئولہ میں نکاح کیا گیا ہے وہ شغار نہیں۔ شغار اُسے کہتے ہیں کہ جانبین سے مہر مقرر نہ ہو۔ **وتفسير الشغار في الروايات الكثيرة في صحيح مسلم ص ۴۵۴ ج ۱ عن ابن عمر رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الشغار والشغار ان يزوج ابنته على ان يزوجه ابنته وليس بينهما صداق قال القرطبي تفسير الشغار صحيح موافق لما ذكره اهل اللغة فان كان مرفوعا فهو المقصود وان كان عن قول الصحابي فمقبول ايضا لانهم اعلم بالمقال واقصد بالحال اه .** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۲ ذوالقعدہ ۱۳۸۸ھ

مہر اگر الگ الگ ہو تو شغار لازم نہیں آتا، نکاح منعقد ہو جاتا ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی لڑکی ہندہ کا نکاح عمر کے لڑکے بکر کے ساتھ کیا اور عمر کی لڑکی زینب کا نکاح اپنے لڑکے سے کرا دیا اور ہر ایک لڑکی کا مہر علیحدہ علیحدہ مقرر کیا گیا۔ اس قسم کا نکاح شرعاً نافذ و جائز ہے یا نہیں؟ بعض لوگ شغار کہتے ہیں۔ کیا واقعی یہ شغار ہے؟

﴿ج﴾

جب مہر علیحدہ علیحدہ رکھا گیا اور جملہ شرائط نکاح ایجاب وقبول و وجود شاہدین موجود ہوں تو یہ نکاح جائز ہے۔ یہ شغار نہیں ہے۔ شغار میں محض نکاح ہی طرفین سے عوض ہوتا ہے۔ مہر نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نکاح کے بعد شرائط کے لگانے سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

﴿س﴾

ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا اور شرط یہ لگائی کہ اس کے بدلہ میں اگر تو نے مجھے لڑکی دی تو یہ نکاح جائز ہے ورنہ نہیں ہوگا۔ یہ بات بعد از نکاح کی تھی اور اس نے کہا کہ جب تک بدلہ نہ دو گے تو میں شادی نہیں کروں گا۔ اب اس نے بدلہ نہیں دیا ہے۔ کیا اس کا نکاح باقی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ نکاح منعقد ہو گیا ہے۔ نکاح کے بعد شرائط لگانے کا نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لہٰذا شخص مذکور پر لازم ہے کہ اپنی لڑکی کی شادی اس کے خاوند کے ساتھ کر دے۔ اسی طرح اگر اُن لوگوں نے شخص مذکور کو دینے کا وعدہ کر لیا تھا تو اُن کو ایفاء عہد وعدہ پورا کرنا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

وٹہ سٹہ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہے، مہر الگ الگ ہوں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح وٹہ سٹہ پر کیا تھا۔ لڑکی کچھ عرصہ خاوند کے گھر آباد رہی۔ بعد میں گھریلو جھگڑے کی وجہ سے لڑکی میکے آ گئی اور اس کے وٹہ والی بھی میکے چلی گئی۔ اس لڑکی کا بھائی فوت ہو گیا۔ تو انھوں نے لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا۔ اب اس دوسری لڑکی کا خاوند زندہ ہے۔ لیکن اس کا باپ اس لڑکی کی شادی دوسری جگہ کر دیتا ہے۔ خاوند سے طلاق نہیں لی جاتی۔ وہ اہلحدیث عالم

سے دریافت کرتے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ وٹہ سٹہ کا نکاح حرام ہے۔ جبکہ نکاح حرام ہے تو طلاق کی ضرورت نہیں۔ اس فیصلہ پر اس نے لڑکی کی قیمت مبلغ آٹھ صد روپے لے کر ایک دوسری جگہ نکاح کر دیا ہے۔ کیا یہ نکاح حلال ہے یا حرام؟ (۲) اب اس لڑکی کا نکاح جس لڑکے سے کیا گیا ہے۔ اس کے بھائی کو میں نے اپنی لڑکی کا رشتہ دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے اور وہ لڑکا اپنے بھائی کا اس نکاح کے معاملہ میں پورا معاون ہے اور رقم بھی خرچ کی ہے اور آئندہ بھی اس سے کسی قسم کا تعلق توڑنے پر راضی نہیں۔ بلکہ وہ آئندہ بھی اُس سے ہر طرح کی امداد پر آمادہ ہے۔ باوجود اس مسئلہ کے سمجھانے پر بھی۔ لہٰذا میں اپنی لڑکی کا رشتہ دیدوں تو اس سے مجھ پر کوئی شرعی بار نہ ہوگا اور اگر نہ دوں تو بدعہدی تو مجھ پر ثابت نہ ہوگی۔ ایسے آدمی سے جو حدود اللہ کو جان بوجھ کر توڑے۔ اس سے لین دین یا رشتہ داری حلال ہے یا حرام؟ جواب سے مطلع فرمائیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (۱) وٹہ سٹہ سے جو نکاح کیے جائیں وہ دونوں شرعاً ہو جاتے ہیں اور بغیر طلاق لیے ان میں کسی لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا ہرگز درست نہیں۔ صورت مسئولہ میں یہ نکاح ناجائز اور نکاح بر نکاح شمار ہوگا۔ كما قال في الهداية مع فتح القدير مطبوعه مكتبه رشيديه كوئٹه ص ۲۲۲ ج ۳ (واذا زوج الرجل ابنته على ان يزوجه الآخر بنته او اخته فيكون احد العقدين عوضا عن الآخر فالعقدان جائزان ولكل واحدة منهما مهر مثلها)

(۲) ایسے فاسق فاجر شخص کے ساتھ رشتے نہ کریں۔ اور رشتہ دینا ایسے شخص کو شرعاً کوئی جرم نہیں اور نہ یہ بدعہدی شمار ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

وٹہ سٹہ کا نکاح صحیح ہے، بشرط مہر کہ ہر زوج اپنی بیوی کو مہر دے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص ہے جس کا نام زید ہے اور اس کی ایک لڑکی ہے۔ جس کا نام جب ہے اور دوسرا شخص ہے جس کا نام بکر ہے اور اس کی ایک لڑکی ہے جس کا نام ہے شکنہ اور ان دونوں کی بیویاں جو پہلے تھیں وہ فوت ہو چکی ہیں اور یہ جو لڑکیاں ہیں ان میں سے تھیں۔ اب زید اپنی لڑکی کا نکاح بکر سے

کرنا چاہتا ہے اور بکر اپنی لڑکی کا نکاح زید کے ساتھ کرنا چاہتا ہے۔ آیا اس طرح آپس میں رشتہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔ شرعاً جائز ہے کہ ایک شخص اپنی لڑکی کسی کو نکاح میں دے اور وہ اپنی لڑکی فریق اول کو دیدے لیکن یہ ضروری ہے کہ ہر شخص اپنی زوجہ کو مہر شرعی ادا کرے بغیر مہر کے یہ نکاح جائز نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شغار منع ہے لیکن جائز ہونے کا طریقہ طرفین سے مہر ہوگا

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اپنے لڑکے کی شادی کے لیے بکر کو وعدہ کرتا ہے۔ بکر اس کی درخواست کو اس شرط پر منظور کرتا ہے کہ زید بھی بکر کے لڑکے کے واسطے یا کسی رشتہ دار سے لے کر دے۔ زید اس شرط کو منظور کر لیتا ہے۔ اس شرط کو بذریعہ معتبر شخص لکھ دیتا ہے۔ مگر عامۃ الناس کا بالعموم وہی رواج ہے۔ جو زید اور بکر کے مابین بطریق عوض جاری ہوا۔ اس میں فقط عقد بالعوض دینا مقصود ہوتا ہے۔ البتہ چونکہ بکر کا فقط ایک لڑکا تھا اور اسی کے نام مختص کر دیتا ہے ورنہ نہ بکر کا یہ مقصد ہے نہ عامۃ الناس میں یہ دستور ہے کہ اگر بکر کا یہ بیٹا فوت ہو جائے تو زید اس شرط سے بری الذمہ ہو جائے گا۔ بکر کا مقصود عوض دینا ہے اور اگر بکر یہ شرط نہ کرے تو اسے فی الوقت کے لحاظ سے اپنے لڑکے کی تنگی کا سخت اندیشہ ہے۔ بدیں وجہ مذکور اگر بکر کا لڑکا جس کو زید نے مختص کر دیا تھا۔ فوت ہو جائے تو کیا بکر حسب رواج عامۃ الناس و اندیشہ مذکور زید کے مطالبہ پر عوض کا حق دار ہے یا نہ؟ نیز ابھی تک بکر نے اپنی لڑکی کا سرمیل کر کے نہیں دیا۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

نکاح شغار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ عقد کے عوض میں عقد کو ہی شغار کہتے ہیں۔ اس لیے حضرت امام ابو حنیفہؒ نے شغار کی صورت میں مہر مثل کو واجب کر دیا ہے اور نفس نکاح صحیح۔ مسئلہ مذکورہ میں اگر بکر کی لڑکی کے نکاح میں مہر معین ہو چکا ہے پھر تو اسی کا مطالبہ لڑکی یا لڑکی کا وکیل کر سکتا ہے۔ زیادہ نہیں اور اگر مہر کا ذکر نہیں ہوا تو مہر مثل واجب ہوگا۔ عوض عقد کا مطالبہ صحیح نہیں۔ مہر مثل ہی کا مطالبہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تبادلہ کا نکاح اگر چہ جائز ہے لیکن حدیث میں ممانعت آتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی زید نے اپنے بھائی عمرو کا عقد نکاح کرنا تھا- تو مسمی زید نے اپنے بہنوئی بکر کو کہا کہ برادری میں کہیں موقع مل جائے تو میرے بھائی کا نکاح شادی وغیرہ ہو جائے- تو پھر بکر نے اپنی برادری میں ایک جگہ نکاح عمرو کا کرایا- مگر اس شرط پر کہ اس کے تبادلہ میں نکاح دیا جائے گا- اگر مسمی زید اپنی لڑکی کا نکاح اس کے عوض میں نہیں دے گا تو میں خود تبادلہ کا نکاح تمہیں ضرور دوں گا- یہ میرا وعدہ ہے اس شرط پر نکاح سرانجام ہوا- مسمی زید کے بھائی عمرو کا گھر آباد ہے- اب بکر کہتا ہے کہ میں نے وعدہ کیا تھا تبادلہ دینے کا لہٰذا زید اپنی لڑکی کا عقد نکاح کر دے- زید کہتا ہے کہ وہ تبادلہ لینے والا شیعہ مذہب سے تعلق رکھتا ہے دینداری کا قطعاً خیال نہیں کرتے- لہٰذا میں اپنی لڑکی کا نکاح نہیں دیتا نہ میں نے وعدہ کیا تھا- نہ میں دیتا ہوں وعدہ بھی تو نے کیا تھا دے یا نہ دے میں کوئی ذمہ دار نہیں- اب ان کا آپس میں نزاع ہے- شرعی فیصلہ سے مستفیض فرماویں تاکہ نزاع ختم ہو جائے- تبادلہ میں نکاح دینا کس کا حق ہے اور اگر زید اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دے تو شرعاً نقص لازم آئے گا یا نہیں۔

﴿ج﴾

تبادلہ کے نکاح سے احادیث میں ممانعت وارد ہوئی ہے- اگر چہ ایسے نکاح ہو جاتے ہیں مگر بسا اوقات ان میں بڑے مفاسد بھی مضمر ہوتے ہیں- اس لیے تبادلہ میں نکاح دینا کس کا حق ہے- اس کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا- ہر شخص کو لازم ہے کہ اپنی لڑکی کا نکاح دیندار شخص کے ساتھ کر دے- لڑکیوں کے تبادلہ والے نکاحوں سے احتراز کرے- واضح رہے کہ عمرو کا نکاح جو ہو چکا ہے صحیح ہے- فقط واللہ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۳۰ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ

عدت کے اندر جو نکاح پڑھایا گیا وہ صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے شرعی حلالہ کے بعد اس عورت کو طلاق دی اور

طلاق کے بعد قبل از اختتام عدت کسی محمد شفیع نے اس کے ساتھ نکاح کیا۔ کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیا بعد از عدت اسی عورت کا اسی خاوند کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں عدت کے اندر جو نکاح پڑھا گیا ہے وہ نکاح شرعاً صحیح نہیں۔ اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته (الى قوله) لم يقل احد بجوازه (ردالمحتار مطبوعه ايچ ايم سعيد ص ۵۱۶ ج ۳) بعد از عدت مسمی محمد شفیع کے ساتھ اسی عورت کا نکاح جائز ہے۔ نیز نکاح میں موجود اشخاص کا نکاح باقی ہے۔ البتہ وہ سخت گنہگار بن گئے ہیں۔ سب کو توبہ کرنی لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

مدخول بہا عورت کا عدت کے اندر نکاح منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی عورت مدخولہ کو طلاق دی ہے اور فوراً یعنی بغیر عدت کے دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کرایا ہے۔ آج اس بات کو تقریباً ایک سال گزر گیا ہے۔ اس نکاح کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے اور نکاح کرنے والا یعنی امام نکاح خوان کے متعلق از روئے شرع کیا حکم ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر یہ عورت مدخول بہا تھی اور خاوند نے اسے طلاق دے دی تو اس پر عدت گزارنا شرعاً لازم آتا ہے۔ شرعاً یہ نکاح فاسد ہوا ہے۔ میاں بیوی کو الگ ہونا شرعاً لازم ہے۔ اگر وہ شرعی طور پر صحیح طریقہ سے آپس میں آباد ہونا چاہتے ہیں تو دوبارہ شرعی نکاح آپس میں کر دیں۔ اس فاسد نکاح کے ساتھ آباد ہونا حرامکاری وفسق ہے۔ چونکہ مطلقہ مدخول بہا کا عدت کے اندر طلاق دہندہ کے علاوہ دوسرے مرد سے نکاح کرنا شرعاً فسق وکبیرہ گناہ ہے۔ اس لیے نکاح کرنے والے اور خصوصاً نکاح خوان امام نے اگر باوجود علم کے یہ نکاح کیا ہے تو ان سب کو توبہ کرنا شرعاً لازم ہے اور یہ بھی ان کی توبہ میں داخل ہے کہ اس مرد وعورت میں دوبارہ شرعی نکاح کرنے کی کوشش کریں اور ان کو سمجھائیں اور صحیح نکاح کرنے پر انھیں مجبور کریں۔ امام نکاح خوان اگر تائب ہو جائے تو اس کی امامت بھی درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ جمادی الاخری ۱۳۸۳ھ

سابقہ خاوند سے طلاق کے بعد عدت کے اندر نکاح جائز نہیں ہے

ایک آدمی نے ایک عورت ۴/۵ سال سے اغوا کی ہوئی ہے۔ جس کے بطن سے دو بچے بھی ہیں۔ اب اس کے اصل خاوند نے مطالبہ لے کر اپنی عورت کو طلاق دے دی لیکن یہ عورت اس کے گھر کافی عرصہ پہلے رہ چکی تھی۔ ایک بچہ بھی اس کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ اب حالیہ خاوند نے طلاق دے دی۔ یہ آدمی جو اس عورت کو اغوا کیے ہوئے تھا۔ اب یہ نکاح کر سکتا ہے یا اس کے لیے مدت درکار ہے۔ لیکن مدت درکار ہو تب بھی یہ عورت اس کے گھر سے گئی۔ وہ اس کے ساتھ ملاپ بھی ضرور کرے گا۔ کیا حکم شریعت کا ہے۔ فتویٰ دے کر مشکور فرمائیں۔

﴿ج﴾

عدت گزرنے سے پہلے اس شخص کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ عدت کے بعد نکاح کرنا ضروری ہے۔ بغیر نکاح کیے اس طرح آباد رہنا حرامکاری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شرعاً اگر عدت گزر گئی تو نکاح ثانی صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمات سلطان بیگم دختر فوجدار خان سکنہ سوج بہادر تھانہ متدرہ ضلع راولپنڈی جو عرصہ چھ سات سال تک مسمی محمد اشرف ولد محمد افسر ساکن موہڑہ پیکاں کے نکاح میں رہی۔ چونکہ خاوند مذکور مسماۃ مذکورہ کو آباد نہیں کرتا تھا۔ اس سے تنگ آ کر عدالت دیوان میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کر دیا۔ اس دعوے کا فیصلہ عدالت سے نہ ہوا تھا کہ مسمات سلطان بیگم کو مسمی محمد اشرف مذکور نے طلاق دے کر آزاد کر دیا اور تحریری طلاق نامہ دے دیا۔ اب عورت مذکورہ نے بعد گزرنے عدت مقررہ بروئے شریعت محمدی اپنا نکاح ایک اور شخص مسمی محمد حلیم ولد حکم داد کے ساتھ کیا۔ نکاح بعد گزرنے عدت منعقد ہوا ہے۔ مگر ایک حافظ نے غلط فتویٰ صادر کر کے نکاح کو اندر میعاد عدت ہونے کا الزام لگایا جو سراسر غلط بہتان اور تہمت پر مبنی ہے۔ ثبوت موجود ہے کہ نکاح بعد گزرنے عدت کے ہوا ہے۔ اندریں صورت ایسے شخص کے متعلق فتویٰ صادر فرمایا جائے۔ جس نے ایک مسلمان مرد اور عورت کے جائز نکاح کو حرام ٹھہرانے کی ناجائز اور غلط بیانی کر کے کوشش کی ہے۔ بینوا وتوجروا

مستفتی حکم داد چچا مسماۃ سلطان بیگم

﴿ج﴾

اگر واقعی عدت گزرنے کے بعد عورت کا نکاح کسی سے ہوا ہو یعنی جس قسم کی عدت گزارنی تھی وہ عدت گزار چکی ہو اور اس کے بعد اس کا نکاح ہوا ہو اور یہ سب کچھ شرعی تحقیق کے ماتحت ہوا ہو۔ پھر چونکہ دوسرے نکاح کے جواز میں بظاہر کوئی خرابی نہیں آ رہی ہے۔ اس لیے دوسرا نکاح جائز ہوگا اور جس نے عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ قصداً غلط بیانی کا ارتکاب کیا ہے۔ گنہگار ہے۔

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نکاح ثانی کے لیے حاملہ عورت کے لیے عدت وضع حمل ضروری ہے۔ اگر یہ حمل صحیح ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت تقریباً ۴ ماہ کی حاملہ ہے۔ اس کا نکاح کیا گیا ہے۔ وہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

سوال میں اجمال ہے۔ کیونکہ یہ نہیں بتایا کہ یہ حمل زنا سے ہے یا عورت مطلقہ ہے۔ اگر حمل زنا سے ہو تو نکاح جائز ہے۔ البتہ ہمبستری جائز نہیں۔ حاملہ مطلقہ کی عدت چونکہ وضع حمل سے پوری ہو جاتی ہے۔ اس لیے وضع حمل سے قبل اس کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ

عدت طلاق کے اندر نکاح صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت جس کا نکاح والدین نے اپنی رضامندی سے کیا۔ وہ عورت اپنے خاوند سے کسی ناچاکی کی وجہ سے والدین کے گھر واپس آ گئی۔ تین سال گزر گئے۔ لڑکی کے بھائی نے عورت کے خاوند کو کہا کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو ورنہ طلاق دے دو۔ خاوند نے فوراً طلاق دے دی۔ عدت کو تقریباً اٹھائیس دن گزر گئے تو مخالف پارٹی نے جبراً اٹھوالی رات کو جبری طور پر اس کا نکاح کیا گیا۔ یعنی

جبراً اس کا انگوٹھا لگوادیا۔ تین دن گزرنے کے بعد عورت موقع پا کر چلی گئی۔ جس کو پسند کرتی تھی۔ اس کے گھر پہنچ کے طلاق کی عدت گزار کر اس اپنے دوست سے نکاح کر لیا۔ اس عورت کے تعلقات پہلے سے تھے۔ حتیٰ کہ ہائی کورٹ نے بھی فیصلہ دے دیا کہ جس کو چاہے اسی سے نکاح ٹھیک ہے۔ کیا اس عورت کا جبری نکاح جو کہ عدت گزار رہی تھی ٹھیک ہے یا عدت گزرنے کے بعد کیا وہ صحیح ہے؟

﴿ج﴾

بشرط صحت واقعہ یعنی اگر پہلے خاوند نے واقعی طلاق دی ہے اور دوسرے شخص نے طلاق کے ۲۸ دن کے بعد یعنی عدت کے اندر نکاح کر لیا ہے تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوا اور اس تیسرے شخص نے اگر عدت گزرنے کے بعد نکاح کر لیا ہے تو تیسری جگہ نکاح صحیح اور نافذ ہے۔ **اما نکاح منکوحة الغير و معتدته (الی قوله) لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً** شامی ص ۵۱۶ ج ۳۔ جواب صحت واقعہ پر مبنی ہے۔ جس کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے اس کے ساتھ نکاح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

عدت کے اندر نکاح فاسد ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے بیوہ عورت سے عدت کے اندر نکاح کر لیا ہے۔ عدت کے دن ابھی باقی تھے کہ نکاح کر لیا۔ نیز نکاح کیے ہوئے تقریباً دو ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں چونکہ یہ نکاح عدت کے اندر ہوا ہے۔ لہٰذا یہ نکاح فاسد شمار ہوگا اور اس نکاح کے ساتھ دونوں کا آپس میں آباد رہنا حرام ہے۔ لہٰذا یہ شخص اس کو چھوڑ دے۔ یعنی کہہ دے کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے اور اپنے اس گناہ سے توبہ تائب ہو جائے۔ جو لوگ اس نکاح میں شامل تھے اور جان بوجھ کر انھوں نے ایسا کیا ہے ان کو بھی توبہ تائب ہونا چاہیے اور چونکہ نکاح کیے دو ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے اس لیے جب عدت بھی گزر چکی ہے۔ اب اگر اسی خاوند کے ساتھ جس کے ساتھ پہلے نکاح فاسد کر چکی ہے دوبارہ آباد ہونا چاہتی ہے تو نکاح صحیح

براضی زوجین ضروری ہے اور اگر عدت گزارنے کے بعد کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرنا چاہے تب ضروری ہے کہ پہلے زوج کے وفات سے عدت گزار لینے کے ساتھ ناکح ثانی کی آخری وطی کی تاریخ سے بھی عدت شرعیہ تین حیض گزارے اور تب نکاح کرے۔ اگر زوج ثانی نکاح فاسد کے ساتھ اس کو وطی کر چکا ہو اور اگر وطی نہ کر چکا ہو تو اس کی کوئی عدت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ

وضع حمل کے بعد نکاح درست ہے

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے شادی کی اور گھر لا کر چار مہینہ دس دن کے بعد لڑکی پیدا ہوئی۔ لڑکی بالکل زندہ اور تندرست تھی۔ پھر چوتھے روز فوت ہوگئی۔ کیا اس صورت میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(نوٹ) بعد میں لوگوں نے کہا کہ تیرا نکاح جائز نہیں تو خاوند نے کہا کہ یہ تو میری کی طرح ہے۔ کیا اس صورت میں کوئی نقصان ہے یا نہیں؟

السائل محمد اسحاق بمقام شجاع آباد ملتانی بازار وارڈ نمبرا

(ج)

اگر وہ عورت جس سے شخص مذکور نے نکاح کیا۔ کسی کی عدت میں نہیں تھی تو یہ نکاح درست ہے۔ لوگوں کا کہنا صحیح نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ رمضان ۱۳۸۳ھ

بغیر عدت پورا کیے نکاح منعقد نہیں ہوتا

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ برہان اور غلام محمد دو حقیقی بھائی تھے۔ غلام محمد فوت ہوگیا۔ دونوں شادی شدہ تھے۔ غلام محمد کی بیوی ناراض تھی کہ میں برہان کے ساتھ نکاح نہیں کرتی۔ لیکن برہان نکاح کرنے پر

تلا ہوا تھا کہ گھر کی عزت ہے۔ اس لیے میں اپنے بھائی کی بیوہ کو دوسرے گھر نہیں جانے دوں گا۔ عورت بیوہ مذکور غالباً انکار ہی کرتی ہے لیکن برہان نے اپنی برادری کے آدمی اکٹھے کر کے بمعہ امام بلانے کے عورت کو بٹھا کر نکاح پڑھنا شروع کیا۔ برہان کے ساتھ جس وقت امام مسجد نکاح پڑھا رہا تھا۔ عورت انکار کر رہی تھی۔ لیکن امام مسجد نے فرمایا کہ چھوڑ دو نکاح ہو گیا۔ امام مسجد بھی اس کا بہت قریبی رشتہ دار تھا۔ عورت نکاح کے بعد اس کے گھر چھ ماہ آباد رہی۔ لیکن ہمسایوں کی زبانی معلوم ہوا کہ عورت ناراض ہی رہی۔ یہ بھی تصدیق ہوئی کہ برہان اس کے ساتھ ہمبستری بھی کرتا رہا۔ خواہ وہ زبردستی کرتا رہا یا رضامندی سے کرتا رہا۔ اس کے بعد اس امام مسجد نے برہان کے ساتھ نکاح پڑھایا تھا۔ اس امام نے اپنے ساتھ نکاح پڑھا کر اپنے گھر اسی عورت کو آباد کر لیا اور عورت بھی اس کے ساتھ رضامند ہو گئی۔ اس کے بعد موضع کے لوگوں نے اعتراض کیا کہ امام مسجد نے بغیر عدت پوری کیے ہوئے نکاح پڑھا لیا۔ ہم اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے۔ اس کی امامت کے بارے میں لوگوں کو اختلاف ہے۔ ویسے برہان سے تصدیق کی گئی۔ برہان نے کہا کہ میں نے طلاق دے دی ہے اور نکاح کی اجازت ہے۔ مگر نکاح بغیر عدت پوری کیے ہوا۔ اب۔ امام مسجد قابل امامت ہے یا نہیں؟ نماز اس کے پیچھے پڑھنی جائز ہے یا ناجائز ہے؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ صورت مسئولہ میں برہان کے ساتھ اس عورت کا کسی قسم کا نکاح منعقد نہیں ہے۔ نہ صحیح نہ فاسد۔ بلکہ چھ ماہ تک اس کو بالکل ناجائز طور پر آباد رکھا ہے اور جو ہمبستری کر چکا ہے۔ وہ سب بدفعلی اور حرام کاری ہے۔ مولوی صاحب کا ان کو کہنا کہ چھوڑ دو نکاح ہو گیا، بھی سراسر غلط ہے۔ مولوی صاحب، یہ مرد اور یہ عورت بڑے گنہگار ہو گئے ہیں۔ ان سب کو توبہ کرنی ضروری ہے اور جب اس کے ساتھ کسی قسم کا نکاح نہیں ہوا تو اس پر عدت گزارنی واجب نہیں ہے۔ مولوی صاحب کا عدت گزرنے سے قبل اس کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے اور امامت اس کی صحیح ہے اور اگر صورت یہ ہو کہ یہ عورت برہان کے ساتھ نکاح کرنے کے وقت انکاری تھی۔ لیکن مولوی صاحب نے فضولی نکاح اس کا کرایا یعنی کہ دوسرے شخص نے عورت کی طرف سے قبول کر لیا اور اس کے بعد عورت نے اس کا انکار نہ کیا اور بخوشی رضا برہان سے ہمبستری کی تو اس سے نکاح ہو گیا۔ برہان سے طلاق لینے کے بعد مولوی صاحب سے بغیر عدت گزارے اس کا نکاح جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۸ محرم ۱۳۸۶ھ

عدت میں نکاح جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ مسمی خدا بخش نے اپنی زوجہ مدخول بہا سرداراں مائی کو طلاق مغلظہ دی۔ اس کے بعد اسی مطلقہ نے اسی دن کی شام کو کسی دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کرالیا۔ کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

یہ نکاح چونکہ عدت میں ہے اس لیے صحیح نہیں ہے۔ اس عورت کے لیے اس سے الگ ہونا ضروری ہے۔
لقوله تعالیٰ والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلثة قروء الأيه . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ صفر المظفر ۱۳۷۷ھ

عدت کے اندر نکاح منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت مسماۃ شاداں زوجہ وارث خان مدت حمل میں مذکورہ عورت کا زوج وارث خان انتقال کر گیا۔ تین ماہ عدت گزارنے کے بعد عورت کا نکاح اس کے والدین نے دوسرے زوج سلطان کے ساتھ کر دیا۔ ڈیڑھ ماہ بعد عورت کے مردہ بچہ پیدا ہوا۔ بچہ ہونے کے بعد عورت اپنے والدین کے گھر میں چلی گئی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ میرا نکاح چونکہ مدت حمل میں پڑھا گیا ہے۔ اس لیے یہ ناجائز ہے۔ میں نہیں جاتی۔ کیا یہ نکاح زوج ثانی سے جو ہوا ہے جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

اس واقعہ کی تحقیق مقامی علماء و معززین کے ذریعہ کی جائے۔ اگر واقعہ صحیح نہیں ہے تو فتویٰ پر عمل نہ کیا جائے اور اگر واقعہ صحیح ہے تو حکم یہ ہے کہ چونکہ یہ نکاح عدت کے اندر ہوا ہے اس لیے صحیح نہیں ہے اور اس عورت کو اُس کے پاس رہنا جائز نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ وہ کسی مسلمان مجسٹریٹ کی اجازت سے دوسری جگہ نکاح کر لے یا اسی خاوند کے ساتھ نکاح کی تجدید کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

معتدہ کا نکاح کسی طرح بھی جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک زمیندار منشی نے کہ مولوی صاحب جس کا رعایا ہے۔ ایک عورت مطلقہ جس کو دس دن کی طلاق ملی ہوئی ہے، کا ناجائز نکاح مولوی صاحب نے منشی صاحب سے رعب ڈال کر پڑھایا۔ چالیس آدمی اور بھی نکاح میں شریک ہوئے۔ مولوی صاحب نے ناجائز نکاح پڑھنے سے توبہ کی۔ احتیاطاً نکاح کی تجدید بھی کی۔ اب مولوی صاحب کے پیچھے لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ آیا شرعاً مولوی صاحب امامت کرا سکتے ہیں یا نہیں؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ جان بوجھ کر معتدہ عورت کا نکاح کسی دوسرے کے ساتھ پڑھانا نیز ایسے نکاح میں کسی کا شریک ہونا علم رکھتے ہوئے یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اسلامی احکامات پر استہزاء کے مترادف ہے۔ اعاذنا اللہ منہ ایسے امام کو اور ان شرکاء نکاح کو توبہ کرنی ضروری ہے۔ صورت مسئولہ میں اگر امام موصوف باقاعدہ صحیح توبہ کر چکا ہے اور آئندہ ایسی ناشائستہ اور ناجائز کام کے نہ کرنے کا دل سے تہیہ کر چکا ہے اور لوگوں کو اس امام کی اس توبہ پر اطمینان حاصل ہو گیا ہے۔ تب تو اس کو بدستور امام رکھا جائے اور یہ شرعاً امامت کرا سکتا ہے اور اگر اس قسم کی توبہ ابھی تک نہیں کر چکا ہے تو اُسے امام نہ رکھا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۵ جمادی الاخری ۱۳۸۶ھ

عورت کے اقرار پر کہ ”میری عدت ختم ہو چکی ہے“ نکاح صحیح اور درست ہوگا

﴿ج﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک بیوہ عورت حلفاً اقرار کرتی ہے کہ میری عدت ختم ہو چکی ہے اور عدۃ بھی محتمل ہے اور عورت نے یہ اقرار ایک مجمع میں کیا ہے۔ اس میں نکاح کنندہ اور گواہان موجود تھے۔ پھر نکاح کنندہ نے اور گواہوں نے بھی دوبارہ پوچھا ہے کہ کیا تیری عدت ختم ہو چکی ہے۔ پھر اس عورت کے اقرار کے بعد اس سے کہا گیا ہے کہ تیرا نکاح غلام حسین ولد میاں خدا بخش کے ساتھ کر دیا جائے۔ اس عورت نے کہا ہے کہ ہاں میرا نکاح اس غلام حسین ولد میاں خدا بخش کے ساتھ کر دو۔ اس عورت کے اقرار ختم ہونے عدت کے بعد اور اجازت لینے کے بعد اس شخص غلام حسین ولد مذکور کے ساتھ نکاح کر دیا گیا ہے اور یہ عورت اپنے خاوند

غلام حسین ولد موصوف مذکور کے پاس اور گھر میں رہی ہے۔ بعد اقرار اور نکاح کے سات ماہ گزرے تھے کہ اس عورت سے ایک بچہ پیدا ہو گیا ہے۔ کیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نا جائز۔

المستفتی غلام محمد ولد میاں اللہ بخش ساکن بستی بھٹین علاقہ جلال پور پیروالہ

﴿ج﴾

یہ نکاح صحیح ہے اور یہ بچہ اُسی خاوند کا ہوگا۔ اگر یہ بات صحیح ہو کہ نکاح پہلے خاوند کے مرنے کے چار ماہ دس دن بعد ہوا اور لڑکا نکاح کے سات مہینے بعد پیدا ہوا۔ جیسا کہ سوال میں درج ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عدت کے اندر نکاح صحیح نہیں، اگر چہ کاغذی کارروائی کی گئی ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک حاملہ مطلقہ نے وضع حمل سے قبل دوسرے خاوند سے نکاح کر لیا۔ وضع حمل کے بعد زوجین کو مسلمانوں نے کہا کہ تمھارا پچھلا نکاح صحیح نہیں ہے۔ تم دوبارہ نکاح کرو۔ لیکن وہ صاف کہتے رہے کہ ہمارا پہلا نکاح درست ہے۔ دوبارہ کوئی ضرورت نہیں۔ اس کے باوجود بھی کاغذی کارروائی کی گئی۔ لیکن زوجین نے شرعی ضابطہ کے تحت ایجاب وقبول نہیں کیا۔ چندروز بعد زوجین میں اختلاف ہو گیا اور خاوند نے کئی دفعہ اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ جس پر گواہ بھی موجود ہیں اور وہ عورت ایک تیسرے آدمی کے پیچھے چلی گئی۔ اب تیسرا آدمی اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ کیا از روئے شریعت عدت میں نکاح جو کیا گیا ہے۔ اس کا کیا حکم ہے اور اس کے بعد خاوند نے جو طلاق دی ہے۔ اس کا کیا حکم ہے۔ اب وہ تیسرا آدمی اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر پہلا نکاح وضع حمل سے بھی پہلے یعنی عدت کے اندر کیا گیا ہے تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ اگر چہ کاغذی کارروائی بھی کر لی ہو۔ شامی مطبوعہ ایچ ایم سعید ص ۵۱۶ ج ۳ میں ہے۔ اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته (الی قوله) لم یقل احد بجوازه ۔ اور اگر بالفرض نکاح شرعی طریقہ سے دوبارہ بھی کر لیا ہو تو پھر تین دفعہ طلاق دینے سے وہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ پس تیسرے شخص کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۲ ذوالقعدہ ۱۳۸۹ھ

عدت کے اندر نکاح منعقد نہیں ہوتا

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ متوفی غلام محمد گردون کی جب موت واقع ہوئی تو اس کے بعد قل خوانی کے موقعہ پر مردوں میں یا عورتوں میں متوفی مذکور کی زوجہ مسماۃ پٹھانی کے اس وقت حاملہ ہونے کا اقرار بلکہ اعلان کیا گیا اور یہ امر بعد کو ایک جگہ کے مردوں وعورتوں میں درجہ شہرۃ میں آ گیا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ گزر جانے پر جبکہ ابھی وضع حمل نہ ہوا تھا۔ مسماۃ پٹھانی کا عقد نکاح متوفی کے بھانجے عبدالحق سے منعقد کر دیا گیا اور حمل واقعی موجود تھا اور ہے۔ نکاح خواں اور شرکاء مجلس نکاح اس حمل کے متعلق باخبر تھے اور نکاح خواں تو یقیناً اور باقی شرکاء مجلس عقدِ نکاح بھی غالباً عدم عقد نکاح سے باخبر تھے تو اس صورت میں اس نکاح کا از روئے شریعت کیا حکم ہے اور اس نکاح خواں وغیرہ وخلاف حکم شرع شریف عمداً اقدام وارتکاب کرنے والوں کے متعلق کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ صورۃ مسئولہ میں چونکہ یہ نکاح عدت کے اندر ہوا ہے۔ لہٰذا یہ نکاح فاسد ہے اور اس نکاح کے ساتھ دونوں کا آپس میں آباد رہنا حرام ہے۔ اس لیے یہ شخص اس عورت کو فوراً چھوڑ دے۔ یعنی کہہ دے کہ میں نے اُسے چھوڑ دیا ہے اور اپنے اس گناہ سے توبہ تائب ہو جائے۔ **كما في قاضيخان على هامش العالمگيريه مطبوعه مكتبه ماجديه كوئٹه ص ۳۲۶ ج ۱ ولا يجوز نكاح منكوحة الغير و معتدة الغير عندنا لكل** ۔ اگر یہی مرد عدت شرعی یعنی وضع حمل کے بعد اس عورت کو دوبارہ آباد کرنا چاہتا ہے تو نکاح صحیح بتراضی زوجین ضروری ہے اور نکاح خوان اور جو لوگ اس نکاح میں شامل تھے۔ اگر انھوں نے اس نکاح کو ناجائز سمجھتے ہوئے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو وہ سخت گنہگار بن گئے ہیں اور مرتکب کبیرہ ہوئے ہیں۔ ان سب کو توبہ کرنا لازم ہے اور حتی الوسع ان زوجین میں تفریق کی سعی ان پر واجب ہے اور اگر اس معتدہ کے نکاح کو جائز سمجھتے ہوئے انھوں نے ایسا کیا ہے تو اس میں خوف کفر ہے۔ **اعاذنا الله منه**

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۱ جمادی الاولی ۱۳۸۸ھ

جو شخص معتدہ کا نکاح صحیح سمجھتا ہو وہ کافر ہے اور اس کا نکاح ختم ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص ہے جو دائما عدت میں یعنی عورت عدت میں ہی ہو لیکن نکاح پڑھنے سے پرہیز نہیں کرتا اور ایسے نکاح پڑھتا ہے۔ کافی عرصہ سے علماء اس کو منع کرتے ہیں۔ لیکن وہ کہتا ہے۔ کیا آپ مفتی ہو جو مجھے منع کرتے ہو۔ اب گزارش یہ ہے کہ جس شخص نے عدت میں نکاح پڑھا عمداً اس کو پتہ بھی ہے کہ عدت اب تک ختم نہیں ہوئی ہے۔ کیا ایسے شخص کا اپنا نکاح باقی ہے یا نہیں۔ یعنی عدت میں جس شخص نے نکاح پڑھا۔ اس شخص کا اپنا نکاح ختم ہو گیا یا نہیں؟ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

اگر شخص مذکور معتدہ کے نکاح کو جائز و حلال سمجھتا ہے تو یہ شخص کافر ہے اور اس کا اپنا نکاح بھی باقی نہیں رہا۔ **لان الکفر هو انکار ما ثبت من الدین ضرورة وفی الشامیة اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته (الی قوله) لم یقل احد بجوازه (ردالمحتار ص ۵۱۶ ج ۳)** اور اگر بلا استحلال معتدہ کے نکاح کو پڑھتا ہے تو یہ شخص فاسق و فاجر ہے اور اس پر اصرار کرنے میں ضیاع ایمان کا خطرہ ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ صفر ۱۳۸۹ھ

عدت کے اندر نکاح حرام ہے، عدت کے اندر نکاح ہوتا ہی نہیں ہے

﴿س﴾

گزارش ہے کہ مسماۃ مجیدن زوجہ منشی کچھ عرصہ ہوا، بیوہ ہو گئی تھی۔ لہٰذا منشی کے چھوٹے بھائی صوبہ کے ساتھ تمام برادری کے معزز آدمیوں نے اور مجیدن کے والدین نے اور مجیدن کے زبانی اقرار پر مسماۃ مجیدن کا نکاح کروا دیا۔ لیکن کچھ دن عدت کے بقایا تھے۔ تقریباً ۲۰ دن نکاح ہو جانے کے بعد کچھ لوگوں نے اعتراض شروع کر دیا اور نکاح کو حرام قرار دے رہے ہیں۔ لہٰذا میں مسمی نور محمد اس نکاح میں شریک تھا۔ اس مسئلہ کے مطابق کیا کہتے ہیں علماء دین۔

(۱) کیا یہ نکاح جائز ہے یا نا جائز؟ تفصیلات کے ساتھ فتویٰ دے دیں تا کہ اندیشہ دور ہو جائے۔ حرام ہے یا حلال۔

(۲) کیا یہ نکاح بعد عدت پوری ہونے کے دوبارہ کیا جائے۔ کیوں کہ اب عدت بھی پوری ہو چکی ہے یا وہی نکاح درست ہے۔ تفصیلات سے فتویٰ دے کر مطمئن فرمادیں۔

﴿ج﴾

(۱) معتدہ غیر کے ساتھ نکاح شرعاً نا جائز اور حرام ہے۔ پہلا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ دوسرے خاوند نے اگر جماع کیا ہے تو اس پر مہر مثل اور مہر مقرر میں سے اقل واجب ہے اور عورت پر عدت اولیٰ کے ساتھ دوسرے خاوند کی عدت بھی ہوگی۔ مگر دونوں عدتوں میں تداخل ہوگا۔ عدت اولیٰ گزرنے کے بعد اگر عورت اسی خاوند سے نکاح کرنا چاہے۔ جس سے اب نکاح فاسد ہوا ہے تو عدت ثانیہ گزرنے سے پہلے بھی ہو سکتا ہے اور اگر کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے گی تو دونوں عدتوں کا گزرنا لازمی ہے۔ **قال في التنوير ويجب مهر المثل في نكاح فاسد بالوطء في القبل لا بغيره ولم يزد على المسمى ولو كان دون المسمى لزم مهر المثل (الى قوله) وتجب العدة بعد الوطء لا الخلوة ومثله تزوج الاختين ونكاح الاخت ونكاح المعتدة الخ والتفصيل في الشامية (ردالمحتار ص ۱۳۱ ج ۳)**

(۲) پہلا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ عدت کے بعد دوبارہ نکاح کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

عدت کے اندر معتدہ کی حقیقی بہن سے نکاح نا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً اصغر نے اپنی بیوی ریاض بیگم کو طلاق دی ہے۔ عدت گزرنے سے پہلے ریاض بیگم کی حقیقی بہن رضیہ بیگم سے اصغر نے اپنا نکاح کر دیا ہے۔ کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہ۔ اگر یہ نکاح نا جائز ہے تو جس مولوی صاحب نے یہ نکاح پڑھا ہے۔ اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ؟ جو لوگ اس نکاح میں بیٹھے ہیں۔ کیا ان کے اپنے نکاح باقی رہیں گے یا ٹوٹ جائیں گے؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

عدت کے اندر معتدہ کی حقیقی بہن سے نکاح ناجائز ہے۔معتدہ کی عدت گزرنے کے بعد اس سے دوبارہ نکاح کیا جائے۔اگر باوجود اس بات کے علم کے کہ یہ نکاح ناجائز ہے۔مولوی صاحب نے نکاح پڑھا اور لوگوں نے شرکت کی تو سب گنہگار بن گئے ہیں۔سب کو توبہ لازم ہے۔اس شرکت کی وجہ سے ان کے نکاح فسخ نہیں ہوئے۔توبہ تائب ہو جانے کے بعد نکاح خواں مولوی صاحب کی امامت جائز ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

معتدہ عورت کا نکاح عدت کے اندر منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی عاقلہ بالغہ اور مطلقہ ہے۔اس کا نکاح ثانی ہمراہ ایک شخص کے قبل از انقضاء عدت مقررہ بعوض حق المہر معجل نقد مبلغ دس ہزار روپے انعقاد پذیر ہوا ہے۔نکاح مذکورہ لڑکی محولہ نے براہ راست بلا ولایت قانونی یا واقعاتی پڑھوالیا ہے۔اس طرح مذکورہ شوہر ثانی کے پاس عرصہ تقریباً ایک ہفتہ تک قیام پذیر رہی۔بعد ازاں مذکورہ کی واپسی بخانہ خود وقوع پذیر ہوئی۔مذکورہ اب والدین کے پاس ہے۔باقاعدہ معروف و معلوم انداز میں رخصتی ابھی تک معرض عمل میں نہیں آئی ہے۔لڑکی کی بد اطواری، بدفعلی اور بے راہ روی کے باعث وجوہ موجود ہیں کہ باور کیا جائے کہ وہ مذکورہ کو غلط راہ پر ڈال دے گا اور موجب بگاڑ ہوگا۔امور استفسار طلب درج ذیل ہیں۔

(۱) کیا لڑکی قبل از رخصتی مبلغ دس ہزار روپیہ بہ صیغہ حق المہر معجل ازاں خاوند خود استحقاقاً طلب کر سکتی ہے؟ کیا بصورت انکار ادائیگی حق المہر مؤثر وجہ انفساخ نکاح بن سکتی ہے۔بصورت انکار ادائیگی کیا لڑکی دعویٰ تنسیخ نکاح بربنائے عدم ادائیگی حق مہر یا بہ صیغہ خلع کر سکتی ہے۔کیا قانون محمدی میں عدم ادائیگی حق المہر مؤثر وجہ انفساخ نکاح بن سکتی ہے؟

(۲) نکاح متذکرہ صدر پندرہ یوم قبل از مرور میعاد عدت وقوع پذیر ہوا ہے۔عدم اختتام میعادِ عدت فریقین کے علم میں تھی۔بصورت علم یا بدون علم بابت اختتام یا عدم اختتام میعاد عدت نکاح زیر بحث کا قانونی و شرعی مقام و منصب کیا ہے۔نکاح مذکور بہ روشنی شریعت محمدیہ صحیح ہے یا فاسد ہے یا کہ باطل؟

(۳) بصورت جواب اثبات استفسار نمبرا کیا دعویٰ تنسیخ نکاح بعد از رخصتانہ بھی قابل پیش رفت ہے یا بعد از رخصتانہ بخانہ خاوند از خانہ والدین استحقاق تنسیخ نکاح زائل و ساقط ہو جاتا ہے؟

(۴) شرعاً میعاد و مدت عدت کیا ہے؟

﴿ج﴾

قال في التنوير ويجب مهر المثل في نكاح فاسد بالوطی فی القبل لا بغيره ولم يزد علی المسمی ولو كان دون المسمی لزم مهر المثل (الی قوله) وتجب العدة بعد الوطی لا الخلوة وفي الشامية ومثله تزوج الاختين معا ونكاح الاخت في عدة الاخت ونكاح المعتدة (الی ان قال) ومقتضاه الفرق بين الفاسد والباطل في النكاح (الی ان قال) اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة ان علم انها للغير (وبعد سطر) والحاصل انه لا فرق بينهما في غير العدة اما فيها فالفرق ثابت وعلی هذا فيقيد قول البحر هنا ونكاح المعتدة بما اذا لم يعلم بانها معتدة الخ (ردالمحتار مطبوعه ايچ ايم سعيد كراچی ص ۱۳۱ ج ۳) وايضا ص ۱۳۲ ج ۳(الی ان قال) و تقدم فی باب المهر ان الدخول فی النكاح الفاسد موجب للعدة وثبوت النسب ومثل له في البحر هناك بالتزوج بلا شهود وتزوج الاختين معا او الاخت في عدة الاخت ونكاح المعتدة (ردالمحتار ص ۵۱٦ ج ۳) وايضا في الشاميه تحت (قوله ولو من المطلق) وفي الدرر ان المرأة اذا وجب عليها عدتان فاما ان يكون من رجلين او من واحد ففي الثاني لا شك ان العدتين تداخلتا وفي الاول ان كانتا من جنسين كالمتوفی عنها زوجها اذا وطئت بشبهة او من جنس واحد كالمطلقة اذا تزوجت في عدتها فوطئها الثاني وفرق بينهما تداخلتا عندنا (ردالمحتار مطبوعه ايچ ايم سعيد ص ۵۱۹ ج ۳) ان روایات سے معلوم ہوا کہ (بشرط صحت سوال) اگر اس شخص نے دوسرے کی معتدہ عورت سے دیدہ دانستہ باوجود علم کے نکاح کر لیا ہے تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوا۔ دوسرے خاوند نے اگر جماع کیا ہے تو احتیاطاً عورت پر عدت اولی کے ساتھ دوسرے خاوند کی عدت بھی ہوگی۔ مگر دونوں عدتوں میں تداخل ہوگا۔ عدت اولیٰ کے گزرنے کے بعد اگر عورت اسی خاوند کے ساتھ نکاح کرنا چاہے جس سے اب نکاح ہوا ہے تو عدت ثانیہ گزرنے سے پہلے بھی ہوسکتا ہے۔ البتہ اگر کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے گی تو دونوں عدتوں کا گزرنا لازمی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عدت شرعی حاملہ کے لیے وضع حمل اور غیر حاملہ کے لیے تین ماہواری ہیں اور عدۃ وفات چار ماہ دس دن ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

اگر خلوت صحیحہ حاصل نہ ہوئی ہو اور طلاق حاصل ہوگئی تو عدت کے اندر نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت جس کا نکاح پہلے بکر سے تھا۔لیکن عورت بکر کے گھر بالکل نہیں گئی اور بکر کی خلاف رضامندی یعنی طلاق حاصل کیے بغیر الف سے نکاح کرالیا۔ظاہر ہے کہ الف کا نکاح قطعی ناجائز ہے اور اس کی اولاد بھی یقیناً حرامی ہوگی۔اب الف کا نکاح کیسے درست ہوسکتا ہے؟
نیز الف کی حرامی اولاد کا نکاح پڑھا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور اس کی حرامی اولاد کے نکاح میں شمولیت کس حد تک درست ہے۔
نوٹ۔الف بکر سے طلاق لے کر عورت سے فوراً نکاح کرسکتا ہے۔طلاق کے بعد عدت گزارے۔
مندرجہ بالا مسائل کے متعلق مصدقہ فتویٰ صادر فرمائیں۔

﴿ج﴾

بکر کی منکوحہ کا نکاح الف سے منعقد نہیں ہوا۔بکر سے طلاق حاصل کرکے بغیر عدت گزارے الف سے اس کا نکاح ہوسکتا ہے۔بشرطیکہ یہ عورت بکر کے ساتھ خلوت صحیحہ یا ہمبستری نہ کرچکی ہو۔اس عورت سے جو اولاد ہے۔اس کے ساتھ نکاح کرنا اور اس کی مجلس نکاح میں شمولیت کرنا جائز ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ شوال ۱۳۹۱ھ

عدت کے اندر نکاح بلا ریب غلط ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ عرصہ پانچ سال تک میں محمد افضل ولد محمد نواز قوم ماچھی کی بیوی رہی اور کوئی اولاد نہ ہوسکی۔پنچایت کے روبرو اس نے مجھے زبانی طلاق دی۔دوسرے دن تحریری طلاق بھی دی۔لیکن یونین کونسل کو اطلاع نہ دی۔ابھی طلاق لکھی ہوئی کو تقریباً ایک ہفتہ گزرا تھا کہ انھوں نے مجھے رات کی تاریکی میں ایک شخص کے ہاتھ ایک بس میں سوار کرا کر دوسرے علاقہ میں فروخت کردیا اور قید کردیا۔ان لوگوں نے مجھے مجبور کیا کہ میں نکاح کرلوں۔میں نکاح نہ کرنا چاہتی تھی۔دو تین مولویوں نے اس لیے نکاح نہ پڑھایا کہ

ابھی عدت پوری نہ ہوئی ہے اور عورت بھی راضی نہیں ہے۔لیکن ایک مولوی صاحب نے سفارش کے تحت نکاح کر دیا۔جس کا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔میری تحریری طلاق مولوی غلام حسین ساکن کھوہ پنجو والا نزد بٹہ غلام محمد نے (جس نے نکاح پڑھایا) اپنے پاس رکھ لی۔چونکہ میرا وہ نکاح جو حافظ غلام حسین نے پڑھایا تھا۔عدت پوری ہونے سے پہلے اور میری رضامندی کے بغیر ظاہر کیا گیا تھا۔جب میں وہاں سے آزاد ہوئی تو میں نے اپنی پسند کے مطابق نکاح کر لیا۔میں نے اللہ دتہ ولد میاں قادر بخش قریشی سکنہ حضرت پیر عبدالرحمان سے نکاح عدت پوری ہونے کے بعد کیا۔تو کیا اس صورت میں نکاح جائز ہے۔کیا میری طلاق درست ہے۔جبکہ یونین کونسل میں اس کی اطلاع نہ دی گئی اور کیا میرا اس شخص سے نکاح ٹھیک ہے۔جس پر میرے سابقہ خاوند نے اغواء کا الزام لگایا تھا۔حالانکہ ہم اس الزام سے عدالت میں بری ہو چکے ہیں۔

﴿ج﴾

بر تقدیر صحت واقعہ اگر ان لوگوں نے عدت کے اندر اس عورت کا نکاح دوسری جگہ کر دیا ہے اور ان کو معلوم تھا کہ ابھی تک عدت پوری نہ ہوئی تو پھر یہ دوسری جگہ نکاح شرعاً صحیح نہ ہوا۔اس کے بعد اس عورت کا عدت گزرنے کے بعد اپنی مرضی سے عقد نکاح درست ہوگا۔طلاق کے وقوع کے لیے یونین کونسل کو اطلاع دینا ضروری نہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

خاوند کی وفات کے ساتویں دن عقد کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ غلام مریم کا خاوند قضائے الٰہی سے فوت ہوا تو نور محمد نے غلام مریم سے بعد وفات خاوند سات یوم میں عقد ثانی کر لیا ہے اور روپوش رہے۔اب غلام مریم ،نور محمد کو چھوڑ کر واپس آ گئی ہے اور نکاح کرنا چاہتی ہے۔کیا نور محمد کا نکاح جائز ہے اور غلام مریم اب دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

برتقدیر صحت واقعہ مسماۃ غلام مریم کا عقد نکاح نور محمد سے شرعاً درست نہیں ہوا۔ اس لیے مسماۃ مذکورہ کا اب دوسری جگہ عقد نکاح درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ جمادی الاخری ۱۳۹۸ھ

آدمی اگر اپنی بیوی کو طلاق دے تو مطلقہ بیوی کی عدت کے اندر یہ شخص دوسری جگہ نکاح کر سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے عورت کو طلاق دی۔ اب اس آدمی نے ایک اور عورت سے نکاح کرنا ہے۔ کیا یہ آدمی نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ پہلی عورت کی عدت نہیں گزری ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ یہ شخص دوسری جگہ نکاح کر سکتا ہے۔ اگرچہ اس کی مطلقہ عورت کی عدت نہ بھی گزری ہو۔ جبکہ دوسری عورت جس سے نکاح کر رہا ہے وہ سابقہ بیوی کی بہن نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ

عدت وفات کے اندر نکاح صحیح نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ محمد امیر ۲۵ شعبان ۱۳۸۴ھ کو فوت ہوا۔ اس کی بیوہ مسماۃ مریم بی بی نے اپنے شوہر محمد امیر کی رسم قل خوانی پر اعلان کیا کہ مجھے حمل ہے۔ اس کے گواہ بھی موجود ہیں اور بیوہ بھی اقرار کرتی ہے۔ لیکن تقریباً ایک ماہ کے بعد اس نے کہا کہ مجھے خون آیا ہے۔ پھر برادری نے بھول کر ۵ ذی الحج ۱۳۸۴ھ کو بیوہ مذکورہ کا نکاح محمد بخش سے کر دیا۔ یعنی محمد امیر کو فوت ہوئے تین ماہ دس دن گزر رہے تھے۔ برادری نے سمجھا کہ عدت ختم ہو گئی ہے۔ اس لیے انھوں نے نکاح کر دیا۔ علاقہ کے عالم نے جب یہ واقعہ سنا تو اس نے کہا کہ یہ نکاح فاسد ہے کیونکہ عدت میں نکاح ہوا ہے۔ عدت وفات اگر حمل نہ ہو تو چار ماہ دس دن ہے پھر یہ

عورت تین ماہ محمد بخش کے ساتھ آباد رہی اس کے نکاح سے ایک ماہ یا سوا ماہ کے بعد پھر بیوہ نے کہا کہ مجھے حمل ہے۔اس کے گواہ بھی موجود ہیں اور بیوہ بھی اقرار کرتی ہے۔پھر یہ بیوہ یکم ربیع الاول ۱۳۸۵ھ کو کسی وجہ سے دوسرے رشتہ داروں کے پاس گئی۔ یہ رشتہ دار پہلی برادری کے مخالف تھے اور انھوں نے سنا ہوا تھا کہ عالم نے فتویٰ دیا ہے کہ پہلا نکاح فاسد ہے۔اس لیے انھوں نے اسی ربیع الاول ۱۳۸۵ھ میں بیوہ مذکورہ کا دوسرا نکاح حق نواز سے کیا۔پھر جب یہ عالم مذکور گذشتہ بھادوں کو وہاں گیا کسی کام کی وجہ سے تو اس نے کہا کہ یہ نکاح بھی جائز نہیں ہے۔کیونکہ نکاح فاسد کی بھی متارکہ کے بعد عدت ہوتی ہے تو انھوں نے بغیر عدت گزارے نکاح کیا ہے۔اس لیے یہ نکاح بھی جائز نہیں ہے۔واضح رہے کہ ناکح اول محمد بخش کوشش کرتا رہا کہ کسی طرح بیوہ مذکورہ اس کے پاس آ جائے۔اخیر وہ کامیاب ہو گیا کہ بیوہ مذکورہ اس کے پاس آ گئی۔اب دونوں فریق مدعی ہیں کہ نکاح میرا ہے۔وہ کہتا ہے میرا ہے، ناکح ثانی حق نواز کہتا ہے کہ جب عالم مذکور نے فتویٰ دیا کہ یہ نکاح ناجائز ہے تو پھر میں نے بیوہ مذکورہ کو تین ماہ دس دن علیحدہ بیٹھا کر گزارے ہیں۔پھر میں نے دوبارہ نکاح کیا۔اس دوسرے نکاح اور تین ماہ دس دن علیحدہ بٹھانے کا بیوہ مذکورہ بڑی شد و مد سے انکار کرتی ہے۔

مفتی صاحب ملاحظہ فرمائیں۔ان شہادتوں میں گڑبڑ کافی ہے۔ایک آدمی الٰہی بخش ان کی برادری کے علاوہ ہے۔لیکن وہ کہتا ہے کہ نکاح میں خان محمد اور اس کا لڑکا تھا۔اس طرح ہم سات آدمی تھے۔یہ بات بندہ نے تین چار دفعہ پوچھی۔کیونکہ پہلے شاہد گئے تھے کہ ہم پانچ آدمی تھے اور خان محمد اور اس کا لڑکا نکاح میں نہیں تھا اور خان محمد سے بھی بندہ نے پوچھا کہ تو نکاح میں تھا تو باوجود حق نواز ناکح ثانی کے خصوصی ہمدرد ہونے کے کہا کہ میں نکاح میں نہیں تھا۔پھر بھی الٰہی بخش نے بڑی شد و مد سے کہا کہ خان محمد اور اس کا لڑکا نکاح میں ضرور تھا۔پھر نکاح کرنے کی تاریخ میں اختلاف ہے۔پھر حق مہر میں اختلاف ہے۔نکاح پڑھنے کی جو ترکیب بتاتے ہیں۔وہ خود مفتی صاحب ملاحظہ فرمالیں۔بیوہ مذکورہ کہتی ہے کہ جب میں ان کے پاس یعنی حق نواز ناکح ثانی کے پاس گئی تو میں کہتی رہی کہ مجھے حمل ہے۔انھوں نے کچھ نہ سنی اور نکاح کر دیا۔پھر میرا حمل گرانے کی کوشش کرتے رہے تاکہ عدت ختم ہو۔لیکن حمل ساقط نہ ہوا۔بلکہ خشک ہو گیا۔اس لیے دیر سے لڑکی پیدا ہوئی۔لڑکی پیدا ہونے کی تاریخ مسلم بین الفریقین ہے کہ یکم شعبان ۱۳۸۶ھ ہے۔حقیقت واقعہ یہ ہے کہ شہادتیں فریقین کی موجود ہیں۔ ملاحظہ فرما کر فتویٰ صادر فرمائیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ چونکہ عورت مذکورہ کا نکاح عدت وفات کے اندر ہو گیا تھا۔ ابھی نہ وضع حمل ہوا تھا اور نہ چار ماہ دس دن گزرے تھے کہ اس کا نکاح محمد بخش مذکور سے کیا گیا تو یہ نکاح فاسد شمار ہوگا اور چونکہ یہ بات سب کو معلوم ہے اور تسلیم شدہ ہے کہ نکاح عدت کے اندر ہی ہوا ہے۔ اس طرح اس کا نکاح جو حق نواز سے کیا گیا ہے وہ بھی فاسد ہے۔ اس لیے کہ ابھی تو عدت وفات بھی پوری نہ گزری تھی جو کہ عورت کے بیان کے مطابق کہ میں حاملہ ہوں، وضع حمل ہے۔ نیز محمد بخش کے نکاح فاسد سے متارکت اور اس کے بعد اس کی عدت کا گزر جانا بھی ابھی متحقق نہیں ہوا۔ اس لیے اس کا نکاح بھی فاسد شمار ہوگا اور چونکہ لڑکی اس کے متوفی زوج کی وفات سے دو سال سے کم میں پیدا ہوئی ہے۔ لہٰذا یہ دونوں نکاح فاسد شمار ہوں گے اور اس لڑکی کا نسب زوج متوفی سے ثابت ہوگا۔ لہٰذا اندریں حالات ان دونوں محمد بخش وحق نواز میں سے کسی کا بھی نکاح صحیح نہیں ہے۔ دونوں کے نکاح فاسد ہیں۔ حاکم یا ثالث شرعی ان میں تفریق کر دے یا متارکت ہو جائے اور اس کے بعد عدت شرعی نکاح فاسد کی تین حیض گزار کر جہاں چاہے نکاح کر لے۔ کما قال فی الدر المختار علی هامش ردالمحتار ص ۵۵۵ ج۳ ولو لا قل منهما ولنصفه ففي عدة البحر بحث بحثا انه للاول لكنه نقل هنا عن البدائع انه للثاني معللاً بان اقدامها على التزوج دليل انقضاء عدتها حتى لو علم بالعدة فالنكاح فاسد وولدها للاول ان امكن اثباته منه بان تلد لاقل من سنتين منذ طلق او مات وقال في البدائع ص ۲۱۵ ج۳ هذا اذا يعلم وقت التزوج انها تزوجت في مدتها فان علم ذلك وقع النكاح فاسدا فجاء ت بولد فان النسب يثبت من الاول ان امكن اثباته منه فان جاء ت به لاقل من سنتين منذ طلقها الاول او مات ولستة اشهر فصاعدا فمنذ تزوجها الثاني لان الخ ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ

مطلقہ من عنین سے عدت کے اندر نکاح معتبر نہیں ہے

﴿س﴾

ایک شخص عنین نے اپنی عورت کو خلوت صحیحہ کے بعد طلاق بائنہ سے چھوڑا ہے۔ آیا اس مطلقہ عنین پر

عدت ہوگی یا نہ ہوگی۔ اگر ہوگی تو کیوں۔ اگر نہیں ہوگی تو کیوں نہ ہوگی۔ لہٰذا مہربانی کرتے ہوئے اس فتویٰ کو لفافہ مستورہ میں جواب باحوالہ سے ارسال فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ دیگر عریضہ خدمت اقدس میں ہے۔ اگر اسی عورت پر عدت ہے تو اس کی عدت کے اندر نکاح کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ شادی بعد میں کی جائے۔ اس پر بھی کچھ روشنی ڈالیں۔ مشکور ہوں گا۔

۱۲ شعبان۔ محمد رفیق ریاست بقاولی

﴿ج﴾

خلوت صحیحہ کے بعد عنین نے اگر اپنی عورت کو طلاق دیدی ہے تو اس پر عدت لازم ہوگی۔ قال فی التنویر مطبوعه ایچ ایم سعید ص ۱۱۴ ج ۳ والخلوة بلا مانع حسی الی ان قال کالوطی ولو مجبوباً او عیناً او خصیا فی ثبوت النسب وتاکد المهر والنفقة والسکنی والعدة اور معتدہ کے ساتھ نکاح کالعدم ہے۔ قال فی العالمگیریة مطبوعه مکتبه جاوید کوئته ص ۲۸۰ ج ۱ لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذلک المعتدة کذا فی السراج الوهاج سواء کانت العدة عن طلاق او وفات او دخول فی نکاح فاسد او شبهة نکاح کذا فی البدائع لہٰذا نکاح اگر عدت میں کیا جائے اور شادی بعد میں کی جائے تب بھی ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ شعبان ۱۳۸۱ھ

زبانی اور تحریری طلاق الگ الگ وقت میں دی گئی اختتام عدت کس وقت سے شمار ہو کہ نکاح ثانی جائز ہو؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنی بچی کی شادی کی۔ لڑکی نے اپنے خاوند کے گھر ایک دن اور ایک رات گزاری۔ اس کے بعد خاوند نے بیوی کو اپنے میکے بھیج دیا اور پھر دوسری شادی کر لی اور اس کے بعد پہلی بیوی کو طلاق دیدی اور اپنی زبان سے یہ الفاظ تین بار دہرائے کہ میں نے اُسے طلاق دی، میں نے اُسے طلاق دی، میں نے اُسے طلاق دی۔ یہ لفظ اُس وقت کہے گئے جب کہ لڑکی کا باپ موجود تھا۔ اس کے بعد لڑکی کے باپ نے مطالبہ کیا کہ طلاق تحریری لکھ کر دو۔ تاکہ میرے پاس ثبوت رہے۔ تو اُس نے طلاق لکھ کر دیدی۔ اُس نے زبانی طلاق آج سے تقریباً چھ ماہ قبل دی تھی۔ لیکن تحریری طلاق آج سے ایک ماہ قبل دی ہے۔ اب میں اس بچی کا نکاح کسی اور جگہ کرنا چاہتا ہوں۔ کیا اب میں اس کی شادی کر سکتا ہوں یا ابھی عدت باقی ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ جس دن سے شخص مذکور نے اپنی بیوی کو زبانی طلاق دی ہے۔ اسی وقت سے یہ عورت مطلقہ ہوگئی ہے۔ پس اگر اس وقت سے لے کر اب تک عورت مذکورہ کو تین حیض آ چکے ہیں تو عدت گزر چکی ہے اور عورت مذکورہ کا دوسری جگہ عقد نکاح ہو سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

متوفی کی بیوی کے ساتھ بعد عدت نکاح صحیح ہے، بشرطیکہ کوئی اور مانع نہ ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی محمود کی عورت کو دادا نے نکال لیا۔ اس کے بعد محمود وغیرہ نے اس دادا پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا اور دادا کی ہمشیرہ منکوحہ بھی لے گئے۔ لیکن وہ پہلی اپنی منکوحہ عورت نہ لے گئے۔ اب اس کے بعد دادا کی ہمشیرہ جس کے گھر تھی۔ اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کو اپنے پاس رکھتا رہا۔ اب اس کی مقدمہ سازی ہوئی اور محمود گرفتار کر لیا گیا۔ یہ محمود جیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ تقریباً چھ سات ماہ گزر چکے ہیں۔ اب کیا یہ شخص محمود کی عورت سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی غلام حسین

﴿ج﴾

محمود جب مر گیا تو اس کی عورت کے ساتھ عدت گزرنے کے بعد یہ دوسرا شخص نکاح کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ دیگر موانع نکاح نہ ہوں۔ چھ سات مہینے کے بعد عدت نہیں ہے۔ البتہ اگر عورت حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل کے بعد ٹھہرے گی۔ چاہے ایک دن کے بعد وضع حمل ہو جائے یا کئی مہینوں کے بعد۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ محرم ۱۳۷۹ھ

مدتِ عدت کے اندر نکاح صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی رحمت نے اپنی منکوحہ کو تین طلاقیں دیں۔ ایک وقت تقریباً دو

ماہ بعد ایک اہلحدیث عالم سے فتویٰ حاصل کر کے عورت کو واپس گھر لے آیا۔تقریباً تین ماہ بعد پھر دوبارہ گھر سے نکال دی۔اس عورت نے تقریباً ۵،۶ میل پر ایک مرد سے نکاح کر لیا۔نکاح خواں مولوی صاحب کو شبہ حمل بھی تھا اور حمل کا فتویٰ بھی حاصل کیا ہوا ہے کیا حاملہ کے جواز نکاح کا بھی فتویٰ ہے؟ اور فرمائیں کہ آیا ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اگر اس شخص کی تاریخ طلاق سے نکاح ثانی تک اس عورت کو مکمل تین حیض نہ آئے ہوں تو یہ یقیناً معتدہ شمار ہوگی اور معتدہ کا نکاح ناجائز شمار ہوتا ہے۔اگرچہ اس عورت کو ایک یا دو حیض آئے ہوں اور اس کے بعد استقرار حمل ہوا ہو۔تب بھی یہ معتدہ شمار ہوگی۔کیونکہ نہ تو اس کی عدت بالحیض گزری ہے اور نہ بوضع حمل، لہٰذا اس کا نکاح اس صورت میں ناجائز شمار ہوگا۔ان زوجین کے درمیان تا گزرنے عدت تفریق کر دی جائے اور عدت تین حیض مکمل یا وضع حمل کے بعد ان کا نکاح کر دیا جائے۔نکاح خواں نے اندریں صورت معتدہ کا نکاح پڑھا کر بڑی غلطی کی ہے۔لہٰذا وہ اگر اس غلطی سے توبہ تائب ہو جائے اور حتی الوسع زوجین کی تفریق میں بھی کوشش کرے تو اس کی امامت درست ہوگی اور اگر وہ اس غلطی پر اصرار کرے اور توبہ تائب نہ ہو تو اس کی امامت مکروہ ہوگی۔اگر عورت حاملہ ہو۔تو تفریق کے بعد وضع حمل ہوتے ہی دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے اور اگر حاملہ نہ ہو تب دوبارہ نکاح کے لیے زوج اول کی آخری وطی کی تاریخ سے تین حیض گزر جانے کا انتظار کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ جمادی الاخری ۱۳۸۷ھ

کافر میاں بیوی ایک ساتھ مسلمان ہوئے تو وہی نکاح معتبر ہے، البتہ تجدید نکاح بہتر ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ پہلے خاوند بیوی دونوں ہندو تھے، بعد میں اسلام لائے۔اب ان کا نکاح دوبارہ ہوگا یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

﴿ج﴾

کافر لوگ اپنے اپنے مذہب کے اعتبار سے جس طریقہ کا نکاح کرتے ہوں، شریعت بھی اس کو معتبر رکھتی ہے۔ اگر وہ دونوں ساتھ مسلمان ہو جائیں تو اب نکاح دوہرانے کی کچھ ضرورت نہیں ہے، وہی نکاح اب بھی باقی ہے بشرطیکہ وہ نکاح محرمات کے ساتھ نہ ہوا ہو۔ بہرحال صورت مسئولہ میں اگر دونوں ساتھ ساتھ مسلمان ہوئے ہیں تو نکاح دوہرانا ضروری نہیں۔ **واذا تزوج الکافر بلا شهود او في عدة كافر وذلك في دينهم جائز ثم اسلما اقرا عليه (هدايه مع فتح القدير باب نكاح اهل الشرك ص ۲۸۳ ج ۳)** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

کیا مسلمانوں کے آپس میں نکاح سے قبل کلمہ پڑھنا ضروری ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنے لڑکے نور کا رشتہ بکر کی لڑکی مسماۃ نوراں سے کیا ہے اور گواہوں کے سامنے لڑکے اور لڑکی کو ایجاب و قبول کرایا گیا ہے اور چار روپے نکاح خواں نے اجرت نکاح بھی لیے۔ نکاح عام لوگوں کے سامنے کیا گیا ہے۔ چند دنوں کے بعد نکاح خواں دعویٰ شریعت میں دائر کرتا ہے کہ مسمی نور کا جب میں نے نکاح پڑھایا تو اس نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ الخ نہیں پڑھا۔ میں نے بار بار پڑھانے کی کوشش کی۔ لیکن اس نے کلمہ نہیں پڑھا۔ نکاح خواں کا بیان ہے کہ یہ نکاح نہیں ہوا۔ کیونکہ اس نے کلمہ طیبہ نہیں پڑھا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا نور کا نکاح نوراں سے ہو گیا؟

﴿ج﴾

مسلمان لڑکی کے ساتھ نکاح کے انعقاد کے لیے ضروری ہے کہ لڑکا نکاح سے پیشتر کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا اقراری ہو اور یہ کہ وہ کلمہ گو ہو۔ کلمہ پڑھنے سے اور رب کی وحدانیت کا انکار نہ کرتا ہو۔ پس اگر نکاح کے وقت کلمہ پڑھ لے تو بہتر ہے اور اگر سکوت اختیار کر لے تب بھی نکاح ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر کلمہ پڑھنے سے اور رب کی وحدانیت وغیرہ ایمانیات سے منکر ہو تب تو مسلمان لڑکی کے ساتھ اس کا نکاح نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

میاں بیوی کے مسلمان ہونے کے بعد تجدید نکاح کی ضرورت نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص جیل نامی نے مع اپنی بیوی اور چھوٹے بچے کے اسلام قبول کیا۔ جیل کا اسلامی نام موسیٰ ہے اور بیوی کا اسلامی نام پٹھانی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پہلا نکاح جو حالت کفر میں تھا کافی سمجھا جائے یا جدید نکاح بمطابق شرع اسلام ضروری ہے۔ بحوالہ کتب احادیث جواب عنایت فرمائیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں سابق نکاح قائم ہے۔ نکاح جدید کی ضرورت نہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث اور عبارات سے واضح ہے۔ **عن ابن عباسؓ قال اسلمت امراۃ فتزوجت فجاء زوجها الی النبیؐ الی قوله وردها الی زوجها الاول وروی فی شرح السنة ان جماعة من النساء دهن النبیؐ بالنكاح الاول علی ازواجهن عند اجتماع الاسلامین الحدیث . مشكوٰة ص ۲۷۲ \ ج ۲ مطبوعه اصح المطابع دهلی . واذا تزوج الكافر الی قوله ثم اسلما اقرا علیه هدایة مع فتح القدیر مطبوعه مكتبه رشید كوئٹه ص ۲۸۳ . وهكذا فی كنز الدقائق مع النهر الفائق مطبوعه مكتبه حقانیه ص ۲۸۳ ج ۲ مجتبائی دهلی** اورشرح وقایہ ترجمہ اردونور الہدایۃ ص ۱۲۴ \ ج ۲ مطبوعہ نظامی کانپور میں ہے۔ اگر کافر نے کافرہ سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا ہے یا دوسرے کافر کی عدت میں تھی اور کسی کافر نے نکاح کیا اور یہ ان کے دین میں جائز ہے اور پھر دونوں اسلام لائے تو نکاح اپنے حال پر باقی رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عورت کے مسلمان ہونے سے نکاح نہیں ٹوٹتا، خاوند اگر اسلام نہیں لاتا ہے تو وہ طلاق تصور ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ تقریباً بائیس سال کا عرصہ ہوا ہے کہ ایک کافرہ شادی شدہ عورت نے اسلام قبول کیا۔ فوراً بعد ایک مسلمان مرد نے اس سے نکاح کر لیا۔ اب دونوں میاں بیوی زندہ ہیں اور اولاد

نہیں ہوئی، نہ ہونے کی امید ہے۔ بغیر عدت نکاح کیا گیا تھا۔ اب دوبارہ کیا کرنا چاہیے۔ وہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

عورت کے مسلمان ہونے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ بلکہ دارالاسلام میں اگر باقاعدہ قاضی شرعی موجود ہو تو وہ قاضی اس کے خاوند کو مسلمان ہونے کو کہے۔ اگر خاوند مسلمان ہو گیا تو دونوں میاں بیوی رہیں گے اور نکاح بحال رہے گا۔ اگر وہ انکاری ہو گیا تو اب خاوند کے اسلام سے انکار کو طلاق قرار دیا جائے گا اور قاضی ان کو الگ کر دے گا اور اگر دارالحرب ہو اور قاضی موجود نہ ہو جو اس کو مسلمان ہونے کے لیے کہے تو عورت جب تین حیض گزار لے۔ تب اس کا نکاح باقی نہیں رہتا۔ اب اس وقت چونکہ انگریزی راج تھا۔ کوئی قاضی شرعی موجود نہ تھا کہ اس پر اسلام پیش کرتا۔ اس لیے تین حیض کے بعد اس کے نکاح کو کالعدم قرار دیا جا سکتا تھا۔ لیکن یہاں تین حیض گزرنے سے پیشتر اگر نکاح کر لیا گیا ہے تو وہ صحیح نہ ہو گا۔ البتہ اب تجدید نکاح کر لیں اور گذشتہ کی معافی اپنے رب سے مانگ لیں۔ وہو الغفور الرحیم واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

میاں بیوی جب ایک ساتھ مسلمان ہوئے تو نکاح باقی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مسمی صوبہ غیر مسلم مع اپنے بچوں وغیرہ کے بدست ایک عالم دین مسلمان ہوا مگر جس وقت صوبہ مسلمان ہوا اس وقت اس کی بیوی مسلمان نہیں ہوئی البتہ صرف ۳ یا ۴ دن بعد وہ بھی مسلمان ہو گئی۔ جس وقت وہ مسلمان ہوئی ۵ یا ۶ ماہ کی حاملہ تھی اور بحالت حمل اور مسلمان خاوند کے ہوتے۔ چند لوگوں نے اس کا نکاح ثانی دوسری جگہ کر دیا۔ حالانکہ اس کا خاوند اور تمام بچے اس کے اس وقت مسلمان تھے۔ جن کے اسلامی نام حسب ذیل رکھے گئے۔ اللہ داد خاوند اللہ دتہ لڑکا' وزیراں مائی' ریاض مائی' کنیز فاطمہ لڑکیاں اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسمی اللہ داد کا نکاح اس کی اپنی بیوی نومسلم سے بدستور قائم ہے یا نہیں اور نکاح ثانی غلط ہے یا نہیں۔ حالانکہ بوقت نکاح ثانی اللہ داد کی بیوی نومسلم اللہ داد سے ۵ ماہ کی حاملہ تھی۔ اب سائل مسمی اللہ داد نومسلم اپنی بیوی نومسلمہ از روئے شریعت لینا چاہتا ہے۔ سائل مذکور اپنی بیوی شرعاً لے سکتا ہے یا نہیں۔ از روئے شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جواب جلد صادر فرمائیں اور سائل مذکور کو اس کی بیوی شرعاً دلوائیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جب میاں بیوی دونوں مسلمان ہوئے تو دونوں کا نکاح بحالہ قائم ہے اور دوسری جگہ جو نکاح کیا گیا ہے وہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ لہٰذا بیوی کو اصلی خاوند اللہ داد کے سپرد کر دیا جائے اور دوسرا شخص فوراً اس کو چھوڑ دے۔ واضح رہے کہ خاوند کے مسلمان ہونے کی صورت میں جب قاضی اس کی عورت پر اسلام پیش کرے اور وہ مسلمان ہو جائے تو نکاح بحالہ قائم رہتا ہے اور اگر وہ انکار کر دے تو نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ والتفصیل فی الحیلۃ الناجزہ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ یکم محرم ۱۳۹۳ھ
والجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ

ثبوت نکاح کے لیے حجت تامہ یعنی دو یا زیادہ گواہ شرعی گواہی دیں تو ثبوت نکاح ہو جائے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بالغ لڑکی اور لڑکے کا نکاح پڑھتے وقت لڑکی والا کہتا ہے کہ میں نے کوئی نکاح وغیرہ نہیں کیا اور لڑکے والا کہتا ہے لڑکی والے نے نکاح کر دیا ہے۔ قاضی بھی اقرار کرتا ہے کہ میں نے ایجاب وقبول کیا ہے اور لڑکی والے نے گواہ کو بلایا۔ گواہ بالکل انکاری ہو گیا۔ مجھے کوئی پتہ وغیرہ نہیں۔ قاضی نکاح خواں بالکل جھوٹ بولتا ہے اور کوئی گواہ موجود موضع پر نہیں ہیں اور لڑکے والا جھوٹ بولتا ہے۔ جو شریعت فیصلہ کرے ہم اس کے قائل ہیں۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

ثبوت نکاح کے لیے حجت تامہ ضروری ہے۔ یعنی دو یا زیادہ گواہ جو شرعاً معتبر ہوں۔ یہ گواہی دیں کہ ہمارے سامنے شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ یہ نکاح ہوا ہے تو ثبوت نکاح ہو جائے گا۔ اگر گواہ نہیں ہے یا گواہ ہے لیکن وہ شرعاً معتبر نہیں ہے تو نکاح ثابت نہیں ہو سکتا۔ بہتر یہ ہے کہ کسی مقامی دیندار عالم کو ثالث مقرر کر دیں اور وہ شرعی طریقہ سے تحقیق کر کے حکم صادر فرما دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

ثبوت نکاح کے لیے گواہ ہوں تو نکاح صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنی لڑکی جس کی عمر تقریباً تین سال تھی ایک لڑکے کے نکاح میں دے دی جس کی عمر تقریباً چار سال تھی۔ ہر دو کے والد نے ایجاب وقبول کیا۔ البتہ لڑکی کا والد بوقت نکاح کسی وجہ سے انتہائی مغموم تھا۔ اس کا بیان ہے، نکاح کے وقت مجھے کوئی ہوش نہیں تھا۔ اب حلفیہ بیان دیتا ہے کہ اس وقت قطعی ہوش وحواس میں نہیں تھا۔ کیا اُس نکاح کا اعتبار ہے یا نہیں۔ کیا وہ نکاح ہو گیا کہ نہیں؟

﴿ج﴾

اگر خاوند اپنے نکاح کو دو گواہوں کے ساتھ جو شرعاً معتبر ہوں ثابت کر دے اور گواہ گواہی دیں کہ شرعی طریقہ سے ان کے والدین نے ہمارے سامنے ایجاب وقبول کیا ہے تو لڑکی اس شخص کی منکوحہ قرار پائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شرعاً گواہ گواہی دیں تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے، لڑکی کا انکار معتبر نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ میں نے اپنی دختر مسماۃ غلام جنت کا نکاح اپنے حقیقی بھتیجے سے ۱۹۶۵ء میں کر دیا تھا۔ نکاح قاضی قادر بخش نے پڑھایا تھا اور گواہ موجود تھے۔ اِس وقت قاضی صاحب مذکور حلفیہ انکار کرتا ہے کہ میں نے نکاح نہیں پڑھایا۔ مجھے علم تک بھی نہیں ہے۔ مگر چار گواہ حلفیہ گواہی دینے کو تیار نہیں کیا نکاح ہوا ہے۔ ان میں سے ایک گواہ کہتا ہے کہ نکاح قاضی مذکور نے پڑھایا تھا اور نکاح پڑھانے کی فیس مبلغ پانچ روپیہ میں نے لی تھی۔ نیز لڑکی کا حقیقی بھائی اور دو حقیقی چچے کہتے ہیں کہ نکاح نہیں ہوا اور لڑکی جو کہ ۱۹۶۵ء میں بعمر تیرہ سال کی تھی۔ نکاح سے لاعلمی کا اظہار کرتی ہے۔ اس وقت لڑکی بھائی کے پاس ہے اور باپ کے ساتھ جانا نہیں چاہتی۔ گواہان کی مخالفت لڑکی کے بھائی سے مشہور عام ہے۔ علانیہ جان تک کی دھمکی بھی دے چکے ہیں۔ یہ مخالفت قبل از نکاح چلی آ رہی ہے۔ نیز نقل مقدمہ بھی پیش کی جا سکتی ہے۔ زید اس وقت اپنے اس حقیقی بھائی کے لڑکے یعنی حقیقی بھتیجا جس کا نکاح مانتا ہے۔ دو ہزار روپیہ لے کر دینا چاہتا ہے۔ کیا نکاح مذکور از روئے شریعت ثابت ہو گا یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

جب لڑکی بوقت نکاح نابالغہ تھی اور اس کا والد جو ولی تھا اقرار کرتا ہے کہ میں نے نکاح کر دیا ہے اور ناکح بھی اقراری ہے تو لڑکی کی لاعلمی سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا۔ اگر والد منکر ہے تو دو یا زیادہ گواہ جو شرعاً معتبر ہوں۔ والد کے شرعی طریقہ سے کیے ہوئے نکاح کی شہادت دیں تو نکاح ثابت ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ محرم ۱۳۸۹ھ

شرعاً اگر ایجاب وقبول گواہوں کی موجودگی میں ہوا تو بلا ریب نافذ العمل ہے

﴿س﴾

گزارش ہے کہ ہمارا ایک دوسرے فریق مسمی حبیب وعبدالقادر قوم دھنی وال سکنہ موضع دھیر ارانڈیہ تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ سے رشتہ ولین دین کے معاملہ کا یعنی (وٹہ سٹہ) کا آج سے تین سال قبل وعدہ ہوا تھا۔ ہم نے اپنے وعدے کے مطابق رشتہ دے دیا۔ مگر وہ اپنے وعدہ سے منحرف ہوئے ہیں۔ باقاعدہ نکاح ہوا ہے۔ تو اس مسئلہ میں شرعی کیا حکم ہے۔

﴿ج﴾

اگر شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں بالغہ لڑکی کی اجازت کے ساتھ نکاح کیا گیا ہے تو یہ نکاح صحیح اور نافذ ہے اور اس عورت کو شوہر کے حوالہ کرنا لازم ہے اور جب خاوند اُسے آباد کرنے کے لیے تیار ہے تو شرعاً یہ عورت عدالت سے تنسیخ بھی نہیں کرا سکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ شعبان ۱۳۹۹ھ

نکاح اور بچہ ہونے کے بعد ایک شخص اپنے نکاح کا دعویٰ کرے اور گواہ نہ ہوں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی بالغہ جس کے والدین بہت لالچی اور حریص تھے۔ بقول مرد (بکر کے) ساتھ بکر کے منکوحہ ہے اور نکاح لڑکی کے سگے ماموں نے پڑھایا۔ ماں اور باپ کے سامنے دو

بالغ بھائی اس کے گواہ تھے۔لڑکی اُس وقت موجود نہ تھی۔ بلکہ ایک دوسرے گاؤں میں جو وہاں سے بیس میل دور تھا۔ وہاں تھی۔ نکاح خوان، ماموں، والدین، بھائی کے علاوہ موقع پر کوئی اور موجود نہ تھا۔ نکاح درج نہ ہے۔ بعد اُس کے تقریباً دو سال لڑکی کی شادی بڑی دھوم دھام سے کسی دوسرے شخص سے کر دی گئی۔ شادی کے ایک سال کے بعد دوسرے مرد سے ایک لڑکا ہوا۔ اب لڑکے کی عمر دس ماہ ہو چکی ہے۔ اب آ کر پہلے مرد بکر نے انکشاف کیا ہے کہ وہ لڑکی اس کی منکوحہ تھی اور فلاں جگہ فلاں وقت اس کا نکاح ہوا تھا۔ سوائے نکاح خواں، لڑکی کے والدین، دو بھائی کے علاوہ کوئی دیگر آدمی موقع پر موجود نہ تھا۔ یہ تمام لوگ اس بات کے منکر ہیں کہ نکاح ہوا تھا۔ معاملہ مشکوک ہے۔ ہوسکتا ہے لڑکی کے والدین نے جو اُس سے اسی شادی کی غرض سے روپے پیسے کپڑے لیتے رہے ہیں۔ فراڈ کیا ہو اور اُس سے نکاح پڑھ دیا ہو اور لڑکی کو نہ پڑھایا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پہلے مرد بکر نے انتقام کے طور پر اور بدنام کرنے کی خاطر اور اپنا روپیہ پیسہ وصول کرنے کی خاطر یہ الزام لگایا ہو۔ بہر حال معاملہ جب روبرو کرایا گیا تو بکر نے اپنا دعویٰ دہرایا۔ جبکہ فرد ثانی، نکاح خوان، والدین، دو بھائی و لڑکی سب نے اس بات سے انکار کیا۔ تسلی کے لیے والدین نے باوضو ہو کر ہاتھ قرآن پر رکھ کر قسم اٹھائی کہ اُس نے پہلے مرد کو نکاح نہ دیا تھا۔ اب ان حالات میں دوسرے مرد صدیق کے ساتھ نکاح کی پوزیشن کیا ہے۔

تحقیق کی جائے۔ اگر بکر دو ایسے گواہ جو شرعاً معتبر ہوں پیش کر دے اور گواہ اس بات کی ثالث کے سامنے شہادت دیں کہ ہماری موجودگی میں لڑکی کی اجازت اور رضامندی کے ساتھ شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ مذکور نکاح خوان نے بکر کے ساتھ نکاح کر دیا ہے تو بکر کا نکاح ثابت ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس کے پاس گواہ نہیں۔ جیسا کہ سوال میں درج ہے۔ تو اس کا دعویٰ شرعاً ثابت نہیں اور دوسری جگہ جو نکاح شرعی طریقہ سے کیا گیا ہے۔ وہ صحیح شمار ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ

نکاح سے قبل اجازت یا بعد نکاح رضامندی سے عاقلہ بالغہ کا نکاح ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت سعیدہ مائی کا نکاح ہمراہ منظور احمد ہوا۔ باقاعدہ طور پر

وکیل گواہان مقرر کیے گئے اور نکاح خواں جو ایک عالم دین ہیں نے نکاح پڑھایا۔ بارات آئی اور رخصتی ہوگئی۔ شادی کے دو دن کے بعد لڑکی مذکورہ کسی اور آدمی کے ساتھ بھاگ گئی اور اس نے اپنی مرضی سے دوسری جگہ نکاح کرلیا۔ لڑکی کا کہنا ہے کہ اس نے منظور احمد کا ایجاب وقبول نہیں کیا اور نہ اس کے پاس کوئی وکیل وغیرہ آیا۔ جبکہ شادی کے گواہان بہت سی تعداد میں موجود ہیں۔ لڑکی کا وکیل اس کا برادر حقیقی تھا اور گواہان بھی موجود ہیں۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ لڑکی کا نکاح ہمراہ منظور احمد صحیح ہے یا نہیں اور لڑکی کو منظور احمد کے ہاں آباد ہونا چاہیے یا نہیں۔ نیز اگر لڑکی نے اپنی مرضی سے دوسری جگہ نکاح کرلیا تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر نکاح سے قبل بالغہ لڑکی نے منظور احمد کے ساتھ نکاح کی اجازت دے دی ہے اور اجازت کے گواہ بھی موجود ہیں تو منظور احمد کے ساتھ نکاح صحیح اور نافذ ہے اور دوسری جگہ جو نکاح کیا گیا ہے وہ منعقد نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر نکاح سے قبل اجازت نہیں لی۔ لیکن نکاح کے بعد لڑکی نے اس پر رضامندی ظاہر کر دی تو بھی پہلا نکاح صحیح ہو چکا ہے اور اگر نکاح سے قبل یا بعد کسی وقت اجازت کا ثبوت نہیں ہو سکا تو دوسرا نکاح صحیح شمار ہوگا۔ بہر حال مسئلہ صحت واقعہ پر مبنی ہے۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بالغہ خاتون اگر نکاح کو تسلیم کرتی ہے تو گواہوں کی چنداں ضرورت نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ نکاح خوان فوت ہوگیا ہے اس کے بیانات تحریر کردہ۔

گواہ نمبر ا۔ گواہ جو کہ وکیل تھا۔ میاں مظہر حق ولد میاں امیر محمد سکنہ انب شریف۔ میں قرآن کو حاضر ناظر اور تین طلاق کے ساتھ گواہی دیتا ہوں کہ عالم خاتون دختر فتح محمد قوم اعوان نے فخر دین ولد نور دین کے ساتھ نکاح پڑھایا ہے اور میرے روبرو نکاح پڑھنے کی اجازت دی اور مہر مبلغ یک صد روپیہ مقرر کیا ہے اور چند آدمی اور بھی حاضر مجلس تھے۔

گواہ نمبر ۲۔ غلام رسول ولد دلاور سکنہ انب شریف۔ میں قرآن مجید کو ساتھ لے کر اور تین طلاق کے ساتھ گواہی دیتا ہوں کہ عالم خاتون دختر فتح محمد قوم اعوان نے فخر دین ولد نور دین کے ساتھ نکاح پڑھایا ہے۔ میرے سامنے مولوی صاحب نے پڑھا اور چند آدمی حاضر مجلس تھے۔ یعنی طور اور غلام حیدر، محمد خان ولد خان وزباں؛

میاں صوبیدار خدابخش ولد میاں امیر محمد و بہادر خان و نور خان وغیرہ موجود تھے۔ اب یہ گواہوں کے بیانات حاضر مجلس مسجد میں لیے جارہے ہیں اور عرض یہ ہے کہ مندرجہ بالا فخر دین کا نکاح شرعی تحریری مندرجہ بالا گواہوں کے روبرو پڑھا گیا ہے جو کہ قائم شریعت عاقل و بالغ و شادی شدہ ہیں۔ تابع قرآن شریف کے ہیں اور تین طلاق کے ساتھ روبرو حاضر مجلس میں بوقت ۹ بجے بیانات دیے ہیں۔ عورت کے والدین موجود نہ ہونے کی وجہ سے مغالطہ پڑ گیا ہے اور کہتے ہیں کہ نکاح نہیں پڑھا گیا ہے۔ اس وجہ سے نکاح میں تفرقہ بھی پڑ گیا ہے۔ برائے کرم جواب عنایت فرمائیں۔

﴿ج﴾

عالم خاتون مذکورہ اگر شخص مذکور کے ساتھ نکاح کرنے کو تسلیم کرتی ہے اور اس کا اقرار کرتی ہے تو اس کا نکاح قائم ہے اور گواہوں کے پیش کرنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہے اور اگر عالم خاتون اس نکاح سے انکاری ہے یا دونوں اس اقرار سے متہم ہیں تو پھر تو ویسے گواہ پیش کرنے کافی نہیں ہیں۔ بلکہ اس مرد اور عورت کو باقاعدہ ایک شخص عالم دین یا اس سے زیادہ کو حکم تسلیم کر لینا چاہیے اور وہ حکم شرعی طور پر ان کے بیانات لیں اور پھر گواہوں کی گواہی شریعت کے مطابق لے کر فیصلہ صادر فرمائیں۔ اگر جانبین کی تراضی سے حکم مقرر نہیں کیا جا سکتا تو پھر حاکم مسلمان کی طرف رجوع کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معاون مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

اگر شرعی گواہ ہوں تو نکاح صحیح ورنہ عورت کو حلف دیں، اگر وہ حلف اُٹھائے تو نکاح کا دعویٰ خارج ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص محمد رمضان قوم نون نے ایک لڑکی کو فریب سے لے جا کر درخواست دلوائی اور پھر واپس والدین کے پاس بھیج دیا اور ایک سال کے عرصہ تک اس معاملہ کو مخفی رکھا اور سال کے بعد اس نے نکاح کی مشہوری کر دی کہ میرا نکاح نمبردار نے پڑھا ہے اور لڑکی انکار کرتی ہے کہ میرا کوئی نکاح نہیں ہے۔ صرف درخواست ہے اور نمبردار بھی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے نکاح پڑھا ہے۔ لیکن دونوں قابل اعتبار نہیں۔ اب والدین لڑکی کی رضا سے اپنی برادری میں نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

فریقین کسی معتمد اہل علم شخص کو ثالث تسلیم کر کے اس سے مقدمہ کا فیصلہ کرائیں۔ اگر مدعی نکاح نے دو گواہان معتبر کی گواہی سے نکاح کو ثابت کر دیا ہے تو نکاح کا فیصلہ دے دے۔ ورنہ عورت کو حلف دے کر فیصلہ اس طرح کرے۔ اگر عورت حلف اُٹھائے تو نکاح کا دعویٰ خارج کر دے۔ اگر حلف سے انکار کر دے تو نکاح کو ثابت قرار دے کر فیصلہ دے دے۔ بہر حال ثالث کا فیصلہ ہی معتبر ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ

شرعی گواہوں کی موجودگی میں اگر نکاح ثابت ہو جائے تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے، دوسرا نکاح باطل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ کسی آدمی نے دوسرے آدمی کو مسجد میں تلاوت کرتے وقت قسم اُٹھا دی کہ میں نے اپنی لڑکی کا نکاح فلاں آدمی سے کر دیا ہے اور دعاء خیر کر دی ہے۔ اُس آدمی کو دھوکہ دے کر اُس سے اپنے لڑکے کا نکاح لیا اور اپنی لڑکی کا نکاح دے دیا۔ اب وہ شخص جو دعاء خیر دی ہوئی تھی کا نکاح تسلیم کرتا ہے اور بعد میں کئی اوروں کے ساتھ بھی یہی الفاظ استعمال کرتا رہا کہ میں نے پہلا نکاح نہیں کرنا۔ اب اپنی زبان سے بدل گیا تو اب ان دونوں میں سے کونسا نکاح درست ہے۔

﴿ج﴾

مقامی طور پر معتمد علیہ دیندار علماء کو ثالث مقرر کیا جائے۔ وہ واقعہ کی شرعی طریقہ سے تحقیق کریں۔ اگر ایسے گواہوں سے جو شرعاً معتبر ہوں۔ یہ ثابت ہو جائے کہ پہلے شخص کے ساتھ شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح کیا گیا ہے تو وہ نکاح صحیح اور معتبر شمار ہوگا اور دوسرا نکاح منعقد شمار نہیں ہوگا۔ اگر پہلے نکاح کا شرعی ثبوت نہ ہو سکے اور دوسرے نکاح کا باقاعدہ شرعی ثبوت ہو جائے تو یہ دوسرا نکاح درست شمار ہوگا۔ اصل واقعہ واضح نہیں۔ لہٰذا خوب تحقیق کریں۔ جو صورت ثابت ہو جائے اس کے مطابق عمل کریں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ محرم ۱۳۹۸ھ

ثالث گواہ مقرر کریں اور اگر گواہ گواہی دیں تو صحیح ورنہ نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ایک عورت کو اغوا کرتا ہے۔ بعد از اغوا اُسے چکلہ میں بٹھا کر اُسے عصمت فروشی پر مجبور کرتا ہے۔ لیکن عورت چکلہ میں بیٹھنا پسند نہیں کرتی۔ اغوا کنندہ اسے اس کے انکار پر زدوکوب کرتا ہے۔ عورت اس سے تنگ آ کر کسی دوسرے آدمی کے ساتھ چلی جاتی ہے اور حلفیہ بیان کرتی ہے کہ میرا کسی سے تا حال نکاح نہیں ہے۔ میں نکاح کی خواہشمند ہوں۔ کیا عورت کا یہ بیان شرعاً صحیح ہے اور اس صورت میں اس سے نکاح کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ زنِ مذکورہ کے اپنے اصلی وطن سے خط و کتابت کی گئی ہے۔ لیکن متعدد خطوط لکھنے کے باوجود کوئی جواب نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

یہ فیصلہ کسی ثالث کے پاس جائے۔ جو فریقین کا تسلیم شدہ ہو۔ ثالث اغوا کنندہ سے گواہ طلب کرے اگر دو دیندار مردوں یا ایک دیندار مرد اور دو دیندار عورتوں نے نکاح کی گواہی دے دی تو وہ ثالث نکاح کے ثبوت کا حکم دے اور اگر گواہ نہ ملے یا گواہی کسی شرعی وجہ سے مسترد ہوگئی تو عورت سے حلف لیا جائے۔ اگر حلف اُٹھانے سے انکار کرے تو وہ اُس کی منکوحہ ہوگی اور ثالث نکاح کا فیصلہ دے دیں اور اگر عورت نے حلف اُٹھا لیا کہ میرے ساتھ اس کا نکاح نہیں ہوا تو نکاح ثابت نہیں ہوا۔ عورت جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ صفر ۱۳۷۸ھ

ثبوت نکاح کے لیے حجت تامہ (گواہ شرعی) کا ہونا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کی عورت تقریباً اپریل ۵۴ء کو مطلقہ ہو چکی ہے اور اس کی دو لڑکیاں بھی ہیں۔ جو اس وقت سے لے کر اب تک والدہ کی پرورش میں ہیں۔ اب سے تقریباً دو ماہ قبل اس شخص نے یہ دعویٰ کر دیا کہ میں نے بچپن میں ان لڑکیوں کا دوسری جگہ نکاح کر لیا ہے۔ لیکن اس پر نہ کوئی گواہ پیش

کر سکتا ہے نہ یہ بتلاتا ہے کہ یہ نکاح میں نے کس کے ساتھ کیا ہے۔اب قابل دریافت یہ ہے کہ اس شخص کا یہ دعویٰ کرنا شرعاً معتبر ہے یا نہیں اور لڑکیوں کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں۔تاریخ ۱۳ ستمبر ۱۹۶۹ء
نشان انگوٹھا خدا بخش ولد ملک غلام محمد ساکن چک نمبر ۷۷ ضلع ملتان تحصیل لودھراں

﴿ج﴾

ثبوت نکاح کے لیے حجت تامہ ضروری ہے۔صرف باپ کا دعویٰ نکاح کافی نہیں۔یعنی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں جو شرعاً معتبر ہوں۔یہ گواہی دیں کہ ہمارے سامنے یہ نکاح ہوا ہے۔جب تک شرعی ثبوت پیش نہ کرے۔اس کا دعویٰ معتبر نہیں۔اگر ثالث کے سامنے وہ گواہ پیش نہ کر سکے یا ثالث ان گواہوں کو رد کر دے تو ثبوت نکاح نہیں ہوگا۔ثبوت نہ ہونے کی صورت میں دونوں لڑکیوں (زینب بی بی،عمراں بی بی) کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے۔ملحقہ دیگر استفتاء و بیانات سے معلوم ہوا کہ اس کی والدہ کو ۵۴ء میں طلاق ہوئی ہے۔بنا بریں ان کی والدہ امام بی بی کا نکاح بھی دوسری جگہ جائز ہے۔

قال فی التنویر مطبوعہ ایچ ایم سعید ولغیرھا من الحقوق سواء کان مالا او غیرہ کنکاح و طلاق ووکالۃ ووصیۃ واستھلال صبی ولو للارث رجلان او رجل وامرأتان

(الدر المختار ص ۴۶۵ ج ۵)

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ جمادی الاخری ۱۳۸۹ھ

ثالث مقرر کر کے گواہوں کی موجودگی میں نکاح اول ثابت ہو تو نکاح ثانی باطل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین صورت ہذا میں کہ زید نے اپنی بیٹی زینب بکر کے لڑکے خالد کو نکاح میں دی۔چند روز کے بعد ناراضگی پیدا ہوئی اور زید نے اپنی بیٹی زینب کا عمرو کے بیٹے جاوید کے ساتھ نکاح باندھ دیا ہے۔اب زید صورت اولی میں مقر صرف دعاء خیر کا ہے اور ساتھ ہی نکاح خوان و تین گواہ شرعی پابند صلوٰۃ وصوم پیش کیے ہیں۔لیکن بکر نے ایک مولوی صاحب کے پاس جا کر دو گواہ پیش کیے اور فتویٰ تحریر کروایا اور نکاح کو ثابت کرنے میں کوشاں ہے۔مگر ان دو میں سے ایک گواہ داڑھی منڈا اور دین سے بیگانہ افعال قبیحہ کا مرتکب ہے۔نیز متھم عند الناس اور صاحب وجاہت نہیں۔لہٰذا از روئے شرع شریف صورت متنازعہ کا کیا حکم ہے۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں معتمد علیہ علماء کو ثالث مقرر کیا جائے۔ وہ فریقین کے بیانات اور گواہوں کے بیانات لے لیں اور شرعی طریقہ کے مطابق فیصلہ کر دیں۔ یعنی اگر گواہوں سے جو شرعاً معتبر ہوں یہ ثابت ہو جائے کہ پہلا نکاح باقاعدہ شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں ہوا ہے تو پہلا نکاح صحیح اور دوسرا نکاح بر نکاح ہوگا۔ لیکن اگر نکاح کا ثبوت نہ ہو سکے کہ صرف دعاء خیر کی گئی ہو تو دوسری جگہ نکاح صحیح ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ جمادی الاولی ۱۳۹۱ھ

دعویٰ نکاح کے لیے دو گواہ عادل ہونا ضروری ہے، ورنہ دعویٰ باطل ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی مولا بخش ولد الٰہی بخش سکنہ موضع راجیڑہ ضلع سرگودھا نے دعویٰ کیا کہ میرا نکاح مسماۃ حیاۃ بی بی دختر محمد حیات سکنہ نوروانہ ضلع سرگودھا سے ہے۔ جب تحقیق کی گئی تو کوئی نکاح ثابت نہیں ہوا۔ جو نکاح خواں وشواہد مولا بخش مذکور نے اپنے مصنوعی نکاح کے بتائے۔ انھوں نے حلفیہ بیان دیا کہ کوئی شرعی نکاح نہیں پڑھا گیا۔ اب جبکہ مسماۃ حیات بی بی دختر محمد حیات کا شرعی طور پر نکاح مسمی میاں محمد ولد گاما سکنہ موضع اناڑی تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا سے مسماۃ حیات بی بی کے والدین نے برضا ورغبت کر دیا۔ ایک لڑکا بھی پیدا ہو چکا ہے۔ موضع اناڑی کے امام مسجد نے تعزیر لگا دی کہ چونکہ مسماۃ حیات بی بی کا پہلے نکاح ہے۔ اس لیے میاں محمد مذکور اور اس کے والدین وعزیز واقارب سے کھانا پینا لین دین کرنا شرعاً منع ہے۔ لہٰذا ازروئے شرع شریف جواب عنایت فرمایا جائے کہ صورت مسئولہ میں کیا واقعی میاں محمد کے اقارب کے ساتھ قطع تعلق جائز ہے۔

﴿ج﴾

اس کی صورت صرف یہ ہو سکتی ہے کہ مولا بخش کسی عالم شرعی کو ثالث تسلیم کر کے اس کے سامنے فریقین حاضر ہوں اور مولا بخش جب دعویٰ نکاح کر لے اور عورت انکار کر دے تو ان سے گواہ طلب کیے جائیں۔ اگر اس

نے دو گواہ مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں پیش کر دیے اور گواہ معتمد ہوں۔ ثالث نے اگر ان کی شہادت قبول کر لی تو نکاح ثابت ہونے کا حکم صادر کر دے گا اور عورت مولا بخش کی منکوحہ قرار پائے گی۔ لیکن اگر وہ گواہ پیش نہ کر سکا یا شہادت کسی جرح کی وجہ سے مسترد ہو گئی تو عورت کو حلف دیا جائے کہ تیرے ساتھ مولا بخش کا نکاح نہیں ہوا۔ اگر وہ حلف اٹھا لے تو وہ آزاد ہو گی اور اس کا دوسرا کیا ہوا نکاح درست ہوگا۔ اگر بالفرض کوئی نکاح کا دعویٰ نہیں کرتا اور نہ ہی اس کا ثبوت پیش کرتا ہے اور نہ ثالث کو تسلیم کرتا ہے تو میاں محمد پر یا اس کی زوجہ پر کوئی تعزیر نہیں آ سکتی اور کسی قسم کی تعزیر کا حکم لگانا بے وجہ ہوگا۔ البتہ اگر دیانتہ فی ما بینھم و بین اللہ تعالیٰ وہ مجرم ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ گنہگار رہوں گے۔ لیکن کسی شخص کو قضاءً اسے مجرم قرار دینے کا حق نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۴ صفر ۱۳۸۸ھ

دعویٰ طلاق کرنے کے لیے ثالث اور پھر گواہ مقرر کیا جائے دعویٰ ثابت ہونے پر دوسری جگہ نکاح صحیح ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکا اور لڑکی کی شادی ان کے والدین نے اس وقت کر دی تھی جبکہ ان دونوں کی عمر دو سال کے درمیان تھی۔ جب لڑکی بالغ ہوئی تو لڑکی والے نے لڑکے والے کو کہا کہ لڑکی بالغ ہو گئی ہے۔ آپ لڑکی کو اپنے گھر لے جاؤ۔ ایک سال تک وہ کہتا رہا۔ مگر انھوں نے کوئی پرواہ نہیں کی اور لین دین کی بابت میں کشیدگی بڑھ گئی اور لڑکے والوں نے لڑکی والوں کو کہہ دیا کہ ہم تمھاری لڑکی کو طلاق دینے آئے ہیں۔ لڑکے سے انگوٹھا وغیرہ لگوالو۔ مگر لڑکی والوں نے ان کی بات کی کوئی پرواہ نہیں کی اور ان کو سمجھایا کہ ایسا کرنا بہت برا ہے۔ اگر تم ایسا کرنا چاہتے ہو تو گاؤں کی پنچائت بلا لو پھر جو فیصلہ ہوگا وہ معتبر ہوگا۔ لڑکے والے اٹھ کر چلے گئے اور جاتے ہوئے کہہ گئے کہ ہم آپ کی لڑکی کو طلاق دے چکے ہیں۔ ہمارا اور آپ کا یہ رشتہ ختم ہو گیا ہے اور انھوں نے گھر جانے کے بعد گھر والوں سے کہا کہ ہم لڑکی کو طلاق دے آئے ہیں اور پورے گاؤں میں اس بات کی اطلاع کر دی کہ ہم لڑکی کو طلاق دے آئے ہیں اور لڑکا بھی خود کہتا رہا کہ میں نے اس کو طلاق دے دی ہے اور فلاں لڑکی سے شادی کراؤں گا اور لڑکے سے جس نے بھی پوچھا تو اس نے یہی جواب دیا کہ ہم طلاق دے چکے ہیں۔ عرصہ دراز کے بعد لڑکے والوں کو پھر خیال آیا تو انھوں نے پنچائت کی اور لڑکی کو لینے کے لیے آ گئے اور لڑکی کے والدین نے لڑکی کو بھیجنے پر تیار کر لیا تو لڑکی نے جواب دیا کہ میری طلاق ہو گئی ہے۔ اب میں اس لڑکے کے ساتھ نہیں جاتی۔ اب سوال اس بات کا ہے کہ کیا لڑکی کو طلاق ہو گئی ہے یا نہیں۔ اب اگر لڑکی اپنے

خاوند کے گھر جائے تو کیا اسی لڑکے سے دوبارہ نکاح پڑھایا جائے گا یا نہیں اور کیا بغیر لڑکی کی رضامندی کے دوبارہ نکاح پڑھایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ شرعاً مسائل سے آگاہ کریں۔ اب یہ لڑکی اس کو کس طرح مل سکتی ہے؟

﴿ج﴾

واضح رہے کہ ایک یا دو معتمد علماء کو فریقین ثالث مقرر کر دیں اور مدعی اپنے گواہ پیش کر دے کہ واقعی لڑکے نے ہمارے سامنے یہ الفاظ کہے ہیں کہ ہم لڑکی کو طلاق دے چکے ہیں۔ پس اگر مدعی نے دو گواہ پیش کر دیے اور ثالثوں نے ان گواہوں کو شرعاً معتبر قرار دیا تو طلاق ثابت ہو جائے گی اور لڑکی کے ساتھ اگر ہمبستری یا خلوت صحیحہ نہیں ہوئی تو وہ ایک طلاق سے بائنہ ہو جائے گی اور بغیر عدت گزارے دوسری جگہ نکاح جائز ہوگا۔ البتہ اگر خاوند طلاق دینے کا اب بھی اقرار کرتا ہے تو پھر گواہوں کی ضرورت نہیں اور عورت مطلقہ ہوگی۔ بہر حال پوری تحقیق کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ

لڑکی کا نام لے کر اگر نکاح کیا تو نکاح صحیح ہے، دوسری جگہ نکاح برنکاح تصور کیا جائے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی لڑکی عاقلہ بالغہ ہمراہ بکر کے نکاح کر دینے کا عہد کیا بشرط ادائیگی حق مہر اراضی دو ایکڑ بنام منکوحہ انتقال کرا دینے کے بکر کے پاس یہ اراضی نہ تھی۔ مگر بکر نے اپنے ماموں حقیقی سے دو ایکڑ اراضی بنام منکوحہ بابت حق مہر روبرو افسر مجاز انتقال کنندہ تصدیق کرا دیا۔ افسر مجاز نے زید سے تین دفعہ اقرار و اقبال مجلس عام کرایا کہ میں نے اپنی فلاں نام والی لڑکی بکر کو دے دی ہے۔ اس نام والی دوسری لڑکی میرے ہاں نہیں ہے۔ بکر کی جانب سے ادائیگی حق مہر بذریعہ انتقال ہو چکا ہے اور اسی شرط ادائیگی حق مہر کا علم زید کی لڑکی کو بخوبی تھا اور اس عہد کا علم پہلے ہی سے تھا۔ کیونکہ گھر میں باتیں ہوتی رہیں اور لڑکی کی طبیعت پر ناراضگی کے کوئی آثار نہ ہوئے۔ انتقال کے بعد کچھ عرصہ گزرنے پر زید نے باضابطہ جبر دیگراں مجبور ہو کر دوسری جگہ شادی کر کے رخصت کر دیا۔ مگر عاقلہ بالغہ نے اپنی رضا و رغبت کا بکر کی جانب خاص طور پر اظہار کیا۔ متولی نے نکاح کے اندراج سے انکار کر دیا اور نہ کسی فارم یا اسٹام پر دستخط کیے۔ بنا بریں کہ شاید کسی شرعی یا غیر شرعی قانون کے لحاظ سے خسارہ میں نہ رہ جائے۔ علاوہ ازیں باضابطہ جبر دیگراں لڑکی سے انتقال اراضی تک

کرایا۔لیکن لڑکی کی رضا نہ تھی کہ انتقال ہو جائے۔لہٰذا اب نکاح عہد اول سے بکر کا ہوتا ہے یا دوسری جگہ جہاں شادی کر کے رخصت کر دیا؟

﴿ج﴾

تحقیق کی جائے۔اگر زید کے ان الفاظ کے بعد کہ میں نے اپنی فلاں نام والی لڑکی بکر کو دی اور بکر نے اس لڑکی کو قبول کر لیا ہو اور ان دونوں کا ایجاب وقبول گواہوں کی موجودگی میں ہوا ہو تو پھر بکر کے ساتھ کیا ہوا نکاح صحیح ہے۔دوسری جگہ نکاح ناجائز اور نکاح بر نکاح شمار ہوگا۔لیکن اگر بکر نے اس وقت اس لڑکی کو قبول نہیں کیا تو پھر پہلا نکاح نہیں ہوا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ محرم ۱۳۹۰ھ

کم از کم دو گواہ (عادل) اگر گواہی دیں نکاح کی تو نافذ ہے ورنہ نہیں

﴿س﴾

آج مورخہ ۱۱؍۲؍۶۷ مقدمہ مجریہ مابین وریام ولد رمضان و بین مسماۃ جنت مدعی علیہا کا فیصلہ بطور حکم فریقین ہونے صادر کرتا ہوں۔چونکہ فقہ حنفیہ کا ایک کلیہ ہے کہ **البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر** ماتحت گواہاں مدعی طلب کرنے کے بعد میری تحقیق میں وریام ولد رمضان کا نکاح مسمات جنت بنت محمد سے ثابت ہے اور نکاح ثانی محمد رمضان ولد غلام محمد قوم کویرا کا باطل ہے۔وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) مولوی لال نکاح خواں کی گواہی مسترد کی جاتی ہے۔کیونکہ اس کی قوت ایمانی اتنی کمزور ہے۔کہ جب مدعی کے پاس آتا ہے تو نکاح کا ثبوت کرتا ہے اور جب فریق ثانی یعنی مدعا علیہ کے سامنے جاتا ہے تو نکاح کا انکار کرتا ہے۔ان وجوہات کی بنا پر اس کی شہادت کو ناقابل قبول قرار دیا گیا ہے۔

(۲) وزیرا ولد اللہ یار (۳) علی محمد ولد رکھا۔(۴) اللہ بخش ولد علی محمد (۵) اللہ داد (۶) فقیرا ولد احد قوم سامٹی (۷) احمد ولد اللہ بخش کویرا (۸) اللہ یار ولد امیر (۹) گل محمد ولد امیر۔جن کے تفصیلی بیانات قلمبند میرے پاس ہیں۔لہٰذا تمام واقعات کی تحقیق کرنے کے بعد مندرجہ بالا حکم صادر کیا گیا ہے اور جو مدعی علیہ فریق کی جانب سے گواہ پیش کیے گئے ہیں۔پہلے تو ان کی گواہی لینے کی ضرورت ہی نہیں۔کیونکہ مدعی کے پاس گواہ موجود ہیں۔بالفرض مدعی کے پاس اگر گواہ موجود نہ ہوتے۔فریق مدعی علیہ سے حلف لیا جاتا ہے۔سرسری طور پر فریق مدعی

سے گواہ لیے گئے ہیں۔ فقط واقعات کو ثابت کرنے کے لیے لہٰذا جو مدعی علیہ کا وکیل ہونے کی حیثیت سے گواہ پیش کرتا ہے۔ وہ تمام یہ ثابت کرتے ہیں کہ مولوی نے مدعی علیہ فریق کے سامنے نکاح کا انکار کیا ہے۔ بلکہ بعض گواہان تو خود مسمی وریام مدعی کا نکاح ثابت کرتے ہیں۔ لہٰذا وجوہات مندرجہ کی بنا پر فیصلہ صادر کیا گیا ہے۔

﴿ج﴾

اگر گواہان مذکورین میں سے کم از کم دو گواہوں میں بھی شہادت کی اہلیت پائی جاتی ہے اور حکم (ثالث) کو اطمینان حاصل ہو گیا ہے۔ تب فیصلہ مذکورہ صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱ صفر ۱۳۸۵ھ

دعویٰ نکاح ثابت کرنے کے لیے عادل گواہوں کا انتخاب کریں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی غلام محمد و محمد بخش کے درمیان ایک نکاح کے متعلق جھگڑا ہے کہ مسمی محمد بخش مدعی نکاح ہے۔ محمد بخش مدعی کہتا ہے کہ میرے بھائی محمد حسین کا نکاح مسماۃ عطاء الٰہی جو کہ دختر غلام محمد مذکور کی ہے۔ اس کے ساتھ محمد حسین کا نکاح ہے اور مدعا علیہ غلام محمد نے انکار کیا ہے کہ میں نے اپنی عطاء الٰہی کا نکاح بالکل نہیں کیا۔ جس کے متعلق ایک عالم دین نے کہا کہ مدعی محمد بخش اپنا ثبوت نکاح کے گواہ پیش کرے۔ اس نے کہا کہ میرے گواہ بمع نکاح خواں کے فوت ہو چکے ہیں۔ دیگر موجود حاضرین مجلس سے پوچھا گیا۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو خطبہ نکاح سنا تھا۔ یہ معلوم نہیں کہ کس کے نکاح کا خطبہ تھا۔ کیونکہ اس مجلس میں دو نکاح ہوئے تھے۔ ہم کو یہ خبر نہیں کہ مسماۃ عطاء الٰہی کا نکاح ہوا ہے یا نہیں۔ لہٰذا شرع محمدیہ میں کیا فیصلہ کیا جائے صادر فرمائیں۔

﴿ج﴾

اگر ناکح کا ولی دعویٰ کرتا ہے۔ لڑکی کے والد پر کہ اس نے نکاح لڑکی کا کر دیا تھا تو کسی عالم معاملہ شناس کو طرفین حکم تسلیم کریں۔ اپنا ثالث مقرر کریں۔ پھر اگر مدعا علیہ تسلیم نہ کرے اور مدعی حلف مدعا علیہ کی طلب کرے تو لڑکی کا والد اگر حلف دیدے۔ دعویٰ مدعی کا خارج کیا جائے اور اگر مدعا علیہ حلف سے انکار کرے تو دعویٰ ثابت ہوگا اور اگر مدعی کا ولی لڑکی پر دعویٰ نکاح کرے تو اگر لڑکی تسلیم نہ کرے تو چونکہ لڑکی نکاح کے وقت

نابالغہ تھی اور نکاح کر دینا فعل غیر کا ہے۔ مدعی کے طلب کرنے پر لڑکی کو اپنے علم کی حلف دینی پڑے گی۔ اگر حلف دے دی تو دعویٰ خارج کیا جائے گا۔ کاتب الحروف محمد عبدالشکور عفی عنہ ۹ رمضان ۱۳۸۴ھ

صح الجواب۔ محمد عبدالکریم ملتانی عفی عنہ

اگر واقعی مدعی کے پاس گواہ نہیں ہیں تو مذکورہ بالا جواب صحیح ہے۔ اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ لیکن اگر مدعی گواہ دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں پیش کر دے گا تو محمد حسین کا نکاح عطاء الٰہی سے ثابت ہو گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ رمضان ۱۳۸۴ھ

مسلمان سول جج اور شرعی حکم کا فیصلہ نافذ العمل ہو گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے مسماۃ سبھائی دختر نورا کو اغواء کر لیا۔ اسی دن ان کے تعاقب میں چند لوگ پیچھے پیچھے چلے گئے۔ اور جس شہر میں مغوی اور مغویہ گئے تھے گھیر لیا۔ شہر کے لوگوں نے بیچ پڑ کر مسماۃ سبھائی کو واپس کر دیا۔ اس وقت مسماۃ سبھائی کے ورثاء نے مغوی اور اس شہر کے باشندگان سے پوچھا کہ کیا مسماۃ سبھائی کا نکاح ہمراہ خدا بخش مغوی کیا تو نہیں گیا۔ انھوں نے کہا کہ ہم نے کوئی نکاح نہیں کیا ہے۔ واپس ہونے کے بعد مسمی نورا نے اپنی دختر مسماۃ سبھائی مغویہ کا نکاح ہمراہ محمد حسین کر دیا اور تبدیلی پارچات کر لی۔ فوراً بعد خدا بخش مغوی اور اس کے ورثاء نے شور وغل کر دیا کہ ہمارا نکاح ہمراہ مسماۃ سبھائی ہے اور تفصیل یوں بتاتے ہیں کہ جس رات خدا بخش نے مسماۃ سبھائی کو اغوا کیا۔ سیدھا موضع کاٹ والا جو ضلع پانچ چھ میل مغوی اور مغویہ کے گھر سے دور ہے اور وسایا کے گھر لے گیا اور اس شہر کے باہر ایک مولوی بنام محمد حیات کو بلا کر بوقت عشاء نکاح کرا دیا تھا۔ اب مولوی محمد حیات سے کئی مرتبہ معتبرین حضرات نے دریافت کیا تھا کہ واقعی تم نے مسماۃ سبھائی کا نکاح خدا بخش کے ساتھ کیا تھا۔ مولوی صاحب بہت سارے لوگوں کے سامنے یہ کہتا ہے کہ میں نے شرعی نکاح کوئی نہیں کیا۔ البتہ رجسٹر نکاح پر فرضی خدا بخش کے کہنے سے کر دیا تھا۔ کچھ دن کے بعد خدا بخش مغوی نے عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا اور حقوق زوجیت ثابت کرنے کی وجہ جواز رجسٹر نکاح کی نقل وغیرہ پیش کی۔ فریق ثانی نے بھی اپنے دلائل روبرو سول جج صاحب پیش کیے اور وجہ یہ بیان کی کہ محمد حسین کا نکاح مسماۃ سبھائی کے ساتھ پہلے ہے۔ فریقین کے ثبوت دینے کے بعد سول جج صاحب نے خدا بخش مغوی کو خارج کر کے

نکاح مسماۃ سہائی کا بحق محمد حسین فیصلہ کر دیا۔خدا بخش نے اپیل بھی سیشن جج کی عدالت میں دائر کی جو کہ خارج بمعہ خرچہ ڈگری کر دی گئی۔ان امور کے باوجود عامۃ الناس دیہہ کے نورا اور اس کی دختر مسماۃ سہائی و خدا بخش اور اس کی بیوی کو مطعون کرتے تھے۔بالفرض مسماۃ سہائی کا نکاح محمد حسین سے ہو۔معہذا تم دونوں فریق کو شرعی تحقیق کرانی چاہیے۔عرصہ دراز کے بعد مولوی انور دین کو فریقین نے اپنا حکم مقرر کیا۔مولوی صاحب نے فریقین سے شہادتیں طلب کر لیں۔لڑکی کے نکاح کے ہر دو شخص مسمی محمد حسین و خدا بخش دعویٰ دار تھے۔مسماۃ اس وقت ہمراہ محمد حسین آباد ہے اور صاحب اولاد ہے۔فریقین نے قرآن اُٹھا کر اقرار کیا کہ مولوی صاحب جو فیصلہ کریں گے ہمیں بلا چون و چرا تسلیم ہوگا۔فریقین نے اپنے اپنے گواہان پیش کیے۔

فریق اول خدا بخش مغوی نے تقریباً آٹھ دس گواہ پیش کیے۔جن میں نکاح خوان محمد حیات بھی تھا۔کچھ گواہوں میں اختلاف شہادت بایں صورت موجود ہے۔کوئی کہتا ہے کہ مولوی صاحب کو میں بلانے گیا تھا اور کوئی کہتا ہے کہ میں گیا تھا۔ایک کہتا ہے کہ میں مسمی مدانہ کے پاس گیا۔پھر وہاں سے مولوی صاحب کے پاس گئے اور ایک کہتا ہے کہ میں مدانہ کے پاس گیا اور اس کو کہا کہ میرے یار دوست نے عورت اغوا کی ہے۔مولوی لاؤ اس کا نکاح پڑھانا ہے۔مدانہ کہتا ہے کہ میں غلام محمد کے پاس گیا۔جو دو میل دور تھا اور اس کو ساتھ کر کے مولوی حیات کو لائے۔مگر غلام محمد کہتا ہے کہ میں اتفاقاً کاٹھ والا پر آیا ہوا تھا۔مدانہ کے ساتھ یہاں سے اکٹھے گئے۔مدانہ میرے پاس نہیں آیا وغیرہ وغیرہ۔

فریق ثانی بھی اپنے نکاح پر گواہ پیش کرتا ہے۔مگر دونوں فریق تاریخ کا تعین نہیں کرتے اور مولوی محمد حیات نکاح خواں کے غلط بیان پر گواہ پیش کرتا ہے کہ میں نے مسماۃ سہائی کا نکاح شرعی خدا بخش سے نہیں کیا تھا۔ان بیانوں کے بعد مولوی انور دین صاحب نے حکم محمد حسین کے حق میں کر دیا کہ مسماۃ سہائی کے ساتھ محمد حسین کا نکاح ثابت ہے۔جبکہ مسماۃ سہائی بھی محمد حسین کا نکاح تسلیم کرتی ہے۔اندریں حالات دریافت طلب امر یہ ہے کہ سول جج اور حکم مقبول کے فیصلہ جات کے باوجود خدا بخش مذکور کہتا ہے کہ مسماۃ سہائی کا نکاح میرا ہے اور کچھ لوگ بھی یاری وغیرہ کی وجہ سے شک و شبہ کی نگاہ سے مسماۃ سہائی اور اس کے والد نورا کو کہتے ہیں کہ تو شریعت کا منکر ہے۔

(۱) نکاح کس کا ہوگا۔(۲) نورا شریعت کا منکر ہے یا نہ؟

(نوٹ) قضاء قاضی یعنی سول جج صاحب کے حکم و مولوی انور دین کے فیصلہ و قضاء القاضی ینفذ ظاهراً و باطناً و حدیث شاهداک زوجاک وغیرہ وغیرہ اس پر صادق آئیں گے یا نہ؟

﴿ج﴾

مسلمان سول جج اور شرعی حکم کا فیصلہ ہی نافذ ہوگا اور نکاح محمد حسین مذکور کا ہی شمار کیا جائے گا۔

(۲) نور اندکور شریعت کا کیونکر منکر ہوگا۔ جبکہ وہ شرعی فیصلہ کے لیے فریق مخالف کی رضامندی کے ساتھ ایک عالم دین کو مقرر کر چکا ہے اور اس حکم کے فیصلہ کو تسلیم کر چکا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ صفر ۱۳۸۵ھ

اگر صغر سنی میں ایجاب وقبول ہوا ہو تو چیئر مین کے فیصلہ کا اعتبار نہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نابالغ ہے اور میراں بی بی بھی نابالغ ہے۔ ان دونوں کے نکاح ان کے والدین کرتے ہیں۔ جب دونوں بالغ ہو گئے تو میراں بی بی کے والد نے دینے سے انکار کیا۔ آخر زید کے والد نے زید کے لیے دوسری جگہ شادی کی۔ جب شادی ہو گئی تو میراں بی بی کے والد نے موجودہ عائلی قانون کے ماتحت مقدمہ دائر کیا۔ جب تقریباً دوڈھائی سال مقدمہ چلتا رہا۔ آخری تاریخ میں حاکم یعنی چیئر مین کے پاس پیش ہوئے۔ تو زید کے والد نے حاکم کے سامنے کہا کہ میں نے نکاح نہیں کیا تھا۔ صرف وعدہ لینے دینے کا میراں بی بی کے والد سے ہوا تھا اور بلوغ کے بعد انھوں نے انکار کر دیا۔ زید کے والد نے دوسری جگہ شادی کرادی۔ چنانچہ اس بیان پر چیئر مین صاحب نے حکم دیدیا کہ نکاح نہیں رہا اور بیانات لکھائے گئے اور دستخط کیے گئے ہیں۔ لیکن زید مقدمہ میں پیش نہیں ہوا۔ کیونکہ زید کے مالہ وماعلیہ کے والدین ذمہ دار تھے۔ میراں بی بی کا والد کہتا ہے کہ نکاح ٹوٹ گیا۔ اب میراں بی بی کی شادی دوسری جگہ کرنے لگا ہے۔ اب شرع شریف کی رو سے زید سے نکاح ٹوٹ گیا ہے یا کہ نہیں؟ اور میراں بی بی کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

اگر ان کے مابین صغر سنی میں باقاعدہ ایجاب وقبول کے ساتھ شرعی نکاح ہوا تھا تو پھر باپ کے اس بیان سے نکاح ختم نہیں ہو سکتا اور مذکورہ عورت بدستور اس کی منکوحہ شمار ہوگی اور اگر واقعی صرف وعدہ ہی ہوا تھا۔ نکاح کا دعویٰ یہ لڑکا نہیں کرتا ہے تو پھر یہ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۵ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اثبات نکاح کے لیے معتمد علیہ علماء کو ثالث مقرر کیا گیا اور گواہاں پیش ہو گئے تو دعویٰ ثابت ہو گیا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی اللہ بخش خان قوم بلوچ نے شادی کی۔ تھانہ محمود کوٹ تحصیل کوٹ ادو کا باشندہ ہے۔ جس نے عرصہ ۱۳، ۱۴ سال کی لڑکی مسماۃ حیاتاں نابالغہ کا نکاح مسمی خیر محمد ذات مصلی جو یہ سے کر دیا تھا۔ اس وقت اس کے لڑکے اور تمام برادری ناراض تھی۔ جب لڑکی جوان ہوئی تو اس نے غیر برادری میں جانا پسند نہ کیا۔ بلکہ موقعہ پا کر اپنے بھائی کو ساتھ لیا اور اپنی برادری پہنچ گئی۔ برادری نے خیر محمد کو رقم مہر ادا کر کے طلاق حاصل کر لی۔ طلاق حاصل کرتے وقت لڑکی کے والد کو شامل نہ کیا گیا اور نہ ہی اسے رضامند کیا گیا۔ بلکہ اس فیصلہ سے بالکل ناراض رہا۔ یہ نکاح فقط پیٹ کے لالچ پر پڑھا گیا تھا۔ یعنی بردہ فروشی ہوئی تھی۔ مندرجہ بالا طلاق کی ضد پر مسمی اللہ بخش نے اپنی دوسری لڑکی مسماۃ انوری مسمی رمضان جٹ قوم مصلی کو دینے کا وعدہ کر لیا۔ اس وقت لڑکی بھی نابالغ تھی۔ بغیر رضامندی اپنی برادری و اپنے لڑکوں کے اپنی دختر مسماۃ انور کو مسمی محمد رمضان کے گھر پہنچا دیا۔ اس وقت لڑکی کے بھائی اور ایک قریبی رشتہ دار نے ایک نوٹس مسمی محمد رمضان کے نام رجسٹری کر دیا کہ مسماۃ انور کا نکاح پہلے شرعاً پڑھا ہوا ہے۔ آپ اس کے ساتھ نکاح نہ کریں۔ یہ الفاظ محض دباؤ کی خاطر لکھے گئے، نہ کہ پہلے نکاح پڑھا گیا تھا۔ اس پر محمد رمضان نے واپسی جواب نوٹس بذریعہ رجسٹری دیا کہ میں نے مذکورہ سے سو روپیہ کے عوض منگنی کی ہے۔ اس تحریر میں نکاح ثابت نہ کیا۔ سات سو روپیہ کی تحریر اس لیے لکھوائی کہ مجھ سے خیر محمد ذات جو یہ بالا والا سلوک نہ ہووے۔ چنانچہ مسماۃ انور دختر اللہ بخش قریباً ایک سال جبکہ نابالغ تھی۔ اسے خانیوال تحصیل میں چھپائے رکھا اور اس پر پہرا اور نگرانی رکھی۔ چونکہ اس سے بالکل ناخوش اور ناراض تھی۔ اس کے بعد محمد رمضان اسے واپس اپنے گھر محمود کوٹ لایا۔ چنانچہ لڑکی مسماۃ انور نے موقعہ پایا اور اپنے بھائی کے گھر پہنچ گئی۔ اس وقت بھی لڑکی نابالغ ہی تھی۔ عرصہ دو سال ہوئے ہیں کہ اپنے بھائی کے گھر رہائش رکھتی ہے۔ اب ایک سال سے بالغ ہے۔ غیر قوم میں ہرگز واپس جانا پسند نہیں کرتی۔ اس وقت برادری نے لڑکی کے والد اللہ بخش سے پوچھا کہ تم نے اپنی لڑکی کا نکاح کس مولوی صاحب سے اور کس جگہ پڑھوایا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ محمد رمضان مجھے محمود کوٹ سے شہر مظفر گڑھ لے گیا اور وہاں پر ایک مولوی صاحب کو لاری اڈا پر بلا لایا۔ مجھ سے ایک کاغذ پر یہ تحریر کروایا کہ اگر تو نے لڑکی محمد رمضان کو نہ دی تو مبلغ سات سو روپیہ محمد رمضان کو ادا کرو گے اور دو سو روپے مزید لکھوایا کہ محمد رمضان برائے حق مہر ادا کرے گا۔ صرف یہ تحریر

ہوئی۔ میں نے نکاح کی شرط پڑھی اور نہ پڑھائی اور نہ اس وقت لڑکی موجود تھی۔ بلکہ اس وقت فریقین کی برادری سے کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ اب لڑکی سے دریافت کیا گیا ہے اس نے جواب دیا کہ میرا نکاح کسی سے نہیں پڑھایا گیا۔ نہ ہی مجھے خبر ہے۔ صرف میرے والد نے مجھے مجبور کر کے محمد رمضان کے گھر پہنچا دیا تھا۔ چونکہ میں اس وقت نابالغ تھی۔ روتی رہی بولی کچھ نہیں۔ اب میں بالغ ہوں۔ حق مہر بھی نہ دیا گیا۔ غیر برادری نیچ قوم میں ہرگز جانا پسند نہیں کرتی۔ جبکہ میں ایک اعلیٰ قوم سے ہوں۔ میں اپنی برادری میں و خاندان میں شادی کروں گی۔ لہٰذا تحریر ہذا کے مطابق علماء کرام کیا حکم فرماتے ہیں کہ مسماۃ انور کا نکاح بنتا ہے یا نہ۔ تا کہ برادری اس ضلالت کو دور کر دے۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ فریقین رضامندی کے ساتھ کسی معتمد عالم کو ثالث شرعی مقرر فرمائیں اور وہ باقاعدہ شرعی شہادتیں وغیرہ لے کر شرعی فیصلہ فرمائیں۔ اگر باقاعدہ ایجاب وقبول روبرو گواہان کے شرعی شہادتوں کے ذریعہ ثابت ہو جائے تو نکاح شمار ہوگا اور اگر محض اتنی بات ہوگئی ہو جس کا بیان اللہ بخش مذکور نے دیا ہے تو اس سے نکاح ثابت نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ

ثبوت نکاح کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہونا ضروری ہے، اس کے بغیر ثبوت نکاح صحیح نہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک نابالغہ لڑکی جس کے والدین فوت ہو چکے تھے۔ اس پر ایک شخص محمد اسلم نے دعویٰ کیا کہ اس نابالغہ کا اس کے ہمراہ نکاح شرعی ہوا ہے۔ جبکہ وہ لڑکی بالغ ہونے پر اس نکاح کو سرے سے تسلیم نہیں کرتی۔ چنانچہ اس عورت نے عدالت میں دعویٰ کیا کہ شخص مذکور کو نکاح کے دعوے سے روک دیا جائے۔ ... ت نے فریقین کو طلب کیا۔ شخص مذکور عدالت میں اپنا نکاح گواہوں سے ثابت نہ کر سکا۔ چنانچہ عدالت نے عورت کے حق میں فیصلہ دیا اور عورت نے دوسری جگہ نکاح کر دیا۔ کیا عورت کا دوسری جگہ نکاح کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

ثبوت نکاح کے لیے دومرد یا ایک مرد اور دوعورتوں کی شہادت ضروری ہے۔ قال فی شرح التنویر ولغیرھا من الحقوق سواء کان مالا او غیرہ کنکاح وطلاق وو کالة ووصیة واستھلال صبی للارث رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار ص ۴۶۵ ج ۵) پس صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر واقعی خاوند اپنے گواہوں سے جو شرعاً معتبر ہوں۔ عدالت میں نکاح ثابت نہیں کر سکا اور عدالت کے ہاں یہ ثابت ہو گیا کہ خاوند کا دعویٰ درست نہیں اور اس بنا پر عدالت نے عورت کے حق میں فیصلہ دیدیا تو عدالت کا فیصلہ شرعاً درست ہے اور عورت کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے اور اس فیصلہ کے بعد جس خاوند سے نکاح ہوا ہے اس کے ساتھ برادری کے تعلقات قائم کرنا مسلمانوں کے لیے درست ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ رجب ۱۳۹۷ھ

اگر نکاح کے گواہ موجود ہوں تو نکاح صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر روبرو گواہان کے شرعی نکاح پڑھا جائے، لڑکی سے اجازت لے کر روبرو گواہاں کے لڑکے کا دادا لڑکے کی جگہ پر قبول کرے پھر جب لڑکا ملازمت سے رخصت پر آ جائے۔ پھر اس کو روبرو گواہوں کے قبول کیا جائے۔ پھر اگر کچھ عرصہ کے بعد لڑکی کا والد کسی بہانے سے انکار کر دے کہ ہم نے اپنی لڑکی نہیں دی نہ یہ نکاح پڑھایا ہے۔ گواہ بھی موجود ہیں۔ اسی زبان سے اس نے یہ کہا کہ ہم نے اپنی لڑکی بی بی مریم نام والی نسیم ولد سلطان کے حق نکاح میں دیدی ہے۔ حالانکہ جب نکاح شرعی ہوا تو مٹھائی بھی تقسیم کی گئی۔ لڑکی کو کپڑے وغیرہ بھی پہنائے گئے۔ سونے کے زیور بھی پہنائے گئے۔ اب کسی غیر کے بہانے سے کہتا ہے کہ میں نے نہیں دی ہے۔ یہ نکاح نہیں ہو سکتا ہے۔ فتویٰ طلب کرنا ہے۔ آیا یہ نکاح جائز ہے یا کہ نہیں؟ لڑکی اپنا نکاح ثانی کر سکتی ہے یا کہ نہیں؟ نکاح پڑھانے کے وقت مولوی صاحب بھی موجود تھا۔ یعنی اس نے خود نکاح پڑھایا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ اگر نکاح پڑھانے کے گواہ موجود ہیں اور وہ اس کی گواہی دے رہے ہیں کہ ہمارے روبرو فلاں لڑکی کا نکاح فلاں لڑکے سے پڑھا گیا ہے تو شرعاً نکاح ثابت ہے۔ لڑکی کے والد کے انکار کرنے سے یہ نکاح ختم نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ لڑکی اپنے خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح کرنے کی شرعاً مجاز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم صفر ۱۳۹۶ھ

ایجاب وقبول کے بعد انکار کرنا معتبر نہیں ہے

﴿س﴾

میں مسمی میاں غلام رسول ولد میاں دین محمد نکاح خواں ساکن اوچھالی تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا۔ حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے مسماۃ بیوہ زینت خاتون دختر مہر خان قوم اعوان سکنہ مہوڈیا نوالہ جو کہ مولوی غلام رسول مرحوم ولد احمد خان قوم اعوان ساکن مہوڈیا نوالہ حال اوچھالی کی بیوی تھی۔ مذکورہ زینب خاتون کا نکاح محمد اقبال ولد احمد خان اور برادر مولوی غلام رسول مرحوم سے نکاح ثانی پڑھا۔ اس سلسلہ میں مسماۃ مذکورہ نے اپنی رضامندی نکاح کی اجازت روبرو گواہاں کے دی اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ مسماۃ مذکورہ عرصہ تین سال تک راضی خوشی محمد اقبال مذکور کے گھر آباد رہی ہے۔ نکاح خواں میاں غلام رسول ولد میاں دین محمد ساکن اوچھالی ضلع سرگودھا بقلم خود میاں غلام رسول۔ حافظ صالح محمد ولد حاجی فتح دین ساکن اوچھالی۔

قاری گل محمد ولد قاری محمد حیات ساکن مردوال حال اوچھالی۔

خدا بخش ولد نور محمد مدرس گورنمنٹ مڈل سکول اوچھال

شہادت گواہان نکاح

گواہ نمبر ا۔ میں مسمی احمد خان ولد خان محمد قوم اعوان ساکن مہوڑیا نوالہ حال اوچھالی تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا۔ حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میرے روبرو مسماۃ زینب خاتون دختر مہر خان قوم اعوان ساکن مہوڑیا نوالہ حال اوچھالی نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ میرا نکاح مسمی محمد اقبال ولد احمد خان سے پڑھا جائے۔ چنانچہ اس کی

اجازت حاصل کرنے کے بعد نکاح پڑھا گیا اور مسماۃ مذکورہ تین سال کے عرصہ تک محمد اقبال مذکور کے گھر آباد رہی ہے۔ میاں غلام رسول ولد دین محمد نکاح خواں ساکن اوچھالی ہے۔ احمد خان ولد خان محمد قوم اعوان ساکن مہوڑیانوالہ حال اوچھالی۔

گواہ نمبر ۲۔ مسمی الٰہی بخش ولد احمد خان قوم اعوان ساکن مہوڑیانوالہ حال اوچھالی تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا۔ حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ مسمی محمد اقبال ولد احمد خان قوم اعوان ساکن مہوڑیانوالہ حال اوچھالی کے ساتھ مسماۃ زینب خاتون دختر مہر خان قوم اعوان ساکن مہوڑیانوالہ اوچھالی نے نکاح پڑھایا ہے اور خوشی سے نکاح کی اجازت دی ہے۔ میاں غلام رسول ولد دین محمد نکاح خواں ساکن اوچھالی ہے اور عرصہ تین سال تک محمد اقبال مذکور کے گھر آباد رہی۔ الٰہی بخش ولد احمد خان اعوان ساکن اوچھالی تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا۔

گواہ نمبر ۳۔ میں مسمی سلطان سکندر ولد شیر خان قوم اعوان ساکن مہوڑیانوالہ حال اوچھالی نے خوشی سے اس بات کی اجازت دی ہے کہ میرا نکاح محمد اقبال ولد احمد خان کے ساتھ پڑھا جائے۔ چنانچہ میاں غلام رسول ولد میاں دین محمد ساکن اوچھالی نے نکاح پڑھا ہے اور عرصہ تین سال تک مسماۃ مذکورہ مسمی محمد اقبال ولد احمد خان قوم اعوان ساکن اوچھالی کے گھر آباد رہی ہے۔ سلطان سکندر ولد شیر خان قوم اعوان ساکن مہوڑیانوالہ حال اوچھالی ضلع سرگودھا۔

گواہ نمبر ۳ مسمی سلطان سکندر نے میرے سامنے مذکورہ بالا بیان دیا اور ہر طرح تصدیق کی کہ مسماۃ کا نکاح اقبال کے ساتھ پڑھا گیا اور میں موجود تھا اور مسماۃ نے بخوشی اجازت دی تھی۔ مولوی سید محمد خطیب جامع مسجد اوچھالی۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ من مسمی محمد اقبال ولد احمد خان قوم اعوان مہوڑیانوالہ حال ساکن اوچھالی تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا نے مسماۃ زینب خاتون دختر مہر خان قوم اعوان ساکن مہوڑیانوالہ حال اوچھالی تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا جس سے نکاح ثانی کیا گیا۔ مسماۃ مذکورہ جو کہ میرے حقیقی بھائی مسمی غلام رسول مرحوم کی وفات کے بعد تقریباً ایک سال کے بعد میرا نکاح مسماۃ مذکورہ سے پڑھایا گیا تھا۔ اب عرصہ تقریباً پانچ سال ہوا ہے۔ مسماۃ مذکورہ عرصہ تین سال تک میرے گھر راضی خوشی مسلسل آباد رہی۔ بعض گھریلو تنازعات کی وجہ سے مذکورہ ناراض ہو کر میکے چلی گئی۔ اب مسماۃ مذکورہ مجھے پریشان کرنے کی غرض سے آئے دن نئی نئی چالیں اختیار کر رہی ہے۔ اب سے کچھ عرصہ پہلے مسماۃ مذکورہ نے عدالت کی طرف رجوع کیا اور میں نے بھی اپنے حقوق جو اس سے لینے تھے۔ بذریعہ عدالت طلب کیے۔ جس میں اُسے اور اُس کے گھر والوں کو جان کے

لالے پڑ گئے۔ آخر معززین اہل دیہہ اوچھالی اور چند رشتہ داروں کی ایک کمیٹی بنائی گئی۔ کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ جو واجبات مسماۃ زینب خاتون زوجہ محمد اقبال کے ذمہ ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ مبلغ پانچ ہزار روپے صرف۔ سکنہ گورنمنٹ عالیہ پاکستان ہیں۔

۲۔ پارچات وزیورات، سلائی مشین، دیگر گھریلو سامان ہیں۔

واپس کرے گی۔

کمیٹی مذکور میں مسمی نادر خان ولد مہر خان جو کہ زینت خاتون مذکورہ کا حقیقی بھائی شامل تھا نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے معززین کمیٹی سے التجاء کی نقدی میں میری ہمشیرہ نے کچھ خرچ کر دیا ہے۔ بقایا رقم مبلغ دو ہزار روپیہ اور پیرا نمبر ۲ کی اشیاء واپس کروں گا اور مسماۃ زینت خاتون مذکورہ جو کہ ناراضگی کے عالم میں میکے چلی آئی ہے اور نکاح کا انکار کر رہی ہے۔ اُسے محمد اقبال مذکور کے گھر آباد رکھا جائے۔ نیز محمد اقبال مذکور مبلغ تین روپیہ صرف ہوا خرچ ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ بعدازاں پھر نادر خان مذکور نے معززین کمیٹی سے ایک ہزار کی معافی کی درخواست کی۔ الغرض کمیٹی مذکور نے فیصلہ کیا کہ ایک ہزار روپیہ پیرا نمبر ۲ کی اشیاء مسماۃ زینت خاتون لے کر محمد اقبال کے گھر آباد ہو۔ آخر کار یہ متفقہ طور پر رائے منظور ہوگئی۔ چنانچہ ہر دو مقدمات جو کہ عدالت عالیہ میں تھے۔ وہ خارج کرا دیے گئے۔ لیکن جب میں کمیٹی کے چند افراد کو ہمراہ لے کر اپنی بیوی مسماۃ زینت خاتون کو مع سامان لینے گیا تو مسماۃ زینت خاتون اور اس کے بھائی نے کہا کہ اس شرط پر محمد اقبال کے گھر آبادی کی صورت ہو سکتی ہے کہ محمد اقبال مذکور لکھ دے کہ میں دوسری شادی نہیں کروں گا۔ تو میں نے اس کڑی شرط کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور معاملہ طوالت میں پڑ گیا۔ اب مسماۃ مذکورہ پھر شور و غل مچائے ہوئے ہے کہ میرا نکاح کوئی نہیں اور میں نے کوئی اجازت نہیں دی تھی۔ حالانکہ وہ میرے گھر عرصہ تین سال تک ازدواجی زندگی بسر کر چکی ہے۔ اس سلسلہ میں نکاح خواں اور گواہان کے بیان حلفیہ لف ہذا ہیں۔ براہ کرم فتویٰ ازروئے شریعت محمدی دے کر مشکور فرمائیں۔

الداعی

محمد اقبال ولد احمد خان قوم اعوان مہوڑیانوالہ حال ساکن اوچھالی ضلع سرگودھا

گواہ ممبران کمیٹی کے دستخط یا نشان انگوٹھا

۱۔ فتح خان ولد نور خان ساکن اوچھالی بقلم خود

۲۔ الٰہی بخش ولد احمد خان اوچھالی بقلم خود

۳۔ خدا بخش ولد نور محمد مدرس اوچھالی

۴۔ میاں غلام رسول بقلم خود

۵۔ نائب صدر برادر غلام رسول ۶۔ حافظ صالح محمد بقلم خود

۷۔ احمد خان ولد خان محمد قوم اعوان مہوڑ یا توالہ حال او چھالی نشان انگوٹھا

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال زینت خاتون کا نکاح مسمی محمد اقبال کے ساتھ شرعاً درست اور صحیح ہے۔ عرصہ تین سال تک مسماۃ زینت خاتون کا مسمی محمد اقبال کے ساتھ اسی نکاح کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم رکھنا بھی اجازت کی کافی دلیل ہے۔ بہرحال زینت خاتون کا اب اجازت دینے سے انکار کرنا شرعاً معتبر نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۶ محرم ۱۳۹۱ھ

بلا ثبوت شرعی صرف افواہ پھیلانے سے نکاح ثابت نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت نابالغہ قبل بائیس سال ایک آدمی کے ساتھ اغوا ہوئی۔ اس وقت اس لڑکی کی عمر تقریباً پندرہ سال کی تھی۔ اغوا ہونے کے بعد عرصہ ایک ماہ کے اندر واپس آئی۔ اس وقت کسی نے یہ نہ سنا کہ اس کا کوئی نکاح وغیرہ ہوا ہے یا نہیں۔ لڑکی سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ مجھے کوئی معلوم نہیں۔ بعد کو وہ اپنے رشتہ میں کر دی گئی۔ جس کے بطن سے تین لڑکیاں اور چار لڑکے پیدا ہوئے۔ تب تک بھی کسی نے نکاح کا انکشاف نہ کیا۔ پھر اس کا خاوند برضاء الٰہی فوت ہو گیا۔ اس کے بعد تقریباً سات سال وہ بیوہ رہی۔ تب بھی کسی نے نکاح کا اظہار نہ کیا۔ پھر اس کے بعد اس بیوہ کے حقیقی بھائی نے اور پسر حقیقی نے رضامندی سے اپنی خوشی میں نکاح کیا۔ نکاح ہونے کے بعد اس شخص نے ان تمام واقعات کا جس کو علم تھا۔ اس نے اب ایک ہفتہ قبل سے نکاح کا اظہار کیا۔ اس لڑکی کے نکاح میں شامل ہونے والوں کا نکاح مکروہ ہے۔ کیونکہ اس لڑکی کا نکاح پہلا دوران اغوا میں کیا گیا تھا۔ اس کی وجہ سے یہ سب نکاح مکروہ ہیں۔ حالانکہ وہ شخص افواہ پھیلانے والا پہلے نکاح میں موجود نہیں تھا اور نہ ہی کوئی گواہ ثابت ہے۔ جو پہلا نکاح کیا گیا تھا وہ بلا وارثوں کے ہوا تھا۔ نہ ہی اس کا باپ اور نہ ہی بھائی وغیرہ۔ حالانکہ کوئی رشتہ دار بھی اس وقت نکاح میں شامل نہ تھا۔ نکاح جس کے ساتھ ہوا تھا۔ اس نے بھی اس وقت وارثوں کو کسی قسم کی کوئی نکاح کی دلیل نہیں دی اور نہ اب تک کوئی کسی قسم کا ذکر ہوا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس لڑکی کا جو کہ بغیر وارثوں کے نکاح ہوا ہے وہ منعقد ہوا ہے یا نہیں اور جو

شخص بائیس سال گزرنے پر جس کے دوران اس عورت کے دو نکاح شرعی ہوئے ہیں۔ اس نے اظہار نہیں کیا۔ اس کے واسطے بھی آپ فتویٰ دیں کہ اُسے شرع میں کیا سزا ہے اور جس کے ساتھ پہلا نکاح ہوا تھا۔ اس کو اطلاع نہ دینے کی وجہ سے اس پر شریعت کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

صورت مسئولہ میں کیا عورت کو اغواء کے وقت نکاح کا علم ہے یا نہیں اور مغوی نے اپنے سے نکاح کرنے کی اجازت اس سے لی ہے یا نہیں۔ یا بغیر اجازۃ لیے عورت کا اپنے سے نکاح کیا ہو اور بعد میں عورت کو اطلاع ہوئی ہو۔ اگر ان میں سے کوئی بات نہیں پائی جاتی اور عورت کو مغوی سے کسی قسم کے نکاح کا علم نہیں ہوا اور افواہ پھیلانے والے نے اتنے طویل زمانہ میں عورت کے منکوحہ ہونے کا اظہار تک نہیں کیا اور نہ دعویٰ کیا اور اب بھی اس شخص کے پاس پہلے نکاح کے ثبوت نہیں ہیں تو یہ شخص افواہ پھیلانے والا ناجائز گناہ کر رہا ہے۔ بلا ثبوت شہادت شرعی اس افواہ کا کوئی اعتبار نہیں اور نکاح بلاشبہ اس وقت صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نکاح ہونے یا نہ ہونے میں جب اختلاف ہو تو ثالث مقرر کر کے فیصلہ کیا جائے گا

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کی لڑکی مسماۃ غلام کلثوم دختر غلام حیدر ساکنہ موضع کچا موجو کہ ڈاکخانہ ہنگ تھانہ نور پور تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا کی رہائش پذیر ہے۔ لڑکی کے رشتہ داروں نے بوقت نابالغی لڑکی کے والد کو رشتہ کے متعلق کہا کہ ہمیں شرعی نکاح کر دو۔ اس پر لڑکی کے والد نے کہا کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ جس وقت میری لڑکی مسماۃ غلام کلثوم سن بلوغت کو پہنچے گی تو تمہیں نکاح کر دوں گا۔ اس وقت میں نکاح نہیں کر سکتا۔ یہ بات سن کر لڑکے کے وارث چلے گئے۔ اب چونکہ لڑکی جوان بالغہ ہو چکی ہے۔ جس پر لڑکے والے نے رشتہ کا دعویٰ کیا کہ تم نے بوقت نابالغی نکاح کر دیا تھا۔ حالانکہ لڑکی کے والد نے شرعی نکاح نہیں کیا تھا۔ اب لڑکی کے والد نے لڑکے کے والد کو کہا کہ اگر میں نے نکاح کر دیا ہے تو کوئی تحریری ثبوت پیش کرو یا موقع کے گواہ پیش کرو۔ اس پر لڑکے والے نے انکار کر دیا۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں اور یونہی لڑکے والے اپنے رشتہ داروں میں شور مچاتے پھرتے ہیں اور لڑکی کے والد کو بدنام کر رہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا لڑکی کا والد دیگر جگہ نکاح کر سکتا ہے یا نہ؟ مفصل تحریر فرمایا جائے۔

ج

صورت مسئولہ میں چونکہ فریقین میں اختلاف ہے۔اس لیے مقامی طور پر معتمد علیہ دیندار علماء ومعتبرین کو ثالث مقرر کریں۔وہ واقعہ کی شرعی طریقہ سے خوب تحقیق کریں۔اگر شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح پڑھائے جانے کا ثبوت ثالثوں کے سامنے پیش ہو جائے اور وہ مطمئن ہو جائیں تو پھر لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز نہیں ہوگا۔

لیکن اگر لڑکے والے نکاح کے گواہ پیش نہ کر سکے یا ثالث گواہوں کو غیر معتبر قرار دیں تو پھر نکاح کا ثبوت نہ ہو سکے گا اور لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز ہوگا۔الحاصل مقامی طور پر تحقیق کرنے کے بعد ثالث ہی اس کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ صفر ۱۳۹۴ھ

ثبوت نکاح کے لیے عادل گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ مختار بیگم جس کی عمر اس وقت تقریباً ۲۴ سال کی ہے۔ضلع جہلم کی رہنے والی ہیں۔بیان کرتی ہیں کہ خداواحد کی قسم ،اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس بات کو نہیں جانتا کہ ہمارے ملک کا رواج ہے کہ جس وقت منگنی کی جاتی ہے تو اس وقت تمام برادری اور سب آدمیوں کے سامنے رجسٹر پر نشان انگوٹھا وغیرہ کیا جاتا ہے اور مٹھائی وغیرہ اور دلہن کو کپڑے دیے جاتے ہیں اور وہ رجسٹر نمبردار کے پاس موجود ہوتا ہے۔میری عمر تقریباً چھ سال کی تھی کہ میرے والد صاحب بیمار ہو گئے تو بیماری میں میرے ماموں صاحب حقیقی نے کسی وجہ سے میرے والد صاحب کا انگوٹھا رجسٹر پر لگوایا ہے۔دھوکہ سے اُس رجسٹر پر صرف میرے ماموں صاحب اور والد صاحب کا انگوٹھا ہے اور رجسٹر پر درج کرایا کہ سجاول خان کی لڑکی مختار بیگم کا رشتہ میں نے اپنے لڑکے محمد حسین کے واسطے کر لیا ہے اور دوسرے وارثان یعنی بھائی والدہ صاحبہ تک اس بات کو ظاہر نہیں ہونے دیا اور نہ کوئی نکاح وغیرہ کی رسم ورواج تک ہونے دی تاکہ کسی کو ظاہر نہ ہو۔پھر دھوکہ کے ساتھ بنائی ہوئی تاریخ کے بعد میرے والد صاحب ایک ماہ آٹھ یوم تک فوت ہو گئے۔جب میں جوان ہوئی تو میری والدہ اور بھائی میرا رشتہ دینے لگے تو میرے ماموں صاحب نے ظاہر کیا کہ یہ رشتہ تو میں نے سجاول خان کے

فوت ہونے سے ایک ماہ پہلے کیا ہوا ہے تو ہم کو اس بات کی بہت پریشانی ہوئی اور پنچایت نے دریافت کیا کہ کس طرح تو اس نے کہا کہ رجسٹر پر سجاول خان کا انگوٹھا ہے۔ لیکن پنچایت نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا۔ کیونکہ صرف اکیلا سجاول خان اور راجو لی کا انگوٹھا خدا جانے کہ جعلی انگوٹھا ہے یا کہ ٹھیک۔ اس بات پر میں نے پنچایت اور اپنے وارثان کو کہہ دیا کہ میں جوان ہوں اور میں اس بات کو نہیں مانتی۔ یہ سب میرے ماموں صاحب نے فرضی دھوکہ بنایا ہے۔ میرے والد کی بیماری کی وجہ سے ہوش وحواس ٹھیک نہیں تھے۔ جس جگہ بھی میرے رشتہ کے متعلق میرے بھائی نے بات چیت کی تو میرا ماموں شرارت کرنے کی وجہ سے روک دیتا اور اُس نے ایک قتل آگے کیا ہوا تھا۔ اُس سے ڈر کے مارے رشتہ کوئی نہیں کرتا تھا اور اب وہ ایک سال ہوا فوت ہو چکا ہے اور ابھی اُسی کا لڑکا شرارت کرتا ہے۔ مولانا صاحب میری عمر ۲۶ سال ہو چکی ہے۔ مین اب بالکل برداشت نہیں کر سکتی اور نہ میں بیٹھ سکتی ہوں۔ اس لیے یہ صرف میرا ایک بھائی ہے جس کو ضلع منٹگمری میں ایک مربع زمین گورنمنٹ کی طرف سے فوجی انعام ہے۔ جس پر قبضہ میرے بھائی فضل حسین کا ہے اور ہماری سابقہ سکونت جہلم کے ضلع میں ہے۔ ضلع منٹگمری میں ہمارا خدا کے سوا کوئی نہیں ہے اور نہ ہی سابقہ سکونت میں۔ اس لیے میں جوان ہوں اور مجھے اپنی عزت کا خطرہ ہے اور اس میں شرارت کی وجہ سے میری عمر خراب کر دیں گے۔ لیکن اب میں بہت مصیبت میں مبتلا ہوں۔ اب منتظر ہوں۔ حکم محمدیؐ شرع کے اس لیے جناب واپسی جواب سے مطلع فرمائیں۔ تاکہ میں اپنی عصمت بچا سکوں اور اپنا نکاح کر سکوں۔ اس بات کا اجر خدا دے۔

مسمات مختار بیگم بذریعہ حقیقی بھائی فضل حسین ولد سجاول خان چک نمبر ۳۔ ای/۲۳۹ نشان انگوٹھا درج ہیں۔ ڈاکخانہ چک نمبر ۳۔ ای/۲۷۵ تحصیل پاک پتن ضلع منٹگمری۔ فضل حسین بقلم خود درج ہیں اصل کاغذ میں۔

ج

نکاح کے ثبوت کے لیے دو عادل دیندار گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر وہ مدعی نکاح، نکاح یعنی ایجاب وقبول کو دو دیندار گواہوں سے ثابت کر دیں کہ ہمارے سامنے مختار بیگم کے باپ نے فلاں لڑکے سے با قاعدہ نکاح یعنی ایجاب وقبول کرا دیا ہے تو نکاح صحیح ہوگا اور مختار بیگم دوسری جگہ شادی نہیں کر سکتی اور اگر دو عادل دیندار گواہوں سے ثابت نہ کر سکے تو عورت آزاد ہے۔ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۳ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ

اثبات نکاح کے لیے گواہوں کا ہونا ضروری ہے، گواہ دو عادل ہوں

﴿س﴾

واقع بینہ کا بیان واقع شہر چوا ملوانی تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔

بیان کنندگان مستفتیان کے اسماء مولوی رضاء اللہ صاحب و مولوی حضرت عمر صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ فیض المدارس و مولوی غلام صدیق صاحب و خانصاحب شیرک خان وغیرھم علماء عظام و مفتیان کرام سے اپیل کی جاتی ہے کہ واقعہ مذکورۃ الصدر کی تحقیق سے متنازعان وعوام الناس کو مشکور و ممنون فرمائیں۔ عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں گے۔ مسمی حاجی و برادری رمضان فرزندان ملک ہمنواء مرحوم مغفور جو کہ فرزند ملک صالح مرحوم نے اپنے ثبوتی دعویٰ نکاح جو کہ بوکالت پدرانش ہوا تھا۔ مسماۃ بختو بی بی منکوحہ حاجی و جندو بی بی منکوحہ رمضان دختران عم مسمی پیارا ملک مرحوم مغفور فرزند صالح پر علماء کرام کے سامنے اپنے دعویٰ و گواہان دائر و موجود کیے۔ دونوں برادران نے اول گواہ ملک حبیب صاحب برادر ملک صالح مرحوم یعنی اپنے جد فاسد کو پیش کیا۔ مولوی صاحب نے حلف دے کر یہ بیان ملک حبیب مذکور سے لیا کہ پیارا مرحوم مغفور برادرزادہ نے اپنی دختر مسماۃ بختو بی بی کا نکاح برادرزادہ مسمی حاجی فرزند سوار مرحوم کے ساتھ اور دختر جندو بی بی کا نکاح اپنے برادر زادہ سے مسمی رمضان فرزند سواء مرحوم سے کیا ہے۔ ایجاب وقبول انھوں نے خود کیے ہیں۔ ہاں میں مزوج و نکاح خواں وتعبیر کنندہ تھا۔ علیحدہ علیحدہ ہر ایک کی نکاح خوانی کی ہے۔ دوسرے گواہ مسمی غلام رسول فرزند ملک حبیب کو مولوی صاحب نے حلف دے کر یہ بیان اُس سے لیا کہ میں مسمی غلام رسول موجود تھا کہ میرے باپ حبیب صاحب نے اپنے برادرزادوں مسمی پیارا مرحوم و مسمی سوار مرحوم سے ایجاب وقبول کرائے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ مسمی حاجی کا نکاح مسماۃ بختو بی بی کے ساتھ اور مسمی رمضان کا نکاح مسماۃ جندو بی بی کے ساتھ بوکالت اپنے باپوں سے ہوا ہے۔ میرا باپ مزوج و نکاح خواں وتعبیر کنندہ تھا اور حبیب صاحب وفرزندش غلام رسول نے کہا کہ وقت ایجاب وقبول کے ہمارے ساتھ ملک حسین و ملک ولی داد ساکنان مثانی بھی تھے جو کہ فوت ہو گئے ہیں اور ایک ملک مراد بھی تھا جو کہ مریض دراہن شہر میں پڑے ہیں۔ جس کی گواہی شرعی طریقہ سے تین چار آدمی نقل کر کے موجود ہیں۔ مسمی مولوی رضاء محمد صاحب و مولوی غلام صدیق و ملک شیرک خان و رمضان ساکن مثان۔ ان صاحبان نے کہا کہ ہم کو ملک مراد ساکن مثان نے کہہ دیا ہے۔ چونکہ میں مقام متنازعہ عند الحکمین و مفتیان کرام کے بوجہ مرض شدید کے نہیں جا سکتا تھا۔ لہٰذا میں نے آپ صاحبوں کو اور ہر ایک کا نام

لے کر کہا کہ میں امر وحکم کرتا ہوں کہ میری جانب سے عند مفتی وقاضی یا حَکَم کے یہ گواہی گزارنا کہ ملک پیارے نے اپنی دختر بختو بی بی کا نکاح مسمی حاجی اپنے برادرزادہ سے بوکالت سربراہ کرایا ہے اور مسماۃ جندو خود کا نکاح مسمی رمضان برادرزادہ اپنے سے بہ سربراہی خود کیا ہے اور ایجاب وقبول اپنے بھائیوں مسمی سوار و پیارے نے کیے ہیں اور تعبیر اور بتلانے والا ملک حبیب تھا۔ اب قابل غور امر یہ ہے کہ ملک سوارو برادرش ملک پیارا نکاح کرنے کے کئی سال بعد دونوں فوت ہو گئے ہیں اب ملک محمد فرزند ملک پیارا جو کہ بختو بی بی و جندو بی بی کا بھائی حقیقی و سربراہ ہے اور ان کے جانب والا مولوی صاحب کہتا ہے کہ ان موجودہ گواہوں سے نکاح ثابت نہیں ہوتا اور فریق اول مدعی کی جانب والا کہتا ہے کہ یہ تینوں گواہ معتبر ہیں اور نکاح ثابت ہے۔ اپنے اپنے دلائل پیش کرنے لگے اور بحث ومباحثہ شروع ہوا۔

(نوٹ) اس گفتگو ومباحثہ کے وقت خبر آئی دراہن شہر سے کہ ملک مراد فوت ہو گیا ہے۔ اس خبر کو فریق ثانی مدعا علیہ کے مولوی صاحب نے سن کر کہا کہ انتقال شہادت کے لیے شرط ہے کہ اصل موجود ہو جس وقت اصل فوت ہو جاتا ہے تو فرع کی شہادت باطل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا مراد کی گواہی باطل ہوئی اور حبیب صاحب گواہ اول جو ہے۔ مزوج ہے اور بیان میں کہا کہ ایجاب وقبول کرانے والا نہیں تھا۔ اس حبیب مذکور کی گواہی بھی معتبر و مقبول نہیں ہے کیونکہ یہ گواہی حبیب کی علی فعل نفسہ ہے اور گواہی علی فعل نفسہ معتبر ومقبول نہیں ہے۔ باقی رہا ایک غلام رسول تو ایک کی گواہی سے نکاح ثابت نہیں ہو سکتا۔ اب مسماۃ بختو بی بی ومسماۃ جندو بی بی جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہیں اور اصل کی شہادت موت سے باطل ہونے پر شامی کی یہ عبارت پیش کی (قولہ) ما نقلہ القهستانی عبارته لكن فی قضاء النهاية وغيره الاصل اذا مات لا تقبل شهادة فرعه فتشترط حياة الاصل اه كذا فی الهامش شامی ص ۴۹۹ ج ۵ باب الشهادة علی الشهادت فریق اول۔ مدعی اول والے نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ قہستانی کی اس عبارت سے مراد کی گواہی باطل نہیں ہوتی۔ قہستانی کا قول مفتی بہ نہیں ہے۔ ضعیف اور خطاء ہے۔ صحیح متون وشروح اس کے مخالف ہیں اور شامی کا بھی یہی مطلب نہیں جو آپ صاحب نے سمجھا ہے۔ صاحب درمختار نے قہستانی کے اس قول کو خطاء لکھا ہے۔ كتاب الشهادة علی الشهادة ص ۴۹۹ ج ۵ بشرط تعذر حضور الاصل بموت ای موت الاصل وما نقله القهستانی عن قضاء النهایه فيه كلام فانه نقله عن الخانية عنها وهو خطاء والصواب ما هنا الخ ولا تقبل شهادة شهود الفرع الا ان يموت شهود الاصل او يغيبوا مهسرة ثلثة ايام اويمرضوا مرضاً لا يستطيعون معه حضور مجلس

الحاكم لان شهود الفرع كالبدل من شهود الاصل وبدل لا يثبت حكمه مع القدرة الخ الجوهرة النيرة صفحه ۲۹۹ كتاب الشهادة وتقبل الشهادة على الشهادة الا في حد و قودٍ او شرط لها تعذر حضور الاصل بموت او مرض او سفرٍ و عند ابى يوسفؒ يكفى مسافة ان عذ الا يبيت الى اهله الخ . شرح وقايه باب قبول عدمه و لا تقبل شهادة شهودة الفرع الا ان يموت شهود الاصل او يغيبوا مسيرة ثلثة ايام فصاعداً او يمرضوا مرضا لا يستطيعون معه حضور مجلس الحاكم لان جوازها للحاجة وانما تمس عند عجز الاصل وبهذه الاشياء يتحقق العجز الخ هدايه باب الشهادة ص ۱۳۷ هكذا في رقم واحد من الكاتب . قہستانی کی اصل عبارت یہ ہے۔ وشرط لها اى لقبول الشهادة الفرع تعذر حضور الاصل لا دائها باحد من الاسباب الثلثة بموت اى بموت الاصل كما في الهداية وغيرها لكن في قضاء النهاية وغيره ان الاصل اذا مات لا تقبل شهادة فرعه فيشترط حيوة الاصل او مرض الخ . كتاب الشهادة جامع رموز قهستاني . قہستانی کے منقولات میں خطاء اور سہو پائی ہے۔جیسا کہ ذیل کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے۔ ولعل ما في جامع الرموز ان غير الاب والجد اذا انكحا غير الصغير والصغيرة بالغبن والغرور جاز كما في الجواهر كان سهوا منه وانى رأيت نكاح الجواهر كله لم اجد فيه اصلا ولهذا بين العلماء عدة كتب وهى جامع الرموز وخزانة الروايات وحسب المفتين لان بعض منقولاتهم لم يوجد في المنقول عنه غاية الحواشي فتاوى نور الهدى صفحه ۱۹۳ كتاب القضاء فریق اول میں حبیب صاحب کی گواہی علی فعل نفسہ کے متعلق جواب دیا کہ حبیب صاحب کی گواہی علی فعل نفسہ نہیں ہے۔حبیب یہاں وکیل نہیں ہے۔ بلکہ سفیر اور معبر ہے۔ کیونکہ صغیرین کے باپ موجود ہیں۔ دونوں میں یہی مباشر ہیں۔ حبیب مباشر نہیں ہے۔حبیب گواہ معتبر ہے اور حبیب کی گواہی مقبول ہے اور زیلعی کی یہ عبارت پیش کرتا ہے۔ قوله والا لا اى وان لم يكن الاب حاضرا لا يصح لان الاب اذا كان حاضرا يجعل مباشر الا تمام المجلس فبقي الوكيل المزوج سفيراً او معبراً فيكون شاهدا مع الرجل بخلاف ما اذا كان الاب غائباً لان المجلس مختلف فلا يمكن ان يجعل الاب مباشراً فلا ينقل كلام الوكيل اليه فيبقى الرجل وحده شاهداً و به لا ينعقد النكاح الخ . زيلعى على حاشيه كنز لمولانا اعزاز على صاحب ديوبندى كتاب النكاح صفحه ۹۲ حاشيه نمبر ۴

(نوٹ) جناب سوال جواب بہت ہوئے ہیں۔ اختصاراً یہی اپنا مطلب لکھ دیا ہے کہ مسئلہ اس پر موقوف ہے فریق ثانی نے یہ بھی کہا۔ آج تک کسی نے نہیں سنا کہ ان کے درمیان میں نکاح ہوا ہے اور ہم نے آج سنا ہے تو مجمع عام میں بوقت تنازع کے تین گواہ اس امر کے فریق اول مدعیان نے پیش کیے۔ مسمی ملک کوڑ او ملک دادو خان و ملک سدو خان ساکنان جھنڈی جو کہ مسکن مدعیان کے رہنے والے ہیں۔ انھوں نے بیان دیا کہ جب سوار ملک گرہ ہٹالیں جو کہ مسکن اپنے براور پیارا کا ہے۔ نکاح پڑھ کر آیا تو یہاں اپنے گھر گرہ جھنڈی میں خوشی منائی اور ہم لوگوں نے مبارک بادی نکاح دی تھی۔ ہم نے سواران مرحوم سے نکاح کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کہ حاجی اور رمضان دونوں کا نکاح کیا گیا ہے۔ یہ تین گواہ سماع کے بھی موجود ہوئے ہیں۔ متنازعان کی قرابت و گواہان کا نقشہ نوٹ مہربانی فرما کر تحقیق بلیغ سے عوام کو خود سند کریں۔

﴿ج﴾

فریقین کے دلائل کے مأخذ کو بغور دیکھا اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ فریق اول کے دلائل صحیح ہیں اور فریق ثانی کے غیر صحیح۔ فریق ثانی کی دلیل جس سے شہادت اصل کی موت کی وجہ سے شہادت فرع کے سقوط کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لیے صحیح نہیں کہ یہ تمام فقہاء کی تصریحات کے خلاف ہے۔ سراجیہ میں ہے۔ وانما تجوز الشهادة على الشهادة اذا كان الاصل ميتا او غائباً الخ . قاضی خان میں ہے۔ الشهادة على الشهادة لا يجوز الا ان يكون المشهود على الشهادة مريضاً مما لا يقدر ان يحضر لاداء الشهادة او يكون ميتاً الخ . عالمگیری میں ہے۔ ولا تقبل شهادة شهود الفروع الا ان يموت شهود الاصل الخ . وهكذا في جميع الفتاوى التي عندنا وهكذا في جميع المتون والشروح مسئله رسم المفتي قالوا ما في المتون مقدم على مافي الشروح وما في الشروح مقدم على مافي الفتاوى ثم قال بعد اسطر القهستاني كجار في سبيل وحاطب ليل الخ قال وانما كان دلائل الكتب في زمانه ولو كان يعرف بالفقه وغيره بين اقرانه يؤيده انه يجمع في شرحه هذا بين الغيث واسمين واذا اتفقت روايات المتون والشروح والفتاوى فكيف يعتبر بقول القهستاني وهذا حال شانه . باقی شامی نے جو تائید کلام قہستانی میں تحریر کیا ہے۔ (فیہ کلام) ويؤيد كلام القهستاني قوله الآتي ويخرج اصله عن اهلها ثم قال (والصواب ماهنا قال في الدر المنتقى لكن نقل البرجندي والقهستاني

کلامهما فی البحر والمنح السراج وغیرها انه متی خرج الاصل عن اهلیة الشهادة بان خرس او فسق او عمی او جن او ارتد بطلت الشهادة آه فتنبه۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ فتنہ میں درحقیقت باقی مفسدات اھلیۃ اور موت کے فرق کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔فرق یہ ہے کہ موت منہی ہے اورخرس عمی جنون وغیرہ مبطل ہیں۔اہلیت شہادت کے لیے تو چونکہ موت اصل میں اس کی اہلیت شہادت کی انتہاء ہے۔فساد و بطلان نہیں۔فرع کی شہادت باوجود موت اصل کے صحیح ہے اور خرس وعمی وغیرہ امور میں فساد اہلیت اصل ہے۔اس لیے جب اصل ان عوارض سے موصوف ہو کہ اہل شہادت نہ ہوگا تو فرع کی شہادت بھی صحیح نہیں۔ فوضح الفرق بین الموت وسائر مفسدات الاهلیة وقال هذا ما عندی والله اعلم. موت کے منہی ہونے کے متعلق ہدایہ دیگر میں تاکید المہر بالموت کے مسئلہ باب النکاح نیز قہستانی مجہول ہے۔اس کے قول پرفتویٰ جائز نہیں۔الدراسة الرابعة فی فوائد متطرقه مفیدة للمفتی والمصنف کما فی مقدمة عمدة الرعایة لمولانا عبدالحی لا یجوز الافتاء من الکتب المختصره الی ان قال او لعدم الاطلاع علی حال مصنفیها کشرح الکنز لملا مسکین وشرح النقایه للقهستانی ثم قال بعد صفحة قریباً ومن الکتب الغیر المعتبرة شرح مختصر الوقایه للقهستانی. الغرض فریق ثانی کی دلیل دربارہ سقوط شہادت کے معبر نکاح بوجہ اس کے کہ یہ شہادۃ علی نفسہ ہے، بھی صحیح نہیں۔ قاضی خان کتاب الشهادة فصل ومن الشهادة الباطلة الشهادة علی قول نفسه ذکر فی الطلاق الاصل لو شهدا علی رجل انه امرهما ان یزوجا فلانة وانهما قد فعلا ذلک جازت الشهادة بهما صریح جزئیہ ہے۔نیز وہ عبارت جس کو فریق اول نے معبر فی النکاح کی صحت شہادت کے لیے پیش کی ہے۔وہ بھی تصریحات ہیں۔جس میں تاویل کی گنجائش نہیں معلوم ہوتی۔اب اگر اور کوئی شرط شہادت مفقود نہ ہوتو نکاح ثابت ہوگا۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

گواہ نہ ہونے کی صورت میں لڑکی کو قسم دی جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی محمود خان ولد احمد خان قوم دھنگانہ سکنہ بیٹ جھمٹ تحصیل وضلع محمد ہ ڈیرہ غازی خان

۱- مدعی ہے کہ میرے لڑکے خدا بخش کا نکاح ساتھ مسمی ہ مبارکہ مائی بنت خافن خان سنرانی کے ساتھ ہے۔

۲- مدعی محمود خان اس بات پر مصر ہے کہ میرے بیٹے مسمی خدا بخش کے نکاح کے گواہ وہی ہیں جو سہراب خان ولد احمد خان سنرانی کا نکاح ساتھ مائی وسو بنت کالو خان قوم لنڈہ کے ساتھ منعقد ہوا - دوم محمد عظیم خان ولد کالو خان قوم لنڈ کا نکاح ساتھ مائی زہراں بنت خانن کے ساتھ منعقد ہوا - مسمی خدا بخش ولد محمود خان قوم دھنگانہ کا نکاح ساتھ مائی مبارکہ بنت خانن خان سنرانی کے ساتھ ہوا - حالانکہ خدا بخش اس وقت نابالغ تھا اور مبارکہ مائی بھی نابالغ تھی یہ نکاح سوم متنازعہ ہے۔

مزید مبارکہ مائی خوان مولانا مولوی محمود صاحب ولد مولانا مولوی نور خان انصاری المعروف لاہوری صاحب وہ بھی اب فوت ہو چکا ہے اور نیز ان گواہوں میں سے لکھو خان بھی فوت ہو چکا ہے - حالانکہ سہراب خان ولد احمد خان کا نکاح ساتھ مائی وسو بنت کالو خان قوم لنڈ ساتھ منعقد ہوا اور اسی روز رجسٹر کیا گیا ہے - اسی رجسٹر پر نشانات انگوٹھہ جات گواہوں کے مرقوم ہیں۔

۳- مدعی محمود خان مصر بیانی ہے کہ میرے لڑکے خدا بخش کے نکاح کے گواہان وہی دینا چاہتا ہوں جو کہ سہراب خان ولد احمد خان کے نکاح کے گواہ ہیں - ان اشخاص کے نام بمعہ انگوٹھہ جات اندراج رجسٹر نکاح میں موجود ہیں۔

جب یہ متنازعہ فیہ نکاح سوم کا مسئلہ فریقین نے درپیش کیا تو بندہ نے ان گواہوں کو گواہی دینے کے لیے طلب کیا - ان میں سے بعض حاضر ہوئے اور بعض حاضر نہ ہو سکے - کسی عذر کی وجہ سے پھر بندہ خود ان کے پاس گیا - گواہی دینے والے عامی اشخاص گواہوں نے مختلف بیانات دیتے ہوئے یوں کہا کہ ہم نکاح کے گواہ ہیں جہاں پر ہمارے نشانات انگوٹھہ جات مرقوم ہیں اور باقی ہم نہیں جانتے کہ نابالغان کے والدین نے ایجاب وقبول دونوں کی طرف سے کیا ہے یا نہیں - وہ اشخاص ان کے ایجاب وقبول سے ظاہری طور پر نکاح کرتے ہیں اور مزید یہ کہتے تھے کہ ہم نے اپنے کانوں سے ان نابالغان کے والدین کو ایجاب وقبول کرتے نہیں سنا اور ہمیں کوئی علم نہیں کہ اس مجلس میں جس میں سہراب خان کا نکاح پڑھایا گیا - وہاں پر بھی نابالغان کی طرف سے ان کے والدین نے ایجاب وقبول کیا ہے یا نہیں ہمیں کوئی علم نہیں ہے اور ان گواہوں نے بیانات دیتے ہوئے کھلم کھلا انکار کر دیا ہے - جبکہ بجا طور پر مدعی محمود خان ولد احمد خان اپنے بیٹے خدا بخش خان کے شرعی نکاح کے گواہ ثابت نہیں کر سکا - تو اس صورت حال میں خدا بخش خان کا نکاح مائی مبارکہ بنت خانن قوم سنران کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

مائی مبارکہ بنت خانن سنرانی اب بالغ ہو چکی ہے۔ کیا اس کو شریعت محمدیہ میں نکاح کرنے کی اجازت دی جاتی ہے یا نہیں۔ اس صورت میں مسئلہ کو بمعہ حوالہ جات تحقیق وتوثیق کے ساتھ ثابت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرماویں۔

﴿ج﴾

دوبارہ پھر تحقیق کی جاوے اور گواہان سے رجوع کیا جاوے اور حسب سابق اگر گواہ نہ مل سکے یا انکار کر دیں تو اصول کے مطابق البينة على المدعي واليمين على من انكر لڑکی کو قسم دلائی جاوے۔ اگر لڑکی نے قسم نکاح کی نفی میں اٹھائی اور کہا کہ مجھے نکاح کا کوئی علم نہیں ہے تو بے شک اس کا نکاح اور جگہ کیا جاوے۔ ورنہ بصورت دیگر مدعی کی منکوحہ ہو جائے گی۔ وفي الهداية مع فتح القدير مطبوعه مكتبه رشيديه كوئٹه ص ١٠٠ ج ٣ ولا ينعقد نكاح المسلمين الا بحضور.

وفي الدر المختار مع الرد والمفتى مع التحليف في الكل الا في الحدحرره الاحقر عبد الرحمن عفا الله عنه

شواہد نہ ہوں تو صرف دعویٰ نکاح کا اعتبار نہیں ہے

﴿س﴾

بیان حلفی ازاں مسماۃ زینب بی بی دختر رحمانی قوم ماچھی عمر تقریباً ۱۹/ ۱۸ سال سکنہ موضوع لونگہ اعظم وباڑی ضلع ملتان حال مقیم نثار مارکیٹ نشاط روڈ بیرون حرم گیٹ ملتان

مظہرہ حلفاً بیان کرتی ہے کہ مظہرہ کی عمر اس وقت ۱۹/ ۱۸ سال ہے اور مظہرہ عاقلہ بالغہ ہے۔ اپنے نفع نقصان کو اچھی طرح سمجھتی ہے۔

مظہرہ حلفاً بیان کرتی ہے کہ مسمی کرم دین ولد اعظم قوم ماچھی سکنہ موضوع باقر شاہ تھانہ لڈن تحصیل وباڑی ضلع ملتان اپنے آپ کو میرا خاوند ظاہر کرتا ہے اور بتلاتا ہے کہ جب مظہرہ ایک سال کی تھی تو مظہرہ کے والد نے اس کا نکاح اس کے ہمراہ کر دیا تھا۔ اس امر کی تصدیق اس کے برادر حقیقی مظہرہ اور اس کا چچا کرتے ہیں جو کہ اس وقت بعد از وفات والد مظہرہ اس کے وارثان ہیں۔

مظہرہ حلفاً بیان کرتی ہے کہ مظہرہ اس وقت اپنے برادر حقیقی مسمی اللہ جوایا کے پاس رہتی ہے۔ کیونکہ اس کا

والد فوت ہو چکا ہے-

مظہرہ بیان کرتی ہے کہ مظہرہ اس وقت جوان اور بالغ ہو چکی ہے- اپنے ہر نفع ونقصان کو بخوبی سمجھتی ہے-

مظہرہ حلفاً بیان کرتی ہے کہ دیگر پارٹی میری والدہ کو اکساتے ہیں اور مجبور کرتے ہیں کہ مظہرہ کا رشتہ انھیں دے دیا جائے - ورنہ ٹھیک نہ ہوگا -

مظہرہ حلفاً بیان کرتی ہے کہ دیگر پارٹی ایک بدمعاش گروپ کے آدمی ہیں جو مظہرہ کو دیگر جگہ فروخت کر کے رقم بٹورنا چاہتے ہیں اور وہ تندور کا کام کرتے ہیں-

مظہرہ حلفاً بیان کرتی ہے کہ اگر مظہرہ نے یہ رشتہ قبول کیا تو اس کی زندگی اجیرن ہو جائے گی- مظہرہ کو یہ رشتہ ہرگز پسند نہیں ہے-

مظہرہ حلفاً بیان کرتی ہے کہ من مظہرہ کا برادر حقیقی اللہ جوایا جہاں چاہے مظہرہ کی مرضی سے اس کی شادی کرے مظہرہ کو کسی قسم کا اعتراض نہ ہوگا -

مظہرہ حلفاً بیان کرتی ہے کہ اگر دیگر پارٹی نے من مظہرہ برادر کے یا کسی رشتہ دار کے خلاف کوئی اقدام کیا تو جھوٹا اور کالعدم تصور ہوگا -

مظہرہ حلفاً بیان کرتی ہے کہ من مظہرہ کو کسی نے مجبور نہ کیا ہے اور نہ اس کو کسی نے حبس بے جا میں رکھا ہے- بلکہ وہ اپنی مرضی سے بیان دینے حاضر ہوئی ہے-

ج

اگر باقاعدہ شرعی طریقے سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح پڑھے جانے کا شرعی ثبوت کرم دین کے پاس موجود ہو تو اس کا نکاح صحیح شمار ہوگا - لیکن اگر اس کے پاس کوئی شرعی ثبوت موجود نہ ہو- ویسے ہی نکاح کا دعویٰ کرتا ہو تو اس کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں - یوں تحقیق کے بعد اگر اس کے نکاح شرعی کا کوئی ثبوت نہ مل سکے- تو لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز ہوگا - فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مدعی نکاح شواہد کے ذریعہ نکاح ثابت کرے

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے ایک عورت سے جو اس کی کفو نہیں نکاح کا دعویٰ کیا

اور جب اسے کہا گیا کہ اپنے گواہ پیش کرو تو اس نے دو آدمیوں کا کہا کہ وہ میرے گواہ ہیں اور فلاں آدمی میرا نکاح خوان ہے- ورثاء اس پر رضامند نہ تھے- اس سے انھوں نے نکاح خوان اور گواہوں میں سے ایک کو عالم کے روبرو بلا کر دریافت کرایا کہ فلاں آدمی یہ دعویٰ کرتا ہے- کیا درست ہے؟ یا غلط تو نکاح خوان اور ایک گواہ نے اس عالم کے سامنے حلفاً کہا کہ ہمیں کوئی علم نہیں اس نے جھوٹ کہا ہے- تو ورثاء پہلے بھی اس رشتہ کی افواہ پر رضامند نہ تھے- بلکہ معترض تھے- پھر گواہی نہ ہونے پر یقین ہوا کہ نکاح ہوا ہی نہیں تو انھوں نے اس عورت کا نکاح اس کے اذن سے ایک رشتہ دار کے ساتھ کر دیا- مگر اس عورت نے ظاہراً زبان سے اجازت دی اور اپنا انگوٹھا لگا دیا- دل میں اس شخص سے رہنا چاہتی تھی- پھر جب اس مدعی نکاح کو علم ہوا کہ نکاح خوان اور گواہ سے جوٹلا دیا ہے اور عورت کے ورثاء نے اس کا نکاح بھی اپنے رشتہ دار سے کر دیا ہے تو اس مدعی نے اپنے دو بہنوئیوں کو جعلی گواہان مقرر کر دیا جو غنڈے اور بدمعاش آدمی ہیں اور عدالت میں نکاح کا دعویٰ کر دیا- عورت اس مدعی نکاح کی تصدیق کرتی ہے- مگر گواہان پہلے بتلاتی ہے جو منکر الشہادۃ ہیں اور مدعی اپنے بہنوئیوں کا کہتا ہے کہ یہ گواہان ہیں- اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ورثاء کا نکاح درست ہے یا اس مدعی کا جو معلن فاسق اور گواہان کبھی کوئی کبھی کوئی اور وہ بھی اپنے بہنوئی جن کے اوصاف شاہد الزور ہیں بتلاتا ہے-

(ج)

اگر مدعی نکاح اپنا نکاح دو گواہوں سے جو شرعاً معتبر ہوں ثابت کر دے تو ثبوت نکاح ہوگا ورنہ نہیں- لہٰذا اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ کسی معتمد علیہ عالم کو ثالث مقرر کر کے اس کے پاس مدعی مدعا علیہ اور گواہ وغیرہ پیش ہو جائیں- اگر حکم (ثالث) کے سامنے گواہوں نے نکاح کی تصدیق کر دی اور ثالث نے شرعاً گواہوں کو صحیح اور درست تسلیم کیا تو ثبوت نکاح ہوگا ورنہ نہیں- نیز سوال میں لکھا ہے کہ وہ شخص عورت کا کفو نہیں- کفو ہونے کی وجوہ لکھ کر علماء سے فتویٰ لے لیں- اگر واقعی نہیں تو اولیاء کی مرضی کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا- بہرحال تحقیق کر کے حکم بالا کے مطابق عمل کیا جاوے- فقط واللہ اعلم

پہلا نکاح شرعاً ہوا ہو تو دوسرا نکاح باطل ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی حفیظ الدین ولد کرم الدین نکاح دختر جان محمد عرف رمضانی

مسماۃ کنیز فاطمہ سے مورخہ ۹ جون ۱۹۶۱ء زیر سرپرستی جان محمد عرف رمضانی سے نابالغی میں ہوا- جناب نکاح خوان وکاتب مولانا مولوی قاری غلام محمد صاحب قاری صدر جمعیۃ علماء اسلام جھنگ صدر ہیں- گواہ اول مجلس نکاح عبداللطیف ولد عبدالرحمٰن گواہ ثانی مجلس نکاح محمد یوسف ولد عبدالکریم گواہ اول مجلس نکاح وکیل منکوحہ مستری سلامت اللہ ولد عبدالکریم گواہ ثانی مجلس نکاح وکیل منکوحہ حاجی الٰہی بخش ولد مولابخش بہ ضمانت حق مہر حاجی عبدالغنی ولد محمد اسماعیل مرحوم شرع محمدی کے مطابق فارم درج ہوا- جو کہ بالغ تھی اور اب اپنے مسئولہ کے گھر آباد ہے اور کئی بچوں کی ماں ہے- دیگر کچھ عرصہ کے بعد جان محمد عرف رمضان سے شرع محمد کے اس نکاح کی اہمیت سے انکار کیا تو یہ کیس یونین کمٹی نے ۲۳-۷-۲۰ کو اس نکاح کو جائز قرار دیا اور جان محمد عرف رمضانی یہ کہتا رہا کہ ابھی میرے میں گنجائش نہیں ہے بھیج دوں گا اور کبھی ٹال مٹول کرتا رہا جب وہ اپنے لیت ولعل کرنے سے باز نہ آیا تو میں نے اپنی برادری سے فریاد کی- تو میری برادری معززین بھی تقریباً ۲ سال تک پریشان رہے اور اس کے بعد مجبور ہو کر میرے کہنے پر میری برادری نے یونین کمیٹی سے مجھے دوسری شادی کی اجازت دلوا کر میری دوسری شادی کرادی- اس کشمکش کے درمیان جان محمد عرف رمضانی یہاں کسی غلط ارادے کے تحت کراچی چلا گیا- اب ہماری معلومات میں یہ بات آرہی ہے کہ جان محمد عرف رمضانی مسماۃ کنیز فاطمہ کا نکاح دوسری جگہ کرانا چاہتا ہے- کیا وہ میرے بغیر طلاق دیے دوسری جگہ شادی کر سکتا ہے- کیا وہ نکاح جائز ہوگا- کیا میرے علاوہ بھی کسی کو حق ہے کہ میری بیوی کو طلاق دے- دیگر اگر جان محمد عرف رمضانی مسماۃ کنیز فاطمہ کا نکاح دوسری جگہ پر کرتا ہے اور جو لوگ اس میں شریک ہوئے شریعت مطہرہ ان کے لیے کیا کہتی ہے- دیگر جبکہ میری ہمشیر بدلے میں گئی ہوئی ہے کیا مجھے بدلہ کا حق شریعت مطہرہ سے ملتا ہے یا نہیں اس کا کیا حکم ہے- تمام شرعی ارکان برادری- جناب محمد ریاض الدین صاحب انصاری (۲) صوفی چوہدری شرف الدین (۳) چوہدری عبدالمجید (۴) حافظ امام الدین (۵) صوفی شمس الدین (۶) چوہدری محمد صدیق سابق بی ڈی ممبر (۷) چوہدری اللہ دتہ صاحب (۸) جناب ماسٹر عبدالمجید انصاری (۹) صوفی عبدالرحمان (۱۰) صوفی محمد رفیق (۱۱) صوفی عبداللطیف (۱۲) حافظ عبدالرزاق (۱۳) صوفی عبدالرحمان (۱۴) جناب حاجی عبدالحمید انصاری

ارکان نکاح مولانا غلام محمد صاحب نائب صدر جمعیۃ علماء اسلام جھنگ صدر (۲) عبداللطیف ولد عبدالرحمٰن (۳) محمد یوسف ولد عبدالکریم (۴) مستری سلامت اللہ ولد عبدالکریم (۵) الٰہی بخش ولد مولابخش (۶) حاجی عبدالغنی ولد محمد اسماعیل مرحوم

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال یعنی اگر واقعی پہلا نکاح شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں کیا ہے تو خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز نہیں اور نہ دوسرے نکاح کی مجلس میں شریک ہونا جائز ہے- فقط واللہ اعلم

لیکن بہتر یہ ہے کہ حفیظ الدین نے جب دوسری شادی کر لی ہے- اب اگر اس میں ہمت ہو اور دونوں بیویوں کو حقوق شرعی کے مطابق الگ الگ مکان اور نان ونفقہ دینے پر قدرت ہو تو کنیز فاطمہ کو لے لے اور آباد کرے- محض اس لیے کہ کنیز فاطمہ میری ہمشیر کے بدلے میں میرے نکاح کے اندر آئی تھی- اس کا معاوضہ وصول کرنے کی خاطر نہ اسے آباد کرے اور نہ ہی طلاق دے- ایسا کرنا جائز نہیں ہے- پہلے رمضانی ظالم تھا کہ رخصتی نہیں کرتا تھا- اب یہ ظالم ہوگا اس لیے شریعت میں وٹے کے نکاح سے منع کیا گیا- اگرچہ نکاح ہو جاتا ہے مگر مکروہ ہے- لہٰذا بہتر یہ ہوگا اگر دونوں کا آباد کرنا مشکل ہو جیسا کہ ہمارے علاقہ میں خصوصاً عوام کے لیے مشکل ہوتا ہے- سابقہ بیوی کنیز فاطمہ کو طلاق دے دے-

خلوت صحیحہ میں شوہر کا قول معتبر ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں جو حسب ذیل ہے کہ بکر نے ہندہ کے ساتھ عقد نکاح کیا- پھر نزاع واقع ہوا- پھر بکر نے ہندہ کو مطلقہ کر دیا تین طلاقیں دے دیں- اب عدت میں گفتگو ہے کیا ہندہ بلا عدت زوج ثانی کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے یا نہ- ہندہ کہتی ہے کہ میرے ساتھ بکر نے ہم بستری نہیں کی نہ خلوت صحیحہ ہوئی ہے- بکر کہتا ہے کہ میں نے ہندہ کے ساتھ ہم بستری کی ہے اور خلوت صحیحہ بھی ہوئی- گواہ بھی قائم کرتا ہے شرعی فیصلہ سے مشکور فرمائیں تاکہ نزاع ختم ہو جائے-

﴿ج﴾

اگر زوجین صرف ایک مرتبہ کسی ایک کمرہ میں یا کسی خالی جگہ میں اکٹھے ہو چکے ہیں تو عدت لازم آجاتی ہے- اس لیے زوج کا قول جبکہ وہ گواہ بھی قائم کر رہا ہے درست ہے اور عدت واجب ہوگی- عدت کے اندر نکاح صحیح نہ ہوگا- واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم

ولی کے علاوہ (نابالغہ لڑکی) کے لیے دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ (۱) نکاح کے لیے کتنے گواہ ضروری ہیں۔ (۲) بعض حالات میں گواہ مہیا نہ کیے جا سکیں یا صرف ایک گواہ ہو تو کیا ایسا ایجاب وقبول شرعاً ٹھیک ہو گا یا نہ؟

﴿ج﴾

(۱) انعقاد نکاح کے لیے دو گواہوں کا وجود ضروری ہے۔ کما فی شرح الوقایہ ص ۱۹ ج ۲ و (شرط) حضور حرین او حرو حرتین مکلفین مسلمین سامعین معاً لفظهما الخ۔

(۲) لڑکی اگر نابالغہ ہو تو ولی یا وکیل کے علاوہ دو اور گواہوں کا وجود ضروری ہے اور اگر لڑکی بالغہ ہے تو نکاح پڑھانے والے کے علاوہ ایک اور آدمی کا وجود ضروری ہے۔ ورنہ نکاح صحیح نہ ہو گا۔ امر اخو ان ینکح فنکح عند فرد ان حضر ابوها صح والا فلا کاب ینکح بالغةً عند فرد ان حضرت صح فصار کان البالغة عاقدة فالاب وذلک الفرد شاهدان وعبارة المختصر هذا والوکیل شاهد ان حضر موکله کالولی ان حضرت مولیته بالغته (شرح الوقایہ ص ۱۱ ج ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

ایجاب وقبول نکاح کا رکن عظیم ہے، اس کے بغیر صرف انگوٹھا لگانے سے نکاح نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں جو کہ احمد یار و بہاول نے بیان کیا ہے۔ وہ درست ہے یا غلط اس کا استصواب کیا جائے۔

ایک حنفی المذہب کنواری عورت شرعاً بالغ ہے۔ جس کا والد فوت ہو چکا ہے۔ اُس کے بڑے بھائی کے پاس اس کے چچا کے لڑکے کی طرف سے اور دوسرے چچے کے بیٹے کی طرف سے رشتہ کا تقاضا ہوا۔ لڑکی کے بڑے بھائی نے کہا۔ میں چچا کے بیٹے کو دوں گا۔ لڑکی کے چھوٹے بھائی نے ایک کاغذ پر نام لکھ کر اس میں دولہا

اور دلہن کا نام اور وکیل کا نام اور گواہان کے نام اور تعداد حق مہر درج کر کے رات کو گواہان و وکیل کے انگوٹھے لگوا لیے۔ صبح کو دولہا کا انگوٹھا یا دستخط کرا لیے۔ اس کے دو تین گھنٹے کے بعد اس نے گھر جا کر اس کی بہن جو اکیلی بیٹھی تھی اور آٹا گوندھ رہی تھی اس کا انگوٹھا لگوا لیا۔ دوپہر کو ایک مولوی کے اس پر دستخط کرا لیے۔ دولہا و دولہن سے کوئی ایجاب وقبول نہیں کرایا گیا۔ آیا حسب احکام شرع محمدی بغیر ایجاب وقبول یہ نکاح ہو جائے گا۔

﴿ج﴾

حسب احکام شرعی ایجاب وقبول نکاح کا بڑا بھاری رکن ہے۔ وہ پورا نہیں کیا گیا۔ شرع نے عاقل و بالغ کے روبرو ایجاب وقبول کی شرط رکھی ہے۔ جب تک یہ شرط پوری نہ کی جائے۔ اس وقت تک نکاح نہیں ہوتا۔ صرف لڑکی سے انگوٹھا لگوا لینے سے نکاح نہیں ہو جاتا۔

﴿سوال احمد یار﴾

میں نے لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ جب لڑکی کا انگوٹھا لگ گیا اس کی رضامندی ہوگئی اس لیے نکاح ہو جاتا ہے۔

﴿ج﴾

اللہ کا بندہ جب شرعاً دو مرد مومن عاقل بالغ کے روبرو ایجاب کی شرط رکھی گئی ہے جو بڑا بھاری رکن نکاح ہے۔ وہ پوری نہیں ہوئی۔ صرف عورت کے انگوٹھا لگ جانے سے نکاح نہیں ہو جاتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ دونوں جواب ٹھیک ہیں

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان
صح الجواب سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ احمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول ایک مرتبہ بھی ہوا ہو تو نکاح بلا ریب صحیح ہے

﴿س﴾

ہم نے اپنے دوست کی شادی میں شرکت کی تھی۔ نکاح خوان نے خود ہی کچھ پڑھا اور لڑکے کو بھی پڑھایا۔ اس کے بعد اُس لڑکے سے صرف دو مرتبہ قبولیت کی ھامی بھروائی جبکہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ تین مرتبہ ھامی بھرنی چاہیے۔ آپ سے التماس ہے کہ اس بارے میں صحیح فیصلہ سے آگاہ کریں کہ آیا نکاح ہوا یا نہیں یا ابھی اس میں کوئی کمی ہے۔

﴿ج﴾

سوال میں تفصیل نہیں اس لیے بہتر یہ ہے کہ خود دارالافتاء میں حاضر ہو کر تشفی حاصل کریں۔ بہر حال اگر دو دفعہ بھی گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کر لیا ہے تو نکاح صحیح ہے۔ تین دفعہ ایجاب وقبول کرانا ضروری نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ

اگر گواہ نکاح عادل دیندار ہے تو گواہی معتبر اور نکاح صحیح ہے، اگر فاسق ہو تو گواہی معتبر نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دعویٰ عبدالرحمٰن ولد محمد قوم شیخ سکنہ سعید والہ میں اور مسماۃ سعیداں دختر محمد حیات قوم مسلم شیخ رات کے وقت ایک جگہ علیحدگی میں روبرو مسمیان غلام رسول ولد جیون قوم ہتوار سکنہ سعید والہ احمد ولد تاج قوم مسلم شیخ سکنہ سعید والہ نکاح بایں الفاظ کیا۔ مسماۃ امیراں کو میں نے یہ کہا کہ تو کہہ میں نے روبرو گواہان مذکورہ کے بدلہ حق مہر پچیس روپیہ کے تجھ کو نکاح کیا۔ مسماۃ مذکورہ نے یہی الفاظ کہے۔ بعدہ میں نے جواباً کہا کہ میں نے قبول کیا ہے تجھ کو گواہ غلام رسول ولد جیون قوم ہتوار اشھد باللہ جو کچھ کہوں گا درست ہوگا۔ عبدالرحمٰن ولد محمد قوم مسلم شیخ بوقت خفتہ میرے پاس گیا اور مجھے کہا کہ تم میرے اور مسماۃ امیراں کے نکاح میں شریک ہو کر گواہ ہو۔ میں نے جواب دیا کہ تم ایسا نہ کرو۔ مگر عبدالرحمٰن کے اقرار کرنے کے بعد میں چلا آیا اور مسماۃ امیراں نے عبدالرحمٰن کو کہا کہ میں نے روبرو گواہان بدلہ حق مہر ۲۵ روپیہ مجھ کو نکاح کیا۔ عبدالرحمٰن نے بعدہ کہا کہ میں نے قبول کیا۔ مسماۃ امیراں نے کہا کہ میں اس وقت عاقلہ بالغہ ہوں۔ گواہ غلام رسول گواہ احمد ولد تاج قوم شیخ سکنہ سعید والہ اشھد باللہ جو کچھ کہوں گا درست کہوں گا۔

مجھے عبدالرحمٰن اور غلام رسول مذکوران نے بوقت خفتہ بلایا اور کہا کہ تو عبدالرحمٰن کے نکاح میں شرکت کر کے گواہ ہو۔ مسماۃ امیراں نے کہا کہ میں اس وقت عاقلہ بالغہ ہوں۔ میں نے روبرو گواہان بدلہ حق مہر ۲۵ روپیہ کے عبدالرحمٰن سے نکاح کیا اور عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے قبول کیا ہے۔

﴿ج﴾

اگر گواہ عادل دیندار ہیں تو ان کی گواہی سے نکاح ثابت ہے اور اگر فاسق ہیں اور ثالث انھیں مسترد کر دے۔ اس لیے کہ فاسق کی گواہی مستحق رد ہے تو اس صورت میں علی القول المفتی بہ عورت کو حلف دیا جائے۔ اگر وہ حلف اٹھالے کہ میرے ساتھ مدعی کا نکاح نہیں ہوا تو نکاح ثابت نہیں ہوگا ورنہ نکاح ثابت قرار پائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بغیر گواہوں کے یا ایک گواہ کے ہوتے ہوئے نکاح درست نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مطلقہ عورت کا نکاح بعد گزرنے عدت شرعی کے بدیں طور کیا گیا۔ ایک مولوی صاحب نکاح خوان نے اس عورت سے اس کے باپ حقیقی کی موجودگی میں ایجاب کرایا اور پھر مولوی صاحب مذکور اور اس عورت کا باپ مذکور تین چار میل کے فاصلہ پر اس شخص کے مکان پر پہنچے جس کے ساتھ نکاح کرنا تھا۔ پھر اس شخص سے اس عورت کے باپ کی موجودگی میں مولوی صاحب نے قبول کرلیا۔ مجلس ایجاب وقبول میں سوا اُن دو شخصوں کے یعنی مولوی صاحب نکاح خوان اور اس عورت کے باپ کے اور کوئی شخص موجود نہ تھا۔ آیا یہ نکاح شرعاً ہو گیا یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں لڑکی کا باپ اور مولوی صاحب ہی جب صرف اس شخص کے پاس گئے جس سے نکاح کرانا چاہتے تھے اور اس کے علاوہ اور کوئی شخص موجود نہ تھا تو ان میں سے ایک تو لڑکی کی طرف سے وکیل یا رسول ہوگا اور اس کے علاوہ دو گواہ نکاح کے لیے ضروری ہیں اور یہاں صرف ایک گواہ ہے۔ دوسرا تو وکیل یا رسول بن گیا۔ اس لیے اگر فی الواقع ان کے سوا اور کوئی شخص وہاں نہیں ہے تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ قال فی البحر ص ۱۴۸ ج ۳ واما من الغائب فکا لخطاب و کذا الرسول فیشترط سماع الشهود قرأة الکتاب و کلام الرسول الخ ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم جمادی الثانیہ ۱۳۷۶ھ

نکاح کے اندر ایجاب وقبول شرط ہے اس کے بغیر نکاح نامکمل ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک محفل بغرض نکاح منعقد ہوئی۔ مروجہ چیزیں سب کی گئیں۔ قاضی صاحب نے دعائے خیر پڑھی اور مبارکیں وغیرہ دینا شروع کیں۔ لیکن الفاظ شرعی ایجاب وقبول کے استعمال نہیں کیے گئے۔ کیونکہ متعاقدین دونوں نابالغ تھے۔ لہٰذا ایجاب وقبول ورثاء کو استعمال کرنے کا جو حق تھا وہ نہیں کیے گئے۔ اس موقع پر دو آدمیوں (جو نکاح کے گواہ کی حیثیت سے شریک مجلس تھے) نے اعتراض اُٹھایا کہ یہ نکاح نہیں ہوا۔ کیونکہ لفظ ایجاب وقبول نہیں بولے گئے تو لڑکے کا وارث کہنے لگا۔ ٹھیک ہے نکاح ہو گیا اور لڑکی کا وارث کہنے لگا۔ تم خاموش رہو اس میں تمھارا کیا دخل ہے۔ تو کیا اس صورت میں نکاح ہو گیا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا تو دوبارہ اسی لڑکے سے نکاح کرنا ہوگا یا اس لڑکی کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہو سکتا ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

انعقاد نکاح کے لیے گواہوں کی موجودگی میں متعاقدین یا ان کے اولیاء کا ایجاب وقبول شرط اور لازم ہے۔ ایجاب وقبول کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ **النکاح ینعقد بالایجاب و القبول بلفظین یعبر بهما عن الماضی وینعقد بلفظین یعبر باحدهما عن الماضی وبالاخر عن المستقبل هدایه مع فتح القدیر ص ۹۸ ج ۳ مطبوعه مکتبه رشیدیه کوئٹه ص ۳۰۵\ج ۲.** پس صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح نہ کیا گیا ہو تو نکاح منعقد نہیں ہوا۔ صرف مجلس نکاح قائم کرنے اور دعاء خیر سے نکاح نہیں ہوتا۔ ایفائے عہد کی بناء پر اگر اسی لڑکے سے نکاح کرنا چاہے تو ایجاب وقبول سے نکاح کرا لے۔ اگر کسی عذر کی بنا پر اور لڑکے سے نکاح کرنا چاہے تو وہ بھی جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ صفر ۱۳۹۸ھ

ایجاب وقبول اگر ہوگیا تو نکاح صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میری دختر لعل مائی جبکہ چھ سال کی تھی۔ معاوضہ بازو مائی فاطمہ کریم بخش جو کہ عمر چھ سال کا تھا۔ میں نے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ہر دو طرف نابالغ ہونے کی وجہ سے میں نے صرف ملک کر دیا تھا۔ مگر کچھ عرصہ مائی فاطمہ بدچلن ہونے کی وجہ سے نکل گئی۔ اس کا یہ فیصلہ ہوا کہ مبلغ -/۴۰۰ روپیہ معاوضہ لے کر طلاق کر دی گئی۔ ہمارے ساتھ جو اُن کے تعلقات تھے وہ قطع ہو گئے۔ اُن کا آنا جانا بھی بند ہو گیا۔ اب اس وقت میری دختر بالغ بیٹھی ہے۔ کریم بخش مذکور کے ہمارے ہر قسم کے تعلقات قطع ہو چکے ہیں۔ بلکہ مجھے خوف ہے۔ اگر میں اپنی لڑکی کریم بخش مذکور کے عقد نکاح میں دے دوں تو وہ میری لڑکی فروخت کر کے اُس کی زندگی برباد کر دے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح ہماری خلاصی ہو اور میں اپنی لڑکی کسی دوسرے نیک چلن رشتہ دار کے عقد نکاح میں دوں۔ بندہ نے شریعت میں ان کو بلایا تھا اور ہم ہر دونوں نے عہد نامہ لکھ دیا تھا کہ شریعت جو فیصلہ کرے ہمیں منظور ہے۔ مگر وہ وعدہ پر نہیں آیا۔ اب وہ خاموش ہے۔ نہ شریعت میں فیصلہ کرتا ہے اور نہ عدالت برادری میں۔ بصورت مذکورہ از روئے شریعت کیا کریں۔ بندہ کی لڑکی تین سال سے بالغ بیٹھی ہے۔ بینوا توجروا

السائل غلام رسول معرفت احمد علی کیوسہ دوکاندار تونسہ بمقام تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان

﴿ج﴾

اگر اس وقت ایجاب وقبول ہو چکا ہے جیسا کہ اس لفظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ ملک کر دیا تھا تو نکاح ہو گیا۔ تو اس صورت میں بغیر طلاق حاصل کیے یا خلع کیے۔ اس عورت کی خلاصی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ طلاق یا خلع نہ ہونے کی صورت میں لڑکی ان کو دینی ہوگی اور اگر اس وقت ایجاب وقبول نہیں ہوا۔ صرف وعدہ ہوا تو نکاح نہیں ہے۔ وعدہ کے خلاف کرنا اگرچہ شرعاً قبیح ہے۔ لیکن بہر حال لڑکی کا نکاح دوسری جگہ صحیح ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۸ صفر ۱۳۷۸ھ

بغیر گواہوں کے نکاح صحیح نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بالغ مرد اور بیوہ عورت نے اکیلے آپس میں بیٹھ کر اپنی تن بخشی کی۔لیکن تیسرا کوئی انسان سننے والا نہیں تھا بغیر اللہ اور اس کے فرشتوں کے۔اپنا اپنا جسم ایک دوسرے کے ملک کر دیا۔کیا یہ نکاح ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

یہ نکاح شرعاً درست نہیں ہے۔ **لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نکاح الا ببینة** . بغیر گواہوں کے نکاح نہیں ہوتا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ رجب ۱۳۸۷ھ

صرف انگوٹھے لگوانے سے اجازت تصور نہ ہوگی، مجلس دوبارہ قائم ہوگی، کارروائی از سر نو ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمیان غلام حیدر اور محمد ہاشم نے آپس میں رشتہ یوں کیا کہ نکاح خوان مع گواہوں کے اور مع ہاشم کے ہاشم کے گھر اس کی لڑکی سے ایجاب کرانے گیا کہ ہاشم اپنی لڑکی غلام حیدر کے بیٹے اسلم کو نکاح کر دے۔لڑکی خاموش رہی تو ہاشم نے کہا انگوٹھا لگاؤ اور چلیں۔ہاشم کی لڑکی کا انگوٹھا رجسٹر پر لگا لیا گیا۔جبکہ لڑکی بالغ ہے۔اس کے بعد نکاح خوان غلام حیدر کے گھر ایجاب کرانے گیا تا کہ غلام حیدر کی لڑکی کا نکاح ہاشم کے لڑکے اللہ بخش سے ہو۔وہاں بھی اسی طرح پوچھنے کے بعد انگوٹھا لگا لیا گیا۔اب دونوں طرف سے واپس آ کر نکاح کی تکمیل کے لیے برادری جب بیٹھی تو غلام حیدر اور محمد ہاشم میں اختلاف ہو گیا۔جس کی بناء پر مجلس برادری برخاست ہوگئی۔

دوسرے روز غلام حیدر نے ہاشم کے بھائی محمد قاسم سے سازش کر کے رجسٹر نکاح پر انگوٹھا لگوا لیا اور پروپیگنڈہ کر دیا کہ اسلم کا نکاح مکمل ہو گیا ہے اور اپنی لڑکی کا نکاح کسی دوسری جگہ کر دیا۔جب محمد ہاشم کو اس سازش کا علم ہوا تو وہ حیران ہو گیا اور بہت ناراض اور غصہ میں آ گیا۔اب جھگڑا بڑھ رہا ہے۔

اب اس صورت مذکورہ بالا میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا محمد ہاشم کی لڑکی کا نکاح اسلم سے ہو گیا ہے (جیسا کہ غلام حید ردعویٰ کرتا ہے) جبکہ دوبارہ نہ لڑکی کو علم ہے اور نہ اس کے باپ کو علم ہے۔
اب محمد ہاشم اس صورت میں اپنی لڑکی کا نکاح کسی اور جگہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ نکاح خوان نے اس کا نکاح اپنے رجسٹر میں درج کرلیا ہے۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

اگر یہ بات درست ہے کہ دونوں لڑکیوں سے انگوٹھے لگوانے کے بعد ایجاب وقبول فریقین کے مابین نہیں ہوئے تھے کہ مجلس برخاست ہوئی تو جبتک فریقین از سرنو اجازت حاصل نہیں کریں گے۔ سابقہ انگوٹھے کو اجازت تصور نہیں کیا جائے گا اور سابقہ اجازت پر نکاح پڑھانا شرعاً درست نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
اگر شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح نہیں کیا گیا تو اجازت نکاح کے لیے انگوٹھا لگوانے سے نکاح منعقد نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
الجواب صحیح حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ جمادی الاولی ۱۳۹۹ھ

ایجاب وقبول، گواہ، شرائط نکاح میں سے ہیں، ان سے نکاح ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص زید اور اُس کی لڑکی مسماۃ زینب جبکہ زید بھی ہوش وحواس خمسہ رکھتا ہے اور مسماۃ زینب بھی عاقلہ بالغہ ہوش وحواس میں سلیم ہے۔ مسمی زید نے روبرو گواہان کے مقر ہو کر کے کہا ہے کہ یہ میری لڑکی مسماۃ زینب ہے۔ میں نے اس کا رشتہ مسمی بکر کے ساتھ کر دیا ہے۔ یعنی میں نے لڑکی کا ہاتھ مسمی بکر کو دیا ہے اور مسماۃ نے بھی اقرار کیا ہے کہ یہ بکر مجھ کو منظور ہے اور کلمہ شریف بھی تین دفعہ مسماۃ نے پڑھا ہے اور مسمی زید نے بھی پڑھا ہے اور مجلس بھی موجود ہے۔ یعنی شاہدین بھی موجود ہیں اور حلفاً بھی زید نے کہا کہ یہ لڑکی تیری ہوگئی۔ یعنی تیرے عقد میں ہوگئی۔ لفظ ماضی کے الفاظ استعمال کیے گئے۔ اور اب مسمی زید مسماۃ کا نکاح دوسری جگہ عمر کے ساتھ کر کے دے رہا ہے۔ کیا پہلا نکاح ہوگا یا پچھلا نکاح ہوگا۔

﴿ج﴾

النكاح ينعقد بايجاب و قبول دیگر شاہدین مجلس عامہ شہادت عاقلین بالغین حرین مسلمین۔ چوتھی شرط بلوغت ہے۔حواس خمسہ بھی ہے اور میثاق بھی موجود ہے۔ اخذ میثاقاً غليظاً لہٰذا نکاح کے ارکان موجود ہیں اور ایجاب وقبول بکر اور زینب کا بھی موجود ہے۔لہٰذا شرع شریف کی رو سے نکاح بکر کا صحیح ہو گیا۔ اگر مسماۃ زینب کا نکاح مسمی عمر کے ساتھ زید دوبارہ کر دیتا ہے تو زید جھوٹا ہے اور مسماۃ زینب بھی جھوٹی ہے۔ نکاح پہلا ہوگا، دوسرا نکاح نہ ہوگا۔فقط

مولوی محمد امیر۔بشرط صداقت بیان المجیب مولوی اللہ بخش

تحقیق کی جائے۔اگر واقعی زید نے یہ الفاظ کہے ہیں کہ میں نے اپنی لڑکی مسماۃ زینب کا رشتہ مسمی بکر کے ساتھ کر دیا ہے اور مسماۃ زینب نے اس رشتہ کو منظور اور مسمی بکر نے قبول کیا ہے اور گواہ بھی موجود تھے تو نکاح صحیح ہو گیا ہے اور دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہیں۔سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ مہر پچاس روپیہ مقرر ہوا تھا تو بنا بریں مہر بھی پچاس روپیہ واجب ہوگا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

گونگا اگر لکھنا جانتا ہے تو لکھ کر دے ورنہ اشارہ کافی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بالغ گونگے شخص کا نکاح اس کے والد نے اس کی طرف سے قبول کیا۔گونگے نے خود اشارہ وغیرہ سے قبولیت نہیں کی نہ والد کو اختیار دیا تھا تو کیا یہ نکاح صحیح ہے؟

﴿ج﴾

گونگے کے نکاح کا طریقہ یہ ہے کہ اگر وہ لکھنا جانتا ہو تو لکھ کر ورنہ اشارہ سے جب منظور کرے اور قبول کے لیے سر سے یا ہاتھ سے اشارہ کرے تو نکاح صحیح ہے۔ واذا كان الاخرس يكتب كتابا او يومی ايماء يعرف به فانه يجوز نكاحه وطلاقه وعتاقه وبيعه وشراءه كذا في الهداية ۔ پس صورۃ مسئولہ میں بشرط صحت سوال یعنی اگر واقعی اس گونگے نے اشارہ وغیرہ سے نکاح کو منظور نہیں کیا نہ باپ کو نکاح کا اختیار دیا ہے تو یہ نکاح خود گونگے کی اجازت یعنی منظوری یا نامنظوری پر موقوف ہے۔اگر گونگا اب بھی اس نکاح

کو جائز قرار دیدے تو نکاح صحیح اگر رد کر دے تو نکاح ختم ہو جائے گا۔ کما في الدر المختار نکاح الفضولي. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ ذوالقعدہ ۱۳۹۰ھ

تحریر کا اعتبار نکاح میں نہیں، بلکہ ایجاب وقبول ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین صورت مسئلہ ذیل میں کہ ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً چھ سال ہے۔ اس کے نکاح کا اندراج کاغذات میں کر دیا ہے۔ کیا کاغذات کے اندراج سے نکاح ثابت ہو جائے گا۔ حالانکہ ایجاب وقبول بھی نہیں کیا گیا۔ لڑکی کا باپ اندراج نکاح کرنے والا ہے اور لڑکا جس کے ساتھ نکاح کا اندراج ہوا ہے وہ بھی بالغ ہے۔ گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول نہیں کرایا گیا۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ انعقاد نکاح کے لیے گواہوں کی موجودگی میں شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کرنا ضروری ہے۔ کما قال في الهداية النكاح ينعقد بالايجاب والقبول بلفظين يعبر بهما عن الماضي وينعقد بلفظين يعبر باحدهما عن الماضي وبالاخر عن المستقبل ولا ينعقد نكاح المسلمين الا بحضور شاهدين حرين عاقلين بالغين مسلمين رجلين او رجل وامرأتين الخ (هدايه فتح القدير ص ۱۰۲ ج ۳) بنابریں صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر شرعی طریقہ سے گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کے ساتھ نکاح نہیں ہوا صرف تحریری طور پر اندراج ہوا ہے تو اس سے نکاح منعقد نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

نکاح منعقد ہوتا ہے ایجاب وقبول سے اور شہادت عاقلین بالغین سے

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص زید اور اس کی لڑکی مسماۃ زینب زید بھی ہوش وحواس خمسہ رکھتا ہے اور مسماۃ زینب بھی عاقلہ بالغہ ہوش وحواس میں سلیم ہے۔ مسمی زید نے روبرو گواہان

معتبر کے اقرار کیا ہے کہ یہ میری لڑکی مسماۃ زینب میں نے اس کا رشتہ مسمی بکر کے ساتھ کر دیا ہے۔یعنی میں نے یہ لڑکی کا ہاتھ مسمی بکر کو دیا ہے اور مسماۃ نے بھی اقرار کیا ہے کہ یہ بکر مجھ کو منظور ہے اور کلمہ شریف بھی تین دفعہ مسمیان نے بھی پڑھا ہے اور مسمی زید نے بھی پڑھا ہے اور مجلس بھی موجود ہے۔یعنی شاہدین بھی موجود ہیں اور حلفاً بھی زید نے کہا کہ یہ لڑکی تیری ہوگئی ہے۔یعنی تیرے عقد میں ہوگئی۔لفظ ماضی کے استعمال کیے گئے ہیں۔

اب مسمی زید مسماۃ کا نکاح دوسری جگہ عمر کے ساتھ کر کے دے رہا ہے۔کیا پہلا نکاح ہوگا یا پچھلا نکاح ہوگا؟

﴿ج﴾

النکاح ینعقد بالایجاب والقبول دیگر شاہدین مجلس شہادت عاقلین بالغین حرین مسلمین۔چوتھی شرط بلوغت ہے۔پھر حواس خمسہ بھی ہے اور میثاق بھی موجود ہے۔ اخذن میثاقاً غلیظا لہٰذا نکاح کے ارکان موجود ہیں اور ایجاب وقبول بکر اور زینب کا بھی موجود ہے۔لہٰذا شرع شریف کی رو سے نکاح بکر کا صحیح ہو گیا ہے۔اگر مسماۃ زینب کا نکاح مسمی عمر کے ساتھ زید دوبارہ کر دیتا ہے تو زید جھوٹا ہے اور مسماۃ زینب بھی جھوٹی ہے۔نکاح پہلا ہوگا دوسرا نکاح نہ ہوگا۔فقط

مولوی محمد امیر۔بشرط صداقت بیان الجیب مولوی اللہ بخش

﴿ج﴾

تحقیق کی جائے اگر واقعی زید نے یہ الفاظ کہے ہیں کہ میں نے اپنی لڑکی مسماۃ زینب کا رشتہ مسمی بکر سے کر دیا ہے اور مسماۃ زینب نے اس رشتہ کو منظور اور مسمی نے قبول کیا ہے اور گواہ بھی موجود تھے تو نکاح صحیح ہو گیا ہے اور دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہیں۔سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ مہر پچاس روپیہ مقرر ہوا تھا تو بنابریں مہر بھی پچاس روپیہ واجب ہوگا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

اگر باقاعدہ شرعی طریقے سے ایجاب وقبول ہوا ہے تو یہ نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو گروہوں میں لڑائی ہوئی تو ایک گروہ میں سے ایک آدمی مر گیا۔ ان کا مقدمہ چلتا رہا۔چھ آدمی گرفتار ہو گئے۔بالآخر یہ چھ آدمی پولیس اسٹیشن کے سپرد ہو گئے۔جو گروہ مدعی تھا۔

انھوں نے کہا کہ ہم گواہی پھر دیں گے۔ اگر مدعی علیہ میں سے دو آدمی اپنی لڑکی کا نکاح ہمیں دے دیں۔ مجرموں نے انکار کیا۔ لیکن بعد میں کئی زمینداروں نے کہا کہ تم مان لو پھر دیکھا جائے گا۔ وہ مدعی گواہی دیں گے تو آپ رہا ہو جائیں گے۔ پھر نکاح کا معاملہ دیکھا جائے گا۔ پھر ان ملزموں میں سے دو آدمیوں نے اپنی اپنی لڑکی کا نکاح مدعی کے دولڑکوں سے کر دیا۔ جب معاملہ سیشن کی عدالت میں گواہی دینے کا آیا تو مدعی کی طرف سے جو وعدہ گواہی پھیرنے کا آیا تو انھوں نے گواہی پوری دے دی۔ وعدہ کا خلاف کیا اور گھر آ کر خوش ہوتے رہے کہ ہم نے گواہی اور کی دی ہے۔ اب ملزم رہا نہ ہوں گے۔ کیونکہ ہم نے گواہی بالکل پوری دی ہے۔ لیکن عدالت نے ان میں سے پانچ آدمیوں کو رہا کر دیا اور ایک کو دس سال سزا کر دی۔ اب جن دو آدمیوں نے اپنی اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لڑکیاں نہیں دیتے۔ کیونکہ انھوں نے وعدہ پورا نہیں کیا تھا۔ لہٰذا ہم بھی اپنا وعدہ پورا نہیں کرتے۔ اب جناب مفتی صاحب سے عرض کیا جاتا ہے کہ جناب فتویٰ فرمادیں کہ اس صورت میں نکاح باقی رہے گا یا نہ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر باقاعدہ شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح ہو گیا ہے تو ہر ایک نکاح صحیح اور نافذ ہے۔ وعدہ خلافی کی وجہ سے وہ شخص گنہگار ہوگا۔ لیکن اس کی وجہ سے نکاح فسخ نہیں ہوئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

عورت سے اجازت لی، وہ اجازت سے انکاری نہ ہو تو نکاح بلا ریب صحیح ہے

﴿س﴾

ایک عورت مسماۃ غلام فاطمہ غیر مدخولہ رب نواز کو طلاق مسمی نذیر احمد ولد جمال الدین نے دی تھی۔ اس نے نکاح مسمی محمد اکرم کے ساتھ کرنا تھا۔ نکاح اس طریقہ سے کیا ہے۔ ایک گواہ مسمی غلام رسول و والد مسماۃ غلام مذکورہ کا تھا۔ مسماۃ سے دریافت کیا گیا۔ اس نے اقبال کیا۔ جس وقت مسماۃ سے دریافت کیا تھا، ۴ بجے کا ٹائم تھا۔ یعنی دیگر تھی اور جس وقت والد نے ایجاب وقبول کیا۔ وہ ۱۱ بجے یعنی عشاء کا ٹائم تھا۔ نکاح پڑھنے والا ناکح کا والد تھا اور دوسرا گواہ ناکح کا بھائی تھا۔ عورت کے والد نے خود آ کر ناکح کے گھر میں ایجاب وقبول کرایا ہے۔

عورت سے دریافت کرنے اور ایجاب وقبول کرنے کو چھ سات گھنٹے کا فرق تھا۔ عالیجاہ یہ نکاح شرعاً ہو گیا ہے یا نہ؟ والد مسماۃ کے دو اور گواہ تھے۔ ایک مشتاق احمد دوسرا غلام رسول۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جب عورت سے اجازت لی گئی ہے اور وہ اجازت سے انکاری بھی نہیں اور ایجاب و قبول کے وقت دو گواہ موجود تھے تو نکاح صحیح ہے۔ اجازت کے وقت صرف ایک گواہ کا موجود ہونا یا اجازت اور نکاح میں کچھ مدت گزرنا جواز نکاح کے لیے نقصان دہ نہیں۔ بہر حال اگر کوئی شرعی مانع موجود نہ ہو تو صورت مسئولہ میں نکاح صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ رجب ۱۳۹۱ھ

مجلس نکاح میں زوجین کے علاوہ دو مرد مسلمان ایجاب وقبول نکاح کے لیے کافی ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک مسلمان لڑکی اور مسلمان لڑکے کا نکاح پڑھا جائے۔ نکاح پڑھنے والا بھی مسلمان ہو اور اس نکاح کے گواہ دونوں احمدی ہوں۔ یعنی مرزائی ہوں تو کیا نکاح شرعاً ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اور ایسا نکاح پڑھنے کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے اور لڑکی والے دوسری جگہ رشتہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بیس آدمیوں میں سے تین مرد اور تین عورتیں مسلمان تھیں جو کہ نکاح کے وقت موجود تھے۔ بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب

﴿ج﴾

اگر اس مجلس نکاح میں زوجین کے علاوہ دو مرد مسلمان یا ایک مسلمان مرد اور دو عورتیں موجود تھے اور انھوں نے ایجاب وقبول سن لیا ہے تو نکاح منعقد ہو چکا ہے اور جب تک خاوند طلاق نہ دے دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ قال فی الھدایۃ ولا ینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاھدین حرین عاقلین بالغین مسلمین رجلین او رجل وامرأتین (ھدایہ مع فتح القدیر ص ۱۱۰ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ

شرعاً نکاح کے اندر ایجاب وقبول ضروری ہے اور جب یہ ہوگیا تو نکاح ثابت ہوگیا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کا ولی کی اجازت کے ساتھ اور حاضرین مجلس کے روبرو اور گواہ وکیل کے ساتھ لڑکی سے کلمہ وغیرہ سب پڑھا کر قبولیت تین دفعہ کرائی گئی۔ جس میں خود مولوی صاحب بھی ساتھ تھے۔ اس کے بعد حالانکہ لڑکے کو کلمہ تک بھی نہیں پڑھایا گیا تھا کہ برادری کی گڑبڑیشن کی وجہ سے یعنی خاص شرط مقررہ ہونے پر اسی جگہ بیٹھ کر کسی اور لڑکے کے ساتھ نکاح کر دیا گیا ہے۔ اب آپ یہ صاف لکھیں کہ نکاح درست ہے یا نہیں۔ یا کہ جس کا نکاح ٹھیک ہو اس کے حق میں فیصلہ دیں۔ تاکید ہے۔ نکاح رجسٹر پر درج کیا گیا اور پچیس روپیہ حق مہر لکھا گیا۔ لیکن نکاح لڑکے کا نہیں پڑھایا گیا۔

از طرف مولوی احمد الدین موضع ثانی

﴿ج﴾

واضح رہے کہ نکاح عبارت ہے ایجاب قبول سے۔ جانبین میں سے ایک کی طرف سے ایجاب ہوگا اور دوسرے کی طرف سے قبول۔ بغیر اسکے نکاح صحیح نہیں۔ لہٰذا حادثہ مذکورہ میں جیسا کہ لڑکی کی جانب سے تین مرتبہ ایجاب ہوگیا ہے۔ اسی طرح اگر لڑکے نے قبول کر لیا ہو تو نکاح ہوگیا اور اس کے بعد دوسرے لڑکے کے ساتھ نکاح صحیح نہیں اور اگر صرف لڑکی نے ایجاب کیا ہو اور لڑکے نے قبول نہ کیا ہو کہ گڑبڑ پیدا ہوگئی اور دوسرے لڑکے سے نکاح کرایا گیا تو پہلا نکاح صحیح نہیں اور دوسرا نکاح صحیح ہوگا۔ سوال میں چونکہ صاف وضاحت اس بات کی نہیں کی گئی۔ لہٰذا جو بھی صورت ہو۔ ان دونوں کا جواب لکھ دیا گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شرعاً ایجاب وقبول نہ ہونے کی بناء پر نکاح صحیح نہیں ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ زرینہ بیگم کی نسبت مسمی سعید احمد کے ساتھ عمر تین سال میں کی گئی تھی۔ مگر زرینہ بیگم مذکورہ نے بالغ ہوتے ہی اس وقت اسی نسبت دعائے خیر سے انحراف کر کے اظہار برات و بیزاری شاہدین کی موجودگی میں علی الاعلان کر دی۔ اس نے عالم طفلی میں کبھی کسی وقت اس نسبت پر اظہار

رضامندی نہیں کیا۔ کیا شرعاً زرینہ بیگم کو سعید احمد سے منسوب سمجھا جا سکتا ہے۔ کیا وہ بالغ ہوتے ہی اظہار بیزاری کے باوجود سعید احمد سے شادی کرنے پر مجبور کی جا سکتی ہے۔ کیا وہ اپنے سرپرستوں کی دعاء خیر کی مکلف ہے۔ بینوا توجروا

المستفتی پیر محمد بخش ساکن جلالپور

تنقیح

ان امور کی تنقیح مطلوب ہے۔ (۱) کیا ایام طفلی میں باقاعدہ ایجاب وقبول ہوا تھا یا صرف وعدہ نکاح پر دعائے خیر کی گئی۔ (۲) اگر نکاح ہوا ہے تو وہ باپ نے کرایا تھا یا کسی اور نے۔ زرینہ بیگم کی عمر تقریباً تین سال کے قریب تھی کہ اس کے والد میر پیر بخش نے اپنی لڑکی زرینہ بیگم کی نسبت یعنی نکاح کی دعائے خیر سعید احمد سے کر دی تھی۔ ایجاب وقبول وغیرہ نہیں کرایا تھا۔ صرف دعا۔ خیر پڑھی گئی۔ نکاح نہیں کیا گیا تھا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر واقعی لڑکے کے والد نے باقاعدہ ایجاب وقبول کر کے نکاح نہیں کرایا۔ بلکہ صرف وعدہ نکاح پر دعائے خیر کی ہے تو چونکہ شرعاً بغیر ایجاب وقبول کے نکاح نہیں ہوتا۔ اس لیے صورت مسئولہ میں نکاح ہے ہی نہیں ہے۔ لہٰذا شرعاً لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شرعی نکاح یعنی ایجاب وقبول ضروری ہے، صرف لڑکی بالغہ کا اذن ضروری ہے

﴿س﴾

بیان فیصلہ چک نمبر ۱۲۹\۱۰۰ نکاح غلام دستگیر ولد نور احمد قوم کلو سکنہ چک نمبر ۲۹۔ چونکہ اس نکاح میں گڑبڑ ہو گئی تھی کہ نکاح ہوا ہے یا نہیں اور نکاح کے گواہ یعنی وکیل اور دو گواہان ذیل کی باتیں بیان کرتے ہیں۔

(۱) گواہ شیر محمد خان ولد عباس خان قوم پٹھان سکنہ چک نمبر ۱۲۹\۱۰۷۔ بیان کرتا ہے کہ نکاح عام مجمع میں پڑھا گیا ہے۔ مگر مجھے یہ علم نہیں کہ کون وکیل و گواہ ہے۔ اور خاص کر مجھے معلوم ہے کہ لڑکی سے کوئی نکاح کی اجازت طلب نہیں کی گئی۔

(۲) گواہ مولوی عبدالرؤف امام مسجد چک نمبر ۲۹۔ بیان کرتا ہوں کہ میں نکاح غلام دستگیر کے وقت میں

موجود تھا۔ مجھے یہ علم ہے کہ وکیل مولوی صاحب چک ۳۴ کا ہوا تھا اور دو گواہوں کا علم ہے۔ ہدایت اللہ ولد غلام حسین و یار محمد ولد نواز مولوی صاحب کے ساتھ گئے تھے۔ نکاح خود مولوی صاحب چک نمبر ۳۴ نے پڑھا تھا واللہ تاللہ میں یہ عام مجمع میں حلفیہ بیان کیا ہے۔ مولوی عبدالرؤف چک نمبر ۲۹

(۳) احمد ولد محمد حاجی قوم مکو سکنہ چک نمبر ۲۹\۱۰۲۔ گواہی کرتا ہے کہ مجھے یہ علم نہیں کہ وکیل لڑکی کا کون ہے اور دو گواہوں کا مجھے علم نہیں اور میں وہاں موجود تھا۔ مولوی چک نمبر ۳۴\۱۰۶ والے نے نکاح پڑھا تھا۔ یہ میں اپنے ایمان سے کہتا ہوں۔ العبد احمد ولد محمد حاجی چک نمبر ۲۹

(۴) گواہ یار محمد ولد نواز قوم مکو سکنہ چک نمبر ۳۴\۱۰۴۔ بیان کرتا ہے کہ میں نکاح میں موجود تھا۔ نکاح پڑھا گیا۔ مگر مولوی عبدالرؤف نے بیان میں تحریر کیا ہے کہ نکاح کا گواہ یار محمد ولد نواز و ہدایت اللہ دونوں تھے اور وکیل مولوی صاحب تھا۔ ہم قسمیہ کہتے ہیں کہ ہم اس وقت وکیل کے ساتھ بھی نہیں گئے تھے اور وکیل کا بھی مجھے علم نہیں ہے کہ وکیل کون تھا۔ ہدایت اللہ برادر منکوحہ کا بیان ہے کہ نہ کوئی وکیل میری ہمشیرہ کی طرف بھیجا گیا ہے اور نہ کوئی گواہان آئے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ میں نے اپنی ہمشیر کا نکاح غلام دستگیر سے نہیں پڑھ دیا۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں۔

(۵) بیان منکوحہ بالغہ کا ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ نہ کوئی میرے پاس وکیل یا گواہاں آئے ہیں اور نہ ہی میں نے اپنے نکاح کا اختیار کسی کو دیا ہے۔ حلفیہ کہتی ہوں۔ عام طور دریافت کیا گیا ہے۔ مگر وکیل و گواہان کی شہادت کوئی نہیں دیتا۔

(۶) بیان مولوی فضل احمد۔ میں بیان کرتا ہوں کہ عرصہ سات آٹھ سال کا ہو گیا ہے کہ میں چک نمبر ۳۴\۱ ایم۔۱۰ سے چک نمبر ۲۹\۱ ایم میں گیا۔ دونوں نکاح اسی روز میں نے پڑھے ہیں۔ وہ مجھے یاد ہے کہ ایک نکاح ہدایت اللہ کا اور دوسرا نکاح غلام فرید کا اور بیان کرتے ہیں کہ تم نے تیسرا نکاح غلام دستگیر کا بھی پڑھا تھا۔ وہ مجھے علم نہیں اور نہ کوئی یادداشت ہے کہ میں نے پڑھا تھا یا کہ نہ؟ عرصہ دراز گزر گیا ہے۔ مجھے دو نکاح یاد ہیں۔ تیسرا نکاح غلام دستگیر والا مجھے یاد نہیں۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں۔ کیونکہ میں عمر رسیدہ ہوں۔ مجھے پختہ علم نہیں ہے۔

بیان گواہان نکاح کے تحریر ہیں۔ جس طرح کا حکم صادر فرمائیں، منظور ہے۔ کیا وہ نکاح جائز ہوتا ہے یا کہ نہ۔ تحریر فرمائیں۔ مولوی فضل احمد چک نمبر ۳۴\۱ ایم۔۱۰ بقلم خود

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں ان بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ درحقیقت شرعی حیثیت سے نکاح نہیں ہوا۔ بلکہ اپنے مقصد براری کے لیے نکاح کا معمہ بنا کر نکاح پڑھانا مشہور کر دیا گیا ہے اور اس طرح سے شرعاً نکاح نہیں ہو جاتا۔ اس لیے کہ لڑکی بالغہ ہے اور لڑکی بالغہ کا نکاح بغیر اذن طلب کیے اس سے اور رضامندی کے نہیں ہوتا۔ عالمگیری مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ ص ۲۶۹ ج ۳ کتاب النکاح ص ۱۲۸۴ ج ۱ میں ہے۔ واما شروطه فمنها العقل الى قوله ومنها رضا المرأة اذا كانت بالغة بكراً كانت او ثيبا فلا يملك الولي اجبارها على النكاح عندنا كذا في فتاوى قاضيخان . البتہ صورت یہ ہو جائے کہ لڑکی نے اس طرح فضولی نکاح ہو جانے سے مطلع ہو جانے پر رضامندی کا اظہار کیا ہے یا اس طرح کا نکاح ولی نے کر دیا ہے اور لڑکی نے سکوت کیا ہے تو پھر نکاح شرعاً منعقد ہوگا۔ لیکن اگر لڑکی رضامندی اور سکوت کا انکار کرتی ہے بلکہ اس طرح نکاح پر مطلع ہو جانے پر ناراضگی کا اظہار کر چکی ہے تو قول عورت کا معتبر ہوگا۔ جیسا کہ صورت مسئولہ میں استفتاء میں تحریر تھا کہ کسی عورت نے مسماۃ مہر خاتون کو جا کر عورتوں میں بیٹھا دیکھ کر یہ کہہ دیا کہ تیرا نکاح غلام دستگیر ولد نور احمد سے ہوا تو مہر خاتون نے غصہ میں آ کر کہا کہ میرا نکاح بجائے خود میرے جوتے کا نکاح بھی کوئی نہیں باندھا گیا۔ ہدایہ مع فتح القدیر مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ میں ص ۱۶۴ ج ۳ میں ہے۔ واذ استاذنها فسكتت او ضحكت فهو اذن الى قوله وان فعل هذا غير ولي او ولي غيره اولى منه لم يكن رضا حتى تتكلم به الخ . درمختار شرح تنوير الابصار ص ۶۳ ج ۳ ص ۱۳۲۸ ج ۲ قال الزوج للبكر البالغة بلغك النكاح فسكت وقالت رددت النكاح ولا بينة لهما على ذالك ولم يكن دخل بها طوعاً في الاصح فالقول قولها بيمينها على المفتى به. الحاصل یہ ہے کہ ان بیانات کے ہوتے ہوئے ان مذکورہ عبارات سے واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں شرعاً نکاح نہیں ہوا ہے۔ لہٰذا عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ذوالقعدہ ۱۳۸۱ھ

نکاح صحیح ہونے کے لیے دو عادل گواہوں کا ہونا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی محمد سلیمان ولد سخی محمد نے اپنی لڑکی کا ایجاب مسمی عبدالرزاق ولد حسین بخش برائے برادر عبدالخالق کر دیا اور مسمی عبدالرزاق مذکور نے قبول کیا۔ روبروئے عنایت علی ساکن غازی وٹ۔ جس کی بابت چند لوگوں کے سامنے مسمی محمد سلیمان نے یہ بیان دیا کہ میں نے اپنی بڑی لڑکی مسماۃ محفوظ بیگم کا ایجاب عبدالرزاق مذکور کو دے دیا اور عبدالرزاق نے قبول کیا با گواہ عنایت علی مذکور باہمراہ والدہ عبدالرزاق وعبدالخالق۔

علاوہ ازیں کافی لوگوں نے یہ بات سنی اور چرچا ہوا۔ جس کی بابت مسمی محمد سلیمان مذکور کو اپنے رشتے داروں نے برا بھلا کہا کہ تم نے یہ کام چھپا کر کیا۔ اس وجہ سے اب محمد سلیمان مذکور منحرف ہو گیا۔ ایسا کرنے والا شخص شریعت محمدی میں کس حد تک مجرم ہے۔ علماء کرام شریعت محمدی کی رو سے معتبر کتابوں کا حوالہ دیتے ہوئے فیصلہ فرمائیں۔ ایسا کرنے والے کو جبکہ مذہب حنفیہ کی کتابوں سے بھی معلوم ہوا۔ باپ کا دیا ہوا ایجاب وقبولیت بدلی نہیں جا سکتی اور نکاح دوسری جگہ نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک درست ہے۔ مؤدبانہ اسلامیہ التجا ہے کہ فیصلہ شریعت محمدی کی حدود کے اندر فرمایا جائے۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نکاح کے صحیح ہونے کے لیے شریعت میں دو مسلمان عاقل بالغ مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کا گواہ ہونا ضروری ہے۔ جو کہ ایجاب وقبول کرنے والوں کے علاوہ ہوں اور جو کہ مجلس نکاح میں موجود ہوں اور ایجاب وقبول دونوں کو سن رہے ہوں۔ صورت مسئولہ میں مجلس نکاح کے اندر محمد سلیمان اور عبدالرزاق کے علاوہ اگر صرف ایک مرد عنایت علی موجود ہو اور کوئی مرد نہ ہو اور مزید دو عورتیں نہ ہوں تو اس صورت میں نکاح فاسد ہے اور محمد سلیمان کی لڑکی اس نکاح کا انکار کر کے اور اس کو توڑ کے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر مجلس نکاح میں عنایت علی کے علاوہ کوئی دوسرا گواہ بھی موجود ہو یعنی شہادت مکمل ہو تب اگر عبدالرزاق کو عبدالخالق کی طرف سے نکاح کی وکالت مل گئی ہو یا عبدالخالق نابالغ تھا اور عبدالرزاق اس کا ولی اقرب تھا۔ نیز محمد سلیمان اپنی لڑکی سے نکاح کر دینے کی اجازت لے چکا تھا۔ اگر وہ بالغ ہو یا وہ نابالغہ ہو اور وہ بطور ولی

اقرب ہونے کے اس کا نکاح کرا چکا ہو۔

غرضیکہ نکاح فضولی نہ ہوا ہو تو اس صورت میں لڑکی منحرف نہیں ہو سکتی ہے اور نہ اس کا والد محمد سلیمان منحرف ہو سکتا ہے۔ منحرف ہونا بہت بڑا گناہ ہے۔ اسی طرح اگر نکاح فضولی ہوا ہو۔ لیکن اس کی اجازت ہوگئی اور وہ نافذ بن گیا۔ اس کے بعد محمد سلیمان یا اس کی لڑکی منحرف ہوتی ہے تو یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ ہاں اگر نکاح فضولی ہوا اور اجازت و نفاذ سے قبل محمد سلیمان یا اس کی لڑکی اس سے منحرف ہو جائے اور اس نکاح کو رد کر دے تو یہ نکاح کالعدم ہو جائے گا اور لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکے گی۔ بہر حال مسئلہ میں بڑی تفصیل ہے۔ کسی عالم دین کو یہ فتویٰ دکھا دیں اور اُس سے سمجھ لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ رجب ۱۳۸۷ھ

صحت نکاح کے لیے گواہ اور ایجاب وقبول ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ مہر خاتون نے اپنے چچا زاد بھائی سے کہا کہ اپنی لڑکی ام کلثوم بعمر دو سالہ کا نکاح میرے لڑکے مسمی مناظر احسن کے ساتھ کر دو۔ لڑکی کے والد نے کہا کہ میں نے اپنی لڑکی تیرے لڑکے کے نکاح میں دیدی ہے۔ ابھی جا کر اپنے خاوند کو مطلع کر دے۔ لڑکی کی والدہ نے اسی دن اپنے شوہر کو اس رشتہ کی خبر دی۔ مناظر احسن کے والد نے اس رشتہ کو بطیب خاطر قبول کرتے ہوئے نئے کپڑوں کا جوڑا اور کچھ کپڑے اور کچھ قدر شیرینی دے کر اپنی اہلیہ کو واپس بھیج دیا اور کہا کہ ابھی جا کر یہ کپڑے مسماۃ کلثوم کو پہنا دو اور شیرینی بھی تقسیم کر دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس کے بعد لڑکی کے والد نے بار بار کہا کہ میں اپنی لڑکی تیرے لڑکے کو دے چکا ہوں۔ تسلی کریں اور مطمئن رہیں۔ میرے ان کلمات کو نکاح سمجھنا وغیرہ۔ بعدہ دعاء خیر کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور حاضرین عورتوں نے آمین کہا۔ کیا شرع محمدی میں مذکورہ بالا بیانات سے انعقاد نکاح ہو جاتا ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

شرعاً صحت نکاح کے لیے وقت نکاح میں دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول ضروری ہے۔ نیز گواہان

نکاح کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں نے متناکحین میں سے ہر ایک کے الفاظ وتعبیر نکاح کو سن لیا ہو۔ کیونکہ نکاح دونوں طرف کے ایجاب وقبول کے مجموعہ کا نام ہے۔ پس صورت مسئولہ میں اگر ایک ہی جگہ مجلس میں گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ سوال سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ لڑکی کے والد نے ایجاب کر کے لڑکے کی والدہ سے کہا کہ خاوند کو اطلاع کر دیں۔ اسی وقت ایجاب وقبول دونوں بیک وقت نہیں ہوئے۔ پس نکاح منعقد نہیں ہوا۔ البتہ اگر صورت اور قسم کی ہو تو دوبارہ پوچھ لیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ

صرف فروخت کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا، ایجاب وقبول ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ زہرہ بی بی کو اس کے پہلے خاوند نے طلاق دی تھی۔ تو اس کی لڑکی جس کا نام نسیم بیگم ہے، صرف دو ماہ کی تھی۔ شوہر نے طلاق دیتے وقت مذکورہ زہرہ بی بی کو یہ کہا کہ نسیم بیگم تم کو حق مہر بھی دیا ہے۔ جاؤ، جہاں مرضی چاہتی ہے۔ میرا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ زہرہ مذکورہ سے عرصہ چار سال کے بعد میں دوست من سے نکاح کر لیا۔ لڑکی نسیم بیگم اپنے نانکے گئی ہوئی تھی۔ جس کی عمر ۹، ۱۰ سال کے قریب ہے۔ زہرہ مسماۃ کا پہلا خاوند دھوکہ دہی لالچ دے کر وہاں سے چوری سے نکال کے تحصیل وہاڑی کے علاقہ میں گیارہ صدر روپے میں فروخت کر گیا ہے۔ کوئی نکاح نہیں ہوا۔ نہ کوئی ثبوت نکاح ہے۔ لڑکی نابالغہ ہے۔ وہ خود کہتی ہے کہ مجھے گیارہ صد روپے میں میرا والد فروخت کر گیا ہے۔

﴿ج﴾

تحقیق کی جائے۔ اگر واقعی لڑکی نابالغہ ہے اور والد نے شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح نہیں کیا تو صرف فروخت کرنے سے شرعاً نکاح منعقد نہیں ہوتا اور نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کے اولیاء کی اجازت سے دوسری جگہ جائز ہوگا۔ البتہ اگر شرعی طریقہ سے والد نے نابالغہ کا نکاح کر دیا ہو تو پھر خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ صفر ۱۳۹۴ھ

نکاح کے اندر غیر عادل کی شہادت نامنظور ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی لعل خان و مسمی زمان خان نے مولانا اللہ یار کو تحکیم نامہ بخوشی لکھ دیا کہ جو فیصلہ مولانا فرمائیں گے۔ ہم کو منظور ہوگا اور مولانا نے فیصلہ زمان خان کے حق میں کیا اور اس فیصلہ کو لعل خان نے رد کر دیا اور مولوی سے فیصلہ کرایا تو اس مولوی نے پھر یہی فیصلہ لعل خان کے حق میں کیا۔ مگر اس مولوی نے زمان کے نہ بیان لیے نہ ہی زمان خان نے بیان دیے، نہ ہی مولوی کے پاس گیا۔ مولوی نے فتویٰ علی الغیب دیا۔ مولانا اللہ یار صاحب نے فریقین کے بیان گواہ لیے۔ بیان ذیل ہے۔ بیان جو لعل خان نے مولانا اللہ یار خان کے سامنے دیے زمان خان کو میں نے مال دیا۔ جب مطالبہ کیا تو بذریعہ پولیس بلایا گیا۔ زمان خان کو میں نے کہا کہ زمان خان نے لڑکی کا ناطہ کیا ہوا ہے۔ اگر نکاح کر دے تو میں مال اور بھی دوں گا تو زمان خان نے نکاح کر دیا اور میں نے قبول کر لیا اور گواہان دو آدمی پیش کیے۔ ایک کسی اور گاؤں کا چوکیدار جو ہمراہ پولیس تھا اور ایک آدمی اپنے شہر کا تھا۔ دو آدمیوں کے سوا کوئی آدمی مجلس نکاح میں نہ تھا۔ بیان زمان خان کہ اس وقت لڑکی نابالغہ خوردسالہ تھی۔ لعل خان جھوٹ بولتا ہے۔ مال واقعی میں نے دینا ہے۔ مگر نکاح میں نے کر کے نہیں دیا۔ نہ ہم کو علم ہے۔ فیصلہ مولوی اللہ یار خان کا اس بنا پر تھا کہ مدعی لعل خان کا خود عمل ہی متضاد تھا۔ لعل خان نے بیان لکھایا تھا کہ اس نکاح میں نہ ہی مہر باندھا نہ ہی کسی مجلس میں چار سال تک ذکر ہوا، نہ ہی میں نے کہا تھا، نہ مسجد نہ کسی اور جگہ، اسی وجہ سے رجسٹر پر بھی درج نہ کیا تھا کہ نکاح چوری پڑھا تھا! اور پھر بیان میں لکھ دیا کہ میں نے عیدوں وغیرہ پر بھی کپڑا دیا ہے اور لوگوں کو علم تھا کہ لعل خان بوجہ نکاح کے اشیاء دے رہا ہے۔ اختلاف گواہوں کی گواہی میں۔ ایک گواہ نے بیان دیا کہ وقت دوپہر کو نکاح پڑھا گیا اور مہر وغیرہ نہ باندھا تھا۔ نہ گڑ تقسیم ہوا اور حوالدار پولیس نہ تھا۔ بلکہ تھانیدار تھا اور دونوں گواہ نمبردار سیف اللہ خان و نمبردار فتح محمد بھی وقت نکاح موجود تھا۔ نمبرداروں کے بیان یہ ہیں کہ ہم وقت نکاح میں کوئی موجود نہ تھے۔ مدعی لعل خان کا بیان بھی ہے کہ نمبردار موجود نہ تھے۔ فیصلہ مولانا اللہ یار خان معاونین ظالمین ہوتے ہیں۔ یہ مردود الشہادۃ ہیں دوسرے نکاح کے وقت میں اختلاف ہے۔ جو ایک جہل ہے لہٰذا مردود ہوگی۔ گواہی دونوں کی۔ **واما النكاح الزوج اذا يدعي النكاح والمرأة تنكره واختلف الشهدان في المهر لا تقبل الشهادة عيني شرح**۔ اگر یہ نکاح ٹھیک ہوتا تو اعلان شرط تھا۔ لوگوں کو چار سال تک کیونکر علم نہ ہوا۔ گواہ دونوں فاسق ہیں۔

عادل ہونا گواہوں کا نص قرآنی میں شرط ہے۔ کسی وقت ترک نہیں ہوسکتی۔ دوم مولوی نصیر الدین کو لعل خان لایا۔ زمان خان تو حاضر نہ ہوا، نہ بیان دیے۔ نصیر الدین نے گواہوں سے بیان لیے تو چوکیدار نے صاف کہا کہ میں نے مولانا اللہ یار خان کے سامنے جھوٹ بولا تھا۔ لعل خان کا نکاح میرے سامنے نہیں ہوا تھا۔ صرف مال کا ذکر ہوا تھا نہ کہ نکاح کا۔ مگر مولانا نصیر الدین نے دو اور آدمی بلائے اور ان کو چوکیدار کی سابقہ گواہی پر جو مولانا اللہ یار کے سامنے دی تھی گواہ بنایا کہ چوکیدار نے مولوی اللہ یار کے سامنے نکاح کی گواہی دی تھی تو ان دونوں گواہوں نے کہا کہ ہاں دی تھی۔ مولانا نصیر الدین نے کہا کہ نکاح ٹھیک ہے۔ لعل خان کا بس اور ایک مولوی جو کہ پورا علم نہیں رکھتا۔ اسی گاؤں کا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مولانا اللہ یار خان کو حق فیصلہ حاصل ہی نہ تھا۔ وہ کسی غیر جگہ سے آکر فیصلہ کر کے چلا گیا اور گاؤں کے مولوی سے مشورہ نہ لیا۔ مولوی اللہ یار خان کا فرض تھا کہ ہم سے مشورہ لے کر فیصلہ کرتا۔ لہٰذا مولوی اللہ یار کا فیصلہ غلط ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

مولانا اللہ یار خان کا فیصلہ بالکل صحیح ہے۔ (۱) غیر عادل کی شہادت ہرگز جائز نہیں۔ (۲) بوجہ اختلاف الشہادۃ فی الوقت۔ (۳) بوجہ اقرار شاہد بعد میں کہ میں نے جھوٹ بولا تھا۔ وغیر ذالک من الوجوہ۔ نیز ایک حکم کا فیصلہ کے نافذ ہو جانے کے بعد کسی کو رجوع کا حق نہیں ہوتا اور دوسرے مولوی صاحب نے جو گواہ شہادت علی الشہادۃ کی صورت میں گزارے ہیں۔ یہ صحیح نہیں۔ شہادت الفروع کی صحت کے لیے شرط یہ ہے کہ اصول اپنی شہادت پر قائم ہوں اور اصول شاہد رجوع کر چکا ہے اور یہ غلط عذر ہے کہ حکم باہر کا شہر کے مولوی صاحب سے مشورہ ضرور کرے۔ اور مولوی اللہ یار نے نہیں کیا۔ العیاذ باللہ یہ کلام کسی ادنیٰ شخص کے بھی شایان شان نہیں۔ چہ جائیکہ کوئی مولوی صاحب ایسا بیان کرے۔ لہٰذا مولوی اللہ یار خان کا فیصلہ بالکل صحیح اور نافذ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

انعقاد نکاح کے لیے ایجاب وقبول کے علاوہ شہود کا ہونا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی شاہ نواز کہتا ہے کہ مجھے علی محمد یہ کہتا تھا کہ میری لڑکی مسماۃ حکم جانہ گلو خان اپنے بیٹے محمد رحمان کے واسطے نکاح میں قبول کر لے۔ محمد رحمان چونکہ نابالغ ہے۔ اس لیے اس کے باپ گلو خان نے مسمی شاہنواز اس کو یعنی گلو خان کو اپنی زوجہ اور بیٹی کے سامنے کہہ دیا کہ علی محمد کہتا ہے کہ میری

لڑکی مسماۃ حکم جانہ اپنے لڑکے محمد رحمان کے واسطے لے لیں۔ جس پر گلوخان نے کہا جب تو کہتا ہے تو مجھے منظور ہے۔ اس تفصیل کے بعد طلب امر یہ ہے کہ کیا حکم جانہ کا نکاح اس طریقہ پر محمد رحمان کے ساتھ ہو گیا یا نہیں۔ مسمی شاہنواز کہتا ہے کہ اس کے بعد میں علی محمد کے پاس گیا اور اُسے کہا کہ آپ کی بیٹی حکم جانہ کو گلوخان نے اپنے بیٹے محمد رحمان کے واسطے منظور کیا تو علی محمد نے کہا کہ یہ اچھا کام ہو گیا۔ اب علی محمد کہتا ہے کہ نہ میں نے شاہنواز سے یہ بات کی ہے اور نہ مجھے شاہنواز نے اس بات سے باخبر کیا ہے اور نہ اس بات کی شہادت ہے کہ واقعی علی محمد نے شاہنواز سے یہ بات کی ہے اور نہ گلوخان نے علی محمد سے اس کے بعد تقریباً ۶ مہینہ تک یہ بات ظاہر کی ہے کہ آپ کی لڑکی حکم جانہ کو میں نے اپنے بیٹے محمد رحمان کے واسطے قبول کیا ہے۔ اب جب اس بات کا علی محمد کو علم ہوا تو اس وقت علی محمد نے انکار کیا کہ نہ میں نے یہ بات کی ہے اور نہ میں نے اپنی لڑکی مسماۃ حکم جانہ گلوخان کے لڑکے کو دی ہے اور نہ شاہنواز نے یہ کہا ہے کہ آپ میری لڑکی حکم جانہ کو گلوخان کے لڑکے محمد رحمان کے واسطے منظور کر لے تو کیا اس صورت میں نکاح صحیح ہو گیا یا نہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ نکاح صحیح ہو گیا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ نکاح نہیں ہوا اور نہ اس طریقہ پر نکاح ہوتے ہیں۔ جبکہ علی محمد اس بات سے انکاری ہے کہ میں نے شاہنواز سے یہ بات کہی ہے تو پھر تو یہ سوال پیدا نہیں ہوگا کہ نکاح ہو گیا۔ بالفرض اگر علی محمد نے کہا ہو تو بھی بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ نکاح پھر بھی نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ تو محض ایک قسم کا وعدہ ہے۔ شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول نہیں تو یہ نکاح کیسے ہوا۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ صورت مسئولہ میں بشرط صحت بیان سائل نکاح نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ پہلے تو علی محمد شاہنواز کو ایسی بات کہنے سے انکاری ہے۔ لہٰذا اس کے اثبات کے لیے شرعی شہادت کی ضرورت ہے۔ بالفرض اگر وہ شاہنواز کو یہ بات کہہ بھی چکا ہو تب بھی اس میں ایک قسم کے خیال کا اظہار ہے۔ اس میں ایجاب وقبول وغیرہ نہیں ہے اور اگر اسے ایجاب قرار بھی دیدیں تب چونکہ مجلس میں قبولیت نہیں ہو چکی ہے۔ اس لیے ایجاب ختم ہو گیا ہے۔ **ولا یتوقف شرط العقد علی ما وراء المجلس** . اور اگر شاہنواز کو یہ بات کہہ بھی چکا ہو اور اس نے شاہنواز کو ولی بنا کر گلوخان سے قبول کرانے کے لیے بھیجا ہو۔ تب چونکہ پیغام پہنچانے اور گلوخان کے قبول کرنے کی مجلس میں دو گواہ مرد یا ایک مرد دو عورتیں موجود نہیں ہیں۔ صرف دو عورتیں ہی ہیں۔ گلوخان اور شاہنواز گواہ نہیں بن سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ عقد کرانے والے ہیں (**من مباشری العقد**) لہٰذا بوجہ نہ ہونے

نصاب شہادت کے نکاح صحیح نہیں ہوا ہے اور علی محمد اپنی لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کر سکتا ہے۔ کما قال فی فتاوی قاضیخان علی ھامش العالمگیریۃ وشهادة الانسان فیما باشره مردودة بالاجماع سواء باشره لنفسه او لغیره وهو خصمه فی ذلک اولم یکن الخ وقال فی العالمگیریۃ ولو ارسل الیها رسولاً او کتب الیها بذلک کتاباً ما فقبلت بحضرة شاهدین سمعا کلام الرسول وقراءة الکتاب جاز لاتحاد المجلس من حیث المعنی وان لم یسمعا کلام الرسول وقراءة الکتاب لا یجوز عندهما وعند ابی یوسف رحمه الله تعالی یجوز هکذا فی البدائع ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ذوالقعدہ ۱۳۸۶ھ

عدم شہود وقت نکاح سے نکاح فاسد ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ (۱) بکر نے اپنے نابالغ چار پوتوں کی منگنی عمر کی نابالغہ دو لڑکیوں اور پوتیوں کے ساتھ کی۔ عمر کا بیٹا موجود نہیں تھا۔ لیکن رضامند تھا۔ عمر نے نام لے کر کہا کہ میں نے اپنی لڑکی صفیہ بکر کے پوتے سعید کو دیدی۔ بکر نے یہ الفاظ سن کر کہا کہ میں نے قبول کی۔ عمر نے اسی طرح علیحدہ علیحدہ چاروں کے نام لے کر کہا۔ بکر نے چاروں کی قبولیت کی۔ اس اقرار کے بعد بطور خوشی دعائے خیر اور چھوہارے تقسیم کیے اور بکر نے چاروں لڑکیوں کو کپڑے پہنائے۔ اس اقرار کے وقت صرف بکر وعمر موجود تھے۔ گواہ وغیرہ کوئی نہیں تھا۔ اب اس صورت میں پوچھنا یہ ہے کہ نکاح ہو گیا ہے یا نہیں؟

(۲) زید نے اپنے والد میاں بندو کے سامنے کہا کہ میں نے اپنی لڑکی نابالغہ ثریا حنیف کے بیٹے نابالغ اکبر کو دیدی۔ حنیف موجود نہیں تھا اور نہ کوئی گواہ وغیرہ تھا۔ صرف یہی دو آدمی تھے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ اس صورت میں نکاح ہو گیا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (۱) واضح رہے کہ نکاح کے جواز کی شرائط میں سے ہے۔ دو حر مسلمان عاقل مرد یا

ایک مرد اور دو عورتوں کا گواہ ہونا جو دو عقد کرنے والوں کے کلام کو سنیں ۔ گواہوں کی عدم موجودگی میں نکاح فاسد ہوتا ہے ۔ صورت مسئولہ میں بکر وعمر کے علاوہ اگر نصاب شہادت ایجاب وقبول کرتے وقت موجود نہ ہو تو نکاح نہیں ہوا اور دوسری جگہ بھی ان لڑکیوں کا نکاح کیا جا سکتا ہے ۔ كما قال في الهداية مع فتح القدير ص ۱۱۰ ج ۳ ولا ينعقد نكاح المسلمين الا بحضور شاهدين حرين عاقلين بالغين مسلمين رجلين او رجل وامرأتين عدولا كانوا او غير عدول او محدودين في القذف . لہذا یہ نکاح نہ کہلائے گا ۔ محض وعدہ کہلائے گا ۔

(۲) اس صورت میں بھی نکاح نہیں ہوا ہے ۔ بدو وجہ ایک وجہ تو یہ ہے کہ زید ایجاب کر چکا ہے اور قبول کسی نے نہیں کیا ہے اور دوسری وجہ یہ کہ گواہ جو شرائط نکاح میں سے ہیں ۔ موجود نہیں ہیں ۔ قال في كنز الدقائق مع النهر الفائق ص ۲۲۷ ج ۲ مطبوعه مكتبه حقانيه پشاور ولا يتوقف شطر العقد على قبول ناكح غائب . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ذوالقعدہ ۱۳۸۶ھ

صرف شہرتِ نکاح سے نکاح نہیں ہوتا

کیا فرماتے ہیں مسئلہ ذیل میں کہ زید کہتا ہے کہ بکر نے اپنی لڑکی نابالغہ مسماۃ فیض الٰہی میرے لڑکے نابالغ مسمی سعید محمد کو نکاح کر دیا ہے ۔ نکاح خوان مسمی امام بخش چوکیدار ہے جو اس موضع کا نکاح خوان نہیں ہے اور نہ کسی نکاح خوانی پر اس کی کوئی تقرری ہے اور موضع کا نکاح ہمیشہ کتابی ہے ۔ یہ نکاح زبانی زید ثابت کرتا ہے عرصہ تقریباً ۱۵ سال کا ہے ۔ اب لڑکا لڑکی دونوں بالغ ہیں ۔ اب لڑکی انکاری ہے اور بکر بھی انکاری ہے ۔ ناطہ کا اقراری ہے کہ میں نے اپنی لڑکی کا ناطہ کر دیا ۔ نکاح بالکل نہیں کیا ہے اور مسمی امام بخش کہتا ہے کہ میں نے لڑکے کو کچھ ایمان کی صفتیں پڑھائی ہیں ایجاب وقبول مجھے یاد نہیں ہیں ۔ کیونکہ بکر کے سب لڑکے اس بات کے مخالف تھے کہ فیض الٰہی کا نکاح سعید محمد کے ساتھ کیا جاوے ۔ انھوں نے اس وقت بہت شور مچایا اور مجھے دشنام دی اور برا بھلا کہا ۔ میں نے یونہی بات پر شہرت کی کہ نکاح ہو گیا، ہو گیا اس معاملہ کے وقت مرد ایک ماچھیا گواہ تھا ۔ دوسرا احمد سردمہ ۔ اب ماچھیا کہتا ہے کہ میں کوئی گواہ نہیں ہوں اور نہ میرے سامنے کسی نے فیض الٰہی بنت بکر کا نکاح

کیا- نہ امام بخش چوکیدار نے نکاح کیا- ہاں فیض الٰہی کی منگنی سعید محمد کے ساتھ کی گئی اور احمد سرو عہ کہتا ہے کہ میں بالکل اس معاملہ میں موجود نہ تھا- ہاں البتہ میں نے سنا ہے کہ بکر نے اپنی لڑکی کا ناطہ دیا سید محمد کو دوسرا مجھے اس وقوعہ کا کوئی علم نہیں ہے- اب دریافت کی یہ بات ہے کہ کیا ایسی صورت میں یہ نکاح نافذ و منعقد ہوا یا نہ ہوا- اب بکر اپنی لڑکی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے کیا نکاح کرے یا نہ؟ اور اب لڑکی سعید محمد کو ناپسند کرتی ہے- اس کا خیال دوسری طرف ہے- پہلے جو شہرت عمر کے ساتھ ہوئی اس کو نا جائز رکھتی ہے-

سائل نور محمد ولد سردار محمد قوم ارائیں موضع حاجی واہ عال خان عطا محمد پٹھان

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جب وہ کہتا ہے کہ میں نے بہت برا کیا کہ جھوٹی بات پر میں نے شہرت کی کہ نکاح ہو گیا اور اس نکاح پر گواہ بھی موجود نہیں- کیونکہ ایک گواہ تو منگنی کا اقرار کرتا ہے اور دوسرا گواہ تو بالکل اس معاملہ میں موجود ہونے سے انکار کرتا ہے اور مجلس بھی منگنی کی معلوم ہوتی ہے- تو ان تمام مذکورہ باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نکاح حقیقت میں ہوا ہی نہیں- اس لیے عورت مذکورہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے- فقط واللہ اعلم

محمد اسحاق معین مفتی خیر المدارس ملتان ۲۰ ذوالحج ۱۳۷۰ھ

الجواب صحیح بندہ عبداللہ غفرلہ

معاملہ ہذا کو کسی حکم (ثالث) کے سپرد کر دیا جائے- جسے فریقین شرعاً ثالث تسلیم کریں- چاہیے کہ وہ اچھا محقق عالم ہو- پھر نکاح کے گواہ طلب کیے جاویں- اگر دو گواہ عادل معتبر نے شہادت پیش کر دی تو نکاح ثابت ہوگا- ورنہ لڑکی کو پوچھنا چاہیے اگر وہ حلف سے انکار کر دے تب بھی نکاح ثابت ہے (و ھو المفتی بہ)- اگر حلف اٹھالے تو نکاح ثابت نہیں اور لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے- فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۲۰ ذوالحج ۱۳۷۰ھ

شواہد کے لیے گواہی دینا ضروری ہے انعقاد نکاح کے متعلق نہ کہ صرف دستخط

﴿س﴾

بعد الحمد و الصلوۃ ماقولکم رحمکم اللہ - دریں مسئلہ کہ مدعی نے بدعوی نکاح صرف ایک تحریر (اشامپ) پیش کی جس میں مدعی علیہ کی طرف سے لکھا ہوا ہے کہ اس سے اس نے اپنی لڑکی فلاں کا فلاں ولد فلاں سے نکاح کر دیا ہے- مدعی علیہ نکاح کرنے سے ہمیشہ انکاری رہا ہے- کاتب ہندو وہ مر گیا ہے- شاہدین تحریر میں سے ایک قبل از اظہار تحریر فوت ہو چکا ہے- دوسرے کا بیان ہے کہ میں نے لڑکی والے (مدعی

علیہ) سے بوقت دستخط گواہی پوچھا تھا کہ تو نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا ہے- اس نے کہا ہاں کر دیا ہے- مدعی سے قبول کرنا نہیں سنا ہے اور یہ مجلس نکاح نہیں تھی- یہ چند اشخاص بوقت تحریر ایک ہندو کے مکان پر جمع ہوئے اور نہ اس سے پیش و پس نکاح کر دینے کا ہم نے سنا ہے- تو کیا اس صورت میں نکاح ثابت ہوتا ہے یا نہ؟ غرض یہ ہے کہ مدعی علیہ نے وہی لڑکی مجھے نکاح کر دی- عوام میں اس سے شور برپا ہے اور محض اس تحریر کو حجت بنا کر نکاح علی النکاح کا غل مچا رہے ہیں- حالانکہ میں بحیثیت عالم کے اس تحریر سے ثبوت نکاح نہیں سمجھتا- میری یہی رائے ہے کہ ہمیشہ تحریر کا عندالمدعی ہونا مدعی کے پاس محض تحریری حجت بنا کر تحریر بھی ہندو کے ہاتھ کی- مدعی علیہ کا دائمی انکار نکاح- شاہد واحد اور اس کی گواہی بھی محض سماع کلام احد العاقدین کی- عرفاً بھی مجلس نکاح کا ہونا وغیرہ مفہوم من السوال سے شرعاً نکاح کا قطعاً ثبوت نہیں ہوتا تھا اور اسی نظریہ پر میں نے نکاح کیا ہے کہ ھذا ما عندی وفوق کل ذی علم علیم- واللہ اعلم وعلمہ اتم- عوام سے جو کچھ اذیت پہنچ رہی ہے الی اللہ المشتکی اب چند اصدقاء کے مشورہ سے جنھوں نے اعانت ظالم و مظلوم کو مدنظر رکھا- میں ہی اپنا معاملہ بطور استفتاء برائے تحقیق بخدمت علماء کرام پیش کرتا ہوں- اس امید پر کہ برائے کرم میرے اس معاملہ میں غور وخوض سے کام لے کر بمعہ تحقیقات تام وتصریحات مالا کلام بما ہوالاصح والاحوط والمفتی بہ عندالفقہاء سے مطلع کریں- کہ میں اپنے اس نظریہ میں مصیب یا مخطی؟ اللھم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعہ و ارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ بحرمتہ النبی الامی العالم بما علمہ اللہ تعالیٰ وھو اعلم الخلق علیہ واعلیٰ آلہ واصحابہ من الصلوٰت اتمھا ومن التسلیمات اکملھا- الاثی عبدالعزیز

ج

اقول باللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق والتدقیق- میری رائے میں صرف کتابت اور گواہوں کے دستخطوں سے عقد نکاح ثابت نہیں ہوتا- جب تک کہ گواہ یہ ثابت نہ کر دیں کہ ہمارے سامنے عقد نکاح ہوا- ہم دونوں نے جانبین کے ایجاب وقبول سنے- پھر اس کے بعد اقرار نامہ تحریر ہوا- ہم لوگوں نے دستخط کیے- یہی بعینہ وہ اقرار نامہ ہے- ہم اب بھی شہادت دیتے ہیں کہ ان دونوں کے درمیان عقد نکاح ثابت ہے- اس کو شہادت شرعی کہتے ہیں- دوسری قسم شہادت عرفی ہے جس کو تعبیر بتسامع کرتے ہیں اس پر حجت مذکور فی المنتقی ان الشھادۃ یجوز علی النکاح بالتسامع والشرعی ھو ان یشھد عندہ رجلان او رجل وامرأتان بلفظ الشھادۃ عن غیر اشھاد یقع فی قلبہ ان الامر کذلک ولا یکتفی بشھادۃ الاحد

الخ مختار الفتاوی قلمی ص۲۱۲ (اسٹامپ) نہ شہادت شرعی ہے نہ عرفی) صرف کتابت سے نکاح کا ثبوت بالکل نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ تکلم ساتھ نہ ہو۔ اس کے نظائر و الا ینعقد بالکتابة من الحاضرين فلو كتب تزوجتک فكتبت قبلت لم ينعقد نهر الفائق نور الهدیٰ ص۸۳ و لا بکتابة حاضر بل غائب الخ الدر مختار فلو كتب تزوجتک فكتبت قبلت لم ينعقد بحر و الا ظهر ان يقول فقالت قبلت الخ اذ الكتابة من الطرفين بلا قول لا تكفي الخ شامی ص۲۱۲ ج۳ مجتبائی غور کی بات تو یہ ہے کہ کتابت کا اعتبار شریعت میں ہے یا کہ نہیں۔ اس میں فقہاء کے درمیان طویل اختلاف ہے۔ یہ مقام گنجائش نہیں۔ ہاں جنھوں نے اگر اعتبار بھی کیا ہے۔ تو وہ بھی مخصوص لوگوں کی کتابت کا اعتبار کرتے ہیں جس میں کسی قسم کا شبہ نہیں۔ الخط يشبه الخط و لا يعمل به الا ان يوجد فيه يزول به الشبهة و هو ان الكتابت من الكاتب المشهور كا لقاضي والمفتي او العالم الذی كان مشهورا في مراجعة الخلق اليه ويكون ذلک الخط مورخاً مختوماً وبدون هذه الشروط لايعمل به وهوا المعمول في العرف مطلوب الوامن فتاوی نور الهدیٰ ص ۱۸۹ كتاب القضاء (البحث الثالث فی الكاتب) وهو ان كاتبه اما ان يكون قاضياً او قائما مقام القاضي كالعالم الخ اما غيره فهو بمنزلة المحكم فقوله ليس بحجة عند انكار الخصم سواء كان عدلاً وثقة او مستوراً او فاسقاً الخ نور الہدیٰ کتاب القضاء۔ بالا عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ موجودہ اسٹامپ کا تو کوئی بھی اعتبار نہ رہا۔ شک کی گنجائش نہیں ہے۔ متنازعہ فیہ میں چونکہ ہندو لکھنے والا ہے۔ ہندو یہاں محکم ہوا نکاح کا (ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلاً کے تحت تشریح معلوم کرلیں) قاضی اور حاکم بھی ہندو کاتب نہیں رکھ سکتے۔ چہ جائیکہ ہندو خود بخود محکم کاتب بن جائے۔ مسلمانوں کے معاملات میں اور خصوصاً عبادات میں جبکہ نکاح عند الحنفیہ عبادات میں سے ہے۔ (عایۃ الحجتہ) ليسا لنا عبادة شرعت من عهد ادم الى الان ثم تستمر في الجنة الا النكاح والايمان درمختار ۳ ص ۳ جو لا ينبغي للقاضي ان يتخذ كاتباً من اهل ذمة بلغ ان ابا موسى اشعریؓ قدم على عمرؓ فسأله عن كاتبه فقال هو رجل من اهل ذمه فغضب عمرؓ من ذلک وقال لا تستعينوا بهم في شئ وابعدوهم واذلوهم فاتخذ ابو موسیؓ كاتباً غيره ولان مايقوم به كاتب القاضي من امر الدين وهم يخونون المسلمين في امور الدين يفسدون عليهم قال الله تعالى لا تتخذوا وبطانة الخ وبعد اسطر قال صلى الله عليه وسلم اونوهم فلا تظلموا اهم و لا تتخذوا كاتباً

مملوكا ولا محدودا في قذف ولا احد ممن الا تجوز شهادته الخ مبسوط سرخسی ص ۹۳، ۹۴ کتاب اٰداب القاضی یہاں لاینبغی سے مراد لایجوز ہے-قرینہ سے فافهم اور لا تستعینوا بهم في شی کے لفظوں سے عموم مراد ہے- وبعده عليك البيان- یہاں جب کاغذ نہ رہا تو گواہ بھی نہ رہا-صحت دعوی نہ رہا، نہ مدعی رہا، نہ مدعی علیہ رہا، اگر اس کے بعد بھی کسی کا شبہ ہو کہ جب ایک گواہ کہتا ہے کہ میں نے مدعی علیہ (یعنی لڑکی کے والد) سے پوچھا کہ تو نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا ہے اس نے کہا ہاں کر دیا ہے-تو اس سے معلوم ہوا کہ گواہ ہے اور اس کے بیان پر کاغذ کے بغیر بھی اعتبار ہونا چاہیے-اقول (رفع شبہ) محترم اس کے بیان سے اتنا معلوم ہوا کہ یہ شہادت بالتسامع کا ایک فرد ہے-مہربانا! ایک فرد کی گواہی کا شہادت شرعی میں بھی اعتبار نہیں- جہاں تمام شروط کا لحاظ ہوتا ہے- چہ جائیکہ ایک فرد کی شہادت بالتسامع میں اعتبار ہو یا کوئی شبہ پڑے-شہادت بالتسامع کے لیے شرط ہے کہ اتنے آدمی ہوں کہ ان کے کذب کا تصور قاضی یا عالم کے ذہن میں متصور نہ ہو- یہاں اگر تمام موجودہ مجلس والے زندہ فرض کر لیں اور گواہی مذکورہ اس قسم کی ہو اور لڑکی کا باپ منکر رہے عقد نکاح کا جیسا کہ منکر ہے تو بھی عقد نکاح کا ثبوت مشکل تھا- چہ جائیکہ ایک فرد کی تسامع سے منتقی کی عبارت پر اس کو تطبیق دیں-عقد نکاح میں شہادت کے شروط ملاحظہ ہوں- تا کہ شائبہ کا شبہ بھی رفع ہو جائے- وشرط سماع كل منهما لفظ الاخر وشرط حضور شاهدين دين مكلفين سامعين لفظهما ولا يصح ان سمعا لمتفرقين نور الهدى ص۸۱ وشرط سماع كل من العاقدين لفظ الاخر وشرط حضور شاهدين حرين او حر وحرتين- مكلفين سامعين قولهما معاً على الاصح فاهمين انه نكاح على المذهب بحر- درمختار ص ۲۱ ج ۳ فلا ينعقد بحضرة نائمين والاصمين وهو قول العامة الخ شامي ص ۲۲ ج ۳ ومن شرط الشهادة في انعقاد النكاح ان يسمع شهود كلا محما جميعا في حالة واحدة حتى لو كان احد الشاهدين اصم فسمع الاخر ثم خرج واسمع صاحبه لم يجز وكذا اذا سمع الشاهدان كلام احد المتعاقدين ولم يسمعا كلام الأخر لم يصح النكاح الخ، كتاب النكاح الجوهرة النيرة ص ۵۸ ج ۲ مذکورہ بالا عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ شاہد مذکور شاہد نہ رہا- کیونکہ شہادت کے شروط مفقود ہیں-تو شبہ کیسے ثابت ہوا- بالا مذکورہ موصوف نکاح جو کہ مولوی عبدالعزیز نے کیا ہے- موجودہ تصریحات کے لحاظ سے جائز معلوم ہوتا ہے-کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے-والله اعلم بحقيقة الحال

حضرت مولانا قاضی امیر گل مفتی مدرسہ اسلامیہ فیض المدارس درابن کلاں ضلع ڈیرہ اسماعیل خان ۱۶ رمضان المبارک-

اگر فی الواقع کوئی گواہ عینی نکاح کا یا شاہد بالتسامع موجود نہ ہو اور مدعی علیہ نے خود لڑکی کے زمانہ نابالغی میں یا لڑکی نے بعد از بلوغ نکاح کا اقرار نہ کیا ہو اور نہ لڑکی نے مدعی کو استمتاع پر برضاء موقع دیا ہو- تو محض اس تحریر سے ثبوت نکاح کا نہیں ہو سکتا اور اس صورت میں پھر مولوی صاحب کا کردہ نکاح بھی جائز ہوگا- یہ تصدیق نفس حکم کی بالشروط المذکورہ ہے- اگرچہ جواب کے بعض اجزاء کے بیان میں مجھے اختلاف ہے- واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نکاح کے بعد تنسیخ کا دعویٰ مسموع ہوگا

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میرا نکاح سید گلاب شاہ ولد سید احمد شاہ کے ساتھ ہوا- لیکن نکاح خوان جو میری طرف سے وکیل تھا اور میں غیر حاضر تھی اور ایک گواہ سید خادم حسین تھا- ایک عرصہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ یہ نکاح صرف ایک گواہ کی موجودگی میں ہوا ہے- اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ میرا نکاح شرعی طور پر جائز ہوا یا نہیں اور اگر نکاح ہو گیا تو اب مجھ کو شرعاً اس کو فسخ کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں- میرے نکاح کا کاغذ بھی موجود ہے- کسی بھی دوسرے گواہ کے دستخط موجود نہیں ہیں- نیز یہ بھی بتایا جائے کہ کیا میں دوسری جگہ بغیر طلاق خاوند اپنا نکاح کر سکتی ہوں یا نہیں-

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں جو ایک گواہ کی موجودگی میں نکاح پڑھایا گیا ہے- تو یہ نکاح فاسد ہوا- کیونکہ نکاح کے منعقد ہونے کے لیے ایجاب وقبول دو گواہوں کی موجودگی میں ہونا شرط ہے اور جب دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول نہ ہوا تو یہ نکاح قابل فسخ ہے- عورت اور مرد دونوں میں سے جو چاہے اپنے نکاح کو فسخ کر دے- اگرچہ دوسرا موجود نہ ہو اور اگر دونوں میں سے کوئی فسخ نہ کرے اور آپس میں علیحدگی اختیار نہ کرے تو پھر قاضی پر واجب ہے کہ ان دونوں کے درمیان میں تفریق کر دے- اگر عورت نکاح فسخ کر دے تو اس کو احتیاطاً دو گواہ بھی بنا لینا چاہئیں اور خاوند کو اطلاع کرے اور جس وقت سے نکاح فسخ کیا ہے یا تفریق ہوئی اس وقت سے عدت گزار کر دوسری جگہ اپنا نکاح کر سکتی ہے- درمختار مطبوعہ مصر ص ۲۲ ج ۳ میں ہے- وشرط سماع کل من

العاقدین لفظ الآخر و حضور شاهدین مکلفین سامعین قولهما معاً دوسری جگہ نکاح فاسد کے بیان ص۳۳۲ اج ۳ میں ہے- ویثبت لکل واحد منهما فسخه ولو بغیر محضر من صاحبه دخل بها اولا فی الاصح خروجاً عن المعصیة فلا ینا فی وجوبه بل یجب علی العاضی التفریق بینهما وتجب العدة بعد الوطء من وقت التفریق او متارکة الزوج وان لم تعلم المرأة المتارکة شامی ص۳۳۳ اج ۳ میں ہے- قوله من وقت التفریق ای تفریق القاضی ومثله التفرق وهو فسخهما او فسخ احدهما- فقط واللہ اعلم

﴿ہوالمصوب﴾

اگر چہ فی نفسہ تو نکاح فاسد کا یہ ہے کہ قبل دخول ہر ایک کو زوجین میں سے فسخ کا حق ہے- لیکن بعد دخول متارکۃ بالقول یا قضا قاضی شرط ہے- باب المحرمات کتاب النکاح شامی میں ہے- فقد صرحوا فی النکاح الفاسد بان التارکة لا متحقق اور بالقول ان کانت مدخولا بها الخ اور یہاں صورت مسئولہ میں چونکہ عورت مدخولہ بہا ہے- اس لیے متارکۃ من الزوج بالقول ضروری ہے- یہ تو حکم مسئلہ کا فی نفسہ ہے- لیکن یہاں عورت کا بعد تمکین من الوطی یہ دعویٰ کرنا کہ نکاح بعد شبہ ہوا غیر صحیح ہے- یہ دعویٰ نا قابل اعتبار ہے- یہ قول عورت کا صحیح نہیں ہے- قاضی خان کتاب الاقرار فصل اقرار المریض میں ہے- کما لو اقر احدهما ان النکاح کان فی عدة الغیر او فی النکاح الغیر او بغیر شهود وتزوجها وتحته اربع نسوة او اختها فی النکاح او فی عدته لا یقبل قول من یدعی هذه الموانع الخ نیز قاضی خان کتاب النکاح فصل فی اقرار احد الزوجین بالحرمہ میں ہے- امراة تزوجت بزوج و دخل بها ثم قال لم اکن رضیت بنکاح الاب اقامت البینة علی ذلک قال شیخ الامام ابو بکر محمد ابن الفضل تقبل بینتها علی رد النکاح وقال القاضی الامام ابو علی النسفی لا یقبل بینتها بان التمکین بمنزلة الاقرار علی جواز النکاح الخ عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ عورت بعد اقرار زوجیت کے اور تمکین وطی کے کوئی بھی ایسا دعویٰ کرے کہ جس سے نکاح کی عدم صحت لازم آتی ہو- واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ ۱۵ ذوالقعدہ ۱۳۷۴ھ

جو اثبات نکاح کے لیے شواہد پیش ہو گئے اور انھوں نے گواہی دے دی تو نکاح ہو گیا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ گل بانو کے باپ نے باجازت گلبانو بحضور گواہان مسمی ڈیرہ کے ساتھ نکاح کیا اور وہاں کے قاضی صاحب نصیر الدین نے نکاح کا مکمل ثبوت لے لیا۔ اسد اللہ ایک ظالم شخص نے لڑکی مذکورہ کو راستے میں پکڑ کر ایک نواب پر بعوض مبلغ چار سو روپیہ پر فروخت کر دیا۔ پھر لڑکی کے باپ نے بذریعہ حکومت لڑکی کو پکڑا کر نواب سے چھڑا لیا اور عدالت نے لڑکی کو باپ کے سپرد کر دیا اور پھر قاضی صاحب نے لڑکی سے بیان لیا کہ تو نے اپنے باپ کو نکاح کا اختیار دیا تھا تو لڑکی نے جواب دیا کہ میں نے اپنے باپ کو اختیار دیا تھا۔ پھر قاضی صاحب نے پوچھا آپ کے باپ نے مسمی ڈیرہ کے ساتھ آپ کا نکاح باندھ دیا ہے۔ آپ کو منظور ہے تو لڑکی نے کہا کہ منظور ہے۔ تو قاضی صاحب نے لڑکی کا انگوٹھا اور اس کے باپ کے دستخط لے لیے تو پھر نواب قاضی نصیر الدین کے پاس آیا اور واقعہ بیان کیا کہ میں نے اس لڑکی کو مبلغ چار سو روپیہ پر خریدا تھا کوئی ایسا حیلہ ہو کہ لڑکی مل جائے اور ایک سو بیس روپیہ نواب نے قاضی نصیر الدین کو بطور رشوت دیا تو قاضی لڑکی خاوند مسمی ڈیرہ کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ آپ کا نکاح مسماۃ گلبانوں کے ساتھ ہوا ہے تو ڈیرہ نے جواب دیا کہ نکاح ہوا ہے۔ تو قاضی نے ڈرایا اور دھمکایا پھر اس سے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ نکاح ہوا تھا مگر گواہ نہیں تھے۔ قاضی صاحب نے اس چیز کو پکڑا کہ گل بانوں کا زوج اقرار کرتا ہے کہ نکاح میں گواہ نہیں تھے۔ تو قاضی صاحب نے واپس آ کر لڑکی مسماۃ گل بانوں کا نکاح نواب صاحب سے کر دیا نہ لڑکی گل بانوں موجود تھی اور نہ اس کا باپ موجود تھا کیا یہ نکاح ثانی صحیح ہے یا نہیں ہے اور اس فعل سے قاضی فاسق ہے یا نہیں اور آئندہ کیا اس قاضی صاحب کا فتویٰ چل سکتا ہے یا نہیں اور شریعت ایسے قاضی کے لیے کیا حکم دیتی ہے۔

﴿ج﴾

جب سوال میں یہ درج ہے کہ بحضور گواہان باجازت گل بانوں اس کا نکاح مسمی ڈیرہ سے کیا گیا۔ اگر یہ بات صحیح ہے اور گواہان گواہی دیں تو گل بانوں کا ڈیرہ سے نکاح ثابت ہے تو ڈیرہ کا یہ عذر مسموع نہ ہو گا کہ گواہان کے بغیر نکاح ہوا تھا اور ثانی نکاح ہر حال میں باطل اور لغو ہے قاضی فاسق ہے۔ اس کو توبہ کرنا لازم ہے۔ اس کو ضرور معزول کیا جاوے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۱۲ شوال ۱۳۷۴ھ

مرد کو نکاح ثانی کرنے کے لیے سابقہ بیوی سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر زید کسی غیر شادی شدہ عورت سے نکاح اس طرح کرتا ہے کہ دو مرد گواہ بنا کر خود ہی کوئی سورۃ قرآن پاک پڑھ کر حق مہر مقرر کر کے نکاح کرے اور اپنی سابقہ بیوی سے اجازت نامہ نہ لے؟

﴿ج﴾

اگر ایجاب وقبول کے سننے والے دو گواہ موجود ہیں تو شرعاً یہ نکاح منعقد ہو جائے گا۔ سابقہ بیوی سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ رجب ۱۳۹۹ھ

دوسرا نکاح کرنے سے اس شرط کے مطابق پہلی بیوی حرام ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ رکن الدین ولد میاں فضل دین نیارہ حال ساکن ملتان شہر بیرون لوہاری گیٹ میں نے مندرجہ ذیل تحریر پہلے نکاح کے وقت کر دی تھی۔ نقل اشٹام ۳۰/ ۹/ ۲۹/ ۴۳۸ منکہ رکن دین ولد فضل دین قوم نیارہ ساکن چک مجاہد شمال جو مظہر نے عقد نکاح بموجب شرع شریف ہمراہ مسماۃ خدیجہ بی بی بنت کریم بخش قوم نیارہ ساکن جہلم بمقابلہ مبلغ پانچ صد روپیہ حق مہر کیا ہے۔ اقرار نامہ حق مہر علیحدہ لکھ دیا ہے۔ بذریعہ تحریر ہذا پیش منکوحہ خود مذکورہ اقرار کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ مظہر اس کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کرے گا۔ اگر اس کی زندگی میں دوسری شادی کروں گا تو وہ میرے اوپر حرام متصور ہوگی۔ لہٰذا اقرار نامہ بہ عقل ثبات وہمت بدن۔ خود لکھتا ہوں تا کہ سند رہے۔ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۳۰ء۔

اپنے حالات اپنی مذکورہ بیوی سے ناخوشگوار ہونے کی وجہ سے میں نے دوسری شادی کرنا ضروری سمجھا۔ لہٰذا میں نے ایک دوسرا نکاح آج سے تقریباً پانچ برس پہلے روبرو گواہان کیا۔ لیکن چونکہ مذکورہ اقرار نامہ کی رو سے وہ مجھ پر حرام ٹھہری۔ لہٰذا اسے طلاق دے دی۔ اس کے کچھ عرصہ کے بعد میں نے تیسرا نکاح کیا جو کہ

موجود ہے۔کیا یہ تیسرا نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں۔دوسرا تیسرا نکاح پڑھنے والے کی تصدیق۔نورالحسن انصاری حال خطیب جامع مسجد مدنی بقلم خود۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں رکن دین کا تیسرا نکاح جائز اور درست ہے۔کیونکہ زید نے جب دوسرا نکاح کیا تو اس کی بیوی دوسری مطابق اس کی شرط کے حرام ہوگئی اور قسم ختم ہوگئی۔اب تیسرا نکاح اس کے لیے جائز ہوگیا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفااللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زید کا تیسرا نکاح صحیح ہے،البتہ دوسرا نکاح کرنے سے بمطابق یمین کے وہ حانث ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کا مسماۃ خدیجہ سے نکاح اس شرط پر ہوا کہ اقرار کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں۔اگر اس کی زندگی میں دوسری شادی کروں گا تو وہ میرے اوپر حرام تصور ہوگا۔مگر کچھ عرصہ بعد زید نے ایک دوسرا نکاح کرلیا۔پھر اسے طلاق دے دی۔پھر کافی عرصہ کے بعد تیسرا نکاح ایک اور عورت سے کر لیا۔کیا یہ تیسرا نکاح جائز ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں تیسرا نکاح زید کا جائز اور درست ہے۔کیونکہ زید نے جب دوسرا نکاح کیا تو مطابق یمین کے وہ حانث ہوا اور وہ بیوی اس پر حرام ہوگئی۔اس کے بعد یمین ختم ہوگئی۔اب تیسرا نکاح اس کے لیے جائز ہوگیا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفااللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

پہلے نکاح کو ختم کی شرط پر دوسرا نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص یعنی بکر نے لڑکی اپنے بھائی خالد کے لیے لی برائے شادی اور اپنی لڑکی زید نے بکر کے لڑکے کے لیے نکاح کر دی۔لیکن بکر کے لڑکے کا نکاح پہلے دوسری جگہ بھی تھا۔

نکاح کے وقت زید نے کہا کہ تیرے لڑکے کا نکاح دوسری جگہ بھی ہے۔ آپ کسی دوسرے لڑکے کا نکاح کراؤ اور بکر نے کہا کہ میں اپنے اسی لڑکے کا نکاح کراؤں گا۔ لیکن ہمارا اور تمھارا فیصلہ ہے کہ میں لڑکے کی ایک شادی کروں گا۔ دوسری کو طلاق دلواؤں گا۔ پھر زید نے کہا کہ اگر تم نے پہلی لڑکی کو طلاق نہ دی تو پھر میری لڑکی کا کوئی نکاح نہ سمجھا جائے گا۔ بکر نے بھی اس بات کو منظور کر لیا۔ اب اس بکر نے اپنے لڑکے مذکور کی شادی پہلے نکاح والی کر لی ہے۔ اب زید کہتا ہے کہ میری لڑکی کا نکاح مشروط تھا۔ اب چونکہ شرط نہیں رہی۔ لہٰذا میری لڑکی کا نکاح باقی نہ رہا۔ نکاح کے وقت لڑکی لڑکا دونوں نابالغ تھے۔ اب زید کی لڑکی نابالغ ہے۔ ناکح لڑکا بالکل مفلس نادار غریب مزدور ہے۔ ایک عورت کے نان ونفقہ کا بھی پوری طرح انتظام نہیں کر سکتا۔ اس بیان واقع پر ان کی برادری کے دو گواہوں نے حلفیہ بیان دیا ہے کہ واقعی ہماری موجودگی میں یہ شرط ہوئی تھی۔ ایک کا نام دوست محمد ولد میاں عبداللہ قوم قریشی ہے اور دوسرے کا نام محمد بخش ولد میاں اللہ بخش قوم قریشی ہے۔ تیسرا گواہ جس کا نام خدا بخش ولد میاں اللہ بخش قوم قریشی ہے۔ وہ یہ بیان کرتا ہے کہ میں نے کچھ مدت کے بعد بکر کو کہا کہ اپنے لڑکے کا نکاح دوسری جگہ پر کیوں کیا تو بکر نے کہا کہ میں ایک شادی کراؤں گا اور دوسری کو طلاق دلواؤں گا۔
بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زید کی لڑکی کا نکاح بدستور بکر کے لڑکے کے ساتھ رہے گا اور طلاق واقع نہ ہوگی۔ کیونکہ زید کا یہ کہنا کہ اگر تم نے پہلی لڑکی کو طلاق نہ دی تو پھر میری لڑکی کا کوئی نکاح نہ سمجھا جائے گا اور بکر کا منظور کرنا ایک تو یہ اشتراط قبل از نکاح ہے اور اس میں طلاق کی اضافت الی الملک نہیں ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ شرط مذکور صرف بکر نے قبول کی ہے۔ خود زوج نے قبول نہیں کی ہے۔ وہ تو صغیر نابالغ ہے اور باپ کو لڑکے پر طلاق واقع کرنے یا اسی قسم کی کسی تعلیق کا حق نہیں پہنچتا ہے اور بعد میں صحیح عقد نکاح ہوا ہے۔ اس لیے صورت مذکورہ میں نکاح باقی رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ

مشروط بالشرائط عقد کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی خان محمد کے ساتھ چند شرائط پر مسماۃ مقصود الٰہی کا عقد نکاح کیا گیا ہے۔مگر بدعہد مفتری خان محمد نے جہاں گشت آوارگی کونہیں چھوڑا۔ باوقات مختلفہ ۶۷/۷/۳۱ تک پانچ ماہ کا خرچہ اس کے ذمہ واجب الاداء ہے۔ نیازمند اس رشتہ کی بقا سے مایوس ہو چکا ہے۔گراں سالی نے ناک میں دم کر دیا ہے۔استطاعت یاور نہیں۔لہٰذا فتویٰ ثبت فرمایا جائے۔نقل شرائط حسب ذیل ہے۔منکہ مسمی خان محمد ولد اللہ بخش قوم بلوچ جتوئی سکنہ موضع سیف اللہ پور تحصیل وضلع مظفرگڑھ کا ہوں۔بثبوتی عقل وہوش وحواس خمسہ بلا جبر واکراہ کے دیگر سے اقرار کرتا ہوں اور تحریر کر دیتا ہوں۔اس طور پر کہ حق مہر شرعی منکوحہ خود مقصود الٰہی دختر غلام قادر ولد الٰہی بخش خان سکنہ موضع مونڈ تحصیل وضلع مظفرگڑھ بلا عذر عند الطلب ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ نیز اس کے ساتھ دیگر شرط یہ منظور کرتا ہوں کہ اپنے سسرال کے ہاں بطور گھر داماد تا حین حیات رہائش رکھوں گا۔ نیز کتاب اللہ وسنن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق حال رہنے کا وعدہ ہی نہیں بلکہ عملی طور پر بھی پابند رہنے کا اقرار کرتا ہوں۔ نیز اپنی منکوحہ مسماۃ مقصود الٰہی مذکورۃ الصدر کے حقوق ازدواجی میں ہرگز کوتاہی نہیں کروں گا۔ نیز من مقر کی ہر فعلی حرکت وقولی حرکت اپنے خسر صاحب کی رضاء کے پابند رہے گی۔ نیز اپنے خسر صاحب کے والدین کی خدمت کما حقہ اپنے والدین کی خدمت کے موافق اپنے اوپر لازم سمجھوں گا۔اگر شرائط بالا میں سے شرط آخری یعنی خسر صاحب کے والدین کی خدمت نیز اپنے ازدواجی حقوق بحق منکوحہ خود میں کسی قسم کی کوتاہی کروں تو میرے خسر صاحب کو حق حاصل ہوگا کہ نکاح کو منسوخ وکالعدم قرار دیں اور اس صورت میں شرعی طور پر نکاح منسوخ متصور ہوگا۔لہٰذا روبرو گواہان یہ اقرار نامہ تحریر کر دیتا ہوں کہ سند رہے۔

(نوٹ) حق مہر شرعی سے مراد حق مہر حضرت بی بی خاتون جنت فاطمۃ الزہراؓ کا حق مہر یا اس کے لگ بھگ مراد ہے۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یہ صورت تملیک طلاق کی ہے اور یہ تملیک طلاق معلق بالشرط ہے اور اس کا حکم یہ ہوتا ہے کہ جب شرط پائی جائے تو اسی مجلس میں اس کو طلاق دینے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔اگر اسی مجلس میں

طلاق نہ دیدے تو اختیار ختم ہو جاتا ہے اور بعد میں طلاق نہیں دے سکتا۔ صورت مسئولہ میں اگر شرط پائی گئی ہو یعنی اس زوج نے خسر کے والدین کی خدمت میں کوتاہی کی ہو یا اپنی منکوحہ کے حقوق ازدواجی کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہو تو جس وقت شرط پائی گئی اور اس کا علم اس کے خسر کو ہو گیا ہو تو اسی مجلس علم میں اس کے خسر کو طلاق واقع کرنے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ اگر اسی مجلس میں طلاق دے چکا ہو تو واقع ہے اور اگر اسی مجلس میں طلاق نہ دے چکا ہو تو اس کے بعد اس کا اختیار ختم ہے اور طلاق نہیں دے سکتا ہے۔ **كما قال في الدر المختار شرح تنوير الابصار ص ۳۱۷ ج۳(و) اما في (طلقي ضرتك او) قوله لاجنبي (طلاق امرأتي) فيه (يصح رجوعه) منه (ولم يقيد بالمجلس) لانه توكيل محض وفي طلقي نفسك و اضرتك كان تمليكا في حقها توكيلا في حق ضرتها جوهرة (الا اذا علقه بالمشيئة) فيصر تمليكا لا توكيلا وفي خلاصة الفتاوى ص ۳۰۲ ج ۱ وفي مجموعه النوازل لو قال لامرأته ان دخلت الدار فامرك بيدك فد خلت الدار ثم طلقت نفسها ان طلقت حين دخلت الدار قبل ان تزائل ذلك المكان الذى سميت داخلته طلقت والا فلا .** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ رجب ۱۳۸۷ھ

نکاح کے اندر ایسی شرائط رکھی جائیں جو متوقع ہوں لیکن یقینی نہ ہوں، تو نکاح منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً ایک شخص کو مجبور کر کے اس کی لڑکی صغیرہ کا نکاح لڑکے صغیر سے کرنا چاہتے ہیں اور لڑکی کا والد مجبور ہو کر شرط کرتا ہے اگر فلانی عورت میرے پاس رہے تو نکاح کرتا ہوں۔ ورنہ کوئی نکاح نہیں۔ بعد ازاں نکاح کنندگان اور عورت شرط کو قبول کر لیتے ہیں اور شرط اس لیے کرتا ہے کہ اگر وہ عورت اِدھر اُدھر جائے۔ اُس کی بے عزتی ہوتی ہے اور وہ آدمی شریعت کا پابند ہے۔ خلاصۃ المرام وہ عورت بعد از نکاح کے چلی جاتی ہے۔ اب نکاح سے لڑکی کا والد انکار کرتا ہے۔ لہٰذا کیا فیصلہ ہونا چاہیے۔ اس کا جواز کاغذ کی پشت پر تحریر فرمائیں۔

ثناءاللہ حاجی

﴿ج﴾

نکاح میں اگر تعلیق ایسے شروط سے ہو جائے جس کا وجود متوقع ہو، یقینی نہ ہو۔ جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے تو نکاح صحیح نہیں۔ قال فی الدر المختار ص ۵۳ ج ۳ قبیل باب الولی و النکاح لا یصح تعلیقه بالشرط کتزوجتک ان رضی ابی لم ینعقد النکاح الخ . وقال الشامی ص ۵۳ ج ۳ علی هذا القول المراد ان النکاح المعلق بالشرط لا یصح لامایوهمه ظاهر العبارة من ان التعلیق یلغو ویبقی العقد صحیحاً الخ . وقال ایضاً بعد سطور لانه صرح بعدم صحة النکاح المعلق فی الفتح و الخلاصة و البزازیة عن الاصل و العلائیة و التتار خانیه و فتاوی ابی اللیث وجامع الفصولین و القنیة. لہٰذا نکاح صورت مذکورہ میں درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حلف کھانے والا ایک مجلس میں نکاح کرلے اور پھر دوبارہ اسی مجلس میں نکاح کرلے تو دوسرا نکاح باقی ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ شخص زنا کار نے توبہ کی ہے اور اس نے توبہ کے بعد کہا ہے کہ اگر میں اجنبی عورت کو شہوت سے ہاتھ لگاؤں اور لڑکے کو شہوت سے ہاتھ لگاؤں تو جس عورت سے میں نکاح کروں وہ ہی مطلقہ ہوگی۔ کئی دنوں کے بعد اس شخص نے ایک لڑکے اجنبی کو شہوت سے ہاتھ لگایا ہے کیا وہ شخص نکاح کر سکتا ہے اور اس کا نکاح باقی رہ سکتا ہے یا نہیں۔ بحوالہ بیان فرماویں محمد بخش نواب پوری

﴿ج﴾

صورت مذکورہ میں شخص مذکور جس عورت سے نکاح کرے گا اس عورت پہ نکاح کرتے ہی ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔ چنانچہ اسی مجلس میں دوبارہ عقد نکاح کرلیا جاوے۔ اب دوبارہ عقد نکاح کرنے کے بعد طلاق واقع نہ ہوگی اور وہ اس کی باقاعدہ منکوحہ رہ سکتی ہے۔ البتہ اگر یہ شخص اس عورت کو کسی وقت دو طلاق دے دے تو وہ مطلقہ ہو جائے گی۔ نیز یہ بھی معلوم ہو کہ اگر وہ اس عورت کے علاوہ دوسری عورت سے نکاح کرے گا تو وہاں بھی پہلی مرتبہ نکاح کے بعد طلاق واقع ہوگی۔ دوسری مرتبہ دوبارہ عقد نکاح کرنے پر واقع نہ ہوگی اور یہی حکم ہر عورت میں ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

باپ کی رضامندی پر قاضی (مرزائی) کا پڑھایا ہوا نکاح صحیح ہے

﴿س﴾

بخدمت جناب مکرم ومحترم حضرت مفتی محمود صاحب زید مجدہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف خیریت الجانبین مسئول من اللہ مندرجہ ذیل صورت کے متعلق تحقیقی جواب سے ممنون فرمائیں۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی نابالغہ لڑکی کے نکاح کرنے کا دوسرے کو کہا کہ آپ میری لڑکی کا نکاح فلاں شخص سے کر دیں۔ یعنی اس آدمی کو نکاح خوان تجویز کیا۔ جیسا کہ آج کل رواج ہے اور اسی لڑکی کا باپ بھی مجلس عقد میں موجود تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ نکاح خوان جس کو عرف میں قاضی کہتے ہیں مرزائی قادیانی تھا۔ تو بیان فرمائیں کہ یہ نکاح شرعاً معتبر ہوگا یا نہ۔ باحوالہ تحریر فرمائیں۔ بینوا وتوجروا

الفقر الی الصمد غلام احمد از مدرسہ عربیہ محمدیہ نڑ ہالہ

﴿ج﴾

قواعد کی رو سے یہ نکاح جائز معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ باپ کی موجودگی میں نکاح خوان ایک معبر اور سفیر محض سمجھا جائے گا اور اُسکے یہ الفاظ منتقل ہوں گے باپ کی طرف سے عاقد باپ ہی ہوگا۔ کیونکہ اصل اور معبر جہاں دونوں موجود ہوں وہاں عقد نکاح اصل کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ ونظیرہ ما فی الدر المختار ص ۲۴/۲۵ ج ۳ امر الاب رجلاً ان یزوج صغیرتہ فزوجھا عند رجل او امرأتین والحال ان الاب حاضر صح لان یجعل عاقداً حکماء والالا۔ اس پر شامی نے لکھا ہے۔ قولہ لان یجعل عاقداً حکماً لان الوکیل فی النکاح سفیرمعبر ینقل عبارۃ المؤکل فاذا کان المؤکل حاضراً کان مباشراً لان العبارۃ تنقل الیہ وھو فی المجلس اسی طرح اگلے صفحہ پر ہے۔ ولو زوج بنتہ البالغۃ العاقلۃ بمحضر شاھد جاز انکانت ابنتہ حاضرۃ لانھا تجعل عاقدۃً والا لا الاصل ان الآمر متی حضر جعل مباشراً ج ۳ ص ۲۵ تردد اس میں ہے کہ کافر کی وکالت صحیح ہوگی یا نہیں تو اس میں یہ حکم ہے کہ مرتد آدمی کو اگر وکیل بنائے تو اس کی یہ توکیل جائز ہے اور نافذ ہے۔ کما فی الدر المختار ص ۵۱۱ ج ۳ وتوقف توکیل مرتد اسی پر شامی نے ص ۵۱۱ ج ۳ لکھا ہے۔ بخلاف توکلہ عن غیرہ کما سنذکرہ وفی الدر بعید ھذ العبارۃ اذا کان الوکیل یعقل العقد الخ ۔ اسی پر علامہ شامی نے لکھا ہے۔ ان یعقل ان البیع سالب للمبیع مالب للثمن

وان الشراء بالعکس وفی البحر ما یرجع الی الوکیل فاالعقل فلا یصح توکیل مجنون وصبی لا یعقل لا البلوغ والحریۃ وعدم الردۃ فیصح توکیل المرتد ولا یتوقف الی آخرہ ماقال ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ ذوالقعدہ ۱۳۷۹ھ

نکاح خواں کا کافر ہونا نکاح کے لیے مضر نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ عام مسلمانوں میں بھی دستور ہے کہ مجلس نکاح میں ایک شخص نکاح خوانی کے لیے تو ضرور ہی چاہتے ہیں تا کہ مولوی صاحب ناکح منکوحہ یا دونوں کے ولی یا وکیل کو شرائط نکاح اور الفاظ نکاح کہلوائیں۔ بموافق ہدایت مولوی صاحب ایجاب وقبول کراتے ہیں۔ اس صورت میں سوال پھر یہ ہے کہ اگر مولوی نکاح پڑھانے والا مرزائی مذہب کا ہو تو اس کی وجہ سے اصل نکاح میں کسی قسم کا خلل آتا ہے یا نہ۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

جب ایجاب وقبول خود ناکح اور منکوحہ نے یا ان کے اولیاء نے کیا ہے تو نکاح صحیح ہے۔ نکاح خواں معروف کا کافر ہونا نکاح کے لیے مضر نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ذی قعدہ ۱۳۷۱ھ

نکاح کے اندر والد اور لڑکے کا صحیح نام لینا ضروری ہے، رجسٹرار کی غلطی سے نکاح کے اندر فساد نہیں آتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ محمد بن رحم علی کی لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام اللہ بچائی رکھا گیا۔ چند دن کے بعد اللہ بچائی کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ اللہ بچائی کی پرورش کی ذمہ داری سوائے گاناں مائی بنت محمد بن رحم علی جو اللہ یار کی زوجیت میں تھی کے کسی دیگر شخص نے قبول نہ کی۔ محمد بن رحم علی نے جملہ حقوق داخلی خارجی نسبت اللہ بچائی مسماۃ گاناں مائی زوجہ اللہ یار کو دی۔ کچھ عرصہ کے بعد محمد بن رحم علی کا انتقال ہو گیا۔ اللہ بچائی

بدستور اللہ یار کی سرپرستی میں پرورش پاتی رہی۔ جب اللہ بچائی سن بلوغت کو پہنچی تو اللہ یار نے اللہ بچائی کی منگنی کے پروگرام میں برادری کے علاوہ اللہ بچائی کے بھائیوں کو بلایا۔ برادری اور بھائیوں کی رضامندی کے مطابق اللہ یار نے اللہ بچائی کا نکاح شرعاً روبرو گواہان ہمراہ احمد یار ولد غلام رسول کر دیا جو کہ محمد بن رحم علی کا نزدیکی رشتہ دار تھا۔ دلہن کی طرف سے اللہ بچائی مذکورہ کا حقیقی چچا خدا بخش بن رحم علی وکیل مقرر ہوا۔ اس نکاح میں اللہ بچائی بنت محمد کی بجائے اللہ بچائی بنت اللہ یار اندراج ہوا۔ جو کہ سہواً تحریری غلطی ہوئی۔ روبرو گواہان نکاح کر دیا گیا۔ لیکن رسم شادی (الوداعی) نہ کی گئی۔

کچھ عرصہ کے بعد اللہ بچائی مذکورہ کے حقیقی بھائیوں کے اللہ یار اور اپنے چچا خدا بخش بن رحم علی کے ساتھ رقم کے لین دین کے سلسلہ میں تعلقات کشیدگی اختیار کر گئے۔ فریقین مقدمات میں ملوث ہو گئے۔ مقدمات کی سماعت کے دوران ہی اللہ یار ایک حادثہ میں جان بحق ہو گیا مگر اللہ بچائی کے بھائیوں کے تعلقات ہمراہ خدا بخش بن رحم علی بدستور منقطع رہے۔ گاناں مائی زوجہ اللہ یار مرحوم نے اللہ بچائی کی رسم شادی ادا کرنا چاہی تو اس کے بھائیوں نے اللہ بچائی کو گاناں مائی سے چھین لیا اور کہا کہ نکاح نامہ میں ولدیت غلط درج ہے۔ جہاں اللہ یار مرحوم نے اللہ بچائی کا نکاح ہمراہ احمد یار ولد غلام رسول کیا ہے وہ غلط ہے۔ اللہ بچائی نامی لڑکی اللہ یار نے اپنی لڑکی کا اندراج کر کے نکاح ہمراہ احمد یار ولد غلام رسول کیا ہے نہ کہ اللہ بچائی بنت محمد بن رحم علی چونکہ ولدیت غلط درج ہے اس لیے وہ نکاح جو ہمراہ احمد یار ولد غلام رسول اللہ بچائی کا کر دیا ہے۔ وہ درست اور جائز نہیں ہے۔ ہم کسی دوسری جگہ دوبارہ اللہ بچائی کا نکاح کریں گے۔

پہلا نکاح ہمراہ احمد یار بن غلام رسول روبرو گواہاں درست تسلیم کرتے ہیں۔ اب اللہ بچائی مذکورہ کے بھائیوں کے تعلقات ہمراہ حقیقی چچا خدا بخش بن رحم علی جو نکاح اول ہمراہی احمد یار ولد غلام رسول میں دلہن کی طرف سے وکیل مقرر تھا کے ساتھ تعلقات خوشگوار ہو چکے ہیں۔ اب انھوں نے احمد یار بن غلام رسول سے اللہ بچائی مذکورہ کی طلاق لیے بغیر سابقہ نکاح کے وکیل خدا بخش بن رحم علی کے لڑکے واحد بخش سے کر دیا ہے۔

اللہ بچائی کا عاقلہ بالغہ عمر میں جو نکاح اللہ یار نے ہمراہ احمد یار ولد غلام رسول روبرو گواہاں کے کر دیا تھا۔ اور ولدیت تحریری طور پر غلط درج ہوئی تھی۔ جس نکاح کو گواہان تسلیم کرتے ہیں۔ وہ درست اور جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر ایجاب وقبول کرتے وقت یہ غلطی نہیں ہوئی بلکہ یہ غلطی صرف رجسٹر پر اندراج کرتے وقت ہوئی ہے تو نکاح منعقد ہوگیا ہے۔ پھر مسماۃ اللہ بچائی کا دوسری جگہ عقد نکاح درست نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ شعبان ۱۳۹۶ھ

نکاح کے اندر ایجاب وقبول کی طرح لڑکی کا نام یا اشارہ کرنا ضروری ہے ورنہ نکاح نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ باپ نے اپنی لڑکی مسماۃ انور کا نکاح کرنا تھا، بھول کر دوسری بڑی لڑکی (جوکہ شادی شدہ ہے) کا نام لے بیٹھا، پھر مجلس میں تصحیح بھی کی، خاموشی رہی، اب بوقت بلوغت اس لڑکی نے انکار بھی کر دیا ہے کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں۔ کیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہ؟ لڑکی کا انکار معتبر ہے یا کہ نہ؟ بینوا توجروا

المستفتی غلام محمد ساکن موضع نظام پور تحصیل کبیروالہ

﴿ج﴾

اگر فی الواقع یہ بات درست ہو کہ نکاح کے وقت انور کا نام نہیں لیا گیا۔ بلکہ اس کی دوسری بہن کا نام لے کر نکاح کیا گیا تو انور کا نکاح نہیں ہوا۔ نکاح میں لڑکی کا نام لینا یا اس کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ صورت مسئولہ میں جبکہ نہ تو لڑکی کا نام لیا گیا اور نہ ہی اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا گیا ہوگا۔ اس لیے کہ ہاتھ کے اشارے کے لیے لڑکی کا مجلس میں حاضر ہونا ضروری ہے اور آج کل لڑکی مجلس نکاح میں اکثر و بیشتر حاضر نہیں ہوتی تو اس کا نکاح نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ

عقد نکاح کے لیے ایجاب وقبول، گواہوں کا ہونا ضروری ہے، رجسٹر کرانا ضروری نہیں

﴿س﴾

ایک عورت بالغہ بعمر پندرہ سالہ کو اغوا کیا گیا ہے۔ عورت کا باپ فوت شدہ ہے۔ عورت کے بھائیوں نے پولیس کے ذریعہ عورت کو واپس کرایا۔ ملزموں کے خلاف مقدمہ دائر کرا کے ان کو سزا کرائی۔ ملزموں نے اپنے

نکاح کا جو حالت اغوا میں کرنا بیان کرتے ہیں۔ عدالت دیوانی میں دعویٰ کیا۔ ثبوت نکاح کا عدالت میں بہم نہ پہنچا سکے۔ عدالت نے نکاح تسلیم نہ کرتے ہوئے نکاح کا دعویٰ بمع خرچہ خارج کر دیا۔ اب زبانی دعویٰ نکاح کا کر رہے ہیں۔ عورت مذکورہ کے بھائی نمازی اور دیندار ہیں اور اغوا کنندہ اور اس کے خویش اکثر بے دین اور بے نماز ہیں۔ عورت کے بھائیوں نے اس کا نکاح مناسب جگہ پر کر دیا ہے۔ کیا یہ نکاح جو عورت کے بھائیوں کی رضامندی سے کیا گیا ہے۔ شرعاً جائز ہے یا نہ اور پہلا نکاح اغوا کنندہ کا جو مشہور کیا جا رہا ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟

﴿ج﴾

عورت مذکورہ کا نکاح جو اس کے بھائیوں کی رضامندی سے ہوا ہے۔ شرعاً صحیح اور درست ہے۔ اغوا کنندہ کا نکاح ایک تو عدالت دیوانی میں ثابت نہیں ہو سکا۔ مدعی جھوٹا ثابت ہوا اور اگر فرضاً تسلیم بھی کر لیا جائے تو بوجہ دیانۃً غیر کفو ہونے اغواء کنندہ کے اور بوجہ نارضامندی عورت کے بھی وہ نکاح شرعاً ناجائز اور کالعدم ہوگا۔

عبدالشکور عفی عنہ ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۸۱ھ

صح الجواب محمد عبدالکریم ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۸۱ھ

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عقد نکاح کے لیے ایجاب وقبول، گواہوں کا ہونا ضروری ہے، رجسٹریشن کرانا ضروری نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے بیس آدمیوں کے مجمع میں علی الاعلان کہہ دیا کہ میں نے اپنی لڑکی ہندہ عمرو کو دے دی اور عمرو نے کہا میں نے قبول کر لی۔ اس کے بعد رسمی طور پر دعائے خیر اور مٹھائی تقسیم کی گئی لیکن ابھی وہی زید کہتا ہے کہ میں نے اپنی لڑکی کا نکاح عرفی تو عمرو سے نہیں کرایا۔ لہٰذا میں اپنی لڑکی مذکورہ کو عمرو کے ساتھ نہ نکاح کرانا چاہتا ہوں نہ میں نے دے دی ہے۔ کیا اس کا سابقہ اعلان مجمع عام میں جب کہ ایجاب وقبول کے ساتھ نکاح ہو گیا تھا تو انکار صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جب باقاعدہ ایجاب وقبول ہو جائے اور گواہ موجود ہوں اور ایجاب وقبول دونوں کو سن لیں تب نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اسے درج رجسٹر یا قید تحریر میں نہ بھی لایا جائے۔ صورت مسئولہ میں بشرط صحت بیان سائل نکاح منعقد اور لازم ہو گیا ہے۔ اپنے خاوند کے ساتھ شرعاً اس کا آباد ہونا ضروری امر

ہے۔ كما قال في القدوري ص ۱۳۴، ص ۱۳۵ النكاح ينعقد بالايجاب والقبول بلفظين يعبر باحدهما عن الماضي وينعقد بلفظين يعبر باحدهما عن الماضي وبالأخر عن المستقبل الخ . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ صفر ۱۳۸۶ھ

وقت نکاح لڑکی کا نام تبدیل کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نام تبدیل کر کے نکاح کر دیا ہے۔لڑکی نابالغ ہے اورلڑکی ہے بھی وہی ایک۔اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا نکاح عند الشرع معتبر ہوگا یا نہ اور اگر علاقہ کا عالم بعد از تفتیش فتویٰ عدم انعقاد جاری کر دے تو وہ فتویٰ نافذ کیا جائے گا یا نہ؟ جب کہ مدعی نکاح اس بات کو تسلیم بھی کرے کہ واقعی نکاح میں تبدیلی کی گئی ہے۔لیکن اس کے باوجود وہ نکاح کا مدعی ہے اور کسی کو حکم تسلیم نہیں کرتا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں لڑکی کا نکاح نہیں ہوا۔فتح القدیر میں ہے۔ وفي التجنيس له ابنة اسمها فاطمه فقال وقت العقد زوجتك بنتي عائشة ولم تقع الاشارة الى شخصها لم يصح الخ . نیز عالمگیری ص ۲۷۰ ج ۱ میں ہے۔ رجل له بنت واحدة اسمها فاطمه قال لرجل زوجت منك ابنتي عائشة ولم تقع الاشارة الى شخصها ذكر في الفتاوى الفضلى انه لا ينعقد النكاح الخ . اورصورت مسئولہ میں جب خود مدعی تسلیم کرتا ہے کہ نام کی تبدیلی کے ساتھ نکاح ہوا ہے تو اس کا دعویٰ شرعاً صحیح نہیں ہے اور کسی حکم کی ضرورت نہیں ہے اور عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔نیز عالم مذکور کا فتویٰ بھی صحیح ہے۔عورت دیانةً فيما بينها وبين الله اس پر عمل کر سکتی ہے۔البتہ اگر مدعی گواہوں سے یہ ثابت کر دے کہ اس عورت کا نام فی الواقع وہی ہے جو بوقت نکاح ذکر کیا گیا ہے۔پھر اسکا دعویٰ صحیح ہوگا اور عورت مذکورہ اس کی منکوحہ ہوگی۔لیکن اس سے قبل آزاد ہوگی۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نکاح کے اندر اگر غلطی سے بیٹے کی جگہ باپ کا نام لیا تو نکاح باپ کا ہوگا اور طلاق کے بعد بھی بیٹے سے نکاح ممنوع ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اکرم صغیر ولد اللہ دتہ اور حلیمہ صغیرہ بنت نصیر دین کے عقد نکاح کے وقت قاضی صاحب نے حلیمہ صغیرہ کے باپ نصیر دین سے ایجاب ان الفاظ میں کرایا کہ میں نے اپنی لڑکی حلیمہ کا نکاح بعوض اتنے حق المہر کے اللہ دتہ سے کر دیا۔ حالانکہ نکاح اللہ دتہ کا نہیں ہو رہا تھا۔ اس کے بیٹے کا ہو رہا تھا۔ قاضی کی زبان سے بلا قصد اکرم بن اللہ دتہ کے بجائے صرف اللہ دتہ کا لفظ سرزد ہوا اور قاضی کی اتباع میں لڑکی کے باپ نے بھی یہی الفاظ کہہ ڈالے۔ اُدھر اللہ دتہ نے قبلت کہا۔ اب وضاحت طلب امر یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں نکاح اکرم صغیر کا ہوا یا اس کے باپ اللہ دتہ کا ہوا۔ جبکہ ایجاب وقبول کرنے والے اور کرانے والے سب کا ارادہ اکرم صغیر کے عقد نکاح کا تھا۔ صرف قاضی کی غلطی سے ناکح کے نام کے بجائے اس کے والد کا نام لیا گیا۔ مسلک احناف کی رو سے مسئلہ ہذا کا حکم مدلل تحریر فرمائیں۔ تا کہ اس غلطی سے پیدا شدہ نزاع کا خاتمہ کیا جا سکے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

یہ نکاح اللہ دتہ کے ساتھ منعقد ہو چکا ہے اور اللہ دتہ اگر طلاق بھی دے دے۔ پھر بھی اس کے لڑکے اکرم کے ساتھ حلیمہ کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ کما فی الشامیة ص ۲۶ ج ۳ لو قال ابو الصغيرة لا بی الصغير زوجت ابنتی ولم يزد عليه شيئاً فقال ابو الصغير قبلت يقع النكاح للاب هو الصحيح ويجب ان يحتاط فيه فيقول قبلت لا بنی اه . وقال فی الفتح بعد ان ذكر المسئلة بالفارسية يجوز النكاح علی الاب وان جری بينهما مقدمات النكاح للابن هو المختار لان الاب اضافه الی نفسه وقال الله تعالی ولا تنكحوا ما نكح اباء كم. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ جمادی الاخری ۱۳۹۷ھ

پہلا نکاح جو شرعاً کیا گیا ہے اس کا اعتبار ہے، رجسٹر پر درج کرنے کا اعتبار نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی اللہ بخش ولد میاں ولی محمد قوم چانڈیہ بلوچ عرف قاضی ساکن موضع شرشتہ تھل تھانہ کوٹ سلطان میرا رشتہ دار ہے۔ اس کی لڑکی مسماۃ امیراں بالغہ ہے۔ بندہ نے اللہ بخش کو اپنے رشتہ کے لیے کہا۔ دو تین مرتبہ کہنے کے بعد مجلس نکاح میں تین گواہان کے سامنے جن کے نام یہ ہیں۔

غلام حسن ولد پیر بخش، غلام مرتضی ولد محمد بخش، محمد بخش ولد میراں خان قوم چانڈیہ۔

مسمی اللہ بخش نے بایں الفاظ رشتہ دینا قبول کیا کہ میں نے اپنی لڑکی امیراں روبرو بموجب حکم شریعت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مسمی بشیر احمد ولد خدا بخش چانڈیہ کو دے دی ہے۔ بندہ نے قبول کر دیا ہے اور کہا کہ ہمارے درمیان اللہ اور اللہ کا رسول اور فرشتے گواہ ہیں۔ میں نے قرآن کریم کے حکم سے اپنی بالغہ لڑکی کی شادی کر دیکھا پورا کرتے ہوئے کہ یہ عقد کر رہا ہوں۔ اس کے بعد میری والدہ نے اسی وقت متعلقہ لڑکی کو کپڑے اور انگوٹھی پہنائی۔ اس کے بعد دعاء خیر کی گئی۔ بعد میں شیرینی کے طور پر گڑ بھی تقسیم کیا گیا۔ لیکن گورنمنٹ کے احکام کے مطابق نکاح رجسٹر میں درج نہیں ہوا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ رخصتی کے وقت جب برات آئے گی نکاح درج رجسٹر کرالیا جائے گا۔ تقریباً ساڑھے پانچ ماہ بعد میرے سسر اللہ بخش نے اپنی لڑکی امیراں کا نکاح دوسرے آدمی غلام رسول کے ساتھ درج رجسٹر کر دیا۔ یہ سارا کام در پردہ ہوتا رہا۔ مجھے اس کا علم نہ ہو سکا۔ اب آنجناب اس سلسلہ میں فتویٰ صادر فرمائیں کہ شریعت کے لحاظ سے یہ دوسرا نکاح جائز ہے یا مندرجہ بالا تحریر کی رو سے میرا نکاح ثابت ہوتا ہے۔ مفصل روشنی ڈال کر ممنون فرمائیں۔

﴿ج﴾

حسب تحریر سوال مجلس نکاح میں ایجاب و قبول روبرو گواہان کے ہوا۔ لڑکی کے باپ نے کہا کہ اپنی لڑکی امیراں روبرو گواہاں بموجب حکم شریعت مسمی شیر احمد ولد خدا بخش چانڈیہ کو دے دی ہے اور ناکح نے اُسی مجلس میں روبرو گواہان کے قبول کیا ہے۔ شرعاً نکاح منعقد ہو گیا۔ کیونکہ روبرو گواہوں کا لفظ قرینہ نکاح ہے۔ اگر مجلس نکاح کی نہ ہو اور قرینہ بھی نکاح کا نہ ہو تو نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ رجسٹر میں درج کرنا یا بعد میں کر لینا اس پر صحت نکاح موقوف نہیں۔ لڑکی کے باپ کا دوسرے کے نام نکاح درج رجسٹر کرانا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبد الشکور ملتانی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۹ھ

جب ایجاب وقبول میں نام فوت شدہ لڑکی کا لیا گیا تو زندہ لڑکی سے نکاح نہیں ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کی دو لڑکیاں تھیں۔ایک لڑکی فوت ہوگئی۔جب دوسری لڑکی کا نکاح کرنے لگا تو اُس متوفیہ لڑکی کا نام لیا اور اسی دھوکہ دہی کی بنا پر اُسی متوفیہ لڑکی کا نام رجسٹر میں درج کرایا اور لڑکے کے ماں باپ سمجھے کہ جو لڑکی زندہ ہے۔یہ اسی کا نام ہے اور اسی زندہ لڑکی کے ساتھ نکاح ہوا ہے۔بعد میں پتہ چلا اور لڑکی کے والد نے بھی کہا کہ اس کا نکاح تو متوفیہ کے ساتھ تھا اور وہ فوت ہو چکی ہے تو کیا اس لڑکے کا نکاح اس زندہ لڑکی کے ساتھ ہو گیا یا نہیں ہوا۔بینوا توجروا

جب نام فوت شدہ لڑکی کا لیا گیا ہے تو زندہ لڑکی سے نکاح نہیں ہوا۔ وفی الشامیة مطبوعه ایچ ایم سعید ص ۲۲ ج ۳ لما فی البحر لو زوجه بنته ولم یسمها وله بنتان لم یصح للجهالة بخلاف ما اذا کانت له بنت واحدة الا اذا سماها بغیر اسمها ولم یشر الیها فانه لا یصح کما فی التجنیس . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳۹۶/۱۴/۱ھ
الجواب صحیح بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

اگر نکاح کرتے وقت زندہ لڑکی کا تعین نہیں کیا اور نہ نکاح کے وقت اس کی طرف اشارہ کیا ہے تو نکاح منعقد نہیں ہوا۔

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نکاح میں اسٹامپ لکھنا شرعاً ضروری نہیں، صرف ایجاب وقبول لازمی ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی عطاء الرسول بن نبی بخش با ہوش وحواس بلا اکراہ کسی دوسرے شخص کے اپنی لڑکی نابالغ شرفو مائی کا نکاح بطور ایجاب وقبول کے شریعت مطہرہ میں اللہ رکھا معروف کالو کے

نابالغ لڑکے مسمی محمد شریف کو درمیان برادری کے باہوش وحواس کہا کہ میں اپنی لڑکی شرفو مائی اللہ رکھا معروف کالو کے لڑکے کو دے چکا ہوں اور اس پر نابالغ لڑکے کے باپ اللہ رکھا معروف کالو نے کہا کہ میں نے قبول کیا۔ کچھ مدت گزرنے کے بعد انکار کر دیا اور کہا کہ کوئی اسٹامپ وغیرہ دکھاؤ جس پر میں نے اقرار نامہ لکھ دیا ہو کہ میں نے اپنی لڑکی شرفو مائی کا شرعاً نکاح کیا ہو۔ کیا شریعت مطہرہ میں بوقت ایجاب وقبول کے اسٹامپ پر لکھنا ضروری ہے یا نہ؟ کیا اس ایجاب وقبول کرنے کے بعد شریعت مطہرہ میں شرفو مائی کا نکاح مسمی اللہ رکھا معروف کالو کے بیٹے محمد شریف کے باپ کے ایجاب وقبول پر محمد شریف کا نکاح ہو چکا ہے یا نہ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

نکاح میں اسٹامپ پر لکھنا شرعاً ضروری نہیں۔ ثبوت نکاح کے لیے دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں (جو شرعاً معتبر ہوں) کی گواہی کافی ہے۔ پس صورت مسئولہ میں اگر لڑکے اور لڑکی کی صغرسنی میں ان کے لیے دونوں کے والدین نے شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح کیا ہے تو یہ نکاح شرعاً نافذ ہے۔ نہ لڑکی کو خیار بلوغ حاصل ہے نہ لڑکے کے والد کو حق انکار۔ اگر باقاعدہ شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول نہیں ہوا تو پھر دوبارہ تفصیل لکھ کر جواب طلب کیا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

صحت نکاح کے لیے منکوحہ غیر سے ممیز ہو جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ نوجوان لڑکا اور ایک نوجوان لڑکی نے دو گواہوں کے سامنے نکاح کیا۔ لیکن دیوار کی آڑ میں تھی۔ لڑکی آواز دونوں گواہوں نے اچھی طرح سن لی۔ یہ معلوم نہیں کہ لڑکی کون ہے یعنی لڑکی کس کی ہے۔ آیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہوا تو دوبارہ پڑھا جائے یا لڑکی کے والد کا نام بتانے سے ٹھیک ہو جائے گا۔ مفصل تحریر فرمائیں۔

﴿ج﴾

شرط جواز نکاح یہ ہے کہ منکوحہ۔ زوج اور گواہوں کے نزدیک مجہول نہ رہے۔ بلکہ اپنے غیر سے متمیز ہو

جائے۔ خواہ کسی طرح سے امتیاز ہو جائے۔ پس اگر صورت مذکورہ بالا میں لڑکی، زوج اور گواہوں کے ہاں نکاح کے وقت خوب معلوم تھی اور اس میں کسی قسم کا ابہام نہ رہا ہو تو نکاح جائز اور درست ہے۔ باپ کے معلوم کرنے کی حاجت نہیں۔ بشرطیکہ لڑکی کے نام یا آواز وغیرہ سے لڑکی کی پوری تعیین ہوگئی ہو یعنی اس میں کسی قسم کا ابہام نہ رہا ہو۔ شامی ص ۱۵ ج ۳ میں ہے۔ **قلت وظاهره انها لو جرت المقدمات على معينة وتميزت عند الشهود ايضاً يصح العقد وهي واقعة الفتوى لان المقصود نفي الجهالة وذلك حاصل بتعينها عند العاقدين والشهود وان لم يصرح باسمها كما اذا كانت احداهما متزوجة اه** . اور اگر لڑکی متعین نہیں ہو سکی تو نکاح ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ

نکاح میں جس کا نام لیا گیا ہے، اس کے ساتھ نکاح ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو بہنیں ہیں، نکاح بڑی کے ساتھ ہونا تھا۔ لیکن عقد نکاح کے وقت بجائے بڑی بہن کے نام چھوٹی بہن کا لیا گیا۔ اب بتائیں کہ نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اگر یہ واقعہ درست ہے تو نکاح چھوٹی بہن سے صحیح ہو گیا۔ بڑی سے نکاح نہیں ہوا۔ **كذا في كتب الفقه.** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان
۲۶ ذوالقعدہ ۱۳۷۸ھ

خاوند سال سے غائب ہے اور اس کے گھر والوں کو اس کی حیات کا یقین ہو تو نکاح ثانی درست نہیں

﴿س﴾

بخدمت جناب مفتی صاحب مدرسہ قاسم العلوم۔ جناب عالی۔

گزارش ہے کہ کمترین کو عرصہ تقریباً دس سال ہوئے ہیں اور عرب شریف بابت حج شریف کرنے کے لیے

میں اپنی بیوی اور بچوں کو گھر چھوڑ کر گیا اور جو میری ذاتی جائیداد و مکان اور زیورات اور نقدی اور پارچہ جات وغیرہ تھے۔ اپنی بیوی کے سپرد کر کے بیوی کی رضامندی سے کل خرچ دے کر روانہ ہوا اور ہر ماہ اپنی زندگی اور خیریت کے خطوط اپنی بیوی اور بال بچوں کے پاس روانہ کرتا رہا ہوں اور میرے بال بچے اور بیوی نے مجھے گھر کے احوال لکھے ہیں۔ جو میرے پاس بطور ثبوت موجود ہیں۔ میری جائیداد تھی جس میں میرے بچے اور میری بیوی گزارہ کرتے رہے ہیں اور میرے ہی ذاتی مکان میں ان کی رہائش موجود ہے اور میری اتنی جائیداد تھی جس میں گزارہ کر کے میں حج بیت اللہ سے واپس آیا ہوں تو میرے لڑکے اور رشتہ دار مجھے اسٹیشن سے اپنے گھر لے آئے جہاں میری بیوی اور بچے موجود تھے۔ ہم آپس میں بچے اور بیوی راضی خوشی تھے۔ چند ایک رشتہ داروں اور پردیسیوں نے میری جائیداد کے لالچ میں آ کر مجھے ایک شخص نے کہا کہ دس سال باہر رہ کر آئے ہو۔ اس لیے تمھاری بیوی تمھارے حق میں نہیں ہے۔ تمھارا نکاح نہیں۔ میں نے کہا کہ میری بیوی کو میرا پورا علم ہے اور جب میں گیا ہوں تو خوشی اور رضامندی سے گیا ہوں اور نہ ہی میں نے طلاق دی ہے اور نہ ہی اس قسم کی تحریری اور زبانی طلاق دی۔ بلکہ ہم اب بھی بال بچے اور بیوی خوش ہیں۔ برائے مہربانی مجھے اس چیز کا فتویٰ دیا جائے۔ میرا نکاح درست ہے یا نہیں؟

گل محمد ولد دل محمد سوب میانی ملتان

﴿ج﴾

سوال میں کوئی ایسی بات نظر سے نہیں گزری جس سے نکاح ٹوٹنے پر کسی قسم کی دلالت ہو۔ اس لیے کہ نہ تو طلاق صریح کا کوئی ثبوت کرتا ہے اور نہ وہ نان ونفقہ کا منکر تھا۔ بلکہ نان ونفقہ دے کر گیا ہے اور اس کی حیات کا بھی اس عرصہ دس برس میں گھر والوں کو یقین حاصل تھا۔ دس برس یا کم وبیش اگر کوئی گھر سے باہر چلا جائے اور اس کی موت و ہلاکت کا حاکم کو غالب امکان ہو جائے جیسے کوئی معرکہ وجنگ میں گم ہو گیا ہو یا مرض کی حالت میں نکل گیا ہو یا بحری سفر پر گیا ہو اور ساحل پر پہنچنے کا پتہ نہ ہو اس قسم کی صورت میں موت کا حکم دے دیا جائے گا اور اس مسئلہ میں تو اگرچہ بحری سفر متحقق ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ حیات کا پورا یقین تھا۔ بوجہ خط وغیرہ کے اس لیے یہ بھی وجہ نہیں بن سکتی۔ **کما حررہ الشامی حیث قال لکن لا یخفی انه لا بد من مضی مدة طویلة حتی یغلب علی الظن موته لا بمجرد فقده عند ملاقات العدو او سفر البحر و نحوه شامی مطبوعه ایچ سعید ص ۲۹۷ ج ۴.** نیز یہاں پر عورت نے دعویٰ بھی نہیں کیا ہے۔ حاکم

کے پاس زوج کے مفقود ہونے کا تا کہ حاکم تنسیخ کا فیصلہ صادر کر دیتا۔ لہٰذا کوئی وجہ نہیں پائی جاتی جس سے نکاح سابق ٹوٹ گیا ہو۔ بلکہ شریعت کے ماتحت نکاح سابق بدستور باقی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ صفر ۱۳۸۹ھ

نکاح اول بغیر طلاق کے برابر رہتا ہے، جج کو چار سال تک انتظار کرنے کا حکم دینا چاہیے تھا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اپنی لڑکی کا میں نے نابالغی یعنی ۷ سال کی عمر میں ایک بالغ یعنی ۱۷ سال کے لڑکے سے نکاح کر دیا تھا۔ نکاح کے ۳، ۴ ماہ بعد لڑکا آوارہ گردی کی وجہ سے باہر چلا گیا اور پھر گم ہو گیا۔ لڑکی نابالغ تھی۔ اس لیے میں نے پہلے تو توجہ کم کی۔ پھر کچھ عرصہ بعد لڑکی بالغ ہونے لگی تو مجھے فکر ہوئی۔ دوسرا میں غریب آدمی ہوں۔ لڑکی کو کب تک گھر پر بٹھائے رکھتا۔ تیسرا عزت جانے کا خطرہ محسوس ہونے لگا تھا۔ میں نے لڑکے کے ورثاء کو کہا کہ آپ لڑکے کو تلاش کر کے لاؤ۔ انھوں نے اُسے کافی تلاش کیا۔ لیکن لڑکے کا کہیں سراغ نہ ملا۔ اُسی عرصہ میں لڑکی بالغ ہو گئی اور میری عزت جانے کا خطرہ تھا۔ کیونکہ میں غریب آدمی ہوں۔ روزی کماتا یا لڑکی کی نگرانی کرتا۔ اس لیے میں نے لڑکے کے ورثاء کو پھر زور دے کر کہا تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے اس کو کافی تلاش کیا۔ مگر اس کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ اب ہم کیا کر سکتے ہیں۔ آپ جو کچھ کرنا چاہتے ہو۔ وہ آپ کرو۔ ان کے کہنے پر میں نے عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کر دیا۔ عدالت نے لڑکے کے نام پر نوٹس اور ان کے ورثاء کو نوٹس جاری کیے اور ہم نے اخباروں میں اشتہار نکلوانے کی فیس بھی عدالت میں داخل کی۔ جس پر عدالت سے طلاق مل گئی۔ ہم نے علماء سے اس بارے میں مشورے کیے۔ علماء نے یہ مشورہ دیا کہ جب مسلمان حاکم کی عدالت سے تنسیخ نکاح ہو جائے تو عدت کے دن گزرنے کے بعد لڑکی نکاح ثانی کر سکتی ہے۔ چونکہ جج صاحب مسلمان تھے۔ اس کی عدالت سے ہی لڑکی کو طلاق ملی تھی۔ چنانچہ تقریباً ۶، ۷ ماہ کے بعد لڑکی نے نکاح ثانی کر لیا ہے اور اب وہ اپنے خاوند کے گھر آباد ہے۔ عدالت کے فیصلہ کے تقریباً ۱۳، ۱۴ ماہ بعد اور نکاح کے ۶، ۷ ماہ بعد گم شدہ لڑکا واپس آ گیا۔ اب کیا کیا جائے اس کے بارے میں علماء کرام فتویٰ جاری فرما دیں۔

(نوٹ) لڑکی چونکہ نابالغہ تھی اس لیے نہ تو وہ پہلے خاوند کے گھر گئی اور نہ ہی ان کے وارثوں نے یا اس نے کبھی کوئی خرچہ وغیرہ دیا اور نہ ہی جس عرصہ تک وہ گم رہا۔ کوئی سراغ ملا۔ لڑکا تقریباً ۹، ۱۰ سال تک لاپتہ رہا۔ عدالت کے فیصلہ کے ۷ ماہ بعد لڑکی نے نکاح ثانی کیا اور اب لڑکی اپنے خاوند کے گھر پر رہ رہی ہے۔ لڑکی نے جو نکاح ثانی کیا ہے۔ اسی خاوند سے راضی ہے۔ فتویٰ جاری فرمائیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ دوسرا نکاح صورت مسئولہ میں باطل قرار دیا جائے گا اور پہلے خاوند کا نکاح بدستور قائم رہے گا اور یہ لڑکی پہلے خاوند کو نکاح سابق کے ساتھ ملے گی ۔ تجدید نکاح کی بھی ضرورت نہیں ہے اور دوسرے خاوند کے ساتھ اس کا آباد رہنا شرعاً ناجائز ہے ۔ جج مسلمان کا وہ فیصلہ نافذ ہوتا ہے جو شریعت کے مطابق ہو ۔ صورت مسئولہ میں چونکہ عورت کو جج نے چار سال مزید انتظار کرنے کا حکم نہیں دیا ہے اور فیصلہ تنسیخ نکاح صادر کر دیا ہے ۔ لہٰذا یہ فیصلہ شرعاً معتبر نہ ہوگا اور ویسے بھی شرعاً مفقود (لاپتہ) کی واپسی کے بعد وہ عورت اس کو نکاح سابق کے ساتھ ملا کرتی ہے ۔ جیسا کہ حیلۃ الناجزۃ ص ۱۱۲ پہ ہے ۔ لیکن امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا مذہب اس بارے میں یہ ہے کہ اگر مفقود حکم بالموت کے بعد بھی واپس آ جائے تو اس کی عورت ہر حال میں اس کو ملے گی ۔ خواہ عدت وفات کے اندر آ جائے یا بعد انقضاء عدت اور خواہ نکاح ثانی اور خلوت وصحبت کے بعد آئے یا پہلے ۔ کما صرح به شمس الائمة في المبسوط حيث قال وقد صح رجوعه (يعني عمرؓ) عنه الى قول عليؓ فانه (اى علياً) كان يقول ترد الى زوجها الاول ولا يفرق بينه وبين الأخر ولها المهر بما استحل من فرجها ولا يقربها الاول حتى تنقضي عدتها من الأخر وبهذا يأخذ ابراهيم فيقول قول عليؓ احب الي من قول عمرؓ وبه ناخذ ايضا الخ . لیکن سابق خاوند اس کے ساتھ اس وقت تک ہمبستری وغیرہ نہ کرے ۔ جب تک اس کی عدت شوہر ثانی سے نہ گزر جائے ۔ کیونکہ یہ موطوءہ بالشبہہ شمار ہوگی ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ ذوالقعدہ ۱۳۸۸ھ

لاپتہ شوہر کا چار سال انتظار کرنے کے بعد عدالت سے رجوع ہوگا، اس سے قبل نکاح صحیح نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی جس کا نکاح ۹ سال کی عمر میں ہوا اور نکاح ۵۴ء میں ہوا اُس وقت لڑکے کی عمر ۱۵ سال تھی ۔ مگر ۶۲ء میں لڑکی جوان ہوئی تو شادی کا مطالبہ حسب رواج کرتے رہے ۔ مگر لڑکی والوں نے کوئی رواجی لین دین قبول نہیں کیا اور عذر بہانے میں ٹالتے رہے ۔ تقریباً ۳ سال تک

شادی کا مطالبہ کرتے رہے۔مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی۔اس کے بعد ۶۵ء میں لڑکا دماغی کمزوری میں مبتلا ہوگیا اور سرپرست علاج معالجے میں مصروف ہوگئے۔لڑکی والوں نے موقعہ سے فائدے اُٹھا کر یہ کہنا شروع کر دیا۔جلدی علاج کرو۔ہماری لڑکی کافی عرصہ سے جوان ہے۔ہم نہیں بٹھا سکتے اور نہ ہی بیمار کو دیتے ہیں۔اسی کشمکش میں تھے کہ لڑکے کا علاج شروع تھا اور علاج کے دوران وہ لاپتہ ہوگیا۔تقریباً ۱۹۶۸ء میں لاپتہ ہوا اور اُس کو ڈیڑھ سال لاپتہ ہونے کو ہوگیا ہے۔مگر لڑکی والوں نے بغیر گواہ وغیرہ کے فتویٰ لے کر کسی اور کے ساتھ نکاح کر دیا ہے۔ہمیں قرآن وحدیث کی رو سے یہ بتایا جائے کہ یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز۔فقط

(نوٹ) لڑکے کی تلاش شروع ہے۔ابھی ابھی کچھ خبر ملی ہے۔اس علامت سے پتہ چلتا ہے کہ لڑکا ابھی زندہ ہے اور ایک آدمی اس جگہ پر بھی بھیج دیا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مذکورہ میں مسماۃ مذکورہ کا دوسرا نکاح درست نہیں ہوا۔لاپتہ شوہر کو اگر چار سال گزر جائیں اور کوئی پتہ نہ چلے تو پھر عدالت میں عورت کو رجوع کرنا ضروری ہے۔عدالت جب فسخ نکاح کا فیصلہ دے تو شرع کے دستور کے مطابق کسی جگہ نکاح ہونا چاہیے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حامد علی مہتمم مدرسہ اسلامیہ خیر المعاد ملتان

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس لڑکی کا نکاح سابقہ خاوند کے ساتھ بدستور باقی ہے۔دوسری جگہ نکاح برنکاح اور حرامکاری ہے۔دوسری دفعہ جس شخص کے ساتھ نکاح پڑھایا گیا ہے۔اُس پر لازم ہے کہ وہ فوراً اس عورت کو چھوڑ دے اور توبہ تائب ہو جائے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

مفقود الخبر کے متعلق شرعی کارروائی ضروری ہے، بغیر اس کے دوسری جگہ نکاح صحیح نہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی زید نے اپنے بھائی عبدالرحمن پندرہ سالہ مفقود الخبر کی بیوی سے نکاح کر لیا۔حالانکہ عبدالرحمن کی موت وحیات کے متعلق قانونی ورواجی طور پر کوئی تفتیش نہیں کی گئی اور نہ عبدالرحمن خود کوئی طلاق وغیرہ دے کر گیا تھا تو کیا زید مذکور اس نکاح پر مجرم ہے یا نہ؟ نیز جو لوگ اس نکاح میں شریک ہوئے ہیں ان کا نکاح باقی ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ واضح رہے کہ صورت مسئولہ میں یہ نکاح زوجہ مفقود الخبر کے لیے شرعی طریقہ سے نہیں دوسری جگہ نکاح کرنے کا جو شرعی طریقہ ہے ۔اس کے خلاف کیا گیا ہے ۔اس لیے یہ نکاح ناجائز اور نکاح بر نکاح شمار ہوگا اور اس طرح زوجین کا آپس میں آباد رہنا حرامکاری ہے ۔لہٰذا زید پر لازم ہے کہ وہ فوراً اُس عورت کو چھوڑ دے اور توبہ تائب ہو جائے ۔ نیز نکاح میں موجود دوسرے اشخاص کا نکاح بدستور باقی ہے ۔البتہ یہ لوگ سخت گنہگار بن گئے ہیں ۔ بشرطیکہ ان کو علم ہو کہ یہ نکاح بر نکاح ہو رہا ہے ۔ان کو بھی توبہ کرنی لازم ہے ۔ **وفی الدر المختار ص ۵۱۶ ج ۳ اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته (الی) قوله لم یقل احد بجوازه الخ** . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ

مفقود الخبر کے متعلق مکمل کوشش کرنے کے بعد نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ فدوی کا ایک لڑکا مسمی مینگل خان برائے حصول دینی علوم گھر سے چلا گیا ۔جس کو آج ۱۹۷۱ء تک نو سال پورے ہو چکے ہیں ۔ جو کہ مفقود اور لاپتہ ہے ۔تمام پاکستان کے مدارس وغیرہ سے خطوط کے ذریعہ دریافت کیا ۔لیکن کہیں سے پتہ نہیں چلا ۔ اس کی اہلیہ ہمارے ساتھ رہتی ہے ۔ کیا اس عورت کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

مفقود کی بیوی کے لیے بہتر ہے کہ شوہر کی عمر نوے برس ہونے تک صبر کرے ۔ اگر صبر نہ کر سکے ۔ تو اسی حالت میں یہ عورت کسی مسلمان حاکم کے پاس دعویٰ کرے اور گواہوں سے اپنا نکاح حاکم کے پاس ثابت کرے اور شوہر کے مفقود ہونے کی شہادت شرعیہ پیش کرے ۔ پھر حاکم اس شخص کی بقدر ممکن تلاش کرے ۔ جہاں اس کے جانے کا ظن غالب ہو ۔ وہاں آدمی بھیجے اور جہاں صرف احتمال ہو خط وغیرہ سے تحقیق کرے ۔ اخبار میں اشتہار دینا مفید معلوم ہو تو یہ بھی کرے ۔ بہر کیف ہر ممکن صورت سے اس کی تلاش میں پوری کوشش کرے ۔

دوسروں کے کہنے پر ہرگز اعتبار نہ کرے۔ حاکم کے پاس دعویٰ پیش ہونے سے قبل عورت کی طرف سے یا کسی دوسرے شخص کی طرف سے تلاش کی کوشش کافی نہیں۔ بلکہ دعویٰ پیش ہونے کے بعد ضروری ہے کہ حاکم خود پوری کوشش کرے۔ جب حاکم شوہر کے ملنے سے بالکل ناامید ہو جائے۔ تو عورت کو چار سال کی مہلت دے۔ اگر چار سالوں میں بھی اس کی کوئی خبر نہ آئی تو عورت حاکم کے پاس دوبارہ درخواست پیش کر کے نکاح فسخ کروا لے اور شوہر کو مردہ تصور کر کے چار ماہ دس دن عدت وفات گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ وهذا ملخص ما هو مشروح في الحيلة الناجزة للحيلة العاجزه ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ صفر ۱۳۹۱ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵/۲/۱۳۹۱ھ

مفقود الخبر کئی سال بعد واپس آ گیا تو کیا نکاح دوبارہ کرے؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی جس کا نکاح بچپن میں ہو گیا تھا۔ نکاح ہونے کے بعد وہ غائب ہو گیا تو اس کی گھر والی نے چند سال انتظار کرنے کے بعد دوسرے آدمی سے نکاح کر لیا۔ جس آدمی کے ساتھ شادی کی وہ مارتا پیٹتا ہے۔ بہت تنگ کر رہا ہے۔ یہ عورت بہت تنگ آ گئی ہے اور اس نے سنا کہ میرا پہلا خاوند جس کا نکاح بچپن میں ہو گیا تھا، وہ واپس آ گیا ہے تو یہ عورت اس کے پاس چلی گئی اور اسے کہا کہ میں تیری ہوں اور تیرے پاس رہوں گی، کیونکہ میرے ساتھ بچپن سے نکاح ہے تو کیا یہ آدمی جو کہ غائب ہونے کے بعد حاضر ہوا نکاح دوبارہ کرے یا جس کے ساتھ عورت کی شادی ہوئی ہے۔ جو تنگ کرتا ہے۔ وہ طلاق دے بعد میں یہ نکاح کرے یا نہ کرے۔ اس کا نکاح باقی ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

پہلے خاوند کے آنے کے بعد یہ عورت اس پہلے خاوند کو نکاح اول کے ساتھ ملے گی تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔ ہاں تجدید بہتر اور افضل ہے اور نہ اس دوسرے شخص کے طلاق دینے کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ اس وقت ہے کہ اس پہلے شخص کا نکاح واقعی اس عورت کے ساتھ ہوا ہو اور اس شخص نے ابھی تک طلاق نہ دی ہو۔ اور اس پہلے خاوند کو اس عورت کے ساتھ اس وقت تک صحبت جائز نہیں کہ اس دوسرے شخص کی عدت نہ گزار لے اگر حاملہ

ہے۔تو وضع حمل ورنہ تین حیض گزار کر اس پہلے شخص کو اس سے صحبت جائز ہے۔ کیونکہ یہ موطوءہ بالشبہ ہے۔اس مسئلہ کی تفصیل الحیلۃ الناجزۃ مصنفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ میں موجود ہے۔اس عورت نے اگر دوسرے کے ساتھ نکاح شرعی طریقہ سے نہ کیا ہو۔یعنی حاکم مسلمان کے ذریعہ شرعی اصول کے تحت نکاح ثانی کی اجازت نہ لی ہو تو یہ عورت اور یہ مرد دونوں بڑے گنہگار ہیں۔اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لینی ضروری ہے اور اگر شرعی اصول کے تحت دوسرا نکاح کیا ہو تو گناہ نہ ہوگا۔لیکن عورت بہر حال اس پہلے خاوند کو عقد سابق کے ساتھ ملے گی۔عدت گزار کر پہلا خاوند صحبت کر سکتا ہے۔تجدید نکاح افضل ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معاون مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زوج سابق معلوم ہونے کی صورت میں نکاح سابق سے وہ اس کی بیوی رہے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ جو مدعیہ ہے کہ انقلاب پاکستان میں میرا خاوند شہید ہو گیا ہے۔اب تقریباً بیس سال گزرنے کے بعد پتہ چلا کہ اس کا خاوند زندہ ہے۔کیا صورت مسئولہ میں نکاح ثانی درست ہے یا نہ اور اولاد نکاح سے جو مولود ہے۔وہ کس شخص کی ہے اور مبینہ عورت کے بیان سے جو نکاح ثانی ہوا ہے۔ناکح ثانی پر بعد از نکاح و بعد از اظہور رخاوند اول کوئی جرم عائد ہوتا ہے یا نہ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔صورت مسئولہ میں زوج سابق کے زندہ معلوم ہو جانے کی صورت میں نکاح ثانی باطل قرار دیا جائے گا اور زوجہ نکاح سابق کے ساتھ زوج اول کی منکوحہ شمار ہوگی۔پس عورت زوج ثانی سے عدت شرعیہ گزارے۔تب جاکر زوج اول کے ساتھ ہمبستری جائز ہوگی اور جو اولاد نکاح ثانی سے پیدا ہوئی ہے۔وہ زوج ثانی سے شمار ہوگی اور یہ عورت موطوءہ بالشبہ شمار ہوگی (**کما فی الحیلة الناجزة** ص ۱۱۲) امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا مذہب اِس بارے میں یہ ہے کہ اگر مفقود حکم بالموت کے بعد بھی واپس آجائے تو اُس کی عورت ہر حال میں اُسی کو ملے گی۔خواہ عدت وفات کے اندر آجائے یا بعد انقضائے عدت اور خواہ نکاح ثانی اور خلوت وصحبت کے بعد آئے یا پہلے۔ **کما صرح به شمس الائمة فی**

المبسوط حيث وقد صح رجوعه (ويعني عمر) عنه الى قول علي فانه (عليا) كان يقول ترد الى زوجها الاول ولا بين الآخر ولها المهر بما استحل من فرجها ولا يقربها الاول حتى تنقضي عدتها من الاخر وبهذا ياخذ ابراهيم فيقول قول علي احب الى من قول عمرؓ وبه ناخذ ايضا (ص ۲۷ ج ۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ شوال ۱۳۸۷ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر طلاق کے گواہ نہ ہوں تو عورت خودمختار ہے

﴿س﴾

مؤدبانہ گزارش کرتی ہوں کہ میں سائلہ ایک نہایت غریب عورت ہوں اور کافی عرصہ سے اپنی محنت و مزدوری کر کے گزارہ کر رہی ہوں۔ کیونکہ سائلہ کا خاوند عرصہ دوسال سے کہیں گم ہو گیا ہے اور اس سے پہلے بھی چار، چھ سال ہو گئے ہیں کہ میں اپنا محنت مزدوری کر کے پیٹ پال رہی ہوں اب میرا دیور ہے۔ جس کا نام محمد شریف ہے۔ وہ بھی غریب اور بال بچہ دار ہے۔ صرف رہائش اُس کے مکان میں کرتی ہوں۔ لہٰذا میری اس حالت پر آپ غور فرمائیں کہ میں بموجب شرع شریف خاوند کے حق سے آزاد ہوں یا نہ اور خودمختار ہوں، جہاں چاہوں رہ سکتی ہوں یا دیگر شادی وغیرہ کر سکتی ہوں یا نہ؟ اور جبکہ خاوند یہاں موجود تھا۔ عرصہ دوسال گزر جانے سے پہلے۔ تو خاوند مذکور نے زبانی کئی مرتبہ میرے خرچہ کے مطالبہ پر کہا کہ جاؤ تم مجھ سے طلاق ہو اور آزاد ہو اور کئی دفعہ کہا کہ تم اب میری ماں بیٹی بن چکی ہو۔ تم مجھ سے بالکل آزاد ہو۔ جہاں چاہو رہ سکتی ہو۔ گواہان بھی میں اس پر پیش کر سکتی ہوں اور پھر کہیں چلا گیا اور گم ہو گیا۔ اب تک خاوند کا کوئی پتہ نہیں۔ اب زندہ ہے یا نہیں؟ لیکن سائلہ جوان عمر ہے۔ زمانہ بہت خراب ہے اور در بدر کی ٹھوکریں کھاتی ہوں اور مزدوری کرتی ہوں۔ مجھے اپنی عزت کا بھی ڈر لگتا ہے۔ فقط۔ میرے ماں باپ بھی زندہ نہیں ہیں اور میں اس وقت لاوارث ہوں۔

مسماۃ زبیدہ زوجہ عبدالرشید حال گمشدہ سکنہ حال اندرون حرم گیٹ گلی تالاں والی ملتان

﴿ج﴾

اگر واقعی طلاق کے گواہ موجود ہیں تو عورت خودمختار ہے۔ جہاں چاہے کسی کے ساتھ نکاح کرے۔ عدت بھی چونکہ گزر گئی ہے۔ اس لیے کسی قسم کی رکاوٹ نظر نہیں آتی۔ لیکن نکاح میں یہ بات ضروری ہے کہ عورت کا

دوسرا خاوند عورت کے ہم پلہ ہو۔ یعنی عورت کے برابر کا آدمی ہو تاکہ عورت کے چچے یا تائے کو اُس پر اعتراض نہ ہو۔ باقی نکاح بالکل جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(نوٹ) کفو میں نکاح کرنے پر اگر چچے یا تائے کا اعتراض ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ عورت جس سے چاہے اپنی مرضی کے مطابق نکاح کرے۔

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ

نکاح میں خطبہ مسنون ہے، کھڑا ہونا شرط نہیں

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جب خطبہ نکاح ہو تو خطبہ کون پڑھے۔ یعنی کوئی مولوی صاحب پڑھے یا ناکح خود پڑھے یا کوئی اور پڑھے اور کیا کھڑے ہو کر پڑھنا واجب ہے یا بیٹھ کر پڑھنا۔ بمع حوالہ جات کتاب جواب سے ممنون فرمائیں۔ (۲) کیا جب بچہ پیدا ہو جائے تو اس کے تیسرے یا پانچویں دن یا ساتویں دن بعض لوگ جمع ہو کر امام الٰہی اور مولوی صاحب آواز بلند گا کر اشعار پڑھتے ہیں اور چھوٹے لڑکے اس پر آمین کرتے ہیں۔ اس کے بعد چائے اور مٹھائی وغیرہ تقسیم ہوتی ہے اور جس نے یہ اشعار پڑھے ہوں۔ اُس کو روپیہ دیتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ مع حوالہ جات کتب مطلع فرمائیں۔ (۳) مردے کے دفن کرنے کے بعد تمام لوگ قبر پر کھڑے ہو کر تین مرتبہ دعاء مانگتے ہیں۔ متصلاً کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ تمام جوابات مع حوالہ کتاب ممنون فرمائیں۔

المستفتی مولوی دوست محمد عفا اللہ عنہ

ج

(۱) خطبہ نکاح مسنون ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ نیز نکاح خواں مولوی صاحب کے پڑھنے سے بھی سنت ادا ہو جائے گی۔ شیخ عبدالحق درشرح مشکوٰۃ ے آرد خطبہ نکاح سنت است' بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔ اس میں کھڑا ہونا شرط نہیں۔ (۲) جو طریقہ اور فعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا خیر القرون میں نہ بالذات نہ بالعرض موجود ہو اور اس کو آج دین اور ثواب سمجھ لیا جائے وہ بدعت ہے۔ لہٰذا طریقہ مذکورہ کو اگر دین سمجھ کر ثواب یا برکت کا موجب سمجھ لیا جائے تو بدعت اور ناجائز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مولود کی تحنیک و اذان واقامت اس کے کانوں میں، عقیقہ حلق راس وغیرہ امور جو ثابت ہیں۔ وہی مسنون ہیں۔ موجب برکت

وخیر ہیں۔ باقی سب لغو ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر بعد دفن کے کچھ دیر تک کھڑا رہنا اور اس کے لیے تثبت کی دعاء منقول ہے۔ تین دفعہ دعاء رفع یدین کے ساتھ اور پھر چوتھی دعا متصلاً کہیں ثابت نہیں۔ طریقہ مذکورہ مروجہ بدعت ہے۔ ومن ادعی بثبوته فعليه البيان حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا فرغ من دفن الميت وقف عليه فقال استغفروا لاخيكم بالتثبت فانه الأن يسئل رواه ابو داؤد. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ذی قعدہ ۱۳۷۱ھ

باپ نے مستی کی حالت میں لڑکی کا نکاح کفو میں کیا تو صحیح ورنہ نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر کوئی شخص نشہ میں مست ہو اور اپنی لڑکی کا نکاح کسی دوسرے شخص کے ساتھ کر دے تو یہ شریعت نبویؐ میں جائز ہے یا نہیں؟

(نوٹ) مذکورہ بالا شخص شروع سے ہی منشیات کا استعمال کرتا ہے اور عام لوگوں میں یہ بات مشہور ہے۔

﴿ج﴾

اگر نشے میں مستی کی حالت میں باپ نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا تو دیکھا جائے گا۔ اگر نکاح کفو میں مہر مثل کے ساتھ کیا ہے تو نکاح صحیح ہے اور اگر غیر کفو میں یا مہر مثل سے بہت کم پر کیا ہے تو نکاح صحیح نہیں۔ قلت ومقتضى التعليل ان السكران او المعروف بسوء الاختيار لو زوجها من كفو بمهر المثل صح لعدم الضرر المحض. اس سے پہلے ہے۔ وكذا السكران لو زوج من غير الكفو كما في الخانية وبه علم ان المراد بالاب من ليس بسكران ولا عرف بسوء الاختيار اھ لا يجوز کفو اور مہر مثل کی تحقیق کسی معتمد عالم سے کرالیں۔ شامی مطبوعه مصر ص ۶۷ ج ۳ کتاب النكاح باب الولي۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بے ہوشی کی حالت میں نکاح صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی کرم کے ہمراہ بکھاں بنت پٹھانہ کا نکاح ہوا اور سرمیل بھی ہو چکا ہے۔ اس کے مقابلہ میں کرم کے بھائی محمد نے اپنی لڑکی نابالغہ مسماۃ بنت کا نکاح مسمی لعل ولد پٹھانہ کے ساتھ کر دیا۔ قضاءً کرم کا بھائی محمد والد پیر پٹھانہ دونوں فوت ہو گئے۔ اب پٹھانہ نے اپنے داماد کرم کو کہا کہ اگر چہ میرا لڑکا لعل فوت ہو گیا ہے۔ مگر نعمت میری بہو ہے۔ لہٰذا وہ مجھے دے۔ تو کرم نے اُسے دینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ پٹھانہ نے کرم کی منکوحہ بکھاں اور اس کی دو بیٹیاں نابالغہ جو کہ پٹھانہ کی لڑکی اور نواسیاں تھیں۔ قابو کر کے اپنے رشتہ داروں کی طرف جو چالیس میل دور تھے، روانہ کر دیں اور اُن کے حوالہ کر دیں تو میں نے بیوی اور بیٹیوں کی واپسی کے لیے نہایت کوشش کی۔ مگر ناکام رہا۔ القصہ بذریعہ علاقہ کے تھانیدار کے کوشاں ہوا۔ مگر تھانیدار نے رشوت لے کر اُلٹا مجھے بہت مارا پیٹا۔ چنانچہ بارہ بجے رات کو جب کہ بے ہوش تھا۔ کتاب پر یا کہ سفید کاغذ پر میرے انگوٹھے لگوائے۔ صبح معلوم ہوا کہ تیری ہر دو لڑکیوں کا نکاح رات کو پڑھایا گیا ہے اور تو نے انگوٹھے رضامندی سے لگا دیے ہیں۔ بزرگو! میں حلفیہ عرض کرتا ہوں کہ مجھے کسی قسم کا علم نہیں اور نہ میں رضامند ہوں۔ لہٰذا جواب دے کر ممنون فرمائیں کہ آیا عندالشرع میں اپنی لڑکیوں کا اپنے کفو میں نکاح کر سکتا ہوں۔

﴿ج﴾

عالم بے ہوشی میں نکاح نہیں ہوتا۔ لہٰذا بموجب بیان سائل نکاح نہیں ہوا۔ وہ جہاں چاہے نکاح کر سکتا ہے۔ لیکن اگر اس نے سوال میں غلط بیانی سے کام لیا ہے تو اس کا مفتی ذمہ دار نہیں ہے۔ خود غور کرے۔ دیانت داری ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

گواہوں کے لیے ضروری ہے کہ انھوں نے متناکحین میں سے ہر ایک کے الفاظ وتعبیر نکاح کو سن لیا ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شہر سے دوسرے شہر تک یا ایک ملک سے دوسرے ملک تک دولہا دولہن فون پر ایجاب وقبول کر لیں تو آپس میں نکاح صحیح ہو جائے گا یا نہیں۔

مذکورہ بالا طریقہ پر جو لوگ نکاح کر چکے ہیں وہ صحیح ہیں یا دوبارہ یہ لوگ نکاح کریں۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ گواہان نکاح کے لیے ضروری ہے کہ دونوں نے متناکحین میں سے ہر ایک کے الفاظ وتعبیر نکاح کو معاً سن لیا ہو۔ درمختار حضور میں ہے۔ **وشرط مطبوعه مصر ص ۲۱ ج۳ شاهدين مكلفين سامعين قولهما معاً على الاصح فاهمين انه نكاح على المذهب** اھ فون پر ایجاب وقبول کی صورت میں گواہان مناکحین کے ایجاب وقبول کو نہیں سنتے لہٰذا فون کے ذریعہ نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ اسی طرح فون کے ذریعہ تعین مناکحین بھی یقینی نہیں۔ پس فون کے ذریعہ نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ جو لوگ اس طریقہ سے نکاح کر چکے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ تجدید نکاح کریں۔ اگر مناکحین دور دراز علاقہ میں ہوں تو نکاح کی بہتر صورت یہ ہے کہ مثلاً لڑکا کسی ایسے شخص کو جو لڑکی کے شہر میں رہتا ہو وکیل بنا دے اور وکیل شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں موکل کے لیے نکاح کر دے۔

اسی طرح تحریر وکتابت کے ذریعے بھی نکاح درست ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کسی مرد نے عورت کو نکاح کے لیے خط لکھا اور عورت نے گواہان کو حاضر کر کے اس مرد کی تحریر ان گواہوں کو سنا دینے کے بعد یہ کہہ دیا کہ میں نے اس مرد کو اپنا نفس نکاح میں دے دیا ہے۔ تو نکاح درست ہے۔ اگرچہ فریقین مجلس نکاح میں موجود نہ ہوں۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شہادت بالتسامع سے نکاح کے ثبوت کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عرصہ ہوا ہے نکاح خوان نے چند آدمیوں کے روبرو زید کا نکاح پڑھا تھا۔ اب اسے یاد نہیں ہے۔ اصلی گواہ بھی فوت ہو چکے ہیں۔ البتہ بستی والے اور آس پاس والے اس قسم کی شہادتیں نہیں دیتے ہیں کہ واقعی ہم نے سنا تھا کہ زید کا نکاح مسماۃ فلاں سے ہو گیا ہے۔ دو آدمی یہ بھی کہتے ہیں کہ لڑکی کے والد نے ہمارے روبرو نکاح کا اقرار کیا تھا۔ لڑکی کے بڑے بھائی نے بھی ایک آدمی کے سامنے نکاح کا اقرار کیا تھا۔ اب لڑکی کا والد بھی فوت ہو گیا ہے۔ اب لڑکی کے بھائی نکاح سے انکاری ہیں۔ شرعاً ایسے نکاح کی کیا حیثیت ہے۔ ان شہادتوں سے نکاح ثابت ہو گا یا نہیں کتب فقہ معتبرہ سے مدلل تحریر فرمائیں۔

واضح رہے کہ نکاح کے ثبوت کے لیے شہادت بالتسامع بھی کافی ہے۔ یعنی نکاح کی عام شہرت سن کر نکاح پر شہادت دی جاسکتی ہے۔ بشرطیکہ حاکم کے سامنے گواہ تسامع کی تصریح نہ کرے اور حاکم کا ظن غالب ہو کہ گواہ معتمد ہیں اور واقع میں نکاح ہو گیا ہے۔ پس مقامی طور پر معتمد علیہ دیندار علماء کو ثالث مقرر کر دیں۔ وہ گواہوں وغیرہ سے واقعہ کی خوب تحقیق کر کے فیصلہ کر دیں۔ نفس اس سوال کے بیان پر ہم نکاح کے ثبوت کا حکم نہیں دے سکتے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ۹ ذوالقعدہ ۱۳۹۲ھ

لڑکی کی خاموشی اقرار ہے، والدہ کا راضی ہونا ضروری نہیں ہے

﴿س﴾

محترم جناب مفتی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ۔ مندرجہ ذیل تفصیل کو نہایت غور سے پڑھ کر نکاح کے بارے میں فتویٰ عطا فرمایا جائے کہ نکاح شرعی ہوا ہے یا نہ؟ ہمارے ہاں دو بھائی غلام سرور سکول ٹیچر اور سرفراز فوجی تھے۔ آج سے تقریباً بیس سال پہلے کی بات ہے کہ چھوٹے بھائی سرفراز فوجی کے ہاں لڑکا محمد ریاض ننھا سا بچہ تھا۔ جبکہ بڑے بھائی غلام سرور کے ہاں رشیدہ بیٹی پیدا ہوگئی۔ سرفراز نے اس بھتیجی کو اپنے بیٹے محمد ریاض کی منگیتر ظاہر کرتے ہوئے تینوں کپڑے، چاندی کے کنگن، سونے کی چیلکاں پہنوائیں۔ لیکن ۱۹۶۱ء میں سرفراز فوجی بقضائے الٰہی فوت ہو گیا۔ غلام سرور سکول ماسٹر (بڑے بھائی) نے مرحوم بھائی سرفراز کی رسم قل خوانی کے وقت اعلان عام کرتے ہوئے اپنے مرحوم بھائی کی بہت دیرینہ امید کو عملی جامہ پہنایا اور مجمع عام میں سامنے کھڑے ہو کر اعلان کرتے ہوئے مخاطب ہوا کہ جس طرح میرے مرحوم بھائی کا خیال تھا۔ اسی طرح میں اعلان عام کرتا ہوں کہ میں اس کے بیٹے کو اپنی وہی بیٹی (جو میرے بھائی مرحوم نے بہو بنا رکھی تھی) دے چکا ہوں اور اب مرحوم بھائی کی بیٹی پیدا ہو چکی ہے۔ وہ میں اپنے چھوٹے بیٹے کو بیاہتا ہوں۔ لہٰذا آج کے بعد برادری کا کوئی فرد میرے پاس میری لڑکی یا بھتیجی کا رشتہ حاصل کرنے کے لیے ہرگز ہرگز نہ آئے۔ اب پچھلے سال سردیوں میں سرفراز مرحوم بھائی کے یتیم بیٹے محمد ریاض نوجوان نے برادری کو اکٹھا کر کے اپنے چچا غلام سرور سے رشتوں کی پختگی کا اظہار کیا تو غلام سرور (ریٹائرڈ) سکول ماسٹر نے یہ طے کر کے پختہ دعاء کی کہ محمد ریاض اپنی

ہمشیرہ شہناز (نابالغ) میرے بیٹے محمد اختر کو میرے اعلان کے مطابق بھی دے اور مزید براں میرے بڑے لڑکے محمد صفدر (چونگی چپڑاسی دریا خان) کو بھی رقم خرچ کر کے خرید کے عورت بیاہ ہے۔ اب ماہ رمضان شریف میں غلام سرور نے کہا کہ آپ لوگوں کی خرید کردہ عورت میرا لڑکا جو صفدر نہیں لینا چاہتا۔ بلکہ اپنی مرضی سے ایک عورت لینا چاہتا ہے۔ ایک ہزار روپیہ نقد ماہ رمضان ہی میں دے دیا اور اپنے دل میں پختہ یقین ہو گیا۔ کہ ایک ہمشیرہ کا نکاح کر دے گا۔ دوسرے کام (رشتہ) کے بدلے میں رقم دے دی گئی ہے۔ اب مجھے چچا غلام سرور اپنی نوجوان لڑکی رشیدہ جلد از جلد بیاہ دے گا۔ بالآخر عید الفطر کی شام نصف شب یعنی آدھی رات کے وقت غلام سرور ریٹائرڈ سکول ماسٹر نے اپنے چھ بیٹوں اور دو بھتیجوں کو اپنے مکان میں اکٹھا کیا۔ غلام سرور کے بیٹوں کی تفصیل یوں ہے کہ سب سے بڑا بیٹا دوکاندار اور برانچ پوسٹ ماسٹر ہے۔ پھر دو بیٹے سکول ماسٹر ہیں۔ چوتھا بیٹا وتی چپراسی ہے۔ پانچواں نوجوان محمد اختر ایف اے۔ چھٹا نابالغ بیٹا طالب علم جماعت پنجم میں ہے۔ دو بھتیجے تھے۔ بڑا بھتیجا ایک اور بھائی کا بیٹا ہے۔ جسے غلام سرور نے بڑی بیٹی بیاہی ہوئی تھی۔ وہ بھتیجا اور داماد تھا۔ دوسرا بھتیجا وہی محمد ریاض۔ جس کا نکاح ہو رہا ہے۔ غلام سرور ان آٹھوں (آٹھواں نابالغ ہے) بلکہ ساتوں اشخاص سے مخاطب ہوا کہ آج عید تھی لیکن میری بیوی مجھ سے ناراض ہو کر میکے جا چکی ہے اور آج عید کے روز بھی واپس نہیں آئی۔ اس کا مطالبہ ہے کہ یہ لڑکی اپنے بھتیجے کو نہ دے۔ لیکن میں کئی بار زبان سے کہہ چکا ہوں کہ یہ لڑکی میں اپنے مرحوم بھائی کے بیٹے کو دے چکا ہوں۔ اس لیے اب اسی وقت میں اس یتیم بھتیجے کو عقد نکاح کر کے دے رہا ہوں۔ غلام سرور، اس کے چھ بیٹے، داماد اور مطلوب بھتیجا محمد ریاض، اس کی نکاح والی لڑکی سب کے سب ایک ہی مکان میں ایک جگہ موجود تھے۔ ان سب آدمیوں کے سامنے ایک بھائی (سکول ماسٹر) نے اپنی اسی بہن رشیدہ سے اپنے باپ کے نکاح کر دینے کا اظہار کیا تو لڑکی نے اپنی والدہ کی عدم موجودگی کا بار بار احساس دلایا اور لڑکی نے یہ الفاظ تسلیم کیے کہ یہ میرے سامنے میرا والد بیٹھا ہے۔ واقعی یہ میرا وارث بھی ہے اور والد بھی ہے۔ اگر میری والدہ کی عدم موجودگی میں ابھی یہ نکاح پڑھ کر دینا چاہتا ہے تو بے شک پڑھ دے لیکن میری والدہ کو ضرور موجود رکھنا چاہیے تھا۔ پھر نکاح پڑھنا چاہیے تھا۔ والد غلام سرور بولا کہ تیری والدہ رضامند نہیں ہوتی اور نہ ہم رضامندی کر سکتے ہیں۔ اس پر لڑکی نے مکمل خاموشی اختیار رکھی اور آخر تک خاموش رہی۔ اس اثناء میں لڑکی نے اپنی زبان سے اور کوئی لفظ نہ نکالا۔ اس خاموشی پر غلام سرور نے اپنے بھتیجے محمد ریاض سے مخاطب ہو کر ان چھ آدمیوں کے سامنے کہا (تین بار) کہ میں نے تجھے اپنی بیٹی رشیدہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام شریعت کے مطابق عقد نکاح کر دی۔ تینوں بار محمد ریاض فقرہ کے اختتام پر کہتا رہا (تین بار) کہ میں نے

قبول کر لی۔ صبح ہوتے ہوئے غلام سرور نے خود سارے موضع میں بوقت ملاقات اکثر لوگوں کو اپنی بیٹی کے نکاح کر دینے کا اظہار کیا۔ موضع بھر سے لوگ مبارکباد دینے آئے۔ محمد ریاض کے گھر والوں نے گڑ (مٹھائی وغیرہ) عام لوگوں کو تقسیم کیا۔ اب تین چار دن خوب خوشیاں منائی گئیں۔ مبارکبادیاں ہوتی رہیں۔ غلام سرور نے خود بھی لوگوں کو بتایا کہ میں نے نکاح کر دیا ہے۔ خاص برادری کے آدمیوں کو بذریعہ اطلاع بھی غلام سرور نے نکاح کر دینے کے پیغام بھیجے۔

ان سب معاملات کے باوجود جب غلام سرور کی بیوی جو ناراضگی کے عالم میں میکے گئی ہوئی تھی۔ واپس گھر آئی اور رونا پیٹنا، گالی گلوچ دینا شروع کر دیا۔ تو اُسے خاموش گھر بٹھانے کی خاطر غلام سرور نے کہا کہ میں نے کوئی کتابی نکاح تو نہیں پڑھ دیا۔ ان زبانی باتوں سے کیا ہوتا ہے۔

عالیجاہ۔ اب غلام سرور، اس کی بیوی دونوں عام لوگوں کو کہتے پھرتے ہیں کہ ہمارا کوئی نکاح نہیں ہوا اور نہ ہی ہم نے کوئی نکاح کر دیا ہے۔ بلکہ اپنی لڑکی سے بھی یہی الفاظ نکلواتے ہیں کہ میرا کوئی نکاح نہیں ہوا اور نہ ہے۔ اب غلام سرور اپنے یتیم بھتیجے کو کہتا ہے کہ اپنا دیا ہوا ایک ہزار روپیہ بھی واپس لے لو اور مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ میری بیوی اور بیٹی آپ کے کام (رشتہ) پر رضامند نہیں ہیں۔ اس لیے میرا نکاح کوئی نہ سمجھو۔

اب علماء کرام سے التجاء ہے کہ اس تحریر کے نیچے فتویٰ تحریر فرمایا جائے کہ شرعی طور پر ان تمام معاملات، اعلانات، دعاء خیر، شرعی نکاح کے پیش نظر محمد ریاض کا شرعی نکاح صحیح ہے یا کہ نہیں؟

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال وواقعہ محمد ریاض کا نکاح مسماۃ رشیدہ کے ساتھ شرعاً صحیح ہے۔ اگر مہر کا ذکر نہیں کیا گیا تو مہر مثل واجب ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ

باکرہ بالغہ کا ولی اقرب نہ ہو تو سکوت کافی نہیں، اجازت ضروری ہے

﴿س﴾

ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر علیحدہ کر دیا تھا۔ بعد گزرنے عدت کے اس عورت نے دوسری جگہ نکاح کر لیا۔ وقت طلاق سے پہلے خاوند کی مطلقہ سے ایک لڑکی بھی تھی جو بوجہ نابالغی اپنی والدہ کے ساتھ چلی گئی۔

جب لڑکی بالغ ہوئی اور اس کے والد کو اس کا علم ہوا تو والد نے بغیر اجازت اپنی لڑکی کا نکاح روبرو گواہاں کر دیا اور اس کے مربی کو اس امر کی اطلاع کر دی کہ میں نے لڑکی کا نکاح کر دیا ہے۔ آپ کو اطلاع ہونی چاہیے۔ لڑکی کو جب اس معاملہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے اقرار یا انکار کا کوئی اظہار نہیں کیا۔ لیکن قلباً وہ والد کے نکاح پر رضامند نہیں ہے۔ یہ نکاح ہو جائے گا (باقی رہے گا یا نہیں)۔ نیز لڑکی کا مربی خرچہ کا مطالبہ کرتا ہے۔ کیا شرعاً اس کا مطالبہ درست ہے اور والد پر خرچہ دینا واجب ہے یا نہیں؟ فقط بینوا توجروا

﴿ج﴾

باکرہ بالغہ سے اجازت لینے والا اگر ولی اقرب نہیں تو اس صورت میں باکرہ کا سکوت کافی نہیں۔ بلکہ اجازت بالقول ضروری ہے اور صورت مسئولہ میں تو سرے سے اجازت طلب بھی نہیں کی گئی۔ اجنبی آدمیوں کی طرف سے اطلاع ہونے کی صورت میں لڑکی کا خاموش رہنا رضامندی نہیں۔ لہٰذا اس لڑکی نے اگر زبان سے اس نکاح کی اجازت نہیں دی تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوا۔ **قال فی شرح التنویر مصری ص ۲۲ ج ۳ فان استاذنها غیر الاقرب کاجنبی او ولی بعید فلا عبرة لسکوتها بل لابد من القول کالثیب البالغة** باقی لڑکی کو والد کے حوالہ کرنا ضروری ہے۔ اگر لڑکی کو والد کے حوالہ نہیں کرتا تو مربی کا دعویٰ خرچہ کا صحیح نہیں۔ گذشتہ عرصہ کا خرچہ بھی اگر مربی نے از خود کیا ہے اور لڑکی کو باپ کے حوالے نہ کرتے ہوئے اپنے پاس رکھ لیا تھا تو اس خرچہ کا حق بھی اب مربی کو نہیں پہنچتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

لڑکی کے کلمہ پڑھ لینے سے عرف میں رضامندی تصور کی جاتی ہے اس پہ نکاح صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین در بارہ صورت مسئولہ جو مندرجہ ذیل ہے ایک بالغہ باکرہ لڑکی جس کا والد فوت ہو گیا ہے اور حقیقی بھائی اور حقیقی چچا موجود ہیں۔ نکاح کے لیے لوگوں کو مدعو کیا گیا اور ایک مجلس منعقد کی گئی۔ جس میں لڑکی کے حقیقی بھائی نے اپنے چچا کو اپنی بہن کے نکاح کرنے کی اجازت دی۔ بعد ازاں اس مجلس سے نکاح خوان سے دو گواہان اور چچا بصورت وکیل اٹھ کر لڑکی کے پاس گئے اور نکاح خوان نے لڑکی سے کہا کہ تیرا نکاح فلاں بن فلاں کے ساتھ بعوض مہر پچاس روپے کیا جا رہا ہے۔ تیری اجازت ہے تو تو

کلمہ پڑھ ہمارے ہاں رواج کے مطابق لڑکیوں کا کلمہ پڑھنا ہی ایجاب سمجھا جاتا ہے۔لڑکی نے کلمہ پڑھا۔ مولوی صاحب اور دو گواہان اور وکیل مجلس میں چلے گئے۔ وہاں نکاح خواں نے ولی سے دوبارہ اجازت لے کر لڑکے کو تین دفعہ کہا کہ تیرا نکاح فلاں بنت فلاں بعوض مہر پچاس روپے کیا جا رہا ہے تجھے قبول ہے تو لڑکے نے کہا کہ میں نے قبول کیا۔ اس کے بعد شیرینی وغیرہ تقسیم ہوئی اور مجلس برخاست ہوگئی۔ دستور کے مطابق نکاح پہلے کرلیا جاتا ہے اور شادی کے لیے پھر دوبارہ تاریخ مقرر کی جاتی ہے اور پھر رخصتی ہوتی ہے۔ چند ماہ گزرنے کے بعد برادری کے اختلاف کی وجہ سے لڑکی کی والدہ نے کہا کہ میں تمہیں لڑکی دینے کے لیے تیار نہیں۔ چنانچہ والدہ نے کہا کہ لڑکی کا نکاح ہی نہیں ہوا۔ حالانکہ نکاح پڑھاتے وقت لڑکی کی والدہ خود لڑکی کے پاس موجود تھی اور لڑکی سے کہا کہ کلمہ پڑھ۔ والدہ لڑکی کو اور چند مخالفین کو ہمراہ لے کر ایک عالم دین کے پاس بغرض استفسار گئی اور نکاح خوان وکیل اور دو گواہان سے بیانات لیے گئے۔ جن کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔ نکاح خوان کا حلفیہ بیان اجازت کے بعد میں دو گواہان و وکیل لڑکی کے پاس گیا اور لڑکی سے کہا کہ تیرا نکاح فلاں بن فلاں کے ساتھ کیا جا رہا ہے تیری اجازت ہے تو تو کلمہ پڑھ لڑکی خاموش ہوگئی بعد ازاں چچا نے کہا کہ تیرا نکاح یکی کرنا چاہتے ہیں۔ تو اللہ کا کلمہ پڑھ۔ پھر لڑکی نے کلمہ پڑھ دیا۔ وہاں سے اٹھ کر مجلس میں ولی کی اجازت کے بعد تین مرتبہ لڑکے سے قبول کروا دیا گیا۔ ایک گواہ کا حلفیہ بیان میں بحیثیت گواہ کے مولوی صاحب کے ساتھ لڑکی کے پاس گیا۔ میں نے مولوی صاحب سے لڑکی کو کلمہ پڑھاتے سنا اور لڑکی نے کلمہ پڑھا پھر ہم مجلس میں چلے لڑکے سے مولوی صاحب نے تین مرتبہ قبول کروایا اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔ مجلس برخاست ہوئی دوسرے گواہ کا حلفیہ بیان میں بحیثیت گواہ مولوی صاحب کے ساتھ لڑکی کے پاس گیا میں نے مولوی صاحب سے لڑکی کو کلمہ پڑھاتے سنا اور لڑکی نے خاموشی اختیار کی بعد ازاں چچا کے کہنے پر لڑکی نے کلمہ پڑھا ہوگا مگر میں نے آدھا کلمہ سنا پھر ہم مجلس میں چلے گئے۔ وہاں ولی سے اجازت لے کر مولوی صاحب نے لڑکے کو تین مرتبہ قبول کروایا۔ مٹھائی تقسیم ہوئی اور برخاست ہوگئی۔

﴿ج﴾

چونکہ عرف عام میں لڑکی کا کلمہ پڑھ لینا اس کی رضا پر دال ہے اور اسی سے اس کی اجازت سمجھی جاتی ہے اس لیے لڑکی کی اجازت سے یہ نکاح صورت مسئولہ میں ہوا اور دلالۃً رضا عورت کی جانب سے عورت کے نکاح کے لیے کافی ہے۔ صراحۃً الفاظ رضا بولنے ضروری نہیں۔ عالمگیری مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ص ۲۸۷ ج ۱ میں ہے

کہ ولو ضحکت البکر عند الاستئمار او بعد ما بلغها الخبر فهو رضا الخ ص ۳۰۵ ج ۱-
اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ دلالت رضا کو رضا سمجھا گیا ہے- اس کے بعد لڑکی سے یوں پوچھنا کہ تیرا نکاح
فلاں سے ہو رہا ہے تجھے قبول ہے جواباً کہنا قبول کیا اس سے نکاح ہو گیا- عالمگیری ص ۲۷۱ ج ۱ میں ہے فیـــل
لامرأة خویشتن رابفلاں بزنی دادی فقالت داد ینعقد النکاح الخ اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایک
طرف سے بصورت استفہام سوال قبول نکاح کی بابت پوچھا جاوے اور دوسری طرف سے قبول ہو جاوے تو
نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور صورت مسئولہ میں بھی یہ صورت پائی جاتی ہے- لہٰذا صورت مسئولہ میں نکاح بلا شبہ صحیح
اور نافذ ہے- واللہ اعلم

باب دوم

وہ عورتیں جن سے نکاح درست ہے

جس عورت سے نکاح فاسد ہوا ہو وہ بغیر طلاق دوسرے شخص کے لیے جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ مسمی سراج کا ایک عورت کے ساتھ نکاح ہے۔ اس نے اپنی عورت کی بھانجی سے نکاح کر لیا۔ اس کے بعد اس دوسرے نکاح کو عدالت سے فسخ کرا یا فسخ کرانے کے بعد اس کی عدت بھی گزر گئی۔ کیا اب اس عورت کا نکاح کسی دوسرے شخص سے کرنا جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اس شخص کا نکاح اپنی منکوحہ کی بھانجی سے نکاح فاسد ہے۔ اچھا ہوا فسخ کرالیا۔ بہرصورت اب اس منکوحہ بہ نکاح فاسد کا نکاح کسی دوسرے شخص سے کرنا بلاشبہ جائز ہے۔ فسخ نکاح کی صورت میں زوج کا چھوڑنا نہ چھوڑنا برابر ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بیوی کے بھائی کی بیوہ کے ساتھ نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کے بھائی کی عورت سے نکاح کیا۔ آیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

بیوی کے بھائی کی عورت کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ حرمت کی کوئی دوسری وجہ موجود نہ ہو۔ کما قال تعالیٰ واحل لکم ماوراء ذلکم الآیہ۔ فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مطلقہ بیوی کی بہن سے نکاح درست ہے

﴿س﴾

ایک شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دے چکا ہے۔ طلاق نامہ ساتھ ہے۔ اب وہ اس کی سگی بہن سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس شخص کی منکوحہ مطلقہ ہو چکی ہے اور اس کی عدت گزرنے کے بعد دوسری بہن کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ بشرطیکہ دوسری بہن کسی اور کی منکوحہ اور معتدہ نہ ہو۔ فقط واللہ اعلم
محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۲۰ رجب ۱۳۹۶ھ

عورت سے خود نکاح کر کے اس کی بیٹی کا رشتہ بیٹے سے کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید و بکر دو شخص ہیں۔ زید کی بیوی اپنے دو بیٹے چھوڑ کر مرگئی اور بکر اپنی دو بیٹیاں چھوڑ مرا۔ عدت گزرنے کے بعد زید نے بکر کی بیوی سے نکاح کرلیا اور بکر کی لڑکیوں کے ساتھ زید اپنے بیٹوں کا نکاح کرنا چاہتا ہے۔ تو کیا یہ نکاح جائز ہوگا؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زید اور بکر کی اولاد کا آپس میں نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم
محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مطلقہ عورت کے لڑکے کی مطلقہ بیوی سے نکاح کرنا

﴿س﴾

استفتاء کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے۔ اس کی عورت کی نو بہو مطلقہ ہوئی ہے۔ ناکح اول اس کی ساس کو بھی مطلقہ کر چکا ہے۔ وہ شخص اس کی نو بہو کے ساتھ کیا نکاح کر سکتا ہے۔ طلاق دینے والا اس شخص کا حقیقی لڑکا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں مطلقہ کے لڑکے کی مطلقہ حرام نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ محرمات سے نہیں ہے۔ ہکذا فی الکتب الفقہیہ ہکذا الجواب علی تقریر المستفتی واللہ اعلم بالصواب

حررہ سید محمد فضل الحق شاہ غفرلہ
۲۶ رجب المرجب ۱۳۷۸ھ
حررہ قاضی سید فیض اللہ شاہ بقلم خود
الجواب صحیح ناظم الدین مدرسہ احیاء العلوم عید گاہ مظفر گڑھ

بیوہ بھاوج سے نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید وعمرو دو بھائی ہیں تو عمرو نے زید کی بیوی کا پستان منہ میں لے لیا اور زید مر گیا - اب عمرو زید کی بیوی یعنی اپنی بھاوج سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں -

﴿ج﴾

فریقین کے مابین نکاح ہو سکتا ہے اور سابقہ فعل سے استغفار اور توبہ لازم ہے - فقط واللہ اعلم
عبداللہ عفا اللہ عنہ

سالے کی بیوی سے نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کے بھائی کی عورت سے نکاح کیا - آیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں -

﴿ج﴾

بیوی کے بھائی کی عورت سے نکاح کرنا جائز ہے - بشرطیکہ حرمت کی کوئی دوسری وجہ موجود نہ ہو - کما قال تعالی واحل لکم ماوراء ذلکم الآیہ - فقط واللہ اعلم

سوتیلی خالہ سے نکاح کرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے غیر کفو میں شادی کی اور اس بیوی سے اس کے دو لڑکے پیدا ہوئے - جب لڑکے آٹھ اور دس سال کے ہوئے تو زید کی بیوی قضاء الٰہی سے فوت ہو گئی - پھر زید نے اپنے چچا کی لڑکی سے شادی کی اور بچے بھی ہوئے - زید کی پہلی بیوی کے لڑکے نے زید کی دوسری بیوی کا دودھ نہیں پیا - اب زید کی موجودہ بیوی جو کہ اس کے چچا کی لڑکی لگتی ہے کی چھوٹی بہن جوان ہے اور زید کی پہلی بیوی کے لڑکے

جوان ہیں کیا زید اپنی پہلی بیوی کے لڑکے کی شادی اپنی موجودہ بیوی کی بہن یعنی سالی سے کرسکتا ہے- براہ کرم اس کا جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں-

﴿ج﴾

زید کی پہلی بیوی سے جو لڑکے ہیں ان کا نکاح زید کی دوسری بیوی کی بہن کے ساتھ جائز ہے- اس میں کسی قسم کی حرمت نہیں ہے- بلکہ زید کی پہلی بیوی کے لڑکے کا نکاح زید کی دوسری بیوی کی ماں کے ساتھ بھی ہوسکتا ہے- اس میں بھی کسی قسم کی حرمت موجود نہیں ہے- وقال تعالٰی **و احل لکم ماوراء ذلکم الاٰیة**- فقط واللہ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سوتیلی ماں کی بیٹی سے نکاح

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی منکوحہ کو قبل از دخول طلاق دے دی- عدت بعد اس عورت نے دوسری جگہ شادی کر لی- اس عورت سے ایک لڑکی پیدا ہوئی- خاوند کا دوسری عورت سے یعنی منکوحہ ثانیہ سے لڑکا پیدا ہوا- اب ان دونوں کا آپس میں نکاح ہوسکتا ہے یا نہ-

﴿ج﴾

بلاشبہ صورت مسئولہ میں نکاح ہوسکتا ہے- واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم
۷ ربیع الثانی ۱۳۷۷ھ

سوتیلی خالہ سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ آدمی کی دو عورتیں ہیں- ایک عورت کے لڑکے دوسری عورت کی بہنوں کے ساتھ شادی نکاح کر سکتے ہیں یا نہ

﴿ج﴾

نکاح صحیح ہے کوئی بھی رشتہ نسبی، رضاعی موجود نہیں ہے۔ جوموجب حرمت ہو۔حرمت مصاہرہ میں اصول و فروع منکوحہ ناکح پر حرام ہوتے ہیں۔ یہاں منکوحہ کا بھی اصل وفروع نہیں۔ بلکہ بہن ہے اور نہ ہی ناکح ہے بلکہ اس کا بیٹا ہے۔ یہاں نکاح میں شبہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

باپ کی منکوحہ کی بیٹی سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے رشیدہ سے شادی کی۔ کچھ دنوں کے بعد زید نے رشیدہ کو طلاق دے دی۔ اس کے بعد رشیدہ نے ایک دوسرے مرد سے نکاح کیا۔ اس سے اولاد پیدا ہوئی۔ پھر اس مرد نے بھی طلاق دے دی اور رشیدہ نے تیسری جگہ نکاح کیا۔ اس کے بعد زید نے رشیدہ کی ہمشیرہ سے نکاح کر لیا۔ وہ رشیدہ جو کچھ مدت پہلے زید کی منکوحہ رہ چکی تھی رشیدہ کی ہمشیرہ کی زید سے شادی ہوگئی۔ اب سوال یہ ہے کہ رشیدہ کی ہمشیرہ جو اس وقت زید کی منکوحہ ہے۔ اپنے لڑکے سے جو زید سے پیدا ہوا رشیدہ کے دوسرے خاوند سے پیدا ہوئی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتی ہے۔ کیا شرعاً جائز ہے۔ جو کچھ مدت پہلے زید کی بیوی رہ چکی ہے۔ یہ رشتہ زوجیت پر اثر انداز ہوتا ہے یا نہیں۔

نوٹ: مسئلہ بالا میں غور طلب بات یہ ہے کہ یہ دونوں بہنیں ہیں۔ پہلی بہن زید کی مگر اب یہ لڑکی دوسرے شوہر سے رشیدہ کی پیدا ہوئی ہے اور ہمشیرہ کی زید سے ہوئی ہے۔ ان دونوں لڑکے اور لڑکی کے درمیان نکاح پڑھنے کا مسئلہ دریافت طلب ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زید کے لڑکے (جو رشیدہ کی بہن کی بطن سے ہے) کا نکاح رشیدہ کی لڑکی سے جو دوسرے خاوند سے ہے، جائز ہے۔ واما بنت زوجة ابيه او ابنه فحلال۔ (الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۳۰۲ ج ۲) پس مطلقۃ الاب کی بنت بطریق اولیٰ حلال ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ
والجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم محرم ۱۳۹۲ھ

باپ کی مطلقہ کی بیٹی سے نکاح کی شرعی حیثیت

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی بیوی مسماۃ زینب کو طلاق دی تھی۔ عدت کے گزرنے کے بعد اس کی مطلقہ بیوی زینب نے دوسرے شخص مسمی بکر کے ساتھ نکاح کیا۔ بکر کو بیوی زینب سے لڑکا پیدا ہوا۔ زید نے بھی دوسری عورت مسماۃ ہندہ کے ساتھ نکاح کیا۔ زید کی بیوی ہندہ سے لڑکی پیدا ہوئی۔ اب زید اپنی لڑکی جو ہندہ سے پیدا ہوئی ہے۔ بکر کے لڑکے جو زینب مذکورہ سے پیدا ہوا ہے، نکاح کرنا چاہتا ہے۔ کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہ؟

(ج)

جائز ہے۔ اس نکاح میں کوئی وجہ عدم جواز کی نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

ربیبہ کا رشتہ اپنے بیٹے سے کرنے کا حکم؟

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص زید نے ایک عورت سے نکاح کر لیا ہے اور اسی عورت کی کسی سابقہ خاوند سے ایک لڑکی بھی ہے نیز زید کا ایک لڑکا پہلی بیوی سے ہے اب دوسری بیوی کی لڑکی جو کسی اور خاوند سے ہے اس کا نکاح زید کے اس لڑکے کے ساتھ جو دوسری بیوی سے ہے جائز ہے یا نہیں

صورۃ مسئولہ میں یہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ
نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ رجب ۱۳۸۹ھ

ربیبہ اگر ماں کے نکاح کے بعد دودھ پیتی رہی ہوتو نکاح کا کیا حکم ہے

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا اس کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس کی ماں فوت ہوگئی چند سال بعد میں نے ایک دوسری بیوہ عورت سے جس کے ساتھ ایک دودھ پیتی لڑکی تھی نکاح کیا۔ میرے نکاح کرنے کے بعد اس لڑکی نے تقریباً دوڑھائی ماہ دودھ پیا۔ کیا اب پہلی عورت والے لڑکے کا نکاح دوسری عورت کی لڑکی سے ہوسکتا ہے۔ وضاحت فرمائیں

(ج)

صورت مسئولہ میں یہ نکاح جائز ہے۔ کما فی الدر المختار علی هامش تنویر الابصار واما بنت زوجة ابیه او ابنه فحلال (درمختار مصری ص ۳۱ ج ۳) فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۴ شوال ۱۳۹۳ھ

سوتیلی ماں کی بیٹی سے نکاح کرنا جائز ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بندہ امیر خان کی دو بیویاں تھیں۔ مریداں مائی اور صفیہ مائی، امیر خان سے مریداں مائی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ مسمی خضر حیات اور صفیہ مائی کے ہاں بھی ایک لڑکا پیدا ہوا، مسمی منیر احمد۔ ان دونوں بھائیوں کا باپ امیر خان فوت ہوگیا۔ اس کے بعد منیر احمد کی والدہ صفیہ مائی نے امیر خان کے بھائی نذر محمد سے نکاح کر لیا۔ نذر محمد سے صفیہ کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ مسماۃ حمیدہ مائی۔ آپ سے گزارش ہے کہ کیا حمیدہ مائی کا نکاح مریداں کے بیٹے خضر حیات سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(ج)

صورت مسئولہ میں حمیدہ مائی کا نکاح مریداں مائی کے بیٹے خضر حیات کے ساتھ جائز ہے۔ قال فی العلائية وزجة اصله وفرعه مطلقا ولو بعيداً دخل بها اولا واما بنت زوجة ابيه او ابنه فحلال (الدرالمختار مصری ص ۳۱ ج ۳) فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۸ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

بھائی کی بہن سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی مہر دین نے ایک عورت مسماۃ بخت بھری سے نکاح کیا ہے۔ بعد وضع حمل کے جو بخت بھری سابق زوج سے حاملہ تھی۔ جس نے اس کو طلاق دی حمل کی حالت میں اور اس حمل میں ایک لڑکی مسماۃ گل بی بی پیدا ہوئی اور زوج مسمی مہر دین کا ایک لڑکا مسمی محمد دین پہلی بیوی سے پیدا ہو چکا تھا اور اس کے بعد مہر دین کا ایک لڑکا حبیب اللہ بخت بھری سے پیدا ہوا۔ اب قابل دریافت یہ بات ہے کہ محمد دین مہر دین کا بیٹا اپنے بھائی حبیب اللہ کی بہن گل بی بی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

محمد دین گل بی بی سے نکاح کرسکتا ہے اس کی دلیل ذیل کی عبارت سے واضح ہے۔ (۱) (ویجوز ان یتزوج الرجل باخت اخیه من الرضاع) لانه باخت اخیه من النسب و ذالک مثل الاخ من الاب اذا كانت له اخت من امه جاز لاخيه من ابيه ان يتزوجها ہدایہ مع فتح القدیر ص ۳۱۴ ج ۳ مطبوعه مكتبه رشيديه كوئٹه ص ۳۲۱ ج ۱ (۲) وتحل اخت اخيه رضاعا و نسبا كنز الدقائق مع النهر الفائق ص ۲۰۳ ج ۲۔ فقط واللہ اعلم

عبداللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ ہذا
محمد عبداللہ قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ
۱۲ ذوالحجہ ۱۳۹۸ھ

مطلقہ بیوی کی بیٹی کا رشتہ اپنی دوسری عورت کے بھتیجے سے کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ زید نے مثلاً ہندہ سے نکاح کیا۔ زفاف بھی ہو گیا۔ لیکن قبل اس کے کہ ہندہ سے اس کی کوئی اولاد پیدا ہو زید نے اس کو طلاق دے دی۔ پھر ہندہ نے دوسرے خاوند سے بعد از انقضاء عدت شادی کی اور اس دوسرے خاوند سے ہندہ کے بطن سے لڑکی پیدا ہوئی۔ اب اس لڑکی کا نکاح زید کے اس لڑکے سے جو ہندہ سے نہیں بلکہ اس کی دوسری شادی سابقہ بیوی سے ہے۔ ہو سکتا ہے یا نہ

خلاصہ یہ کہ زید کا لڑکا جو ایک بیوی سے ہے۔ اس کا نکاح زید کی دوسری بیوی کی لڑکی سے وہ لڑکی جو زید سے نہیں بلکہ اس کے دوسرے خاوند سے ہے ہو سکتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر ان ہر دو آدمیوں کے درمیان اور کوئی رشتہ مانع نکاح موجود نہیں ہے۔ تو صرف اس سے جو سوال میں مندرج ہے نکاح کے جواز میں کسی قسم کا خلل نہیں آتا۔ ان میں نکاح بلا شک صحیح ہے۔ فقط واللہ اعلم

جس لڑکی کو پیغام نکاح دیا ہو اس کا رشتہ بیٹے سے کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کسی جگہ اپنا رشتہ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے رشتہ لینے کی حتی الامکان کوشش کی مگر جب وہ اپنا رشتہ وہاں نہ کر سکا تو وہ اب اپنے لڑکے کا رشتہ اس لڑکی کے ساتھ کرنا چاہتا ہے۔ جسے وہ پہلے اپنی بیوی بنانا چاہتا تھا۔ کیا تقویٰ کے لحاظ سے وہ اپنے لڑکے کی شادی اس عورت سے کر سکتا ہے یا احتیاط کرنی چاہیے۔

﴿ج﴾

نہ تقویٰ کے خلاف ہے اور نہ فتویٰ کے۔

محمود عفا اللہ عنہ

سابقہ بیوی کی پوتی کا رشتہ اپنے بیٹے سے کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ عید بخش فوت ہو گیا۔ خدا بخش اس وقت اپنی والدہ کا دودھ پیتا تھا اور اس کی عمر تقریباً ایک سال تھی۔ خدا بخش کی والدہ نے بعد عدت کے اپنے دیور محمد بخش سے نکاح کر لیا۔ محمد بخش سے نکاح کے بعد خدا بخش نے اپنی والدہ سے ۵ یا ۶ ماہ دودھ پیا۔ پھر خدا بخش کی والدہ فوت ہو گئی۔ پھر کچھ عرصہ بعد محمد بخش نے اور نکاح کیا۔ دوسری عورت سے لڑکا محمد سعید پیدا ہوا۔ اب کیا خدا بخش کی لڑکی محمد سعید کے نکاح میں آ سکتی ہے۔ جبکہ خدا بخش اور محمد سعید مانند سگے بھائیوں کے رہے ہوں اور محمد سعید کے لیے اور بھی رشتہ مل سکتا ہو۔ شرعی طور پر واضح فرمائیں

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں خدا بخش کی لڑکی کا نکاح محمد سعید سے جائز ہے- فقط واللہ اعلم
محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳۹۱ھ

ناجائز تعلقات کی وجہ سے عورت حرام نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کے ایک شادی شدہ عورت کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم ہو گئے ہیں- کیا یہ شخص اگر اس عورت کا شوہر مر جائے یا طلاق دے دے تو اس عورت کے ساتھ شادی کر سکتا ہے یا نہیں-

﴿ج﴾

اگر اس عورت کا خاوند مر جائے یا خاوند طلاق دے دے تو بعد از عدت اس شخص کے ساتھ اس عورت کا نکاح ہو سکتا ہے جس کے ساتھ اس عورت کے پہلے سے ناجائز تعلقات قائم ہو گئے تھے- الحاصل صورت مسئولہ میں یہ نکاح جائز ہے- فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ۲۲ شوال
۱۳۹۲ھ

واضح رہے کہ زوجین میں اختلاف پیدا کرنے کی کوشش کرنا یا بلا وجہ شرعی خاوند سے طلاق لینا شرعاً جائز نہیں- اس لیے اس شخص کے لیے زوجین کے درمیان کسی قسم کا اختلاف پیدا کرنا یا حصول طلاق کی کوئی صورت اختیار کرنا جائز نہیں- ناجائز تعلقات کی وجہ سے یہ شخص سخت گناہ گار بن گیا ہے- اس پر لازم ہے کہ وہ توبہ تائب ہو جائے-

ناجائز تعلقات کے بعد بھی عورت سے نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت شادی شدہ ہے اور اسی عورت کے ساتھ دوسرے آدمی کے ناجائز تعلقات ہیں اور ناجائز تعلقات کی مدت بارہ سال کے قریب ہے اور اب اسی عورت کو اس کے خاوند

نے طلاق دے دی ہے۔تو طلاق کے بعد عدت گزر جانے کے بعد وہی شخص جس کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے۔ اس عورت سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔اگر کرسکتا ہے تو پہلے جو ناجائز کرتا رہا اس کے بارے میں کیا فتویٰ ہوگا۔

﴿ج﴾

مسئولہ صورت میں یہ شخص اس عورت کے ساتھ بعد از عدت شرعیہ نکاح کرسکتا ہے۔سابقہ تعلقات کی وجہ سے یہ شخص سخت گنہگار رہے۔اس پر توبہ تائب ہونا لازم ہے۔فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ذوالحج ۱۳۹۱ھ

بھتیجے کی بیوہ سے نکاح کی شرعی حیثیت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوہ بھاوج سے شادی کرلی۔اس عورت سے اس کے پچھلے خاوند یعنی اس کے بھائی سے ایک لڑکا ہے۔اس لڑکے کا نکاح ایک لڑکی سے ہوا۔اب یہ لڑکا اور اس کی ماں دونوں مر گئے ہیں۔کیا اس لڑکے کی عورت سے اس کے باپ کی شادی ہوسکتی ہے یا کہ نہیں؟ یعنی رنڈی بہو اس شخص کے نکاح میں آسکتی ہے یا کہ نہیں؟ میل نہیں ہوا۔لڑکی بالغ ہے اور میکے ہے۔

﴿ج﴾

یہ شخص اپنے بھتیجے متوفی کی بیوہ سے شادی کرسکتا ہے۔بھاوج یعنی اس بھتیجے کی ماں سے نکاح کرنے سے یہ لڑکا اس کا بیٹا نہیں بنتا۔لہٰذا کوئی شبہ جواز نکاح میں نہیں ہے۔واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ذوالقعدہ ۱۳۷۴ھ

بھتیجی کا رشتہ اپنے نواسے سے کر دینا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عبدالعزیز شاہ اور اسلام الدین دونوں حقیقی بھائی تھے۔عبدالعزیز شاہ فوت ہوچکا ہے اس کی ایک دختر مسماۃ لطیفاً زندہ ہے۔اب اسلام الدین اپنے نواسہ مسمی زید سے اس کی شادی کرنا چاہتا ہے۔بموجب شریعت یہ رشتہ جائز ہے جواب بمع دلائل دیں۔

﴿ج﴾

اسلام الدین کے نواسے مسمی زید کا نکاح اسلام الدین کی بھتیجی کے ساتھ جائز ہے- کیونکہ رشتہ محرمات میں سے نہیں ہے- فقط واللہ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ ذوالقعدہ ۱۳۸۴ھ

ماموں کی بیوہ سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میرا ماموں فوت ہوگیا اور اس کی زوجہ سے میں نے نکاح کر لیا- از روئے شرع محمدی میرا یہ نکاح درست ہے یا نہیں-

﴿ج﴾

اگر عدت وفات گزرنے کے بعد اس عورت کے ساتھ نکاح کر لیا ہے اور اس عورت کے ساتھ ذی رحم محرم کا رشتہ نہ ہو اور نہ رضاعت کا کوئی رشتہ ہو تو یہ نکاح شرعاً صحیح ہے- کوئی شبہ نہ کیا جاوے-

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ رجب ۱۳۹۱ھ

چچا کی عورت سے بھتیجے کا نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ چندن کندن دونوں بھائی تھے- چندن کی شادی جنت بی بی سے ہوئی- چندن اور جنت سے دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی- چندن فوت ہوگیا اور جنت نے کندن سے نکاح کر لیا جو سابقہ خاوند کا سگا بھائی تھا- اب کندن اور جنت سے بھی دو لڑکے ہوئے- بعد میں لعل دین بھی فوت ہوگیا- آیا اسی کی بیوہ سے برجان بی بی کے لڑکے ... الدین کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں-

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں لعل دین سمر الدین کا چچا لگتا ہے اور چچا کی زوجہ سے لعل دین کے بھتیجے سمر الدین کا نکاح جائز ہے- فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بھتیجے کی مطلقہ سے نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ کوئی شخص اپنے سگے بھتیجہ کی منکوحہ مطلقہ کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔شریعت محمدی کی روشنی میں حکم سے سرفراز فرما کر مشکور فرمائیں اور یہ عورت اسی شخص کے جو کہ اب نکاح کرنا چاہتا ہے چچا کے بیٹے کی بیٹی بھی ہے۔

﴿ج﴾

یہ نکاح بلاشبہ جائز ہے۔واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

چچازاد بھائی کے لڑکے کی بیوہ سے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ چچازاد بھائی کے لڑکے کی بیوی اگر مطلقہ ہو یا بیوہ ہو جائے تو دوسرے چچازاد بھائی کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں چچازاد بھائی کے لڑکے کی بیوی بصورت طلاق یا بیوگی بلا شک وشبہ دوسرے چچازاد بھائی کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے۔اس میں کوئی صورت شک وشبہ یا حرمت وغیرہ کی نہیں ہے۔ھذا ما ھو عندی واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب سید اشفاق العلی غفرلہ الجلی والخفی مولوی فاضل و فاضل دیوبند نزیل چھاؤنی ملتان۔

باسمہ سبحانہ: بصورت طلاق جب اس کی عدت طلاق گزر جائے اور بیوہ ہونے کی صورت میں اس کی عدت وفات گزر جائے تب یہ عورت نکاح میں آسکتی ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ رجب ۱۳۸۷ھ

یتیم بھتیجے کا نکاح چچی سے درست ہے اگرچہ اس کی ماں بھی چچا کے نکاح میں رہ چکی ہو

﴿س﴾

پیر بخش واللہ بخش دونوں حقیقی بھائی ہیں۔ پیر بخش کی زوجہ شریف خاتون سے دو لڑکے محمد الدین و دین محمد پیدا ہوئے۔ یہ ابھی بچے ہی تھے کہ ان کا والد پیر بخش فوت ہو گیا۔ ان کی والدہ شریف خاتون نے اپنے دیور اللہ بخش سے نکاح کر لیا۔ کئی سال گزرنے کے بعد اللہ بخش نے ایک اور عورت غیر برادری سے مسماۃ غلام جنت نکاح میں لے لی۔ لہذا دو ڈھائی سال گزرنے کے بعد محمد الدین و امین محمد کی والدہ شریف خاتون کا انتقال ہو گیا۔ اب ان عزیزان دین محمد و محمد الدین کا چچا میاں اللہ بخش بھی عرصہ ۳ ماہ سے فوت ہو گیا ہے۔ اب عرض ہے کہ محمد الدین اپنی چچی غلام جنت سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ مفصل طور پر تحریر فرما دیں۔

﴿ج﴾

دین محمد اور اس کا بھائی مسماۃ غلام جنت سے نکاح کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ اور کوئی وجہ حرمت نکاح نہ ہو۔ بظاہر یہ نکاح جائز معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۷ اشوال ۹ ۱۳۷ھ

زنا سے حاملہ کے ساتھ نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت نے نکاح اور شادی سے قبل کسی شخص سے زنا کروایا اور بعد میں اس کا نکاح و شادی وغیرہ ہوئی تو اب وہی عورت مدت حمل سے قبل بچہ لائی۔ پھر اس عورت نے گواہی دی کہ میں نے زنا کروایا ہے۔ اب اس کے والدین کہتے ہیں کہ اس کا نکاح فسخ ہوا ہے۔ تو اب دوبارہ نکاح پڑھا جائے پہلے آدمی کے ساتھ۔ تو کیا اس کا نکاح ٹوٹ گیا ہے یا نہیں اور اگر وہ کسی اور شخص کے ساتھ نکاح کر دیں تو ان کے ساتھ میل جول کرنا جائز ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

مزنیہ حاملہ کا نکاح وضع حمل سے پہلے جائز ہے۔لیکن اگر نکاح غیر زانی سے ہوا ہے تو وضع حمل سے پہلے ہمبستری جائز نہیں۔وضع حمل کے بعد ہمبستری بھی جائز ہے۔

پس صورت مسئولہ میں یہ نکاح صحیح ہے۔دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں اور چونکہ نکاح اس شخص کے ساتھ بدستور باقی ہے فسخ نہیں ہوا اس لیے دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ
۱۸ جمادی الاخری ۱۴۰۰ھ

حاملہ من الزنا کا نکاح تو غیر زانی سے درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بیوہ عورت جس کو تقریباً دو سال ہوئے ہیں کہ اس کا خاوند فوت ہو گیا ہے۔خاوند کے فوت ہونے کے چند مہینے بعد بچی پیدا ہوئی لیکن وہ چند مہینے کے بعد فوت ہو گئی تھی۔ لہٰذا اس کے بعد ناجائز طور پر اس عورت کو حمل ہوا۔اس کے دوران میں کسی غیر آدمی کے ساتھ زبردستی نکاح کر دیا گیا۔یعنی جس کے حمل کا خیال تھا اس کے علاوہ دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر دیا گیا۔کیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

زنا سے حاملہ کا نکاح درست ہے۔لیکن اگر نکاح غیر زانی کے ساتھ ہوا ہو تو ہم بستری کرنی حرام ہے۔ یہاں تک کہ وضع حمل ہو جائے۔وضع حمل کے بعد اسی نکاح سابق کے ساتھ ہمبستری کر سکتا ہے۔**کما قال فی الکنز (وحل تزوج) وحبلی من زنا لا من غیرہ کنز الدقائق مع النہر الفائق ص ۱۹۸ ج ۲ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور**۔فقط واللہ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ صفر ۱۳۸۷ھ

حاملہ من الزنا سے نکاح کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ میں کہ مسمی زینب جو باکرہ ہے اور کہیں اس کا نکاح وغیرہ نہیں ہوا اور اس کو حمل ہو گیا اور اب لوگوں میں مشہور ہے کہ یہ حمل اس کا مسمی زید جو اس لڑکی کی بہن کا شوہر ہے اس سے ہے۔ کیونکہ یہ لڑکی اس کے پاس رہتی تھی اور کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس واقعہ کے بعد یہ کیا گیا کہ یہ جو لڑکی حاملہ ہے اس کا نکاح مسمی خالد سے کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں خالد کو کہ یہ مان جاؤ کہ یہ حمل میرا ہے۔ تو اب زید نے تو مانا نہیں ہے لیکن نکاح اس سے کر دیا ہے۔ زید کے لیے اور ثبوت یہ پیش کرتے ہیں کہ اس کی لڑکی زینب نے پہلے کہا کہ یہ حمل زید سے ہے۔ لیکن بعد میں سمجھایا کہ یہ مت کہو بلکہ یہ کہو کہ یہ حمل خاوند سے ہے اور اب وہ لڑکی یہ کہتی ہے کہ یہ حمل خاوند سے ہے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ اس حمل کی حالت میں مسمی خالد سے اس کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔ باقی مسمی زید پر جو اس کی بہن کا شوہر ہے کیا اس کا کوئی نقصان ہوتا ہے کہ اس کا نکاح رہتا ہے یا نہیں۔ ان تمام فریقوں سے یعنی جس کی بیٹی ہے اور جس سے نکاح کر دیا گیا ہے اور تیسرا فریق اس کی بہن کے شوہر کے ساتھ کیا قطع تعلق جائز ہے۔

﴿ج﴾

مسماۃ زینب کا نکاح خالد سے جائز ہے۔ لیکن یہ ضرور جان لے کہ جب تک وضع حمل نہ ہو جائے۔ خالد کے لیے زینب سے ہم بستری حرام ہوگی۔ صرف عقد نکاح حاملہ من الزنا سے جائز ہوتا ہے۔ ہمبستری جائز نہیں ہے اور یہ بھی جان لو کہ اگر حمل خالد سے ہوتا تو اس صورت میں پھر خالد کے لیے ہم بستری بھی جائز ہوتی لیکن یہ وہ صورت معلوم نہیں ہوتی۔

زید کے نکاح پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ چاہے حمل زید سے ہو یا خالد سے زید کا نکاح زینب کی بہن سے باقی رہے گا۔

چونکہ شرعی ثبوت زنا کا نہ زید کے متعلق ہے۔ نہ خالد کے متعلق صرف عورت کے کہنے سے ثبوت نہیں ہوتا۔ اس لیے تعلقات ان سے جائز ہیں۔ البتہ ان کو آئندہ ایسی بے احتیاطی نہ کرنے کی تلقین کی جائے اور وہ بھی ایسی بے احتیاطی سے توبہ کر لیں۔ واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ محرم ۱۳۷۹ھ

زنا سے حاملہ کے نکاح میں شریک ہونے والوں اور پڑھانے والے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے آج سے تقریباً تین ماہ قبل نکاح کیا۔ نکاح ایک کنواری سے ہوا۔ مگر تقریباً تین ماہ بعد اس لڑکی کا تندرست بچہ پیدا ہوا۔ اب حل طلب مسئلہ یہ ہے کہ وہ نکاح منعقد ہوا تھا یا نہ۔ اگر دوسری صورت ہو تو نکاح پڑھانے والے اور گواہان نکاح کے اوپر کوئی جرم ثابت ہوگا یا نہیں۔ لڑکی کا کہنا ہے کہ شادی سے پہلے میرا بہنوئی میرے ساتھ بدفعلی کا ارتکاب کرتا رہا ہے اور یہ بچہ اسی کا ہے۔ لیکن بہنوئی اس بات کا منکر ہے۔ کیا اس صورت میں بہنوئی کے اپنے نکاح پر کوئی اثر مرتب ہوگا یا نہ۔

﴿ج﴾

زنا سے حاملہ عورت کا نکاح درست ہوتا ہے۔ اس لیے اس کا نکاح بالکل جائز ہے اور صحیح نکاح ہے۔ نکاح پڑھنے والے اور گواہوں پر کوئی جرم عائد نہیں ہوگا۔ خواہ ان کو حمل کا علم ہو یا نہ ہو۔ البتہ حمل کا علم ہو جانے کے بعد زوج کو اس سے ہمبستری کرنا جائز نہیں۔ یہاں تک کہ وضع حمل ہو جائے۔ بہنوئی نے اگر زنا کا ارتکاب کیا ہے تو مجرم اور گنہگار ہے۔ لیکن اس کی بیوی سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس سے حرمت مصاہرت لازم نہیں آتی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ رجب ۱۳۹۰ھ

حاملہ من الزنا سے نکاح کرنے والا اگر طلاق دے تو صحیح ہوگی یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مزنیہ حاملہ کا نکاح غیر زانی سے جائز ہے یا نہیں اور اگر مزنیہ حاملہ کا نکاح غیر زانی سے ہو جائے تو نکاح برقرار رہے گا یا نہیں اور طلاق حاملہ مزنیہ غیر زانی کی لغو ہوگی یا صحیح ائمہ اربعہ کا مسلک واضح بیان کریں۔ اور مفتی بہ قول نقل کر دیں۔ نوازش ہوگی

﴿ج﴾

مزنیہ حاملہ کا نکاح غیر زانی سے جائز ہے۔ لیکن وضع حمل سے پہلے ہم بستری جائز نہیں اور جب نکاح صحیح ہوا تو اگر طلاق دے گا تو وہ بھی صحیح شمار ہوگی۔ ھکذا مذھب الاحناف فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ شعبان ۱۳۹۰ھ

زانیہ اور زانی کی اولاد کا نکاح آپس میں درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ ایک عورت اور مرد کی صحبت تھی چند دنوں کے بعد انھوں نے صحبت چھوڑ دی۔ اس کے بعد بیس سال کے عرصہ میں اس کی اپنی زوجہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس مرد کی جس عورت سے صحبت تھی اس عورت کے گھر لڑکی پیدا ہوئی۔ کیا از روئے شرع وہ لڑکا اس لڑکی سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

زانی اور مزنیہ کی اولاد کا آپس میں نکاح جائز ہے۔ کما فی الشامیة ویحل لا صول الزانی و فروعه اصول المزنی بها و فروعها (ردالمحتار ص مصری ص ۳۲ ج ۳) فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ
۱۲ ذوالحج ۱۳۸۸ھ

زانی کا مزنیہ کی سوکن کی لڑکی سے نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص بگو نامی انتقال کر گیا۔ اس کی ایک پہلی بیوی سے لڑکی تھی اس نے دوسری شادی کی۔ جس کا نام نواب بی بی ہے۔ بگو کی لڑکی اور اس کی بیوہ نواب بی بی شادی کے گھر رہائش پذیر تھے۔ نواب بی بی کے ناجائز تعلقات ایک شیر محمد نامی کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ اب یہ نواب بی بی بجائے اپنے جس کے ساتھ اس کے تعلقات تھے اس لڑکی کو شیر محمد کے نکاح میں دینا چاہتی ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں نواب بی بی کے سوا بگو کی دوسری بیوی سے جو لڑکی ہے اس کا شیر محمد کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ کمافی الدرالمختار (المصری ص ۳۲ ج ۳) وحرم بالمصاهرة اصل مزنيته واصل ممسوسته بشهوة و فروعهن قلت وهذه المرأة ليست من اصولها و فروعها۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ ۸ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ

زانی کا مزنیہ کی پوتی سے اپنے بیٹے کا رشتہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے بکر کی والدہ کے ساتھ زنا کیا- کیا اب بکر اپنی لڑکی ہندہ زید کے لڑکے کو دے سکتا ہے یا نہیں اور زید اپنی لڑکی بکر کے لڑکے کو دیتا ہے- یہ دونوں عقد صحیح ہیں یا باطل یا ان میں سے ایک صحیح اور ایک باطل ہے- بحوالہ کتاب بمع عبارت تحریر فرماویں-

﴿ج﴾

دونوں عقد صحیح ہیں- کما فی الشامیۃ ص ۳۲ ج ۳ ویحل لاصول الزانی وفروعہ اصول المزنی بھا وفروعھا- واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ
والجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ
۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

حرامی بچے کا اپنے باپ کی منکوحہ (نکاح میں آئی ہوئی) سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے عمرو کی بیوی کو اغوا کر لیا جبکہ عمرو کی بیوی عمرو کے ہاں کافی عرصہ ٹھہری رہی- حتیٰ کہ کئی بچے بھی جنے بعد میں اسے زید نے اغوا کر کے کم وبیش ڈیڑھ سال تک اپنے ہاں ٹھہرائے رکھا- بسیار کوشش کے بعد زید نے عورت کو عمرو کے پاس اس حالت میں واپس کیا جبکہ وہ زید سے حاملہ بھی ہو چکی تھی عمرو نے اسے فوراً طلاق دے دی- عورت نے وضع حمل کے بعد ایک دوسرے شخص سے نکاح کر لیا بہت قلیل عرصہ کے اندر عورت کا یہ نیا شوہر فوت ہو گیا- اب عورت نے بعد انقضاء عدت اپنے سابق آشنا زید کے ساتھ نکاح کر لیا کچھ عرصہ کے بعد زید نے دوسری شادی بھی کر لی- زید کو اس دوسری نئی بیوی سے صرف ایک لڑکی تولد ہوئی- بعد میں زید بھی فوت ہو گیا- مگر زید کی پہلی بیوی سے جو لڑکا تھا زید کے ساتھ آشنائی کے ایام میں زنا کے نتیجہ سے تولد ہوا تھا وہ اب جوان ہو گیا ہے- اب وہ زید متوفی کی دوسری نئی بیوی یا اس کی لڑکی جو اب بالغ ہے- ان دونوں میں سے کسی ایک سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے- جبکہ زید متوفی کا بھائی و دیگر باشندگان موضع اس بات پر معترض ہیں کہ ولڑکا زید کا ہی نطفہ ہے اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ زید کے عمل زنا

کے نتیجہ میں یہ لڑکا تولد ہوا اور زید اسے اپنا بیٹا ہی تصور کرتا تھا- جبکہ اس لڑکے کو اس کے اصلی باپ نے یہ کہہ کر اپنا بیٹا تصور نہ کیا تھا کہ یہ لڑکا زید کے عمل زنا کے نتیجہ میں تولد ہوا ہے- میرا بیٹا نہیں ہے اور جب وہ فوت ہوا تو اس کے لڑکے کو اس کی جائیداد سے دیگر وارثوں نے محروم کر دیا تھا- اب دریافت طلب یہ مسئلہ ہے کہ باوجود یقین ثبوت کے یہ لڑکا مذکور زید کا نطفہ ہے اور اس کے کہ برے تعلق کے سبب ہے- گو اس وقت عورت دوسرے شخص کے نکاح میں تھی- اب یہ لڑکا بصورت مذکورہ زید کی دوسری بیوی یا لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں- فتویٰ فرمائیں- نوازش ہوگی۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ نکاح والی عورت سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے- شرعاً اس کے زوج سے ثابت النسب شمار ہوتی ہے- اگر چہ عورت کے کسی دوسرے شخص سے ناجائز تعلقات ہوں- حدیث شریف میں وارد ہے- الولد للفراش وللعاهر الحجر او كما قال- لہٰذا صورت مسئولہ میں مزنیہ کی اولاد کا نکاح زانی کی دوسری بیوی یا ثابت النسب اولاد کے ساتھ جائز ہے- وفي البحر الرائق ص ۱۷۹ ج ۳ مكتبه رشيديه وصورته في هذه المسائل ان يزني ببكر و يمسكها حتى تلد بنتاً- كما في فتح القدير وقال منحة الخالق على البحر الرائق (قوله وصورته في هذه المسائل ان يزني ببكر قال الحانوتي و لا يتصور كونها بنته من الزنا الا بذلك اذ لا يعلم كون الولد منه الا به كذا في حاشيه مسكين- وفي الشامية ويحل لاصول الزاني و فروعه اصول المزني بها و فروعها (ص۳۲ ج ۳) ویسے اگر غالب گمان ہوتا ہے کہ اولاد زید کے نطفہ ہی سے ہے اس کے شوہر سے نہیں ہے- تب اگر متوفی یہ عمل کرتا ہے تو مزنیہ کی اولاد اس سے نکاح نہ کرے- بہر حال از روئے فتویٰ جائز ہے- مگر احتیاط کے خلاف ہے- فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ

زانی ومزنیہ کے اصول وفروع کا آپس میں نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت کسی اور سے منکوحہ تھی اور اس کے کسی اور سے ناجائز تعلقات رہے۔ اس عورت کا بچہ پیدا ہوا اور ناجائز تعلقات والے نے اپنی منکوحہ بیوی کی لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے کیا۔ تاکہ اس کے تعلقات اس عورت سے رہ جائیں۔ اب جب لڑکا جوان ہوا اس کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے انکار کر دیا کہ یہ لڑکی میری بہن ہے اور میں نہیں لیتا اور اس آدمی نے بھی اس بات کا اقرار کیا ہے کہ واقعی میرے ناجائز تعلقات اس لڑکے کی والدہ سے ہیں اور میں نے اس کو لڑکی اس لیے دی تھی تا کہ اس کی ماں سے میرے تعلقات باقی رہیں اور وہ لڑکا بھی اس ناجائز تعلقات والے شخص کا شبیہ ہے۔ باقاعدہ طور پر لڑکے نے اس بات کا انکار معزز لوگوں کے سامنے کیا۔ اس آدمی نے اپنے تعلقات کا اقرار بھی گواہوں کے سامنے کیا ہے۔ اس پر شرعی حکم صادر فرمائیں۔

﴿ج﴾

زانی اور مزنیہ کے اصول وفروع کا آپس میں نکاح جائز ہے۔ **ویحل لا صول الزانی وفروعه اصول المزنی بها وفروعها** (شامی ص۳۲ ج۳) شرعاً نسب ناکح سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر خاوند اب اس لڑکی کو پسند نہیں کرتا تو اس کو طلاق دے دے۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ
۲۲ شوال ۱۳۹۵ھ

زنا سے حاملہ کے ساتھ نکاح تو درست ہو جاتا ہے اگر شوہر طلاق دے تو پورا مہر دینا ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں نے اپنے لڑکے کی شادی ایک رشتہ دار کی لڑکی سے کرائی۔ نکاح کرتے وقت وہ حاملہ تھی لیکن انھوں نے نہیں بتایا۔ اب شادی کے تین ماہ دس دن کے بعد صحیح سلامت بچہ پیدا ہوا تو کیا یہ نکاح درست ہوا ہے یا نہیں اور کیا میرا لڑکا اس لڑکی کو رکھ سکتا ہے یا نہیں اور کیا طلاق دینے کی صورت میں حق مہر واجب ہوگا یا نہیں۔

﴿ج﴾

حاملہ من الزنا کا نکاح بحالت حمل جائز ہے اور جس کا حمل ہے اگر نکاح اسی سے ہوا ہے تو اس کو وضع حمل سے پہلے وطی کرنا بھی جائز ہے۔ البتہ اگر غیر زانی سے نکاح ہوا ہے تو مرد کو وضع حمل سے پہلے ہم بستری کرنا جائز نہیں ہے۔ درمختار مصری ص ۴۸ ج ۳ میں ہے کہ وصح نكاح حبلى من زنا الخ۔ وان حرم وطؤها ودواعيه حتى تضع لئلا يسقى ماؤه زرع غيره (فروع) لونكحها الزاني حل له وطؤها اتفاقاً۔ پس صورت مسئولہ میں نکاح صحیح ہے اور عورت کو آباد کرنا جائز ہے۔ اگر دخول کے بعد یا خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دے گا تو مہر ادا کرنا لازم ہے اور اس لڑکی کو آباد کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ المحرم ۱۳۹۷ھ
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ

حرامی لڑکی سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک صاحب اپنے لڑکے کی شادی ایک ایسی لڑکی سے کرنا چاہتے ہیں جس کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ لڑکی اپنے والدین کی ناجائز اولاد ہے۔ اس کی ماں کا نکاح اس کے باپ کے ساتھ نہیں ہوا تھا تو کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

یہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم محرم الحرام ۱۳۹۶ھ

درج ذیل چاروں صورتوں میں نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مثلاً زید نے بحالت بلوغ اور شادی نہ ہونے کے وقت ہندہ کے ساتھ زنا کیا۔ لیکن ہندہ کی لڑکی زنا سے پہلے چار ماہ کی تھی۔ بعدہ زید نے ہندہ کے علاوہ کسی

اور عورت سے نکاح کیا اور اس کا لڑکا پیدا ہوا تو آیا ہندہ کی لڑکی جو کہ قبل الزنا ہے کا نکاح زید کے لڑکے کے ساتھ جائز ہے یا نہیں- دوسری شق اس مسئلہ کی یہ ہے کہ ہندہ کی لڑکی جو کہ قبل الزنا ہے- بالغ ہوئی اور زید کے لڑکے کے علاوہ کسی اور سے نکاح کیا اور لڑکی پیدا ہوئی تو آیا ہندہ کی لڑکی سے زید کے لڑکے کا نکاح جائز ہے یا نہیں- تیسری شق اس مسئلہ کی یہ کہ زید کے لڑکے کے لڑکے کا نکاح ہندہ کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں- چوتھی شق اسی مسئلہ کی یہ کہ زید کے لڑکے کے لڑکے کا نکاح ہندہ کی لڑکی کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں- بینوا تو جروا

ان چاروں صورتوں کا علیحدہ علیحدہ جواب تحریر کریں-

﴿ج﴾

چاروں صورتوں میں بلا شبہ نکاح جائز ہے- واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زانی کا مزنیہ کی بیٹی کا رشتہ اپنے بھائی یا بیٹے سے کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت کبھی اپنے خاوند کے گھر رہتی ہے اور کبھی میکے- ایک شخص اس کے ساتھ ناجائز تعلق رکھتا ہے- اس کا زنا ثابت ہے- اس دوران میں اس عورت کے دو لڑکیاں یکے بعد دیگرے پیدا ہوئی ہیں- کیا وہ زانی شخص ان لڑکیوں کا نکاح اپنے بھائی یا بیٹے سے کر سکتا ہے- اگر وہ نکاح کرے تو شرع میں اس کے لیے کیا حکم ہے- وہ شخص اپنا ناجائز تعلق رکھنے کے لیے یہ رشتہ کرنا چاہتا ہے تاکہ اس کی پرورش ہو سکے-

﴿ج﴾

یہ رشتہ شرعاً ہو سکتا ہے- کیونکہ عورت منکوحہ ہے اور منکوحہ کی جو اولاد ہو جائے وہ ناکح سے شمار ہوتی ہے- حدیث شریف میں ہے کہ الولد للفراش وللعاهر الحجر او کما قال مولانا تھانوی صاحب امداد الفتاویٰ نے ص ۱۸۹ ج ۲ میں اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا فتویٰ سے جائز ہے- مگر احتیاط کے خلاف ہے- فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۲ رجب ۱۳۸۶ھ

بیٹے کی رضاعی بہن کے ساتھ نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں مسئلہ ذیل میں کہ عمر نے زینب کا دودھ پیا۔ زینب کی لڑکی عائشہ کے ساتھ۔ اب عائشہ کا نکاح عمر کے والد زید کے ساتھ شرعاً جائز ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

رضاعی والدہ کے سوتیلے بیٹے سے نکاح جائز ہے

﴿س﴾

زید نے شادی کی اس بیوی سے ایک لڑکا اور لڑکی پیدا ہوئیں۔ بعدہ اس کی بیوی فوت ہوگئی۔ کچھ عرصہ بعد اس نے عقد ثانی کیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ فوت ہوگیا۔ اس کی بیوہ نے دوسرا عقد نکاح نہیں کیا۔ اپنے خاوند کے گھر میں بیٹھی رہی۔ زید کے انتقال سے دس سال بعد اس کے لڑکے بکر کی لڑکی پیدا ہوئی۔ دس یوم بعد بکر کی اہلیہ فوت ہوگئی۔ بکر کی دس یومیہ بچی کو بکر کی سوتیلی والدہ نے جو دس سال سے بیوہ تھی بچی کو سینہ سے لگایا۔ قادر مطلق کی قدرت سے بکر کی سوتیلی والدہ کے دودھ آنے لگ گیا اور بکر کی بچی دودھ پینے لگی۔ اب بکر کی حقیقی ہمشیرہ کا جوان لڑکا ہے۔ اور بکر کی لڑکی جو کہ سوتیلی والدہ جو دس سال سے بیوہ ہونے کے بعد دودھ پلاتی رہی ہے، جوان ہے۔ کیا بکر کی اس لڑکی کی اور اس کی حقیقی ہمشیرہ کے لڑکے کا آپس میں نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ لڑکے مذکور اور لڑکی مذکورہ کے مابین عقد نکاح درست ہے۔ ان کے مابین نکاح سے مانع رشتہ موجود نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم

حقیقی بہن کی رضاعی بہن سے نکاح کی شرعی حیثیت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی نے کسی غیر عورت کا دودھ پیا- اپنی والدہ کی بیماری کی وجہ سے ایسا کرنا پڑا- پھر اس لڑکی کے بڑے بھائی نے اس کی رضاعی ہمشیرہ سے شادی کی ہے کیا یہ جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز نہیں تو کیا کیا جائے-

﴿ج﴾

حقیقی بہن کی رضاعی بہن سے نکاح جائز ہے-**وتحل اخت اخيه رضاعاً و نسباً كنز الدقائق مع النهر الفائق ص ۳۰۲ ج ۲ مطبوعه مكتبه حقانيه پشاور** . فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم

رضاعی والد کے سوتیلے بھائی سے نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی زید نے مسماۃ ہندہ سے شادی کی- مسماۃ ہندہ کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا- لیکن مسماۃ ہندہ اپنے لڑکے کو دودھ پلانے سے پہلے ہی فوت ہوگئی اور مسمی بکر کی زوجہ مسماۃ رابعہ نے اس کو دودھ پلایا مسمی زید نے پھر دوسری شادی کی- جس کے بطن سے لڑکی پیدا ہوئی- مسمی بکر کے والد نے دوسری شادی کی ہوئی تھی اس کے بطن سے لڑکا ہے- اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسمی زید کی لڑکی مسمی بکر کے بھائی کے عقد نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ زید کی دوسری زوجہ کی لڑکی کا عقد نکاح بکر کے سوتیلے بھائی سے درست ہے- ان کے درمیان ایسا کوئی رشتہ نہیں ہے- جو نکاح کے لیے مانع ہو- فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ
۲۱ شوال ۱۳۹۸ھ

رضاعی بہن کے سگے بھائی سے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ زید و عمرو دو بھائی ہیں - زید کے گھر تین لڑکے ہیں اور عمرو کے گھر بھی - تھوڑے ہی عرصہ بعد زید کے تین لڑکے فوت ہو گئے - عمرو کے زندہ ہیں - کچھ عرصہ کے بعد دونوں بھائی زید و عمرو کے گھر لڑکیاں پیدا ہو گئیں - ایک اس کے گھر لڑکی ایک عمرو کے گھر - اتفاقاً معاملہ ایسا ہوا کہ زید کی بیوی بیمار ہو گئی - عمرو کی بیوی نے زید کی لڑکی کو دو دن دودھ پلایا - دو سال بعد یہ دونوں رضاعی بہنیں فوت ہو گئیں - پھر ایک لڑکی زید کے گھر پیدا ہوئی - اب وہ بالغ ہے - کیا اس کا نکاح عمرو کے پہلے لڑکے سے ہو سکتا ہے یا نہ کیونکہ وہم جاتا ہے کہ جائز نہ ہو - اس لیے کہ اس کی ہمشیرہ نے جو کہ فوت ہو گئی ہے - عمرو کی بیوی کا دودھ پیا تھا - شاید اس کا کچھ اثر اس پر پڑتا ہو اور اس لڑکی نے بھی اس کی ماں کا دودھ نہیں پیا - اور نہ لڑکے نے اس کی ماں کا دودھ پیا - بلکہ لڑکے کی ماں نے زید کی ایک اور لڑکی کو دودھ دیا تھا - جو کہ مر گئی ہے - بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں نکاح جائز ہے - واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۲۹ جمادی الاخری ۱۳۷۸ھ

اپنے لڑکے کی سالی سے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا اپنے لڑکے کی سالی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اگر دوسرا کوئی رشتہ نکاح سے مانع موجود نہ ہو تو محمد شفیع کا نکاح اپنے لڑکے جہانگیر کی سالی مسماۃ رانی سے شرعاً درست ہے - فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۲۷ شوال ۱۳۹۹ھ

بیٹے کی ساس سے زنا کرنے سے بیٹے کا نکاح متاثر ہوگا یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ مسمی اللہ بخش اور مسماۃ عظیماں (ہر دو عاقل و بالغ ہیں) کا نکاح ہوا- بعد از رخصتی اللہ بخش مذکور کے والد نے مسماۃ عظیماں کی والدہ سے زنا کا ارتکاب کیا- کیا اس صورت میں مسمی اللہ بخش اور مسماۃ عظیماں کا باہمی نکاح بقایا رہا یا نہیں اور کیا وہ دونوں میاں بیوی حقوق زوجیت ادا کر سکتے ہیں یا نہیں-

اور کیا ان کی پیدا ہونے والی اولاد کا نسب صحیح ہوگا یا نہیں- بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ اللہ بخش مذکور کے والد کے اس فعل بد سے مسماۃ عظیماں اور اس کے خاوند اللہ بخش کے نکاح پر اثر نہیں پڑتا- وہ دونوں بدستور خاوند بیوی کے مانند آباد رہیں گے اور ان کی اولاد صحیح النسب ہے- فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ جمادی الاولی ۱۳۹۹ھ

زانی کا مزنیہ سے نکاح کرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ غلام قاسم نے شہزادی بی بی سے زنا کیا- اس زنا سے شہزادی بی بی حاملہ ہوگئی اور حاملہ ہونے کے بعد غلام قاسم نے اس سے نکاح کر لیا- تو کیا یہ نکاح جائز ہے اور نکاح میں شریک ہونے والوں کے نکاح پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں- بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں قاسم اور شہزادی بی بی کا آپس میں نکاح جائز ہے- درمختار ص ۴۸ ج ۳ میں ہے وصح نکاح حبلی من زنا لا حبلی من غیرہ (الی ان قال) لو نکحها الزانی حل له وطؤها اتفاقاً

اور اس غلطی پر جو نکاح سے پہلے ان سے ہوئی ہے توبہ تائب ہونا لازم ہے۔ مجلس نکاح میں شامل تمام افراد کے نکاح درست ہیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ جمادی الاولی ۱۴۰۰ھ

مزنیہ کی بیٹی سے بیٹے کا رشتہ کرنا

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے ہندہ کے ساتھ زنا کیا زید زانی کا لڑکا ہے اور ہندہ مزنیہ کی ایک لڑکی ہے۔ کیا زید زانی کے لڑکے کا ہندہ مزنیہ کی لڑکی سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(ج)

زید (زانی) کے لڑکے کا نکاح ہندہ (مزنیہ) کی لڑکی کے ساتھ جائز ہے۔ لیکن اگر یہ شبہ ہو کہ یہ لڑکی زید کے نطفہ سے ہے تو پھر بہتر یہ ہے کہ نکاح نہ کیا جاوے۔ کما فی الشامیة ویحل لا صول الزانی وفروعه اصول المزنی بهاو فروعها (الدر المختار مصری ص ۳۲ ج ۳) فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۲۹ شوال ۱۳۸۹ھ

جس بہن سے غلط فہمی میں ہم بستری ہوئی ہو اس کی اولاد کا نکاح اپنی اولاد سے کرنا

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین و حامی شرع متین کہ ایک شخص کی بہن اپنی بھاوج کے بستر پر لیٹ گئی اور بھاوج کو چکی پر بٹھا دیا۔ اس کا بھائی سحر کے وقت آیا وہ اپنی بیوی سمجھ کر بہن سے ہم بستر ہوا۔ صبح کو بات کھلی تو سخت نادم ہوا توبہ کی مگر پھر کیا ہو سکتا تھا۔ بعد میں اس بھائی کی اولاد اپنے گھر سے ہوئی اور بہن کی اولاد اپنے گھر والے سے ہوئی۔ کیا اب دونوں کی اولاد آپس میں نکاح کر سکتے ہیں یا نہ۔ بینوا توجروا

(ج)

صورت مسئولہ میں بہن بھائی کی اولاد میں نکاح جائز ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لڑکی کے باپ کا لڑکے کی ماں سے ناجائز تعلقات کا اقرار کرنے سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ۔ کیا ایک شخص کا دفعتاً زنا کا اقرار کرنا معتبر ہے یا نہیں یعنی میرا فلاں عورت سے بدکاری زنا کا تعلق تھا۔ کیا یہ اقرار شرعاً معتبر ہوگا۔ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک شخص سے کرنا چاہا تو اس وقت لوگوں نے کہا کہ یہ شخص جو اپنی لڑکی کا نکاح کرا رہا ہے۔ اس کا اس لڑکے کی ماں سے حرام کا تعلق تھا۔ معتبر اشخاص کے سامنے اس شخص نے قسم کھا کر کہا کہ یہ افواہ بالکل غلط ہے۔ اب اس کی لڑکی نے باپ کے سامنے فریاد وغیرہ کی۔ اب وہ شخص اگر اس کا تعلق اس لڑکے کی والدہ سے تھا تو بعد از ولادت اس لڑکے سے تھا۔ قبل از ولادت نہیں تھا۔ خود قسمیں کھا کھا کر اقرار کرتا پھر رہا ہے کہ میں نے اپنی جوانی میں اس لڑکے کی ماں سے زنا کیا ہے۔ تاکہ میری لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے فاسد ہو جائے۔ اب یہ شخص خواہ مخواہ اپنی لڑکی کا نکاح تڑوا کر دوسرے کسی سے کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے یہ اقرار بالزنا کر رہا ہے۔ پہلے بھی اس شخص نے اپنی دو چھوٹیوں (بیٹیوں) کا نکاح اسی مذکور شخص (لڑکے) سے کرنا چاہا تھا۔ لیکن اس لڑکے نے منظور نہیں کیا تھا۔ اب اتنی وجوہات کے باوجود اور اگر خود ہی اس افتراء کا انکاری تھا تو کیا اب اس کا اقرار اسی طریقہ سے کرنا کیا شرعی طور سے صحیح ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

خواہ اس شخص نے اس لڑکی کی ماں سے (جس سے یہ اپنی لڑکی کا نکاح کر چکا ہے) زنا کیا ہے یا نہ کیا ہو۔ دونوں صورتوں میں یہ نکاح صحیح ہے۔ اس زنا نے نکاح فاسد نہیں کیا ہے۔ حرمت مصاہرہ سے زانی کی اولاد کا نکاح مزنیہ عورت کی اولاد سے بالکل صحیح ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر اس نے اس لڑکے کی ماں سے زنا کیا بھی ہو تب بھی اس کی لڑکی کا نکاح اس لڑکے کے ساتھ جائز ہے۔

زانی کا مزنیہ کی بھتیجی سے نکاح کرنا

زانی کے لیے بنت اخ مزنیہ کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں۔

السائل مقیر امیر حکم شاہ ضلع بنوں تحصیل لکی مروت سابق صوبہ سرحد

﴿ج﴾

قواعد کی رو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زانی کے لیے بنت اخ مزنیہ پر نکاح حلال ہے کیونکہ حرمت مصاہرہ کا تعلق اصول اور فروع کے ساتھ ہوتا ہے اور بس- واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ

درج ذیل دونوں صورتوں میں نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے زنا کیا- کیا زید کے بیٹے سے ہندہ کی پوتی کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ (۲) کیا ہندہ کے بیٹے کا نکاح زید کی پوتی سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زید کے بیٹے سے ہندہ کی پوتی کا نکاح جائز ہے- بشرطیکہ اور کوئی امر مانع نہ ہو-
(۲) اسی طرح ہندہ کے بیٹے کا نکاح بھی زید کی پوتی سے ہو سکتا ہے- فتاوی شامی ص ۳۲ ج ۳ میں ہے کہ ویحل لاصول المزنی وفروعه اصول المزنی بها وفروعها- فقط واللہ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم

زانی کا مزنیہ کی لڑکی کے ساتھ نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کے ایک دارالافتاء نے چار عینی شاہدوں کی گواہی پر زانی کا اپنی مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کرنا حرام قرار دیا- ازیں بعد ایک زمیندار نے نکاح خوان کو حکم دے کر نکاح پڑھوا لیا- جب نکاح خواں سے پوچھا گیا کہ تم نے یہ نکاح کیوں پڑھا تو اس نے کہا کہ میں نے زمیندار کے خوف سے نکاح پڑھا ہے- کیونکہ مجھے اس نے حکم دیا ہے کہ نکاح پڑھ دو- آیا یہ نکاح صحیح ہو گیا اگر نہیں تو اس زمیندار اور نکاح خواں اور گواہوں کے لیے شرعاً کیا حکم ہے- نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں- اگر وہ دوبارہ عقد نکاح کرنا چاہیں تو اس کی کیا صورت ہے-

﴿ج﴾

واضح رہے کہ زانی کا نکاح مزنیہ کی لڑکی سے شرعاً حرام ہے۔ پس صورت مسئولہ میں اگر واقعی اس شخص نے کسی عورت سے زنا کیا ہو تو اس کی لڑکی سے جو نکاح کیا گیا یہ ناجائز وحرام ہے۔ نکاح خواں اور نکاح میں شریک دوسرے لوگ سخت گنہگار بن گئے ہیں۔ بشرطیکہ ان کو علم ہو کہ یہ اپنی مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کر رہا ہے۔ فوراً سب کو توبہ تائب ہو جانا چاہیے۔ لیکن اس نکاح میں شرکت یا نکاح خوانی کی وجہ سے ان کے اپنے نکاح فسخ نہیں ہوئے۔ طرفین پر لازم ہے کہ وہ فوراً تفریق کر دیں۔ یعنی یہ شخص اس عورت کو فوراً چھوڑ دے۔ اس لیے کہ اس طرح ان کا آپس میں آباد رہنا حرام کاری ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ اصفر ۱۳۹۰ھ

بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ فضل نے اپنے چچا کی لڑکی سے نکاح کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کی چچی (ساس) فوت ہوگئی۔ اس کے چچا نے کسی غیر کفو کی ایسی عورت سے نکاح ثانی کر لیا جس کا فضل اور اس کی بیوی سے کوئی رشتہ نہیں۔ اب فضل کا چچا فوت ہو گیا ہے۔ کیا فضل اپنی پہلی بیوی کی موجودگی میں اپنے چچا کی دوسری منکوحہ (بیوہ) سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

جائز ہے۔ قال فی العلائیہ حرم الجمع وطأ بملک یمین بین امرأتین ایتهما فرضت ذکرا لم تحل الاخری (الی قوله) فجاز الجمع بین امرأة وبنت زوجها او امرأة ابنها او امة ثم سیدتها لانه لو فرضت المرأة او امرأة الابن او السیدة ذکرا لم یحرم بخلاف عکسه الدر المختار ص ۳۸ ج ۳ وفی الشامیة (قوله لم یحرم) ای التزوج فی الصور الثلاث لان الذکر المفروض فی الاولی یصیر متزوجا بنت الزوج وهی بنت رجل اجنبی (رد المحتار باب المحرمات ص ۳۹ ج ۳) فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ جمادی الاولیٰ بروز جمعہ ۱۳۵۹ھ

سوتیلی ماں کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی سوتیلی لڑکی سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی جس کی دو بیویاں تھیں۔ سرور خاتون اور مہران مائی۔ وہ شخص فوت ہوا۔ سرور خاتون نے غلام حسین سے نکاح کرلیا اور مہران فوت ہوگئی ہے۔ اس کی لڑکی غلام حسین سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں غلام حسین مہران کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

جس شخص کے نکاح میں کسی عورت کی سوتیلی بیٹی رہ چکی ہو اس لڑکی کی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کی ایک بیوی ہندہ ہے۔ دوسری بیوی زینب ہے۔ زید کی لڑکی ہندہ کے بطن سے فاطمہ ہے۔ زید فوت شدہ ہے۔ بکر کا فاطمہ سے نکاح تھا۔ اب فاطمہ مدخولہ بیوی بھی فوت ہوگئی ہے۔ کیا عندالشرع بکر اب زید متوفی کی دوسری بیوی زینب سے نکاح کرسکتا ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بکر مذکور زینب مذکورہ سے نکاح کرسکتا ہے کیونکہ یہ محرمات میں سے نہیں ہے۔ بلکہ بکر مذکور تو فاطمہ کی موجودگی میں بھی زینب مذکورہ کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے۔ اب تو بطریق اولی کرسکتا ہے۔

كما قال في العالمگيريه (ص ۲۷۷ ج ۱) والاصل ان كل امراتين لو صورنا احداهما من اى جانب ذكراً لم يجز النكاح بينهما برضاع او نسب لم يجز الجمع بينهما هكذا في المحيط فلا يجوز الجمع بين مراة وعمتها نسباً او رضاعاً و خالتها كذالك ونحوها ويجوز بين امرأة وبنت زوجها فان المرأة لو فرضت ذكراً حلت له تلك البنت بخلاف العكس فقط واللہ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم
یکم شعبان ۱۳۸۶ھ

سابقہ منکوحہ کی سگی بیٹی سے نکاح کرنا

﴿س﴾

ایک آدمی نے ایک عورت سے نکاح کیا ایک سال بعد اس کو طلاق دے دی اور اس کی لڑکی جو پچھلے گھر سے تھی اس سے نکاح کرلیا آیا نکاح درست ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

یہ نکاح ناجائز ہے۔ حرام ہے۔ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ تمام اہل اسلام ایسے شخص کو باز رکھیں۔
الجواب صحیح عبداللہ عفی عنہ

عورت کی سوتیلی بیٹی کے ساتھ اس کی سوتیلی ماں کو نکاح میں جمع کرنا

﴿س﴾

زید نے چند روز ہوئے دوسری شادی کی۔ جبکہ پہلی بیوی زندہ موجود ہے۔ دوسری بیوی دو جگہوں سے بیوہ ہے۔ سابقہ رشتوں کی تفصیل مزید اور متذکرہ عورت کی یوں ہے کہ ۹/ ۸ سال قبل متذکرہ عورت نے عمر سے شادی کی تھی۔ جس کے بطن سے ایک لڑکا موجود ہے۔ عمر رشتے میں زید کا بھتیجا ہے۔ عمر کی زندگی میں متذکرہ عورت کا رشتہ زید کے ساتھ سسر اور بہو کا تھا۔ عمر کی فوتگی کے بعد متذکرہ عورت نے ۴/ ۲ سال ہوئے بکر سے شادی کرلی۔ زید کا سسر بکر تھا بکر کی پہلی بیوی سے جو لڑکی موجود ہے وہ زید کی پہلی بیوی ہے۔ بکر کی دوسری بیوی یعنی متذکرہ عورت بکر کی زندگی میں زید کی سوتیلی ساس تھی۔ بکر سے متذکرہ عورت کے بطن سے ایک لڑکا موجود ہے۔ اب بکر کی فوتگی کے بعد زید نے بکر کی دوسری بیوی یعنی سوتیلی ساس سے شادی کرلی ہے۔ بکر کی زندگی میں زید کی پہلی بیوی کا رشتہ متذکرہ عورت کے ساتھ سوتیلی ماں کا تھا جو اب زید کی شادی ہو جانے کے بعد سوکن ہو گیا۔ یعنی سوتیلی ماں اور بیٹی رشتہ میں برابر ہوگئی ہم پلہ ہیں۔ اس طرح سوکن کا پہلا لڑکا جو بکر سے ہے بھائی کہلایا اور اب آئندہ اگر کوئی بچہ پیدا ہوگا تو وہ بڑا ہوگا یعنی ایک عورت بھائی بھی پیدا کرسکتی ہے اور بیٹا بھی۔ تو کیا اس صورت میں نکاح درست ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ زید کا عقد نکاح متذکرہ عورت سے بلاتردد درست ہے اور متذکرہ رشتے اس نکاح پر ہرگز اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفراللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سابقہ بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح جائز ہے

﴿س﴾

علماء دین کیا فتوئی دیتے ہیں کہ میرا سسر سید ہے اس کی دو بیویاں تھیں۔ ایک سید زادی دوسری سید زادی نہ تھی۔ جو سید زادی نہ تھی اس کے بطن سے ایک لڑکی تھی اور پھر دوسری بیوی کو طلاق دے دی وہ بیوی لڑکی کو ساتھ لے گئی میرے سسر نے مقدمہ دائر کر کے اپنی لڑکی واپس لے لی۔ جب لڑکی جوان ہوئی تو میرے سسر نے وہ لڑکی مرے نکاح میں دے دی۔ تین سال وہ لڑکی میرے نکاح میں میرے گھر آباد رہی تو اس کی حقیقی ماں جو مطلقہ تھی میرے گھر میں آئی اور ورغلا پھسلا کر اپنے ساتھ لے گئی اور مقدمہ تمنیخ کر کے مجھے عدالت نے بلوایا میں نے عدالت میں پیش ہو کر دو سال ہوئے طلاق دی ہوئی ہے۔ جو حقیقی والدہ ساتھ لے گئی تھی اس نے تمنیخ کا مقدمہ دائر کر کے تمنیخ کروالی اور اس کی دوسری جگہ شادی کر دی۔ کیا میں اپنے سسر کی سید زادی بیوی کے بطن سے پیدا شدہ لڑکی سے شادی کر سکتا ہوں؟

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں بتقدیر صحت واقعہ شخص مذکور کا عقد نکاح لڑکی مذکورہ سے درست ہے۔ اس نکاح کے لیے شرعاً کوئی مانع موجود نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ اربیع الاول ۱۳۹۷ھ

بہن کی سوکن کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اور بکر نے اپنی دو لڑکیوں کی اپنے بھتیجے بکر کے ساتھ شادی کر دی۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا زید اپنے لڑکے کے ساتھ اپنی لڑکی کی سوکن کی لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے

﴿ج﴾

جائز ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ ذوالحج ۱۳۷۱ھ

سابقہ سوکن کی نواسی سے بیٹے کا رشتہ

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ لعل کی دو بیویاں تھیں۔ مسماۃ سداں ومسماۃ امیراں سداں سے سلطان پیدا ہوا اور امیراں سے محمد رمضان تولد ہوا لعل خان فوت ہو گیا۔ اس کی بیوی سداں نے دوسری جگہ ویر خان سے شادی کی جس کے نطفہ سے غلام سکینہ تولد ہوئی۔ غلام سکینہ کی شادی ہو جانے کے بعد اس کے بطن سے مسماۃ امیراں پیدا ہوئی ہے۔ جس کا نکاح مسمی محمد رمضان ولد لعل خان سے ہونا قرار پایا ہے۔ کیا محمد رمضان کا نکاح اسی امیراں اختر غلام سکینہ سے درست ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ مسماۃ امیراں کا عقد نکاح محمد رمضان سے شرعاً درست ہے۔ ان دونوں کے مابین کوئی رشتہ مانع از نکاح موجود نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۲۳ شعبان ۱۳۹۶ھ

مرتد ہو جانے والے کے نکاح کا حکم (العیاذ باللہ)

﴿س﴾

بخدمت جناب مولانا صاحب السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ چند اصلاحات حق نکاح کے متعلق معلوم کرا دیں تا کہ ہم فدویان بموجب فرمان جناب کے عمل کریں (کیفیت) سوال یہ کہ قبل از تقسیم ہندوستان میں ایک لڑکی بعمر تین سالہ تھی۔ جس کا عقد نکاح ہندوستان بننے سے پہلے ایک لڑکے کے ساتھ ہوا تھا۔ لیکن بوجہ پاکستان بننے کے لڑکی والے بفضل خدا پاکستان چلے آئے اور لڑکے والے وہیں ہندو بن گئے۔ اب مودبانہ التجا ہے کہ

لڑکی بعمر ۳ سالہ اس وقت ۱۷/ ۱۸ سال کی ہو چکی ہے- اب ہمیں سمجھائیں اور شرع شریف سے بتائیں کیا وہ لڑکی جس کا نکاح نابالغی میں قائم ہوا تھا- اس کا نکاح وہ بحال سمجھا جائے گا یا اس لڑکے کے ہندو بننے سے نکاح منسوخ ہو جائے گا- لہٰذا برائے مہربانی تمام جمعیت علماء اپنی رائے ملا کر اس عرض داشت کا جواب تحریر کریں تا کہ جناب کے فتویٰ پر پورا پورا عمل کیا جائے-

﴿ج﴾

اگر فی الواقع اس لڑکی کا خاوند ہندو مذہب اختیار کر کے مرتد ہو چکا ہے والعیاذ باللہ تو نکاح ختم ہو گیا- عورت بائنہ ہوگئی- جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے- تحقیق واقعہ کے تم خود ذمہ دار ہو- واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ہندو کی مسلمان بیوی سے نکاح کرنے کی شرعی حیثیت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت ہندو سے مسلمان ہوئی- مسلمان ہونے کے بعد اپنے خاوند ہندو کو کہا کہ تم بھی مسلمان ہو جاؤ- میں مسلمان ہوگئی ہوں- میری خواہش رکھتے ہو تو مسلمان ہو کر مجھ سے نکاح کر کے لے جاؤ- اس نے جواب دیا کہ میں مسلمان نہیں ہوتا- تمھاری مرضی بائیس سال مسلمان رہی اور ایک مسلمان کے پاس بے نکاح بیٹھی رہی- اب توبہ تائب ہو کر اسی سے نکاح کرنا چاہتی ہے- تقریباً بیس مسلمانوں نے آ کے حلفیہ بیان دیا- کیا وہ نکاح کر سکتی ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس عورت کا نکاح اس شخص کے ساتھ جائز ہے- واللہ اعلم

سید مسعود علی قادری مدرسہ انوار العلوم
۳۱ مئی ۱۹۵۹ء
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ذوالقعدہ ۱۳۷۸ھ

چچا کی نواسی سے نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو بھائی حقیقی ہیں- ایک کا لڑکا ہے اور دوسرے بھائی کی لڑکی ہے- کیا جس بھائی کا لڑکا ہے وہ اپنے لڑکے کا نکاح بھتیجی کی لڑکی سے کرا سکتا ہے- یہ جائز ہے یا نہ

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں یہ نکاح جائز ہے- فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ جمادی الاخری ۱۳۹۰ھ

چچا کی بیوہ سے نکاح جائز ہے

﴿س﴾

ایک حقیقی چچا فوت ہو گیا- اب زید چچا کی بیوہ کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

بعد از عدت نکاح جائز ہے- **قال اللہ تعالیٰ بعد ذکر المحرمات واحل لکم ماوراء ذلکم** **الآیۃ** - فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ ذوالقعدہ ۱۳۹۳ھ

باپ کے ماموں کی بیٹی سے نکاح کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ میرا پوتا اور میرے سالے کی لڑکی ان دونوں کے نکاح کے بارے میں علماء کا کیا جواب ہے-

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں سائل کے پوتے کا نکاح سائل کے سالے کی لڑکی کے ساتھ ہوسکتا ہے- فقط واللہ اعلم

بھانجے کی لڑکی سے نکاح کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنے بھانجے کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے- کیا شرعاً نکاح جائز ہے یا نہیں- بینوا توجروا

﴿ج﴾

بھانجے کی لڑکی کے ساتھ نکاح جائز نہیں- **قال فی قاضیخان اما المحرمات بالنسب ما نص اللہ تعالی فی قولہ حرمت علیکم امہاتکم الأیہ- الام بالرشد والزنیۃ حرام وکذلک الجدۃ القربی والبعدی (الی ان قال) وبنات الاخوات وان سفلن وکذلک بنات الاخ وان سفلن** الخ (قاضی خان علی ھامش العالمگیریہ ص ۳۶۰ ج ۱) پس اگر نکاح کیا ہو یا بغیر نکاح کے رکھا ہو تو فوراً اس کو چھوڑ دے- اگر چھوڑتا نہیں تو اس کے ساتھ خورد و نوش اور اختلاط سے تمام مسلمانوں پر احتراز لازم ہے- یعنی مکمل بائیکاٹ کر دیں- تاکہ تنگ آ کر توبہ تائب ہو جائے- کذا فی الترمذی وابوداؤد- فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ صفر ۱۳۹۰ھ

بھانجی کی لڑکی کا رشتہ بیٹے سے کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں اپنے لڑکے مسمی سعید احمد کا عقد نکاح اپنی سگی بھانجی کی لڑکی مسمات پروین سے کرنا چاہتا ہوں- کیا شرع محمدی میں کوئی ممانعت تو نہیں- بینوا توجروا

﴿ج﴾

اس نکاح میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں- بھائی بہن کی اولاد کا ایک دوسرے سے عقد نکاح درست ہے- فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان
۱۲ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ

استانی کے ساتھ نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنی استانی کے ساتھ شادی کر لی ہے اور اس بیوہ کا کوئی سہارا نہیں تھا تو اس طالب علم نے اپنی استانی کے ساتھ نکاح کر لیا- تو اب لوگ کہتے ہیں کہ اس کا نکاح نہیں ہوا کیونکہ اس نے ماں کے ساتھ شادی کی ہے اور حرام کھا رہا ہے- لہٰذا کوئی نکاح نہیں ہے کیا اس کا نکاح ہو جائے گا یا نہیں-

﴿ج﴾

شرعاً یہ نکاح بلا شک وشبہ جائز ہے- استانی حقیقی ماں نہیں فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

پیر کے لیے مرید کی بیوی اور مرید کے لیے پیر کی بیوی پہلے نکاح سے فارغ ہونے کے بعد جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ استاد کے لیے تلامذہ وغیرہ کی بیویاں اور تلامذہ کے لیے اساتذہ وغیرہ کی بیویاں- نیز پیروں کے لیے مریدین وغیرہ کی بیویاں مریدین کے لیے پیروں کی بیویاں محرم ہیں؟ اس مسئلے کی وضاحت فرما کر سائل کا تردد دور فرمایا جائے-

﴿ج﴾

پیری مریدی اور استادی شاگردی کا تعلق محرمیت نہیں پیدا کرتا- استاد کی زوجہ تلامذہ کے نکاح میں آسکتی ہے- و کذا العکس وھکذا الامر للشیخ و المرید

فقط عبداللہ عفا اللہ عنہ

شفقت کے طور پر کسی کو بیٹی کہنے سے وہ حرام نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جبکہ دو آدمی حقیقی بھائی تھے- بڑا بھائی چھوٹے بھائی کی بیوی کو بیٹی کہہ کر پکارتا تھا- چند دنوں کے بعد چھوٹا بھائی فوت ہو گیا- اب عدت شرعیہ گزر جانے کے بعد بڑے بھائی کا

خیال تھا کہ اس عورت کی جس کو بیٹی کہتا تھا نکاح اپنے بیٹے کے ساتھ کر دوں۔ مگر برادری کی کشمکش کی وجہ سے اپنے بیٹے کے ساتھ اس لڑکی کا نکاح نہ کر سکا۔ بذات خود بوجہ مجبور کر دینے برادری کے نکاح کر لیا۔ ابھی تک خلوت صحیحہ کی کلام بھی نہیں کی۔ نکاح کر لینے کے بعد اب صورت وہم یہ گزرتی ہے کہ میں نے غلطی کی ہے کہ جس کو بیٹی کہتا تھا۔ اس کے ساتھ میرا نکاح نہیں ہو سکتا۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا نکاح درست ہے یا نہیں۔ اگر یہ نکاح درست ہے اور خلوت صحیحہ بھی نہیں ہوئی اب اگر یہ آدمی طلاق دے دے تو کیا اس کے بیٹے کے ساتھ مذکورہ عورت کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔ مسئلہ حل فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس شخص کا نکاح اس عورت کے ساتھ صحیح ہے۔ صرف بیٹی کہنے سے وہ بیٹی نہیں بن جاتی اور نہ نکاح حرام ہو سکتا ہے۔ اب تو اگر وہ قبل از خلوت طلاق بھی دے دے تب بھی اس کے لڑکے سے نکاح اس کا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ لقولہ تعالیٰ لا تنکحوا ما نکح اباؤکم الآیہ۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خالہ زاد بہن بھائیوں کا آپس میں نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کہ ہندہ اور سعیدہ دونوں حقیقی بہنیں ہیں۔ ہندہ بڑی اور سعیدہ چھوٹی ہے۔ زید اور بکر دونوں چچازاد بھائی ہیں۔ زید چھوٹا اور بکر بڑا ہے۔ زید کا نکاح ہندہ سے ہوا۔ برادری نے مل کر باہمی رضامندی سے زید سے ہندہ کو طلاق کرائی جبکہ خلوت صحیحہ ہو چکی تھی۔ اب ہندہ کا نکاح بکر سے کر دیا اور سعیدہ کو طلاق کرا کے باہم رضامندی سے زید سے نکاح کرا دیا۔ یہ سب کچھ برادری کی رضامندی سے ہوا کسی کو کوئی اعتراض نہ تھا۔ اب سعیدہ اور ہندہ دونوں بہنوں کی اولاد (لڑکے اور لڑکیاں) ہیں۔ سعیدہ اور ہندہ آپس میں رشتہ کرنا چاہتی ہے۔ آیا شرعاً یہ رشتے جائز ہوں گے کہ نہیں۔ ہندہ اور سعیدہ کی اولاد کے آپس میں نکاح شرعاً جائز ہیں یا نہیں

﴿ج﴾

ہندہ اور سعیدہ کی اولادوں کا نکاح شرعاً درست ہے۔ جبکہ نکاح کے لیے اور کوئی مانع رشتہ موجود نہ ہو اور ہندہ کا زید سے نکاح ہو جانا اس رشتہ کے لیے مانع نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ذوالقعدہ ۱۳۹۱ھ

خالہ زاد بہن بھائیوں کا نکاح آپس میں درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بشیر خان کی پہلی بیوی اور سردار حسین کی دوسری بیوی آپس میں حقیقی بہنیں ہیں- والدہ کے رشتہ سے بشیر خان کا لڑکا شمیم احمد خان اور سردار حسین کی لڑکی صابرہ آپس میں خالہ زاد بہن بھائی ہیں-لیکن والد کے رشتہ سے وہ دادی پوتا لگتے ہیں- یاد رہے لڑکی صابرہ محمد بشیر خان والد کے رشتہ سے سگی خالہ لگتی ہے-لیکن والدہ کی طرف سے سوتیلی خالہ ہے- کیا سردار حسین خان کی لڑکی صابرہ اور محمد بشیر خان کے لڑکے شمیم کا نکاح آپس میں جائز ہے-

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ مسماۃ صابرہ کا عقد نکاح شمیم احمد خان سے شرعاً درست ہے- ان دونوں کے مابین کوئی رشتہ مانع نکاح موجود نہیں ہے- فقط واللہ اعلم

محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ ۱۹ شوال ۱۳۹۵ھ

چچازاد بہن بھائیوں کا آپس میں نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو بھائی ہیں- ایک کا نام اللہ بخش ہے- دوسرے کا نام خدا بخش ہے- دونوں بھائیوں کے ایک ایک لڑکا ہے- واحد بخش ولد اللہ بخش ہے- کریم بخش ولد خدا بخش ہے- واحد بخش کی ایک لڑکی ہے- وہ اپنی لڑکی کا نکاح اپنے چچازاد کریم بخش سے کرنا چاہتا ہے- آیا یہ نکاح درست ہے کہ نہیں-

﴿ج﴾

درست ہے- فقط واللہ اعلم

محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
والجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ
۱۶ شوال ۱۳۹۵ھ

دادا پر اگر شرعی شہادت سے الزام ثابت نہ ہو تو اس کی پوتیوں اور پوتوں کا آپس میں نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دادے کو ۹ سال کی پوتی کے ساتھ بدفعلی کرتے ہوئے ایک پاک دامن عورت نے دیکھا - دادا منکر اور قسم اٹھاتا ہے اور لڑکی مقرہ ہے اور عورت گواہی دیتی ہے - اب اس لڑکی کا نکاح دوسرے پوتے سے جائز ہے یا نہیں -

﴿ج﴾

ایک عورت کی گواہی اور مذکورہ بچی کے اقرار سے بدفعلی ثابت نہیں ہوتی - لہذا لڑکی مذکورہ کا شخص مذکور کے پوتے سے نکاح درست ہے - فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

یکے بعد دیگرے ایک ہی شخص کے نکاح میں رہنے والی بہنوں کی اولاد کے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس صورت مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا اور پھر شادی کی اور اس شخص نے اپنی بیوی سے صحبت بھی کی - پھر اس شخص نے بعد کچھ عرصہ کے اپنی بیوی کو طلاق دے دی - پھر اس شخص مذکور نے اپنی مطلقہ بیوی کی بہن سے نکاح کیا اور اس شخص کی اس دوسری بیوی سے اولاد ہوئی اور اس شخص مذکور کی مطلقہ بیوی نے عدت گزار کر ایک دوسرے شخص سے نکاح کر لیا - اس مطلقہ کے دوسرے خاوند سے اولاد پیدا ہوئی - اب ان دونوں بہنوں کی اولاد کا آپس میں نکاح شرعاً جائز اور درست ہے یا نہیں -

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بلا شبہ دونوں بہنوں کی اولاد کا آپس میں نکاح درست ہے - اس لیے اگر چہ منکوحۃ الاب اولاد پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے - لیکن جب وہ باپ کے نکاح میں نہ رہے کسی غیر کے ساتھ نکاح ہو جاوے تو منکوحۃ الاب سابقاً کی اولاد بھی غیر کی ہوگی - تو جیسے ابتداء دونوں بہنوں کا دو آدمیوں کے ساتھ نکاح

ہو جاوے اور ان سے اولاد پیدا ہو جاوے اور نکاح آپس میں جائز ہوتا ہے- صورت مسئولہ میں بھی نکاح اسی طرح آپس میں جائز ہوگا- فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

چچازاد بہن بھائیوں کا نکاح آپس میں درست؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ محمد صدیق فریق نمبر ۱ (تایازاد) محمد انور فریق نمبر ۲ (چچازاد) فریق نمبر ۱ و فریق نمبر ۲ آپس میں تایازاد اور چچازاد بھائی ہیں- تو کیا فریق نمبر ۱ کی لڑکی کا عقد فریق نمبر ۲ سے جائز ہوسکتا ہے- جبکہ فریق نمبر ۱ کی سوتیلی ہمشیرہ سے فریق ثانی شادی شدہ تھا- لیکن لڑکی وداعگی سے پیشتر ہی فوت ہوگئی تھی-

بلاشبہ جائز ہے- واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

چچازاد بہن بھائیوں کا نکاح آپس میں جائز ہے اگرچہ دونوں عورتیں ایک شخص کے نکاح میں رہ چکی ہوں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام صورت مسئولہ میں دو بھائی ہیں حقیقی اللہ دتہ اللہ ڈوایا- مسمی اللہ دتہ نے اپنی زوجہ منکوحہ کو طلاق مغلظہ دی ہے- عدت گزرنے کے بعد چاہتا ہے اپنی زوجہ مغلظہ سے پھر نکاح کرے اسی بنا پر اپنے بھائی مادری پدری کو کہا ہے کہ تو اس عورت سے نکاح کر لے- صدقہ کے طور پر بعد کو تو طلاق دے دینا اور میں نکاح کروں گا اور اس طرح پر نکاح کیا گیا ہے اور اس بھائی اللہ دتہ نے نکاح کر کے ایک رات گزارنے کے بعد طلاق کر دی ہے اور اللہ دتہ نے دوسرا نکاح پہلی عورت کے ساتھ کیا ہے- چند سال گزرنے کے بعد اللہ دتہ کی اولاد بیٹی و بیٹا پیدا ہوا ہے اسی عورت سے اور مسمی اللہ ڈیوایا کی اولاد بھی ہے- اپنی پہلی منکوحہ سے جو حلالہ والی عورت سے پہلے موجود تھی- اب دونوں بھائی آپس میں رشتہ ناتہ کر سکتے ہیں یا کہ نہیں- المستفتی اللہ دتہ سکنہ لیہ ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

اللہ دتہ و اللہ ڈوایا کی اولاد میں رشتہ نکاح شرعاً بلا شبہ جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۱۵ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ

پھوپھی زاد اور ماموں زاد بہن کو نکاح میں جمع کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک سمائی گاہر مائی بیوہ جو حاملہ ہے اور اس نے بعد احمد خان بلوچ سے نکاح کر لیا اور سماتی گاہر مائی کے ۸ دن نکاح کے بعد لڑکی پیدا ہوگئی۔ جن کا نام جتی رکھا گیا۔ مسماۃ جتی بالغ ہوئی۔ احمد خان نے اس کا نکاح ایک شخص اللہ بخش بلوچ کے ہمراہ کر لیا اور اللہ بخش بلوچ کی ہمشیرہ سرور سے احمد نے خود نکاح کر لیا۔ یعنی وٹہ سٹہ اب غلام محمد نے جنت دختر اللہ بخش جتی سے نکاح کر لیا۔ احمد خان نے مسماۃ سرور ہمشیرہ اللہ بخش بلوچ سے شادی کر لی اور ان میں سے مسماۃ حسینہ پیدا ہوئی۔ اس کے بعد حسینہ جوان ہوگئی اور غلام محمد حسینہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے۔ کیا یہ درست ہے اور اس کے متعلق شرع محمدی کیا کہتی ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جتی جو گاہر مائی کی لڑکی ہے گاہر مائی کے پہلے خاوند کی لڑکی متصور ہوگی۔ نہ کہ اس کے دوسرے خاوند احمد خان کی۔ اس لیے غلام محمد اپنے عقد نکاح میں جنت دختر جتی اور حسینہ دختر احمد خان ان دونوں کو جمع کر سکتا ہے کیوں کہ جنت مسماۃ حسینہ کے ماموں کی لڑکی ہے اور حسینہ مسماۃ جنت کی پھوپھی کی لڑکی ہے اور ان دونوں میں سے جس کو بھی مذکر تصور کریں۔ ان کے لیے نکاح درست ہے۔ لہٰذا غلام محمد ان دونوں کو اپنے نکاح میں جمع کر سکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

کتبہ محمد طاہر رحیمی استاذ القرآن والحدیث
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ۲۴ رمضان ۱۳۹۵ھ

ایک سوکن اگر دوسری کو دودھ پلا دے تو دونوں شوہر پر حرام ہو جائیں گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی کی بیوی مدخول بہا نے اپنی سوکن کو جو کہ ابھی تک شیر خوار بچی تھی اپنا دودھ پلایا۔ دودھ پلانے سے پہلے نکاح ہو چکا تھا۔ اب یہ دونوں ایک خاوند کے پاس رہ سکتی ہیں یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں یہ دونوں عورتیں اس شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئیں۔ خاوند پر لازم ہے کہ دونوں کو طلاق دے دے۔ دوبارہ ان دونوں میں سے کسی کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا۔ **اذا تزوج الرجل صغیرۃ و کبیرۃ فارضعت الکبیرۃ الصغیرۃ حرمتا علی الزوج لانه یصیر جامعا بین الام والبنت رضاعا وذلک حرام کالجمع بینهما نسبا** (ہدایہ مع فتح القدیر ص ۳۲۰ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ صفر ۱۳۹۱ھ

تین طلاقیں پانے والی عورت دوسرے نکاح وطلاق کے بعد شوہر اول کے لیے جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنی عورت کو طلاق دی ہے۔ اس کی عدت بھی گزر گئی۔ بعد میں اس عورت نے دوسرے شوہر سے شادی کی اور اس شوہر نے ہم بستری بھی کی اور چھ سات دن کے بعد طلاق دے دی۔ اب اس شوہر سے بھی عدت گزر گئی۔ کیا اب وہ عورت پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت واقعہ پہلے خاوند کے ساتھ نکاح جائز ہے اور اس میں کسی قسم کی کوئی حرمت نہیں۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

سابقہ مطلقہ سے بعد حلال ہونے کے نکاح جائز ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ مسمی تخی جان ساکن چک ۲۸ نے اپنی عورت کو تین طلاق دے کر اپنے لو پر حرام کر دیا تھا۔ جس کو کافی عرصہ گزر گیا ہے۔ عدت وغیرہ نہیں ہے۔ اس نے شریعت کے ماتحت اپنی سابقہ منکوحہ پر حلالہ کرایا اور حلالہ کے بعد ثانی خاوند محلل نے طلاق بھی دے دی۔ اگر اس نے اپنی سابقہ منکوحہ سے نکاح کر لیا تو حلال ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

واقعی ہم نے اس ثانی نکاح کے گواہوں سے بیان بھی لے لیا اور ثانی خاوند محلل سے پوری تحقیق کر لی جس کی وجہ سے از روئے شریعت مقدسہ ہم یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ مسمی تخی جان کے لیے اس کی سابقہ منکوحہ بعد از عدت گزرنے کے بذریعہ نکاح حلال ہوگئی۔ کسی قسم کا نقص اب نہیں رہا۔ جملہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کے بعد مسمی تخی جان کو ارتکاب حرام کا طعنہ نہ دیں۔ واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
والجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ

مطلقہ عورت عدت گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح ہمراہ الف کیا اور اس کے بطن سے سات ماہ بعد بچہ پیدا ہو گیا۔ اب الف نے اس لڑکی کو گھر سے پندرہ یوم سے نکال دیا ہے کہ لڑکی کا جو بچہ پیدا ہوا ہے وہ نکاح سے قبل کا حمل تھا۔ اس لیے الف کا کوئی نکاح نہیں ہے اور آیا اب وہ لڑکی دیگر جگہ اسی بنا پر نکاح کرے تو وہ شرعاً جائز ہے اور اس کی یعنی الف کی مطلقہ تصور ہوگی۔ نیز سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ الف نے تین دفعہ کہا کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

واضح رہے کہ حاملہ من الزنا کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ اگرچہ غیر زانی کے لیے وضع حمل سے پہلے وطی اور

دواعی وطی جائز نہیں بنا بریں صورت مسئولہ میں یہ نکاح صحیح شمار ہوگا۔لیکن چونکہ لفظ چھوڑ دیا طلاق کے لیے مستعمل ہوتا ہے اس لیے جب اس نے تین دفعہ اس لفظ کو دہرایا تو اس کی بیوی مطلقہ مغلظہ شمار ہوگی اور طرفین بغیر حلالہ کے دوبارہ آپس میں آباد نہیں ہو سکتے۔اگر وضع حمل سے پہلے خاوند نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں تو وضع حمل سے عدت پوری ہوگئی ہے اور لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر وضع حمل کے بعد اس نے تین دفعہ یہ لفظ کہا ہے تو عورت عدت شرعیہ (تین ماہواری) گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لیکن اگر نکاح کے بعد سات مہینے گزرنے پر یہ بچہ پیدا ہوا ہے تو یہ بچہ اسی خاوند کا شمار ہوگا اس لیے کہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے۔

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۸ رجب ۱۳۸۸ھ

سسر کی بیوہ بہن سے نکاح کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ فیض بخش نے اپنی لڑکی کا نکاح اللہ ڈوایا سے کیا اللہ ڈوایا کا ناجائز تعلق فیض بخش کی ہمشیرہ سے ہوگیا۔جواب تک بدستور ہے۔درمیانی عرصہ میں دیہاتی طور پر فیض بخش نے اپنی لڑکی کا نکاح بدیں وجہ توڑ وایا کہ اس کے داماد کا تعلق اس کی ہمشیرہ حقیقی سے ہے اور طلاق لے لی۔فیض بخش مذکور کی ہمشیرہ بھی بیوہ ہو چکی ہے۔کیا اللہ ڈوایا داماد فیض بخش ہمشیرہ فیض بخش بیوہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

کر سکتا ہے۔واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لڑکی کا نکاح سسر کے چچازاد بھائی سے جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں اس مسئلے میں کہ مسماۃ نسیم بیوہ محمد اختر کی شادی عبداللہ پسر الٰہ الدین جو کہ ہاشم علی کا برادر چچازاد ہے جائز ہے یا نہیں۔جبکہ عبداللہ مسماۃ بیوہ محمد اختر کے سسر ہاشم علی کا چچازاد بھائی ہے۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں اگر کوئی اور مانع شرعی نکاح نہ ہو تو محض سسر کا چچا زاد بھائی ہونا شرعاً مانع نکاح نہیں۔ لہٰذا عبداللہ کا نکاح مسماۃ نسیم سے جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کسی اور ملک سے جو لڑکیاں خرید کر لائی جاتی ہیں ان کے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ بعض لوگ دوسرے ملک سے عورتیں خرید کر لاتے ہیں اور یہاں لا کر فروخت کر دیتے ہیں اور بتایا یوں جاتا ہے کہ بغیر نکاح کے ہیں (کنواری) یعنی پیچھے سے ان کا کسی سے نکاح نہیں ہے۔ اگر عورت سے پوچھا جاتا ہے تو وہ بھی یہی جواب دیتی ہے کہ پیچھے سے میرا کوئی نکاح نہیں ہے۔ اگر عورت سے اس کا پورا پتہ پوچھا جاتا ہے تو نہیں بتاتی۔ لہٰذا از روئے شرع ایسی عورت سے نکاح جائز ہے یا نہیں ہے۔

بینوا توجروا عنداللہ

﴿ج﴾

جزئیہ تو نظر سے نہیں گزرا لیکن قواعد کی رو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کا نکاح جائز ہے۔ کیونکہ اصل اشیاء میں حلت ہے۔ لیکن یہ کام عموماً فساق لوگ کرتے ہیں اس لیے ان کی بات پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ لہٰذا اس قسم کا نکاح کرنا نہیں چاہیے۔ فاسق کا قول اس بارہ میں معتبر نہیں ہے اور عادل کا معتبر ہے۔ عموماً یہاں مخبر فاسق ہوتے ہیں جو کہ شرعاً غیر معتبر ہیں۔ اس صورت میں اکبر رائے پر عمل ہوگا۔ اگر حالات و قرائن سے اس کا قلب اس پر مطمئن ہو تو نکاح کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ کذا فی کتب الفقہ

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم

باب سوم

وہ عورتیں جن سے ازروئے نسب نکاح حرام ہے

خالہ کے ساتھ نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص بنام واحد بخش جس کے نکاح میں دو عورتیں ہیں- سعیدہ اور شریفہ- سعیدہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام زاہدہ ہے- اس واحد بخش مذکور نے اپنی بیٹی زاہدہ کا نکاح غلام نبی نام کے شخص سے کر دیا ہے اور اس غلام نبی سے زاہدہ کی مذکر اولاد ہے یعنی لڑکا ہے اور واحد بخش کی دوسری منکوحہ شریفہ سے بھی ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے- اب واحد بخش کا ارادہ ہے کہ میری اس لڑکی کا نکاح غلام نبی کے بیٹے کے ساتھ ہو جائے- نیز یہی واحد بخش غلام نبی کا بہنوئی بھی ہے اور غلام نبی اس کا داماد بھی ہے- کیونکہ اس کی منکوحہ شریفہ غلام نبی کی بہن ہے- اس واحد بخش کی بیٹی زاہدہ غلام نبی کی گھر والی اور منکوحہ ہے- تو اب صورت مندرجہ بالا میں ایک وجہ سے غلام نبی کی اولاد کا شریفہ کی لڑکی کے ساتھ خالہ کا رشتہ بنتا ہے اور ایک وجہ سے پھوپھی کی لڑکی مسیر کا رشتہ متصور ہوتا ہے- تو اس مسئلہ میں پورا تسلی بخش جواب عنایت فرما کر ثواب دارین حاصل فرمائیں-

﴿ج﴾

ان کا نکاح آپس میں حرام ہے- کیونکہ واحد بخش کی لڑکی از بطن شریفہ غلام نبی کے لڑکے کی پدری خالہ بنتی ہے اور خالہ کے ساتھ نکاح حرام ہے- **كما قال في العالمگيرية ص ۲۷۳ ج ۱ مطبوعه مكتبه ماجديه كوئنه واما الخالات فخالته لاب و ام وخالته لاب وخالته لام الخ** فقط واللہ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ذوالحج ۱۳۸۷ھ

ماسی کے ساتھ نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ زید عمر کا چچا تھا اور زید کی دختر کے ساتھ عمر نے نکاح کیا ہوا تھا- زید کی زوجہ ہندہ مرچکی اور زید نے خالدہ کے ساتھ دوسرا نکاح کیا- خالدہ سے دو لڑکے پیدا ہوئے اور ایک لڑکی اب عمر کے لڑکے یعنی زید کے نواسے کو خالدہ کی لڑکی یعنی زید کی لڑکی آ سکتی ہے یعنی نکاح ہو

سکتا ہے یا نہیں- بینوا توجروا-

ہو سکتی ہے کہ حرمت کی کوئی صورت اس امر پر مشتمل نہیں ہے کما ہو مذکور فی کتب الفقہ جو صورت جواز ہے

واللہ اعلم بالصواب

ھذا جواب صحیح واللہ اعلم بالصواب حاجی محمد عبداللہ عفی عنہ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں نکاح قطعی حرام ہے یہ تو خالہ یعنی ماسی سے نکاح ہو رہا ہے بنص قرآنی و خالتکم سے اس کی حرمت ثابت ہے- درمختار ص ۲۹ ج ۳ میں وعمتہ و خالتہ وغیرہ کی حرمت کے بعد لکھا ہے الا شقاء وغیرہن الخ ماسی سگی ہو یا غیر سگی سب حرام ہیں- لہٰذا فتوی مولوی غلام رسول کا خطا اور غلط ہے پھر تعجب ہے کہ دوسرے اس کی تصدیق بھی کرتے ہیں ایسے ظاہر مسئلہ کا علم نہ ہونے کے باوجود مسند افتاء پر بیٹھنا اہل علم کے شایان شان نہیں- فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ محرم ۱۳۷۲ھ

ماسی کے ساتھ نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ عبدالحق کی ہمشیرگان محمدی بی بی کی شادی مسمی دین محمد سے ہوئی- مسمی دین محمد کی سابقہ بیوی کے بطن سے ایک لڑکی مسماۃ مریم جس کی شادی عبدالحق سے ہوئی اب عبدالحق کی ہمشیرہ مسماۃ محمد بی بی جو کہ دین محمد کی منکوحہ ہے اس کے بطن سے ایک لڑکی مسماۃ مقبولاں ہے-

دین محمد کی لڑکی مسماۃ مریم جو کہ سابقہ کے بطن سے ہے- اس کی شادی عبدالحق سے ہے مریم کے بطن سے ایک لڑکا ہے- اب دین محمد اپنی دوسری بیوی محمد بی بی کے بطن سے پیدا شدہ لڑکی مسماۃ مقبولاں کی شادی اپنی سابقہ بیوی کی لڑکی مریم جو کہ عبدالحق سے منکوحہ ہے- اس سے ایک لڑکا ہے نکاح کرنا چاہتا ہے- شریعت میں جائز ہے- یعنی دین محمد کا سابقہ بیوی سے نواسہ اور موجودہ بیوی کا بھتیجا ہے اور دین محمد کے موجودہ سالے کا بھانجا ہے- بینوا توجروا

﴿ج﴾

مسماۃ مریم اور مقبولاں چونکہ دونوں آپس میں پدری بہنیں ہیں- ان کا باپ ایک ہے جس کا نام دین محمد ہے اور ان دونوں کی والدہ علیحدہ علیحدہ ہیں- لہٰذا مریم کے لڑکے جو کہ عبدالحق کے نطفہ سے ہے- اس کا نکاح مریم کی بہن پدری مقبولاں کے ساتھ جو اس کی خالہ بنتی ہے ناجائز اور حرام ہے- کما قال فی العالمگیریہ ص ۲۷۳ ج ۱ واما الخالات فخالاته لاب و ام وخالته لاب وخالته لام الخ- وقال تعالی وحرمت علیکم ....خالتکم الأیة- فقط واللہ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

خالہ سے نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میری والدہ کی باپ سے سگی اور والدہ کی طرف سے سوتیلی ہمشیرہ (گویا میری خالہ) میرے چچا کے گھر آباد تھی- خدا تعالیٰ کی رضا پر چچا فوت ہو گیا- اب بیوہ خالہ کو میرا بھائی حق میں رکھنا چاہتا ہے- عمر کا تقاضہ نہیں ہے تقریباً عمر برابر ہے- آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں جلد از جلد جواب تحریر فرمائیں-

﴿ج﴾

خالہ کے ساتھ نکاح حرام ہے- لایحل للرجل ان یتزوج بامه (الی ان قال) ولا بعمته ولا بخالته وتدخل فیها العمات المتفرقات والخالات المتفرقات الخ (ہدایہ مع فتح القدیر ص ۱۱۷ ج ۳) فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ صفر ۱۳۹۰ھ

ماسی (خالہ) کے ساتھ نکاح صحیح نہیں ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زاید نے اپنی بہن فاطمہ کا بکر کے ساتھ عقد نکاح کر دیا اور بکر کی لڑکی جو گھر اول سے تھی وہ زید نے اپنے نکاح میں کر لی اب زید کا لڑکا اور بکر کی لڑکی جو زید کی بہن سے پیدا ہوئی ہے کا یہ آپس میں عقد نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں از عبارات کتب عربیہ تحریر فرمائیں۔

(ج)

چونکہ بکر کی لڑکی زید کے لڑکے کی خالہ ہے (ماسی) لہٰذا صورت مسئولہ میں یہ نکاح جائز نہیں ہے۔ **لقولہ تعالی وخالتکم الآیہ**۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ صفر ۱۳۸۹ھ

پدری خالہ کے ساتھ نکاح حرام ہے

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے مسماۃ ہندہ سے شادی کی۔ ہندہ کے بطن سے ایک لڑکی زینب نامی پیدا ہوئی۔ زینب کے جوان ہونے پر اس کی شادی کر دی گئی اور بطن زینب سے بکر نامی ایک لڑکا پیدا ہوا جو زید اور ہندہ کا نواسہ ہے۔ کچھ عرصہ بعد زید کی بیوی ہندہ کا انتقال ہو گیا۔ اب زید نے دوسری شادی مسماۃ رابعہ سے کر لی۔ رابعہ کے شکم سے کلثوم نامی لڑکی پیدا ہوئی۔ جو زینب کی بہن ہوئی۔ اور بکر کی خالہ اب زید کا ارادہ ہے کہ وہ کلثوم اور بکر کا آپس میں نکاح کر دے۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ از روئے شرع محمدی وفقہ حنفی کلثوم وبکر کا نکاح درست ہے یا نہیں۔

چونکہ کلثوم مذکورہ بکر کی خالہ علایہ (پدری) ہے اور خالہ کے ساتھ نکاح بقول قرآن حرام ہے۔ اس لیے ان

کے مابین نکاح ہرگز درست نہیں ہے۔ قال عزو جل حرمت علیکم امہتکم و بنتکم و اخواتکم وعمتکم و خلتکم (سورۃ النساء) وقال فی العالمگیریہ ص ۲۷۳ ج ا مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ (القسم الاول المحرمات بالنسب وھن الامھات و البنات و الاخوات و العمات و الخالات الی ان قال واما الخالات فخالتہ لاب وام وخالتہ لاب وخالتہ لام وخالات ابائہ وامھاتہ الخ

فقط واللہ اعلم عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۲۲ ذوالقعدہ ۱۳۸۵ھ

حقیقی بیٹی کا پدری بھائی سے نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بکر اور عائشہ دونوں باعتبار باپ کے بہن بھائی ہیں۔ یعنی دونوں کا باپ ایک ہے اور مائیں جدا جدا ہیں۔ عائشہ نے اپنی لڑکی ایک شخص زید نامی کو دی ہے۔ اب زید کی ایک لڑکی ہوئی ہے تو کیا زید اپنی لڑکی عائشہ کے بھائی بکر کو دے سکتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر زید کی یہ لڑکی عائشہ کے بطن سے ہے تو اس کا نکاح عائشہ کے پدری بھائی بکر سے ناجائز اور حرام ہے۔ کما قال فی العالمگیریہ ص ۲۷۳ ج ا مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ واما الاخوات فالاخت لاب وام والاخت لاب والاخت لام وکذا بنات الاخ والاخت وان سفلن۔ فقط واللہ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

نواسی کی لڑکی کی پدری ماں کے لڑکے کے ساتھ شادی جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی رسول بخش نے مسماۃ حنیفاں سے شادی کی اس سے ایک لڑکی عابدہ پیدا ہوئی۔ عابدہ کی شادی بھی کروادی اور عابدہ کی ایک لڑکی زاہدہ پیدا ہوئی۔ اب رسول بخش کی بیوی مسماۃ حنیفاں فوت ہوگئی ہے۔ اس کے بعد رسول بخش نے اپنی نواسی یعنی زاہدہ کو دے کر اس کے عوض دوسری

شادی مسماۃ خیراں سے کی ہے۔ اس دوسری شادی سے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے زاہد اور اس کی نواسی یعنی زاہدہ کو بھی ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے ساجدہ۔ اب قابل دریافت بات یہ ہے کہ زاہد کا نکاح ساجدہ سے ہوسکتا ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ زاہد کا عقد نکاح مسماۃ ساجدہ سے شرعاً درست نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم۔
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان
۳۰ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ

پدری بہن کے ساتھ نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں مولانا صاحب عبدالغنی اپنی بیٹی کے تبادلہ میں غلام رسول کی ہمشیرہ سے شادی کرتا ہے۔ عبدالغنی کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ غلام رسول کے گھر لڑکی پیدا ہوئی۔ عبدالغنی اپنے لڑکے کی شادی غلام رسول کی لڑکی سے کر رہا ہے۔ مولوی صاحب سے دریافت کیا گیا کہ لڑکوں سے رشتہ جائز اور ناجائز ہے کہ ہم سسر اور داماد باہمی رشتہ کر رہے ہیں کیا یہ جائز ہے یا کہ نہیں مولوی صاحب کو رشتہ کی پوری تفصیل نہیں بتائی گئی اور نکاح کر دیا گیا۔ نکاح کے بعد دوسرے مولوی صاحبان نے اعتراض کیا کہ یہ رشتہ ناجائز ہے۔ کیونکہ عبدالغنی سسر ہے اور غلام رسول داماد ہے اگرچہ عبدالغنی کی پہلی بیوی کی لڑکی غلام رسول کے گھر ہے۔ اس لڑکی کے تبادلہ میں لڑکا ہوا ہے۔ اب ایک طرف یہ دونوں سسر داماد بن گئے اور دوسری طرف سالہ بہنوئی بن گئے۔ یعنی عبدالغنی بہنوئی اور غلام رسول سالہ۔ ایک طرف عبدالغنی سسر غلام رسول داماد اب ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ دونوں باہمی رشتہ کر سکتے ہیں یا نہیں۔ انھوں نے جو رشتہ کیا ہے وہ جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز نہیں تو حاضرین مجلس اور نکاح خواں پر کیا کفارہ واجب ہوتا ہے۔ مفصل جواب دیں۔

صورت مسئولہ میں عبدالغنی کے لڑکے اور غلام رسول کی لڑکی کا آپس میں نکاح صحیح منعقد نہیں ہوا۔ کیونکہ غلام رسول کی زوجہ اس عبدالغنی کے لڑکے کی پدری بہن ہے۔ تو غلام رسول کی یہ لڑکی جو کہ عبدالغنی کی لڑکی کے بطن سے پیدا ہوئی ہے اس لڑکے کی بھانجی اور یہ لڑکا اس کا ماموں ہے اور شرعاً ماموں اور بھانجی کا آپس میں

نکاح کرنا حرام وناجائز ہے اور نکاح منعقد نہیں ہوتا - لہٰذا اس لڑکے اور لڑکی کا آپس میں نکاح نہیں ہے - لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز ہے اور جو جہالت کی وجہ سے مولوی صاحب نے اس لڑکے لڑکی کا آپس میں نکاح کیا ہے یا دوسرے لوگ ان کا نکاح کرنے والے اور نکاح میں شریک ہونے والے ہیں سب نے گناہ اور ناجائز کیا ہے - ان سب کو خصوصاً نکاح خواں کو توبہ کرنا شرعاً لازم ہے - نکاح اس نکاح خواں اور دوسرے شریک ہونے والوں سب کے باقی ہیں - نیز مولوی صاحب پر آئندہ لازم ہے کہ جب تک کسی مسئلہ میں اسے تحقیق نہ ہو لوگوں کو مسئلہ نہ بتائے - فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۹ ذوالقعدہ ۱۳۸۴ھ

باپ کے ساتھ نکاح ہونے کے بعد اب بیٹے کے ساتھ نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کا زینب سے نکاح ہوا بچپن میں لڑکی نابالغ تھی زید نے اس کے بالغ ہونے سے پہلے دوسری شادی کر لی - اب اس کے بچے بھی ہو چکے ہیں - اب زید کہتا ہے کہ میرے لڑکے کو دے دو - کیا اس کے لڑکے سے زینب کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں -

﴿ج﴾

زینب کا نکاح جب ایک دفعہ زید سے ہو چکا ہے تو اب اس کا نکاح زید کے لڑکے کے ساتھ جائز نہیں -
لقوله تعالى ولا تنكحوا ما نكح اباؤكم - فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

باپ کی مطلقہ سے بیٹے کا نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو شخص ہیں - ایک کا نام زید ہے اور دوسرے کا نام بکر ہے - دونوں آپس میں چچازاد بھائی ہیں - ان کی پہلی بیویاں دونوں کی فوت ہو گئی ہیں - دونوں آدمیوں نے یعنی زید نے اپنی

لڑکی کا نکاح بکر سے کردیا ہے اور بکر نے اپنی لڑکی کا نکاح زید سے کردیا ہے- بکر نے شادی کرلی اور زید کا نکاح ہی رہا اور شادی نہ کی- اس وقت زید ضعیف ہے لڑکی جوان ہے- اس کو برادری کہتی ہے کہ تم بکر کی لڑکی جو کہ تمھاری منکوحہ ہے طلاق دے دو- وہ کہتا ہے کہ میں طلاق تب دیتا ہوں کہ میرے لڑکے کو میری منکوحہ بیوی جس کی میرے ساتھ شادی نہیں ہوئی ہے نکاح کردیویں اب عرض ہے کہ شریعت محمد کیا اجازت دیتی ہے کہ جس باپ نے عورت سے نکاح کے سوا رجوع نہ کیا ہو- اس کا لڑکا اس کے ساتھ شادی کرسکتا ہے کہ نہیں-

﴿ج﴾

زید کے ساتھ جس لڑکی کا نکاح کردیا گیا ہے- طلاق دینے کے بعد بھی اس لڑکی کا نکاح زید کے بیٹے سے جائز نہیں- اگرچہ باپ نے ہمبستری نہ کی ہو- **لقوله تعالى و لا تنكحوا ما نكح اباؤ كم الأيه** زید اگر لڑکی کو آباد کرنے پر قادر نہیں تو زید پر یہ لازم ہے کہ وہ اس کو طلاق دے دے یا خلع کردے- اس طرح لڑکی کو محبوس رکھنا زید کے لیے جائز نہیں- **فقط واللہ اعلم**

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ذوالقعدہ ۱۳۹۱ھ

مطلقہ بہو سے نکاح کر کے جو بچے پیدا ہوئے ہیں اُن کا نسب باپ سے ثابت نہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اللہ وسایا ولد عطاء محمد نے مسماۃ غلام فاطمہ عرف گلاں کے ساتھ نکاح کیا اور کچھ عرصہ اس کے گھر آباد رہی- مگر ناچاقی کی وجہ سے اس نے مسماۃ مذکورہ کو طلاق دے دی- عدت گزرنے پر مسماۃ مذکورہ نے دوسری جگہ نکاح وشادی کرلی لیکن وہاں بھی سازگاری نہ ہوئی- صرف ماہ دو ماہ دوسرے خاوند کے پاس رہی- تنازعات روز افزوں کی بناپر دوسرے خاوند نے بھی اس کو طلاق دے دی- جس پر اللہ وسایا پہلے خاوند کے والد عطاء محمد نے دو دفعہ مسماۃ مذکورہ کے مطلقہ ہونے کے سبب جواب اس کی بعد از طلاق بیٹے کی بیوی نہیں رہی تھی اور جبکہ دوسرے خاوند نے اُسے طلاق دے دی تھی- یعنی مسماۃ غلام فاطمہ عرف گلاں مذکورہ سے نکاح کرلیا اور بارہ سال تک اس کے گھر آباد رہی جبکہ اس کے بطن اور عطاء محمد کے نطفہ سے ایک لڑکا ۵/۶ سال اور ایک لڑکی شیرخوار سال دو سال کی ہے- اب بقضاء الٰہی عطاء محمد بھی فوت ہوگیا ہے- تنازعہ وراثت کا ہے- بنابریں شرعی فیصلہ سے مطلع فرمائیں کہ آیا بعد از طلاق اللہ وسایا مذکور عطاء محمد کی بہو رہی یا

نہ اور جبکہ دوسری جگہ سے بھی مطلقہ ہو گئی۔صورت ہذا میں عطاء محمد کا نکاح مسماۃ غلام فاطمہ عرف گلاں سے جائز ہے یا نہ اور اگر صورۃ جواز میں آئے تو پھر تنازعہ وراثت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ورنہ اولاد کی نسبت جو مسماۃ مذکورہ کے بطن اور عطاء محمد کے نطفہ سے ہے کیا حکم ہے۔بینوا بحوالة الكتب وتوجروا عند الله.

﴿ج﴾

اپنے بیٹے کی مطلقہ بیوی کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔اگر چہ درمیان میں کسی اور شخص سے نکاح ہو چکا ہو۔ لقوله تعالى وحلائل ابنائكم الذين من اصلابكم الأية . اور اس نکاح کی وجہ سے جو اولاد پیدا ہوئی ہے۔ان کا نسب ثابت نہ ہوگا۔اس لیے یہ وارث بھی نہ ہوں گے۔ لما قال في ردالمحتار ولذا لا يثبت النسب ولا العدة في نكاح المحارم ايضاً كما يعلم مما سياتي في الحدود (ص ۱۳۲ ج ۳). فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک سوکن کے لڑکے کا دوسری سوکن کی نواسی کی لڑکی سے نکاح نا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ محمد اکبر کی دو بیویاں تھیں۔ بڑی بیوی سے کچھ لڑکے اور لڑکیاں تھیں اور چھوٹی بیوی سے کچھ لڑکے اور لڑکیاں تھیں۔ بڑی بیوی کی نواسی کی لڑکی ہے اور چھوٹی بیوی کا لڑکا ہے۔اب جو چھوٹی بیوی کا لڑکا ہے وہ اس نواسی کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے آیا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ چھوٹی بیوی کے لڑکے کو بڑی بیوی کی نواسی کی لڑکی سے عقد نکاح درست نہیں ہے۔کمافی العالمگیریہ ص ۲۷۳ ج ۱ وكذا بنات الاخ والاخت وان سفلن الخ۔فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

رشتہ میں ماموں لگنے والے سے نکاح ناجائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ لڑکی کا نکاح نانی کے بھائی کے ساتھ جائز ہے یا کہ نہیں۔ جبکہ نانی اور اس کا بھائی ایک باپ سے ہوں اور والدہ جدا جدا ہو۔ یعنی جو لڑکی مثال کے طور پر فاطمہ ہے۔ اس کی نانی عائشہ اور اس کا بھائی عبداللہ ایک باپ سے پیدا ہوئے لیکن عائشہ کی والدہ اور ہے اور عبداللہ کی والدہ اور ہے۔ اب فاطمہ کا نکاح عبداللہ سے جائز ہے یا کہ نہیں۔

﴿ج﴾

مسماۃ فاطمہ کا نکاح عبداللہ سے شرعاً جائز نہیں کیونکہ عائشہ اور عبداللہ آپس میں بہن بھائی ہیں۔ پس عبداللہ مذکور مسماۃ فاطمہ کا رشتہ میں ماموں لگتا ہے اور ماموں کا نکاح اپنی بھانجی سے اور اسی بھانجی کی اولاد سے شرعاً درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ
۴ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

بھانجے کی لڑکی کے ساتھ نکاح کا شرعی حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنے بھانجے کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے۔ کیا شرعاً نکاح جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بھانجے کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں۔ قال فی قاضی خان اما المحرمات بالنسب مانص اللہ تعالی فی قولہ حرمت علیکم امھاتکم الأیہ۔ الام بالرشد والزنیة حرام وکذلک الجدۃ القربی والبعدی (الی ان قال) وکذا...... بنات الاخوات وان سفلن وکذلک بنات الاخ وان سفلن الخ (قاضی خان ص ۳۶۰ ج ا مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ) پس اگر نکاح کیا

ہو یا بغیر نکاح کے رکھا ہو تو فوراً اس کو چھوڑ دے - اگر چھوڑ تا نہیں تو اس کے ساتھ خورد و نوش اور اختلاط سے تمام مسلمانوں پر احتراز لازم ہے - یعنی مکمل بائیکاٹ کر دیں تا کہ تنگ آ کر تو بہ تائب ہو جائے - کذا فی الترمذی و ابو داؤد - فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ صفر ۱۳۹۰ھ

سوتیلی بھانجی سے نکاح صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص محمد یوسف نے دو شادیاں کی ہوئی ہیں - اس کی پہلی بیوی میں سے ایک لڑکی مسماۃ رمضانہ بی بی ہے اور اس کی دوسری بیوی سے ایک لڑکا مسمی بلال ہے - اس طرح بلال مذکور کی سوتیلی بہن مسماۃ رمضانہ بی بی کی شادی بلال کے حقیقی ماموں سے ہو چکی ہے اور بلال کے ماموں مذکور کے نطفہ سے اور مسماۃ رمضانہ بی بی (سوتیلی بہن) کے بطن سے ایک لڑکی مسماۃ سریانہ زندہ بالغہ موجود ہے - لہٰذا بلال مذکور مسماۃ سریانہ مذکورہ (جو کہ بلال کے ماموں اور سوتیلی بہن کی لڑکی ہے) سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں - شریعت کے لحاظ سے مفصل بیان فرمائیں

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں سریانہ بلال کی سوتیلی بھانجی ہے اور سوتیلی بھانجی کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے - و کذا الاخوات من ای جهة کن و بنات الاخوات و ان سفلن و کذالک بنات الاخ و ان سفلن (قاضی خان ص ۳۶۰ ج ۱) واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

بھانجی کے ساتھ نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مسمی نہال خان تھا اس کا ایک لڑکا اللہ داد تھا اللہ داد کی والدہ فوت ہو گئی - نہال خان نے دوسری شادی کر لی اس سے ایک لڑکی عائشہ بی بی پیدا ہوئی - عائشہ

بی بی کی والدہ بھی فوت ہوگئی- عائشہ بی بی کی پرورش زوجہ اللہ داد نے کی بلکہ اپنا دودھ بھی پلایا بعد میں اللہ داد کی زوجہ بھی فوت ہوگئی- ۱۵/۱۰ سال کے بعد اللہ داد نے عائشہ بی بی جو کہ سوتیلی بہن والدہ کی طرف سے تھی اس کے بدلہ میں دوسری شادی کر لی اور اللہ داد کی دوسری بیوی کے لڑکا پیدا ہوا اور اللہ داد فوت ہوگیا- اب عائشہ بی بی کے لڑکی پیدا ہوئی اور اللہ داد کے لڑکے کی شادی جو کہ دوسری بیوی سے تھا عائشہ بی بی کی لڑکی سے ہوئی ہے جس کو عرصہ دو سال ہو چکا ہے اور لڑکی حاملہ ہے اب برادری والے جو نکاح میں موجود تھے وہ تہمت لگاتے ہیں کہ یہ نکاح شرعاً جائز نہیں-

﴿ج﴾

عائشہ کی لڑکی کا نکاح اللہ داد کے لڑکے کے ساتھ حرام ہے کیونکہ عائشہ کی لڑکی اللہ داد کے لڑکے کی بنت الاخت (بھانجی) ہے- قال تعالیٰ وبنات الاخت الایہ یہ نکاح قطعاً حرام ہے اور کسی عالم اور امام اور اہل مذہب کے نزدیک درست نہیں- قال علیہ الصلوٰة والسلام یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب الحدیث فقط واللہ تعالیٰ اعلم

لڑکی کو فوراً لڑکے سے علیحدہ کرا کے اس کا بچہ پیدا ہوا تو اللہ داد کے لڑکے سے ثابت النسب شمار ہوگا- بچہ پیدا ہونے کے بعد یہ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے-

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ صفر ۱۳۸۷ھ

زانی کے زنا سے پیدا شدہ لڑکے کا زانی کی اپنی حلالی لڑکی سے نکاح جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک منکوحہ مدخولہ عورت کو اغوا کر کے گھر میں کافی عرصہ رکھا اور اس وقت کوئی حمل نہ تھا- زید کے گھر میں زید ہی کا ناجائز حمل ٹھہرا اور لڑکا پیدا ہوا اور زید کی اپنی بیوی سے ایک لڑکی تھی جو اس وقت جوان ہے اور وہ حرامی لڑکا بھی جوان ہے- کیا ان دونوں کا نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں- بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں ان دونوں کا نکاح شرعاً جائز نہیں ہے-لشبۃ الجزیۃ والبعضیۃ اگر چہ نسب اس لڑکے کا اس زانی سے شرعاً ثابت ہوگا-لیکن چونکہ اس کے نطفہ سے پیدا ہونے کا یقین ہے اس لیے بوجہ شبہ جزئیۃ کے ان کے مابین نکاح جائز نہ ہوگا-**قال فی الدرالمختار علی هامش تنویر الابصار ص ۲۹ ج ۳ (حرم) (اصله وفروعه) علا او نزل (وبنت اخیه واخته وبنتها) ولو من زنی الخ– وقال الشامی تحته (قوله ولو من زنا) ای بان یزنی الزانی ببکر و یمسکها حتی تلدبنتا بحر عن الفتح قال الحانوتی ولا یتصور کونها ابنته من الزنا الا بذالک اذ لا یعلم کون الولد منه الا به** اھ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مغویہ عورت کی اولاد کا نکاح اغواء کرنے والوں کے لڑکے سے نہیں ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے ایک شادی شدہ عورت کو اغوا کر لیا-اس کے بطن سے تین لڑکیاں ہوئیں پھر عورت اغوا شدہ اس کے پاس فوت ہوگئی-پھر اسی شخص مذکور نے دوسری شادی کی پھر تیسری اب صورت حال یہ ہے کہ اس تیسری بیوی کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اس لڑکے کا نکاح پہلی اغوا شدہ بیوی کی لڑکی سے ہوسکتا ہے یا نہیں

﴿ج﴾

اگر یہ مغویہ عورت شخص مذکور کے گھر میں رہی ہے اور یہ تینوں لڑکیاں اس کے گھر میں رہتے ہوئے پیدا ہوئی ہیں تو پھر مغویہ کے لڑکے مذکور کا عقد نکاح ان سے جائز نہ ہوگا-فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان
۱۹ محرم ۱۳۹۹ھ

مغویہ کی اولاد ناکح کی شمار ہوگی اور مغویہ کی اولاد کے ساتھ خاوند کی دوسری بیوی کے بطن سے پیدا شدہ اولاد کا نکاح صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں- ان میں سے ایک بیوی ایک دوسرے شخص کے ساتھ چلی جاتی ہے- مگر اس کے اصل خاوند کا نکاح بدستور ہے- اس نے اسے طلاق نہ دی- اس عرصہ میں اس کی نکلی ہوئی عورت کے بطن اور اس کے آشنا کے نطفہ سے لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئی ہیں- اب اس مرد جس کا نکاح بدستور تھا- اس کی موجودہ بیوی سے بھی لڑکے لڑکیاں ہوتے ہیں- نکلی ہوئی عورت کی اولاد ہونے کے بعد یعنی اس کی اولاد ہونے تک اس کا نکاح رہتا ہے- بعد میں انہی حالات میں وہی شخص طلاق دیتا ہے- کیا اس کی نکاح ہوئی عورت کی اولاد میں سے لڑکے اور اس شخص کی دوسری بیوی کی لڑکی کا آپس میں نکاح وشادی شرعاً ہو سکتی ہے یا نہ- کیونکہ دونوں کی اولاد اس شخص سے نکاح کے دوران ہوتی رہی- نکلی ہوئی عورت نے طلاق حاصل نہ کی تھی اور اس کی اولاد آشنا سے ہوتی رہی- اس صورت میں اس نکلی ہوئی عورت کی اولاد حرامی تصور ہوگی- تو کیا حرامی لڑکے کا نکاح اس کی لڑکی سے ہو سکتا ہے-

خلاصہ یہ کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں- جبکہ دونوں اس کے نکاح میں ہوں ان کی اولاد کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہ جبکہ ایک عورت کی اولاد اس کے آشنا سے ہوئی-

﴿ج﴾

واضح رہے کہ شرعی شوہر کے ہوتے ہوئے بغیر طلاق دیے نہ یہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے اور نہ اس کے پاس رہ سکتی ہے- دوسرے کے پاس بلا نکاح رہنے سے اگر اولاد پیدا ہو جائے تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ بغیر نکاح کے شرعاً اولاد کا نسب ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ اولاد اسی کی شمار ہوگی جس کا نکاح ہوتا ہے- حدیث شریف میں ہے کہ الولد للفراش وللعاهر الحجر الخ

بنابریں صورت مسئولہ میں مغویہ کی اولاد شرعاً ناکح کی شمار ہوگی اور اس کی جو اولاد دوسری بیوی سے ہے ان کا نکاح مغویہ کی اولاد سے جائز نہیں- اس لیے کہ شرعاً یہ سب ایک ہی باپ کی اولاد شمار ہوتے ہیں- البتہ خاوند سے طلاق کر لینے کے بعد اگر کوئی اولاد پیدا ہو جائے تو دوسری بیوی کی اولاد کا نکاح ان کے ساتھ جائز ہے- فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

شخص مذکور کا ناجائز تعلقات والی کی بیٹی کے ساتھ نکاح صحیح نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت کے ناجائز تعلقات تھے اسی عورت کی اس ناجائز تعلقات کرنے سے پہلے ایک لڑکی ہے کیا اس شخص کا اس سے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

یہ نکاح نہیں ہوسکتا۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زنا سے پیدا شدہ اولاد اور نکاح سے پیدا ہونے والے کے مابین نکاح

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مرد اور ایک عورت کے آپس میں ناجائز تعلقات ہیں اور اس عورت کی لڑکی ہے اور اس مرد کا لڑکا ہے یا بالعکس اس مرد کی لڑکی ہے اور عورت کا لڑکا ہے۔ وہ آپس میں رشتہ کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ان کی اولاد آپس میں نکاح کر سکتے ہیں۔

(۲) اگر عورت کو اتنا یقین ہو کہ وہ لڑکا یا لڑکی مرد زانی کے نطفہ سے ہے کیا پھر بھی وہ آپس میں رشتہ کر سکتے ہیں یا نہیں۔ عورت زانیہ منکوحہ ہے۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

اگر عورت غیر منکوحہ ہو اور کوئی مرد اس کے ساتھ زنا کرے اور مرد زانی اس عورت مزنیہ کو اپنے پاس روکے رکھے۔ یہاں تک کہ ان کا بچہ یا بچی پیدا ہو جائے تو اس صورت میں شرعاً مرد زانی کے لڑکے یا لڑکی کے ساتھ نکاح صحیح نہیں اور اگر عورت منکوحہ ہے اور اس کے ساتھ کوئی زنا کرے اور بچہ پیدا ہو جائے تو ولد ثابت النسب ہوگا اس عورت کے خاوند سے نسب ثابت ہوگا۔ جب تک کہ خاوند لعان کر کے قاضی اس کا نسب خاوند سے منقطع نہ کر لے۔ لیکن منکوحہ ہونے کی صورت میں بھی جب عورت کو یقین ہے، کہ یہ بچہ یا بچی اس مرد زانی کے نطفہ سے ہے تو پھر احتیاط لازمی ہے اور رشتہ مذکورہ نہیں کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معاون مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جواب بالا صحیح ہے اور جب کہ عورت منکوحہ ہے تو ہر دو صورتوں زانی سے ناجائز تعلق رہا لیکن اس سے بچہ کا علوق ہونا یقین نہ ہوا اور چاہے زانی کے نطفہ بچے کا ہونا یقینی ہوا گر منکوحہ مزنیہ اور زانی کی اولاد آپس میں رشتہ کریں گے تو قانوناً شرعاً ان کا آپس میں نکاح صحیح ہوگا کیونکہ حقیقت نسب بالکل امر مخفی ہے کہ واقع میں کس کا نطفہ ہے۔ اس لیے شریعت مقدسہ نے علامت ظاہرہ کو جو کہ شرعاً بھی معتبر ہو اس کا معیار و مدار قرار دیا ہے اور وہ علامت نکاح ہے پس یہ قانون شرعاً مقرر کر دیا گیا ہے کہ جس شخص سے نکاح ہوا ہے نسب اسی کا حق ہے۔ اسی قانون کی تصریح کتب فقہ میں بنا بر حدیث **الولد للفراش و للعاهر الحجر** کے موجود ہے تو صورت مسئولہ میں بچوں کا نسب خاوند سے ثابت ہوگا۔ اگر خاوند سکوت کرے نہ بایں معنی کہ کہا جاوے کہ واقع میں خاوند کے نطفہ سے ہے بلکہ بایں معنی کہ واقع کا حال دلیل قطعی سے معلوم نہیں اور ظاہری قرائن شرعاً معتبر ہیں جو کہ زانی سے ہونے کے ہیں اور عورت کا وہ بیان شرعاً معتبر و کافی نہیں جبکہ اس کا خاوند موجود ہے لیکن پھر بھی دونوں صورتوں میں احتیاط یہ ہے کہ زانی کی اولاد اور مزنیہ منکوحہ کی اولاد کا آپس میں رشتہ نہ کریں اور اگر قرائن ظاہری زانی سے ہونے کے ہیں اور عورت کو زانی مرد کے نطفہ سے ہونا یقین ہے تو احتیاط لازمی ہے۔ یعنی ان کا آپس میں رشتہ نہ کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ جواب سابق سے معلوم ہوا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۲۲ محرم ۱۳۸۴ھ

سوتیلی لڑکی سے عقد نکاح جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ ذیل کہ ایک شخص مسمی شیر ولد غلام نبی ذات تیلی چاہ اللہ یار ضلع ملتان نے مسماۃ ارنسا مائی سے شادی کی ہوئی ہے۔ مسماۃ ارنسا مائی کے بطن سے مسماۃ فضہ شیرا کی سوتیلی لڑکی موجود ہے جس سے شیرا شادی کرنا چاہتا ہے۔ کر سکتا ہے یا نہیں۔ براہ نوازش فتویٰ دیا جائے۔

﴿ج﴾

شیرا کو اپنی سوتیلی لڑکی سے نکاح حرام ہے۔ **قال تعالى وربائبكم اللتي في حجوركم من النسائكم اللتي دخلتم بهن الى اخر الايه** فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ صفر ۱۳۶۹ھ

بہن کے فروع اور فروع الفروع سب حرام ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنی سگی بھانجی کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ اس بارے میں با قاعدہ شرعی دلائل سے تحریر فرمائیں۔

﴿ج﴾

بہن کے فروع اور فروع الفروع سب حرام ہیں۔ **وكذا بنات الاخ والاخت وان سفلن**
(عالمگیری المحرمات بالنسب ص ۲۷۳ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ) فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ محرم ۱۳۹۸ھ

باب چہارم

وہ عورتیں جن سے بوجہ مصاہرت کے نکاح حرام ہے

عورت کا اپنے داماد سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنی دو سالہ بچی کا نکاح کر دیتا ہے۔ایک سال کے بعد وہ آدمی فوت ہو جاتا ہے۔اس بچی کی والدہ اس بچی کو خاوند سے طلاق دلواتی ہے اور اس وقت خود اس کے شوہر سے نکاح کر لیتی ہے۔اب برائے کرم اس مسئلہ کو واضح طور پر بیان فرمائیں۔بینوا توجروا۔(۲) جو شخص ایسے نکاحوں میں بطور وکیل بن کر شامل ہوتا ہے۔کیا ایسے شخص کے اپنے نکاح میں جو کہ پہلے ہو چکا ہے کوئی خلل واقع ہوتا ہے۔

﴿ج﴾

بچی کی والدہ کا اپنے داماد سے نکاح کرنا حرام ہے اور بچی مطلقہ ہو چکی ہے اور وہ بھی ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی۔اب اس شخص پر ماں اور بیٹی دونوں حرام ہیں۔جو شخص ایسے نکاحوں میں لاعلمی سے شریک ہوا ہے۔اس کے نکاح میں خلل نہیں ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صغیرہ بیوی کی ماں سے ناجائز تعلق قائم کرنا
حاملہ پر طلاق پڑتی ہے یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا صغیرہ کے ساتھ نکاح ہوا۔بعدہ اُس شخص نے منکوحہ صغیرہ کی ماں کے ساتھ ناجائز تعلق پیدا کر لیا۔کیا اُسکا نکاح باقی رہے گا یا نہ۔(۲) کیا حاملہ عورت کو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔جواب سے ممنون فرمائیں۔

اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو اس شخص کی منکوحہ کا نکاح فاسد ہو گیا اور یہ عورت اس پر عمر بھر کے لیے حرام ہو گئی۔البتہ دوسری جگہ اس لڑکی کا نکاح اس وقت ہو گا۔جبکہ اس کا خاوند زبان سے کہہ دے کہ میں نے چھوڑ دیا

حاکم اس کو فسخ کر دے۔ (۲) واقع ہو جاتی ہے اور وضع حمل سے عدت ختم ہوگی۔ اس کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ جمادی الاخری ۱۳۷۷ھ

ساس کے پستان چھونے سے حُرمت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ مسمٰی دین محمد نے اپنی ساس کے پستان کو چھوا اور ساس اِس امر کی قائلہ ہے اور اس کی لڑکی منسوبہ از دین محمد بھی اس بات کی چند دن پہلے اس معاملہ پر شہادت دیتی ہے۔ ساتھ ساتھ یہ امر بھی واضح رہے کہ جب دین محمد کو متہم کیا گیا تو اس نے انکار کر کے تین ماہ کے بعد قسم اُٹھائی کہ میں بے قصور ہوں۔ کیا اب صورت مسئولہ میں حرمت مصاہرۃ ثابت ہے یا نہ؟ (۳) واضح رہے کہ صورت مذکورہ بالا میں جب دین محمد نے حلف اُٹھالیا تو مسمٰی کریم بخش بھائی منسوبہ دین محمد کو کہا گیا۔ اب تو اپنی ہمشیرہ دین محمد کو اُٹھا دو۔ تو اُس نے جواب میں کہا کہ میں بے غیرت بننا نہیں چاہتا کہ میری ماں کو ہاتھ لگایا۔ میں خاموش بیٹھ کر بے حیا بنوں۔ اس کو کہا گیا کہ کفر و حسد کو چھوڑ دو۔ ہمشیرہ دین محمد کو اُٹھا دو۔ اسلام میں آ جاؤ۔ اُس نے کہا کہ بے غیرتی کا نام اسلام ہے۔ تو اس سے کفر اچھا ہے۔ اب کیا مسمٰی کریم بخش پر کفر تو عائد نہیں ہوتا۔ اُس کا نکاح رہا یا نہ؟

﴿ج﴾

اگر چہ دین محمد مذکور نے حلف اُٹھالیا ہے۔ لیکن جب خود زوجۂ دین محمد مذکور دین محمد کو اپنی ماں کے پستان کو مس کرنے کی شہادت دے رہی ہے۔ تو اب اگر ثالث یا قاضی اگر دین محمد کے حلف پر حرمت مصاہرہ کا حکم نہ بھی کرے اور نکاح کے بقا کا حکم کر دے تب بھی عورت مذکورہ کو اس کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے۔ اپنے یقین کی موجودگی میں اس کے زوج کا حلف اور ثالث کا فیصلہ کوئی چیز نہیں۔ دیانۃً وہ عمر بھر اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ لیکن جب تک اس نے طلاق نہ دی ہو۔ اس وقت تک دوسری جگہ نکاح بھی نہیں کر سکتی۔ شامی مطبوعه مصر ص ۴۰۷ ج ۵ بالشهادة الكاذبة کے باب میں لکھتے ہیں۔ قالوا لو ادعت ان زوجها ابانها بثلث فانكر فحلفه القاضي فحلف والمرأة تعلم ان الامر كما قالت لا يسعها المقام معه الخ .

(۲) صورت مذکورہ میں اس کے کلام میں تاویل ظاہر ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ حرمت مصاہرہ کے ہوتے

ہوئے اور لڑکی کو اس کے زوج پر حرام سمجھتے ہوئے۔ اگر اس کے حوالہ کروں گا تو یہ عار ہے اور یہ بات اس کی درست بھی تھی۔ اگر کوئی شخص اس معاملہ کو عین اسلام قرار دے کر اس پر عمل کرنے کو کہتا ہے تو وہ ایسے اسلام پر (جو نا جائز امر کا فرضی نام ہے) کفر (جو شرعی امر کا نام اُس شخص نے لکھ دیا ہے) اچھا سمجھتا ہے نہ کہ واقعی اسلام پر واقعی کفر کو ترجیح دیتا ہے۔ اس لیے یہ شخص مسلمان ہے اور اس کا نکاح درست ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حُرمت مصاہرت سے حرام ہونے والی کا دوسرا نکاح کب کیا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص نے اپنی ساس کے ساتھ زنا کیا اور وہ عورت اب تک برابر اس کے پاس ہے۔ لوگ زنا کرنے کی شہادت بھی دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں کیا اُس شخص کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہو گئی یا نہیں؟ اور اگر نکاح سے باہر ہو گئی تو پھر اس کا نکاح کتنے دن کے بعد کسی دوسری جگہ کیا جا سکتا ہے۔ کیا اس میں مرد کے طلاق دینے کی ضرورت ہے؟

﴿ج﴾

اگر واقعی معتبر دو دیندار گواہوں نے شہادت دی ہے کہ شخص مذکور نے اپنی ساس سے زنا یا شہوت سے تقبیل، لمس وغیرہ افعال کیے ہیں تو اس پر اپنی عورت حرام ہو گئی۔ یہ حرمت دائمی ہے۔ اس کا کوئی حیلہ جواز کا نہیں ہے۔ البتہ دوسری جگہ نکاح جب کر سکتی ہے کہ یا تو کسی مجسٹریٹ مسلمان سے تفریق کا حکم کرایا جائے یا خاوند اپنی زبان سے کہہ دے کہ میں نے اسے چھوڑ دیا ہے اور اس کے بعد تین حیض کامل عدت گذارے اس کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ اس خاوند پر تو بہر حال حرام ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ

صرف ساس کی شہادت سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہو سکتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کی شادی فاطمہ سے ہو گئی لیکن فاطمہ بوجہ صغیرہ کے اپنے ماں باپ کے پاس رہتی تھی۔ بلوغت کے بعد جب زید نے اپنی بیوی طلب کی تو پہلے فاطمہ کے ماں باپ دینے کے

لیے تیار ہو گئے پھر انھوں نے بہتان بنایا کہ فاطمہ کی ماں سے زید نے جماع کیا ہے اور زید بالکل انکار کرتا ہے۔ اب فاطمہ کی ماں کا یہ محض اقرار اپنے لیے نقصان دہ ہوگا یا تجاوز کر کے زید پر اس کی بیوی (فاطمہ) کو بھی حرام کر دے گا۔ حقیقت میں فاطمہ کی ماں دشمنی کی وجہ سے نکاح توڑنے کا حیلہ بنا رہی ہے اور محض اس کا اقرار ہے اور کوئی شاہد وغیرہ نہیں۔ کیا اس کے فقط کہنے سے نکاح توڑا جا سکتا ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

حرمت مصاہرۃ کے ثبوت کے لیے حجت تامہ ضروری ہے۔ صرف فاطمہ کی والدہ کے اقرار سے حرمت ثابت نہیں ہو سکتی۔ زید کی بیوی فاطمہ کا نکاح بدستور باقی ہے۔ لہٰذا فاطمہ کی رخصتی ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ

بیوی سے اگر نکاح فاسد ہوا ہو تو ساس سے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ میں مسمی دوست محمد ولد مولانا علی محمد صاحب قریشی نے مورخہ ۳۱/۴/۵۵ کو بستی لوہاراں والی علاقہ عالماں لوہاراں والا غربی ضلع جھنگ میں جا کر دو پارٹیوں کے درمیان متنازع فیہ مسئلہ کی تحقیق کی۔ اگرچہ علماء کا فتویٰ بدیں مضمون میرے سامنے آیا کہ مسمی زید جس نے اپنی منکوحہ کی والدہ (ساس کے ساتھ) بعد از وفات منکوحہ نکاح کیا ہے۔ اسکا نکاح بروئے شرع شریف ناجائز ہے۔ لیکن مدعا علیہ نے چند متعدد اور مختلف اوقات کے گواہ بنا کر ایک مفتی صاحب سے یہ فتویٰ لے لیا کہ میرا اپنی ساس سے منکوحہ کے نکاح کرنے سے پہلے زنا ہو چکا ہے۔ اس پر مفتی صاحب نے فتویٰ دے دیا کہ اس کا نکاح اس سے جائز ہے۔ علاقہ کے قابل عالم کی تحقیق مفتی صاحب کے خلاف ہے۔ میری تحقیق میں معاملہ گواہوں والا اور جواز والا بناوٹی معلوم ہوتا ہے۔ اس بناء پر علماء کرام سے درخواست ہے کہ واقعات کو بغور مطالعہ فرماتے ہوئے۔ شرعی فتویٰ سے خیر بخشیں۔

دوست محمد قریشی

﴿ج﴾

اپنی منکوحہ کی والدہ سے نکاح کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ اگر چہ پہلے منکوحہ کی والدہ سے زنا کر کے اس منکوحہ سے حرمۃ مصاہرۃ متعلق بھی ہو چکی ہو اور اس منکوحہ سے نکاح فاسد بھی ہو اس منکوحہ سے جب اس نے وطی کی۔ اگر چہ یہ وطی حرام ہی ہو۔ تب بھی اس منکوحہ وموطوہ بالوطی الحرام کی والدہ حرام ہوگئی ہے۔ اس لیے کہ وطی حرام سے حرمت مصاہرہ آ جاتی ہے۔ وحرم ایضاً بالصهرية اصل مزنيته اراد بالزنى الوطى الحرام الدر المختار کتاب النکاح ص۳۲ ج ۳۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ شوال ۱۴۰۰ھ

خلوت سے قبل اگر بیوی کا انتقال ہو جائے تو کیا ساس سے نکاح جائز ہوگا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ رخصتی نہیں ہوئی۔ گویا کہ اُسے علیحدگی کا وقت نہیں ملا۔ نہ بیوی نے شوہر کو دیکھا۔ نہ شوہر نے بیوی کو دیکھا۔ اس کی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ کیا وہ اب اپنی ساس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔ وہ جس کی بیٹی فوت ہوگئی۔ اُس کی نہ خالہ ہے نہ پھوپھی ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ شخص مذکور پر اپنی متوفیہ بیوی کی والدہ بنا بر حرمت مصاہرت کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔ لہٰذا شخص مذکور کا عقد نکاح اپنی ساس سے شرعاً درست نہیں ہے۔ هكذا في عامة كتب الفقه. فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ جمادی الاولی ۱۴۰۰ھ

حُرمت مصاہرت ثابت ہونے کے بعد دوسری جگہ نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ زید اپنی منکوحہ کی والدہ کے ساتھ زنا کرتا ہے اور یہ زنا چند شہادتوں کے ساتھ چشم دید کالميل في المكحلة کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے اور گواہ اپنی شہادت کو قسم کے ساتھ منعقد کرتے ہیں دریں صورت زید کا نکاح باقی ہے یا فسخ ہو گیا۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

نکاح سے جس قدر رشتے حرام ہوتے ہیں ان محرمہ کے ساتھ اگر ناکح زنا کرتا ہے تو نکاح فسخ ہوجاتا ہے حتی کہ اگر عدت میں نکاح کرے تو بھی نکاح نکاح نہ رہےگا۔ مثلاً زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے یا فوت ہو گئی ہے جب تک کہ عدت نہ ختم ہو اس وقت تک زید اسکی ہمشیرہ کے ساتھ نکاح نہیں کرسکتا۔ جب نکاح کا یہ مسئلہ ہو تو زنا بطریق اولی نکاح کو فسخ کردےگا عندالاحناف۔ باقی رہا جو زنا نکاح کو فسخ کرتا ہے اس کا طریقہ ثبوت وہی ہے جو حد زنا کا ہے یا کوئی اور۔ فقہاء نے جس نوع کے وجود کے ثبوت مقرر کیے ہیں نفی کے ثبوت بھی وہی ہوں گے۔ مثلاً نکاح کا وجود شاہدین پر موقوف ہے اسی طرح رفع نکاح کا ثبوت بھی خواہ بشکل طلاق ہو یا خلع یا فسخ بھی شاہدین پر موقوف ہوگا کیونکہ اصل کا وجود دو گواہوں پر موقوف تھا اگر یہ کہا جائے کہ نکاح تو دو گواہوں پر موقوف ہے لیکن خلع و فسخ یا طلاق یہ چار یا تین گواہوں پر موقوف ہے تو یہ صحیح نہ ہوگا ورنہ لازم آئےگی زیادتی اصل پر اور حدیث میں ہے۔ **من نظر الى فرج امرأة لا تحل له امها و لا ابنتها او كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال لو مس امرأة بشهوةٍ حُرمت عليه امها وبنتها او كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن زنا بامرأة حرمت عليه امها وابنتها۔** یہی مذہب ہے حضرت امیر المؤمنین عمر و عمران بن حصین و جابر بن عبداللہ و ابی بن کعب و عائشۃ و ابن مسعود و ابن عباس و جمہور تابعین رضی اللہ عنہم ومنہم ابوحنیفۃ۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ زانی پر مزنیہ کی والدہ اور اسکی لڑکی حرام ہوجاتی ہے۔ جس طرح کہ محرمہ کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے اسی طرح نکاح کو باقی رکھنا بھی حرام ہے۔ مثلاً ایک شخص نے اپنی سالی کے ساتھ اپنی بیوی کی موجودگی میں یا اپنی سگی بہن کے ساتھ نکاح کیا ہے دیدہ دانستہ تو اسکو سزا دی جائےگی۔ اگر خطا کیا ہے تو نکاح کو فسخ کیا جائےگا کیونکہ وہ محرمہ تھی نکاح محرمہ باقی نہیں رہتا۔ تحریر بالا سے یہی ثابت ہوا کہ یہاں ثبوت زنا کے لیے جو کہ فسخ نکاح ہے دو گواہ کافی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت طلاق کا ذکر فرمایا ہے جس صورت میں میاں بیوی کا جھگڑا ترقی کر رہا ہے تو دو گواہ فرمائے ہیں۔ یعنی ایک مرد کے اہل سے اور ایک عورت کے اہل سے اگر صلح نہ ہوسکے تو یہ خلع یا طلاق کے گواہ ہوسکیں۔ اشارۃ النص بطور اشارہ کے طلاق اور خلع کے دو گواہ ہوں گے۔ تیسری صورت ہے فسخ اس کے لیے بھی دو گواہ ہوں گے۔ جس زنا پر جو کہ موجب فسخ نکاح ہے دو گواہ چشم دید شہادت دے دیں تو نکاح فسخ ہوجائےگا۔ جیسا کہ احناف حضرات کا مذہب ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک حرمت مصاہرت نکاح کے ساتھ ثابت ہوتی ہے اسی طرح زنا کے ساتھ بھی

اور حرمت مصاہرہ بالنکاح دو گواہوں سے ثابت ہوتی ہے۔

اس طرح حرمت مصاہرہ بالزنا دو گواہوں سے ثابت ہوگی تا کہ اسکی نوعیت میں اتحاد ثابت ہو نہ کہ تفرقہ باقی رہا کہ حرمت مصاہرہ لازم کیوں آتی ہے تو اسکی دو دلیلیں ہیں ایک نقلی ایک عقلی۔ نقلی جس طرح کہ بالا سطور میں مذکور ہے اور عقلی ارجعوا الی کتب اصول الفقه یحصل لکم باقی رہا یہ گمان کہ لعان بھی موجب فسخ ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ لعان قائم مقام حد زنا ہے نہ کہ موجب فسخ ہے چونکہ موجب فسخ نہ تھا اس لیے فقہاء نے فرمایا فان التعنا بانت بتفریق الحاکم (باب النهر الفائق اللعان شرح کنز ص ۲۶ ج ۲ وقدوری) معلوم ہوا کہ تفریق حاکم سے لعان کی صورت میں نکاح فسخ ہوتا ہے نہ کہ محض لعان سے برخلاف صورت بالا کے کہ وہاں تو فقط نظر بالشہوت یا باللمس یا بالزنا فقہاء نے فسخ کا فیصلہ کیا ہے جس وقت یہ بالا صورتیں ثابت ہو جائیں تو نکاح فسخ ہو جائے گا۔ اب وہ لڑکی جسکے نکاح کا تنازعہ ہے وہ اپنی چشم دید شہادت دیتی ہے کہ میں نے دو بار دیکھا ہے کہ میری والدہ کے ساتھ زنا کرتا ہوا پایا گیا ہے یہ صورت بعینہ ایسی ہی ہے کہ جیسے ایک شخص ماہ رمضان کا چاند دیکھتا ہے اگر چہ قاضی اس کی شہادت کو رد کرتا ہے تاہم اس پر روزہ فرض ہے اسی طرح اس عورت پر بھی یہ زانی عنداللہ حرام ہو جائے گا کیونکہ اس نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے خواہ اسکی شہادت قاضی رد کیوں نہ کردے۔

مگر اس جگہ تو معاملہ برعکس ہے کہ چار گواہ چشم دید دو ایک بار دیکھتے ہیں مسمی رمضان ولد کرم خان اللہ دتہ ولد اللہ بخش یہ شہادت دیتے ہیں حلف اٹھا کر کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا بعد دوپہر کریم کو سداں کے ساتھ زنا کرتا ہوا اور دو گواہ ایسے ہیں جو دو بار مختلف اوقات میں اپنی چشم دید شہادت حلفیہ بیان کرتے ہیں۔ ایک مسمی قطب الدین ولد صادق، دوسرا سلطان ولد علی محمد یہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ان دونوں یعنی مسماۃ سداں اور مسمی کریم کو آپس میں زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے ایک بار نہیں بلکہ دو بار اور اس علاقہ کے یعنی موضع گانوری کے زمیندار نصیر خان واحمد یار خان والد یار خان محمد حسین خان دوست محمد خان یہ بھی شہادت دیتے ہیں کہ ہم نے دیکھا تو نہیں مگر عنوان سے اور قرائن سے اور شہرت سے یہ ثابت ہوا ہے کہ اس نے مسماۃ سداں کے ساتھ زنا ضرور کیا ہے۔

(نوٹ) اگر کوئی اس فتوی کو رد کرنا چاہے تو پہلے ان کتابوں کا مطالعہ ضرور کرے۔ شرح الوقایۃ، ھدایہ عینی جوہرہ نیرہ اور تحقیق ملا مسکین علی الکنز اور فتوی میں جس اصول کا ذکر ہے نور الانوار حسامی تلویح میں ملیں گے۔ ان کے مطالعہ کے بعد ان فقہاء کے اقوال رد کرنے کے بعد اس فتوی کو رد کر سکتا ہے اور پھر مجرم کی صفائی اور

پاک دامنی بھی مدعی پر لازم ہوگی اگر یہ نہ کر سکے تو حق کو جھٹلانے کی جرأت نہ کرے۔ واللہ اعلم بالصواب
محمد بخش خطیب جامع میلسی شہر
۹ ربیع الثانی ۱۳۷۳ھ

بمطابق تحقیق بمہر حکیم سید چراغ محمد شاہ قاضی (وہاڑی) نکاح خوان۔ تصدیق ہو چکی ہے جو کچھ فتویٰ ہے بمطابق شرع شریف صحیح ہے۔

حررہ خدا بخش عفا اللہ عنہ از میلسی بقلم خود

مفتی صاحب نے بہت جان فشانی سے فتویٰ تحریر کیا ہے اور معتبر کتب کی سند دی ہے اس فتویٰ کو کوئی رد نہیں کرتا، بہت صحیح ہے۔

الجواب حررہ بندہ غلام نبی امام مسجد موضع ملکو

ام المنکوحہ سے زنا ثابت ہونے سے وہ منکوحہ زانی پر حرام ہو جاتی ہے لیکن باوجود حرام ہو جانے کے نکاح تب تک باقی رہے گا۔ جب تک وہ زوج خود اپنی زبان سے اپنی اس منکوحہ کو چھوڑ نہ دے یا قاضی (جج مسلم) بروئے قانون شرعی کے حکم تفریق کا کر دے اور اگر نہ تو زوج نے اپنی زبان سے اس کے چھوڑنے کے الفاظ استعمال کیے اور نہ جج مسلم نے اس کے نکاح کی تفریق کا حکم نافذ کیا ہو تو اگرچہ پھر بھی حرام ہے لیکن دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی۔ درمختار باب المحرمات ص ۳۷ ج ۳ مطبوعہ مصر میں ہے۔ **وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج باخر الابعد المتاركة وانقضاء العدة وقال الشامي على قوله (الابعد المتاركة) اى وان مضى عليها سنون كما فى البزازية وعبارة الحاوى الابعد تفريق القاضي او بعد المتاركة وقد علمت ان النكاح لا يرتفع بل يفسد وقد صرحوا فى النكاح الفاسد بان المتاركة لا تحقق الا بالقول الخ.** واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مرد کے اقرار پر اگر دو گواہ ہوں تو پھر اس سے انحراف جائز نہیں

﴿س﴾

ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کرنے کا دو معتبر آدمیوں کے سامنے بیان کیا کہ میں فلاں عورت سے ایسا حرام کام کیا ہے اور فخریہ طور پر بیان کرتا رہا۔ جب آدمیوں نے کہا کہ میاں تو نے تو عورت کی لڑکی سے نکاح کر لیا ہے تو خدا معلوم یہ نکاح صحیح ہو یا نہ علماء سے دریافت کرنا ضروری ہے۔ اسکے بعد وہ شخص اپنے اس اقرار سے منحرف ہو گیا۔ تو کیا شرعاً یہ صحیح ہے یا نہ اور اس کا اقرار معتبر ہے یا انکار؟ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

اس شخص نے جواقرار دو گواہوں کے سامنے کیا ہے شرعاً معتبر ہے۔ اسکا انکار یا انحراف غیر معتبر ہے۔ اس سے حرمت مصاہرۃ ثابت ہو جائے گی یعنی وہ عورت جس کے ساتھ زنا کا اقرار کر چکا ہے اس کی لڑکی سے نکاح درست و جائز نہیں۔ ھکذا یفھم من کتب الفقہ۔

محمد اکرم عفی عنہ

﴿ج﴾

اگر دو گواہ عادل اس شخص کے اقرار پر گواہی دیتے ہیں تو اس سے اقرار ثابت ہو جائے گا۔ اقرار کے بعد انحراف کرنا صحیح نہیں۔ اگر چہ اس نے اقرار جھوٹا کیا ہو۔ پھر بھی اس کو اقرار کی وجہ سے پکڑا جائے گا۔ **قيل لرجل ما فعلت بام امرأتک قال جامعتها قال تثبت حرمة المصاهرة قيل ان كان السائل والمسئول هاذ لين قال لا يتفاوت ولا يصدّق انه كذب كذا في المحيط عالمگيری جلد اول ص ۲۷۶ ج ۳ مطبوعه مكتبه ماجديه كوئٹه.** لہٰذا عورت مذکورہ ہمیشہ کے لیے اپنے اس زوج پر حرام ہوگئی۔ کوئی حیلہ جواز نکاح کا نہیں البتہ یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ عورت دوسری جگہ بھی نکاح نہیں کر سکتی۔ جب تک اس شوہر نے اس کو نہ چھوڑا ہو۔ یا مسلم جج نے تفریق کا فیصلہ نہ کیا ہو۔ لہٰذا اس زوج کو سمجھا کر اس سے چھڑوایا جائے۔ یا جج مسلم کے پاس مقدمہ دائر کر دے کہ جب عورت ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہے تو ان میں تفریق کر دی جائے۔ **وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل له التزوج باٰخر الا بعد المتاركة الخ (درمختار ص ۳۷ ج ۳) وقال الشامي وعبارة الحاوی الابعد تفريق القاضي او المتاركة الخ. شامي باب المحرمات من كتاب النكاح.**

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کسی لڑکی کے ساتھ فقط نکاح سے اُس کی ماں ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص یعنی زید اپنی منکوحہ غیر مدخولہ بلکہ غیر بالغہ کو طلاق دے کر اُسکی والدہ یعنی منکوحہ کی والدہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ **بينوا في هذه المسئلة وتوجروا عند الله.**

﴿ج﴾

بیٹی کے فقط نکاح سے ہی اس کی ماں ابدی حرام ہو جاتی ہے۔ کما هو في الفتاوى الفقهية وطي الامهات يحرم البنات ونكاح البنات يحرم الامهات (درمختار ص ۲۳۱ ج ۳)
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

فقط خلوت سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا ایک لڑکی کے ساتھ خطبہ کیا گیا لیکن لوگ اس بات کا اس شخص پر اتہام لگاتے ہیں کہ یہ قبل از خطبہ اس لڑکی کی والدہ کے ساتھ ملا جلا رہتا تھا غیر جارحانہ طور پر اور عورت کو اکیلے رات کو دیکھا گیا یہ معلوم نہیں کہ انھوں نے جماع کیا ہے یا نہیں۔ اور وہ دونوں خلوت کا اقرار کرتے ہیں اور جماع کا اقرار نہیں کرتے اور مرد کے خویش و اقارب خطبہ وغیرہ میں شامل نہیں ہوئے۔ اس وجہ سے انکو بالا مذکورہ بات کا شبہ تھا کیا اس صورت میں وہ لڑکی اُس شخص کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں اور اگر نکاح نہیں ہوسکتا تو نکاح پڑھنے اور بیٹھنے والوں کا کیا حکم ہوگا۔

﴿ج﴾

فقط خلوت سے حرمت مصاہرت کا ہونا ثابت نہیں ہوتا جبتک مس یا تقبیل یا نظر طرف فرج داخل شہوت کے ساتھ متحقق نہ ہو جائے۔ جب شخص مذکور منکر ہے اور ان امور کا کوئی ثبوت بھی شرعاً نہیں تو اس لڑکی سے نکاح جائز ہے البتہ اگر فی الواقع امور مذکورہ کا وقوع شخص مذکور سے لڑکی کی والدہ کے ساتھ ہو چکا ہو تو دیانۃً فی ما بینہ وبین اللہ تعالیٰ حرام کاری کا مرتکب ہوگا۔ اگرچہ فتویٰ جواز کا ہی دیا جائے گا۔ مفتی ظاہری حال کا فتویٰ دے سکتا ہے۔
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ

بیوی کے ہوتے ہوئے اسکی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کا سسر فوت ہو گیا ہے۔ اس نے دو بیویاں چھوڑیں۔ ایک تو زید کی اصلی ساس ہے اور دوسری زید کی ساس کی سوکن ہے۔ اب زید کی اصلی زوجہ بھی زندہ ہے ساس کی سوکن سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

زید اپنی سابقہ زوجہ کے ہوتے ہوئے بھی اپنی ساس کی سوکن سے نکاح کرسکتا ہے۔ **ولا بأس بأن يجمع بين امرأة وبنت زوجها فتاوى هنديه وكذا في جميع كتب الفقه.**

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا ایک عورت کی شہادت سے حرمت ثابت ہوسکتی ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ مذکورہ میں کہ مسمی زینب کا نکاح زید سے کیا گیا۔ عرصہ تین برس کے بعد مسماۃ زینب نے یہ کہنا شروع کردیا کہ زید میری والدہ سے زنا کرتا رہا۔ میرا نکاح اس کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔ نیز اس کے زانی ہونے کی بہت شہرت ہے۔ زید اس بات کا منکر ہے۔ نیز زید کو قسم کھانے کے متعلق کہا گیا تو وہ قسم نہیں کھاتا۔ نیز اسکی والدہ کہتی ہے کہ میں نے زنا نہیں کرایا۔ لیکن علامات زنا اس سے صادر ہوئے ہیں۔ نیز عوام میں مشہور ہے کہ زید مسمی مذکورہ کی والدہ سے بہت مدت زنا کرتا آیا ہے۔ لیکن کوئی ایسے افراد نہیں ہیں جو شہادت دیں کہ ان سے زنا صادر ہوا ہے۔ نیز عورت بھی بہت غریب ہے۔ لیکن بوقت عقد نکاح اس کے لیے ۳۰ بیگھے زمین حق المہر رکھی گئی۔ عورت اس زید وغیرہ کو نہیں چاہتی اور پریشان رہتی ہے کہ عاقبت خراب ہورہی ہے کیونکہ اس نے میری والدہ کے ساتھ زنا کیا ہے۔ امر مطلوب یہ ہے کہ مسمی مذکورہ کا زید کے ساتھ نکاح صحیح ہے یا نہ۔ نیز اگر نکاح فاسد ہے تو حق المہر لے سکتی ہے یا نہ۔ نیز زید کو قسم کھانے کے متعلق کہا گیا لیکن زید قسم نہیں اٹھاتا۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صرف عورت کے کہنے سے حرمت مصاہرہ لازم نہیں آتی جبکہ نہ گواہ ہیں اور نہ عورت کا خاوند اس کی تصدیق کرتا ہے البتہ اگر عورت نے خود اپنے خاوند کو اپنی والدہ سے زنا کرتے ہوئے دیکھا تو اس صورت میں اس خاوند کے ساتھ رہنا اور اس کے حقوق زوجیت ادا کرنا جائز نہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ لوگوں کے نزدیک ظاہر شرع میں اس کی بیوی رہے گی۔ جب تک اسے طلاق نہیں ملتی اور دوسری جگہ شادی نہیں کرسکتی اور اگر خود نہیں دیکھا تو صرف افواہوں پر اعتبار کر کے اپنے خاوند سے الگ نہ رہے بلکہ اسکے حقوق ادا کرے۔

العبد عبد العزیز عفی عنہ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ساس اگر داماد کی طرف بوس و کنار کی نسبت کرے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ۔ منکہ ظفر حسین ولد سانول شاہ قوم قریشی موضع گھڑائے تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان کا ہوں۔ عرصہ تین ماہ سے میرا نکاح شرعی روبرو گواہان مسماۃ سکندر بی بی دختر غلام محی الدین شاہ یا قلندر شاہ معروف سے ہوا۔ جس وقت اپنی شادی کے لیے رواجی طور پر میں نے اپنی کوشش کرنی چاہی تو مسماۃ سکندر بی بی منکوحہ کی والدہ خورشید بی بی نے میرے خلاف ایک بہتان عظیم اُٹھایا اور کہا کہ داماد نے میرے ساتھ بوس و کنار کیا ہے۔ حقیقت میں مذکور خورشید بی بی نے میرے خلاف رشتہ نہ دینے کی وجہ سے جھوٹ باندھا ہے۔ جس کی حقیقت سے خداوند کریم اچھی طرح واقف ہیں۔

نیز میں ظفر شاہ ولد سانول شاہ خداوند تعالیٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ مذکورہ خورشید بی بی جو کہ میری ساس ہے، سے میرا کوئی تعلق اور بوس و کنار کا کوئی گناہ و عیب نہیں۔ آپ کی خدمت میں التجا ہے کہ شریعت خداوندی کے تحت جبکہ میں بےقصور ہوں تو منکوحہ لڑکی کے لواحقین بغیر طلاق کے اس کا نکاح دوسری جگہ کر سکتے ہیں یا نہیں۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر واقعی ظفر حسین شاہ نے اپنی ساس کے ساتھ بوس و کنار یا شہوت سے ہاتھ نہیں لگایا تو ظفر حسین شاہ کا نکاح بدستور باقی ہے۔ صرف ساس کے اقرار کرنے سے حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوتی۔ ثبوت حرمت مصاہرہ کے لیے حجت تامہ (دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی) ضروری ہے۔ کما فی **الدر المختار ص ۳۸ ج ۳ و ان ادعت الشهوة في تقبيله او تقبيلها ابنه و انكرها الرجل فهو مصدق لا هي الا ان يقوم اليها منتشرا آلته فيعا نقها لقرينة كذبه او يأخذ ثديها او يركب معها الخ. وفيه تقبل الشهادة على الاقرار باللمس و التقبيل عن شهوة كذا تقبل على نفس اللمس و التقبيل و النظر الى ذكره او فرجها عن شهوة الخ.** لڑکی کا نکاح خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ جائز نہیں۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ شعبان ۱۳۸۸ھ

حرمت مصاہرت کی صورت میں کسی اور امام کے مذہب پر عمل کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید ایک جگہ شادی کر رہا تھا اس کی ہونے والی ساس کا نام رابعہ تھا۔ رابعہ نے زید کا ہاتھ پکڑ کر اپنی زلف پر رکھ دیا۔ جس سے زید کو انزال ہو گیا۔ اسی طرح رابعہ نے دو دفعہ اور بھی چھیڑ چھاڑ کی۔ مگر زید نے اُس کو بالکل ہاتھ نہیں لگایا۔ رابعہ نے زید کے سینے پر اپنا ہاتھ رکھا۔ اب کیا زید رابعہ کی دختر سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ائمہ احناف کے نزدیک یہ نکاح درست نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ ہمارے مقامی علماء کہتے ہیں تو پھر کیا ائمہ ثلاثہ حضرت امام مالکؒ، وشافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ کے مسلک پر بھی یہ نکاح جائز نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ نکاح ائمہ ثلاثہ کے مسلک کے مطابق کر لیں تو کیا زنا میں شمار ہو گا نکاح نہیں ہو گا۔ کیا یہ مذاہب اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہیں۔

﴿ج﴾

اگر رابعہ نے متعدد بار شہوت کے ساتھ زید کو ہاتھ لگایا ہے۔ یعنی مس کیا ہے یا زید نے متعدد واقعات میں شہوت سے ہاتھ لگایا ہو تو حرمت ثابت ہے۔ یعنی انزال کے واقعہ کے علاوہ اگر کسی اور وقت میں بھی شہوت سے کسی ایک نے مس کیا ہے تو حرمت ثابت ہے اور اب زید رابعہ کی لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ مقلد حنفی کو کسی اور امام کی تقلید جائز نہیں اور نہ کسی اور امام کے مذہب پر عمل کرنے سے نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۲ جمادی الاولی ۱۳۹۵ھ

اگر عورت کو یقین ہو کہ میرے میاں نے میری والدہ سے ہمبستری کی ہے تو کیا کرے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی ساس کے ساتھ بُرا سلوک کیا۔ ساس نے اپنے خاوند پر ظاہر کیا کہ میرے داماد نے میرے ساتھ بُرا سلوک کیا ہے۔ پھر ایک پنچایت سے لڑکے کو کہا گیا کہ تو نے ساس کے ساتھ بُرا فعل کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں قسم کھاتا ہوں کہ میں نے بُرا سلوک نہیں کیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ تیرا کوئی یقین نہیں۔ اپنے لواحقین میں سے کسی سے اپنی صفائی دلوا دو۔ اس نے کہا کہ میری کوئی صفائی نہیں دیتا۔ پھر لوگوں نے عورت کے خاوند سے کہا کہ تم فلاں شخص سے اس الزام کی سچائی کے ثبوت کے طور پر قسم دلا دو۔ اس

وقت اس شخص نے قسم نہیں دی۔ اب کچھ دن کے بعد قسم دے دی ہے۔ زید کی بیوی کا بھی یہی اقرار ہے کہ اُس نے میری ماں کے ساتھ برا فعل کیا ہے۔

﴿ج﴾

ثبوت حرمت مصاہرہ کے لیے حجت تامہ ضروری ہے۔ پس اگر زید بدفعلی کا منکر ہے تو جب تک شرعی ثبوت یعنی چشم دید گواہ نہ ہوں۔ زید کے بارے میں حرمت کا کوئی حکم نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن اگر زید کی بیوی کو یقین ہو کہ زید نے یعنی اس کے خاوند نے اس کی والدہ کے ساتھ بدفعلی کی ہے تو عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ خاوند کے ساتھ ازدواجی زندگی بسر کرے۔ اور جب تک خاوند متارکت نہ کرے۔ یعنی بیوی کو چھوڑ نہ دے۔ یا عدالت سے تنسیخ نہ کرالیں۔ اس وقت تک اس عورت کے لیے دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ صفائی کے گواہوں سے واقعہ کا ثبوت نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر لڑکی کو یقین ہو کہ اس کے شوہر نے ساس سے بُرائی کی ہے تو خلع کر کے الگ ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنی لڑکی کا ایک آدمی کے ساتھ نکاح کیا تھا۔ لڑکی اس وقت آٹھ نو سال کی تھی۔ اب دس گیارہ سال کی ہے۔ خاوند نے اپنی عورت کو اپنے داماد مذکورہ کے ساتھ فعل شنیع کرتے دیکھا ہے۔ ساس بھی اقرار کرتی ہے کہ میں نے داماد کے ساتھ غلطی کی ہے۔ ساس نے اپنے والد کے سامنے اقرار کیا ہے کہ مجھ سے یہ فعل بد سرانجام ہوا ہے۔ دوسرے معتبر لوگوں کے سامنے بھی عورت اقرار کرتی ہے۔ خاوند اس کا حلفیہ بیان دیتا ہے کہ میں قرآن سر پر رکھ کر مسجد میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اپنی عورت کو یہ فعل کرتے دیکھا ہے۔ اب کیا یہ آدمی اپنی لڑکی داماد مذکور کو دے سکتا ہے یا نہ؟ کوئی ایسی صورت ہو کہ جس سے لڑکی مذکورہ کی خلاصی ہو جائے۔ اس کا داماد اپنے فعل کا منکر ہے۔ لڑکی اب بھی نابالغہ ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں حجت تامہ یعنی شہادت معتبرہ نہ ہونے کی وجہ سے حرمت مصاہرہ کے ثبوت کا فتویٰ نہیں

دیا جا سکتا۔ لیکن اگر حقیقۃً ایسا ہے کہ خاوند سے یہ فعل صادر ہوا ہے اور اس کی زوجہ کو بلوغ کے بعد اس فعل کا یقین ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ اپنے اختیار سے شوہر کو اپنے نفس پر قدرت دے۔ بلکہ خلع وغیرہ کے ذریعہ اپنے آپ کو اس سے علیحدہ کرنے کی کوشش کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

جس قسم کے چھونے سے حُرمت مصاہرت ثابت ہو اُس کی تعریف

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ (۱) گرمیوں کی ایک رات بارش کی وجہ سے مجھے اُس کے ہاں رہنا پڑا۔ بال بچے ہمراہ برآمدہ میں سوئے ہوئے تھے کہ اس عورت نے میرے پاؤں کی انگلی کو ہلانا شروع کر دیا۔ جب میں اُس کی طرف متوجہ ہوا تو اُس نے مکان کی طرف اشارہ کیا۔ مگر میں چارپائی میں پانچ کا حصہ بن گیا۔ جب اُس کے ارادہ میں شدت واقع ہوئی تو میرا خوف کے مارے بُرا حال ہو گیا اور سخت بخار ہو گیا۔ یوں صرف اُس نے میری انگلی کو چھوا اور میں باہر نکل گیا۔ بخار سخت تھا۔

(۲) سرشام نماز کے بعد میں اُن کے گھر گیا۔ ریڈیو بج رہا تھا۔ اُس کے سامنے والی چارپائی پر بیٹھ گیا۔ دو گز کے فاصلے پر عورت کا بڑا لڑکا سویا ہوا تھا۔ معمولی بخار تھا۔ عورت نے میرے پاؤں میں چونڈی لگائی۔ ٹخنہ سے ذرا اوپر۔ دوبارہ لگائی۔ میں اُٹھ کر کھڑا ہوا۔ میں نے بھی چونڈی لگائی۔ اس کے بعد میرا آلہ تناسل بھی کھڑا ہو گیا اور میں فوراً گھر سے باہر نکل گیا۔

(۳) تیسری بار دخول بالکل نہیں ہوا تھا۔ آلہ تناسل بھی سخت کھڑا نہیں ہوا تھا۔ مگر انزال بھی ضرور ہوا ہے۔ مفتی صاحب میں نے پوری طرح غور کیا ہے۔ کسی دن بھی میں نے زنا کے ارادہ سے اُسے ہاتھ نہیں لگایا۔ میں پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہوں اور بالکل زانی نہیں ہوں۔

(نوٹ) فیصلہ بھی ضرور لکھیں اور ساتھ ہی شہوت کی مکمل تعریف لکھیں تاکہ میں خود بھی فیصلہ کر سکوں۔

﴿ج﴾

جانبین میں سے کسی ایک میں بوقت مس شہوت پیدا ہو جائے تو حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ مس کے بعد شہوت کا کوئی اعتبار نہیں۔ شہوت کی حد (ایسے مرد میں جس کی صحت ایسی ہو کہ عموماً بوقت شہوت انتشار ہوتا ہے)

یہ ہے کہ بوقت مس انتشار ہو جائے اور پہلے سے انتشار ہے تو اس میں زیادتی ہو جائے اور اسی طرح عورت میں شہوت یہ ہے کہ قلب میں حرکت مشوشہ پیدا ہو جائے اگر پہلے سے حرکت ہو تو زیادہ ہو جائے۔ (شامی ص ۳۳ ج ۳)

اب صورت مسئولہ میں ساس نے اگر کسی وقت آپ کو شہوت کے ساتھ مس کیا ہے اور اس وقت انزال نہیں ہوا تو اس صورت میں حرمت مصاہرۃ ثابت ہے اور آپ کی منکوحہ ہمیشہ کے لیے آپ پر حرام ہو گئی ہے۔ عورت سے متارکت یعنی اس کو چھوڑ نا لازم ہے۔ الحاصل بظاہر آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعات متعدد ہیں اور صرف ایک واقعہ میں انزال ہو گیا ہے۔ اس لیے اگر یہ مس شہوت کے ساتھ ہو تو حرمت ثابت ہے۔ اگر جواب سے اطمینان نہ ہو تو مقامی طور پر کسی معتمد علیہ عالم کے پاس جا کر تسلی کر لیں۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۹ ذی قعدہ ۱۳۹۴ھ

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شہوت کے ساتھ چھونے سے اگر انزال ہو جائے تو حرمت ثابت نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ ایک آدمی کہ جس کا نکاح ہے۔ اس نے اپنی ساس پر حملہ کیا لیکن اس ساس نے بڑی جدوجہد کے بعد اپنے نفس کو بچا لیا۔ پھر اس نے اپنی منکوحہ کی چھوٹی بہن سے شرارت کا ارادہ کیا لیکن مانعات کی وجہ سے اس لڑکی پر بھی قابو نہ پا سکا۔ اس مرد کا نکاح بدستور باقی ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

(نوٹ) وہ مرد ساس پر بالشہوت کرنے کا منکر ہے لیکن اس امر کے ثبوت پر دو گواہ مرد شرعی موجود ہیں۔

﴿ج﴾

اگر مس بالشہوت کرتے وقت یعنی ہاتھ لگاتے وقت اس آدمی کو انزال نہ ہوا تو حرمت ثابت ہوگی یعنی اس کی اپنی زوجہ اس پر حرام ہو گئی اور اگر اس کو انزال ہوا ہے۔ تو حرمت ثابت نہیں۔ **كما في الدر المختار** ص ۳۳ ج ۳ فلو أنزل مع مس أو نظر فلا حرمة به يفتى۔ نیز حرمت تب ثابت ہوگی اگر یہ گواہ ہر دو دیندار ہوں گے۔ اگر فاسق ہیں تو حرمت نہیں ہے۔ كما في الدر المختار ص ۳۴۶ ج ۲ لانه يتضمن زوال ملك المتعة فيشترط العدد و العدالة جميعاً۔ ثبوت حرمت کی صورت میں اس کی منکوحہ کا نکاح کسی دوسرے آدمی سے جائز نہیں ہے۔ جب تک کہ آدمی اس عورت کو طلاق نہ دے یا زبانی نہ کہہ دے کہ میں نے چھوڑ دی ہے اور جب تک کہ عدت نہ گذر جائے۔ كما في الدر المختار ص ۳۷ ج ۳ وبحرمة

المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج باخر الابعد المتاركة وانقضاء العدة.
منکوحہ کی بہن سے شرارت کرنا موجب حرمت مصاہرہ نہیں۔ واللہ اعلم
(نوٹ) گواہوں کی گواہی معتبر ہے اگر وہ مس بالشہوت کی گواہی دیتے ہوں مطلق ہاتھ لگانے سے یہ حرمت نہیں ہے۔ واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ ذوالقعدہ ۱۳۸۹ھ

کیا نابالغ بیوی کی ماں سے بدفعلی کرنے سے حُرمت ثابت ہوگی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے نابالغ لڑکی سے شادی کر لی اور پھر اپنی ساس کے ساتھ بدفعلی کرتا رہا۔ نکاح کے بعد اور ابھی تک لڑکی جوان بھی نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی اُس سے شب باشی کی ہے۔ کیا وہ لڑکی اس کے نکاح سے فارغ ہے یا اس کے نکاح میں ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

ساس کے ساتھ بدفعلی کرنے سے اس کی منکوحہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہوگئی۔ خاوند پر لازم ہے کہ اپنی منکوحہ سے متارکت کر دے۔ یعنی زبان سے کہہ دے کہ میں نے اپنی زوجہ کو چھوڑ دیا ہے۔ متارکت کے بعد دوسری جگہ لڑکی کا نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ

سالی اور ساس دونوں سے بدفعلی کی کوشش اور اُس کی سزا

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ شہباز نامی شخص نے اپنی سالی یعنی عورت کی بہن کو اغوا کر لیا ہے۔ عرصہ تقریباً ایک ہفتہ ہوا ہے۔ لیکن پولیس نے عورت برآمد کر لی اور مرد ضمانت پر گھر چلا آیا۔ اس اثنا میں شہباز اپنی ساس کے پاس رات کو تقریباً ۹ بجے گیا اور منت سماجت کرنے لگا کہ میں پہلی بیوی کو فارغ کرتا ہوں اور یہ لڑکی پہلے والے خاوند سے طلاق کرا کر کے مجھے دے دو لیکن ساس شہباز کو گالی گلوچ دینے لگی اور چلے جانے کو کہا تو شہباز نے ساس کو پکڑ کر بوسے دیے اور ازار بند کھولنے کی کوشش کی۔ تب شہباز کی ساس زور زور سے چیخنے لگی شہباز وہاں سے بھاگ گیا۔ برائے کرم ان دونوں جرموں کی سزا اور فتویٰ ارسال فرمائیں۔

﴿ج﴾

سالی کواغواء کرنے اور مجامعت وغیرہ کرنے سے بیوی خاوند پر حرام نہیں ہوتی۔البتہ اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ شخص مذکور نے اپنی ساس کے بوسے لیے اور ازار بند کھولنے کی کوشش کی۔تو اِس سے اُس پر اُس کی بیوی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی۔لیکن جب تک یہ شخص اپنی بیوی کو زبان سے طلاق نہ دے۔اس کی عورت دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی۔اس لیے شخص مذکور سے طلاق لینا ضروری ہے اور اگر وہ طلاق نہ دے تو مسلمان حاکم سے اس کا نکاح فسخ کرایا جائے۔اس کے بعد اس عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہوگا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ شعبان ۱۳۹۶ھ

محض نکاح ہونے سے ساس حرام ہو جائے گی اگرچہ رخصتی نہ ہوئی ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو بھائی ہیں۔مثلاً الفؔ اور جؔ ہیں۔الفؔ نے اپنی لڑکی کا نکاح جؔ کے لڑکے سے کیا۔لڑکی چھوٹی تھی۔اب بالغ ہوگئی ہے۔لڑکا جلدی بالغ ہوگیا۔الفؔ مر گیا تو جؔ کے لڑکے نے الفؔ کی لڑکی کو چھوڑنا چاہا اور الفؔ کی بیوی سے نکاح کرنا چاہا۔جو کہ اس کی پہلی منکوحہ کی سگی ماں ہے اور جؔ کے لڑکے کی ساس ہے۔لڑکی کی رخصتی نہیں ہوئی۔لہٰذا فتویٰ مطلوب ہے کہ جؔ کے لڑکے کا الفؔ کی بیوی سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

یہ نکاح جائز نہیں۔لقولہ تعالیٰ وامھات نسائکم. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

ساس سے بغل گیر ہونا بوس و کنار کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کا نکاح شرعاً و قانوناً ہو چکا ہے۔ مگر وہی شخص اپنی ساس کے ساتھ بیوی والے کام کرتا ہے۔ یعنی کہ دیکھا گیا ہے کہ ساس اپنے داماد کو مٹھی بھر رہی ہے۔
(۲) دوسرا شخص کہتا ہے کہ ساس اور داماد ایک دوسرے سے بغل گیر ہیں اور بوس و کنار کر رہے ہیں۔
(۳) وہی داماد ساس کو پانچ پانچ روز تک اکیلے شہر میں لے آتا ہے اور اُسے فلمیں وغیرہ دکھاتا ہے۔ (۴) اس بات پر بھی کافی گواہ ہیں کہ وہ داماد اپنی ساس کو اندر کوٹھے میں ساری رات لیے رکھتا ہے۔ ساس بھی تمام شہر میں مشکوک بدمعاش مشہور ہے۔ آیا اس کا نکاح باقی رہتا ہے یا حرمت واقع ہو جاتی ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

معتمد علیہ ثالثوں کے سامنے تحقیق کی جائے اگر داماد اقرار کرے یا گواہوں سے جو شرعاً معتبر ہوں ایک دوسرے کو شہوت سے ہاتھ لگانا یا بوس و کنار کرنا ثابت ہو جائے تو حرمت ثابت ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ محرم ۱۳۹۱ھ

ساس کے ساتھ چارپائی پر بیٹھنے کا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی فدا حسین ولد امیر بخش بھٹی ساکن چک او بارنی تحصیل و ضلع مظفر گڑھ کا صرف نکاح ہمراہ مسماۃ رضیہ دختر مسماۃ غلام سکینہ ہوا ہے۔ مسمی فدا حسین کی ساس مسماۃ غلام سکینہ نے الزام لگایا ہے کہ مسمی فدا حسین بوقت شب چارپائی پر میرے پاؤں کی طرف آ کر بیٹھ گیا۔ میں نے پوچھا کون تو اُس نے کہا کہ تمھارا گھر والا ہوں اور مسماۃ سکینہ نے فدا حسین کو لات ماری جو گر گیا۔ فدا حسین کہتا ہے کہ اندھیرا تھا اس لیے میں جو سیڑھی پڑی ہوئی تھی سے ٹکرا کر چارپائی کی پائتی کی طرف گر گیا۔ کوئی میری نیت بد نہیں تھی۔ اس پر قسم اٹھانے کو تیار ہے اور بوقت گرنے کے کوئی ہاتھ پاؤں غلام سکینہ ساس کے ساتھ نہیں لگا۔ غلام سکینہ بھی کہتی ہے کہ کوئی ہاتھ پاؤں نہیں لگا۔ (۳) ایسی حالت میں فدا حسین کا نکاح ہمراہ مسماۃ رضیہ رہا یا نہیں۔ فتویٰ صادر فرمائیں۔

﴿ج﴾

بشرط صحت واقعہ اگر واقعی فدا حسین نے اپنی ساس کو شہوت سے ہاتھ نہیں لگایا ہے۔ صرف چارپائی پر بیٹھا ہے تو اس سے حرمت مصاہرۃ ثابت نہیں ہوتی اور نکاح بدستور باقی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

درج ذیل صورت میں حرمت قضاءً ثابت نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کا اپنی ساس سے ناجائز تعلق ہے۔ واقعہ یوں ہوا کہ ایک شخص (جو بالکل ثقہ ہے) نے ساس داماد کو بوقت رات ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور چارپائی ہل رہی تھی۔ اس شخص نے دوسرے گواہ کو بلایا۔ دوسرا گواہ آیا تو اس وقت ساس چارپائی سے اٹھ کر کھڑی ہو چکی تھی اور داماد بالکل برہنہ تھا۔ کیا شہادت کا کورم پورا ہے یا نہ اور حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائے گی یا نہیں۔ اگر حرمت مصاہرہ ثابت ہوتی ہے تو تفریق کے لیے طلاق یا قضاء قاضی شرط ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

فی الدر المختار المصری ص ۳۵ ج ۳ قبل ام امرأته حرمت امرأته مالم یظهر عدم الشهوة وفی المس لا یحرم مالم تعلم الشهوة لان الاصل فی التقبیل الشهوة بخلاف المس والمعانقة کالتقبیل وفیه ص ۳۷ ج ۳ وبحرمة المصاهرة لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لها التزوج باخر الابعد المتارکة وفی الدر المختار وان ادعت الشهوة فی تقبیله او تقبیلها ابنه وانکرها الرجل فهو مصدق لاهی الا ان یقوم الیها منتشرا التہ فیعانقها لقرینة کذبه او یأخذ ثدیها أو یرکب معها الخ وفیه ص ۳۸ ج ۳ تقبل الشهادة علی الاقرار بالمس والتقبیل عن شهوة وکذا تقبل علی نفس اللمس والتقبیل والنظر الی ذکره او فرجها عن شهوة فی المختار تجنیس لان الشهوة مما یوقف علیها فی الجملة بانتشار او اثار الخ. قال فی التنویر ولغیرها من الحقوق سواء کان مالا او غیره کنکاح و طلاق وو کالة ووصیة واستهلال صبی ولو للارث رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار ص المصری ص ۴۶۵ ج ۳) ان جزئیات سے معلوم ہوا کہ صورۃ مسئولہ میں اگر زید منکر ہے تو اگرچہ ایک ثقہ شخص نے دونوں کو ایک لنگی میں دیکھا ہے اور یہ مثل رکوب معہا کافی قرینہ شہوت کا بھی ہے۔ لیکن نصاب

شہادت (دومرد یا ایک مرد اور دوعورتیں) کافی نہیں اس سے حرمت مصاہرۃ ثابت نہیں ہوسکتی۔ البتہ صاحب واقعہ سے اگر ایسا فعل ہوا ہے تو دیانۃً حرمت ثابت ہو جائے گی اور اگر زید کی بیوی کو بھی اس کا یقینی علم ہو چکا ہے اس کے لیے خاوند کو اپنے نفس پر تمکین دینا جائز نہیں۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ رجب ۱۳۸۸ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

درج ذیل صورت میں ماں بیٹی دونوں اس شخص پر ہمیشہ کے لیے حرام ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً زید نے ایک لڑکی نابالغہ کے ساتھ نکاح کیا۔ پھر تقریباً چھ ماہ یا سال کے بعد زید نے اپنی منکوحہ کی والدہ کو اغواء کر کے تنسیخ کرا دی۔ تنسیخ قانوناً اور شرعاً ہوگئی۔ بعد ازاں زید نے ساس کے ساتھ نکاح کر دیا اور درج رجسٹر کرا کے گھر واپس آ گیا۔ پبلک کو پتہ لگا کہ نکاح شرعاً ناجائز ہے۔ اس کے ساتھ قطع تعلق کرنے لگے اور برتاؤ بند کر دیا۔ کسی مولوی کے پاس جا کر زید مذکور نے پوچھا کہ ہمارا نکاح کسی طریقہ سے جائز ہو جائے۔ اس مولوی صاحب نے فرمایا کہ اس طریقہ سے تو بچ سکتا ہے کہ تو حلف اُٹھا کہ میں لڑکی منکوحہ کے نکاح کرنے سے پہلے اس کی والدہ کے ساتھ ناجائز تعلق رکھتا تھا اور گواہ بھی دو چار دے۔ پھر تیرا نکاح جائز ہو جائے گا اور تو بچ جائے گا۔ اب وہ زید مذکور پبلک کو کہتا ہے کہ میرا تعلق ناجائز پہلی منکوحہ کی والدہ کے ساتھ تھا۔ میں حلف اٹھاتا ہوں اور گواہ بھی حلفیہ دیتا ہوں۔ وہ اس طریقہ پر قابو آ گیا۔ اس مسئلہ کے متعلق کیا کرنا چاہیے۔ اگر وہ گواہ دے تو کس طریقہ سے گواہ لیے جائیں اور پھر کیا کرنا چاہیے اور یہ بھی تحریر فرمائیں کہ ایسے آدمی کا نکاح اول جائز ہوگا۔ اگر نکاح ناجائز ہے تو نکاح ثانی میں کیا فتویٰ ہے اگر نکاح ثانی بھی ناجائز ہے اور اول بھی تو ایسے آدمی کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ واضح رہے کہ اپنی نابالغہ منکوحہ کے ساتھ اگر کم از کم اس کی عمر نو سال کو پہنچ چکی ہو ہمبستری کر چکا ہو یا تقبیل یا مس بالشہوت کر چکا ہو تب تو اس کی ماں کے ساتھ نکاح علی التابید نہیں کر سکتا۔ اگرچہ اس کے بعد والے اقرار کہ اس کی ماں کے ساتھ اس سے قبل میرے ناجائز تعلقات تھے کو صحیح بھی مان لیا جائے نیز اس اقرار کے ساتھ اس پر اپنی نابالغہ منکوحہ بھی حرام ہوگئی اور اسی صورت میں وہ دونوں میں سے کسی کے ساتھ بھی

نکاح نہیں کرسکتا۔ بلکہ جو نکاح نابالغہ کے ساتھ کر چکا تھا وہ بھی فاسد وا جب التفریق ہوگیا ہے اور اگر اپنی نابالغہ منکوحہ کے ساتھ ہمبستری نہ تقبیل اور نہ مس بالشہوت کر چکا ہو یا اس کی عمر نو سال سے کم ہو۔ تب اگر اس کا یہ اقرار عنداللہ صحیح ہوا اور واقعی اس کی ماں کے ساتھ اس کے نکاح سے قبل اس کے ناجائز تعلقات تھے تب تو نابالغہ کا نکاح فاسد ہوا ہے اور قبل از دخول نکاح فاسد پر کوئی حکم شرعی مرتب نہیں ہوتا۔ اس لیے نابالغہ کی متارکت کے بعد اس کی ماں کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہوگا۔

صورت مسئولہ میں اگر نابالغہ کی متارکت (چھوڑنے) سے قبل اس کی ماں سے نکاح کر چکا ہو تو اس کی ماں کا نکاح نہیں ہوا ہے اور اگر نابالغہ کی متارکت کے بعد نکاح کر چکا ہو تو نکاح منعقد ہوگیا ہے یا اب اس کو چھوڑ دے اور دوبارہ اُس کی ماں کے ساتھ نکاح کردے۔ تب اس کی ماں کا نکاح ہو جائے گا۔ لیکن اس اقرار میں چونکہ اس کا فائدہ ہے اور ظاہراس کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انکی ماں کے ساتھ اس کے ناجائز تعلقات نہیں ہیں۔ لہٰذا قاضی، حاکم اور لوگوں کو محض اس کے اقرار پر اعتبار نہ کرنا چاہیے۔ ہاں تب اعتبار کرنا چاہیے کہ یہ عورت بھی اس کی تصدیق کردے کہ واقعی میری لڑکی کے نکاح سے قبل اس کے میرے ساتھ ناجائز تعلقات تھے۔ نیز چشم دید گواہ بھی پیش ہوکر اس بات کی شہادت عینی دیں کہ انھوں نے اس شخص کو نابالغہ لڑکی کے نکاح سے قبل اس عورت کے ساتھ صحبت کرتے ہوئے یا بوسہ لیتے ہوئے یا مس بالشہوت کرتے ہوئے دیکھا ہے یا اس کی منکوحہ ماں کے ساتھ نکاح سے قبل اگر اقرار مذکور پر گواہ موجود ہوں تب بھی اعتبار کیا جائے گا۔ کما فی العالمگیریة مطبوعه مکتبه ماجدیه کوئٹه ص ۲۷۶ ج ۱ وتقبل الشهادة على الاقرار بالمس والتقبيل بشهوة كذا فی جواهر الاخلاطی وهل تقبل الشهادة علی نفس اللمس والتقبیل بشهوة المختار انه تقبل واليه ذهب فخر الاسلام علی البزدوی كذا فی التنجنيس والمزيد . تب جاکر قاضی اور لوگ اس کا اعتبار کرکے ان کے ساتھ تعلقات بحال رکھیں اور اس کے بعد بھی اگر عنداللہ جھوٹا ہو تو اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکتا۔ پھر بھی گنہگار ہوگا۔ کما فی العالمگیریة ص ۳۳۰ ج ۱ والنكاح الفاسد لا حكم له قبل الدخول حتى لو تزوج امرأة نكاحا فاسدا بان مس امها بشهوة ثم تركها له ان يتزوج الام كذا فی الخلاصة وفيها ايضاً ص ۲۷۹ ج ۱ ولا يجوز ان يتزوج اخت معتدته سواء كانت العدة عن طلاق رجعی او بائن او ثلاث او عن نكاح فاسد او عن شبهة وكما لا يجوز ان يتزوج اختها فی عدتها فكذا لا يجوز ان يتزوج واحدة من ذوات المحارم التی لا يجوز الجمع بين اثنتين منهن الخ . وفيها ايضاً ص ۲۷۴ ج ۱ وكما تثبت هذه الحرمة بالوطئ تثبت بالمس والتقبيل والنظر الى الفرج بشهوة كذا فی الذخيرة سواء كان بنكاح او

ملک او فجور عندنا کذا فی الملتقط وفیها ایضا ص ۲۷۵ ج ۱ لو اقر بحرمة المصاهرة یؤاخذ به ویفرق بینهما وکذلک اذا اضاف ذلک الی ما قبل النکاح بان قال لامراته کنت جامعت امک قبل نکاحک یؤاخذ به ویفرق بینهما لکن لا یصدق فی حق المهر الخ اه . (اقول) وکما لا یصدق فی حق المهر لما فیه فائدته ینبغی ان لا یصدق فی حق جواز نکاح ام زوجته لذلک . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱ ذوالحج ۱۳۸۵ھ

اگر ساس کو بغیر شہوت کے ہاتھ لگ جائے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ آج سے تین سال قبل میرا نکاح ہوا تھا۔ میں کبھی کبھار اپنے سسرال والوں کے ہاں رات کو سو جاتا تھا اور کسی رات اٹھ کر اپنی بیوی سے باتیں کرنے کی غرض سے (شہوت کے ارادے سے نہیں) اس کے پاس چلا جاتا تھا اور کبھی کبھی باتوں کے دوران اس کا بوسہ بھی لے لیتا۔ ایک رات میں اپنی بیوی کے پاس جا رہا تھا (شہوت کی غرض سے نہیں اور نہ ہی شہوت کا ارادہ تھا کہ ساس کے جسم کو چھو بیٹھا لیکن اُن کے بستر پر نہیں گیا تھا بلکہ صرف جسم کو ہاتھ لگا تھا۔ کیا ایسی حالت میں بیوی حرام ہو جاتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

واضح رہے کہ خاوند کی تندرستی اگر ایسی ہے کہ شہوت کے وقت اس کا آلہ منتشر ہوتا ہے تو وقت مس کے انتشار آلہ اگر ہوا ہے تو اس کو شہوت کہا جائے گا اور اگر انتشار نہیں ہوا تو شہوت نہ کہا جائے گا اور اگر اس کی تندرستی ایسی نہیں ہے تو اگر قلب کو ایسی حرکت ہوئی کہ طبیعت مشوش ہوئی تو شہوت کہیں گے ورنہ نہیں کہیں گے۔ غرض خاوند یا ساس میں سے کسی کے اندر بھی شہوت پائی گئی تو لڑکی حرام ہو گئی۔ ورنہ حلال ہو گی۔

صورت مسئولہ میں اگر شہوت کی یہ حد نہ پائی جاتی ہو تو بیوی حرام نہیں ہوتی۔ یہ صدق مستفتی پر منحصر ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ محرم ۱۳۹۵ھ

بہو سے زنا کرنے سے وہ شوہر پر حرام ہو جائے گی

﴿س﴾

گذارش ہے کہ مسمی محمد نے اپنے پسر کی زوجہ مسمات عائشہ سے ہمبستری کی لہٰذا شرع محمدی کا قاعدہ جاری فرمادیں۔

السائل محمد یٰسین ولد محمد اسماعیل سکنہ خانیوال ضلع ملتان

﴿ج﴾

یٰسین کی زوجہ یٰسین پر حرام ہوگئی۔ لیکن جب تک یٰسین اس زوجہ کو طلاق نہ دے یا زبان سے یہ نہ کہہ دے کہ میں نے چھوڑ دیا ہے۔ اس وقت تک اس عورت کا نکاح دوسرے شخص سے جائز نہیں۔ یٰسین پر قطعی حرام ہے۔ کما فی کتب الفقہ. واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا درج ذیل مسئلہ میں امام شافعیؒ کے مذہب پر عمل جائز ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کہتا ہے کہ میں نے رشتہ دار ماموں کی لڑکی سے شادی کی اور وہ میرے باپ (ساٹھ سال کی عمر والے) کی خدمت کرتی رہی۔ چند دنوں کے بعد میں نے دینی مسائل بیان کرتے ہوئے یہ مسئلہ بیان کیا کہ اگر باپ اپنے بیٹے کی منکوحہ کو شہوت سے ہاتھ لگائے تو وہ منکوحہ اس کے بیٹے پر حرام ہو جاتی ہے۔ تو میرے والد کہنے لگے کہ مجھ سے مس بشہوۃ ہو چکا ہے۔ زید کہتا ہے۔ میں نے عرض کیا، ابا جان! فقہاء نے لکھا ہے کہ اس حرمت کے لیے انتشار آلہ شرط ہے تو جواب میں کہا کہ یہ نوجوان مردوں سے ہوتا ہے اور دوسرے دن اس مسئلہ کا تذکرہ ہوا تو جواب میں کہنے لگے کہ مس شہوۃ سے تو شہوۃ ہوتی ہی ہے تو اس قول سے تقریباً انتشار آلہ گمان ہوتا ہے۔ اگرچہ صراحۃً نہیں کہا۔ اب مسئلہ دریافت یہ ہے کہ زید کہتا ہے کہ اگر اپنے گھر والی کو اس شبہ کی بنا پر جدا کر دوں اور طلاق دے دوں تو غالب گمان ہے بلکہ مجھے یقین ہے۔ اپنے ماموں اور دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی منقطع ہو جائے گی۔ جو شریعت میں ممنوع ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے۔ اپنے والد کی رسوائی ہوگی۔ کیونکہ لوگ تھوڑی چیز بڑھا دیں گے۔ اب اگر میں اس ضرورۃ کو مدنظر رکھ کے، بغیر شہوۃ نفسانی کے اس مسئلہ میں باوجود حنفی ہونے کے حضرت امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے مذہب پر خاص کر اس مسئلہ میں بوجہ ضرورۃ عمل کروں۔ کیا عنداللہ مجرم ہوں گا یا نہیں اور مجھے اس بات پر عمل کرنے کے لیے کچھ

کتابوں سے گنجائش بھی ملتی ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ تصنیف مولانا رشید احمد گنگوہی مرحوم صفحہ ۱۸۲ میں اس عنوان مذکور کے جواب میں، یعنی (مذہب غیر پر عند الضرورۃ عمل کرنا جائز ہے) جواب مذاہب سب حق ہیں۔ مذہب شافعی پر عند الضرورۃ عمل کرنا کچھ اندیشہ نہیں۔ مگر نفسانیت اور لذت نفسانی سے نہ ہو۔ عذر یا حجۃ شرعیہ سے ہو، کچھ حرج نہیں۔ سب مذاہب کو حق جانے، کسی پر طعن نہ کرے۔ سب کو اپنا امام جانے۔ فقط انتہی

علاوہ اوراس کے آگے بحث تقلید کے بارے میں جو کہا ہے۔ اس سے بھی یہ مترشح ہوتا ہے کہ فتنہ اختلاف کی وجہ سے اور انتظام مصلحت کی وجہ سے ہر ایک مسئلہ میں تقلید ایک امام کی ضروری سمجھی جاتی ہے اور اس صورۃ میں کوئی فتنہ سمجھ میں نہیں آتا۔ علاوہ ازیں علامہ بوبکانی نے جو اس مسئلہ تقلید میں بحث کی ہے تو اس سے اختلاف اقوال کی وجہ سے کچھ نہ کچھ جواز ملتا ہے۔ بینوا اجرکم علی اللہ تعالیٰ

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ واضح رہے کہ صورت مسئولہ میں اگر زید اپنے والد صاحب کی اس بات میں تصدیق کرے۔ یعنی اس کو اپنا والد صاحب سچا نظر آئے اور شرائط حرمۃ مصاہرت عند الاحناف پائے گئے ہوں یعنی اگر بوڑھا ہو تو بوقت مس دل کا میلان ہوا ہو یا میلان میں اضافہ ہوا تب تو حرمت ثابت ہوگی اور اس کے اوپر اپنی بیوی عند الاحناف حرام ہوگئی ہے۔ باقی دوسرے مذہب پر عمل کرنے کے جواز کا فتویٰ دینے کی ہم میں جرأت نہیں ہے اور نہ ہم اندریں حالات مذہب شافعی کی تقلید کا باوجود حنفی ہونے کے کوئی فتویٰ دے سکتے ہیں۔ ہم اس معاملہ میں معذور ہیں۔ قال فی رد المحتار علی هامش الدر المختار المصری ص ۴۷ ج ۱ وقال الشامی تحت قول الدر (قوله وان الحكم والفتيا الخ) وكذا العمل به لنفسه قال العلامة الشرنبلالي في رسالته العقد الفريد في جواز التقليد مقتضى مذهب الشافعي كما قاله السبكي منع العمل بالقول المرجوح في القضاء والافتاء دون العمل لنفسه ومذهب الحنفية المنع عن المرجوح حتى لنفسه لكون المرجوح صار منسوخا اه فليحفظ .

وقيد البير بالعامي اى الذى لارأى له يعرف به معنى النصوص حيث قال هل يجوز للانسان العمل بالضعيف من الرواية في حق نفسه نعم اذا كان له رأى اما اذا كان عامياً فلم أره لكن مقتضى تقييده بذى الرأى انه لا يجوز للعامي ذلك الخ . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۲ رجب ۱۳۸۶ھ

جس بہو سے سُسر نے بدکاری کی ہو، وہ شوہر کے لیے کبھی حلال نہیں ہوسکتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی گانمہ ولد غلامہ سکنہ موضع چوبارہ اپنی بہو جو رشتہ میں حقیقی بھانجی ہے۔ اس کے ساتھ عرصہ سے بدفعلی یعنی زنا کر رہا ہے۔ مگر اب اہل اسلام کی چھان بین کی وجہ سے اس کام کی اصلیت ظاہر ہونے کی کوشش سے ثابت کیا گیا کہ واقعی گانمہ مذکور اس معاملہ میں گناہ کر رہا ہے۔ جس کی تفصیل ذیل ہے۔ اہل اسلام کے اجتماع پر گالہ مذکور بھی آیا اور دو گواہ جن کا چشم دید واقعہ ہے۔ مگر اس واقعہ کو دیکھنے میں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ (۱) اللہ داد ولد باز ذات جوئرا ساکن چوبارہ۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ عرصہ ۳/۴ سال کا گزر چکا ہے کہ میں برائے خانگی کام بوقت ۱۱/۱۲ بجے رات گانمہ مذکور کے چاہ پر گیا تو میں نے ان کے گھر کے مشرقی طرف دیکھا تو گانمہ کا پسر محمد و اور اس کی زوجہ سوئے ہوئے تھے اور وہاں سے گزرتا ہوا جنوب کی طرف جہاں اونٹ بیٹھے ہوئے تھے۔ چلا گیا۔ جس جگہ سے محمد و کی چارپائی سے فاصلہ تھا۔ وہاں دیکھا تو گانمہ اور اس کی بہو مسماۃ جنت زوجہ قیصر سوئے ہوئے تھے۔ میں کچھ فاصلہ پر تھا۔ مسماۃ جنت زوجہ قیصر گانمہ کی چارپائی سے اٹھ کر کچھ ۵/۴ قدم کے فاصلہ پر گھر کی طرف گزری تو میں نے اس سے پوچھا گانمہ کہاں ہے۔ پہلے تو وہ عورت یعنی مسماۃ جنت خاموش ہوگئی۔ پھر بولی کہ اس چارپائی پر سویا ہوا ہے۔ اس وقت عورت مذکورہ کے سر سے دوپٹہ بھی اترا ہوا تھا۔ تو مجھے یہ معاملہ دیکھ کر اطمینان ہوگیا کہ واقعہ میں ان دونوں کا قصور ہے۔ اس واقعہ کی خبر میں نے بہت سے لوگوں کے گوش گذار کی ہے اور اب بھی حلفیہ کہتا ہوں۔ (۲) غلا ئمہ ولد بلھو ذات کیز و سکنہ موضع چوبارہ نے بیان کیا کہ میں حلفیہ کہتا ہوں۔ میں گائیں چراتا تھا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ گائیں چرانے کے لیے جنگل لے گیا۔ مجھے کسی ضروری کام کی وجہ سے گھر آنا پڑا۔ میں گائیں چراگاہ میں چھوڑ کر گھر آ رہا تھا۔ جب گانمہ کے چاہ سے گذرنے لگا تو مجھے خیال آیا کہ اس وقت ۹/۱۰ بجے کا وقت ہے۔ مجھے پیاس لگی ہوئی تھی۔ میں پانی کی طلب پر گانمہ مذکور کے گھر گیا۔ جب میں دروازہ کے اندر پہنچا تو گانمہ مذکور اپنی بہو مسماۃ جنت کے ساتھ زنا کر رہا تھا۔ میں آنکھ بچا کر جلدی سے گذرا اور آ کر لوگوں کو اس بات کی اطلاع دی اور اب اس وقت بھی حلفیہ کہتا ہوں کہ یہ معاملہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ (۳) گانمہ کا پسر مسمیٰ قیصر بھی لوگوں کو بہت ہی دفعہ جا کے اپنے والد مسمیٰ گانمہ کی شکایت بیان کر چکا ہے کہ میرے باپ گانمہ کا میری عورت مسمات جنت کے ساتھ ناجائز تعلق ہے اور اس وقت بھی اجتماع کے سامنے اپنے والد کی مشکوکیت ظاہر کرتا

رہا ہے کہ واقعۂ مجھے شک ہے اور کاثمہ مذکور نے بھی اس ناجائز واقعہ کو تسلیم کر لیا ہے کہ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر خود تسلیم کرتا ہوں کہ مجھ سے زنا ہوتا رہا ہے۔ اس معاملہ میں، میں واقعی قصوروار ہوں۔ اس وقت میں توبہ کرتا ہوں اور جو شریعت کا حکم ہو میں بسر وچشم ماننے کو تیار ہوں۔ حکم اسلام جو اس بارے میں متعین ہے۔ برائے کرم احکام شریعت سے ہمیں مطلع فرمائیں کہ زانی وزانیہ کے ساتھ بصورت شرع کیا سلوک کیا جائے اور اس مسئلہ سے بھی آگاہ کریں کہ آیا وہ عورت جس کے ساتھ اس کا خاوند اور سسر دونوں جماع کرتے رہے ہیں عورت مذکورہ کا اپنے خاوند کے ساتھ زوجیت کا تعلق رہ سکتا ہے یا کہ طلاق کی نوبت ہوتی ہے۔ چونکہ آپ کے فتویٰ میں دیکھا کہ جو عورت اپنے سسر کے ساتھ زنا کرے وہ اپنے خاوند کے نکاح میں نہیں رہ سکتی۔ اس کو طلاق دینی پڑتی ہے۔

امیر محمد امام مسجد چوبارہ
۱۱ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ

حرمت مصاہرت ثابت ہونے کے بعد اگر شوہر بیوی کو طلاق نہ دے تو کیا کیا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت نے خسر پر دعویٰ زنا کیا۔ خسر نے اقرار زنا کیا اور زوج نے تصدیق کر دی۔ مدعی اور مدعی علیہ نے ایک عالم کو حکم بنایا۔ اس میں شک نہیں ہے کہ حدود میں حکم نہیں بن سکتا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب تصدیق زوج سے حرمت مصاہرت ابدی ثابت ہوگئی اور زوج متارکۃ باللسان ہی نہیں کرتا ہے تو آیا اس صورت میں حکم جو کہ بمنزلہ قاضی ہے۔ تفریق بین الزوجین کر سکتا ہے یا نہ اور اگر تفریق نہیں کر سکتا ہے تو کیا اس صورت میں بوجہ اشد ضرورت مذہب مالکیہ کے مطابق پنچائت مسلمین قائم کر کے مطابق شرائط مالکیہ تفریق بین الزوجین کرائی جا سکتی ہے یا نہ۔ فریقین غریب ہیں، پاکستانی مسلم ججوں کی طرف بوجہ غربت وکثرت اخراجات مقدمہ رجوع نہیں کر سکتے ہیں۔

﴿ج﴾

پہلے تو یہ کوشش ہونی چاہیے کہ کسی مسلمان جج سے فسخ کرالیں۔ یہ کوئی ایسا مقدمہ نہیں جس پر بہت خرچ ہو۔ لیکن اس کے باوجود اگر بالکل جج کے پاس مقدمہ دائر کرنے کی قدرت نہ ہو تو کم از کم تین عادل دیندار اشخاص کی پنچائت سے فسخ کرائے۔ جس میں اکثریت علماء کی ہو اور اس میں اگر کوئی شان وشوکت والا بھی شامل ہو یا بصورت غیر عادل ہونے کے اس کی فقط سرپرستی حاصل ہو تو بہت بہتر ہوگا۔ بہر حال حکم اس فسخ میں قائم مقام قاضی کے نہیں ہوگا۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بیماری کی حالت میں بہو کا ہاتھ پکڑنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ احقر نے اپنے لڑکے کی زوجہ کی قمیض پر اور سویٹر پر میرا ہاتھ یا ہتھیلی شہوت سے لگی تھی۔ کئی دفعہ بیماری کی حالت میں میں نے اس کی ہتھیلی کو ہاتھ سے لگایا تھا لیکن شہوت سے نہیں تھا۔ آیا میرے بیٹے پر حرام ہوئی ہے یا نہیں؟

سائل مولاداد فقیر

﴿ج﴾

نفس مسئلہ مشکل نہیں بلکہ تحقیق واقعہ مشکل ہے۔ اس لیے وہاں کے معتمد علماء سے کسی کو حکم اور ثالث بنا کر ان کے سامنے بیان دے کر حکم شرعی حاصل کریں۔ یہاں میں نفس مسئلہ تو بتا سکتا ہوں۔ لیکن آپ کے سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کیسے کر سکتا ہوں۔ البتہ اگر آپ کا لڑکا مس یا تقبیل بالشہوۃ بلا حائل کی تصدیق کرتا ہے تو پھر عورت اس پر حرام ہو جائے گی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ شوال ۱۳۷۹ھ

دواعی واسباب زنا سے حُرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمّی مولاداد کمہار سکنہ موسیٰ زئی نے خود اقرار کیا کہ میں نے اپنی بہو (زوجہ پسر) کے منہ (رخساروں) اور ہاتھ کی کلائی (ساعد) کو شہوت سے پکڑا ہے۔ استفسار پر بتلایا کہ زنا کے ارادہ پر یہ کام کیا ہے۔ (۲) اس کے (بہو کے) والد نے جبکہ مسلمانوں کے جم غفیر بیس تیس اشخاص کے روبرو مسجد شریف کے اندر حلفیہ بیان دیا کہ اس مولاداد نے مذکورہ بیان کے علاوہ اور حرکات بھی کی ہیں۔ (۱) میری لڑکی کہتی ہے کہ میرا خسر مولاداد مذکور اکثر اوقات جبکہ میں اس کے قریب بیٹھی ہوتی ہوں۔ میرے رخسار کھینچا کرتا ہے اور جب بھی میرا خاوند مجھے روتے دیکھتا ہے تو باپ (میرے خسر) سے کہتا ہے کہ بابا ایسا نہ کر اور میرا گھر نہ اجاڑ۔ (۲) میری لڑکی کہتی ہے کہ ایک رات جبکہ میرے خسر بھٹی پکار رہے تھے تو آدھی رات تک یہ خود وہاں بھٹی میں آگ دیتا رہا اور اس کے بعد اپنے بیٹے کو بلایا کہ وہ بھی بھٹی میں آگ جلائے اور وہاں کھڑا

رہے اور یہ میرا خسر خود بیٹے کے کواٹر میں جس میں میں اکیلی سوئی ہوئی تھی آ داخل ہوئے اور میری چارپائی پر چڑھ کر مجھے پکڑا، میں روتی چلاتی رہی۔ بصد مشکل اس سے جان چھڑا کر دوسرے کوٹھے میں جس میں میری ساس (اس کی بیوی) رہتی تھی جا نکلی۔ (داخل ہوئی) ساس نے وجہ مذکور سن کر مجھے اپنے پاس والی چارپائی پر سلایا۔ اس خسر کی چارپائی بھی قریب تھی۔ یہ پھر بھی باز نہ آیا۔ اپنی عورت کے اوپر سے مجھے ہاتھ مارتا رہا۔ اس پر اس کی بیوی نے اسے ڈانٹ کر کہا۔ ظالم تو خدا سے نہیں ڈرتا کہ میں تیرے پاس سوئی ہوئی ہوں اور تو بہو کو پکڑتا ہے۔ اسی شخص مولا داد مذکور نے یہ بیانات سن کر اقرار کیا کہ بے شک مجھ سے یہ سب واقعات نکلے ہیں اور میں خطاوار ہوں تو کیا اس شخص کا یہ اقرار اور یہ معاملہ موجب حرمت مصاہرہ ہوتا ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

فتاوی عالمگیری ص ۲۷۴ ج میں ہے وکما تثبت هذه الحرمة بالوطأ تثبت بالمس والتقبيل والنظر الى الفرج بشهوة كذا فى الذخيرة سواء كان بنكاح او ملك او فجور عندنا كذا فى الملتقط ثم المس انما يوجب حرمة المصاهرة اذا لم يكن بينهما ثوب اما اذا كان بينهما ثوب فان كان صفيقاً لا يجد الماس حرارة الملموس لا تثبت حرمة المصاهرة وان انتشرت الته بذلك وان كان رقيقاً بحيث تصل حرارة الملموس الى يده تثبت كذا فى الذخيرة ص ۲۷۵ ج ا ثم لا فرق فى ثبوت الحرمة بالمس كونه عامداً اوناسياً او مكرهاً او مخطأً كذا فى فتح القدير فتاوى عالمگيرى ص ۲۷۴ ج ا والدوام على المس ليس بشرط لثبوت الحرمة حتى قيل اذا مديده الى امرأة بشهوة فوقعت على انف ابنتها فاذدادت شهوته حرمت عليه امرأته وان نزع يده من ساعته كذا فى الذخيرة ويشترط ان تكون المرأة مشتهاة كذا فى التبيين وحد الشهوة فى الرجل ان تنتشر الته أوتزداد انتشارًا ان كانت منتشرة كذا فى التبيين وهو الصحيح كذا فى جواهر الاخلاطى وبه يفتى كذا فى الخلاصه هذا الحد اذا كان شاباً قادراً على الجماع فان كان شيخاً او عنيناً فحد الشهوة ان يتحرك قلبه بالاشتهاء ان لم يكن متحركاً قبل ذلك ويزداد الاشتهاء ان كان متحركا كذا فى المحيط لو اقر بحرمة المصاهرة يؤخذ به ويفرق بينهما . فتاوى عالمگيرى جلد اول فى بيان المحرمات بالصهريه ص ۲۷۵ ج ا وتقبل الشهادة على الاقرار باللمس والتقبيل عن شهوة كذا فى الدرص ۳۸ ج ۳. مولا داد مذکور کے اپنے اقرار بوجود شہوت کے علاوہ اس کا دوسرا فعل مذکور صاف دلالت کرتا ہے۔ وجود الشهوة

کما ینا فی ینبغی للمصاھرۃ پر۔لہٰذا حرمت مصاہرہ ثابت ہوگئی ہےاور یہ عورت (مولا داد کی بہوممسوسہ) مولا داد کے اصول وفروع پر حرام مؤبدہ ہوگئی ہے۔یعنی حرمت مؤبدہ کا حکم رکھتی ہے۔لہٰذا اس کے خاوند کو چاہیے کہ اس عورت کو الگ کردےاور زبان سے کہہ دے کہ میں نے تم کو طلاق دے دی۔یا زبان سے علیحدگی کو ظاہر کردے۔مثلاً یوں بھی کہ میں نے تجھ کو چھوڑ دیا ہےاور اس کہنے کے بعد عدت گذارنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہے لیکن اگر خاوند بے دینی اختیار کرےاور عورت کو الگ نہ کرے تو جس طرح ممکن ہو عورت کا اس کے پاس سے چلا جانا نہایت ضروری ہے۔کیونکہ اس کے ساتھ میاں بیوی کا تعلق رکھنا حرام ہو گیا۔مگر جب تک خاوند زبان سے نہ کہہ دے کہ میں نے الگ کردیا ہے یا قاضی تفریق نہ کردے۔اس وقت تک دوسری جگہ بھی اس عورت کا نکاح درست نہیں ہوسکتا۔جیسا کہ درمختار میں ہے۔حرم ایضا بالصھریة (اصل مزنیته) اراد بالزنی الوطء الحرام (و) اصل ممسوسة بشهوة ولو لشعر علی الرأس بحائل لا یمنع الحرارة (و) اصل ماسته و ناظرة الی ذکره والمنظور الی فرجها اه وقال الشامی تحت قوله (وحرم ایضاً الخ) قال فی البحر اراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرأة علی اصول الزانی و فروعه نسبا ورضاعا و حرمة اصولها وفروعها علی الزانی نسبا ورضاعا کما فی الوطئ الحلال الخ ص ۳۲ ج ۳ وقال تحت قوله (مطلقا) یرجع الی الاصول والفروع ای وان علون وان سفلن اه ص ۳۳ ج ۳ وفی الدر ایضاً بعد ورقتین وتکفی الشهوة من احدهما وقال شامی هذا انما یظهر فی المس اما فی النظر فتعتبر الشهوة من الناظر وفیه ایضاً ص ۳۷ ج ۳ وبحرمة المصاهرة لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لها التزوج باخر الابعد المتارکة وانقضاء العدة وفی ردالمحتار تحت قوله (الابعد المتارکة) ای وان مضی علیها سنون کما فی البزازیه وعبارة الحاوی الابعد تفریق القاضی او بعد المتارکة وقد علمت ان النکاح لا یرتفع بل یفسد وقد صرحوا فی النکاح الفاسد بان المتارکة لا تحقق الا بالقول ان کانت مدخولا بها کترکتک او خلیت سبیلک واما غیر المدخول بها فقیل تکون بالقول وبالترک علی قصد عدم العود الیها وقیل لا تکون الا بالقول فیهما الخ ص ۳۷ ج ۳ بہرکیف عورت ممسوسہ بالشہوۃ اپنے خاوند پر حرام ہوگئی ہے۔لہٰذا مفارقت ومتارکت ضروری ہے۔واللہ اعلم

کتبہ عبدالعزیز عفی عنہ از موسیٰ زئی
۷ جمادی الاخری

اگر عورت مذکورہ کا زوج اس واقعہ مذکورہ کی تصدیق کرے تو جواب بالا بالکل صحیح ہےاور عورت اس پر حرام ابدی ہوگی۔بعد متارکۃ باللسان یا قضا قاضی بالتفریق کے دوسری جگہ بشرطیکہ عدت گذاردے نکاح کرسکتی ہے۔

لیکن اگر زوج اس واقعہ کی تصدیق نہ کرے تو فقط اس کے باپ اور زوجہ کے اقرار سے حرمت نہیں آتی۔ بلکہ پھر مس یا تقبیل بالشہوۃ پر شہادت ضروری ہے۔ اس کی نظیر درمختار ص ۳۷ ج ۳ کی یہ عبارت ہے۔ **وان ادعت الشهوة فی التقبيل او تقبيلها ابنه وانكرها الرجل فهو مصدق الخ وفی ردالمحتار (فهو مصدق) لانه ينكر ثبوت الحرمة والقول للمنكر** . نیز اس کا ماخذ علامہ شامی کی وہ عبارت ہے۔ جس کو درمختار کے قول اس قول کے ماتحت میں تحریر کیا ہے۔ **(وشرط العدالة فی الديانات) ای المحضة درر احتراز عما اذا تضمنت زوال ملک كما اذا اخبر عدل ان الزوجين ارتضعا من امرأة واحدة لا تثبت الحرمة لانه يتضمن زوال ملک المتعة فيشترط العدد والعدالة جميعا باب الحظر والاباحة ص ۳۴۶ ج ۲** . اگرچہ یہاں علامہ شامی نے مثال میں حرمت رضاع کو پیش کیا ہے۔ لیکن اس اصل کے تحت کہ بوجہ زوال ملک متعہ کے متضمن ہونے کے خبر عدل معتبر نہیں ہے۔ بلکہ باقاعدہ نصاب شہادت وعدالت ضروری ہے اور یہی وجہ حرمت مصاہرہ میں بھی موجود ہے۔ اس لیے یہاں بھی درصورت انکار زوج شہادت ضروری ہے۔ فقط عورت یا اس کے خسر کا قول واقرار موجب حرمۃ نہیں ہے۔ بلکہ زوج کو حلف دیا جائے۔ اگر نکول کرے تو تفریق کر دی جائے ورنہ نہیں۔ اس کے لیے شامی ۲۲۴ ج ۳ کی عبارت کتاب الرضاع سے ملاحظہ ہو۔ حرمۃ المصاہرۃ و رضاع میں ثبوت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔ **وان صدقها الرجل وكذبتها فسد النكاح والمهر بحاله وان بالعكس لا يفسد ولها ان تحلفه ويفرق ان نكل (تصديق)** واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ رجب المرجب ۱۳۷۵ھ

شرعی شہادت موجود نہ ہو تو حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر سے کیا۔ بکر سے ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی۔ تقریباً سات سال بعد بکر فوت ہو گیا اور بعد کچھ مدت گذرنے پر زید نے اپنی لڑکی ہندہ کا نکاح اور اس کی نابالغہ کا نکاح ایک اور آدمی کے ساتھ کیا اور لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے سابقہ لڑکے کے ساتھ کر دیا۔ اس وقت لڑکے کی عمر ایک سال کی تھی۔ اب لڑکی کی عمر اٹھارہ سال ہے اور لڑکے کی عمر دس سال ہے اور بیانات جو ہمارے روبرو ہوئے ہیں وہ یہ ہیں کہ اس لڑکی کی والدہ کا نکاح ہوا اور اس لڑکی کا نکاح اس کے لڑکے کے ساتھ ہوا۔ اب

جب لڑکی بالغ ہوئی تو لڑکے کے باپ نے لڑکے کی منکوحہ کے ساتھ ناجائز تعلقات شروع کر دیے۔ لیکن اس کے اس خواہش پر رضامند نہ ہونے پر اس نے لڑکی کو پکڑ کر جبراً زنا کیا۔ اسوقت لڑکی نے اپنی والدہ کو اس بات کی خبر کی اور اس کی والدہ نے دو آدمی بلا کر ان کو بتایا اور خود لڑکی نے بھی بیان کیا کہ واقعی میرے ساتھ یہ معاملہ میری والدہ کے مرد نے کیا ہے۔ بعد میں وہ عورت اپنی لڑکی کو ساتھ لے کر اپنے والد کے گھر پہنچ گئی۔ کیا اب اس عورت کے نکاح میں نقصان جائز ناجائز کا زنا کے سبب ہے یا نہ؟ اس کا نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں اور اس کی لڑکی کا نکاح جائز رہ سکتا ہے یا نہ۔ کیا اب وہ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہ اور اس لڑکی کا قبول پہلے بھی نہ تھا اور کوئی متولی اس کا نہیں تھا اب وہ لڑکی دوسری جگہ پر نکاح کرنا چاہتی ہے۔ کیا کر سکتی ہے یا نہ؟ سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ نابالغہ لڑکی کے نکاح کے وقت صرف والدہ اور نانا اولیاء میں موجود تھے اور یہ نکاح بکر کے لڑکے کے ساتھ والدہ اور نانا دونوں کی اجازت سے ہوا تھا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں نابالغہ لڑکی کا نکاح بکر کے لڑکے کے ساتھ جو نابالغی میں والدہ کی اجازت سے کیا گیا ہے اور بلوغ کے فوراً بعد بلا کسی تاخیر کے لڑکی نے اس نکاح کو نامنظور نہیں کیا تو یہ نکاح صحیح ہے اور صورت مسئولہ میں چونکہ بدفعلی کے ثبوت پر شرعی شہادت موجود نہیں۔ لہٰذا صرف عورت کے کہنے سے یہ عورت شوہر پر حرام نہ ہو گی۔ بلکہ اگر خسر بھی اقرار کرے تب بھی شوہر پر حرام نہ ہوگی۔ البتہ اگر شوہر بعد البلوغ بدفعلی کی تصدیق کرے تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ نابالغ کی تصدیق معتبر نہیں۔ بعد البلوغ تصدیق کرنے سے خود بخود نکاح نہ ٹوٹے گا۔ بلکہ ضروری ہے کہ شوہر زبان سے کہے کہ میں نے اُسے چھوڑا ہے۔ یعنی متارکت ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ

بہو کے سُسر کو شہوت سے ہاتھ لگانے سے حرمت ثابت ہوگی یا نہیں؟ اور تعزیر کس پر جاری ہوگی؟

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اندریں مسئلہ کہ مسماۃ رحیم خاتون دختر احمد بخش شادی شدہ عورت ہے۔ وہ اپنے خاوند کے گھر آباد نہیں رہنا چاہتی۔ وہ چاہتی ہے کہ کسی صورت میں میری طلاق ہو جائے اور اس کا خاوند طلاق نہیں دینا چاہتا۔ لہٰذا وہ عورت شہوت کی حالت میں اپنے سسر مسمی فیض بخش کے ساتھ سو گئی اور اس کو بہت کوشش سے کہا کہ میرے ساتھ بدفعلی کر۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ یہ واقعہ دو مرتبہ پیش آیا۔ اب یہ عورت والدین کے گھر

ہے۔ فیض بخش کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ سچا معلوم ہوتا ہے اور عورت جھوٹی معلوم ہوتی ہے اور اس واقعہ کے گواہاں بھی نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی شخص شہادت دیتا ہے۔ اندریں صورت دریافت طلب یہ بات ہے کہ حرمت مصاہرت واقع ہو جاتی ہے یا نہ۔ اگر ہو جاتی ہے تو اب عورت کیا کرے اور اگر نہیں ہوتی تو کیا اپنے خاوند کے گھر چلی جائے یا نہ اور اب چونکہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ سے پاکستان میں اسلام کا قانون نافذ ہو چکا ہے۔ کیا اسلامی تعزیرات دونوں پر واقع ہوتی ہیں یا کسی ایک پر۔ نیز خاوند عورت کی تصدیق نہیں کرتا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ اگر خاوند یہ تسلیم کرتا ہے کہ میری زوجہ نے میرے والد کو بری نیت اور شہوت سے ہاتھ لگایا ہے تو اس پر یہ عورت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی ہے۔ دوبارہ ان دونوں میں کسی وقت بھی عقد نکاح درست نہیں۔ لیکن جب تک یہ مرد اپنی زوجہ مذکورہ کو طلاق نہیں دے گا۔ یہ عورت دوسری جگہ عقد نکاح نہیں کر سکتی۔ عورت کے لیے دوسری جگہ عقد نکاح کرنے میں خاوند سے متارکت حاصل کرنا لازم ہے۔ اگر وہ متارکت نہیں کرتا تو یہ عورت حاکم سے بھی اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خاوند پر لازم ہے کہ وہ زبان سے کہہ دے کہ میں نے زوجہ کو چھوڑ دیا ہے۔ اس کے بعد عدت گذارنا بھی لازم ہے۔

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ رجب الاول ۱۳۹۹ھ

انکار بعد از اقرار سے حرمت مصاہرت ختم نہیں ہوتی

﴿س﴾

﴿حکم نامہ﴾

ہم فریقین مسماۃ رحمت مائی بنت تاج محمد حق شکالی معروف بزوالہ و تاج محمد مذکور فریق اول مدعیان اور فتح محمد ولد نگا خان و نور محمد ولد فتح محمد متکانی معروف بزوالہ فریق دوئم مدعی علیہ۔ سکنہ شادیوال تھانہ دھوا تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان نے بابت تنازعہ حرمت مصاہرہ کے بخوشی و رضامندی مولوی رشید احمد سکنہ کڑی شموزی کو حکم شرعی مقرر کیا ہے۔ مولوی صاحب مذکور جو فیصلہ شرعی بابت تنازعہ مذکور کے ہمارے درمیان صادر فرمائیں گے۔ ہمیں بلاعذر قبول ہوگا۔ یہ حکم نامہ روبرو گواہ کے تحریر کر دیا گیا ہے۔

نشان انگوٹھا۔ احمد سنائی و تاج محمد و نور محمد و دستخط فتح محمد

اسماء گواہان۔ (۱) حاجی عبدالقادر (۲) مولوی غلام حسین (۳) مولوی احمد (۴) سردار محمد زمان خان (۵) مولوی رشید احمد صاحب

بیان مدعیہ مسماۃ رحمت مائی فریق اول

کلمہ شہادۃ پڑھ کر بیان دیا کہ ہم یعنی میں اور میرا سسر فتح محمد دیرا اور ڈیرانی کو کٹائی کے لیے کچھی واڑہ پر گئے ہوئے تھے تو کٹائی کے بعد ڈیرا اور ڈیرانی گھر چلے آئے۔ میں اور میرا سسر فتح محمد لائی صاف کرنے کے لیے وہاں پڑے رہے۔ ایک دفعہ صبح سویرے مجھے میرے سسر فتح محمد نے جگا کر اندر مکان سے آٹا لانے کے لیے کہا۔ چنانچہ جب میں مکان کے اندر آٹا لینے کے لیے گئی تو سسر فتح محمد بھی میرے پیچھے مکان کے اندر گیا اور مجھے گلکوی یعنی معانقہ کیا اور پستانوں سے پکڑا اور منہ پر بوسہ دیا۔ میں نے اسے برا بھلا کہا کہ تم میرے باپ کی جگہ پر ہو شرم کرو۔ اس کے بعد میرا خاوند نور محمد آیا اور میں اپنے خاوند کے ہمراہ چلی آئی۔ اگرچہ سسر جانے سے روکتا رہا۔ پھر گھر آنے کے بعد میں نے خاوند کو بتلایا۔ خاوند نے کہا میں خود دیکھوں گا تو پھر مانوں گا۔ اس کے بعد بھی گھر میں کئی مرتبہ میرے سسر نے میرے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی۔ چنانچہ میرے خاوند نے مجھے اپنے باپ کے گھر بھیج دیا۔ چنانچہ اس سے قبل ایک دفعہ رات کو میں سوئی ہوئی تھی کہ میرا سسر فتح محمد میری چارپائی پر میرے پاس آیا۔ میں جاگ رہی تھی کہ میری ساس نے اس کو دیکھ کر برا بھلا کہا۔ فقط

نشان انگوٹھا رحمت مائی مدعیہ

بیان نور محمد زوج مدعا علیہ فریق دوئم

کلمہ شہادۃ پڑھ کر بیان دیتا ہوں کہ میں گھر پر تھا اور میرا والد فتح محمد اور میری زوجہ رحمت مائی بھائی اور اس کی زوجہ کچھی کھو کو کٹائی کے لیے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد مجھے ساس نے کہا کہ تم میری لڑکی رحمت مائی کو لانے کے لیے کیوں نہیں جاتے۔ کل اگر میری لڑکی نے تم لوگوں پر الزام لگائے تو کیا ہوگا۔ چنانچہ میں کچھی واڑی گیا۔ رات وہاں گذار کر صبح اپنی زوجہ کو ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ راستہ میں حال احوال کرتے رہے۔ میری زوجہ نے اچھی نبھاؤ کا حال دیا۔ باپ کی کوئی شکایت نہ کی۔ گھر آکر بھی شکایت نہیں کی۔ چنانچہ ایک دن جب میں مال مویشی چرا کر گھر آیا تو میری زوجہ گھر میں موجود نہیں تھی۔ ویسے پہلے بھی اپنے باپ کے گھر آتی جاتی تھی۔ میں نے پوچھا تو بتلایا گیا کہ تیری زوجہ باپ کے گھر چلی گئی ہے۔ میں وہاں سسر کے گھر بیوی لانے کے لیے گیا تو بیوی سسر ساس وغیرہ نے میرے باپ پر الزام لگائے۔ میں ان کے ساتھ جھگڑتا رہا کہ یہ جھوٹ ہے۔ میرا والد بے

قصور ہے۔ اس میں یہ الزامات نہیں ہیں۔ اب بھی یہ کہتا ہوں کہ میرے والد پر میری بیوی رحمت مائی نے جو الزام لگائے ہیں وہ سب جھوٹ ہیں اور میرا والد بے قصور ہے۔ فقط رشید احمد عفی عنہ

نشان انگوٹھا نور محمد مذکور

بیان شہادۃ جمعہ خان ولد غلام حسن شادیوالہ

کلمہ شہادت پڑھ کر بیان دیتا ہوں کہ میں اسی رات پکھی واڑہ میں ماموں صاحب فتح محمد کے ساتھ مہمان تھا۔ میرا سامان کپڑے اور آٹا ان کے گھر تھا۔ چنانچہ صبح سویرے فتح محمد نے پہلے مجھے جگایا پھر بہو رحمت مائی کو جگایا کہ آٹا لاکر جمعہ خان کو دے دو۔ چنانچہ رحمت مائی نے اندر سے آٹا لاکر مجھے دے دیا۔ فتح محمد اندر نہیں گیا۔ بلکہ نماز پڑھ رہا تھا۔ مسجد ساتھ تھی۔ نماز ادا کر رہا تھا۔ فقط رشید احمد عفی عنہ

نشان انگوٹھا

بیان مدعی علیہ فتح محمد فریق دوئم

کلمہ شہادۃ پڑھ کر بیان دیتا ہوں کہ تقریباً پونے دو سال ہوئے ہیں کہ میں نے اپنے لڑکے نور محمد کی شادی مسماۃ رحمت مائی کے ساتھ کی ہے۔ شادی کے وقت بھی سب برادری ناراض اور برخلاف تھی۔ کئی سال سے ساری برادری کے ساتھ میرے تعلقات بالکل خراب ہیں۔ چنانچہ شادی کے موقع پر بھی برادری کے کسی فرد نے سوائے مسماۃ رحمت مائی مذکورہ کے ماموں صاحب کے کسی نے شرکت نہیں کی۔ چنانچہ اسی عداوت کی بناء پر میری بہو رحمت مائی کو یہ سب کچھ پڑھایا گیا ہے۔ میری بہو رحمت مائی نے جو کچھ الزام میرے اوپر لگائے ہیں۔ وہ سب جھوٹے ہیں۔ حقیقت سے ان کا کوئی واسطہ نہیں۔ یہ سب میرے مخالفین نے اس کو سمجھایا ہے اور ورغلایا ہے۔ کیونکہ میرے لڑکے نور محمد اور زوجہ مسماۃ رحمت مائی کا آپس میں لگاؤ اور نبھاؤ اچھا نہیں تھا۔ اس وجہ سے میری بہو رحمت مائی نے یہ الزام لگائے ہیں تاکہ نکاح ٹوٹ جائے اور میں بری ہو جاؤں۔ فقط رشید احمد عفی عنہ

مدعی فتح محمد

بیان شہادۃ مولا داد ولد تاج محمد سکنہ شادیوالہ

کلمہ شہادۃ پڑھ کر بیان دیتا ہوں کہ نور محمد جو کہ مسماۃ رحمت مائی کا خاوند ہے۔ شام کے وقت کھیت سے آ رہا تھا۔ میں نے نور محمد سے پوچھا کہ یہ معاملہ کیسا ہے۔ جو تیری زوجہ مذکورہ نے الزام تیرے باپ فتح محمد پر لگایا ہے کہ اس نے مجھے معانقہ کیا اور پستانوں سے پکڑا ہے اور منہ پر بوسہ دیا ہے تو نور محمد نے کہا کہ واقعی میری زوجہ

مسماۃ رحمت مائی سچ کہتی ہے۔ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ میرا والد فتح محمد قصوروار ہے۔ فقط رشید احمد عفی عنہ
دستخط مولا داد

چنانچہ نور محمد مذکور سے دریافت کرنے پر نور محمد نے جواب دیا کہ مولا داد مذکور جھوٹ کہتا ہے میں نے اس کو کچھ نہیں کہا اور نور محمد مذکور نے جرح کی کہ ایک تو مولا داد مذکور رحمت مائی مدعیہ کا سگا بھائی ہے۔ اس وجہ سے اس کی شہادت نہ لی جائے۔ دیگر فتح محمد نے یہ جرح کی کہ مدعیہ رحمت مائی نے تو میرے خلاف الزام لگایا ہے۔ میرا لڑکا نور محمد تو بیان کے موجب اس وقت موجود بھی نہیں تھا۔ تو نور محمد میرے فعل پر کس طرح تصدیق وغیرہ کر سکتا ہے۔ فقط رشید احمد عفی عنہ

بیان شہادت غلام رسول ولد محمد حیات سکنہ شادیوالہ

اشھد میں بیان دیتا ہوں کہ ایک دن نور محمد ولد فتح محمد میری دوکان پر آیا اور کہا کہ میں نے اپنے سسر تاج محمد کے ساتھ معاملہ بگاڑا ہے۔ میرے ساتھ اس کی صلح کرادو۔ میں نے نور محمد سے پوچھا کہ صلح تو کرادیں گے۔ لیکن یہ بتانا کہ تمھاری زوجہ مسماۃ رحمت مائی نے تیرے والد فتح محمد پر الزام لگائے ہیں کہ مجھے کلکوی یعنی معانقہ کیا اور پپتانوں سے پکڑا اور منہ پر بوسہ دیا۔ یہ سچ ہے یا جھوٹ۔ نور محمد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ میں نے پھر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو تو علم ہے ہی۔ پَر تو کیا کہتا ہے۔ چنانچہ نور محمد نے کہا کہ میری ساس اور زوجہ رحمت مائی سچ، یعنی صحیح کہتی ہے۔ فقط رشید احمد عفی عنہ

تو احمد مذکور سے دریافت کرنے پر نور محمد نے کہا کہ میں نے غلام رسول شاہد کو صرف یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے۔ بلکہ میری زوجہ رحمت مائی جھوٹ کہتی ہے۔ رشید احمد عفی عنہ

فیصلہ شرعی

مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۷۸ء بروز بدھ وار میرے سامنے رحمت مائی مدعیہ فریق اول اور فتح محمد اور نور محمد مدعی علیہما فریق دوئم پیش ہوئے اور مجھے (رشید احمد) کو بذریعہ تحریر بخوشی و رضامندی حکم شرعی مقرر کیا کہ ہمارے درمیان جو تنازعہ حرمت مصاہرہ کا ہے۔ اس کے متعلق جو فیصلہ شرعی بھی آپ صادر فرمائیں گے۔ ہمیں قبول ہوگا۔
چنانچہ مدعیہ رحمت مائی اور مدعی علیہما فتح محمد و نور محمد کے بیانات بھی حسب دستور شریعت سنے اور تحریر کرنے کے بعد شواہد مولا داد اور غلام رسول اور جمعہ خان کے بیانات بھی حسب دستور شریعت سنے اور قلمبند کیے۔ فریقین کی جرح جواب جرح سب سُنے اور تحریر کیے۔ چونکہ مولا داد اور غلام رسول کی شہادتوں سے صاف ظاہر ہے کہ

رحمت مائی مدعیہ مذکورہ نے جو الزامات اپنے سسر فتح محمد پر از قسم معانقہ تقبیل علی الفم اور پستانوں سے پکڑنے کے لگائے ہیں، زوج نور محمد مذکور نے صاف طور پر زوجہ مذکورہ رحمت مائی کی تصدیق کر دی ہے۔ لہٰذا بناء بر شہادات مذکورہ حرمت مصاہرہ ثابت ہوتی ہے اور نور محمد پر اپنی زوجہ رحمت مائی ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی ہے۔

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بان يصدقها ويقع في اكبر رأية صدقها وعلى هذا ينبغي ان يقال في مسّه اياها لا تحرم على ابيه وابنه الا ان يصدقها او يغلب على ظنه صدقها الخ . بحر الرائق ص ۱۷۷ ج ۳ مطبوعه مكتبه حقانيه پشاور والاصرار ليس بشرط في الاقرار لحرمة المصاهرة بحر ص ۱۷۹ ج ۳ مطبوعه مكتبه حقانيه پشاور وقال في العالمگيرية ص ۲۷۶ ج ۱ او قبل الاب امرأة ابنه بشهوة وهي مكرهة وانكر الزوج ان يكون بشهوة فالقول قول الزوج وان صدقه الزوج وقعت الفرقة۔ واما الحرمة بدواعي الوطئ اذا مسّها او قبلها بشهوة تثبت حرمة المصاهرة قاضي خان ص ۳۶۱ ج ۱

باقی جمعہ خان کی شہادۃ جو کہ فتح محمد مذکور کی صفائی میں دی ہے۔ وہ ناکافی ہے۔ نیز جرح وغیرہ بھی شرعاً قابل قبول نہیں ہے۔ ہذا ما ظہر لی واللہ اعلم

حررہ رشید احمد عفی عنہ سکنہ کیری ٹھوزی حال شادی والہ
۴ اگست ۱۹۷۸ء

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ واضح رہے کہ حرمت مصاہرہ کے ثبوت کے لیے عینی شاہدین کا ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ تصدیق زوج للزوجۃ سے حرمت مصاہرہ ثابت ہو جاتی ہے۔ لما في البحر ص ۱۷۷ ج ۳ وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بان يصدقها...... او يغلب على ظنه صدقها الخ .

(۲) اقرار پر اصرار شرط نہیں اور انکار زوج بعد الاقرار سے اقرار کا حکم مرتفع نہیں ہوتا۔ قال في البحر ص ۱۷۹ ج ۳ مطبوعه مكتبه حقانيه پشاور والاصرار ليس بشرط في الاقرار لحرمة المصاهرة۔

(۳) گواہ جب ثالث (حکم) کے ہاں شرعاً معتبر ہوں تو ان سے ثبوت حکم ہو جاتا ہے۔

(۴) مختلف اوقات میں اقرار پر شاہدین کی شہادت شرعاً معتبر ہے۔ لما في الهندية ص ۱۸۵ ج ۳ شاهدان شهدا بشئ واختلفا في الوقت او المكان او في الانشاء والاقرار فان كان

المشهور به قولا محضا كالبيع والاجارة والطلاق والعتاق والصلح والابراء وصورة ذلك . الى قوله . او شهد احدهما على اقراره بالف اليوم وشهد الأخر انه اقر بالف امس جازت شهادتهما ولا تبطل الشهادة باختلاف الشاهدين فيما بينهما في الايام والبلدان الخ .

پس صورت مسئولہ میں جب فریقین کے معتمد علیہ حکم (ثالث) کے ہاں تصدیق زوج للزوجۃ معتبر گواہوں سے ثابت ہو چکا ہے اور اس نے اپنا فیصلہ حرمۃ مصاہرہ کے ثبوت کا دے دیا ہے تو شرعاً حرمۃ مصاہرہ ثابت ہے اور طرفین کا آپس میں آباد ہونا جائز نہیں۔ لیکن یہ عورت دوسرے کسی شخص سے بھی نکاح نہیں کر سکتی۔ جب تک خاوند اُسے چھوڑنے کے الفاظ نہ کہہ دے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

محض ایک عورت کے کہنے سے نہ حرمت ثابت ہوگی اور نہ سزا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اللہ دتہ ولد محمد قوم جٹ اسراں ساکن بھلمانہ تحصیل بھکر نے اپنے بیٹے خدا بخش کی بیوی میراں مائی سے زبردستی بدکاری کی ہے۔ میراں مائی نے اپنے شوہر اور کئی مستورات اور مردوں کے سامنے یہ قصہ ذکر کیا۔ لہٰذا ازروئے شریعت تحریر فرمائیں کہ (۱) اللہ دتہ کے اس حکم پر شرعی سزا کیا ہے۔ اگر شرعی سزا قانون کی وجہ سے نہیں دی جاتی تو کیا اللہ دتہ سے بھائی چارہ اور برتاؤ رکھنا جائز ہے۔ (۲) میراں مائی خدا بخش کے نکاح میں رہی یا اس کا نکاح ٹوٹ گیا ہے۔ (۳) اللہ دتہ کی اپنی بیوی اس کے نکاح میں رہ گئی ہے یا اس کا نکاح بھی ٹوٹ گیا ہے۔

﴿ج﴾

(۱۔۲) صرف میراں مائی کے کہنے سے حرمت کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ اگر خاوند کو اپنی منکوحہ کے قول کا یقین ہے تو حرمت ثابت ہے۔ لیکن اگر خاوند کو یقین نہیں آتا اور باپ کو اس فعل سے بری سمجھتا ہے تو حرمت ثابت نہیں۔ (۳) اللہ دتہ کی منکوحہ بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ اگر خدا بخش کو یقین ہے کہ اس کے باپ نے اس کی منکوحہ سے بدفعلی کی ہے تو اس پر لازم ہے کہ عورت سے متارکت کر دے۔ یعنی زبان سے کہہ دے کہ میں نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ متارکت کے بعد دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ

جب تک شوہر بیوی کی تصدیق نہ کرے یا شہادت موجود نہ ہو حرمت ثابت نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اپنے بیٹے بکر کی بیوی کے ساتھ محنت مزدوری کرنے کے لیے گھر سے کچھ عرصہ باہر رہا۔ واپس آ کر بکر کی بیوی ہنسی خوشی اپنے گھر رہتی رہی۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد جب وہ اپنے میکے چلی گئی تو بکر اپنی بیوی کو لینے گیا۔ مگر انھوں نے اپنی دختر دینے سے انکار کیا اور یہ الزام لگایا کہ زید نے دوقفہ محنت ومزدوری کے دوران بکر کی بیوی کے ساتھ بُری نیت کے ساتھ دست اندازی کی ہے۔ اس الزام کے لیے اُن کے پاس کوئی گواہ یا اور کوئی ثبوت نہیں ہے۔ جبکہ بکر کو بھی باپ پر پورا اعتماد ہے۔ کیونکہ بکر کی بیوی نے محنت مزدوری سے واپس آ کر بکر سے ایسی ویسی کوئی بات نہ کی۔ وہ لوگ اس بات پر مصر ہیں کہ ہماری بیٹی کو طلاق ہو گئی ہے۔ اس لیے وہ شرع شریف میں آنے سے انکاری ہیں۔ کتاب وسنت کی روشنی میں کیا فتویٰ صادر کیا جاتا ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر بکر کی بیوی کے پاس زید کی بدفعلی پر دو ایسے گواہ جو شرعاً معتبر ہوں نہیں ہیں اور بکر بھی زوجہ کے قول کی تصدیق نہیں کرتا تو صرف بیوی کے اقرار سے یہ عورت اپنے خاوند بکر پر حرام نہیں ہوئی۔ نکاح بدستور باقی ہے۔ قال فی العالمگیریة ص ۲۷۶ ج ۱ رجل قبل امرأة ابیه بشهوة او قبل الاب امرأة ابنه بشهوة وهی مکرهة وانکر الزوج ان یکون بشهوة فالقول قول الزوج وان صدقه الزوج وقعت الفرقة الخ . فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ شعبان ۱۳۹۸ھ

اپنے اقرار سے حُرمت مصاہرت ثابت کرنے والا انکار نہیں کر سکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی امام بخش نے بموجودگی گواہان معتبرہ موضع خود کے ثالث مقبول شرعی کے سامنے بیان دیے کہ مجھے میری بیوی مسماۃ زینب نے کہا ہے کہ تیرے باپ نے مجھے رات

کو بارادۂ بد (زنا) پکڑا ہے۔لیکن میں نے اپنے آپ کو اس سے چھڑوالیا۔ یہ بات سن کر میں اپنے والد کے پاس گیا تو اس نے اپنی پگڑی اُتار کر میرے پاؤں پر رکھ دی اور کہا کہ مجھ سے یہ نا جائز حرکت ہو چکی ہے۔یعنی تیری بیوی کو میں نے بارادہ بد پکڑا ہے۔ مجھے معاف کر دو اور اب میرا باپ بوجہ خجالت گھر چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ چونکہ مجھے اس وقت حادثہ کا پورا یقین ہو چکا ہے۔لہٰذا میرے لیے شرعی حکم کیا ہے۔ بعد از ساعت بیان سائل مذکور ثالث شرعی نے بموجودگی دو گواہان مذکور و معتبر یہ فیصلہ دیا کہ جب تم کو حادثہ مذکورہ کا پورا یقین ہو چکا ہے تو تیرے حق میں تیری بیوی عندالشرع ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد سائل مذکور مسمی امام بخش اپنے بیانات سابقہ سے رجوع کرتا ہوا یہ بیان دیتا ہے کہ چونکہ میرا اپنے والد کے ساتھ رشتہ ناطہ پر اختلاف تھا تو قصداً میں نے اپنے باپ پر یہ الزام دیا تھا کہ میرے والد نے میری بیوی کو بارادہ بد پکڑا ہے۔اب جناب والا سے حسب ذیل امور دریافت طلب ہیں۔(۱) ثبوت حرمۃ مصاہرۃ کے لیے سائل مذکور کا اقرار بالیقین اس کے حق میں کافی ہے یا نہ۔ (۲) صورت مسئولہ میں سائل مذکور کا فیصلہ شرعی سننے اور کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اب اپنے بیانات سابقہ سے رجوع کرنے کا اعتبار ہے؟ اب اگر کوئی مولوی صاحب (بغرض دنیوی جس کے مولویان دیہات عادی ہیں) عدم مصاہرۃ کا فتویٰ دے تو عندالشرع قابل عمل ہوگا؟ نیز ایسا مولوی عنداللہ ماخوذ ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی نور محمد بمعرفت حضرت مولانا علاؤالدین غفرلہ مہتمم مدرسہ نعمانیہ ڈیرہ اسماعیل خان

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں چونکہ زوج نے حرمۃ مصاہرہ کا اقرار کیا اور اقرار کے ساتھ اس پر اصرار کیا، خط کشیدہ جملہ میں لفظ ''پورا یقین ہو چکا ہے'' اصرار پر دال ہے۔ اگرچہ اقرار بلا اصرار کے بعد رجوع دیانۃً صحیح ہے۔ **کما قال فی الدر المختار والشامی فی بحث حرمۃ المصاھرۃ قیل لہ اما فعلت بام امرأتک فقال جامعتھا تثبت الحرمۃ ولا یصدق انہ کذب ولو ھازلا (ولا یصدق انہ کذب الخ) ای عند القاضی اما بینہ وبین اللہ تعالی ان کان کاذباً فیما اقر لم تثبت الحرمۃ الخ** لیکن بعد الاصرار اس کا انکار معتبر نہیں ہوتا اور نہ اس سابق اقرار سے رجوع کر سکتا ہے۔حرمۃ مصاہرۃ بعینہ حرمۃ رضاع جیسی ہے۔ثبوتاً وخفاءً وزوالاً وجلاداً حرمۃ رضاع کے سلسلہ میں درمختار ص ۲۲۲ ج ۳ میں لکھا ہے۔ **قال لزوجتہ ھذہ رضیعتی ثم رجع عن قولہ صُدق لان الرضاع مما یخفی فلا یمنع التناقض فیہ ولو ثبت علیہ بان قال بعدہ ھو حق کما قلت (الی ان قال)**

فرق بینهما الخ قال الشامی ص ۲۲۳ ج ۳ ان المراد بالثبات والدوام والاصرار واحد بان المقرباخوة الرضاع ونحوها ان ثبت علی اقراره لا یقبل رجوعه عنه والاقبل وبان الثبات علیه لا یحصل الا بالقول بان یشهد علی نفسه بذلک او یقول هو حق او کما قلت او ما فی معناه کقوله هو صدق او صواب او صحیح او لا شک فیه عندی الخ. فتح القدیر ص ۳۲۴ ج ۳ مطبوعه مکتبه رشیدیه کوئٹہ قبیل کتاب الطلاق میں ہے۔ قال لا مراٰته هذه امی من الرضاعة او اختی او بنتی من الرضاع ثم رجع عن ذلک بان قال اخطأت او نسیت ان کان بعد ان ثبت علی الاول بان قال بعده هو حق او کما قلت فرق بینهما و لا ینفعه جحوده بعد ذالک الخ (ثم قال بعده بقلیل ص ۳۲۵ ج ۱) وذلک لان ثبوت النسب والرضاع مما یخفی عن الانسان فالتنا قض فیه مطلقاً لا یمنع بخلاف ما اذا ثبت بعد التروی فیعذر قبله و لا یعذر بعده صورت مسئولہ میں اصرار وثبات علی الاقرار وفیصلۂ ثالث شرعی کے بعد اس کا انکار قطعاً غیر مفید ہے۔ کما فی الرضاع بلا فرق یسیر بینهما ومن فرق فعلیه البیان . اس لیے عورت مذکورہ اس پر دائماً حرام ہوگی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ صفر ۱۳۷۹ھ

سسر کا بہو کے پستان کو ہاتھ لگانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر باپ اپنے سگے بیٹے کی بیوی کے پستان کھینچے اور لڑکا خود اس عمل کو دیکھے تو کیا شریعت محمدی میں اس کی معافی ہو سکتی ہے۔ اگر معافی نہیں ہو سکتی تو کیا سلوک کیا جائے۔

﴿ج﴾

اگر باپ نے شہوت سے اپنے لڑکے کی بیوی کے پستان کو ہاتھ لگایا ہے تو یہ عورت اپنے خاوند پر حرام ہو گئی ہے۔ دوبارہ ان دونوں میں کسی وقت بھی عقد نکاح درست نہیں ہے۔ البتہ شخص مذکور کے لڑکے پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کو زبان سے طلاق دے کر علیحدہ کر دے۔ اس کے بعد یہ عورت عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کرنے کی شرعاً مجاز ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سُسر کے بہو سے ناجائز تعلقات ہوں تو بیٹے پر حرام ہو جائے گی، سوتیلی ماں سے ناجائز تعلق ہو تو باپ پر حرام ہو جائے گی، سوتیلی بہن سے بدکاری کے بعد بہن بھائی کی اولاد کے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ (۱) ایک آدمی اپنی بہو یعنی اپنے بیٹے کی گھر والی سے ناجائز تعلق رکھ کر زنا بھی کرے اگرچہ اُس پر عینی چار گواہ نہیں ہیں لیکن لوگوں میں مشہور ہے اور اس کا لڑکا بھی کہتا ہے تو کیا اس کے لڑکے کا نکاح اپنی بیوی سے ختم ہو گیا یا قائم ہے۔ اگر ختم ہو گیا تو کیا کسی صورت میں وہ دوبارہ اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔ (۲) ایک آدمی اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھتا ہے۔ تو کیا اس کی وہ ماں اس کے باپ پر حرام ہو جاتی ہے یا نہیں؟ (۳) ایک آدمی اپنی سوتیلی بہن کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھتا ہے تو ان دونوں کی اولاد کا آپس میں رشتہ ہو سکتا ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ اگر عورت مذکورہ کا خاوند بھی اقرار کرتا ہے کہ میرے والد کے ناجائز تعلقات میری زوجہ سے ہیں تو یہ عورت اپنے خاوند پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی ہے دوبارہ زوجین میں کسی وقت پر عقد نکاح درست نہیں۔ اس لیے خاوند پر لازم ہے کہ عورت مذکورہ کو زبانی طلاق دے دے۔ اس کے بعد یہ عورت عدت گزارے۔ پھر اس کے لیے دوسری جگہ عقد نکاح درست ہو گا۔ (۲) یہ عورت بھی اپنے خاوند پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی۔ (۳) اس کی اولاد کا رشتہ عورت مذکورہ کی اولاد سے درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ جمادی الاخری ۱۳۹۸ھ

حرمت مصاہرت ثابت ہونے کے بعد شوہر خاموشی اختیار کرے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کی زوجہ کے ساتھ زنا کیا اور وہ شخص اور اس کی بہو اس چیز کے معترف بھی ہیں اور خاوند یہ کہتا ہے کہ میں نہ باپ کو چھوڑ سکتا ہوں اور نہ بیوی سے لاتعلق ہو سکتا ہوں اور بیوی نے اپنے خاوند کے سامنے بھی زنا کا اعتراف کیا ہے۔ لیکن

خاوند صاف طور پر بذات خود اس واقعہ کی تصدیق یا تردید نہیں کرتا۔ بلکہ صرف اپنی مجبوری کی وجہ سے خاموشی اختیار کیے ہوئے ہے۔ آیا اس صورت میں عورت مزنیہ اپنے خاوند پر حرام ہوگئی ہے؟ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

اگر خاوند کو یقین ہے کہ اس کے باپ نے اس کی زوجہ سے بدفعلی کی ہے تو زوجہ اس پر حرام ہوگئی ہے اور اس پر لازم ہے کہ وہ زوجہ سے متارکت کر دے۔ یعنی زبان سے کہہ دے کہ میں نے اُسے چھوڑ دیا ہے۔ جب تک خاوند متارکت نہ کرے۔ یعنی اس کو الگ نہ کرے یا طلاق نہ دے۔ عورت کا دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بان يصدقها و يقع في اكبر رأيه صدقها وعلى هذا ينبغي ان يقال في مسه اياها لا تحرم على ابيه وابنه الا ان يصدقها او يغلب على ظنه صدقها الخ (البحر الرائق في فصل المحرمات ص ١٧٧ ج ٣) وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل له التزوج باخر الابعد المتاركة وانقضاء العدة (الدر المختار على هامش تنوير الابصار فصل في المحرمات ص ٣٧ ج ٣)

جب شہادۃ معتبرہ موجود نہ ہو تو صرف خسر اور زوجہ کے اقرار سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ جب تک شوہر تصدیق نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ جمادی الاولی ۱۳۹۸ھ
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر حرمت مصاہرت میں شک ہو اور شوہر نے طلاق بھی دی ہو تو عورت کے دوسرے نکاح کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کی بیوی کے ساتھ بُرا فعل کرنے کی کوشش کی اور اس ارادہ سے اس نے ہاتھ بھی ڈالا۔ مگر اصل مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کے لڑکے نے ایک مجلس میں کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ کیا یہ لڑکی اب دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اگر شخص مذکور اپنے لڑکے کی بیوی کو ہاتھ لگا چکا ہو اور شہوت کے ساتھ بدون حائل

اسکو مس کر چکا ہو اور اس کی باقاعدہ شرعی شہادت موجود ہو یا اس کا لڑکا باپ کے اس فعل کا اقرار کرتا ہو تو حرمت مصاہرت ثابت ہو گئی ہے اور اس کے بیٹے پر اپنی بیوی حرام ہو گئی ہے۔ لیکن دوسری جگہ نکاح کرنے کے لیے متارکت شرط ہے۔ تو چونکہ وہ ایک مجلس میں اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہے۔ تو طلاق کے الفاظ متارکت شمار ہوں گے اور اس کے بعد عدت شرعیہ گزار کر عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہو گا اور اگر حرمت مصاہرت ثابت نہ ہو سکے تو یہ الفاظ کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے ایک رجعی طلاق شمار ہو گی۔ بشرطیکہ عورت مدخول بہا ہو اور عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے اور اگر غیر مدخول بہا ہے تو ایک طلاق سے بائنہ ہو گئی ہے۔ تجدید نکاح کر کے دوبارہ آباد ہو سکیں گے۔ ویسے سب سے پہلے حرمت مصاہرت کی تحقیق کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم جمادی الاولی ۱۳۸۷ھ

ازراہ شفقت بہو کا بوسہ لینے کا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی بہو کو بوسہ دیا ہے اور کہتا ہے کہ ازراہ شفقت دیا ہے اور عورت جو اسباب بیان کرتی ہے۔ حلفیہ اس سے مراد ہوتی ہے کہ بوسہ شہوۃً تھا۔ وہ کہتی ہے کہ سینہ پر ہاتھ رکھا اور بوسہ دیا۔ سینہ پر ہاتھ رکھنے سے قبل پشت کو دبا رہا تھا۔ کیا اس سے حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائے گی یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر بوسہ عورت کے منہ یا رخسار پر دیا ہے تو حرمت ثابت ہو گی اور اس کا قول کہ مجھے شہوت نہیں تھی۔ معتبر نہ ہو گا۔ شامیؒ نے ردالمحتار ص ۳۶ ج ۳ باب المحرمات کتاب النکاح میں کہا ہے۔ **لو مس او قبل وقال لم اشتہ صُدّق الا اذا کان المس بالفرج و التقبیل فی الفم اھ ..... و رجحہ فی فتح القدیر و الحق الخدبا لفم.** اکثر فقہاء کے نزدیک یہ قول مفتی بہ ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان

اگر کوئی سُسر کی دست درازی کا اعتراف کرے کیا اُس کے لیے شوہر کے پاس رہنا جائز ہے؟

﴿س﴾

حلیمہ کا دعویٰ ہے کہ خسر نے مجھے لمس کیا ہے اور سوائے دخول کے تمام دواعی زنا استعمال کیے ہیں۔ حتیٰ کہ بوس کنار بھی کرتا رہا ہے۔ لیکن اس پر بینہ نہیں ہیں۔ اگرچہ صبح کو تمام رشتہ داروں سے عورت نے سارا ماجرا بیان کر دیا ہے اور یہ صورت ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ پیش آتی رہی ہے۔ اب جبکہ حلیمہ نے تنگ آ کر یہ کہا کہ کچھ روز شوہر سے پوری طرح اجتناب کر کے اپنے والد کے گھر آ گئی ہے اور چاہتی ہے کہ اگر الگ مکان میں میرا شوہر مجھے رکھے تو میں خوشی سے رہنے کے لیے تیار ہوں۔ کیا شرعاً حلیمہ کو ایسا کرنے کا اختیار ہے۔

﴿ج﴾

حلیمہ اگر اپنے دعویٰ میں سچی ہے تو بلا شہادۃ کے بھی شوہر کے گھر نہیں جا سکتی اور نہ ہی زن وشوہر رہ سکتے ہیں۔ اگر جبراً حلیمہ کو شوہر کے گھر بھیجا جائے تو حلیمہ کو شرعاً تمکین جائز نہیں۔ یعنی جہاں تک اس کا بس چلے شوہر کو دست درازی سے روکے رہے۔ شوہر کے ساتھ اختلاط تمکین علیٰ نفسہا کا اعتبار نہیں رکھتی۔ **ھکذا یفھم من عبارۃ حیلۃ الناجزۃ فی باب حرمۃ المصاھرۃ در مسئلہ دوم ص ۸۵.**

بشرطیکہ عورت اس بیان پر قائم رہے اگر وہ اس بیان سے انکار کر دے اور زوج بھی اس بیان کی تکذیب کرے تو اس صورت میں وہ اپنے خاوند کے ساتھ رہ سکتی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۷ رجب ۱۳۸۰ھ

سُسر کا بہو کے ران کو دبانا اور یہ کہنا کہ یہ بُرائی کی نیت سے نہیں ہوا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنے بیٹے کی گھر والی یعنی بیوی کی ران کو زور سے پکڑا پھر بعد میں اس کے ہاتھ کو زور سے دبایا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد اُس آدمی نے اپنے بیٹے کی بیوی کی قمیض اٹھا کر آدھے پیٹ تک لے آیا اور وہ عورت حالت نیند میں تھی۔ پھر عورت بیدار ہوگئی۔ اب یہ عورت اُس آدمی کے بیٹے کے گھر میں رہ سکتی ہے یا نہیں اور اس کا نکاح باقی ہے یا نہیں؟

: الد صاحب کے بیان یہ ہیں کہ میں نے بُرائی کی نیت سے ہاتھ نہیں لگایا۔ پھر والد صاحب اس چیز کو تسلیم کرتا ہے کہ واقعی میں نے یہ کام کیا ہے۔ لیکن بُرائی کی بنا پر نہیں کیا اور وہ ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ اس وقت میرا دماغ خراب تھا۔ میرا دماغی توازن صحیح نہیں تھا۔ موجودہ حالت میں گواہ کوئی نہیں۔

عورت کے خاوند کے بیان یہ ہیں کہ والد صاحب کا ران کو پکڑنا اور ہاتھ کو دبانا اور پیٹ سے کپڑے کا اٹھانا یہ اچھی نیت پر نہیں۔ بلکہ یہ بُرائی کی نیت سے کیا ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال یعنی اگر واقعی خاوند کو یقین ہو کہ اس کے باپ نے شہوت کے ساتھ اس کی بیوی کو مس کیا ہے تو حرمت مصاہرت ثابت ہے اور اس کی منکوحہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہو چکی ہے۔ خاوند پر لازم ہے کہ وہ بیوی سے متارکت کر دے۔ یعنی اس کو چھوڑ دے۔ متارکت کے بغیر دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ یعنی حرمت مصاہرت سے خود بخود نکاح نہ ٹوٹے گا۔ بلکہ ضروری ہے کہ شوہر زبان سے کہے کہ میں نے اُسے چھوڑا۔ قال في الهندية رجل قبل امرأة ابيه بشهوة او قبل الاب امرأة ابنه بشهوة وهي مكرهة وانكر الزوج ان يكون بشهوة فالقول قول الزوج وان صدقه الزوج وقعت الفرقة الخ.
(عالمگیری ص ۲۷۶ ج ۱ مطبوعه مكتبه ماجديه كوئٹه)

وفي الشامية تحت قوله (واصل ماسته) وعلى هذا ينبغي ان يقال في مسّه اياها لا تحرم على ابيه وابنه الا ان يصدقاه او يغلب على ظنهما صدقه ثم رايت عن ابي يوسف ما يفيد ذلك اه ص ۳۳ ج ۳ وفي التنوير ص ۳۷ ج ۳ وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج باخر الا بعد المتاركة وانقضاء العدة وفي الشامية ص ۳۷ ج ۳ وقد صرحوا في النكاح الفاسد بان المتاركة لا تتحقق الا بالقول ان كانت مدخولاً بها (ردالمحتار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ رجب ۱۳۹۵ھ

اگر ایسی بہو سے بدفعلی کی جسکی والدہ اسکے گھر ہو تو حرمت دونوں جگہ ثابت ہو جائے گی

﴿س﴾

بخدمت جناب مولوی صاحب بانی مدرسہ عربیہ اسلامیہ قاسم العلوم السلام علیکم۔

معروض آنکہ جناب بات کرنے سے دل برداشت تو نہیں کرتا لیکن یہ بات کرنی ضرور پڑتی ہے۔ اگر نہ

کی جائے تو انسان مسلمان نہیں بنتا۔ جناب عالی عرض مندرجہ ذیل میں پروانہ میں ۔۔۔۔۔ ایک شخص ہے جسکی دو بہو ہیں۔ اپنے دولڑکوں کی عورتیں ہیں۔ ایک مائی تو خود اپنے بھائی کی لڑکی ہے یعنی بھتیجی ہے۔ دوسری اس شخص کی عورت کی بھتیجی ہے۔ یہ شخص دونوں کو ملتان لے گیا ہے۔ ملتان سے بوقت دیگر واپسی روانہ ہوا ہے۔ دوسری سنگت کا ساتھ تھا۔ ان سے بھی علیحدہ ہو گیا اور تانگہ سوار ہو کر گھر سے ۲ میل کے فاصلہ پر اترا اور دن بھی چھپ گیا ۱/۲ میل کا سفر طے کر کے وہ راستہ میں بیٹھ گیا اور دونوں بہوؤں کو بٹھا دیا ایک غیر آباد جگہ میں ڈیڑھ پہر رات کا گزرا تو اس نے ایک کو اٹھا کر بھلا برا کیا پھر دوسری سے جو کچھ کر سکا تمام رات کیا اور ۲/۱ میل کا سفر پہر دن کو دونوں بہوؤں سے پہلے گھر پہنچ گیا عورتیں دیر سے گئیں وہ پہنچیں تو تمام حال بیان کیا۔ جو بھتیجی تھی اسکا والد فوت ۲ سال سے ہوا تھا اور اس کی والدہ اس شخص کے گھر تھی۔ جب اس کو تصدیق ہوئی تو اس نے دوسری مائی کے والدین کو بلایا۔ جب وہ آ گئے تو موضع کے زمینداروں کو بلایا کہ تم اب بات کی تسلی کرو ہم نے تسلی کر لی اور اس کو پکڑا لیکن یہ بڑی مشکل سے پکڑا پہلے تو اس سے اصلیت معلوم کرتے رہے پھر وہ پیشاب کا بہانہ بنا کر نکل گیا۔ ۴ چار دن کے بعد ضلع مظفر گڑھ میں اس کا پتہ چلا جب وہاں پہنچے تو پھر بھی ہاتھ نہ آیا اس وقت وہ کچھ آس پاس پھرنے لگا ہے۔ اس کے پکڑنے کی کوشش بہت کر رہے ہیں۔ اس لیے مہربانی فرما کر شرع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے فتوی تحریر فرمائیں۔ مندرجہ ذیل گواہوں کی تصدیق زمیندار موضع جھوک وینس۔ احمد بخش ولد گل محمد۔ اللہ داد وینس بقلم خود۔ خان محمد لوہار۔ غلام یٰسین قوم وینس بقلم خود۔ اللہ ودھایا ولد نور محمد بقلم خود۔ نذیر بخش ولد غوث بخش بقلم خود۔ اللہ داد خان بلوچ بقلم خود۔

﴿ج﴾

قال فی البحر الرائق و اراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرأة علی اصول الزانی وفروعه نسبا ورضاعاً وحرمة اصولها وفروعها علی الزانی نسباً ورضاعاً الخ ص ۱۷۹ ج ۳ امطبوعه مکتبه حقانیه پشاور. اس سے معلوم ہوا کہ مندرجہ بالا صورت میں دونوں عورتیں زانی کے لڑکوں پر حرام ہو گئیں۔ ایسے ان عورتوں کی ماں زانی پر حرام ہو گئی۔ لیکن فقط عورت کے کہنے سے حرمت ثابت نہیں ہو گی۔ جب تک لڑکوں کا باپ اس کا اقرار نہ کرے یا زنا کی شہادت سے ثابت نہ کیا جائے۔ البتہ اگر خود لڑکوں کا غلبۂ ظن بھی زنا کے وقوع کا ہو تو ان کو لازم ہے کہ عورتوں سے الگ رہیں۔ یہ حرمت ابدی ہے۔ اگر حرمت کا ثبوت ہو جائے تو کوئی صورت مدة العمر حلال ہونے کی نہیں البتہ عورتیں دوسری

جگہ جب نکاح کر سکیں گی کہ ان کے شوہر زبان سے ان کو چھوڑ دیں یا قاضی ان کے درمیان تفریق کا حکم کرے

حتی لا یحل لها التزوج باخر الابعد المتارکة و انقضاء العدة درمختار ص ۳۷

وقال الشامیؒ ای وان مضی علیها سنون وعبارة الحاوی الابعد تفریق القاضی او بعد المتارکة اھ وقد علمت ان النکاح لا یرتفع بل یفسد وقد صرحوا فی النکاح الفاسد بان المتارکة لا تتحقق الا بالقول اھ.

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صرف والد یا بیوی کے کہنے سے شوہر کی تصدیق کے بغیر حرمت ثابت نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت نے اپنے سسر پر الزام لگایا کہ سسر میرے ساتھ بد فعلی کرتا ہے۔ اس پر ایک جلسہ ہوا۔ جس میں عورت کا خاوند بھی موجود تھا۔ مولوی صاحب بھی تھے۔ انھوں نے خاوند سے دریافت کیا (تو خاوند مذکور کے بیان کے مطابق) میں نے کہا کہ پہلے تو مجھے علم نہیں تھا۔ اب البتہ علم ہو گیا ہے۔ اس جلسہ میں جو لوگ موجود تھے۔ ان میں سے چند غیر جانبدار گواہ پیش ہوئے۔ انھوں نے بیان کیا کہ عورت کے خاوند نے کہا تھا کہ پہلے تو میں نہیں جانتا تھا۔ مگر اب مجھے تسلی ہوگئی ہے کہ میرے باپ نے میری زوجہ کے ساتھ بد فعلی کی ہے۔ میرا دل تسلی کر گیا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ عورت کے خاوند کے اس بیان کا اعتبار ہوگا کہ میں پہلے تو نہیں جانتا تھا مگر اب علم ہوا ہے یا گواہان کا یہ بیان معتبر ہوگا کہ اس نے یہ کہا تھا کہ اب میرا دل تسلی کر گیا ہے۔ نیز جو پیر صاحب اس جلسہ میں موجود تھا۔ اس نے ایک تحریر ارسال کی ہے جس میں ہے کہ خاوند نے بیان کیا تھا (جلسہ میں) کہ میرا دل اب تسلی کر گیا ہے۔

گواہان۔ (۱) نبی محمد کلاسرا۔ غلام فرید کمہار۔ احمد بخش موچی۔

(نوٹ) اس واقعہ کے گواہ موجود نہیں ہیں۔ صرف خاوند کے جلسہ میں بیان کے گواہ موجود ہیں۔ جن کے نام اوپر دیے گئے ہیں اور ان گواہوں کے بیانات حلفاً لیے گئے ہیں۔

﴿ج﴾

سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ خاوند اب منکر ہے۔ صرف عورت کے کہنے سے یہ عورت شوہر پر حرام نہ ہوگی بلکہ اگر سسر بھی اقرار کرے۔ تو بھی شوہر پر حرام نہ ہوگی۔ نظیرہ ما فی الدر المختار ص ۲۲۲ ج

(قال) لزوجته (هذه رضيعتى ثم رجع) عن قوله (صدق) لان الرضاع مما يخفى فلا يمنع التناقض فيه ولو ثبت عليه بان قال بعده (هو حق كما قلت (الى ان قال) فرق بينهما وفي الردالمحتار ص ۲۲۳ ج۳ قلت ووجه ذلك ان الرضاع لما كان مما يخفى لانه لا يعلمه الا بالسماع من غيره لم يمنع التناقض فيه لاحتمال انه لما اقربه بناء على ما اخبره به غيره تبين له كذبه فرجع عن اقراره ولا فرق في ذلك بين كونه اقرمرة او اكثر بخلاف ما اذا شهد على اقراره او قال هو حق او نحوه فانه يدل على علمه بصدق المخبر وانه جازم به فلا يقبل رجوعه بعده اه. وفي الهندية ص ۲۷۶ ج ۱ رجل قبل امرأة ابيه بشهوة او قبل الاب امرأة ابنه بشهوة وهي مكرهة وانكر الزوج ان يكون بشهوة فالقول قول الزوج وان صدقه الزوج وقعت الفرقة الخ. وفي ص ۳۳ ج ۳ وعلى هذا ينبغي ان يقال في مسه اياها لا تحرم على ابيه وابنه الا ان يصدقاه او يغلب على ظنهما صدقه ثم رأيت عن ابي يوسف ما يفيد ذلك اه. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سُسر کے ساتھ خالی کوٹھری میں تنہائی سے حرمت ثابت ہوگی یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص رات کے وقت ایک اکیلی کوٹھری میں کھڑا ہے۔ تو فوراً تین اور شخص اسی وقت آ گئے۔ انھوں نے اس کو پکڑ لیا اور سرزنش وغیرہ کی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا وہ لڑکی جس کو ساتھ وہ اکیلا کوٹھری میں لیے کھڑا ہے وہ لڑکی [illegible] کے لڑکے کے نکاح میں باقی ہے۔ مزید لڑکی نے بیان کیا کہ میرے خاوند کے باپ نے میرے ساتھ غیر شر[illegible] کیے۔ مگر اس بات پر شواہد اربعہ حلفیہ بیان نہیں دیتے کہ ہم نے وقوعی معاملہ نہیں دیکھا۔ ہم اس بات کی قسم نہیں اٹھاتے اور لڑکے کے باپ نے سر پہ قرآن اٹھا کر خانہ خدا میں کھڑے ہو کر کہا کہ میرے بیٹے کی بیوی سے غیر شرعی تعلقات بالکل نہیں ہیں۔

﴿ج﴾

اگر خاوند ان تعلقات کا منکر ہے تو پھر صرف لڑکی کے ساتھ ایک کمرہ میں دیکھے (جیسے ان سے کسی قسم کا فعل انھوں نے نہیں کیا) یا صرف لڑکی کے اقرار کرنے سے حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوتی۔ حرمت مصاہرۃ کے ثبوت کے لیے حجۃ تامہ (دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی) ضروری ہے۔ لہٰذا اس لڑکی کا نکاح خاوند مذکور کے ساتھ باقی ہے۔ کما فی العالمگیریة ص ۲۷۶ ج ۱ مطبوعه مکتبه ماجدیه کوئٹه رجل قبل اِمرأة ابیه بشهوة او قبل الاب امرأة ابنه بشهوة وهی مکرهة وانکر الزوج ان یکون بشهوة فالقول قول الزوج وان صدقه الزوج وقعت الفرقة الخ . واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۲ شعبان ۱۳۸۸ھ

اگر دونوں بہوؤں سے سُسر کا برا فعل ثابت ہو جائے تو دونوں حرام ہو جائیں گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کے دو لڑکے ہیں۔ دونوں شادی شدہ ہیں۔ شخص مذکور مسمی ولی داد ولد محمد قوم ماہنی سکنہ چک نمبر ۹۸۱۴ تحصیل ملتان نے اپنی دونوں بہوؤں کو جو اس کے لڑکوں کی مستورات ہیں۔ زنا کیا ہے (یعنی ولی داد مذکور نے اپنی دونوں بہوؤں کے ساتھ زنا کیا ہے) جس کا جملہ ثبوت برائے احکام شرع محمدیؐ معہ گواہاں معتبرین موجود ہے۔ آیا دونوں بہوؤں کا نکاح اس کے پسران کے ساتھ رہا یا نہ اور شخص ولی داد مذکور کیسی سزا کا مستوجب ہے۔ تفصیلاً ارشاد تحریر فرمائیں۔

﴿ج﴾

اگر دو گواہ عادل دیندار مسلمان مذکورہ بالا واقعہ کی شہادت دے کر اس کو ثابت کر دیں تو ولی محمد کے لڑکوں پر ان کی زوجہ حرام ہو گئیں اور پھر مدت العمر ان کے لیے حلال نہیں ہو سکتیں۔ لیکن اس وقت تک دوسرے شخص سے ان کا نکاح صحیح نہیں ہوگا جب تک وہ لڑکے اپنی عورتوں کو چھوڑنے کے الفاظ کہہ کر چھوڑ نہ دیں یا قاضی (جج مسلم) سے تنسیخ نکاح نہ کرائیں اگر واقعہ صحیح ہے تو ولی محمد مذکور فاسق فاجر ہے لوگوں کو ایسے شخص سے نفرت کرنی چاہیے اور مناسب تعزیر دی جائے اصل سزا شرعی تو قانون اسلام کے نافذ ہونے کے بعد ہی مل سکے گی جو کہ بدقسمتی سے جاری نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگرلڑکے کے اقرار پر شرعی شہادت ہو تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے والد بکر کا بہت لوگوں میں اقرار کرتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی ہندہ سے اپنے والد کو زنا کرتے دیکھا ہے۔اس کے اقرار کرنے کے بہت لوگ شاہد موجود ہیں۔لیکن زید اب انکاری ہوگیا ہے۔کیا زید کے اقرار کی اگر چند لوگ شہادت دیں تو حرمت مصاہرۃ ہوگی یا نہ۔دوسرا موقع بکر مذکور ہندہ مذکورۃ کے باپ خالد سے اپنے زنا کرنے کا اقبال کرتا ہے اور خالد اب بھی بکر کے ہندہ سے زنا کرنے کے اقبال کی شہادت دیتا ہے۔تیسرا موقع بکر مذکور ہندہ مذکور کو گردن سے پکڑ کر بغل میں دبا کر منہ پر بوسہ دیتا ہے۔اس واقعہ کے گواہ موجود ہیں۔نیز ہندہ مذکورہ تو اب بھی زنا اور بوسہ دینے کی اقراری ہے۔کیا عورت کا قول بھی حرمت مصاہرۃ میں قابل قبول ہے یا نہ۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

• حرمت مصاہرۃ مندرجہ بالا صورت میں بلا شبہ ثابت ہے اور ہندہ ہمیشہ کے لیے زید پر حرام ہے وجوہات حسب ذیل ہیں۔

(۱) زید کے اپنے اقرار پر بہت لوگوں کی شہادت ہے۔تو اگر چہ ثبوت فعل زنا کا نہ ہو لیکن زید اپنے اقرار پر خود ماخوذ ہے اور اسکے لیے حرام ہے۔خواہ فی الواقعہ زنا ثابت نہ بھی ہو۔

(۲) بغل میں دبا کر بوسہ دینے اور خاص کر منہ پر بوسہ کے گواہ موجود ہیں۔یہاں پر شہوت سے انکار بکر کی جانب سے قابل قبول نہیں۔شامی نے تفصیل بیان کی ہے کہ تقبیل میں اصل شہوۃ ہے کسی مقام پر تقبیل ہو۔ حرمت بہر حال ثابت ہے۔ ان كانت على الفم يفتى بالحرمة و لا يصدق انه بلا شهوة (شامی) زیادہ دلائل کی ضرورت نہیں۔حرمت یقینی ہے۔اگر مندرجہ بالا تحریر صادق ہے۔البتہ بعد ثبوت کے دوسری جگہ نکاح جب تک جائز نہیں جب تک زوج زید زبان سے اس کے چھوڑنے کے الفاظ استعمال نہ کرے یا پھر قاضی یعنی (مسلم جج) اس کی تفریق نہ کردے۔

درمختار ص ۳۷ ج ۳ میں ہے وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بأخر الا بعد المتاركة وانقضاء العدة رد المحتار ص ۳۷ ج ۳ میں ہے وعبارة الحاوى الا

بعد تفريق القاضي او بعد المتاركة (الى ان قال) وقد صرحوا فى النكاح الفاسد بان المتاركة لا تتحقق الا بالقول ان كانت مدخولا بها كتركتك او خليت سبيلك بعد

تفریق قاضی یا متارکۃ کے بعد تین حیض عدت گزار کر دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔

(نوٹ) اگر ایک گواہ ایک موقع پر اور دوسرا دوسرے موقع پر ہو۔ تب بھی چونکہ نفس حرمت پر متعدد گواہ ہو گئے حرمت ثابت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر حُرمت ثابت ہونے کے بعد شوہر نہ چھوڑے تو عورت نکاح فسخ کرا سکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ کالو ولد سلطان کا نکاح وسریل ہمراہ مسماۃ کنیز فاطمہ دختر اللہ داد ہو چکا ہے۔ اب کالو کے والد سلطان نے اپنی بہو مسماۃ کنیز فاطمہ مذکورہ کے ساتھ زنا کیا ہے۔ جس کے گواہان موجود ہیں اور کنیز فاطمہ بھی اس فعل کو تسلیم کرتی ہے۔ تو کیا کنیز فاطمہ کالو کی زوجہ ہے یا نہیں اور سلطان کے لیے شرعاً کیا سزا ہے۔ جبکہ چشم دید گواہان موجود ہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ مسماۃ کنیز فاطمہ اپنے خاوند کالو ولد سلطان پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی ہے۔ اب دوبارہ ان دونوں میں کسی وقت عقد نکاح درست نہیں ہے۔ لیکن یہ عورت جب تک اس کا خاوند اس کو طلاق نہ دے۔ دوسری جگہ عقد نکاح کرنے کی شرعاً مجاز نہیں ہے۔ اس لیے اس کے خاوند پر لازم ہے کہ اپنی عورت کو زبانی طلاق دے کر علیحدہ کرے۔ لیکن اگر وہ طلاق نہ دے تو یہ عورت مسلمان حاکم سے اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔ تنسیخ نکاح کے حصول میں صحیح واقعات پیش کرے۔ ورنہ تنسیخ درست نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۹ شعبان ۱۴۰۰ھ

اگر اندھیرے میں گرتے ہوئے بہو پر ہاتھ پڑ جائے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ غلام حیدر پر الزام لگایا ہے کہ غلام حیدر نے اپنے لڑکے کی بیوی کو ہاتھ لگایا۔ بات یہ ہے کہ رات کے وقت غلام حیدر باہر جانے کے لیے اٹھا تو اس کے لڑکے کی بیوی کی چارپائی

گزرگاہ کے قریب ہی پڑی تھی تو اندھیرے میں گرتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنے لڑکے کی بیوی سے لگا۔ تو لڑکی اور غلام حیدر کی بیوی نے شور مچایا کہ یہ بدفعلی کی بناء پر اُٹھا تھا اور ان عورتوں نے قاضی سے جا کر فتویٰ لیا تو اُس نے کہا کہ اس کے لڑکے کی بیوی کا نکاح ٹوٹ گیا ہے اور اس کا لڑکا یعنی غلام حیدر کا لڑکا جمعہ خان وہ کہتا ہے کہ میرا باپ ایسا نہیں اور وہ قطعاً اس غرض سے نہیں اٹھا کہ وہ میری بیوی کو بُرے خیال سے ہاتھ لگائے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر جمعہ خان اپنے باپ غلام حیدر کو اس فعل سے بری سمجھتا ہے اور اپنی بیوی کے دعویٰ کی تصدیق نہیں کرتا تو صرف عورت کے کہنے سے یہ عورت شوہر پر حرام نہ ہوگی۔ بلکہ اگر غلام حیدر بھی تصدیق کردے پھر بھی یہ عورت شوہر پر حرام نہ ہوگی۔ جب تک شوہر خود تصدیق نہ کرے۔ یا اس کی بیوی شہادت پیش نہ کرے۔ قال في الهندية ص ۲۷۶ ج ۱ رجل قبل امرأة ابيه بشهوة او قبل الاب امرأة ابنه بشهوة وهي مكرهة وانكر الزوج ان يكون بشهوة فالقول قول الزوج وان صدقه الزوج وقعت الفرقة قال في الشامية ص ۳۳ ج ۳ وعلى هذا ينبغي ان يقال في مسه اياها لا تحرم على ابيه وابنه الا ان يصدقاه او يغلب على ظنهما صدقه ثم رأيت عن ابي يوسف ما يفيد ذلك. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ ذی قعدہ ۱۳۹۳ھ

درج ذیل صورتوں میں حرمت بغیر شرعی شہادت کے ثابت تو نہ ہوگی لیکن لڑکی کو الگ ہوجانا چاہیے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی ہے۔ لڑکی کا سسر اپنی بہو سے دو ماہ سے بدکاری کی کوشش کرتا رہا لیکن ایک دن اس کی بہو چارپائی پر لیٹی ہوئی تھی۔ سُسر نے اپنی بہو پر حملہ کیا۔ مگر لڑکی نے اپنی حفاظت کے لیے بچاؤ کیا۔ سُسر اپنی بہو سے پیار لیتا رہا آپس میں لڑتے رہے۔ لڑکی کی پیٹھ پر کچھ چوٹ آگئی۔ آخرکار لڑکی نے اپنی عزت بچالی۔ لڑکی نے اپنے خاوند اور ساس کو کہا کہ میرے سُسر نے مجھ پر حملہ کیا۔ اس نے غور نہیں کیا۔ اس کے خاوند نے لڑکی کو کہا کہ تم جھوٹ بولتی ہو۔ میرا باپ ایسا نہیں ہے۔ پھر دو ماہ ایک ہفتہ تک سُسر نے کوشش کی لیکن وہ لڑکی پھر محفوظ رہی۔ اپنی عزت بچا گئی۔ اُس نے اپنے خاوند کو پھر کہا۔ خاوند نے پھر غور نہیں

کیا۔ اس کے بعد لڑکی اپنے میکے چلی گئی۔ اب وہ لڑکی خاوند کے پاس کس طرح رہے۔ خاوند بالکل شریف ہے وہ کہتا ہے ان معاملوں میں کوئی پتہ نہیں۔ لڑکی قرآن کی حافظہ ہے۔ بالکل شریف ہے۔ لڑکی کا سُسر تین آدمیوں کے سامنے اقرار کرتا ہے کہ میں غلطی کر چکا ہوں۔ لیکن میں نے کوئی بدکاری نہیں کی ہے۔ لڑکی اقرار کرتی ہے کہ خدا نے میری عزت محفوظ رکھی ہے۔ لڑکی کو اب کوئی اعتبار نہیں اپنے سسر پر، آیا کہ مجھ پر دوبارہ حملہ کرے۔ جناب مفتی صاحب فتویٰ صادر فرمادیں کہ یہ لڑکی کس طرف رہے گی۔

صورت مسئولہ میں اگر اس واقعہ کے گواہ موجود نہیں اور خاوند کو اس واقعہ کا یقین نہیں بلکہ وہ اپنے والد کو اس فعل سے بری سمجھتا ہے تو اس کی بیوی اس پر از روئے فتویٰ حرام نہیں ہوتی لیکن زوجہ اگر واقعہ کے بارے میں سچی ہے کہ اُس کے سُسر نے اس کو شہوت سے ہاتھ لگایا ہے تو اس کے لیے زوج کو اپنے اوپر قدرت دینا جائز نہ ہوگا۔ یعنی خاوند کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنا اس کے لیے دیانۃً جائز نہ ہوگا اور جب تک خاوند طلاق نہ دے دوسری جگہ اس کا نکاح بھی جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ

۹ سال والی لڑکی کو چھونے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک رجل نے ایک لڑکی قریب مراہقہ کو مس کیا ہے یا بوسہ لیا ہے۔ اس صورت میں رجل مذکور کے لڑکے کے ساتھ لڑکی مذکورہ کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہ؟ دیگر صورت لڑکے مذکور نے بعد میں مس وغیرہ کی ہو تو اس صورت میں اس لڑکے کے باپ کا لڑکی مذکورہ کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے یا نہ؟ دونوں صورتوں کا جواب باثواب تحریر فرمائیں۔

اگر لڑکی کی عمر ۹ سال یا اس سے زیادہ ہے اور مس یا بوسہ بالشہوۃ کیا ہو تو دونوں صورتوں میں یہ نکاح جائز نہیں۔ قال فی الدر المختار ص ۳۷ ج ۳ وبنت سنها دون تسع ليست بمشتهاة به يفتی وفي العالمگيرية ص ۲۷۴ ج ۱ فمن زنى بامرأة حرمت عليه امها وان علت وابنتها وان

سفلت و کذا تحرم المزنی بها علی اباء الزانی و اجداده و ان علوا و ابنائه و ان سفلوا کذا فی فتح القدیر و کما تثبت هذه الحرمة بالوطی تثبت بالمس و التقبیل و النظر الی الفرج بشهوة کذا فی الذخیرة سواء کان بنکاح او ملک او فجور عندنا کذا فی الملتقط اھ۔ عالمگیری ص ۲۷۴ ج ۱ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ

اگر لڑکی کا سسر اور شوہر منکر ہوں تو حرمت ثابت نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کے والد نے زید کی بیوی کے ساتھ زنا کیا ہے اور یہ خبر شہادات موثقہ مختلفہ سے ثابت ہے اور خود عورت بھی اقرار کرتی ہے اور بعض مقامات پر خاوند نے بھی اقرار کیا ہے کہ میرے والد نے یہ کام کیا ہے۔ آیا شرع شریف میں عورت حرام ہوگئی یا نہ اور حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی یا نہ اور نکاح فسخ ہوگیا یا کرانا پڑے گا یا باقی ہے اور شریعت میں ایسے روسیاہ خسر کی کیا سزا ہے۔ تحقیقی جواب سے مستفید فرمائیں۔

﴿ج﴾

تحقیق کی جائے۔ اگر واقعی زید کی بیوی سے زید کے والد نے زنا کیا ہو اور گواہوں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہو یا خاوند نے اس بات کی تصدیق کر دی ہو تو پھر حرمت مصاہرت ثابت ہے اور زید پر لازم ہے کہ وہ فوراً اس عورت سے متارکت اختیار کر دے۔ یعنی زبان سے کہہ دے کہ میں نے اس عورت کو چھوڑ دیا ہے۔ لیکن اگر شہادت تامہ یعنی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں موجود نہ ہوں اور خاوند بھی منکر ہو تو پھر صرف عورت یا زید کے والد کے اقرار سے حرمت مصاہرة ثابت نہیں ہوتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

صرف لڑکی کے کہنے سے حرمت ثابت نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت نے اپنے سسر پر الزام لگایا ہے کہ وہ مجھ سے چھیڑ چھاڑ کرتا ہے۔ بلکہ اس نے بدکاری بھی کی ہے اور اس میں سسر کی لڑکی بھی عینی گواہ ہے اور اس سے پہلے ایک دفعہ سسر نے شہوت کی حالت میں ہاتھ ڈالا تھا اور وہ دوڑی شور مچایا۔ اس آواز پر لوگ جمع ہوگئے تھے۔ اس شور کے سننے والے گواہ ہیں۔ کیا اس صورت میں حرمت ثابت ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا

(نوٹ) اگر گواہ موجود نہ ہو تو شوہر سے دریافت کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صرف عورت کے قول پر یہ بیوی اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوتی۔ بلکہ اگر سسر بھی اقرار کرے تب بھی شوہر پر حرام نہیں ہوتی۔ جب تک دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں شہادت نہ دیں یا خاوند اقرار نہ کرے۔ اگر عورت اپنے واقعہ میں صادقہ ہے تو اس کے لیے بہتر ہے کہ خاوند کو اپنے اوپر قدرت نہ دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ صفر ۱۳۹۸ھ

الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ صفر ۱۳۹۸ھ

بہو کا اپنا حمل سسر کی طرف منسوب کر کے پھر انکار کرنا

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں۔ ہندہ نے اپنے والد اور بھائی سے کہا کہ میرا شوہر کم سن ہے۔ (تیرہ چودہ یا کچھ زیادہ سال کا ہے) میرا سسر مجھے موجب حرمت مصاہرہ افعال کیا کرتا ہے۔ گواہ کوئی نہیں۔ ان افعال کا اور نہ ہی سسر کے اقرار کا۔ اس عورت کو حمل بھی ہے۔ اس کا سسر دوسروں کے سر تھوپتا ہے۔ لڑکا اس قابل نہیں کہ اس سے علوق کا احتمال ہو۔ لڑکے اپنے حمل کا دعویٰ کیا ہے۔ قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چیز خالی از علت نہیں۔ شہادۃ نہ ہونے کی وجہ سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ عورت پہلے والد کے گھر آ گئی تھی۔ اب بلا رضائے والد پھر خسر کے گھر آ گئی ہے۔ پہلے بیان کو غلط بیانی کہتی ہے اور کہتی ہے کہ والد اور بھائی نے مرعوب کر کے بیان دلوائے تھے۔ اب میرا یہ بیان صحیح ہے پہلا غلط۔ یعنی پہلے سسر کو مجرم بناتی تھی۔ اب پاکدامن۔

﴿ج﴾

جب زوج خود اقرار کرتا ہے کہ حمل میرا ہے تو یہ اس کا اقرار بالبلوغ ہے اور وہ اپنے اقرار سے بالغ ہوتا ہے۔ جبکہ جسمانی حالت اس کی محتمل بلوغ ہو۔ درمختار میں ہے۔ فبعد ثنتی عشرة سنة یشترط شرط اخر لصحة اقراره بالبلوغ وهو ان یکون بحال یحتلم مثله و کذا فی الشامی ص۱۵۴ ج۶ باب بلوغ بالاحتلام اور جب لڑکا بالغ ہوا تو الولد للفراش کے تحت حمل زوج کا ہے۔ باقی کسی کا قول شرعاً مسموع نہیں ہے۔ نہ عورت کا قول سُسر کے بارہ میں صحیح ہے۔ بالخصوص جبکہ رجوع کر چکی ہے۔ اسلیے حمل زوج کا ہے اور حرمت مصاہرة ثابت نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ

سُسر اگر بہو سے بوس و کنار کرے تو وہ شوہر پر حرام ہو جائے گی اور مہر بھی لازم ہوگا

﴿س﴾

مسمی زید نے ماہ ذیقعد ۱۳۰۰ھ میں اپنی شادی مسماۃ ہندہ سے کی۔ شادی کے بعد زید کا باپ اپنے بیٹے کی بیوی کو بوسے و گلے لگاتا رہا۔ محرم کی چھ تاریخ کو زید تعزیہ دیکھنے کے لیے گیا۔ زید جب واپس گھر آیا تو اس کی بیوی نے اسے تمام حالات سے آگاہ کر دیا۔ اب فرمائیے کہ زید کا نکاح ہندہ سے باقی ہے یا نکاح فاسد ہو گیا۔ اگر نکاح فاسد ہے تو اس کی تبدیلی کی کیا صورت ہے، مہر دینا پڑے گا یا نہیں۔ مہربانی فرما کر جواب عنایت فرما دیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زید کے اوپر اس کی بیوی حرام ہو گئی کیونکہ اس کے باپ نے اس کے ساتھ بوس و کنار کیا جس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے اور زید کے ذمہ مہر لازم ہے۔ اسے مہر ادا کرنا چاہیے اور زید کی بیوی اگر چہ زید پر حرام ہو گئی ہے لیکن نکاح نہیں گیا۔ یہ عورت اپنا نکاح کسی دوسری جگہ نہیں کر سکتی۔ جب تک کہ زید اس کو چھوڑ نہ دے یا قاضی (مجسٹریٹ) ان دونوں کے درمیان تفریق نہ کرا دے۔ زید اپنی زبان سے کہہ دے کہ میں نے تجھ کو چھوڑ دیا یا عورت حاکم کے یہاں جا کر دعوی کرے اور حاکم نکاح فسخ کر دے اور ان دونوں کے درمیان تفریق کرا دے۔ درمختار ص ۳۷ ج ۳ میں ہے۔ وبحرمة المصاهرة لا یرتفع النکاح حتی

لا يحل لها التزوج باخر الا بعد المتاركة وانقضاء العدة قال الشاميؒ وعبارة الحاوی الابعد تفريق القاضی او بعد المتاركة . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حرمت مصاہرت کی ایک خاص صورت کے متعلق فیصلہ

بیانات درمسئلہ حرمت مصاہرہ کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ

بیان محمد صدیق ولد رحمت اللہ انصاری سکنہ کوٹ ادو۔ میں اپنے والد کے ساتھ اکٹھا رہتا تھا لیکن بوجہ کاروبار کے مجھے باہر جانا پڑ گیا۔ میری بیوی صدیقن بنت اللہ دیا انصاری نے مجھ سے کہا کہ مجھے ساتھ لے چلو۔ چونکہ والدہ بیمار تھی۔ میں نے ان کی خدمت کی خاطر اسے ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا۔ آخر ایک مرتبہ میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ تیرا والد میرے ساتھ دست اندازی کرتا ہے۔ مجھے ساتھ لے چلو میں اسے ساتھ لے گیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد واپس آ گئے۔ میری والدہ بھی وفات پا گئی۔ میں بھی بیمار ہو گیا۔ والد سے میں علیحدہ ہو گیا تھا۔ میری عورت نے کہا اب تیرا والد دست درازی نہیں کرتا۔ میں کافی بیمار رہا۔ میرا بدن سب پیپ سے بھر گیا۔ چہرہ خراب ہو گیا۔ جب میں اچھا ہوا کاروبار کرنے سے عاجز تھا۔ میں نے سوچا کہ والد نے تیری بیماری میں خدمت کی ہے۔ اب ان کے ساتھ رہنا مناسب ہے۔ میں پھر ان کے ساتھ رہنے لگا۔ ایک دن میں اندر گیا تو میری بیوی اور والد اکٹھے کھڑے تھے۔ مجھے وہی پہلا شک گزرا۔ میں نے والد سے کہا کہ اب تو وہ بات درست ہو گئی اور میں نے بیوی کو بہت مارا کہ تو نے مجھے کیوں نہیں بتلایا۔ اس نے کہا کہ تیرا والد دست درازی کرتا رہتا ہے۔ والد نے انکار کر دیا اور مجھے برا بھلا کہنے لگا۔ میں پھر علیحدہ ہو گیا۔ والد نے مجھے بلایا اور کہا کہ میں نے جو کیا ہے اس کی معافی چاہتا ہوں۔ میں نے کہا لو اب تو اقرار کر لیا۔ چنانچہ مولوی مسعود احمد کے پاس آیا۔ انھوں نے فرمایا اب جبکہ اقرار طرفین سے ہو گیا اب بیوی تم پر حرام ہو گئی۔ فتوے منگوائے وہاں سے بھی جواب آیا کہ حرام ہو گئی لیکن میرا والد اب کہتا ہے کہ میں قسم اٹھاتا ہوں کہ میں نے برا فعل نہیں کیا وہ تو میری بیٹی ہے۔ پوچھا گیا کہ کیا کسی وقت آپ نے اس کی تصدیق کی کہ میری بیوی اور والد کے تعلقات خراب ہیں۔ آپ کو کبھی اس کا یقین ہوا یا نہیں۔ جواباً بیان کیا کہ مجھے کسی وقت یقین نہیں ہوا اور نہ ہی میں نے تصدیق کی۔ نشان انگوٹھا محمد صدیق۔

بیان رحمت ولد مولا بخش قوم انصاری۔ جس وقت لڑکا بیمار تھا۔ کافی خراب حال میں تھا۔ سال بھر تک

خدمت کرتا رہا اور صدقے دیتا رہا نہ اس سے کام کرایا اور نہ اُس کی زوجہ سے کرایا۔ اس نے آ کر شور مچایا اور لڑکی کو اور مجھے برا بھلا کہا۔ اُس کو مارا۔ ہم نے چھڑایا۔ دوسری مرتبہ پھر مارا اور کہا کہ تو کیوں نہیں کہتی۔ الغرض غیر متعلق باتوں کے بعد وہ اُس لڑکی کی طرف شہوت سے دیکھنے سے بھی انکار کر رہا ہے۔ نشان انگشت رحمت اللہ

بیان صدیقن بنت اللہ دیا انصاری۔ ایمان سے کہتی ہوں کہ میں نے جھوٹی تہمت اپنے سُسر پر اس لیے لگائی کہ میرا خاوند اپنے ساتھ نہیں لے جا رہا تھا۔ دس بجے کے وقت جب میرا خاوند ایک دن آیا اس وقت میرا سسر میرے اوپر پیار کر کے ہاتھ کر رہا تھا۔ اس وقت میرے خاوند نے مجھے تنگ کر کے کہا۔ پھر میں نے جھوٹ بھوا۔ منشی اسماعیل اور حافظ۔ اس کو بیان دیا تھا کہ میرے ساتھ کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ میں نے جھوٹی تہمت دی تھی۔ الغرض میرے سُسر نے کسی وقت بری نیت سے ہاتھ نہیں لگایا۔

بیان مولوی عبدالجلیل صاحب انصاری کوٹ ادو۔ گواہی دیتا ہوں کہ مجھ سے محمد صدیق نے کہا کہ میرا دل صاف نہیں ہے۔ یہ میرے اس سوال کے جواب میں کہا کہ تیرے دِل کی حالت کیا ہے اور آپ کا دل کیا کہتا ہے۔ محمد عبدالجلیل انصاری بقلم خود۔

بیان مولوی مسعود احمد مدرس مظاہر علوم کوٹ ادو۔ گواہی دیتا ہوں کہ جب یہ میرے پاس آیا تو مجھ سے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ واقعہ ہوا ہے اس وقت وہ غصہ میں تھا احقر مسعود احمد کوٹ ادو **بیان فقیر محمد** گواہی دیتا ہوں کہ محمد صدیق نے مولوی مسعود احمد سے دریافت کرنے پر کہا کہ مجھے یقین ہے کہ وہ اس وقت غصہ میں تھا۔ فقیر محمد بقلم خود

محمد صدیق نے کہا کہ اس وقت میرا یقین دراصل والد اور بیوی کے بیان کی وجہ سے ہو گیا تھا۔ میں نے مولوی صاحب نے کہا اور میں غصہ میں تھا کہ جب دونوں اقرار کرتے ہیں تو ٹھیک ہی ہے اور اب جب دونوں انکار کرتے ہیں تو میرا یقین نہیں ہے۔ خود میں نے کچھ نہیں دیکھا۔

﴿فیصلہ﴾

اس صورت میں زوج نے اپنے اس بیان میں اقرار کیا ہے کہ میں نے مسعود صاحب کے سامنے اپنے یقین کی خبر دی تھی۔ علاوہ اُس کے اپنے اقرار کے مولانا موصوف اور فقیر محمد صاحب دو گواہ بھی یہ گواہی دے رہے ہیں کہ زوج محمد صدیق نے اپنے یقین کی خبر دی تھی اور اپنے یقین کی خبر دینا اور یہ کہنا کہ ''ھو صدق او صحیح او لاشک فیه عندی او ھو کما قلت او ھو حق ''اقرار اور تصدیق پر اصرار ہے اور اصرار علی الاقرار کے بعد اس کا رجوع صحیح نہیں۔ کما فی البحر الرائق ردالمحتار وغیرہ من

الفتاوی۔ اس لیے ان بیانات کی روشنی میں فیصلہ شرعی یہ ہے کہ محمد صدیق کی زوجہ صدیقن مذکورہ اس پر علی الابد حرام ہوگئی اور اب آئندہ کسی طرح بھی اُس سے نکاح نہیں کرسکتا۔ البتہ محمد صدیق مذکور کو چاہیے کہ وہ زبان سے کہہ دے کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا تاکہ اس کے بعد عدت گزار کر یہ عورت دوسری جگہ نکاح کرنے میں آزاد ہو۔ اگر یہ اسے یہ الفاظ نہیں کہے گا یا وہ کسی مسلمان حاکم سے فسخ نکاح نہیں کرائے گی تو وہ محمد صدیق پر حرام ہوتے ہوئے بھی دوسری جگہ کسی شخص سے نکاح نہیں کرسکے گی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ذوالقعدہ ۱۳۸۰ھ

بہو کو شہوت سے چھونے کا کیا حکم ہے؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ زید نے اپنی بہو جو کہ اس کی بھتیجی ہے اُس کو بری نیت سے ہاتھ لگایا لیکن اس عورت کے شور کرنے سے زنا پر قادر نہ ہوسکا۔ آیا اس صورت میں اس کے بیٹے پر وہ عورت حرام ہوگئی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں شخص مذکور کی بہو شرعا اس کے بیٹے پر حرام ہوگئی حکم اس بات کی تحقیق کرلیں کہ اس شخص کا ہاتھ بیوی کے جسم کی کسی جگہ پر بھی لگ گیا ہو تو وہ اس کے لڑکے پر حرام ہوگئی۔ چاہے اس کے ساتھ جماع کرنے پر قادر نہ ہوا ہو۔ بلکہ بری نیت سے صرف ہاتھ ہی لگا ہو تب بھی حرام ہوتی ہے۔ لیکن یہ عورت جب تک اپنے خاوند سے طلاق نہ لے دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی۔ خاوند پر واجب ہے کہ اس کو طلاق دے دے اگر خاوند طلاق نہ دے تو عدالت کے ذریعہ سے طلاق لینا یا تفریق حاصل کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ غلام محمد ایرانی عفا اللہ عنہ دارالافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مزنیہ کا نکاح زانی کے باپ سے ہونا

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کنواری نے ایک لڑکے کنوارے سے زنا کرایا۔ اس لڑکی کی شادی دوسری جگہ ہوئی ہے۔ اب اس کا خاوند فوت ہوگیا ہے۔ کیا وہ عورت جس لڑکے سے اس نے زنا کرایا ہے۔ اس لڑکے کے والد کے نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں۔ اس کا ثبوت قرآن وحدیث وفقہ حنفی سے دیں۔

﴿ج﴾

یہ لڑکی اب زانی لڑکے کے والد کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ عالمگیری ص ۲۷۴ ج ۱ و کذا تحرم المزنی بھا علی اٰباء الزانی واجدادہ وان علوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بہو سے فعل بد کا اقرار چالیس آدمیوں کے سامنے کر کے پھر انکار کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے چالیس آدمیوں کے سامنے اپنے بیٹے کی بیوی کے ساتھ زنا کا اقرار کیا۔ لیکن بعد میں وہ انکار کر گیا کہ میں نے زنا نہیں کیا بلکہ مجھ سے جبراً اقرار کرایا گیا۔ نیز ایک اکیلے مکان میں مشتبہ مرد و عورت کو بھی دیکھا گیا اور عورت بھی زنا کا اقرار کرتی ہے تو کیا اس لڑکے کا نکاح ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟ اگر دوسری جگہ اس کا عقد نکاح کرنا ہو تو طلاق کی ضرورت ہے یا نہیں؟

وضاحت: جس وقت یہ قصہ بنا اس وقت روبرو گواہان کے خاوند زانیہ نے اور اس کے باپ یعنی زانی نے اقبال کیا۔ اس کے بعد طلاق بھی تحریر ہوئی جو بعد میں چوری کر لی گئی اور اقبال سے منکر ہو گئے۔ جس کی تصدیق سید غلام اکبر شاہ صاحب امام صاحب کی تحریر ہمارے پاس ہے۔ ازاں بعد گڑھ مہاراجہ جا کر مسئلہ بیان کیا گیا۔ جس پر مفتی قمر الدین و سید احمد حسن احمد پوری و حافظ جمال الدین صاحب گڑھ مہاراجہ نے بھی تصدیق فرمائی اور انجمن اسلامیہ گڑھ مہاراجہ کی مہر بھی ثبوت موجود ہے۔ جو ہم دکھلا سکتے ہیں۔ لیکن اب خاوند زانیہ اور اس کا والد حاجی اللہ بخش زانی دونوں منکر ہیں۔ لہٰذا آپ فرمائیں کہ ہم اس لڑکی کا کیا کریں۔ جبکہ اتنے عالم اہل سنت والجماعت فرماتے ہیں کہ قیامت تک اس شوہر پر یہ لڑکی حرام ہے۔ لیکن اب وضاحت طلب ہے۔ اس سے زیادہ وضاحت ہمارے پاس نہیں ہے اور نہ ہم کر سکتے ہیں۔ کچھ علماء حرام فرماتے ہیں اور کچھ حلال۔ ہم کیا کریں۔

﴿ج﴾

بشرط صحت واقعہ یعنی اگر واقعی خاوند نے لوگوں کے سامنے اپنے باپ کے زنا کا اقرار کر لیا تھا اور بعد میں خاوند نے طلاق بھی تحریر کر دی تھی۔ جیسا کہ استفتاء میں ہے تو پھر حرمت مصاہرت ثابت ہو چکی ہے اور اب ان کا اعتبار نہیں ہوگا۔ لیکن اگر خاوند سے جبراً اقرار کرالیا گیا ہو اور بعد میں کوئی طلاق زبانی یا تحریری نہ دی ہو تو پھر دوسری جگہ نکاح جائز نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ محرم ۱۳۹۱ھ

اگر بیٹی سے زیادتی شرعی شہادت سے ثابت ہوجائے تو بیوی شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوجائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کے لڑکے کی شادی بکر کی لڑکی کے ساتھ ہوئی۔ بیوی کے گھر آنے پر معلوم ہوا کہ بیوی ناجائز حاملہ ہے۔لڑکی سے معلومات لڑکی والوں نے کی۔ اس سے پوچھا گیا کہ یہ ناجائز حمل کس کا ہے تو لڑکی نے اپنے باپ کا نام لیا اور کہا کہ میرے ساتھ ناجائز تعلقات میرے باپ کے تھے اور اس نے میرے ساتھ ظلم کیا۔اس پر لڑکے والوں نے اس کے باپ کو بُلا کر اس کو سخت سُست کہا اور اس لڑکی کو بکر کے ساتھ بھیج دیا۔ بعد میں یہ شہرت عام ہوگئی کہ بکر خود اپنی لڑکی کا زانی ہے۔تب برادری کی پنچائیت قائم ہوئی۔جس میں لڑکی نے اپنا بیان بدل کر غیر کی جانب رجوع کیا اور اسی طرح اس کے باپ نے بھی اس حمل کو غیر کا ثابت کرنے کی کوشش کی۔لیکن اس کی چھوٹی لڑکی نے اپنی عین شہادت میں اپنے باپ ہی کے متعلق بتایا جو کہ اس فتوی کے ہمراہ آپ کو بھیج رہے ہیں۔اس کے علاوہ پنچوں کو اور بھی کچھ معلومات ہوئیں۔فرداً فرداً کہ بکر ہی اس فعل کا ذمہ دار ہے۔اس پر اس کا برادری نے بائیکاٹ کردیا اور لڑکی اس کے شوہر کو دے دی اور یہ کہہ دیا گیا کہ تاوقتیکہ اس کا بچہ پیدا نہ ہو، اس سے جماع نہ کیا جائے۔لیکن اب کچھ عرصہ کے بعد لڑکے نے طلاق دے دی۔ بعد ازاں لڑکی نے چند معزز مردوں اور کچھ عورتوں کے سامنے اقرار کیا کہ میرے باپ ہی سے پانچ چھ سال تعلقات رہے اور اُسی نے مجھ پر ظلم کیا۔اس قسم کی تحریر لڑکی نے لکھ کر بھی دی ہے۔ جو اقبال جُرم ہے۔ وہ تحریر بھی پیش خدمت ہے۔ اب مُجرم نے اپنے کیس کی نظر ثانی کے لیے درخواست دی ہے۔ اس لیے پنچ صاحبان ومشیر صاحبان آپ سے رجوع کرتے ہیں کہ اللہ اور رسول کے نزدیک کیا حکم ہے۔(۱) آیا مذکور بکر مُجرم ہے یا نہیں۔(۲) بکر کی بیوی اس کے نکاح میں رہی یا نہیں۔(۳) اس شخص سے تعلق رکھنا کیسا ہے؟

﴿ج﴾

اگر یہ بات دو دیندار گواہوں یا بکر کے اقرار کر لینے سے ثابت ہو جائے کہ شخص مذکور کے اپنی دختر سے ناجائز مراسم ہیں تو شخص مذکور پر اس کی بیوی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی۔دوبارہ کسی وقت بھی اُن کے مابین عقد نکاح درست نہیں ہوگا۔شخص مذکور پر لازم ہے کہ اپنی بیوی کو اپنے گھر سے علیحدہ کرے۔اگر علیحدہ نہیں کرے گا تو دیگر اہل اسلام کو اس سے بائیکاٹ کرنا درست ہوگا۔

نیز یہ بات بھی واضح ہو کہ اگر اس واقعہ پر دو دیندار گواہ موجود نہیں ہیں اور خود بکر بھی اس کا اقرار نہیں کرتا تو اس پر محض اس کی لڑکی کے بیان سے اس کی بیوی حرام نہیں ہو گی اور نہ ہی اس کے ساتھ بائیکاٹ کا فیصلہ درست ہو گا۔ اس لیے خوب تحقیق کی جائے۔ پنچایت تحقیق کے بعد بائیکاٹ کا فیصلہ کر دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

شوہر نے اگر بچی سے زیادتی کی ہو تو اُس عورت کے لیے شوہر سے جدا ہونا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی حقیقی لڑکی کے ساتھ تین مرتبہ برا فعل کیا ہے اور یہ لڑکی بالغہ ہے اور اپنے منہ سے اقرار کرتی ہے۔ زید کی منکوحہ بھی فاحشہ علامات سے خبر دیتی ہے۔ زید کا لڑکا تخمیناً قریب بلوغت کے ہے۔ وہ بھی چھیڑ چھاڑ کرنے کی تصدیق کرتا ہے اور زید کے والدین نے اپنی برادری کے چند معتبروں کو جمع کیا ہے تو انھوں نے بھی تحقیق کر کے تصدیق کی ہے کہ معاملہ سچ ہے۔ اس وقت زید کی حقیقی تین لڑکیاں اور دو لڑکے ہیں، ایک زوجہ ہے۔ اب اس وقت زید کی عورت اپنے بال بچوں سمیت اس برے فعل سے دل برداشتہ ہو کر اپنے میکے کوچ کر آئی ہے۔ گویا ثابت ہوا کہ عورت اور لڑکی دونوں اپنے گھر جانے کے لیے ہرگز رضامند نہیں ہیں۔ اب شرع شریف میں عورت اور اس لڑکی اور دوسرے بال بچوں کے لیے کیا حکم ہے۔

نوٹ۔ اگر باقی بال بچے واپس چلے جائیں تو پھر بھی خطرہ ہے۔ کیونکہ ان بچوں کا دادا ان کے والد کی حمایت میں ہے۔ لہٰذا ان بچوں کا سرپرست کون ہونا چاہیے۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ صورت مسئولہ میں اگر عورت خود زید کو اپنی لڑکی کے ساتھ بدفعلی کرتے ہوئے یا شہوت کے ساتھ مس کرتے ہوئے دیکھ چکی ہے۔ تب تو اس کو اپنے شوہر کے ساتھ آباد ہونا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ اب اگر حاکم مسلمان یا حکم (ثالث شرعی) کے سامنے باقاعدہ طور پر اس معاملہ کا ثبوت پہنچ جائے۔ بایں طور کہ زید خود اقرار کر دے۔ یا اپنی لڑکی سے بدفعلی کرنے یا شہوت سے مس کرنے پر دو گواہ مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں شہادت دے دیں اور حاکم کو اطمینان ہو جائے تب تو وہ نکاح کے فسخ ہو جانے کا حکم صادر فرمائے گا اور تب عورت عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح کر سکے گی اور اگر دو گواہ مذکور موجود نہ ہوں تب عورت کو

دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ اس کے ساتھ آباد ہونا بھی اس کے لیے جائز نہیں ہے۔ باقی جو اولاد اس عورت کی ہے۔ ان میں جو لڑکے سات سال سے کم ہیں اور جو لڑکیاں نو سال سے کم عمر کی ہیں۔ ان کی پرورش کا حق ان کی والدہ کو حاصل ہے اور ان کا نان ونفقہ ان کے والد کے ذمہ واجب ہوگا اور جو اولاد مذکورہ عمر سے زیادہ عمر کے ہیں۔ اگر لڑکا ہے اور بالغ ہے۔ اس کی مرضی ہے جہاں رہے اور اگر لڑکی بالغہ ہے یا نو سال سے زیادہ عمر کی ہے۔ اس کو باپ واپس لے سکتا ہے اور اس کو لینے کا حق پہنچتا ہے اور اس کے بعد ان کے دادا کو لینے کا حق پہنچتا ہے۔ باقی جو بالغ لڑکی ہے۔ جس کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا ہے۔ اگر باپ کے پاس رہنے میں اس کو فتنہ کا اندیشہ ہو۔ تب تو یہ باپ کے حوالہ نہ کی جائے۔ اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو اور حاکم کو اس کا اطمینان حاصل ہو جائے۔ تب باپ کے حوالہ کی جائے گی۔ کما قال فی الکنز مع البحر ص ۲۷۹ ج ۴ مطبوعه مکتبه حقانیه پشاور احق بالولد امه قبل الفرقة وبعدها وفیه ایضا ص ۲۸۵ ج ۴ والام والجدة احق بالغلام حتی یستغنی وقدر بسبع وبها حتی تحیض وفی البحر تحته ص ۱۸۴ ج ۴ وعن محمد انها تدفع الی الاب اذا بلغت حد الشهوة لتحقق الحاجة الی الصیانة قال فی النقایة وهو المعتبر لفساد الزمان وفیه بعد اسطر وقدره ابو اللیث بتسع سنین وعلیه الفتوی اه وفی البحر ایضا ص ۲۹۰ ج ۴ مطبوعه مکتبه حقانیه پشاور فاذا بلغت الجاریة مبلغ النساء فان کانت بکرا کان للاب ان یضمها الی نفسها وان کانت ثیباً فلیس الا اذالم تکن مامونة علی نفسها الخ ۔ اس سے معلوم ہوا کہ مدار فتنہ اور عدم فتنہ پر ہے۔ لہٰذا اگر باپ کے حوالے کرنے میں بھی فتنہ کا اندیشہ ہو اور حاکم کو اس کا خطرہ ہو تو کسی پر امن جگہ پر اس کو رکھا جائے گا۔ جہاں لڑکی چاہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ جمادی الاول ۱۳۹۶ھ

بیٹی سے غیر فطری فعل کرنے سے بیوی حرام ہوگی یا نہیں؟

﴿س﴾

ما حكم الشرعي في هذه المسئلة؟ ان رجلا اتى في دبرا بنته بشهوة وكانت مشتهاة وما المراد بهذه العبارة المذكورة في الهداية ولو مس فا نزل فقد قيل انه يوجب الحرمة والصحيح ان لايوجبها لانه بالانزال تبين انه غير مُفض وعلى هذا اتيان المرأة في دبر الخ ۔

﴿ج﴾

ان انزل هذا الاتیان فی ذبر بنته لا تحرم علیه زوجته التی هی ام هذه البنت والا فتحرم لان السبب فی ثبوت حرمة المصاهرة هو الوطی فی محل الحرث لانه سبب الجزئیة المس والتقبیل والتفخید وسائر دواعی الوطی انما تصیر قامته مقام الوطی احتیاطاً لانها تفضی الی الوطی غالباً وهو الانسب فی موضع الاحتیاط والافضاء الی الوطی انما یکون اذا لم ینزل واما اذا نزل فتبین ان هذه الامور لا تفضی الی الوطی قطعاً فانقطعت السببیة لحرمة فلا یحکم بحرمة المصاهرة فی صورة الانزال وهو الحکم فی الصورة المذکورة فی السوال وتبین من هذا التقریر مراد صاحب الهدایه ایضاً۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سوتیلے باپ کا بیٹی سے زیادتی کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی بنام (ب) نے ایک بیوہ عورت (ت) سے شادی کی۔ اس عورت کے مرحوم شوہر سے دو بچے، ایک لڑکا (ج) اور لڑکی (د) تھے۔ جب وہ لڑکی جوان ہوئی تو اُس کے سوتیلے باپ نے اس کو ہوس کا نشانہ بنایا۔ لڑکی نے اپنی ماں سے حالات بیان کیے۔ اُس نے دوسرے آدمیوں کو بتایا۔ جس سے بات حکومت تک پہنچی۔ لیکن دباؤ ڈالنے سے اُس عورت (ت) اور لڑکی (د) نے بیان بدل دیے۔ اور (ب) کو کرایا۔ اُس کے بعد آدمی (ب) اور عورت (ت) نے بغیر کسی توڑ پھوڑ کے ازدواجی تعلقات بحال کر لیے اور اُن سے ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی۔ اُس زمانے میں ملک پر انگریز حکومت کرتے تھے۔ اُن مرد اور عورت کو اسلام سے واقفیت نہ تھی اور نہ ہی کسی سے فتویٰ لیا۔ اس کی وجہ صرف جہالت اور لاعلمی تھی۔ لیکن اب تقریباً چھ ماہ ہوئے۔ یہ بات دریافت کی گئی۔ تو معلوم ہوا کہ عورت (ت) مرد (ب) کے لیے اُسی وقت حرام ہو چکی تھی۔ اُس کے سارے گھر میں مصیبت برپا ہوگئی اور وہ اپنے کیے پر پچھتانے لگے۔ اُس مرد نے اس معاملے کے فوراً بعد لڑکی (د) سے معافی مانگ لی تھی اور اب ان کے گھر پر مصیبت نازل ہوگئی۔ زندگیاں تلخ ہو رہی ہیں۔ لہٰذا دست بستہ عرض خدمت ہے کہ اس مسئلہ کا حل صحیح طریقہ سے ارسال فرمائیں۔

(۱) ان کا نکاح ختم ہو چکا ہے یا نہیں؟ (۲) ان کا نکاح اب ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ہو سکتا ہے تو کس طرح

اور کس طریقہ سے۔ تفصیل سے لکھیں اور اس معاملہ کے بعد جو اولاد پیدا ہوئی ہے وہ لکھیں اور ان کی آخرت سدھارنے کے لیے کیا کیا جائے۔ فقط بینوا تو جروا

﴿ج﴾

شخص مذکور بنام (ب) نے جب لڑکی (د) کو اپنی ہوس کا نشانہ بنایا تو اس وقت سے (د) کی والدہ (ت) ہمیشہ ہمیشہ کے لیے (ب) پر حرام ہوگئی۔ دوبارہ نکاح کی کوئی صورت شرعاً نہیں ہے۔ فوراً (ب اور ت) میں تفریق کی جائے اور گذشتہ کوتاہیوں کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا رہے۔ ومن زنى بامرأة حرمت عليه امها وبنتها ومن مسته امرأة بشهوة حرمت عليه امها وابنتها (هدايه مع فتح القدس ص ۱۲۶ ج ۳ مطبوعه مكتبه رشيديه كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ رجب ۱۳۸۹ھ

کیا ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ زہراں نے خدا بخش سے نکاح کیا۔ جس سے ۴ لڑکیاں اور ۳ لڑکے ہوئے۔ خدا بخش فوت ہوا۔ اس کے بعد مائی زہراں نے پہلوان سے نکاح کیا۔ جس سے ۲ لڑکیاں اور ۲ لڑکے ہوئے۔ کچھ عرصہ قبل پہلوان نے خدا بخش مرحوم کی لڑکی سے ناجائز تعلقات بنا لیے۔ جس کو ۲ آدمیوں نے موقع پر دیکھا۔ لوگوں نے اس کو برا بھلا کہا کہ تو نے اپنی لڑکی سے کیوں ناجائز تعلق کیا۔ پہلوان اپنی عورت کو چھوڑ کہیں اور چلا گیا اور اب وہ پھر مائی زہراں کو اپنے پاس رکھنے کی خواہش کرتا ہے تو کیا مائی زہراں کا نکاح پہلوان سے باقی ہے یا ختم ہو گیا ہے؟

﴿ج﴾

ثبوت حرمت مصاہرہ کے لیے حجت تامہ یعنی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے۔ ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت سے حرمت کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ اگر خاوند منکر ہے اور دو معتمد علیہ گواہ موجود نہیں تو حرمت مصاہرہ کے ثبوت کا حکم نہیں کیا جائے گا۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

سوتیلی بیٹی سے بدفعلی کرنے کی وجہ سے اُس کی ماں سوتیلے باپ پر حرام ہو جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا ہے۔اس بیوہ عورت کے ساتھ ایک لڑکی پہلے خاوند سے جس کی عمر اس وقت تین سال کی تھی آئی۔لڑکی مذکورہ کی پرورش موجودہ سوتیلے باپ نے سن بلوغت تک کی ہے۔اسی سوتیلے باپ نے لڑکی مذکورہ کے ساتھ بعد از بلوغت زنا کیا ہے۔تو اس صورت میں لڑکی، اس کی ماں اور سوتیلے باپ کے متعلق کیا حکم ہے۔

﴿ج﴾

اگر اس کا شرعی ثبوت ہو جائے کہ زید نے اپنی منکوحہ کی لڑکی سے بدفعلی کی ہے تو اس کی منکوحہ ہمیشہ کے لیے زید پر حرام ہوئی۔زید پر لازم ہے کہ اپنی بیوی سے متارکت کر دے۔یعنی زبان سے کہے کہ میں نے چھوڑ دیا ہے۔متارکت کے بعد دوسری جگہ اس کا نکاح جائز ہے۔بالغہ لڑکی کا کفو میں نکاح کر دیا جائے۔فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ شوال ۱۳۹۸ھ

محض بیوی یا سالے کے شک کرنے سے حرمت ثابت نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کی لڑکی جوان ہوئی۔زید نے شادی کرنے کا ارادہ کیا۔زید کی بیوی اور پسر نے اپنی رضامندی سے رشتہ شروع کیا۔زید نے اپنے خیال پر شروع کیا۔زید کی منشاء اپنے نزدیکی وقریبی رشتہ داروں میں دینے کی تھی۔زید کی بیوی اور پسر کا ارادہ اور رشتہ داروں میں تھا۔جس کی وجہ سے بیوی نے اپنے بھائی کے پاس جا کر امداد مانگی۔اس کے بھائی اپنی ہمشیرہ یعنی زید کی بیوی کو اور زید کے پسر کو اور لڑکی جوان کو ہمراہ لے کر اپنے گھر چلا گیا۔مگر جس وقت زید کو پتہ چلا تو زید اپنی بیوی کے بھائی کے پاس گیا اور کہا تو نے میرے ساتھ زیادتی کیوں کی ہے۔بیوی کا بھائی جو کہ زید کا سالہ تھا اس نے زید کو جواب دیا کہ میری ہمشیرہ اور میرے بھائی نے مجھ کو کہا ہے کہ زید اپنی جوان دختر کے ساتھ ہم بستر ہوا ہے اس واسطے تم نے از روئے شریعت بہت ظلم کیا ہے اور تم پر یہ عورت بھی حرام ہو چکی ہے۔مگر زید نے ایک آدمی اپنے ہمراہ لے کر اپنی بیوی سے پوچھا کہ یہ الزام جو کہ تم نے اپنے خاوند پر لگایا ہے صحیح ہے یا غلط۔زید کی بیوی نے جواب دیا اور پسر نے بھی

کہ ہم مشکوک ہیں اور پختہ شک ہے مگر ہم نے چشم دید واقعہ نہیں دیکھا۔ زید کے ہمراہ جو آدمی تھا اس نے تین چار بار تسلی سے پوچھا مگر زید کی بیوی نے اسی طرح بیان دیا کہ ہمیں شک پختہ ہے مگر چشم دید سے نہیں دیکھا اور میں نے زید کی بیوی اور پسر کو کہا کہ حلفیہ بیان دو مگر انھوں نے حلفیہ بیان دینے سے انکار کر دیا۔ بینوا توجروا

گواہ میاں عبداللہ کھوکھر۔ میاں محمد نواز کھوکھر

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جب تک زید خود اپنی لڑکی کے ساتھ بدفعلی کرنے کا اقرار نہ کرلے یا دو مرد عادل یا ایک مرد عادل اور دو عادل عورتیں اس بدفعلی کی غیر مشکوک شہادت نہ دیں تو حرمت ثابت نہ ہوگی اور زید پر اپنی بیوی کے حرام ہونے کا حکم نہیں کیا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

غلط فہمی میں جوان بیٹی کو ہاتھ لگانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ خاوند اپنی بیوی کے پاس جانا چاہتا ہے لیکن بھول کر اپنی بیٹی پر ہاتھ رکھ دیتا ہے اور بیٹی قریب البلوغت ہے۔ اس واقعہ کے متعلق قرآن وحدیث اور فقہ حنفی کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمایا جائے کہ کیا اس کے نکاح میں فرق ہوا یا کہ نہیں؟

﴿ج﴾

اگر لڑکی قریب البلوغ اور مشتہاۃ ہے تو اگر شہوت کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا ہے تو اب اس شخص کی منکوحہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہوگئی۔ اب کوئی صورت جائز ہونے کی نہیں اور لازم ہے کہ یہ مرد اس عورت کو طلاق دے دے۔ **واذا کانت المرأۃ مع ابنۃ مشتھاۃ لھا فی فراش فمد الرجل یدہ الی امرأتہ لیجرھا الی فراشہ لیجامعھا فاصابت ید الرجل ابنۃ المرأۃ فقرصھا باصبعہ علی ظن انھا امرأتہ فان وقعت یدہ علی الابنۃ وھو یشتھی بھا حرمت علیہ امرأتہ وان کان یظن انھا امرأتہ لوجود المس عن شھوۃ (فتاوی قاضیخان ص ۳۶۲ ج ۱ مطبوعہ ماجدیہ کوئٹہ)** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

درج ذیل تینوں صورتوں میں حرمت ثابت ہو جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے خالدہ سے نکاح کیا جو کہ بیوہ تھی اور اس کی ایک لڑکی ناصرہ سے زنا کیا اور زنا کے بعد پھر اپنی خالدہ کو تین طلاقیں دے دیں۔ اب زید کے لیے کوئی ایسی صورت ہے کہ وہ اپنی بیوی خالدہ سے نکاح کر سکے۔

(۲) زید مذکور طلاق ثلاثہ کے بعد پھر اپنی بیوی خالدہ کے ساتھ ازدواجی تعلقات رکھتا ہے اور وہ اپنی اس بیوی خالدہ مطلقہ کو کسی حالت میں بھی چھوڑنے کو تیار نہیں ہے۔ اب اس کے ساتھ برادری و خاندان کے لوگ کیا سلوک کریں گے۔ جواب مفصل عنایت فرمائیں۔

﴿ج﴾

اگر واقعی زید نے اپنی بیوی کی لڑکی سے بدفعلی کی ہے تو اُس سے زید کی بیوی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہوگئی اور دوبارہ نکاح کی شرعاً کوئی صورت نہیں ہے۔ اس لیے کہ حرمت مصاہرۃ ثابت ہونے کی وجہ سے اس کی بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی۔ قال في الهداية و من مسته امرأة بشهوة حرمت عليه امها و ابنتها (و كذا) مسه امرأة بشهوة الخ (هدايه مع فتح القدير ص ۱۲۹ ج ۳)

اس لیے زید پر لازم ہے کہ وہ فوراً اس عورت کو اپنے آپ سے جدا کر لے اور اگر وہ اس عورت کو چھوڑنے پر تیار نہیں تو دوسرے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات ختم کر دیں۔ یہاں تک کہ وہ توبہ تائب ہو کر اس عورت کو اپنے آپ سے جدا کر دے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کبھی تم کو نجات نہ ہو گی۔ جب تک اہل معاصی کو مجبور نہ کرو گے۔ (رواہ الترمذی و ابوداؤد۔ بحوالہ امداد الفتاویٰ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ارتیع الثانی ۱۳۸۹ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جوان بیٹی کو شہوت سے ہاتھ لگانے کے بعد کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بہشتی زیور جلد اول حصہ چہارم ص ۱۶۸ اور ص ۶۹ کتب خانہ امدادیہ دیوبند انڈیا میں لکھا ہے کہ رات کو اپنی بیوی کو جگانے کے لیے اٹھا مگر غلطی سے لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا اور بیوی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اُس کو ہاتھ لگایا تو اب وہ مرد اپنی بیوی پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گیا۔ اب کوئی صورت جائز ہونے کی نہیں ہے اور لازم ہے کہ یہ مرد اب اس عورت کو طلاق دے دے۔ جناب قابل احترام مفتی صاحب آپ کی خدمت اقدس میں عرض ہے کہ حرام ہونے کی کوئی صورت ہے جبکہ غلطی سے ہاتھ پڑ گیا ہو۔ جواب قرآن و حدیث شریف اور فقہ حنفی (فقہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) سے مفصل بیان فرمایا جائے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اپنی لڑکی کو شہوت سے ہاتھ لگانے کی وجہ سے اپنی بیوی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے اور گناہ صرف قلت تحقیق کا ہوا زیادہ نہیں ہوا۔ لیکن زوجہ حرام ہو گئی۔ اس کا حرام ہونا کسی قصور کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ جب سبب پایا جاتا ہے۔ مسبب پایا جاتا ہے۔ کوئی شخص بھولے سے زہر کھالے گناہ تو نہیں مگر مر تو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ جمادی الاولی ۱۳۹۵ھ

بیوہ بھاوج سے نکاح کرنے کے بعد اگر اُس کی لڑکی سے بدفعلی کا مرتکب ہوا ہو تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نبی بخش نامی نے اپنے متوفی برادر حقیقی کی بیوہ سے عقد نکاح شرعی کیا۔ اس کے متوفی برادر کے نطفہ سے ایک لڑکی مسماۃ زینب جو کہ اس کی بھتیجی حقیقی اور اس کی منکوحہ کے بطن سے ہے۔ رمضان المبارک میں اس لڑکی زینب سے ناجائز فعل کیا۔ جو کہ لڑکی نے بسبب شرمندگی چند روز بعد اپنی والدہ اور چند اور عورتوں کو بیان کیا۔ اس قصہ کو مدنظر رکھتے ہوئے منکوحہ نبی بخش کو اس کا برادر اپنے گھر لے گیا اور لڑکی زینب کے بیانات ناجائز فعل کے دو معززین کے سامنے کرائے۔ بلکہ اس کی بہن منکوحہ نبی

بخش نے بھی بیان کیا کہ ایک رات میں نے خود اپنی لڑکی زینب کے ساتھ اپنے خاوند نبی بخش کو سوتے ہوئے دیکھا اور اپنے خاوند کو ملامت کی اور یہ واقعہ باعث شرمندگی اوروں کے سامنے نہ کیا۔ آخر کار لڑکی زینب نے یہ تمام واقعہ اپنی زبانی روبرو گواہان دو معززین اور چند عورتوں کو بیان کیا۔ عینی شہادت موجود نہیں بلکہ اس لڑکی اور اس کی والدہ کے بیانات مذکورہ موجود ہیں لیکن موجودہ وقت لڑکی نبی بخش کے برادر حقیقی مسمی گامن کے گھر زیر حراست ہے اور اس واقعہ کی منکر ہے اور برادری نبی بخش پر زور دے رہی ہے کہ از روئے شریعت محمدی اور احکام خداوندی تیری منکوحہ تجھ پر حرام ہو چکی ہے۔ لہٰذا قانوناً مطلقہ کر دے۔ کیا برادری حق بجانب ہے یا نہیں۔ تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے بیان فرمائیں۔

(نوٹ) حالات مذکورہ کے تحت اگر شریعت حرمت مصاہرۃ کی حد نہ لگائے تو برادری منکوحہ نبی بخش واپس نبی بخش کو کر دے۔ یہ حوالہ ضرور بیان فرمائیں اور طلاق قانونی پر زور نہ دیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اگر نبی بخش کی بیوی خود اپنی آنکھوں سے نبی بخش کو اس کی لڑکی سے بدفعلی کرتے دیکھ چکی ہے یا شہوت کے ساتھ مس کرتے ہوئے یا بوسہ وغیرہ لیتے ہوئے دیکھ چکی ہے تب تو شرعاً اس پر لازم ہے کہ وہ خاوند سے ازدواجی تعلقات منقطع رکھے اور اگر صرف ایک جگہ سوتے ہوئے دیکھ چکی ہے بدفعلی کرتے ہوئے یا بوسہ لیتے ہوئے یا مس بالشہوۃ کرتے ہوئے نہیں دیکھ چکی ہے تب حرمت ثابت نہیں ہوتی اور اگر لڑکی کے کہنے سے اس کی ماں کو اعتبار آ گیا تب احتیاطاً اسی میں ہے کہ اپنے خاوند سے اجتناب رکھے لیکن اس کے ذمہ لازم نہیں ہے اور اگر شہادت عینی موجود نہ ہو خود یہ عورت بھی حالت خاص میں نہ دیکھ چکی ہو تب حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اس کا آباد ہونا نبی بخش کے ساتھ جائز ہے۔ اگرچہ وہ لڑکی اب بھی کہتی رہے۔ لیکن جس صورت میں حرمت ثابت ہے اور عینی شہادت نہیں ہے۔ اس صورت میں مرد اگر حرمت مصاہرت کا انکاری ہے تو ایسی صورت میں گو عورت کو اس کے ساتھ آباد ہونا جائز ہے۔ لیکن کسی دوسرے شخص کے ساتھ بھی نکاح نبی بخش سے طلاق لیے بغیر نہیں کر سکتی۔ کما قال فی العالمگیریة ص ۳۴۷ ج ۱ ولو شهد رجلان عدلان او رجل و امرأتان بعد النكاح عندها لا يسعها المقام مع الزوج لان هذه شهادة لو قامت عند القاضي يثبت الرضاع فكذا اذا قامت عندها كذا في فتاوى قاضيخان وان كان المخبر واحداً ووقع في قلبه انه صادق فالاولى ان يتنزه ويأخذ بالثقة وجد الاخبار قبل العقد او بعده ولا يجب عليه ذلك كذا في المحيط. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۹ ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ

دیانۃً اور قضاءً حرمت کے اثبات میں فرق ہوسکتا ہے

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل صورت میں۔ بیان شاہدہ۔ اللہ جوائی مدعیہ بعمر تقریباً ۲۰ سال زوجہ سکندر خان۔ باقرار صالح تقریباً ڈیڑھ پہر دن کو میں اپنی چھپری کے نیچے بیٹھی ہوئی تھی۔ اللہ ڈتہ ولد جام نے مجھ سے درانتی پوچھی میں نے کہا اس چھپری کے نیچے پڑی ہے۔ میں چھپری کے نیچے کچھ وقت بیٹھی رہی۔ مجھے پہلے ہی شبہ تھا۔ میں اللہ ڈتہ کے پیچھے چلی گئی۔ اللہ ڈتہ اپنے گھر میں داخل ہوگیا۔ ایک حصہ دروازہ کا کھلا تھا اور دوسرا بند تھا۔ جب میں نے دیکھا تو دونوں اللہ ڈتہ مذکور وگلاں مائی اکٹھے بیٹھے تھے۔ اللہ ڈتہ کپڑے پہنے ہوئے تھا اور لڑکی کی چادر کھلی ہوئی تھی۔ مجھے دیکھ کر اللہ ڈتہ دروازہ کے پیچھے کھڑا ہوکر باہر جلدی سے نکل گیا۔ لڑکی سے میں نے پوچھا کہ تم نے کیا فعل کیا ہے۔ وہ خاموش رہی۔ اس کے بالوں پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ یہ واقعہ میں نے دیکھا ہے۔ (اللہ جوائی کو پڑھ کر سنایا گیا۔ جس کو اس نے درست تسلیم کیا)۔

بیان اللہ ڈتہ مذکور ملزم بعمر ۳۵ سال پیشہ کاشتکاری، سکونتی چاہ دکڑانوالہ۔

باقرار صالح بیان کیا۔ درانتی کا واقعہ درست ہے۔ نہ ہی میں اندر گیا۔ نہ ہی میرا کوئی فعل ہے۔ اور نہ کیا گیا ہے ملزمہ لڑکی کی والدہ چارہ کاٹ رہی تھی میں وہاں چلا گیا جہاں سے بالکل نزدیک وسامنے تھا۔ چارہ واپس لے کر میں نے اپنے مال کو ڈال دیا۔ بعد میں اپنے کاروبار میں چلا گیا۔ لڑکی مذکورہ میری منکوحہ کے بطن اور دریا خان کے نطفہ سے ہے۔ جو میں اپنے لڑکے کے لیے جو کہ میری پہلی بیوی کے بطن سے تھا۔ مسماۃ مذکورہ گلاں کے بھائی سکندر نے نکاح واسطے بذریعہ دعاء خیر دیا۔ اس پر مسماۃ اللہ جوائی جو کہ اپنے میکوں کی خاطر مسماۃ گلاں کا رشتہ چاہتی تھی۔ وہ نہ ملا۔ ناراض ہوکر اس نے میرے خلاف یہ تہمت ثابت کی ہے۔ (پڑھ کر سنایا گیا۔ جس کو ملزم نے درست وصحیح تسلیم کیا)

بیان سکندر خان شوہر مسماۃ اللہ جوائی شاہدہ وبرادر حقیقی گلاں مذکور یہ۔

بیان باقرار صالح۔ میری عمر اس وقت تقریباً ۲۰/۲۱ سال کی ہے پیشہ مزدوری، سکونتی چاہ دکڑانوالہ میری منکوحہ کے میکے سے مجھ سے میری ہمشیرہ مسماۃ گلاں مذکورہ کا رشتہ طلب کرتے رہے۔ میں نے انکار کردیا تو انھوں نے میری منکوحہ مسماۃ اللہ جوائی شاہدہ کی معرفت کوشش کی۔ مگر میں نہ مانا۔ تو میری منکوحہ نے کہا کہ میرے میکے زور سے رشتہ لیں گے۔ بعد میں ۱۰/۱۱ یوم کے بعد میری منکوحہ نے اللہ ڈتہ ملزم وگلاں ملزمہ کا فعل

بتایا۔ میری زوجہ مسماۃ اللہ جوائی مذکورہ کے چچا حقیقی محمد خان نے کہا کہ رشتہ مجھے دے دو۔ ہم الزام مذکور کو نہ چھیڑیں گے۔ بالکل چپ کر جائیں گے۔ (پڑھ کر سنایا گیا۔ جس کو سکندر مذکور نے درست تسلیم کیا)

(۱) مذکورہ بالا بیانات کے تحت اللہ ڈتہ ملزم مذکور پر اس کی منکوحہ حرام ہو جائے گی یا کہ نہ۔

(۲) مسماۃ گلاں مذکورہ حرمت مصاہرۃ کے سبب سے اللہ ڈتہ ملزم مذکور کے لڑکے کے ساتھ نکاح کرنا درست ہے یا کہ نہیں؟

(۳) مدعیہ وشاہدہ صرف ایک عورت اللہ جوائی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی مرد یا عورت گواہ نہیں ہے۔ کیا اس کے بیان جو کہ ورق ہذا کے اول میں ہے۔ قابل قبول ہے یا کہ نہیں؟

﴿ج﴾

قال في التنوير ولغيرها من الحقوق سواء كان مالا او غيره كنكاح وطلاق ووكالة ووصية واستهلال صبي ولولاث رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار ص ۴۷۲ ج ۵) اس فقہی جزئیہ سے معلوم ہوا کہ ثبوت حرمت مصاہرۃ کے لیے حجت تامہ (دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں) ضروری ہے۔ اس عورت کی شہادت کافی نہیں ہے۔ اس لیے صورت مسئولہ میں حرمت مصاہرۃ قضاءً ثابت نہیں ہو سکتی۔ البتہ صاحب واقعہ سے اگر ایسا فعل ہوا ہے تو دیانۃً حرمت مصاہرۃ ثابت ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۱ رجب ۱۳۸۸ھ

لیکن اگر ایسا فعل ہوا ہے اور دیانۃً حرمت مصاہرۃ ثابت ہوئی تو اللہ ڈتہ مذکور کی بیوی بھی اس پر حرام ہو جائے گی اور اس لڑکی کا نکاح اللہ ڈتہ مذکور کے لڑکے کے ساتھ صحیح نہ ہوگا۔ حرمت مصاہرۃ میں زانی کے اصول و فروع مزنیہ پر اور مزنیہ کے اصول وفروع زانی پر حرام ہو جاتے ہیں۔ بہر حال قضاءً حرمت کا ثبوت نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

درج ذیل صورت میں حرمت قضاءً ثابت نہ ہوگی

زید کی منکوحہ ہندہ کی پہلے شوہر سے ایک لڑکی حمیدہ تھی۔ ہندہ کو اپنے شوہر زید پر حمیدہ سے ناجائز تعلق کا شبہ تھا۔ ایک روز ہندہ نے علانیہ لوگوں میں بیان کیا کہ میں نے زید اور حمیدہ کو تنہا کوٹھے میں بایں حالت دیکھا کہ حمیدہ اور زید دونوں کمرے سے نیچے ننگے کھڑے تھے اور زید نے حمیدہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ ہندہ کے بیان پر شوہر

میں کافی مذاکرات ہونے لگے۔آخرکار زید سے ہندہ کو مطلقہ کرا کے اس نزاع کو ختم کیا گیا۔ چند سال کے عرصہ کے بعد اب زید پھر ہندہ سے نکاح کرنے کا متمنی ہے اور ہندہ بھی رضامند ہے۔اندریں حال کیا ہندہ کو اپنے اس سابقہ بیان کی وجہ سے زید سے نکاح کرنے سے شرعاً روکا جا سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لیے صرف عورت کا قول حجت شرعی نہیں اور نہ اس سے حرمت آ سکتی ہے۔ بلکہ اس کے لیے باقاعدہ شہادت عدلین ضروری ہے۔ **كما في الرضاع لوحدة العلة فيهما وهو زوال حق العبد وهو حل التمتع بها . كما في ردالمحتار للشامي تحت قول الدر في الحظر والاباحة ص ۳۴۲ ج۲ (وشرط العدالة في الديانات) اى المحصنة دُرر احتراز عما اذا تضمنت زوال ملك كما اذا اخبر عدل ان الزوجين ارتضعا من امرأة واحدة لا تثبت الحرمة لانه يتضمن زوال ملك المتعة فيشترط العدد والعدالة جميعا الخ.** اور رضاع میں تمام فقہاء نے شہادت کو ضروری قرار دیا ہے۔**فارجع الى كتب الفقه.** اس لیے صورۃ مسئولہ میں حرمت مصاہرہ کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔اب اگر عورت مذکورہ نے سابقہ اقرار حرمت مصاہرۃ اور اخبار واقعہ مذکورہ میں اپنی تکذیب کر کے اس اقرار سے رجوع کر لیا ہے تو اس صورت میں دونوں کا نکاح صحیح ہوگا۔(اگر حرمت مصاہرۃ کے سوا اور کوئی مانع نہ ہو) **كما في الدرالمختار في الرضاع ص ۲۲۳ ج ۳ ان اقرت المرأة بذالك ثم اكذبت نفسها وقالت اخطأت وتزوجها جاز الخ .** اور اگر وہ اس سابق اقرار پر قائم ہے تو اگر چہ اس صورت میں دیانۃ فی ما بینہا و بین اللہ تعالیٰ اس کی عورت کے لیے جائز نہ ہوگا کہ اس شخص سے نکاح کرے یا نکاح کے بعد مجامعت کا موقع دے۔لیکن حکم شرع میں پھر بھی نکاح کی صحت ہی کا قول کیا جائے گا۔(**كما في الرضاع من الدرالمختار ص ۲۲۳ ج ۳ بعد العبارة المذكورة) كما لو تزوجها قبل ان تكذب نفسها وان اصرت عليه لان الحرمة ليست اليها قالوا وبه يفتى في جميع الوجوه قال الشاميؒ (لان الحرمة ليست اليها) اى لم يجعلها الشارع لها . فلا يعتبر اقرارها بها (قوله في جميع الوجوه) اى سواء اقرت قبل العقد اولا و سواء اصرت عليه اولا بخلاف الرجل فان اصراره مثبت للحرمة كما علمت ويفهم مما في البحر عن الخانية ان اصرارها قبل العقد مانع من تزوجها به ونحوه في الذخيرة لكن**

التعليل المذكور يؤيد عدمه انتهى ۔ البتہ یہ ضرور خیال رہے کہ اگر مرد نے مصاہرۃ کا قول کر لیا ہے اور اس پر اصرار کیا ہے تو پھر حرمت ابدی ثابت ہے۔ نکاح کے جواز کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ خواہ اب تکذیب بھی کردے اور اقرار سے رجوع بھی کر لے عبارۃ الدر المذکورۃ وھذہ العبارۃ (فرق بینھما) جحد بعد ذالک لان شرط الفرقۃ وھو الثبات قد وجد وانہ جازم بہ فلا ینفعہ الجحود بعدہ ذخیرہ انتھی ۔ تفید اصرار بالاقرار کو شامی نے مفصل ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ شعبان ۱۳۷۸ھ

عورت اگر اپنے اقرار پر قائم ہے تو شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی محمد و عرصہ دراز سے شہر ماہڑہ میں تھا کہ اپنی زوجہ مسماۃ جگھائی کی لڑکی کے ساتھ بدفعلی کرتا رہا ہے اور اس کے شوہر کو دینے سے ٹال مٹول کرتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی عورت کو لے جانے میں کامیاب نہ ہوا۔ نیز اس کے گھر کے اطراف میں جو اشخاص رہتے ہیں۔ ان سے واقعہ کی تفتیش کی گئی۔ انھوں نے بیان کیا کہ ہم یہ تنازع تو سنتے رہتے تھے کہ جگھائی نے اپنی لڑکی کو کئی مرتبہ کہا کہ تو نے مجھ سے شوہر چھین لیا ہے۔ ایک دفعہ مسماۃ جگھائی مذکورہ نے چیخ پکار کی کہ مسمی محمد و میری لڑکی کے ساتھ بدفعلی کر رہا ہے۔ چنانچہ چند اشخاص تفتیش کے لیے گئے۔ اس عورت نے واقعہ بیان کیا اور پھر مسجد میں اسی عورت نے آ کر جماعت عامہ اہل اسلام کے روبرو بندہ کو بیان دیے کہ لوگ میرے خاوند محمد و کے متعلق کہتے تھے۔ تیری لڑکی کے ساتھ بدفعلی کرتا ہے۔ لیکن میں نے آج اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے (بیان کیا) کہ میں اور میری لڑکی چھپر کے نیچے دن کو سوئے ہوئے تھے۔ ظہر کے وقت میری لڑکی آہستہ سے اٹھ کر کوٹھی کے اندر چلی گئی۔ مجھے شک شبہ ہوا۔ اس لیے تھوڑی دیر کے بعد میں کوٹھی میں گئی تو دیکھا کہ میرا خاوند محمد و میری لڑکی کے ساتھ بدفعلی کر رہا تھا۔ اس کی بیٹئہ بھی بیان کی۔ میں نے چیخ پکار کی لیکن کوئی شخص نہ پہنچا۔ اُلٹا ان دونوں نے مجھے زدوکوب کیا۔ اب میرے لیے جو شرعی حکم ہو منظور ہے۔ میں یہ برداشت نہیں کر سکتی۔ یہ بیان مغرب کی نماز کے بعد ہوا۔ صبح کو لوگ مسجد کے حجرہ میں جمع ہوئے اور محمد و مذکور کو بلایا گیا اور اس کو کہا گیا کہ اگر اپنے اختیار سے عورت کو علیحدہ کرتے ہو تو اچھا ورنہ بیان فریقین لیے جائیں گے۔ پھر شرعی حکم ہوگا۔ ماننا پڑے گا۔ تو محمد و مذکور نے فوراً کہا کہ میری اس سے توبہ ہے اور میں نے اس کو تین طلاقوں پر طلاق کی ہے اور جو شرعی سزا ہو وہ مجھے منظور ہے۔ میں اٹھانے کے لیے تیار ہوں

تو اس وقت لوگوں نے جلگھائی کی لڑکی کو خاوند کی طرف شہر امک میں پہنچا دیا ہے۔ چند ایام کے بعد لوگوں نے تفتیش کی کہ کس وقت کس طرح یہ عورت مذکورہ محمد و کے نکاح میں آ سکے گی تو بندہ نے کہا کہ حرمت مصاہرۃ کی بنا پر یہ عورت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو چکی ہے۔ **وفی فتح القدیر ص ۱۲۶ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ . ومن زنی بامراۃ حرمت علیہ امہا وان علت فتد خل الجدات وفیہ وقدرونی اصحابنا احادیث فیہ منہا قال رجل یا رسول اللہ انی زنیت بامراۃ فی الجاہلیۃ الخ . وفیہ عن ابن عمروؓ قال اذا جامع الرجل المراۃ وقبلہا او مسہا بشہوۃ او نظر الی فرجہا بشہوۃ حرمت علی ابیہ وابنہ وحرمت علیہ امہا وبنتہا وفی الدرالمختار ص ۳۲ ج ۳ وحرم ایضاً بالصہریۃ اصل مزنیتہ اراد بالزنی الوطیء الحرام واصل ممسوستہ بشہوۃ انتہی .** مسمی محمد و کا توبہ کرنا اور کہنا کہ جو شرعی سزا ہو مجھے منظور ہے۔ دلالۃ حال کے لیے ظاہراً اس کا اقرار فعل ہے۔ جیسا کہ بعض علماء کرام نے اسکے انھی بیانات کو اقرار محقق بنا کر فتویٰ حرمت ابدیہ کا دیا ہے اور وجوہ بھی ہیں۔ لیکن گذشتہ تحریر پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہ محمد ابراہیم سکنہ ماڑہ
۲۷ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ مکتوبہ میں شہرت عامہ اور افواہ عام کو بیان کرنا کہ بدفعلی کرتا رہتا ہے۔ یہ نہیں بیان کیا گیا کہ ان سے شہادت لی گئی ہے اور امر محقق و ثابت ہو چکا ہے۔ لہٰذا حرمت مصاہرہ افواہ عامہ اور شہرت عامہ محض جب تک پایہء ثبوت شرعیہ تک نہ ہو ثابت نہیں ہو سکتی۔ اس بناء پر سائل نے جو کہ مجیب بھی تھے اور اس نے بھی جواب میں شہرت عامہ کو نظر انداز کرتے ہوئے حرمۃ مصاہرت کے ثبوت پر ان کا توبہ کرنا اور اس کا یہ کہنا کہ جو شرعی سزا ہو۔ اس کے اٹھانے کے واسطے تیار رہوں۔ دلیل بنایا۔ لیکن یہ الفاظ بھی یعنی (اسکا توبہ وغیرہ کرنا اور کہنا وضاحت سے بیان نہیں ہے کہ اس شخص نے یہ کہا ہو کہ میری آئندہ کو اس فعل مذکور سے توبہ ہے اور نہ اس کو وضاحت کرنے پر مجبور کیا گیا ہے جو اس کی وضاحت اور اقرار کو ثابت کرے۔ مرد کا اپنی عورت سے فائدہ اٹھانا امر محقق و یقینی جائز ہے۔ اس کو رفع کرنے کے واسطے دلیل محقق و یقینی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ **الیقین لا یزول بالشک .** جب تک دلیل شرعی حرمۃ مصاہرۃ کے ثبوت پر موجود نہ ہو حرمت مصاہرۃ ثابت نہیں ہو سکتی۔ مکتوبہ دلائل سے ظن غالب ہو سکتا ہے لیکن ظنیات سے حرمت مصاہرۃ ثابت نہیں ہوتی۔ ہاں اس عورت کا اقرار اس کے اپنے حق میں

معتبر ہے۔ جب وہ عورت مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے تو اب بعد حلالہ کے بھی اس شخص سے نکاح کرنا ناجائز ہے اور حرام ہے اور اس مرد کو اس عورت سے نکاح کرنا ناجائز ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ غلام نبی غفرلہ سکنہ سڑی گڑھ
۱۲ اکتوبر ۱۹۵۸ء

﴿ج﴾

عورت مذکورہ کا اقرار جب تک قائم ہے اور اس نے اپنی تکذیب نہیں کی اور مرد بھی انکار کرتا ہو۔ اس وقت تک اس عورت کا نکاح اس مرد سے نہیں ہو سکتا۔ خواہ حلالہ بھی ہو جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
کیم شعبان ۱۳۷۸ھ

حقیقی دختر سے فعل بد کرنے والے کے ایمان اور نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اپنی حقیقی دختر سے زنا و بدفعلی کرتا ہے اور کافی عرصہ سے یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ بعد میں اس لڑکی مذکورہ کا نکاح مسمی عمر کے ساتھ کر دیتا ہے اور اس کے عوض عمرو کی بھتیجی سے اپنا نکاح کرتا ہے۔ جب دونوں عورتوں کی رخصتی ہو جاتی ہے تو اس کے بعد پھر زید اپنی دختر کے ساتھ زنا کرتا پکڑا جاتا ہے۔ اب زید اور اس کی حقیقی دختر ایسا کرنے سے اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں یا نہیں اور زید اور اس کی حقیقی دختر کا نکاح اپنی بیوی اور شوہر سے باقی رہتا ہے یا ختم ہو جاتا ہے اور جبکہ ایسے آدمی اپنے فعل بد پر مصر ہوں تو ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے اور کیا حکم ہے؟

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں زید اور اس کی لڑکی کا یہ فعل بہت برا فعل ہے۔ شرعاً گناہ کبیرہ و سخت جرم ہے۔ شرعاً سخت سزا کے مستحق ہیں۔ اگر اسلامی قانون جاری ہوتا تو ان کو سخت سزا دی جاتی۔ لیکن زید کا نکاح عمرو کی بھتیجی سے اور زید کی لڑکی کا نکاح عمرو سے اس برے فعل سے ختم نہیں ہوتا اور ان کے نکاح بدستور قائم ہیں۔ البتہ اس لڑکی کی والدہ زید کے نکاح میں زندہ موجود ہو تو وہ زید پر حرام ہو جائے گی اور زید ہمیشہ کے لیے انہیں نہیں رکھ سکے گا اور زید کی وہ حرام شدہ بیوی دوسری جگہ بھی نکاح نہیں کر سکے گی جب تک زید اسے طلاق نہ دے یا ایسے الفاظ نہ

بولے جو مفارقت پر دلالت کرتے ہوں۔ مثلاً یہ کہ میں نے تجھے اپنے سے علیحدہ کر دیا ہے اور اس صورت میں زید کی برادری اور اہل اسلام پر یہ فرض ہے کہ زید اور اس کی لڑکی کو سمجھائیں بجھائیں کہ وہ اس ناروا حرکت سے باز آجائیں۔ اگر وہ سمجھانے سے بھی باز نہ آئے تو پھر برادری اور اہل اسلام پر لازم ہے کہ ان سے قطع تعلق کریں۔اس کا حقہ پانی بند کر دیں۔تا آنکہ وہ اس برے فعل سے باز آجائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سوتیلی ماں کا بوسہ لینے کے بعد کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنے لڑکے کو اس کی سوتیلی ماں کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا۔اس حال میں کیا اس کے نکاح میں کچھ فرق آتا ہے یا نہیں۔اس عورت کے تین لڑکے بھی ہیں۔جس میں دودھ پینے والی اولاد بھی ہے۔فقہ حنفی کے مطابق تحریر فرما کر مسئلہ حل فرمائیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اس صورت میں یہ عورت اپنے خاوند پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے۔البتہ یہ عورت دوسری جگہ اس وقت تک نکاح نہیں کر سکتی۔ جب تک اس کا خاوند اسے یہ نہ کہہ دے کہ (میں نے تجھے چھوڑ دیا ہے)، اولاد کی پرورش اس وقت تک اس کی والدہ کرے گی۔ جب تک کسی اجنبی شخص سے نکاح نہ کرے۔خرچ وخوراک اس کا والد دیتا رہے گا اولاد کے سات سال عمر ہو جانے پر لڑکے باپ کے حوالے کر دیے جائیں۔واللہ اعلم

۲۱ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

حرمت مصاہرت کے ثبوت کی شرائط

﴿س﴾

کیا کہتے ہیں عالم دین شریعت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کا ماجریٰ یہ ہے۔ایک شخص اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ اکیلے مکان میں علیحدہ علیحدہ چارپائیوں پر سوئے ہوئے تھے اور روشنی وغیرہ بھی نہیں تھی۔اس کا سوکترا اٹھا اور ماں کے متعلق حرامکاری کے لیے تیار ہو گیا۔جس پر عورت کو معلوم ہوا کہ میرے سوکتر کو شیطان نے

بے راہ کیا ہے اور شاید جبراً مجھ سے زنا کرے تو وہ جلدی اٹھ کر باہر چلی گئی اور دروازہ بھیڑ کر کنڈا دے دیا۔ خود دوسرے مکان میں جا کر سوگئی اور صبح صبح کو مکان کا دروازہ کھولا۔ دروازہ کھلتے ہی اس کا ساکتر دوڑ گیا اور نکل گیا جوکہ بہت دو ماہ تک کوٹ ادھر ادھر پھرتا رہا پھر اس کو منگوایا گیا اور ان سے بیان لیے گئے۔ جن میں چند آدمی موجود تھے۔ جن کے نام و دستخط نیچے موجود ہیں۔ بیانات ہر دو حسب ذیل ہیں۔

(۱) بیان عورت۔ ایک رات میں اور میرا ساکتر ایک مکان کوٹھہ میں اکیلے سوئے ہوئے تھے۔ میرا گھر والا گھر موجود نہ تھا۔ روشنی وغیرہ بھی کوٹھہ میں نہ تھی۔ کیونکہ وقت سونے کا تھا۔ ابھی سوئے ہوئے تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ مجھے معلوم ہوا کہ میرا ساکتر میری چار پائی کے نزدیک کھڑا ہے۔ میں نے کہا کون ہے کیا کہتا ہے۔ پھر اس نے میرے ہاتھ کو ہاتھ لگایا۔ میں فوراً سمجھ گئی کہ اسکو شیطان نے حرکت دے رکھی ہے۔ میں جلدی سے باہر نکل گئی اور مکان کا دروازہ بند کر کے کنڈا دے دیا اور خود دوسرے مکان میں جا کر سو رہی۔ جاتے وقت وہ میرا بازو پکڑتا رہا مگر میں چلتی رہی۔ میں قسم کھا کر کہتی ہوں اور کلمہ شریف پڑھ کر تمام گواہان کے سامنے کہہ رہی ہوں کہ اس نے میرے پستان یا شرم گاہ وغیرہ کسی اور مقام پر ہاتھ وغیرہ دست اندازی نہیں کی ہے۔ میرے کپڑے وغیرہ بھی بدن پر موجود تھے اور موجود رہے۔ اس کا ارادہ ضرور برا تھا۔ اگر میں باہر نہ جاتی تو میری بے عزتی ضرور کرتا۔ جس وقت میں سوئی ہوئی تھی۔ کپڑا یا سیرک وغیرہ نہیں اوڑھی تھی۔

بیان نمبر ۲۔ لڑکا خدا بخش پسر محمد بخش درکھان سکنہ آس کچہ موضع موش شاہ تھانہ کروڑ تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ۔ کلمہ پڑھ کر ایمان کے ساتھ خدا کی قسم اور قرآن پاک کی قسم کر کے کہتا ہوں۔ سچ سچ بولوں گا۔ ایک رات میں اور میری سوتیلی ماں اکیلے کوٹھہ مکان میں سوئے ہوئے تھے۔ میرا والد گھر نہ تھا۔ مجھے شیطان نے بدراہ کیا اور میرا ارادہ تبدیل ہو گیا۔ اپنی چار پائی سے اٹھ کر اس کی چار پائی تک پہنچا۔ میں نے اس کو ہاتھ لگایا۔ جب میری سوتیلی ماں کو میرا ارادہ معلوم ہوا تو اٹھی اور باہر چلی گئی اور مکان کا دروازہ بند کر دیا۔ کنڈا دے دیا۔ میں نے نہ پستان کشی کی ہے نہ زنا کیا ہے۔ جب وہ چار پائی سے اٹھی تو میں کانپنے لگا اور سو رہا۔ صبح کو میری سوتیلی ماں نے دروازہ کھولا تو میں شرم ساری کی وجہ سے نکل کر باہر چلا گیا اور لیہ کوٹ اور ادھر ادھر پھرتا رہا۔ پھر والد صاحب کے خطوط جانے پر واپس آیا اور آج تمھارے روبرو یہ بیان دے رہا ہوں۔ نہ بوسہ کیا ہے۔ دونوں بیان بندی کے وقت مندرجہ ذیل صاحبان موجود تھے۔

(۱) مولوی نور محمد صاحب۔ امام مسجد آس کچہ موضع موسن شاہ (۲) ملک غلام حسین جو یہ دوکاندار و زمیندار بستی آس کچہ (۳) مولوی غلام یٰسین صاحب اوان سکنہ بیٹ نولگڑ حال بستی آس کچہ۔

اب عرض یہ ہے کہ مطابق شریعت محمدیؐ اس معاملہ کو سمجھ کر فتوی تحریر فرمائیں کہ کیا اس معاملہ میں حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔ان کے متعلق اب کیا کیا جائے۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لیے ضروری ہے کہ مس شہوت کے ساتھ ہوا ہو اور لڑکے کے بدن کا کوئی حصہ عورت کے بدن کے کسی حصہ پر بغیر حائل کے لگ گیا ہو اور مس کرتے وقت لڑکے کو شہوت ہو یا عورت کو شہوت ہو۔شہوت کی حد مرد جوان میں یہ ہے کہ مس کرتے وقت اس کا آلہ تناسل منتشر ہو گیا ہو اور اگر مس سے قبل منتشر ہو تو مس کرتے وقت انتشار میں اضافہ ہوا ہو اور عورت میں یہ ہے کہ اس کا دل مائل ہو گیا ہو اور اگر مس سے پہلے مائل ہو تو میلان میں اضافہ ہو گیا ہو۔

صورت مسئولہ میں اگر لڑکا یہ کہے کہ مجھے اس قسم کی شہوت نہ تھی۔یعنی میرا آلہ منتشر نہیں ہوا تھا اور نہ اس پر شہادت موجود ہو تو حرمت ثابت نہیں ہوگی اور اگر لڑکا اس قسم کی شہوت کا مس کرتے وقت اقرار کرے تب اگر اس عورت کا شوہر یعنی اس کا باپ اس کی تصدیق کرے یعنی اس کو سچا مان لے۔تب حرمت مصاہرت ثابت ہوگی اور اس مرد کے ذمہ لازم ہوگا کہ اپنی بیوی کو علیحدہ کردے اور زبان سے بھی کہہ دے کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔تب وہ عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکے گی اور اگر مرد اپنے بیٹے کو جھوٹا کہے تب چونکہ شہادت موجود نہیں ہے۔لہٰذا حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی اور مرد بدستور اس بیوی کو آباد رکھ سکتا ہے اور قاضی وغیرہ اس میں تفریق نہیں کرسکتا۔ہکذا فی الشامی۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ذوالحجہ ۱۳۸۶ھ

اگر چھونا لباس کے ساتھ ہو تو حرمت ثابت ہوگی یا نہیں؟

ایک عورت جس کی عمر تقریباً پچاس سال ہے۔چار پانچ لڑکوں کی ماں اور خاوند زندہ ہے۔رات کو باہر صحن میں سوئی جہاں اسکے لڑکے اور دوسرے پڑوسی بھی سو رہے تھے۔وہ عورت بہت سویرے اٹھی اپنے کام کاج کرنے لگی۔اسکے بعد سستی کی وجہ سے اپنے بڑے لڑکے جس کی عمر ۲۰ سال ہے کے پاس چارپائی پر لیٹ گئی اور

سوگئی۔سورج نکلنے تک سوئی رہی۔دو تین آدمیوں نے بھی دیکھا اوپر اوڑھے ہوئے کوئی کپڑا نہیں تھا اور اُنکے کپڑے بالکل ٹھیک ٹھاک تھے۔از روئے کتاب وسنت جواب عنایت فرمائیں۔

﴿ج﴾

پہلے تو یہاں بوجہ حائل لباس ہونے کے مس نہیں ہوا اور ہوا تو شہوت بظاہر نہیں ہے۔تو اس صورت میں حرمت لازم نہیں آتی۔

احمد جان نائب مفتی قاسم العلوم ملتان
۹صفر ۱۳۸۸ھ

از راہ شرارت سوتیلی والدہ کو چھونے سے حُرمت ثابت نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکا جس کی عمر ۱۲،۱۳ سال کے لگ بھگ تھی اور اس کا والد اس کی سگی والدہ کو طلاق دے چکا تھا۔اُس نے ایک مرتبہ گرمی کے موسم میں رات کے وقت اپنے والد اور سوتیلی والدہ کو چارپائی پر اکٹھے سوتے ہوئے دیکھا تو وہ اپنی والدہ کے پاؤں کو ہاتھ لگا کر بھاگ گیا۔جس پر عورت اور اس کا خاوند جاگ گئے اور انھوں نے دیکھا کہ وہ لڑکا جارہا ہے۔اس واقعہ کو گیارہ بارہ سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور اب یہ بات کھلی ہے۔اب اُس لڑکے سے دریافت کیا گیا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نے کسی بُری نیت خواہش نفسانی کی بناء پر ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ویسے ہی از راہ شرارت ہاتھ لگایا تھا اور میں نے آج تک بھی کسی کے سامنے اظہار نہیں کیا کہ میں نے بری نیت سے ہاتھ لگایا تھا لیکن اب بعض لوگ شور کررہے ہیں کہ وہ عورت اپنے خاوند پر حرام ہوگئی ہے۔شرعاً اس صورت کا کیا حکم ہے؟

﴿ج﴾

اس بارے میں شرعاً لڑکے کا قول معتبر ہے اور حرمت ثابت نہیں۔لہٰذا کوئی شک وشبہ نہ کیا جائے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ شعبان ۱۳۹۶ھ

والدہ سے فعلِ بد کرنے والے کے نکاح اور اُس کی اولاد کے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ایک شخص اپنے باپ کی منکوحہ سے زنا کرتا ہے۔ کیا اس کا نکاح باقی رہے گا یا ٹوٹ جائے گا اور پھر اس شخص کی جو اولاد ہوگی ان کی شادی بیاہ وغیرہ ٹھیک ہو گا یا نہیں۔ مثلاً زید نے اپنی والدہ سے زنا کیا اور کرتا ہے تو پھر کیا زید کی اپنی لڑکی مثلاً زینب کے ساتھ بکر کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔ بیان فرمائیں۔

﴿ج﴾

بشرط ثبوت ایسا فعل کرنے والا شخص سخت گنہگار ہے۔ لیکن اس فعل کی وجہ سے اس کا اپنا نکاح فسخ نہیں ہوگا اور اس کی لڑکیوں کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے۔ بشرطیکہ اور کوئی وجہ مانع موجود نہ ہو۔ واضح رہے کہ ثبوت زنا کے لیے چار عینی گواہوں کی شہادت ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

جس بھاوج کی ماں سے ناجائز تعلق رہا ہو، بیوہ ہونے کے بعد اُس سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کے بکر کی بیوی سے ناجائز تعلقات تھے۔ تعلقات سے پہلے دو بچے، ایک لڑکا اور ایک لڑکی موجود تھے۔ چند دنوں کے بعد وہ تعلقات ختم ہوگئے۔ پھر بکر نے اپنی لڑکی کا نکاح زید کے چھوٹے بھائی سے کر دیا۔ چھ سال کے دوران میں دو بچے ہوئے۔ پھر زید کے چھوٹے بھائی نے کسی وجہ سے طلاق دے دی۔ اب ایک سال سے بیوہ زید کے پاس ہے۔ اب کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ زید کا نکاح بیوہ سے ہوسکتا ہے یعنی چھوٹے بھائی کی بیوی بھاوج سے ہوسکتا ہے یا کہ نہیں؟

﴿ج﴾

زید کے بھائی کے نکاح میں جو عورت آئی تھی۔ وہ اس عورت کی لڑکی ہے جس کے ساتھ زید کے ناجائز تعلقات تھے اور جس عورت کے ساتھ ناجائز تعلقات ہوں۔ اس عورت کی اصول وفروع اس شخص کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ پس صورۃ مسئولہ میں یہ عورت زید پر حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ صفر ۱۳۹۰ھ

جس شخص سے ناجائز تعلق رہا ہو، اس سے بیٹی کا رشتہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کے بھائی بکر کی بیوی نے کسی غیر شخص کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کر لیے۔ چنانچہ بکر کی ایک لڑکی بالغ ہوئی تو اس کی والدہ نے اپنے دوست جس کے ساتھ اس کے ناجائز مراسم تھے۔ بکر کی اجازت کے بغیر اس کے ساتھ ہی نکاح کرادیا تو خود بھی چلی گئی اور اس لڑکی کو بھی اس کے ساتھ منکوحہ کرایا گیا۔ اب اس لڑکی کا والد اس لڑکی کو واپس آباد کرآیا ہے۔ آیا اس لڑکی کا اس آدمی کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اس واقعہ کی پوری تحقیق کی جائے۔ اگر شرعی طریقہ سے اس کا ثبوت ہو جائے کہ واقعی بکر کی بیوی کے اس غیر شخص سے ناجائز تعلقات تھے تو اس لڑکی کا نکاح اس بیٹی سے جس کے ساتھ اس کی ماں کے ناجائز تعلقات تھے۔ جائز نہ ہوگا۔ بہر حال تحقیق کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ محرم ۱۳۹۲ھ

افواہ یا ایک شخص کی شہادت سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے قرآن مجید مسجد میں باوضو ہو کر اُٹھایا کہ عمر کا فعل بد زید کی بیوی کے ساتھ ہے اور اُس شخص نے تین آدمیوں کے سامنے قرآن مجید مسجد میں بیٹھ کر اُٹھایا۔ اب زید کی لڑکی کا نکاح عمر کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں اور علاقہ میں بھی بڑا آوازہ ہے۔ ہر ایک کے منہ سے یہی آوازہ ہے کہ عمر کا فعل بد زید کی بیوی کے ساتھ ہے۔ اس کا جواب بحوالہ قرآن وحدیث دیا جائے۔

﴿ج﴾

اگر شرعی طریقہ سے اس کا ثبوت ہو جائے کہ واقعی عمر کا تعلق زید کی بیوی سے رہا ہے تو زید کی لڑکی سے عمر کا نکاح جائز نہیں ہوگا۔ صرف ایک آدمی کی شہادت یا عام افواہ اس حرمت کے ثبوت کے لیے کافی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ صفر ۱۳۹۲ھ

مزنیہ کے لڑکے کو لڑکی کا رشتہ دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ، زید اپنی دختر کا نکاح عمر کے لڑکے کے ساتھ کرتا ہے۔لیکن زید نے عمر کی منکوحہ کے ساتھ ناجائز تعلقات وسلوک کیا تھا۔کیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے۔زید عمر حقیقی بھائی ہیں۔

﴿ج﴾

نکاح مذکور جائز ہے۔واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ شوال ۱۳۷۵ھ

مزنیہ کی بیٹی سے نکاح کرنے والے سے قطع تعلق کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے مسماۃ ہندہ سے زنا کیا ہے اور اس کا خود اقراری ہے کہ میں نے زنا کیا ہے۔اس کے بعد اس نے اس کی لڑکی کے ساتھ نکاح کیا ہے۔لوگوں نے اس کو ملامت کی ہے کہ تو نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے۔پھر اس کی لڑکی کے ساتھ نکاح کیا ہے۔اس نے جواب دیا ہے کہ میں نے جب زنا کیا تھا۔اس سے قبل یہ لڑکی پیدا تھی۔پھر جب لوگوں نے زور شور کے ساتھ ملامت کی تو اس نے طلاق دے دی پھر چند دنوں کے بعد اس کو گھر رکھ لیا ہے اس سے اولاد ہوئی ہے۔اب آپ فرمائیں کہ جو لوگ ان کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں معاملات کرتے ہیں یا کسی قسم کی امداد کرتے ہیں۔شادی غم میں یا ان کے زوج کے والد کے ساتھ ایسے معاملات کرتے ہیں کیا انکو گناہ ہوگا یا نہ۔اگر ہو تو صغیرہ ہوگا یا کبیرہ۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔بشرط صحت واقعہ جو لوگ اس کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھتے ہیں۔وہ گناہ گار بنتے ہیں۔حدیث شریف میں وارد ہے۔**من رائی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذلک اضعف الایمان او کما قال** یعنی جو شخص تم میں سے کسی ناجائز کام کو دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے اگر ہاتھ سے نہ روک سکے تو زبان سے روکے اگر زبان سے نہ روک سکے تو اسے دل سے برا

جانے اور یہ کمزور ترین درجہ ایمان ہے۔لہٰذا ان کے ساتھ تعلقات رکھنے نا جائز ہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ محرم ۱۳۸۷ھ

گواہوں کی شہادت اگر مسترد ہو جائے تو حرمت ثابت ہوگی یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس فیصلہ کے متعلق کہ مسمی گل محمد کا نکاح مسمی غلام رسول کی لڑکی عائشہ سے ہوا اب جبکہ لڑکی بالغ ہوگئی اور رشتہ لینے کا وقت آیا کچھ ایسے انکشافات ہوئے جن سے نکاح پر عمل درآمد کرنے میں رکاوٹ پیدا ہوگئی۔دونوں فریقوں نے بیانات گواہوں کے سامنے تحریر کرائے اور تنازع مذکور کو حسب فیصلہ شرعی پیش کیا۔از روئے شریعت فیصلہ فرمایا جائے تا کہ فریقین عمل پیرا ہو کر دنیا و عقبیٰ سنوار سکیں۔فریقین کا اقرار نامہ مع بیانات مدعی و مدعی علیہ و بیانات گواہاں مدعی استفتاء ہذا کے ساتھ لف ہیں۔بینوا توجروا

گواہ نمبرا۔بیان ازاں فقیر محمد ولد جان قوم راجپوت سکنہ پہاڑ پور۔

بیان کیا کہ عرصہ بارہ سال ہوا ہے کہ میں چاہ دادو پر کام کرتا تھا اور چاہ جڑ والہ کو کاشت کرنے کا شوق تھا مجھے کچھ کام تھا کہ میں چاہ ٹبہ والہ پر گیا اور واپسی میں میں چاہ جڑ والہ پر جا رہا تھا کہ غلام رسول درکھان کے چاہ پر سے گزرا ان کے مکانات کے پیچھے ایک ساہل ہانہ مویشیاں تھا۔اسکے ساتھ تین قدم کے فاصلہ پر کھالہ موجود ہے میں کھالہ کا کنارہ لے کر مغرب کی طرف جا رہا تھا کہ مجھے تھوڑی سی آواز سنائی دی میں آواز سن کر کھالہ کی طرف گیا۔میں نے دیکھا کہ مسماۃ بختاں زوجہ غلام رسول اور گل محمد ولد محمد بخش درکھان اکٹھے موجود تھے لیکن مسماۃ بختاں مذکورہ کی ٹانگیں گل محمد اٹھائے ہوئے تھا اور اسکے ساتھ زنا کر رہا تھا میں خاموش ہو کر چلا گیا میں نے آج تک کسی کو اس واقعہ کی اطلاع نہ دی تھی عرصہ بارہ تیرہ سال کا ہوا ہے کہ مسمی عبدالحکیم کو میں نے واقعہ بتلا دیا تھا۔ شیر محمد۔

بیان نمبر۲۔میاں ازاں گل محمد ولد محمد بخش قوم درکھان سکنہ پہاڑ پور۔

بیان کیا کہ عرصہ چار سال کا ہوا ہے کہ میرا نکاح ہمراہ مسماۃ عائشہ دختر غلام رسول درکھان ہوا تھا اس وقت مجھ سے مبلغ دو ہزار روپے مسمی غلام رسول سسر نے لیے تھے بعد میں مسمی غلام حسین برادر سسر نے مجھے کہا کہ تیرا سسر غریب ہے اس کے ساتھ امداد کرتے رہنا اور اپنی منکوحہ کو کپڑے وغیرہ دیتے رہنا۔گذشتہ چیت کے مہینہ کا

ذکر ہے مجھے غلام رسول سسر و غلام حسین برادر سسر نے کہا کہ ہم تمھیں شادی کر دیتے ہیں سسر م کا بھائی اچانک غلام حیدر فوت ہو گیا سسر م نے مجھے کہا کہ چہلم گزرنے دو بعد میں شادی کر دیں گے۔اب مطالبہ کیا گیا ہے تو یہ الزام مجھ پر عائد کیا گیا ہے کہ میرے اپنی منکوحہ کی والدہ کے ساتھ نا جائز تعلقات ہیں۔میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میرا کوئی نا جائز تعلق اپنی منکوحہ کی والدہ کے ساتھ نہیں ہے۔میرے برخلاف شہادت بوقت نکاح موجود تھے اس وقت انھوں نے کیوں نہ بتلایا تھا۔گل محمد

بیان نمبر ا۔بیان مدعلیہ مسماۃ بختاں زوجہ غلام رسول قوم درکھان سکنہ پہاڑ پور۔

بیان کیا کہ میرا نا جائز تعلق ہمراہ گل محمد ولد محمد بخش درکھان نکاح دختر م سے پہلے کا تھا نکاح دختر م کو عرصہ دس گیارہ سال کا ہوا ہے کہ ہوا تھا نکاح دختر م کے بعد کچھ عرصہ تک نا جائز تعلقات قائم رہے بعد میں گل محمد سے منحرف ہو گئی گناہ رات کے وقت ہوا تھا اور ہمارے چاہ کی اراضی میں ہوا تھا بوقت نکاح دختر م میں نے کسی شخص کو اس فعل نا جائز سے آگاہ نہیں کیا تھا بعد میں خود بخود یہ افواہ پھیل گئی۔مسماۃ بختاں مذکور یہ۔

بیان نمبر ۲۔بیان ازاں احمد بخش ولد کریم بخش قوم درکھان سکنہ پہاڑ پور۔

بیان کیا کہ عرصہ تقریباً چار سال کا ہوا ہے کہ مسمی گل محمد ولد محمد بخش درکھان کا نکاح ہمراہ مسماۃ عائشہ دختر غلام رسول درکھان ہوا تھا۔اس سے تقریباً ۳/۴ سال قبل گل محمد مذکور نے مجھے کہا کہ چاہ پنجی والہ پر چلیں۔رات کو تقریباً ۹/۱۰ بجے وہاں گئے۔گل محمد نے کہا کہ اس نے کسی عورت کے پاس جانا ہے میں تقریباً چالیس قدم کے فاصلہ پر بیٹھا رہا یہ غلام رسول کے مکانات کی طرف چلا گیا اس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا۔مزید کہا کہ موسم گرمی کا تھا مجھے یاد نہیں ہے کہ رات چاندنی تھی یا اندھیری۔احمد بخش مذکور۔

بیان گواہ نمبر ۳۔بیان ازاں اللہ وسایا ولد یار محمد قوم درکھان سکنہ موضع احسان پور تحصیل کوٹ ادو۔

بیان کیا کہ عرصہ دس سال کا ہوا ہے کہ میں اور گل محمد ولد محمد بخش درکھان اکٹھے اینٹیں تھاپنے کا کام کرتے تھے ہم اکٹھے اینٹیں چاہ ٹوپی والہ پر تھاپتے رہے ہر دونوں کام ختم کر کے واپس آکر شام کو غلام رسول درکھان کے گھر چاہ پنجی والہ پر رہتے تھے۔گرمی کا موسم تھا ہم دونوں مکانات کے مشرق کی طرف سوتے تھے۔ایک رات مسمی گل محمد نے کہا کہ آگ اٹھا لاؤں حقہ پیوں میں تو پنجی والہ چلا گیا۔میں نے بہت انتظار کیا لیکن گل محمد نہ آیا پھر میں چاہ پنجی والہ پر خود چلا گیا یہ صبح سویرے چار بجے کا وقت تھا۔موسم گرمی کا تھا میں نے آکر دیکھا کہ دو آدمی بیری کے درخت کے سایہ میں کھڑے تھے۔میری کھانسی کی آواز سن کر عورت گھر چلی گئی۔گل محمد میرے پاس چلا آیا پھر دونوں ٹوبہ آئے۔جب ہم دونوں ٹوبہ پر پہنچے تو گل محمد کپڑے اتار کر نہانے لگ گیا۔رات چاندنی تھی۔

اس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا۔ اللہ وسایا مذکور۔

بیان گواہ نمبر۴۔ بیان ازاں بخت مائی بیوہ غلام حیدر قوم درکھان سکنہ پہاڑپور۔

بیان کیا کہ عرصہ تقریباً دس گیارہ سال کا ہوا ہے کہ مسمی گل محمد کا نکاح ہمراہ مسماۃ عائشہ دختر غلام رسول درکھان سے ہوا تھا لیکن اس نکاح کے عرصہ دو سال پہلے مسمی گل محمد کے ناجائز تعلقات ہمراہ بختاں زوجہ غلام رسول تھے۔ ایک رات میں بھی مسماۃ بختاں زوجہ غلام رسول کے ساتھ وعدہ بھگتانے کے لیے گئی تھی۔ گرمی کا موسم تھا۔ چاندنی رات تھی۔ گل محمد مذکور کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ ہمارے مکان کے غربی طرف ٹبہ کے نزدیک بیٹھا تھا مسماۃ بختاں اور گل محمد اکٹھے بیٹھے تھے اور میں دور جا کر بیٹھ گئی۔ میں نے ان کی طرف منہ نہیں کیا تھا۔ مسماۃ بخت مائی

بیان گواہ نمبر۵۔ بیان ازاں محمد یار ولد نورالدین قوم درکھان سکنہ ٹبہ غیر مستقل شرکی تحصیل کوٹ ادو۔

بیان کیا کہ عرصہ تقریباً ۱۰/۸ سال کا ہوا ہے کہ میں گل محمد ولد محمد بخش درکھان کے پاس آیا رات کو میں وہیں ٹھہرا گل محمد نے مجھے کہا کہ میرا ایک عورت کے ساتھ وعدہ ہے میرے ساتھ چلو۔ میں گل محمد کے ساتھ چل پڑا جب ہم دونوں ریلوے لائن پر پہنچے، میں نے گل محمد سے دریافت کیا کہ عورت کون ہے۔ اس نے جواب میں کہا کہ درکھان ہیں بکن والے۔ میں نے کہا کہ وہ تو پہلے پہاڑپور کے غربی طرف سکونت رکھتے تھے یہاں کس طرح آ گئے ہیں۔ اس نے کہا کہ رقبہ کا تبادلہ کر کے یہاں سکونت پذیر ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں ریلوے لائن پر کھڑا ہوں تو وہاں خود چلا جا۔ تقریباً سات آٹھ کرم کے فاصلہ پر چلا گیا۔ تقریباً آدھ گھنٹہ کے بعد واپس آیا میں نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارا کام ہو گیا ہے یا نہ۔ میں نے اپنی آنکھوں سے کچھ نہیں دیکھا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ میرا کام ہو گیا ہے۔ میں نے دوبارہ کہا کہ عورت کس کی تھی۔ اس نے جواب دیا کہ غلام رسول درکھان کی عورت تھی۔ محمد یار بقلم خود۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ ثبوت حرمت مصاہرہ کے لیے حجت تامہ ضروری ہے۔ جب تک مکمل شہادت موجود نہ ہو حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال جب کسی ایک واقعہ پر دو گواہ موجود نہیں اس لیے کوئی بھی واقعہ ثابت نہیں تو صرف ساس جو کہ مدعی ہے اس کے قول سے حرمت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

گواہ نمبر۱ جو کہ زنا کی گواہی دے رہا ہے۔ وہ اس واقعہ کا ایک ہی چشم دید گواہ ہے۔ جو کہ شرعاً معتبر نہیں۔

گواہ نمبر۲ احمد بخش کے بیان میں بدفعلی یا مس بشہوت کا ذکر تک ہی نہیں اس لیے وہ اس واقعہ کا گواہ نہیں بن سکتا۔

گواہ نمبر۳ اللہ یار کسی اور موقعہ پر دونوں کو بیری کے سایہ میں کھڑے ہونے کی گواہی دے رہا ہے۔ بدفعلی یا مس بالشہوۃ کا ذکر نہیں کرتا اور جب وہ فعل بد کی گواہی نہیں دے رہا تو وہ اس حرمت کے ثبوت کے لیے گواہ نہیں بن سکتا۔

گواہ نمبر۴ گواہ بخت مائی کے بیان میں بھی اس کا ثبوت نہیں بلکہ نہ دیکھنے کا اقرار کر رہی ہے۔ اس لیے یہ بھی معتبر نہیں۔

گواہ نمبر۵ محمد یار کا بیان ہے کہ میں نے آنکھوں سے کچھ نہیں دیکھا صرف یہ بیان دے رہا ہے کہ گل محمد نے کہا کہ میرا کام ہو گیا۔ اس اقرار پر وہ اکیلے گواہی دے رہا ہے جو حجت نہیں۔ لہٰذا ان گواہوں سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں۔ زوجہ مذکورہ بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ بیانات کی صحت کا دارومدار اور واقعہ کی صحت کی ذمہ داری ثالث عبدالکریم پر ہے مفتی پر نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ رجب ۱۳۹۷ھ

مغویہ کی ماں سے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اپنے بھتیجے کی منکوحہ کو اغواء کر کے لے گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد واپس کر دی پھر کچھ مدت کے بعد مغویہ کی ماں سے نکاح کر لیا جو بیوہ تھی کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اگر زید مذکور اس مغویہ سے بدفعلی کر چکا ہو یا اس کو شہوت کے ساتھ بدون حائل قوی مس کر چکا ہو تب زید پر اس مغویہ کی ماں ہمیشہ تک کے لیے حرام ہو گئی ہے۔ نکاح مغویہ مذکورہ کی ماں کے ساتھ فاسد ہے۔ فوراً علیحدگی ان کے مابین ضروری ہے۔ کما قال فی العالمگیریة ص ۲۷۴ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ وتثبت بالوطء حلالاً کان او عن شبهة او زنا كذا فی فتاوی قاضیخان فمن زنی بامرأة حرمت علیه امها وان علت وابنتها وان سفلت الخ ۔ وفیها

ایضاً بعد اسطر و کما تثبت هذه الحرمة بالوطء تثبت بالمس و التقبیل و النظر الی الفرج بشهوة کذا فی الذخیرة. اور اگر صرف اغواء کر چکا ہو، بدفعلی وغیرہ (یعنی مس بالشہوۃ) نہ کر چکا ہو تب اس کی ماں اس پر حرام نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ محرم ۱۳۸۷ھ

باپ کی مزنیہ سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی مانک ولد مھنہ سوال کرتا ہے کہ خان ولد سوہا نزا میرا پھوپھی زاد بھائی ہے۔ اس کا ایک عورت مسماۃ اللہ وسائی سے ناجائز تعلق تھا۔ جس کا میں نے بھی ایک دفعہ مشاہدہ کیا ہے۔ اس طرح چند دیگر آدمی بھی چشم دید گواہ ہیں اور خود خان نے بھی کئی مجالس میں اقرار جرم کیا ہے۔ اب مسمی خان کے حقیقی لڑکے محمد نے عورت مذکورہ سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو تمام برادری نے روکا کہ یہ عورت مذکورہ تمھارے اوپر حرام ہے۔ مگر اس نے ہٹ دھرمی کرتے ہوئے دو تین اجنبی آدمیوں کو بلا کر عورت مذکورہ سے نکاح کر لیا ہے۔ اب برادری نے اس کے والد سے ایک عالم دین بزرگ کے سامنے دریافت کیا کہ امر واقعی کیا ہے۔ تو اس نے تمام مجلس کے سامنے اقرار جرم کیا۔ اب سوال یہ ہے کہ محمد مذکور کا مسماۃ اللہ وسائی کے ساتھ نکاح منعقد ہوا یا نہ؟ اور محمد مذکور کے ساتھ تعلقات رکھنا کس طرح ہے؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حرمت کے لیے اور مسماۃ اللہ وسائی اور محمد مذکور کے اس نکاح کو فاسد قرار دینے کے لیے صرف محمد کے والد خان کا اقرار جرم کافی نہیں ہے۔ بلکہ یہ حرمت وفساد نکاح مذکور تب ثابت ہوگا کہ یا تو محمد اپنے والد خان کے اس اقبال جرم کی تصدیق کرے اور یا خان کے اللہ وسائی مذکورہ کے ساتھ بدفعلی کرنے پر چشم دید گواہ عدالت کے روبرو یا کسی علماء کی پنچائت کے سامنے باقاعدہ شہادت شرعیہ دیں۔ تب حرمۃ ثابت ہوگی اور ان کا نکاح مذکور فاسد شمار ہوگا اور ان کے مابین تفریق ضروری ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ صفر ۱۳۸۷ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس عورت کے ساتھ بدفعلی شرعی شہادت سے ثابت نہ ہو اُس کی بیٹی سے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مثلاً ہندہ نے اقرار کیا ہے کہ زید نے میرے ساتھ زنا کیا۔ خواہ جبراً خواہ خوشی سے اور زید بالکل انکاری ہے زنا وغیرہ سے اور سوائے اقرار عورت کے کوئی موقعہ کا گواہ ہی نہیں البتہ افواہ لوگوں کی ہے۔ اب زید مذکور ہندہ کی لڑکی کرنا چاہتا ہے اور ہندہ کہتی ہے کہ اسکو کسی صورت میں نہیں آ سکتی تو کیا زید مذکور ہندہ کی لڑکی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

ثبوت حرمت مصاہرہ کے لیے دو گواہ عادل کی گواہی ضروری ہے۔ فقط عورت کے کہنے سے ثبوت حرمت نہیں ہو سکتا۔ البتہ اسلامی حکومت میں عورت کو اپنے اقرار کی وجہ سے (رجم یا جلد مأتہ) کی سزا دی جاتی ہے۔ موجودہ صورت حال میں اگر پنچایت یا لڑکا اس عورت کو تعزیراً کوئی سزا دے تو بہتر ہے۔ البتہ اگر زید کا یہ واقعہ بالفرض صحیح ہے اور وہ اس کا انکاری ہے تو اگرچہ ہم فتوی جواز نکاح کا بوجہ عدم ثبوت کے دیں گے لیکن عنداللہ وہ حرام ہوگی اور ہمارے فتوی سے حلال نہیں ہو سکتی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حرمت مصاہرت سے درج ذیل عورتیں حرام ٹھہرتی ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ ایک شخص کا اپنی منکوحہ کے بھائی کی بیوی سے کچھ مدت ناجائز فعل رہا۔ بعد مدت کے اس شخص نے ناجائز تعلق منقطع کر دیا۔ خواہ توبۃً یا ویسے۔ بعدہ اسی زانی شخص کے بڑے لڑکے نے بھی اپنے باپ کی مزنیہ سے کچھ مدت ناجائز تعلق رکھا ہے پھر اس نے بھی تعلق ختم کر دیا۔ یعنی لڑکے کے باپ نے اپنی منکوحہ کے بھائی کی بیوی سے ناجائز تعلق قائم کر رکھا تھا اور بیٹے نے بھی اپنے ماموں کی بیوی سے تعلق ناجائز رکھا۔ کیا اب چھوٹا لڑکا اپنے باپ کی اور اپنے بڑے بھائی کی مزنیہ کی اولاد اناث جو کہ اپنے ماموں کی پشت سے ہے نکاح کر سکتا ہے یا نہ۔ بمع حوالہ کتب بیان فرما دیں۔ توجروا اجراً وافراً

﴿ج﴾

کر سکتا ہے۔ حرمت مصاہرۃ سے فقط چار قسم کی عورتیں حرام ہوتی ہیں۔ (۱) اصول زانی خود مزنیہ پر۔ (۲) فروع زانی خود مزنیہ پر۔ (۳) اصول مزنیہ خود زانی پر۔ (۴) فروع مزنیہ خود زانی پر۔ فروع زانی فروع مزنیہ پر حرام نہیں اس لیے زانی کا بیٹا اس کی مزنیہ کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے۔ ھکذا فی جمیع کتب الفقہ. واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس عورت سے بوس کنار ہوا ہو اُس کی بیٹی سے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید بکر کی زوجہ زبیدہ کے ساتھ ناجائز تعلق رکھتا تھا۔ زنا کی نوبت تک معاملہ نہیں پہنچا مگر بوس وکنار، چھیڑ وچھاڑ، شہوانی کا زید اور زبیدہ دونوں اقرار کرتے ہیں۔ اکیلے مکان میں ایک چارپائی پر رات کے وقت اکٹھے ہونے کا بھی ثبوت ہے اور فریقین بھی اقرار کرتے ہیں۔ اب زید لڑکی کے ساتھ جو زبیدہ کے بطن سے پیدا ہوئی ہے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ کیا فقہ حنفیہ اس نکاح کو جائز قرار دیتی ہے یا نہیں۔ اگر شریعت میں نکاح ناجائز ہے تو باوجود علم مسئلہ کے جو شخص ایسے نکاح میں بیٹھے یا پڑھے کیا فتویٰ ہے اور جو ورثاء ایسے نکاح کو پڑھا دیں تو انکے ساتھ برتاؤ کیا ہے۔ مہربانی فرما کر فتویٰ فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

﴿ج﴾

شہوت سے مس کرنے یا بوس وکنار شہوانی کا جب ثبوت ہے تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی جس کے بعد ابد الاباد زبیدہ کی لڑکی زید پر حرام ہے۔ کسی صورت یا حیلہ سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ جو شخص اس نکاح کو منعقد کرے اس میں بیٹھے اور گواہ بنے سب گنہگار ہیں۔ انکو جلدی توبہ کر لینی چاہیے۔ جیسے نکاح میں اعلانیہ شریک ہوئے ہیں توبہ بھی اعلانیہ کرنا ہوگا تمام پر لازم ہے کہ ان کو توبہ پر آمادہ کریں اور مرد وعورت کو الگ کریں ورنہ ان کے ساتھ تمام برادری وغیرہ منقطع کریں اور انکو توبہ پر بذریعہ ترک تعلقات مجبور کرنے کی کوشش کریں۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ محرم ۱۳۷۲ھ

مزنیہ کی ماں سے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کسی مرد نے کسی عورت سے زنا کیا تو اب اس عورت کی ماں اور اس کی لڑکی سے بشرطیکہ بوقت زنا وہ لڑکی بالغہ تھی از روئے شریعت محمدیہ نکاح جائز ہے یا نہ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر زنا کا ثبوت ہو جائے تو حرمت مصاہرۃ ثابت ہے ایسے ہی اگر مس یا تقبیل معانقہ وغیرہ شہوت کے ساتھ ثابت ہو تب بھی حرمت مصاہرۃ ثابت ہے جس کی وجہ سے زانی کے اصول وفروع مزنیہ پر اور مزنیہ کے اصول وفروع زانی پر حرام ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا مذکورہ عورت کی ماں اور لڑکی بالغہ یا نابالغہ سب زانی پر حرام ہیں۔ نکاح ناجائز ہے۔ تمام کتب فقہ میں صراحت کے ساتھ یہ مسئلہ موجود ہے۔ اس لیے حوالہ کی ضرورت نہیں سمجھی۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۴ محرم ۱۳۷۲ھ

درج ذیل تینوں صورتوں میں حرمت ثابت ہو جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے ہندہ کے ساتھ زنا کیا۔ ہندہ کی لڑکی زید کے زنا کرنے سے پہلے موجود تھی یا زید کے زنا کرنے کے بعد پیدا ہوئی۔ لیکن ہندہ کے خاوند یعنی بکر کے نطفہ سے پیدا ہوئی ہے زید کے نطفہ سے پیدا نہیں ہوئی۔ تو اب ان تین صورتوں میں سے کون سی صورت میں حرمت مصاہرۃ ثابت ہوگی اور کون سی صورت میں ثابت نہیں ہوگی۔

﴿ج﴾

تینوں صورتوں میں حرمت مصاہرۃ ثابت ہے۔ کما فی الدر المختار ص ۳۲ ج ۳ مطبوعہ مصر وحرم اصل مزنیته واصل ممسوسته (الی) وفروعهن فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء قاسم العلوم ملتان

۲۲ جمادی الاول ۱۳۸۸ھ

زید کا نکاح ہندہ کی کسی لڑکی کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔ واللہ اعلم محمود عفا اللہ عنہ

زانی خواہ توبہ کرلے لیکن زنا شدہ عورت کی لڑکی اس کے لیے جائز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص ایک عورت سے عرصہ دراز سے ناجائز تعلقات رکھتا تھا اور اس عورت سے بُرا فعل بھی کیا کرتا تھا۔ جبکہ اس شخص کو محلہ والوں اور دوستوں نے لعن طعن کیا۔ جس پر وہ شخص قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر تائب ہو چکا تھا اور اُس نے اعتراف کر لیا ہے اور توبہ میں اس نے یہ بھی کہا کہ میں آئندہ کے لیے کسی عورت سے اس قسم کا فعل نہیں کروں گا۔ اب توبہ کرنے کے باوجود دوبارہ وہ اسی عورت کے ساتھ برے فعل کا مرتکب ہوا۔ اب وہ کہتا ہے کہ میں اُس عورت کی لڑکی سے نکاح کرتا ہوں اور آئندہ کے لیے بالکل توبہ کرتا ہوں کہ میں ایسی حرکت کبھی نہیں کروں گا۔ اب اس زانیہ عورت کی لڑکی سے اُس زانی مرد کا نکاح ہو سکتا ہے؟ جواب سے خوشنود فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس شخص کے لیے اپنی مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کرنا ابداً حرام ہے۔ **وحرم ایضاً بالصهرية اصل مزنيته...... وفروعهن درمختار مصری ص ۳۲ ج ۳.** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ جمادی الثانیہ ۱۳۹۴ھ

جو شخص نابالغ ہوتے کسی لڑکی سے گناہ کا مرتکب ہوا ہو اُس لڑکی کی بچی سے اُس کا نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے نابالغی میں ایک لڑکی ہندہ کے ساتھ جماع کیا۔ زید نابالغ ہے مراہق بھی نہیں۔ لڑکی کی حالت معلوم نہیں۔ بعد میں زید نے ہندہ کی لڑکی سے نکاح کیا۔ تو کیا یہ نکاح جائز ہے۔ اس سے احناف کے نزدیک حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے یا نہ؟ کیا عدم بلوغ کو حرمت و عدم حرمت میں دخل ہے یا نہ اور اشد ضرورت کی وجہ سے مذہب غیر پر مثلاً شوافع یا بعض اقوال صحابہ کرام جو عدم حرمت میں منقول ہیں عمل جائز ہے یا نہ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

قال فی الدر المختار ص ۳۵ ج ۳ فلو جا مع غیر مراهق زوجة ابیه لم تحرم (فتح) وفی الشامیة حتی لوجا مع ابن اربع سنین زوجة ابیه لا تثبت الحرمة قال فی البحر وظاهره اعتبار السن الآتی فی حد المشتهاة اعنی تسع سنین الی قوله. فتحصل من هذا انه لا بد فی کل منها من سن المراهقة واقله للانثی تسع وللذکر اثنتا عشرة لان ذلک اقل مدة یمکن فیها البلوغ. ان روایات سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔ لہٰذا لڑ کے مذکور کا نکاح عورت مذکورہ کی لڑکی سے درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ

اگر لڑ کا واقعی مراہق نہیں تھا تو حرمت ثابت نہیں۔ کما فی کتاب الفقه علی مذاهب الاربعه ص ۱۲۳ ج ۴ واما الذی یوجب حرمة المصاهرة فهو اربعة امور احدها العقد الصحیح ثانیها الوطؤ الی ان قال .... ثلثة امور ان تکون الموطؤة حیة فلو وطئ میتة لا تحرم بنتها وان تکون مشتهاة وهی من کان سنها تسع سنین فاکثر فاذا تزوج صغیرة ووطئها ثم طلقها وتزوجت غیره بعد انقضاء عدتها وجاء ت منه ببنت فان للزوج الاول ان یتزوج هذه البنت لانه وهی امها وطی صغیرة ومثل ذلک مالو زنی بصغیرة من باب اولی۔ وکذالک تشترط الشهوة فی التحریم بوطء الذکر فاذا وطئ غلام (غیر) مراهق امرأة ابیه فانها لا تحرم اه.

والجواب صحیح محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

چھونے کے ساتھ انزال ہونے یا نہ ہونے، دونوں صورتوں میں فرق ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید صرف اپنے گھر میں بیٹھا ہوا ہے اور کسی غرض کے لیے اسکے گھر میں ایک عورت آ گئی تو زید پر شہوت نے اس قدر غلبہ کیا کہ زنا کے ارادہ سے اس پر حملہ کر کے آغوش میں لے جا کر مکان محفوظ میں لے گیا لیکن عورت مذکورہ بدستور انکار کرتی رہی اس حالت پر پندرہ

منٹ گزر گئے کہ اچانک کسی آدمی نے دروازے سے قبل از جماع آواز دے دی۔ زید آواز سنتے ہی فوراً اس کو چھوڑ روانہ ہوا۔ اس کے بعد زید نے غسل کیا اور نجاست کی وجہ سے کپڑا بھی دھولیا۔ اس وجہ سے کہ انزال عند المس ہو گیا لیکن زید بوجہ لاعلمی کے یہ تمیز نہ کر سکا کہ مجھ سے منی کا انزال ہوا ہے یا مذی کا صرف مذی اور منی میں اس کو شبہ پیدا ہوا ہے۔ باقی یہ یقین ہے کہ انزال عند المس اور غسل کرنا اور نجاست سے کپڑا دھونا ان تینوں امور کا یقین ہے۔ لہٰذا اس حالت پر جو چیز ذکر سے نکلتی ہے اس کو ہم مذی کہیں گے یا منی اور اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

اگر دونوں کے بدن بدون حائل قوی کے آپس میں شہوت کے ساتھ مس ہو گئے ہیں اور جماع یعنی دخول نہیں ہوا ہے۔ تب اگر مذی نکل گئی ہو تو حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے اور اگر منی خارج ہو گئی ہو تو حرمت مصاہرت بنا بر قول صحیح کے ثابت نہیں ہوتی منی اور مذی کا تو فرق واضح ہے منی کا انزال دفق کے ساتھ ہوا کرتا ہے اور مذی بلا دفق خارج ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر اس شخص کو یقین ہو کہ منی کا انزال ہو گیا ہے تب تو بنا بر قول صحیح کے حرمت مصاہرت ثابت نہ ہو گی۔ ورنہ تو حرمت مصاہرت ثابت ہو گی اور ایسی صورت میں یعنی اشتباہ میں احتیاطاً حرمت مصاہرت کا فتویٰ ہی دیا جائے گا۔ کیونکہ قبل از جماع علی الاغلب مذی کا خروج بھی ہوتا ہے۔ نیز حلت و حرمت کے تعارض کی صورت میں محرم کو ترجیح ہوتی ہے اور جس کو بعض علماء مثلاً شیخ الاسلام انزال منی کی صورت میں بھی ثبوت حرمت مصاہرت کا فتویٰ دیتے ہیں۔ کما فی الهداية مع فتح القدير ص ۱۳۱ ج ۳ مطبوعه رشيديه كوئٹه ولو مس فانزل فقد قيل انه يوجب الحرمة والصحيح انه لا يوجبها لانه بالانزال تبين انه غير مفض الى الوطئ وعنى هذا اتيان المراة فى الدبر فتح القدير ص۱۳۶۸ج۲ وقال فى العناية ومعنى قولهم المس بشهوة لا يوجب الحرمة بالانزال هو ان الحرمة عند ابتداء المس بشهوة كان حكمها موقوفاً ان تبين بالانزال فان انزل لم تثبت والاثبت لا ان يكون معناه ان حرمة المصاهرة تثبت بالمس ثم بالانزال سقط ما ثبت من الحرمة لان موجب المصاهرة اذا ثبت لا يسقط ابدا. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ذوالحج ۱۳۹۶ھ

اگر لاعلمی میں مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کر دیا گیا ہو تو کیا امام شافعیؒ کے مذہب پر عمل جائز ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اور کرتا رہا ہے۔ بعد میں اس عورت کی لڑکی کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا گیا ہے۔ اس کو علم نہ تھا کہ یہ ناجائز ہے یا جائز۔ بعد میں اس نے کسی مولوی صاحب سے سنا کہ نکاح ناجائز ہے۔ تو پھر اس نے پوچھا کہ میں کیا کروں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ اس عورت کے ساتھ تیرا نکاح ناجائز ہے اور جو اولاد پیدا ہوگئی ہے وہ بھی حرام کی ہے اور نہ ہی وہ تیری وراثت کے حق دار بن سکتے ہیں۔ دوسرے مولوی صاحب نے کہا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے۔ عندالضرورت امام شافعیؒ کے مسئلہ پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں اور فتاویٰ رشیدیہ میں بھی مذکور ہے۔ وہ عبارت یہ ہے کہ مذاہب سب حق ہیں۔ مذہب شافعی پر عندالضرورت عمل کرنا کچھ اندیشہ نہیں۔ مگر نفسانیت لذت نفسانی نہ ہو۔ عذر رجحت شرعی سے ہو کچھ حرج نہیں۔ سب مذاہب کو حق جانے اور کسی پر طعن نہ کرے، سب کو اپنا امام جانے۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

واقعہ یہ ہے کہ جس عورت سے زنا کیا ہے اس کی لڑکی سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ نکاح حرام ہے۔ اسے فوراً علیحدہ کرنا ضروری ہے۔ کسی طرح بھی اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ وہ حنفی مذہب کو چھوڑ کر اس ضرورت کے تحت کسی دوسرے مذہب پر بھی عمل نہیں کر سکتا۔ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے مذاہب کو تبدیل کرنا مذاہب کے ساتھ تمسخر اور مزاح کی حیثیت رکھتا ہے۔ مولانا گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تصریح کر دی ہے کہ دوسرے مذہب پر عمل نفسانیت اور لذت نفسانی سے نہ ہو۔ یہاں بالکل واضح ہے کہ یہ نفسانی خواہش کے تحت ہے اور بس اس لیے اس مسئلہ میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں۔ فوراً عورت کو علیحدہ کر دے۔ اگر علیحدہ نہ کرے تو مسلمان ان کو مجبور کریں۔ ورنہ ان سے تمام تعلقات توڑ دیں۔ البتہ اس کی اولاد حرامی اور ولد الحرام نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کی اولاد شمار ہوگی اور ان کی وراثت بھی ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۶ شعبان ۱۳۸۷ھ

کیا ناجائز تعلقات سے پہلے یا بعد میں پیدا ہونے والے بچوں کی حرمت میں کوئی فرق ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کے کسی عورت کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے۔ اس کے تعلقات میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس کے بعد لڑکی پیدا ہوئی۔ پھر بھی تعلقات بدستور قائم رہے۔ اب وہ لڑکی جوان ہوئی۔ اس شخص نے اس لڑکی کے ساتھ شادی کر لی۔ کیا وہ لڑکی اس شخص کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں؟ نکاح ہونے کے بعد بھی اُس شخص کے ناجائز تعلقات اس کی والدہ کے ساتھ قائم رہے۔ اس کے بارے میں شریعت محمدی کیا کہتی ہے۔ اگر شریعت اجازت نہیں دیتی اور ناجائز کہتی ہے تو اس کے بارے میں کیا سزا شریعت کے لحاظ سے ہونی چاہیے؟

﴿ج﴾

اگر اس لڑکی کی والدہ سے شخص مذکور کے ناجائز تعلقات کسی وقت بھی رہے ہوں تو اس کا نکاح اس لڑکی کے ساتھ قطعاً ناجائز ہے اور یہ محض حرامکاری ہے۔ تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس شخص سے قطع تعلق کر کے اُسے اس لڑکی سے الگ ہونے پر مجبور کر دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ رمضان ۱۳۹۳ھ

بھائی کی مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مثلاً زید نے بکر کی عورت سے ارتکاب زنا کر لیا ہے اور زید کا بھائی خالد، بکر کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ آپ سے دریافت یہ ہے کہ چونکہ زید نے بکر کی عورت سے زنا کیا ہے تو زید کے بھائی کا عقد بکر کی لڑکی کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زید کے بھائی خالد کا نکاح بکر کی لڑکی کے ساتھ جائز ہے۔ زنا سے صرف زانی کے لیے مزنیہ کے اصول و فروع حرام ہوتے ہیں۔ زانی کے اصول و فروع (باپ بیٹوں) یا اخوان (بھائیوں) تک یہ حرمت متجاوز نہیں ہوتی۔

فی الدر المختار ص ۳۲ ج ۳ وحرم اصل مزنیته واصل ممسوسته بشهوة وفروعهن وفی الشامية ويحل لاصول الزانی وفروعه ، اصول المزنی بها و فروعها۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ جمادی الاولی ۱۳۹۸ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

محض تہمت لگانے سے حرمت ثابت نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کو کسی عورت کے ساتھ کسی شخص نے متہم بالزنا کیا اور اس جرم کی عینی شہادت کوئی نہیں دیتا اور نہ عورت اقرار جرم کرتی ہے نہ مرد۔ اب عورت اپنی لڑکی کا رشتہ اس کے ساتھ کرنا چاہتی ہے۔ کیا یہ رشتہ شرعی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

جرم کا اگر کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے تو نکاح جائز ہے۔ اگر ثبوت ہو جائے تو عدم جواز کا حکم کیا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ ذوالحج ۱۳۹۸ھ

شہوت کے ساتھ اجنبی عورت کو چھونے کی صورت میں اگر انزال ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے کسی اجنبی عورت کو بوسہ کی صورت میں مس کیا اور اس کے ساتھ انزال بھی ہو گیا۔ اب یہ شخص اس عورت کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

فی الدر المختار وتكفی الشهوة من احدهما . فی ردالمحتار وهذا انما يظهر فی المس وفی الدر المختار فلو انزل مع مس او نظر فلا حرمته به يفتی ۔ اس صورت مسئولہ میں جبکہ انزال ہو گیا اب اس شخص پر اس کی لڑکی حرام نہیں ہوئی۔ البتہ اور بھی لعب یا مس کا اس طرح اتفاق ہوا ہو اور

اس میں انزال نہیں ہوا ہو تو اس سے حرمت ثابت ہو جائے گی اور اس شخص کے لیے اس عورت کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہو گا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳۸۸/۱۰/۲۸ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

درج ذیل صورت میں علماء کی پنچائیت تحقیق کرے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کے متعلق تین گواہ اس طرح گواہی دیتے ہیں۔ایک گواہ کے الفاظ یہ ہیں کہ زید ہندہ کے ساتھ ایک پھوگ (جھاڑ) کے ساتھ زنا کر رہا تھا۔ دوسرا گواہ یہ کہتا ہے کہ میں نے زید اور ہندہ مذکورہ کو آپس میں زنا کرتے دیکھا ہے۔تیسرا گواہ کہتا ہے کہ مجھے ہندہ مذکور ننگی نظر آئی۔اتنے میں دیکھا کہ زید مذکور نے ہندہ کو جپھی (معانقہ) لگائی اور چارپائی پر لٹا دیا اور شروع ہوا یعنی زنا کرنے لگا۔اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ زید کے نکاح میں ہندہ مذکورہ کی لڑکی ہے۔جس کے کئی بچے بھی ہیں۔کیا ان کا نکاح باقی رہ گیا یا نہ اور اگر باقی نہیں رہا تو کیا دوبارہ ہو سکتا ہے یا نہ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

مقامی طور پر معتمد علیہ دیندار علماء وصلحاء کی پنچائیت مقرر کر دیں۔وہ گواہوں کے بیانات لے۔اگر پنچائیت نے گواہوں کو شرعاً معتبر قرار دیا ہے اور ان کے اس فعل کا ثبوت ہو گیا تو ہندہ مذکورہ کی لڑکی اس پر حرام ہو جائے گی اور اس پر متارکت واجب ہو گی۔تین گواہوں سے اگرچہ زنا کا ثبوت تو نہیں ہو سکتا۔لیکن حرمت مصاہرۃ کا ثبوت ہو سکتا ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ ذوالقعدہ ۱۳۹۰ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بغیر حائل اگر عورت کے بالوں کو چھوا جائے یا بوس وکنار کیا جائے تو کیا حکم ہے؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص بیوہ عورت سے بوس وکنار وغیرہ یعنی سوائے دخول

کے باقی سب کچھ محض مجبوری کے حالات کے تحت کر چکا ہو تو اس عورت کی لڑکی سے جو اس کے پہلے شوہر سے ہو اگر حالات مجبور کریں تو وہ مرد نکاح کر سکتا ہے۔ جن جن صورتوں میں نکاح ہو سکتا ہے۔ وضاحت کے ساتھ بیان فرمائیں۔

﴿ج﴾

شرعاً اگر کوئی بالغ یا مراہق شخص بالغ عورت کو یا حد شہوت کو پہنچی ہوئی لڑکی یعنی نو سال کی لڑکی کو شہوت کے ساتھ چھوئے حتیٰ کہ اگر یہ شخص عورت کے سر سے ملے ہوئے بالوں کو چھوئے بغیر حائل کے یا ایسے حائل کے ساتھ چھولے جو ایک دوسرے کے بدن کی حرارت محسوس کرنے سے مانع نہ ہو تو حرمۃ مصاہرۃ ثابت ہو جاتی ہے۔ نیز اگر شہوۃ سے بوسہ لیتا ہے یا معانقہ کرتا ہے اور منہ اور چہرے کا بوسہ لے لے اور بغیر شہوت لینے کا مدعی ہو تو بھی شرعاً بالشہوۃ سمجھا جائے گا، اسی طرح معانقہ ہے اور حرمۃ مصاہرۃ ثابت ہو جائے گی۔ یعنی اصول وفروع اس شخص کے اس عورت پر حرام ہو جائیں گے اور اصول وفروع عورت کے اس شخص پر حرام ہو جاتے ہیں، الدر المختار بهامش ردالمحتار ص ۳۲ ج ۳ وحرم ایضاً بالصهرية اصل مزنيته اراد بالزنی الوطء الحرام واصل ممسوسته بشهوة ولو لشعر علی الرأس بحائل لا يمنع الحرارة واصل ماسته وناظرة الی ذكره والمنظور الی فرجها المدور الداخل ولو نظره من زجاج او ماء هی فيه وفروعهن مطلقاً. شامی میں ہے۔ (قوله مطلقاً) يرجع الی الاصول والفروع ای وان علون وان سفلن وفی الدر المختار بعد العبارة السابقة والمعانقة كالتقبيل وبعد ذالک بسطور او يقبلها علی الفم قاله الحدادی وفی الفتح يترا ءی الحاق الخدين بالفم الخ ص ۳۷ ج ۳. لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر اس شخص نے اس بیوہ عورت سے مذکورہ بالا افعال مس ونظر وتقبیل ومعانقہ مذکورہ تفصیل سے کسی ایک کا بھی ارتکاب کیا ہو۔ اگر چہ مجبوری میں کیا ہو، تو بھی اس عورت کے اصول وفروع اس شخص پر حرام ہو جائیں گے اور اس عورت کی پہلے شوہر سے لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے پر اگر حالات مجبور بھی کریں تو بھی کسی حالت میں اس کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبد اللطیف عفا اللہ عنہ معاون مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس عورت سے فعل بد کیا ہو بعد عدت طلاق گزارنے کے اس سے نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت شادی شدہ ہے اور اسی عورت کے ساتھ دوسرے آدمی کے ناجائز تعلقات ہیں اور ناجائز تعلقات کی مدت بارہ سال کے قریب ہے اور اب اسی عورت کو اس کے خاوند نے طلاق دے دی ہے تو طلاق کی عدت گزر جانے کے بعد وہی شخص جس کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے۔ اس عورت سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔ اگر کرسکتا ہے تو پہلے جو ناجائز کرتا رہا ہے اس کے بارے میں کیا فتویٰ ہوگا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں یہ شخص اس عورت کے ساتھ بعد از عدت شرعیہ نکاح کرسکتا ہے۔ سابقہ تعلقات کی وجہ سے یہ شخص سخت گنہگار ہے۔ اس پر توبہ تائب ہونا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ

زانی کا اپنے بیٹے سے مزنیہ کا رشتہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کے کسی عورت کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں اُس کے ساتھ نکاح نہیں۔ تو کیا اس مرد کا جو بچہ ہے اس کا نکاح اس عورت سے ہوسکتا ہے۔ جس عورت کے تعلقات اس بچے کے والد کے ساتھ تھے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

زانی کے لڑکے کا نکاح خود مزنیہ عورت سے شرعاً جائز نہیں ہے۔ کما فی الشامية ص ۳۰۳ ج ۲ قال فی البحر ص ۱۰۷ ج ۳ اراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرأة علی اصول الزانی و فروعه نسباً و رضاعاً ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ

اگر درج ذیل حرکت شرعی شہادت سے ثابت ہو جائے تو حرمت ثابت ہو جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں (۱) خوش دامن داماد کے ستر عورت یعنی شرم گاہ کو ہاتھ لگائے، کپڑے کے اندر یا باہر سے کتنی مرتبہ یا ایک مرتبہ سوئے ہوئے یا بیٹھے ہوئے تو لڑکی پر طلاق پڑ گئی یا نہیں۔ مگر لڑکی کی رخصتی نہیں ہوئی۔ فقط عقد ہوا ہے۔ اگر لڑکی پر طلاق پڑ چکی ہے تو پھر سے عقد ہو سکتا ہے۔ چونکہ تصدیق زنا نہیں۔
(۲) اگر تصدیق زنا ہو تو کیا حکم ہے عند الشریعت؟ بینوا توجروا

صورت مسئولہ میں اگر داماد ساس کے اس فعل کا یعنی اس کے شرمگاہ کو مس کرنے کا اقرار کرے یا اس فعل کے دیکھنے کی یا اس فعل کے اقرار کی دو گواہ عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں تو اس شخص پر اس کی بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے۔ وہ اس عورت کو کسی طرح آباد نہیں رکھ سکتا اور خاوند وساس کے اس فعل سے اس شخص کی زوجہ مطلقہ نہیں ہو جاتی بلکہ جب تک خاوند اسے صراحتہ طلاق نہ دے دے یا ایسے الفاظ نہ کہہ دے جو کہ علیحدگی اور فرقت پر دال ہوں۔ مثلاً اسے یہ کہہ دے کہ میں نے تجھے اپنے سے علیحدہ کر دیا وغیرہ۔ عورت دوسری جگہ بھی نکاح نہیں کر سکتی۔ لہٰذا خاوند کے اقرار یا گواہوں کی گواہی سے ثبوت کے بعد خاوند کو چاہیے کہ اپنی زوجہ کو طلاق دے دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۰ھ

درج ذیل حرکات سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی یا نہیں؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً ہندہ نے زید سے یہ کہہ کر کہ وہ اپنی لڑکی یا بھتیجی کا نکاح تیرے ساتھ کرائے گی تعلق اور دوستانہ قائم کیا اور زید سے وعدہ لیا کہ اس کا بن کر رہے گا۔ دوسری جگہ عقد نہ کرے گا اور نہ ہی یہ راز فاش کرے گا۔ چنانچہ زید نے عہد پختہ کر لیا۔ اس باہمی معاہدہ کے بعد ہندہ نے زید کے ساتھ مندرجہ ذیل حرکات شروع کر دیں۔ حالانکہ وہ غیر محرم ہے۔ (۱) زید سے چیز لیتے وقت زید کا ہاتھ دبا دینا۔ (۲) زید

ہندہ کے مریض بچہ کی طبع پرسی کے لیے گیا اور بچہ کو ہاتھ لگایا تو ہندہ نے زید کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔(۳) زید کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے کھانستی تھی۔(۴) ایک بار زید کی پنڈلی سے مس کیا جبکہ دونوں کی پنڈلیوں پر کپڑا تھا۔(۵) زید کے سامنے بیٹھ کر اپنی رانوں کا کپڑا کس دیتی جس سے رانوں کا ڈھانچہ صاف نظر آنے لگتا۔(۶) سفید چادر باندھ کر زید کے دروازہ پر کھڑی ہو جاتی۔ جب زید نے کسی بات پر ہندہ کو متنبہ کیا کہ تم یہ حرکتیں کرتی تھیں تو اس نے جواب دیا کہ تم بچے ہو خدا میرے قصور کو معاف کرے۔ پچھلی باتیں یاد مت کراؤ۔ قابل دریافت یہ ہے کہ آیا ہندہ کی مذکورہ حرکات سے حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائے گی یا نہ اگر وہ انکار کرے کہ میری یہ حرکات از روئے شہوت نہ تھیں تو کیا اس کی یہ بات معتبر ہو گی یا نہ۔ ہندہ کی ان ناشائستہ حرکات سے زید کے بدن میں غیر معمولی سی حرارت آ جاتی تھی۔ ہندہ کی لڑکی شرعاً زید کے نکاح میں آسکتی ہے یا نہ؟ بینوا توجروا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ مس بالشہوۃ بدن کے کسی حصہ پر بدون حائل یا حائل کے ساتھ لیکن حائل مانع حرارت نہ ہو نیز نظر الی الفرج الداخل (فرج داخل کو) شہوت کے ساتھ دیکھنا یہ سب حرمت مصاہرۃ کے ثبوت میں موثر ہیں اور شہوت جس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے کی مقدار جوان مرد کے لیے یہ ہے کہ اس کا آلہ منتشر ہو جائے اور اگر پہلے سے منتشر تھا تو اس کے انتشار میں زیادتی پیدا ہو جائے اور یہ انتشار یا ازدیاد انتشار مس کرنے اور نظر کرنے کے وقت میں ہو بعد میں اگر ہو جائے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور عورت میں شہوت کی مقدار یہ ہے کہ اس کا دل اس کی طرف مائل ہو جائے۔ اس طور پر کہ تشویش لاحق ہو جائے اور یا اگر پہلے سے دل مائل تھا تو اس میلان میں اضافہ ہو جائے۔ صورت مسئولہ میں تو نمبر۳، نمبر۵، نمبر۶ سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔ اگرچہ شہوت سے بھی ہو کیونکہ اس میں نہ تو مس ہے اور نہ نظر الی الفرج الداخل ہے۔ باقی نمبر۱، نمبر۲، نمبر۴ (بشرطیکہ کپڑا رقیق ہو جو مانع حرارت نہ ہو) میں چونکہ مس موجود ہے اس لیے اگر شہوت جس کی مقدار اوپر بتائی گئی۔ مس کے وقت دونوں کی طرف سے یا ایک کی طرف سے پائی گئی تھی تو حرمت مصاہرت ثابت ہے ورنہ نہیں۔ اگر عورت شہوت سے انکار کرے اور ظاہر اس کی تکذیب نہ کرے تو عورت کی تصدیق کی جائے گی اور اگر مس کرتے وقت آثار شہوت کے اس سے کھلے طور پر ظاہر تھے اور اس کو خود یہ آدمی جان رہا تھا یا اس پر گواہ موجود ہیں تو اس کی تصدیق نہ کی جائے گی۔ کما قال فی الدر المختار ص ۳۳ ج ۳ والعبرة للشهوة عند المس والنظر لا بعدهما وحدها فيهما تحرك آلته او زيادته به -

يفتى وفى امراة ونحو شيخ كبير تحرك قلبه او زيادته وفيه ايضاً ص ۳۸ ج ۳. وكذا) التقبيل (على نفس اللمس والتقبل) والنظر الى ذكره او فرجها (عن شهوة فى المختار) تجنيس لان الشهوة مما يوقف عليها فى الجملة بانتشار او اثار . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ جمادی الاخری ۱۳۸۶ھ

زانی اگر مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کرے اور زنا کے گواہ موجود نہ ہوں تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

ایک شخص پر الزام ہے کہ اس نے ایک عورت سے زنا کیا ہے۔ لیکن وہ شخص اس الزام سے انکاری ہے نہ ہی اس کا کوئی چشم دید گواہ ہے۔ یہ محض الزام ہے اور وہی شخص اس عورت کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ کیا اس کا نکاح شرعی لحاظ سے جائز ہے۔ وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں۔

﴿ج﴾

اگر یہ بات درست ہے کہ شخص مذکور کے عورت مذکورہ سے ناجائز تعلقات نہیں ہیں تو پھر اس کا نکاح عورت مذکورہ کی لڑکی کے ساتھ درست ہے۔ لیکن ہر دل کو اپنے افعال کا خود علم ہوتا ہے تو اگر کسی وقت بھی شخص مذکور کو عورت مذکورہ سے ناجائز تعلقات رہے ہوں۔ اگرچہ اس کے ثبوت کے لیے گواہ میسر نہیں ہوئے تب بھی شخص مذکور کو عورت مذکورہ کی کسی لڑکی سے نکاح نہیں کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کر کے کسی اور مذہب پر عمل کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص ایک عورت نکاح والی سے زنا کر چکا ہے۔ مگر وہ کہتا ہے کہ اس کی لڑکی میرے زنا سے پہلے پیدا شدہ ہے۔ جس عورت سے زنا کیا گیا۔ اس کی لڑکی بالغ ہوگئی ہے۔ اس لڑکی سے وہی زانی شرعاً نکاح کر سکتا ہے کہ نہیں۔ اگر نکاح کر چکا ہے تو کسی مذہب میں وہ نکاح صحیح سمجھا جاتا ہے کہ نہیں۔ کسی امام کے نزدیک وہ نکاح جائز ہے کہ نہیں اور اگر غیر مقلد سے بھی ہو سکتا ہو تو فرمائیں۔ اس کا جواب قرآن اور حدیث کی رو سے پورا فرمائیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔صورۃ مسئولہ میں اس شخص نے جس عورت سے زنا کیا ہے۔اس مزنیہ کی لڑکی چاہے وہ زنا سے پہلے پیدا ہوئی ہو یا بعد میں۔کسی طرح بھی زانی کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔قال فی الدر المختار ص ۳۲ ج ۳ وحرم ایضا بالصھریة اصل مزنیته الی قوله وفروعھن الخ .

حنفی مذہب کو چھوڑ کر کسی اور مذہب میں بھی زانی کے لیے مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز نہیں۔اپنے مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب پر عمل کرنا جب جائز ہوتا ہے کہ کوئی کراہت اس مذہب کی رو سے لازم نہ آوے اور یہاں کراہت بلکہ حرمت ہے۔لہٰذا جائز نہیں۔ قال فی الدر المختار ص ۱۴۷ ج ۱ لکن یندب للخروج من الخلاف لا سیما للامام لکن بشرط عدم لزوم ارتکاب مکروہ مذھبه اه ترک تقلید بلا ضرورۃ شدیدۃ بدلائل صحیحہ ناجائز ثابت ہو چکی ہے اور صورۃ مسئولہ میں کوئی ضرورت شدیدہ موجود نہیں۔لہٰذا حنفی کو اس باب میں دوسرے مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں۔ وان حکم الملفق باطل بالاجماع وان الرجوع من التقلید بعد العمل باطل اتفاقا وھو المختار فی المذھب الخ. الدر المختار ص ۷۵ ج ۳

بلکہ اس غرض کے لیے غیر مقلد ہونے سے بجائے حرمت ساقط ہونے کے ایک دوسرا گناہ عظیم سرزد ہو جائے گا۔جس سے ایمان کا اندیشہ ہے۔ کما قال الجوز جانیؒ فی رجل ترک مذھب ابی حنیفة لنکاح امرأۃ من اھل الحدیث فقال اخاف علیه ان یذھب ایمانه وقت النزع لانه استخف بمذھبه الذی ھو حق عنده وترکه لاجل جیفة منتنة انتھی . شامی کتاب التعزیر ص ۲۰۷ ج ۳.

اگر نکاح کر چکا ہے تو اس شخص پر لازم ہے کہ فوراً اس عورت کو چھوڑ دے اور توبہ تائب ہو جائے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو دوسرے مسلمانوں کو اس سے خورد و نوش، اختلاط اور گفتگو ترک کر دینا ضروری ہے۔یہاں تک کہ تنگ ہو کر اس فعل شنیع سے باز آ جائے اور توبہ تائب ہو جائے۔ ذلک جزینھم ببغیھم الآیة . اور یہی ہے الحب فی الله والبغض فی الله . واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مزنیہ کی لڑکی سے زانی کا نکاح پڑھانے اور گواہ بننے والوں کے نکاح کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اور ایک عورت کا آپس میں زنا ہوتا رہا ہے تو کچھ عرصہ کے بعد اس عورت کی لڑکی بالغ ہوگئی۔ اُس عورت نے اسی شخص (زانی) کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کردی اور نکاح پڑھالیا۔ اس نکاح میں نکاح خواں اور علاقے کے تمام لوگ اور گواہ موجود تھے تو اس پر دیہات کے علماء نے فتویٰ دیا کیا ایسا نکاح پڑھنے والا اور نکاح میں گواہاں کا نکاح بھی نہیں ہوتا۔ شریعت کا اس بارے میں کیا حکم ہے کہ ان کا نکاح نہیں ہے؟ گواہان اور نکاح خوان کا نکاح دوبارہ ہونا ضروری ہے؟ کیا اُن کا نکاح ساقط ہو چکا ہے اور اُن سے گفتگو کرنا شریعت کے خلاف ہے؟ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال یعنی اگر بُرے تعلقات کا ثبوت ہو جائے تو اس عورت کی (جس کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے) لڑکی سے اس کا نکاح حرام ہے اور اس نکاح کے ساتھ آپس میں آباد رہنا حرامکاری ہے لہٰذا اس شخص پر لازم ہے کہ وہ فوراً اس کو چھوڑ دے اس نکاح کے گواہ اور نکاح پڑھنے والے سخت گنہگار اور فاسق ہیں اور خوف کفر کا ہے۔ مگر کفر کا حکم اور تجدید ایمان وتجدید نکاح کا حکم نہ کیا جائے گا۔ **کما فی الخلاصة اما اذا قال حرام هذا حلال لترويج السلقه او بحكم الجهل لا يكون كفراً في الاعتقاد هذا اذا كان حراما بعينه و لا يعتقده حلا لا حتى يكون كفراً اما اذا كان حراماً لغيره فلا الخ .**

مسئلہ مذکورہ میں اول تو اس نکاح پڑھنے اور پڑھانے والوں کے فعل کی تاویل ہوسکتی ہے اور دوسرا یہ نکاح بھی حرام بعینہ نہیں تو کفر کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ لہٰذا تجدید ایمان و نکاح ضروری نہیں۔ البتہ احتیاطاً تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرلیں تو بہتر ہے۔ **کذا فی فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۱۰ ص ۳. امداد المفتین .**

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ رجب ۱۳۹۵ھ

حرمت مصاہرت کا تعلق اولاد سے نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میں خداوند کریم کو حاضر ناظر مان کر کے صحیح تحریر کر رہا ہوں کہ احمد اور امیر دونوں حقیقی بھائی ہیں اور ایک ہی باپ سے یہ دونوں بھائی ہیں۔ احمد کی عورت کو امیر اغوا کر لیتا ہے۔ اغوا کے وقت احمد کا لڑکا جس کا نام عبداللہ ہے، دودھ پیتا تھا، وہ بھی ہمراہ لے گئی۔ وہ بدستور دودھ پیتا رہا۔ اس کے بعد احمد مذکور نے کسی عورت کے ساتھ نکاح کر لیا اور شادی کر لی۔ بعد میں کچھ عرصہ کے بعد اغوا شدہ عورت کو واپس لایا گیا۔ یہ دونوں عورتیں احمد کے نکاح میں ہیں۔ کئی دن کے بعد احمد نے مغویہ عورت کو طلاق دے دی۔ بعد عدت گذرنے کے امیر کے ساتھ نکاح کر دیا گیا۔ جو کہ احمد کا حقیقی بھائی تھا اور عبداللہ مذکور احمد کا لڑکا بدستور اپنی ماں کا دودھ پیتا رہا۔ خیر عرصہ کے بعد امیر کے یکے بعد دیگرے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ اس کے بعد لڑکی پیدا ہوئی۔ جس کا نام مریداں رکھا گیا۔ ہاں احمد کا ایک لڑکا پیدا ہوا۔ دوسری عورت سے اس کا نام محمد رکھا گیا۔ ان دونوں بھائیوں نے صلاح کر کے مریداں اور محمد کا نکاح کر دیا۔ اب پوچھنے کا مسئلہ تو یہ ہے کہ عبداللہ مریداں کے مادرزاد بھائی اور محمد کا والد ہی عبداللہ کا بھائی دوسرا احمد کا دونوں عورتوں سے صحبت کرنا بھی ثابت ہوا اور یکجا رہنا بھی ثابت ہوا۔ آیا مریداں اور محمد کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے اور میں امیر کا بڑا لڑکا ہوں۔ مجھے شک وشبہ پڑ گیا ہے۔ کیونکہ بعض مولویوں نے کہا ہے کہ جب احمد کا دونوں عورتوں کے ساتھ صحبت یکجا نکاح میں رہنا ثابت ہے تو نکاح کس طرح ہو سکتا ہے اور بعضے مولوی درست بتاتے ہیں، جواب فرمائیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں یہ نکاح جائز ہے۔ شبہ نہیں کرنا چاہیے۔ نیز حرمت مصاہرت کا بھی کوئی شبہ نہیں۔ اس کا تعلق ناکح ومنکوحہ کی اولاد سے نہیں ہوتا۔ وکذا نسباً بان یکون لاخیہ لابیہ اخت لام در مختار کتاب الرضاع . ص ۲۱۷ ج ۳

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زنا سے پیدا شدہ لڑکے اور لڑکی کے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین دریں مسئلہ کہ دو مردوں نے دو عورتیں قیمت سے خرید کیں لیکن ان ہر دونوں عورتوں اور مردوں کا آپس میں نکاح نہ ہوا۔ میل جول ہوتا رہا چنانچہ ایک عورت سے لڑکا اور ایک عورت سے لڑکی تولد ہوئی کیا اس لڑکی اور لڑکے کا آپس میں نکاح صحیح ہوسکتا ہے اور انکا جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

ایک زانی کی ولد الزنا لڑکی اور دوسرے زانی کے ولد الزنا لڑکے کا آپس میں نکاح درست ہے بشرطیکہ زانیہ عورتوں کا نکاح نہ ہو۔ اگر منکوحہ عورتیں ہیں اور اغوا شدہ ہیں اسی حالت میں اولاد پیدا ہو تو انکی نسبت زوج کی ہے زانیوں کو نکاح کرنے کا کوئی حق نہیں انکا نکاح معتبر نہ ہوگا۔ ولد الزنا کا جنازہ بھی جائز ہے انکا کیا قصور ہے ہاں زانیوں کے ساتھ جتنی سختی کی جائے بجا ہے۔ بائیکاٹ کیا جائے اور انکو بھی نکاح پر مجبور کیا جائے۔ اگر مزنیہ عورتوں کا سابق نکاح نہ ہو۔

زانی اور مزنیہ کی اولاد کے نکاح کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے بکر کی عورت ہندہ سے زنا کیا۔ مزنیہ کی کچھ اولاد زنا کے دوران پیدا ہوئی اور زنا سے پہلے کی بھی اولاد ہے اور زنا سے تائب ہونے کے بعد بھی کچھ اولاد پیدا ہوئی اب زید اپنے لڑکے کا نکاح ان مذکورات لڑکیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ کرنا چاہتا ہے اور اپنی لڑکی کا نکاح مزنیہ کے لڑکے سے کرنا چاہتا ہے۔ تو یہ نکاح جانبین از روئے شرع شریف جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جو اولاد مزنیہ کی زنا سے پہلے پیدا ہوئی ہے اور جو اولاد اس کی زنا سے تائب ہو جانے کے بعد پیدا ہوئی ہے۔ جبکہ اس کا استقرار حمل تائب ہونے کے بعد اپنے زوج سے ہوا ہو۔ ان دو قسم کی

لڑکیوں کے ساتھ تو زید مذکور کے لڑکے کا نکاح جائز ہے اور جو اولاد دوران زنا میں پیدا ہوئی ہے اور اس کے حمل کا استقرار بھی زنا سے ہوا ہو۔ اس کے ساتھ بھی زید کے لڑکے کا نکاح جائز ہے۔ کیونکہ ہندہ مذکورہ منکوحہ ہے۔ والولد للفراش وللعاهر الحجر الحدیث. ہاں اس تیسری صورت میں تقوی یہی ہے کہ ان کا آپس میں نکاح نہ کیا جائے۔ كما قال في البحر ص ۱۲۴ ج ۳ وصورته في هذه المسائل ان يزني ببكر ويمسكها حتى تلد بنتا كما في فتح القدير وقال الشامي في حواشيه على البحر (قوله و صورته في هذه المسائل ان يزني بكر الخ) قال الحانوتي ولا يتصور كونها بنته من الزنا الا بذلك اذلا يعلم كون الولد منه الا به كذا في حاشية مسكين.

وفي فتح المعين حاشية مسكين لابي السعود ص ۱۲ ج ۲ وقوله بان زنا ببكر فامسكها الى اخرة قال الحانوتي ولا يتصور كونها بنته الزنا الا بذلك اذ لا يعلم كون الولد منه الابه شيخنا عن خط الشيخ عبدالباقي المقدسي. وقال في ردالمحتار ص ۲۹ ج ۳ (قوله ولو من زنى) اى بان يزني الزاني ببكر ويمسكها حتى تلد بنتا بحر عن الفتح قال الحانوتي ولا يتصور كونها ابنته من الزنا الا بذلك اذ لا يعلم كون الولد منه الابه اه اى لانه لو لم يمسكها يحتمل ان غيره زنى بها لعدم الفراش النافي لذلك الاحتمال الخ. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مزنیہ کی اولاد کا زانی کی اولاد سے نکاح کا حکم

﴿س﴾
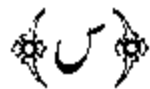
ما قولكم ايها العلماء في هذه المسئلة مثلاً زید نے مسمات ہندہ سے زنا کیا اور اب زید اپنے لڑکے کا نکاح مسماۃ ہندہ کی لڑکی سے کرنا چاہتا ہے مثلاً بکر ابن زید کا نکاح مثلاً زینب دختر ہندہ سے کرنا چاہتا ہے کیا انکا نکاح آپس میں شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ کیا زید و ہندہ کے زنا سے حرمت مصاہرت بکر و زینب کے درمیان میں بھی پیدا ہوئی یا نہیں۔ بعض علماء کا فتویٰ ہے کہ چونکہ زینب کی مائی کے زنا کا ثبوت گو شرعاً نہیں مگر افواہ عام ہے کہ زید کے ساتھ اس کا ناجائز تعلق تھا۔ اس بنا پر بکر بن زید و زینب بنت ہندہ کا نکاح بھی جائز نہیں۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

(۱) یہ نکاح جائز ہے حرمت مصاہرہ میں اصول وفروع زانی کا نکاح فقط مزنیہ سے حرام ہوتا ہے۔ مزنیہ کی اولاد سے زانی کے لڑکے کا نکاح حرام نہیں ہوتا۔ کما هو مصرح فی جمیع کتب الفقه. واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زانی مزنیہ کے بیٹے بیٹی کا اور مزنیہ کی بیٹی سے مادرزاد بھائی کا رشتہ کرنا

﴿س﴾

مفتیان دین متین اس مسئلہ میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ (۱) زید نامی شخص کی بیوی سے بکر کا ناجائز تعلق عرصہ تک رہا۔ اب زید اپنی بیٹی کا نکاح بکر کے بیٹے سے کرنا چاہتا ہے۔ کیا نکاح ہو سکتا ہے یا نہ؟ (۲) ایک شخص زید نامی کی بیوی سے بکر کا ناجائز تعلق عرصہ تک رہا ہے بکر کا مادرزاد بھائی زید کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ کیا دونوں کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہ۔ فتوی صادر فرمایا جائے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

زید کی بیوی سے جو لڑکی پیدا ہوئی ہے اگر یہ متیقن ہو کہ یہ لڑکی زانی کے نطفہ سے ہے تو اسکا نکاح بکر زانی کے لڑکے اور بھائی دونوں سے جائز نہیں زنا کا رشتہ بھی حرمت کا سبب ہے۔ کما فی الشامی باب المحرمات ص ۲۹ ج ۳ اور اگر یہ بات یقینی نہ ہو بلکہ اس صورت میں جب کہ عورت اپنے خاوند زید کے پاس ہے زید ہی سے اس کا نسب ثابت ہوتا ہے اور زید کے نطفہ سے شمار ہو تو بکر کے زنا کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ نکاح بکر کے لڑکے اور بھائی ہر ایک کے ساتھ صحیح ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ ذی قعدہ ۱۳۷۱ھ

مزنیہ کے لڑکے سے پوتی کا رشتہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بکر کی لڑکی کے لیے جب حامد نے خطبہ دیا تو بکر کے والد نے مزاحمت کرتے ہوئے بیان کیا کہ آج سے چالیس پچاس برس پہلے جبکہ وہ نوجوان اور کنوارہ تھا تو اس نے حامد کی

نابالغ مراہقہ ماں کے ساتھ جس کی عمراس وقت بارہ تیرہ برس کی تھی بدفعلی کی تھی طرہ یہ کہ حامد کی ماں بکر کے والد کی حقیقی بھانجی ہے۔وہ بیان کرتا ہے۔موسم گرما میں میری حقیقی بہن رحیمہ اپنی دولڑکیوں کے ہمراہ میرے گھر ملنے کو آئیں۔ بڑی لڑکی زینب جس کی عمر بارہ برس اور چھوٹی لڑکی فریدہ جس کی عمر تقریباً نو برس تھی۔کھانے سے فارغ ہوکر میری ماں، بہن اور دونوں بھانجیاں کوٹھے کی چھت پر جاکر سو گئے۔ شیطان ہمراہی ہوا۔زینب کے ساتھ ارتکاب جرم ہوگیا۔اب رحیمہ اوراس کی لڑکی زینب فوت ہوچکی ہے۔فریدہ زندہ ہے۔فریدہ جو حامد کی خالہ اور سرپرست ہے۔جب ماموں کی یہ بات سنتی ہے تو کہتی ہے کہ یہ سب بکواس ہے۔بات صرف اتنی یاد ہے کہ میری بہن زینب اس رات گہری نیند سے ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھی تھی کہ مجھے کسی نے ڈس لیا ہے۔اس جگہ کو دیکھا تو سرخ معلوم ہوئی بات آئی گئی ہوگئی۔اب ماموں صاحب اس رشتہ کوختم کرانے کے لیے افتراپردازی پراتر آئے ہیں۔بکر کی والدہ بیان کرتی ہے کہ میری شادی بکر کے والد کے ساتھ اس واقعہ کے دو برس بعد ہوئی تو میرے خاوند نےصرف اتنا کہا تھا کہ میری نیت میں فتور آیا تھا۔میں نے زینب کی زور سے چٹکی لی تھی۔وہ چیختی چلاتی اٹھ بیٹھی تھی اوربس بدفعلی کچھ بھی نہیں ہوئی تھی۔اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ بکر کی لڑکی کا نکاح حامد کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بکر کے والد کےقول سے کسی حرمت کا ثبوت نہیں ہوتا اگر بکر کے والد کے اس فعل کا یقینی ثبوت بھی ہوجائے۔تب بھی حامد کے ساتھ بکر کی لڑکی کا نکاح جائز ہے۔ كما في الشامية ص ۳۲ ج ۳

ويحل لاصول الزاني وفروعه اصول المزني بها وفروعها (ردالمحتار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۵ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

جس سالی سے بدفعلی کی ہو اُس کے بیٹے سے بیٹی کا رشتہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی سالی سے ناجائز مراسم اختیار کیے جس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔واضح رہے کہ عورت شادی شدہ تھی۔اب اس سالی کے لڑکے کا رشتہ اس شخص کی حقیقی لڑکی سے ہوسکتا ہے یا اس شخص کی پوتی سے ہوسکتا ہے۔سالی کا خاوند بھی زندہ ہے۔

﴿ج﴾

زانی اور مزنیہ کے اصول وفروع کا آپس میں نکاح جائز ہے۔ **ویحل لاصول الزانی وفروعه** اصول المزنی بھا وفروعھا (شامی ص ۳۲ ج ۳) واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ صفر ۱۳۹۶ھ

زانی ومزنیہ کے اصول وفروع کا آپس میں نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اور ہندہ کا ناجائز تعلق تھا۔ ہندہ کو زید کے زنا سے لڑکی پیدا ہوئی۔ جبکہ ہندہ کا خاوند بکر بھی زندہ ہے۔ اب زید اور بکر ایک دوسرے سے رشتہ لے دے رہے ہیں تو ایک مولوی صاحب نے کہا کہ ہندہ کے پیٹ سے جو اولاد ہوگی وہ زید کی اولاد کے لیے آپس میں اُن کا نکاح حرام ہے۔ کیونکہ زید کی جزو ہیں۔ یہ آپس میں بھائی بہن ہیں۔ زانی پر مزنیہ کے اصول وفروع جس طرح حرام ہیں اسی طرح زانی کے اصول وفروع پر مزنیہ کی اولاد حرام ہے اور یہ مولوی صاحب شرح وقایہ کے حاشیہ کی کوئی عبارت پیش کرتا ہے۔ کتاب الرضاع ص ۶۷ حاشیہ نمبر ۲ **قولہ وزوجھا فیه اشارۃ الخ شرح وقایه** ۔ اور ایک دوسرے مولوی صاحب نے فرمایا کہ زانی اور مزنیہ کی اولاد کا نکاح آپس میں جائز ہے۔ اگر مزنیہ کا خاوند نہیں تھا۔ یعنی مزنیہ بیوہ تھی مدت سے یا غیر شادی شدہ تھی تو اس صورت میں مزنیہ کی اولاد کو زانی کی جزو سمجھا جائے گا اور زانی کے اصول وفروع پر مزنیہ کی اولاد حرام ہوگی۔ ورنہ مزنیہ کے خاوند ہونے کی حالت میں اولاد کا نسب اسی مزنیہ کے شوہر سے ثابت ہوتا ہے اور زانی اس کی اولاد سے نہیں کر سکتا۔ زانی کی اولاد کا نکاح جائز ہے۔ تو آپ یہ بتائیں کہ ان دونوں میں سے کس کی بات درست ہے۔ کس پر عمل کیا جائے؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

زانی اور مزنیہ کے اصول وفروع کا آپس میں نکاح جائز ہے۔ **قال فی الشامیة ص ۳۲ ج ۳** ویحل لاصول الزانی وفروعه اصول المزنی بھا وفروعھا ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم محرم الحرام ۱۳۹۶ھ

سالی کو اغوا کرنے والے کا نکاح اپنی بیوی سے باقی ہے یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے مبینہ طور پر اپنی بیوی کی ہمشیرہ کو تقریباً تین ماہ اغوا کیے رکھا اور باوجود اس کے ابھی تک اس کی اپنی بیوی بھی اس کے پاس ہے۔ جو کہ مغویہ کی ہمشیرہ ہے۔ کیا اس اغوا سے اس کی بیوی پر حرمت آ سکتی ہے یا نہیں اور کیا ایسا شخص امامت کے قابل ہے یا نہیں۔ اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیوی کی بہن کو اغوا کرنے اور اس کے ساتھ بدفعلی کرنے سے اس شخص کی اپنی بیوی اس پر حرام نہیں ہو جاتی ہے۔ **كما قال في الدر المختار على هامش تنوير الابصار ص ۳۴ ج ۳ وفي الخلاصة وطئ اخت امرأته لا تحرم عليه امرأته** . باقی کسی عورت کو اغواء کرنا اور اس کے ساتھ بدفعلی کرنا بجائے خود ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ شخص مذکور اگر اس گناہ سے توبہ تائب ہو اور اس کی توبہ اور اسلام پر لوگوں کو اعتماد ہو جائے۔ تب اس کی امامت درست ہے۔ ورنہ مکروہ ہے۔ **كما في الكنز وكره امامة العبد والاعرابي والفاسق والمتبدع الخ** . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ رجب ۱۳۸۷ھ

سالی سے زنا کرنے کے بعد بیوی سے کب تک الگ رہا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام اس مسئلہ کے متعلق کہ اگر ایک آدمی اپنی سالی کے ساتھ زنا کرے تو اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا یا نہیں۔ اگر نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ تو پھر آدمی کو دوبارہ کیسے نکاح پڑھنا چاہیے۔ اگر رات کو آدمی اپنی عورت کے پاس جانے کا ارادہ رکھتا ہے تو اونگھ کی وجہ سے وہ اپنی عورت کے بجائے اپنی سالی کے بستر پر چلا جاتا ہے کہ جب وہ ہاتھ لگاتا ہے تو اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ میری عورت نہیں ہے وہ پھر واپس چلا جاتا ہے۔ کیا ہاتھ لگانے سے بھی نکاح فسخ ہو جاتا ہے یا نہیں۔ برائے مہربانی اس کا جواب تفصیل سے

دیں۔ایک بات اور ہے وہ یہ کہ اگر آدمی نکاح ہونے سے ۳۶ گھنٹے قبل اپنی سالی سے زنا کر لیتا ہے تو اس کا کیا ہوگا تفصیلاً جواب دیں۔ بینوا و توجروا من اللہ۔

المستفتی عطاء اللہ متعلم مدرسہ قاسم العلوم

﴿ج﴾

سالی کے ساتھ زنا کرنے سے زانی شخص پر اپنی بیوی حرام نہیں ہو جاتی۔ بیوی اس کے لیے حلال ہے اور اس کا نکاح بدستور قائم ہے۔ ویسے زنا گناہ کبیرہ ہے اور اس سے توبہ تائب ہونا لازم ہے۔ **قال فی البحر ولو وطی اخت امرأة بشبهة تحرم امرأة مالم تنقض عدت ذات الشبهة وفی الدراية عن الكامل ولو زنی باحدی الاختين لا يقرب الاخری حتی تحيض الاخری حيضة وفی الخلاصة وطیٔ اخت امرأته قال فی الشامية فالمعنی لا تحرم حرمة مؤبدة والا فتحرم الی انقضاء عدة الموطوئة.** (الدر المختار علی هامش تنوير الابصار ص ۳۴ ج ۳)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کی منکوحہ اس پر ہمیشہ کے لیے حرام نہیں ہوئی البتہ جب تک مزنیہ کو ایک حیض نہ آ چکے اس وقت تک اس کو منکوحہ بیوی سے علیحدہ رہنا واجب ہے۔ نیز جب زنا سے نکاح فاسد نہیں ہوتا تو ہاتھ لگانے سے تو یقیناً نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مولانا محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۲؍ربیع ۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سالی کو بنظر شہوت دیکھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہندہ اور زینب دو سگی بہنیں ہیں ہندہ کا نکاح زید اور زینب کا نکاح عمرو سے ہے۔ زید نے اپنی سالی زینب کو بنظر شہوت دیکھا اور بوسہ طلب کیا لیکن زینب نے بوسہ دینے اور برائی کرانے سے صاف انکار کر دیا۔ کیا ہندہ کا نکاح زید سے باقی رہا اور ہندہ اس کی زوجہ رہے گی یا نہ؟

﴿ج﴾

ہندہ کا نکاح زید سے قائم ہے۔ ان کے مابین دوبارہ عقد نکاح کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سالی سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی اپنی حقیقی سالی کو لے کر فرار ہو گیا اور کچھ عرصہ اپنے پاس رکھا تو اس کے ساتھ بدفعلی کی۔ جس سے اس کو حمل ہو گیا اور ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اب وہ اس کی سالی واپس اپنے گھر آ گئی ہے۔ اب وہ کہتی ہے کہ میں اُس سے شادی کروں گی جس کے ساتھ میری منگنی ہوئی ہے۔ لیکن وہ شخص جو عورت کو فرار کرنے والا ہے وہ کہتا ہے کہ میرا اس کے ساتھ نکاح ہے۔ لیکن عورت کہتی ہے کہ میرا نکاح نہیں ہوا۔ اب بتائیں کہ اب یہ عورت کسی اور جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اور کیا اُس آدمی کا اپنی بیوی سے نکاح باقی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

بیوی کی موجودگی میں اس کی بہن یعنی سالی سے نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد بھی بدفعلی کی ہے تو جب تک مزنیہ کو ایک حیض نہ آئے اپنی بیوی سے ہمبستری جائز نہیں۔ یعنی اس کی منکوحہ حرمت مؤبدہ کے ساتھ حرام نہیں ہوئی۔ صرف ایک حیض آنے تک اس کے ساتھ ہمبستری جائز نہیں۔ سالی کی جہاں منگنی ہوئی ہے وہاں اُس کا نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ رجب ۱۳۹۶ھ

سالی سے فعل بد کرنے والا کچھ عرصہ بیوی سے الگ رہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ کسی ایک شخص کا گھر آباد ہوتے ہوئے اس کے اپنی گھر والی کی ہمشیرہ یعنی سالی کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں اور وہ اس کی سالی خود بیان روبرو دو گواہان اور اس شخص مذکور فاعل کے نطفہ سے لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ جس کا ثبوت فاعل مذکور کی سالی خود بیان کرتی ہے اور وہ عرصہ تین سال سے اس بہنوئی کے گھر ہے۔ مفعولہ شادی شدہ بھی ہے۔ جس کی وجہ سے فاعل مذکور اس کو شوہر کے آباد ہونے سے انکار کرا دیتا ہے۔ فاعل مذکور اپنی گھر والی کی بھابھی یعنی اس کے بھائی کی گھر والی کو لے کر عرصہ دو ماہ سے مفرور ہے۔
اب آپ بمعہ مہر مسئلہ فرمائیں کہ کیا اس شخص کا اپنی گھر والی کے ساتھ نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں اور اس

شخص کے ساتھ برتاؤ یا لین دین کرنا کیسا ہے۔ اس کے تین گواہ موجود ہیں اور نمازی اور صوفی ہیں اور پرہیزگار۔ جو عورت کے بیان کے وقت موجود ہیں۔ لہٰذا اس شخص کا نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

سالی کے ساتھ بدفعلی کرنے سے اس کی منکوحہ اس شخص پر حرام نہیں ہوتی۔ البتہ جب تک مزنیہ کو ایک حیض نہ آئے اُس وقت تک اپنی منکوحہ سے الگ رہے۔ **وفی الخلاصة وطی اخت امرأته لا تحرم علیه امرأته** (الدر المختار ص ۳۴ ج ۳) **وفی الشامیة وفی الدرایة عن الکامل لو زنی باحدی الاختین لا یقرب الاخری حتی تحیض الاخری حیضة الخ** . (شامی ص ۳۴ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سالی سے نہیں بلکہ ساس سے فعل بد کرنے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنی دو عورتوں کی موجودگی میں اپنی سالی کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ زنا کرتے ہوئے دو عورتوں اور ایک بچہ عمر ۱۲ سال نے دیکھا ہے کہ یہ شخص اپنی عورت کی ہمشیرہ سے زنا کر رہا تھا۔ گواہوں نے حلف اٹھایا ہے۔ یہ عرصہ پانچ ماہ کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد ایک ہفتہ کا واقعہ ہے کہ یہ شخص اپنی عورت کی والدہ کے ساتھ زنا کرتا ہوا پکڑا گیا ہے۔ گواہ وہی موجود ہیں۔ نیز ایک اور شخص بھی گواہ والد ہے۔ شریعت اسلامیہ میں اس شخص کا کیا حکم ہے؟

السائل یٰسین موضع بھیڑ رشید شاہ تحصیل بھکر ضلع میانوالی

﴿ج﴾

جس عورت کی بہن سے زنا کیا ہے۔ وہ عورت اس پر حرام نہیں ہوتی۔ البتہ جس کی والدہ سے زنا کیا ہے۔ اگر اس کا شرعی ثبوت ہے تو وہ عورت اس پر ابدی حرام ہو گی۔ لیکن وہ دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی جب تک یہ شخص زبانی یہ نہ کہہ دے کہ میں نے اُسے چھوڑ دیا یا کسی مسلمان مجسٹریٹ سے فسخ نہ کرایا جائے۔ باقی یہ شخص سخت گنہگار ہے۔ مردود الشہادۃ ہے۔ شرعی سزا دینے کی بھی موجودہ حکومت ذمہ دار ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۴ صفر ۱۳۷۸ھ

بیوی کی خالہ سے زنا کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کا نکاح ایک لڑکی سے ہوا جس کی عمر تقریباً تین سال تھی۔ اب وہ لڑکی جوان ہے۔ لیکن جس شخص کا نکاح ہے۔ اس نے اپنی منکوحہ کی خالہ سے زنا کیا ہے۔ کیا اب اس کا نکاح اس لڑکی سے باقی رہا یا نہ؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ نکاح باقی ہے۔ شخص مذکور عند الشرع سخت مجرم ہے۔ اسلامی سزا اس کی اس کو سو کوڑے مارنے ہیں۔ لیکن یہ حد حکومت ہی جاری کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ صفر ۱۳۹۸ھ

اگر مرد و عورت سے ایسی باتیں سنی جائیں جو گناہ کو دعوت دینے والی ہوں تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت نے اپنے بھائی پر الزام لگایا کہ اس نے رات کے وقت جبکہ بھائی کے گھر والے یعنی بیوی بیٹیاں وغیرہ سو رہی تھیں۔ مجھے کوئی چیز کوٹھے کے اندر سے اٹھانے کے لیے بھیجا۔ جبکہ میں کمرے کے اندر داخل ہوئی تو وہ میرے پیچھے چلا آیا اور دروازہ بند کر کے مجھے پکڑ لیا اور مجھ سے جبراً بدفعلی کی۔ میں شور مچانے لگی تو اس نے گلا گھونٹا میں مجبور ہو گئی۔ فارغ ہونے کے بعد بھاگ گیا۔ میں اسی حالت میں باہر نکلی اور اپنی خالہ جو بھابھی ہے اس کے سامنے بیان کیا۔ اس نے مجھے ٹھہرا لیا اور کہا کہ کل کوئی انتظام کریں گے۔ لیکن پانچ چھ دن خاموش رہے۔ میں حلفاً بیان دینے کو تیار ہوں۔

بیان دوسری زوجہ۔ جس وقت عورت مذکورہ اور اس کی خالہ مذکورہ آمنے سامنے ہوئیں تو خالہ نے اس سے کہا کہ تو نے مجھے دوسری رات کو ذکر کیا تھا تو عورت مذکورہ نے تسلیم کر لیا۔ یعنی رات بتانے میں اختلاف ہو گیا۔ کبھی تو کہتی ہے کہ مجھے ماچس اٹھانے کو کہا اور کبھی تمبا کو اٹھانے کو کہتی ہے۔ کسی کے سامنے کمرہ اور کسی کو برآمدہ۔ عورت مذکورہ کی خالہ بھابھی کا بیان ہے کہ جس وقت اس نے یہ تذکرہ کیا تو میں نے کہا کہ اچھا جی کسی

دوسری رات کو دکھانا عورت مذکورہ نے یقین دلایا کہ میں دکھاؤں گی۔ لیکن دو راتوں کے گزرنے کے بعد اس نے کہا کہ رات کو پھر میرا بھائی آیا اور میرے پاؤں پکڑ کر ہلانے لگا۔ لیکن میں اٹھی نہیں میں نے کہا کہ تیرا تو وعدہ تھا کہ میں فوراً اٹھاؤں گی۔ کیوں نہیں بتایا۔ اس نے کہا کہ بس میں چپ ہوگئی۔

مدعا علیہ نے بیان کیا ہے کہ یہ بالکل غلط کہتی ہے اصل واقعہ یہ ہے کہ میری بہن بدچلن ہے۔ میں نے کسی غیر آدمی کے ساتھ اس کو چومتے دیکھا تھا۔ میں موقعہ کی تاک میں تھا۔ لیکن اس کو بات کا علم ہوگیا تھا۔ اس کو حمل کا شک بھی تھا۔ حالانکہ یہ عرصہ سے بیوہ ہے۔ میری بہن کو خطرہ پیدا ہوگیا کہ بھائی کو جس وقت حمل کا علم ہوگیا تو مجھے مارے گا۔ اس لیے اس نے دوسرے بوجھ کو میرے سر تھوپ دیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کا نکاح کرنے کا جس رشتہ دار کے ساتھ خیال تھا میں نے اپنی لڑکی اس کے ساتھ منسوب کر دی۔ یہ بھی اسے غصہ تھا۔ میں حلف دینے کو تیار ہوں۔ مدعیہ کا بیان کہ مجھے حمل وغیرہ نہیں ہے۔ بلکہ بندش ہے۔ تقریباً دو تین ماہ کا بتایا ہے۔ ان تمام واقعات کو سامنے رکھ کر جواب عنایت فرمائیں۔

﴿ج﴾

محض ان باتوں سے زنا کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔ اگر واقع میں اس گناہ کا صدور اس شخص سے ہوا ہو تو توبہ اور استغفار کرے اور اگر اس سے صدور نہ ہوا ہو اور اس کی بہن نے اس پر غلط تہمت لگائی ہو تو وہ بہت بڑے گناہ کی مرتکب ہوئی ہے۔ توبہ اور استغفار کرے اور اپنے بھائی سے معافی مانگے۔ اگر واقع میں یہ گناہ اس شخص سے صادر ہوا بھی ہو تب بھی اس کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ

باب پنجم

وہ عورتیں جن کا بیک وقت نکاح میں رکھنا حرام ہے

سوتیلی بیٹی جبکہ ماں شخص مذکور کے نکاح میں نہ ہو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے دو شادیاں کی ہوئی تھیں۔ ایک بیوی سے ایک لڑکی ہوئی اور جس وقت جوان ہوئی تو بکر کو شادی کر دی۔ کچھ مدت بعد زید فوت ہو گیا عدت گزر جانے کے بعد بکر نے زید کی دوسری بیوی سے نکاح کر لیا۔ جبکہ زید کی حقیقی لڑکی بھی بکر کے گھر میں زندہ ہے تو کیا سوتیلی ماں بیٹی ایک ہی شخص کے نکاح میں بیک وقت جمع ہو سکتی ہیں۔

﴿ج﴾

جی ہاں ایک عورت اور اس کی سوتیلی بیٹی دونوں بیک وقت ایک آدمی کے نکاح میں رہ سکتی ہیں۔ کما قال فی الفتاویٰ العالمگیریہ ص ۲۷۷ ج ۱ والاصل ان کل امرأتین لو صورنا احداھما من ای جانب ذکرا لم یجز النکاح بینھما برضاع او نسب لم یجز الجمع بینھما ھکذا فی المحیط فلایجوز الجمع بین امرأۃ وعمتھا نسبا او رضاعاً وخالتھا کذلک ونحوھا ویجوز بین امرأۃ وبنت زوجھا فان المرأۃ لو فرضت ذکراً حلت لہ تلک البنت بخلاف العکس الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سوتیلی بیٹی جبکہ ماں شخص مذکور کے نکاح میں نہ ہو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مثلاً رشید کی دو عورتیں ہندہ اور بشیرہ تھیں۔ رشید کے فوت ہو جانے کے بعد ہندہ نے زید سے نکاح کر لیا۔ اب بشیرہ کی ایک لڑکی مثلاً فاطمہ ہے وہ بھی زید سے نکاح کرنا چاہتی ہے۔ آیا وہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں ہندہ اور اس کی سوتیلی لڑکی فاطمہ دونوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا جائز ہے۔ کما فی

الهداية مع فتح القدير ص ۱۲۵ ج ۳ مطبوعه رشيديه كوئته ولا يجمع بين امرأتين لو كانت احداهما رجلا لم يجز له ان يتزوج بالاخرى ولا بأس بان يجمع بين امرأة و بنت زوج كان لها من قبل الى قوله- قلنا امرأة الاب لو صورتها ذكرا اجازله التزوج بهذه والشرط ان يصور ذالک من كل جانب اھ واللہ اعلم

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سوتیلی بیٹی اور ماں کو نکاح میں جمع کرنے کی شرعی حیثیت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے ایک لڑکی کے ساتھ شادی کی ہوئی ہے- اس لڑکی کی سوتیلی ماں ہے- اس کی سوتیلی ماں کا شوہر فوت ہو چکا ہے- یہ شخص اسی خسر کی منکوحہ کو اپنے خسر کی حقیقی لڑکی کے ساتھ جمع کر سکتا ہے یا نہ- ایک لڑکی اور اس کی سوتیلی ماں ایک نکاح میں آ سکتی ہیں یا نہ- بینوا تو جروا

﴿ج﴾

نکاح مذکور درست ہے- ایک لڑکی اور اس کی سوتیلی ماں ایک آدمی کے نکاح میں بیک وقت جمع ہو سکتی ہیں- كما قال في الدرالمختار على هامش تنوير الابصار ص ۳۹ ج ۳ مطبوعه مصر (فجاز الجمع بين امرأة ابنها و بنت زوجها) او امرأة او امة ثم سيدتها لا نه لو فرضت المرأة او امرأة الابن او السيدة ذكرا لم يحرم بخلاف عكسه فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ صفر ۱۳۸۷ھ

سوتیلی لڑکی اور ماں کو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی کریم بخش کی دو گھر والیاں ہیں- مسماۃ سہانی مسماۃ مائی حیات- مسماۃ سہاگن سے ایک لڑکی مائی قابل ہے اور مائی قابل مسمی غلام احمد کے نکاح میں ہے- اب مسمی کریم

بخش فوت ہو گیا ہے۔ کیا مسمی غلام احمد کریم بخش کی دوسری بیوی مائی حیات کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

ج

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ غلام احمد کے نکاح میں مسماۃ مائی حیات بیوہ کریم بخش مائی قابل کے ہوتے ہوئے آ سکتی ہے۔ ان دونوں عورتوں کا ایک شخص کے نکاح میں جمع ہونا جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ محرم ۱۳۹۸ھ

حقیقی بھتیجی اور پھوپھی کو نکاح میں جمع کرنا

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کے نکاح میں ایک عورت ہے اور اب ایک نکاح اور عورت سے کرنا چاہتا ہے۔ لیکن یہ عورت جدید نکاح والی سابقہ عورت کی حقیقی بھتیجی یعنی بھائی کی لڑکی ہے۔ کیا شریعت میں ایک شخص کے نکاح میں پھوپھی اور بھتیجی جمع ہو سکتی ہیں۔

قطعاً حرام ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بھانجی بھتیجی کو نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں ہے

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ ایک شخص کے گھر ایک عورت جو کچھ عرصہ سے بیمار ہے۔ ازدواجی زندگی سے پرہیز ہے۔ اس کا منشاء ہے کہ وہ اپنے خاوند کو بہ رضا و خوشی دوسری شادی کرنے کی اجازت دے مگر ساتھ ہی اس کی یہ دلی خواہش ہے کہ اس کا خاوند اس کی حقیقی بھتیجی یا بھانجی سے نکاح کر لے تاکہ اس کی باقی ماندہ زندگی اپنے بال بچوں کے ساتھ گھر میں اسی شان سے بسر ہو جائے کیا ایسا عقد نکاح جائز ہے۔ اگر نکاح بھتیجی سے کرنا چاہے تو اس کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

﴿ج﴾

جب تک عورت مذکورہ اس کے نکاح میں ہو اس کی بھتیجی یا بھانجی سے نکاح نہیں کر سکتا- البتہ اگر پہلی عورت کو طلاق دے دے اور اس کی عدت گزر جائے جو تین حیض کامل ہیں تو اس کی بھتیجی یا بھانجی سے نکاح کر سکتا ہے طلاق فقط اگر زبانی ہو تو کافی ہے- شرعاً اسی کو طلاق کہا جاتا ہے طلاق نامہ لکھنے کی ضرورت نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ طلاق دو دیندار مسلمانوں کے روبرو زبانی واقع کرے تاکہ بعد میں اختلاف کی گنجائش نہ ہو اور بعد عدت کے اس کی بھتیجی یا بھانجی سے نکاح کرے-

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خالہ اور بھانجی کو ایک رشتہ میں جمع کرنا حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وشرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ہندہ اور زینب دو علی بہنیں ہیں- اور یکے بعد دیگرے وہ خالد کے نکاح میں آ گئیں- اب دریافت یہ ہے کہ زینب اور ہندہ کی لڑکی ایک شخص کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہ- حوالہ کتب بمعہ عبارت تفصیل سے جواب عنایت فرماویں-

﴿ج﴾

ظاہر ہے کہ ہندہ کی لڑکی اور زینب کا ایک دوسری سے خالہ بھانجی کا رشتہ ہے- خالہ بھانجی کو ایک ہی رشتہ میں جمع نہیں کیا جا سکتا- حدیث شریف میں ہے- **لا تنکح المرأة علی عمتها و لا علی خالتها (رواه ابن ماجه عن ابی هریرةؓ**

ہدایہ مع فتح القدیر ص ۱۲۴ ج ۳ میں ہے کہ **و لا یجمع بین المرأة و عمتها او خالتها** الخ ص ۲۸۸ نیز اس ضابطہ کے مطابق بھی مناکحہ کی صورت نہیں نکلتی جس میں ہے وہ **و لا یجمع بین امرأتین لو کانت احدهما رجلا لم یجزله ان یتزوج بالاخری الدر المختار علی هامش هدایه مع فتح القدیر ص ۱۲۵ ج ۱** فقط واللہ اعلم-

ابو انور محمد غلام سرور القادری نائب مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ
خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ

خالہ اور بھانجی کو رشتہ میں جمع کرنا جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی (شخص) کسی لڑکی کو نکال لے جاتا ہے۔ چند دن بعد آدمی اس لڑکی رحرم نامی سے شادی کرنا چاہتا ہے مگر اس آدمی کی پہلی بیوی رحرم نامی لڑکی کی حقیقی خالہ ہے۔ کیا وہ آدمی جس کے گھر میں پہلی بیوی دوسری لڑکی رحرم مائی کی حقیقی خالہ ہے وہ اس سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں۔ کیا ایک ہی آدمی کے پاس دونوں بیویاں جو کہ آپس میں خالہ اور بھانجی ہیں اسی آدمی کی زوجیت میں رہ سکتی ہیں یا نہیں۔ نیز یہ مفصل بتایئے کہ آدمی مذکور جو کہ رحرم نامی لڑکی کو نکال لے گیا ہے اسی (الف) نامی لڑکی سے شادی کر سکتا ہے حالانکہ اس کی پہلی بیوی جو کہ اس (الف) نامی لڑکی کی حقیقی خالہ ہے مفصل بتایئے۔

﴿ج﴾

خالہ اور بھانجی دونوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں۔ البتہ اگر پہلی بیوی کو طلاق دے دے تو پھر اس کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ صفر ۱۳۸۹ھ

پھوپھی بھتیجی، ماموں بھانجی کو ایک رشتہ میں جمع کرنا حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس صورت مسئولہ میں کہ ایک شخص کے نکاح میں ایک عورت ہے اب وہ شخص مذکور اس عورت منکوحہ کی بھانجی کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا عرض خدمت ہے کہ اس شخص کے لیے پہلی عورت منکوحہ کے ہوتے ہوئے اس عورت کی بھانجی کی لڑکی سے نکاح کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اس کے متعلق کوئی تصریح نظر سے نہیں گزری- ہاں یہ فقہاء نے لکھا ہے کہ دو عورتیں جو آپس میں پھوپھی بھتیجی ہوں یا مامی اور بھانجی ہوں ان کو جمع کرنا حرام ہے- لیکن بھانجی کی بیٹی کے متعلق تصریح نظر سے نہیں گزری- البتہ اس قاعدہ کے کے ساتھ آنا چاہیے کہ جن دو عورتوں میں ایک کو مرد فرض کیا جائے تو دوسری سے نکاح حرام ہو- ان کو آپس میں جمع کرنا حرام ہے- لہٰذا اسی قاعدہ کی رو سے یہ نکاح بھی حرام ہوگا- کما قال صاحب الدر ص ۳۸ ج ۳ و حرم الجمع الی قوله بین امرأتین ایتهما فرضت ذکرا الم تحل للاخری ابدا واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی قاسم العلوم ملتان

بھانجی اور خالہ کا جمع کرنا درست نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ محمد اور احمد حقیقی بھائی تھے- محمد کی شادی از روئے شرع محمدی مسماۃ ریساں سے ہوئی- مسماۃ ریساں کے بطن سے محمد کی بیٹی فتح خاتون ہوئی- فتح کی بیٹی مسماۃ بھیرو ہے محمد کی فوتگی کے بعد ریساں بیوہ محمد نے اپنے دیور احمد سے نکاح کر لیا- احمد سے بھی ریساں کو ایک بیٹی سہاگن ہوئی جو محمد یار سے بیاہی گئی- اب درج ذیل شجرہ اور مندرجہ بالا واقعہ کے تحت محمد یار مذکور بھیرو سے بھی شادی کرنا چاہتا ہے جبکہ اس کی پہلی بیوی سہاگن زندہ ہے جو مسماۃ بھیرو کی خالہ ہے-

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ محمد یار کے نکاح میں جب تک مسماۃ سہاگن زوجہ رئیس زندہ موجود ہے- اس کا نکاح مسماۃ بھیرو سے شرعاً درست نہیں ہے- مسماۃ بھیرو رشتہ میں سہاگن کی بھانجی ہے اور بھانجی و خالہ کا ایک شخص کے نکاح میں جمع ہونا جائز نہیں ہے- فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ شوال ۱۳۹۶ھ

سوتیلی پوتی کو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کے ہاں پہلے ایک عورت موجود ہے۔ اب دوسری شادی کرنا چاہتا ہے۔ دوسری عورت جس کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے وہ اس کی پہلی بیوی کے رشتہ میں سوتیلی پوتی لگتی ہے۔ جو عورت زید کے نکاح میں ہے وہ اس کی دوسری بیوی کے رشتے سے سوتیلی دادی کہلاتی ہے۔ کیا شرعی صورت میں ان دونوں کا جمع کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جمیلہ اور حلیمہ دونوں کو زید کا نکاح میں جمع کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

پوتی اور لڑکی کو نکاح میں جمع کرنا صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کے نکاح میں ایک آدمی کی پوتی ہے۔ اب اس شخص نے اس آدمی کی لڑکی کو اغوا کر لیا ہے۔ یعنی اپنی بیوی کی پھوپھی کو اغوا کر لیا ہے اب اس کے ساتھ نکاح کر لیا ہے کیا اس کی بیوی کی پھوپھی اس کے نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

جب تک اس آدمی کی پوتی اس کے نکاح میں ہے اس کی لڑکی اس کے نکاح میں نہیں آسکتی اور ایسی صورت میں نکاح کر کے ازدواجی تعلقات قائم رکھنے اپنی بیوی کی پھوپھی کے ساتھ حرام کاری شمار ہوگا۔ اس شخص پر لازم ہے کہ فوراً اپنی بیوی کی پھوپھی کو اپنے سے علیحدہ کر دے اور اس کو آزاد کر دے ورنہ حکومت کے ذمہ لازم ہے کہ وہ ان کے مابین تفریق کر دے۔

اپنی بیوی کی پھوپھی کے ساتھ تب نکاح ہو سکتا ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ اس کی عدت بھی گزر جائے تب اس کی پھوپھی کے ساتھ نکاح کرنا درست ہے۔ کما قال فی الهداية مع فتح القدير ص

۱۲۴ ج ۳ (ولا يجمع بين المرأة وعمتها اوخالتها او ابنة اخيها او ابنة اختها) لقوله عليه السلام لا تنكح المرأة على عمتها ولا على خالتها ولا على ابنة اخيها ولا على ابنة اختها وهذا مشهور تجوز الزيادة على الكتاب بمثله - فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفااللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ محرم ۱۳۸۷ھ

زوجہ کی دوتی (نواسی) سے نکاح ناجائز ہے

﴿س﴾

جناب مفتی صاحب مؤدبانہ التماس ہے کہ ایک آدمی ایسی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے جس کی نانی سے کسی زمانے میں اس کا نکاح تھا- لیکن اس لڑکی کی ماں اس عورت (نانی) کے پہلے خاوند سے تھی- مذکورہ لڑکی جس سے نکاح کرنا مقصود ہے- نانی سے نکاح کے وقت پانچ چھ سال کی تھی- کیا اس لڑکی سے نکاح جائز ہے-

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ خدا بخش کا نکاح مسماۃ اللہ وسائی سے جائز نہیں ہے- رشتہ میں اللہ وسائی اس کی مدخولہ بیوی مسماۃ جنت بی بی کی دوتی ہے- اور زوجہ کی دوتی سے نکاح جائز نہیں ہے- ففی العالمگیریہ ص ۲۷۴ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ (والثانية) بنات الزوجة وبنات اولادها وان سفلن بشرط الدخول بالام كذا في الحاوي القدسي الخ - فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ

نانی اور نواسی کو جمع کرنا نکاح میں صحیح نہیں

ملک حبیب اللہ قوم بھٹی کی دو بیویاں تھیں- ایک میں سے دو لڑکے نام الٰہی بخش اور اللہ وسایا- دوسری میں سے ایک لڑکا بنام قادر بخش ہے- الٰہی بخش کی دو لڑکی اور ایک لڑکا ہوا جس میں الٰہی بخش کی لڑکی کا نکاح بموجب

شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ وسایا کے ایک لڑکے امام بخش سے ہوگیا- جس میں ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوا اور بعد میں جھگڑا خانگی کی بنا پر اس کو مطلقہ کر دیا- ملک الٰہی بخش کا انتقال ہوا- اس کی بیوی کا عقد نکاح ملک قادر بخش سے ہوگیا- جس میں فقط ایک لڑکا پیدا ہوا جو ۹ سال کا ہو کر فوت ہوا مسماۃ رحیم خاتون بیوہ الٰہی بخش جو کہ حال میں ملک قادر بخش کی بیوی ہے کی نواسی جو کہ امام بخش ولد اللہ وسایا برادر الٰہی بخش کے گھر میں پیدا ہوئی ملک قادر بخش کے عقد میں اپنی حقیقی نانی کے ہوتے ہوئے بھی آ سکتی ہے؟ شرعاً تشریح کریں۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں مسماۃ بھراواں ملک قادر بخش کے نکاح میں جبکہ اس کی حقیقی نانی مسماۃ رحیم خاتون موجود ہے اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی- فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سابقہ بیوی کی عدت گزر جانے کے بعد اس کی بہن سے مناکحت صحیح ہے

﴿س﴾

بخدمت جناب مفتی صاحب مودبانہ گزارش ہے کہ ایک لڑکی کے ساتھ پہلے شادی کی- اس لڑکی کے حالات شرع محمد سے باہر ہو گئے ہیں- ہمیں غیرت ہوئی جسے ہم نے دو آدمیوں کے روبرو طلاق دے دی ہے- اس کی دوسری سوتیلی بہن ہے- باپ دوسرا ماں وہی ہے- مہربانی کر کے اس کا صحیح مسئلہ حل کریں کہ اس لڑکی سے شرع محمدی میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں-

نوٹ: مطلقہ لڑکی طلاق نہیں مانتی حالانکہ طلاق کے گواہ بھی موجود ہیں اور مرد بھی طلاق کا اقرار کرتا ہے-

﴿ج﴾

اگر سابقہ بیوی کی عدت گزر گئی ہو تو اس کی بہن سے نکاح جائز ہے- دو بہنوں کو ایک ساتھ رکھنا جائز نہیں ہے- لیکن اگر ایک کو طلاق دے دی اور اس کی عدت بھی گزر گئی تو دوسری بہن کے ساتھ نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں اور عورت کے ماننے اور نہ ماننے پر طلاق میں کوئی فرق نہیں آتا- عورت مطلقہ سمجھی جائے گی- واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۱ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ

عدت کے اندر معتدہ کی حقیقی بہن سے نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً بنام اصغر نے اپنی بیوی ریاض بیگم کو طلاق دی ہے عدت گزرنے سے پہلے ریاض بیگم کی حقیقی بہن رضیہ بیگم سے اصغر نے اپنا نکاح کر دیا ہے- کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں- اگر یہ نکاح ناجائز ہے تو جس مولوی نے یہ نکاح پڑھا ہے- اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ جو لوگ اس نکاح میں بیٹھے ہیں کیا ان کے اپنے نکاح باقی رہیں گے- یا ٹوٹ جائیں گے- بینوا تو جروا

﴿ج﴾

عدت کے اندر معتدہ کی حقیقی بہن سے نکاح ناجائز ہے- معتدہ کی عدت گزرنے کے بعد اس سے دوبارہ نکاح کیا جاوے- اگر باوجود علم کے کہ یہ نکاح ناجائز ہے- مولوی صاحب نے نکاح پڑھا اور لوگوں نے شرکت کی- تو سب گنہگار بن گئے ہیں- سب کو توبہ لازم ہے اس شرکت کی وجہ سے ان کے نکاح فسخ نہیں ہوئے- توبہ تائب ہو جانے کے بعد نکاح خوان مولوی صاحب کی امامت جائز ہے- فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بیوی کو طلاق ثلاثہ کے بعد عدت گزرنے سے قبل اس کی ہمشیر سے نکاح کرنا حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ میں کہ مثلاً زید نے اپنی منکوحہ ہندہ جو اسی زید سے صاحب اولاد بھی ہے- بطلاق ثلاثہ مطلقہ کر کے بلا انقضاء عدت ماسی ہندہ کی ہمشیرہ حقیقیہ کے ساتھ نکاح کروالیا- اب یہ نکاح از روئے شرع جائز ہے یا نہیں اور نکاح خواں مولوی صاحب باوجود علم ہونے کے ایسا نکاح پڑھنے سے از روئے شرع کسی وعید واجر کے مستحق ہیں یا کہ نہیں-

صورت مسئولہ میں زید کا اپنی منکوحہ کو طلاق ثلاثہ دے کر (بلا انقضاء عدت) یعنی عدت کے اندر اس کی

ہمشیر حقیقی سے نکاح کرنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ زید و نکاح خوان مولوی صاحب اور دوسرے لوگ نکاح میں شریک ہونے والوں نے اگر باوجود علم ہونے کے عدت میں نکاح کیا اور شریک ہوئے تو ان کا یہ فعل شرعاً بہت بڑا جرم اور فسق اور کبیرہ گناہ ہے اور اس صورت میں سب کو شرعاً توبہ کرنا لازم ہے۔ نیز زید پر شرعاً فرض ہے کہ مطلقہ بیوی کی ہمشیر کو اپنے سے علیحدہ کر دے اور جب اس کی مطلقہ زوجہ کی عدت گزر جائے تب اس کی بہن سے شرعی نکاح کرے۔قال فی العالمگیریہ ص ۲۷۹ ج ۱ ولا یجوز ان یتزوج اخت معتدته سواء کانت العدة عن طلاق رجعي او بائن او ثلاث او عن نکاح فاسد او عن شبهة فقط واللہ تعالیٰ اعلم بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۹ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ

ہمشیرہ پر ہمشیرہ کا نکاح درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین حسب ذیل صورت میں کہ فیض بخش فوت ہو چکا ہے اپنی منکوحہ سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا چھوڑ چکا ہے اور اس نے اپنی منکوحہ کی حقیقی ہمشیر یعنی سالی گمراہ کر کے اپنے ساتھ رکھی تھی اور اس سے تین لڑکیاں اور ایک لڑکا پیدا ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ فیض بخش نے سالی سے نکاح کیا ہے مگر کوئی ثبوت نہیں ہے اور ایک ہمشیر پہلے بھی اس کے نکاح میں تھی۔ اب قابل دریافت دو امر ہیں ایک تو یہ کہ مال ترکہ فیض بخش کا کس کو ملے گا۔ دوم یہ کہ فیض بخش کا اپنی سالی سے نکاح کرنا جبکہ ایک ہمشیرہ پہلے اس کے نکاح میں ہے ہو سکتا ہے یا کہ نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

ایک ہمشیرہ پر دوسری ہمشیرہ کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ ملاحظہ ہو کتب فقہ حنفی وغیرہ۔ ترکہ فیض بخش منقولہ وغیر منقولہ اپنی منکوحہ کی اولاد و دیگر ورثہ مستحقین پر تقسیم ہوگا اور وہ حق دار ہوں گے اور سالی اور سالی سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ محروم ہیں چونکہ سالی سے کوئی نکاح ثابت نہیں ہے۔ ویسے بھی ہمشیر کے ہوتے ہوئے دوسری ہمشیر کا نکاح درست نہیں۔ واللہ اعلم

حررہ محمد ابراہیم عفی عنہ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۹ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ

بہن اول کے ساتھ نکاح صحیح ہے دوسری کے ساتھ صحیح نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں نے اپنی لڑکی مسماۃ رحمت بی بی نابالغہ کا نکاح مسمی شرف دین پسر شہانہ کے ساتھ کیا ہوا تھا- اب وہ میری دوسری لڑکی جو کہ حقیقی ہمشیر رحمت بی بی کی ہے کو اغوا کر کے بنگال فوج میں چلا گیا ہے- اب ملتمس ہوں کہ نکاح سابق جو کہ میری لڑکی کے ساتھ تھا اس کا کیا کیا جائے- شریعت محمدی میں تو دونوں حقیقی بہنوں کا نکاح جائز نہیں- بینوا توجروا

﴿ج﴾

نکاح رحمت بی بی کا صحیح ہے اور اس کی دوسری بہن کا صحیح نہیں ہوگا- البتہ اگر اس رحمت بی بی کو طلاق دے دی جائے تو اس کے بعد وہ دوسری سے نکاح کر سکتا ہے- واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم رجب ۱۳۷۸ھ

باب ششم

وہ عورتیں جن سے مذہب میں اختلاف کی وجہ سے نکاح حرام ہے

شیعہ تبرائی ہو تو اس کے ساتھ مناکحت جائز نہیں ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی اہل سنت کی رافضی تبرائی نے اغوا کر کے نکاح کر لیا ہے۔ جب لڑکی واقف مذہب ناکح سے ہوئی تو اپنے میکے میں جا کر اظہار تاسف کیا۔ اب لڑکی بمع رشتہ داران یعنی باپ وغیرہ کے خواہاں ہیں کہ اس لڑکی کا کسی دوسری جگہ نکاح کر دیں۔ آیا شرعاً پہلا نکاح نافذ ہے یا نہیں اگر نافذ ہے تو ولی کو حق اعتراض ہے یا نہیں اگر حق ہے تو تفریق کے بعد عدت کی ضرورت ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

ہوالمصوب

اگر شیعہ تبرائی ہو جو تبرا کو جائز کہے یا اور کسی مسئلہ ضروریہ کا انکاری ہو تو یہ کافر ہے اور اس کے ساتھ مسلمان عورت کا نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں اور وہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ مسئلہ ضروریہ کا انکار مثلاً حضرت علیؓ کی الوہیت کا قائل ہو یا حضرت جبریل کو وحی پہنچانے میں غلطی کرنے کا قائل ہو یا تحریف قرآن کا قائل ہو یا صحبت صدیقؓ کا انکاری ہو یا حضرت عائشہؓ پر تہمت (قذف) لگاتا ہو۔ یا سب صحابہؓ کو جائز کار خیر سمجھتا ہو۔ ہکذا فی الشامیہ باب الردۃ اور اگر اسلام کے کسی مسئلہ ضروریہ کا انکاری نہ ہو تو یہ مسلمان شمار ہوگا اور اس کا نکاح مسلمان عورت سے جائز شمار ہوگا۔

کما قال ابن عابدین فی ردالمحتار ص ۴۶ ج ۳ مطبوعہ وبهذا ظهر ان الرافضي ان كان ممن يعتقد الالوهية في علي او ان جبريل غلط في الوحي او كان ينكر صحبة الصديق او يقذف السيدة الصديقة فهو كافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدين بالضرورة بخلاف ما اذا كان يفضل عليا او يسب الصحابة فانه مبتدع لا كافر كما او ضحته في كتابي تنبيه الولاة الخ۔

لیکن صورت مسئولہ میں چونکہ لڑکی نے بغیر اجازت ولی کے شیعہ شخص کے ساتھ نکاح کر لیا ہے اور شیعہ سنی عورت کا کفو نہیں ہے لہٰذا لڑکی کے والد کی عدم رضامندی کی صورت میں قول مفتی بہ کے مطابق یہ نکاح کالعدم شمار ہوگا اور لڑکی عدت شرعیہ گزار لینے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ ہاں اگر والد نے صراحۃً یا دلالۃً رضامندی ظاہر کی ہو اور شیعہ حد کفر تک نہ پہنچا ہوا ہو جس کی تفصیل اوپر کر دی گئی۔ تو اس کا نکاح جائز شمار ہوگا۔

کما قال فی التنویر علی هامش الشامیة ص۵۶ ج۲ مطبوعہ مصر ج۲ ولہ اذا کان عصبة الاعتراض فی غیر الکف مالم تلدمنه ویفتی بعدم جوازه اصلا لفساد الزمان۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ ذوالقعدہ ۱۳۷۸ھ

شیعہ اگر امور دین میں سے کسی ایک امر کا منکر ہو تو اس کے ساتھ رشتہ جائز نہیں ہے

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک سنی مذہب نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح ایک شیعہ لڑکے کے ساتھ کر دیا۔ اب وہ لڑکی بالغہ ہو چکی ہے اور سنی مذہب ہے اور باپ کے نکاح سے خلاصی چاہتی ہے اور لڑکا اعلانیہ شیعہ ہے اور اپنی شیعہ برادری کے ساتھ سب مذہبی مراسم میں اعلانیہ شریک رہتا ہے۔ ایسے نکاح کا عند الشرع کیا حکم ہے۔ کیا لڑکی مذکورہ اس نکاح سے منحرف ہو کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہ۔ بینوا توجروا

(ج)

واضح رہے کہ جو شیعہ امور دین میں سے کسی مسئلہ ضروریہ کا منکر ہو مثلاً الوہیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قائل ہو یا صحبت صدیق کا منکر ہو یا افک عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قائل ہو یا تحریف قرآن کا قول کرتا ہو یا سب صحابہ کو جائز اور کار خیر سمجھتا ہو تو یہ شیعہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس کے ساتھ مسلمان سنی لڑکی کا نکاح جائز نہیں اور اگر شیعہ امور دین میں سے کسی مسئلہ ضروریہ کا منکر نہ ہو صرف فضیلت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قائل ہو اور رسوم و بدعات میں شریک ہوتا ہو وہ فاسق ہے۔ اس کے ساتھ بھی سنی لڑکی کا نکاح نہ کیا جائے لیکن اگر کیا گیا تو وہ منعقد ہو جاتا ہے۔ پس صورت مسئولہ میں تحقیق لازم ہے اور عقائد معلوم ہونے کے بعد اس نکاح کے بارے میں فتویٰ دیا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ شوال ۱۳۹۷ھ

بیوی کے مسلمان ہونے کے بعد خاوند پر تین ماہ تک اسلام پیش کیا جائے انکار پر عورت آزاد ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ فریقین قریبی رشتہ دار ہیں اور دونوں اہل شیعہ تھے-لڑکی والے اہل سنت والجماعت ہورہے ہیں-تقریباً ۳ سال ہوگئے ہیں اور لڑکے والے شیعہ ہیں-لڑکے اور لڑکی کا نکاح چھوٹی عمر میں ہوا تھا-اب لڑکی اہل سنت والجماعت کی ہے اور لڑکا شیعہ ہے-لڑکی والے اور جگہ نکاح کرسکتے ہیں یا نہیں اور جناب مولوی خیر محمد صاحب آپ اس گنہگار پر رحم وکرم فرمائیں اور بتائیں کہ جناب عائشہ بی بی کے متعلق جو تہمت لگائی گئی تھی-یہ لڑکا اور اس کا خاندان اس تہمت کا قائل ہے-لڑکے کی عمر اس وقت دس سال ہے اور لڑکی بالغ ہوچکی ہے-

﴿ج﴾

وفی الدرالمختار ص ۱۸۸ ج ۳ من الشامية واذا اسلم احد الزوجين الى قوله عرض الاسلام على الاخر ان اسلم فبها والابان ابى او سكت فرق بينهما ولو كان الزوج صبيا مميزا اتفاقاً على الاصح.

روایت بالا سے معلوم ہوا ہے کہ لڑکی مذکورہ کے خاوند کے متعلق دارالاسلام میں قانون یہی ہے کہ اس پر اسلام کو پیش کیا جاتا-پس اگر وہ مسلمان ہوجاتا تو یہ بیوی اس کو مل جاتی لیکن موجودہ قوانین میں جبکہ یہ بات نہیں ہے اس لیے یہ لڑکی مسلمان ہونے کے تین ماہ بعد اس کے نکاح سے آزاد ہوگی-کیونکہ اگر خاوند پر عرض اسلام نہ ہو سکتا ہو-وہاں تین ماہ ہی کو قائم مقام تفریق کے گردانا جاتا ہے-چونکہ یہ لڑکی غیر مدخول بہا ہے-اس لیے وہ بغیر انتظار عدت کے دوسری جگہ شرعاً نکاح کرسکتی ہے-عالمگیری ص ۳۳۸ ج ا مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ میں ہے کہ **واذا اسلم احد الزوجين الى قوله فالبينونة اما بعرض الاسلام على الأخر او بانقضاء ثلث حيض كذا فى العتابية**- لڑکی کے والدین جبکہ مسلمان ہوچکے ہیں اس لیے ان کی متابعت میں ان کی نابالغ اولاد بھی مسلمان تصور ہوگی-فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

ہوالمصوب

بشرط صحت واقعہ تین حیض (ماہواریوں) کے گزرنے کے بعد اس عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہوگا۔ تین ماہ کا اعتبار نہیں ہے۔ بلکہ تین حیض کا اعتبار ہے۔ جواب اس ترمیم کے ساتھ صحیح ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

وہ شیعہ جو تحریف قرآن کا قائل ہو اس سے مناکحت جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی اور ایک لڑکے کا چھوٹی عمر میں عقد نکاح ہو چکا ہے۔ (مگر لڑکا جوان ہو کر سبی شیعہ ہو گیا ہے) وہ بدبخت شیخین کو اعلانیہ سب کرتا ہے اور بالتحقیق یہ بات بھی ثابت ہو چکی ہے کہ وہ نالائق افک بی بی عائشہ الصدیقہ کا بھی قائل ہے اور اس کی منکوحہ موحدۃ صحیح العقیدہ ہے اور شیعہ مذہب کو نہایت بدترین طریق سمجھتی ہے۔ کیا ان وجوہ کے ہوتے ہوئے ان کا نکاح باقی ہے یا نہیں۔ نیز ابھی تک رخصتی بھی نہیں ہوئی ہے۔ بینوا توجروا

واضح رہے کہ جو شیعہ ایسا ہو جو کسی مسئلہ ضروریہ کا انکاری ہو مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا قائل ہو یا تحریف قرآن کا قائل ہو یا حضرت جبرئیل علیہ السلام کو وحی پہنچانے میں غلطی کا قائل ہو یا صحبت صدیق ؓ کا انکاری ہو یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت (قذف) لگاتا ہو یا سب صحابہ کو جائز اور کار خیر سمجھتا ہو تو یہ کافر ہے۔ کما قال ابن عابدین فی رد المحتار ص ۴۶ ج ۳ مطبوعہ مصر وبھذا ظھر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوھیة فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق او یقذف السیدة الصدیقة فھو کافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدین بالضرورة الخ لہٰذا صورت مسئولہ میں ارتداد زوج کی وجہ سے زوجین میں فرقت واقع ہوگئی ہے۔ کما فی الھدایة مع فتح القدیر ص ۲۹۲ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ واذا ارتد احد الزوجین عن الاسلام وقعت الفرقة بغیر طلاق اور چونکہ عورت غیر مدخول بہا ہے۔ اس لیے بغیر عدت

گزارنے کے دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے- نیز زوج مرتد کے ذمہ نصف مہر ادا کرنا بھی واجب ہے۔ کما فی الهداية مع فتح القدير ص ۲۹۸ ج ۳ مطبوعه مکتبه رشیدیه کوئٹه ثم ان كان الزوج هو المرتد فلها كل المهر ان دخل بها ونصف المهر ان لم يدخل بها الخ- فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ

ہوالمصوب

کسی ثالث کے سامنے تحقیق کر لی جائے- اگر واقعہ اسی طرح ثابت ہوا تو جواب بالا پر عمل کر لیا جائے-

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شیعہ خوارج اور فساق سے رشتہ میں اجتناب بہتر ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک مجمع میں ایک شخص کو اپنی لڑکی دینے کا وعدہ کیا اور دعا خیر ہوئی اب وہ شخص لڑکی نہیں دینا چاہتا اس لیے کہ جس شخص سے وعدہ کیا ہے وہ شیعہ ہے- کیا از روئے شرع اس صورت میں ایفائے عہد ضروری ہے-

﴿ج﴾

ایفائے عہد جبکہ کوئی شرعی قباحت لازم نہ آتی ہو ضروری ہے لیکن صورۃ مسئولہ میں شرعی قباحت موجود ہے اس لیے کہ شیعہ خوارج اور فساق کے ربط ضبط سے اجتناب کرنا ضروری ہے- بنا بریں مسئولہ صورت میں شرعاً ایفائے عہد ضروری نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ محرم ۱۳۸۹ھ

افک حضرت عائشہؓ کا قول کرنے والے کے ساتھ نکاح حرام ہے

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص خالص العقیدہ اہل سنت ہے۔ لاعلمی کی وجہ سے اپنی معصوم لڑکی کی قبولیت نکاح ایک خاندانی شیعہ کے لڑکے سے کر دیتا ہے۔ کیونکہ یہ علاقہ دیہاتی ہے۔ لڑکی کا والد اس مسئلہ سے لاعلم تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس علاقہ میں علماء کرام تشریف لاتے ہیں اور تقریروں میں فرماتے ہیں کہ شیعہ مرد سے سنی عورت کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ وہ شخص لڑکی والا پریشان ہو جاتا ہے۔ لڑکے کا والد خاندانی شیعہ رافضی اور شیعہ ذاکروں کے جلسے کروانے والا سبی اور گستاخ ہے۔ ایک دن لوگوں کے سامنے بحث مباحثہ میں کہنے لگا کہ میں سنت رسول کو نہیں مانتا۔ مجھے سنت کی ضرورت نہیں ہے۔ اب لڑکی والا کہتا ہے کہ اگر شریعت کی اجازت ہو تو میں لڑکی کی شادی کر دوں۔ اگر شریعت اجازت نہیں دیتی تو میں لڑکی کو حرام کروانے کے لیے شادی نہیں کر سکتا۔ اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ نکاح مذکور شرعاً درست ہے یا نہیں۔ اگر نکاح نہیں ہوا تو بغیر طلاق لڑکی کی دوسری جگہ شادی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

واضح رہے کہ جو شیعہ امور دین میں سے کسی مسئلہ ضروریہ کا منکر ہو مثلاً الوہیت علی رضی اللہ عنہ کا قائل ہو یا تحریف قرآن کا قائل ہو یا صحبت صدیق رضی اللہ عنہ کا منکر ہو یا افک عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول کرتا ہو یا سبّ صحابہ کو جائز اور کار خیر سمجھتا ہو یا سنت نبوی کا منکر ہو تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس کے ساتھ کسی مسلمان لڑکی کا نکاح جائز نہیں۔

اور جو شیعہ امور دین میں سے کسی مسئلہ ضروریہ کا منکر نہ ہو۔ فضیلت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قائل ہو تو ایسے شیعہ کے ساتھ اگر سنی لڑکی کا نکاح کیا گیا ہے تو وہ منعقد ہو گیا ہے اور طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم

اگر شیعہ باپ کی لڑکی شیعہ مذہب سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتی تو نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ ایک زینب نامی عورت کا نکاح غلام فرید نامی ایک شخص سے ہو چکا ہے۔ جس کا شیعہ ہونا معلوم ہوا ہے۔ نکاح سے پیشتر اس کا شیعہ ہونا معلوم نہ تھا کیونکہ اس وقت اس کا آغاز جوانی تھا اس لیے فرید کا شیعہ ہونا بعد از نکاح معلوم ہوا ہے۔ معلوم ایسا ہوا ہے کہ وہ ماتم بھی کرتا ہے اور تازیا وغیرہ بھی نکالتا ہے۔ اس کے شیعہ ہونے یعنی ماتم اور تازیا نکالنے کے حلفیہ بیان دینے والے گواہ ہمارے ہاں موجود ہیں۔ زینب مذکورہ نہایت پاک دامن عورت ہے کہ وہ اپنا نکاح اور جگہ کرنا چاہتی ہے۔ اس لیے جناب عالیہ میں درخواست ہے کہ زینب مذکورہ کا نکاح غلام فرید شیعہ کے ساتھ جائز ہے یا نہیں اور آیا کہ وہ اپنا نکاح کسی اور جگہ کر سکتی ہے یا کہ نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں تحقیق کی جائے اگر یہ جوان آغاز جوانی میں نکاح کے وقت مذہبی باتوں میں حصہ نہیں لیتا تھا اگر اس کا باپ شیعہ تھا' کوئی نظریہ مذہب شیعہ کے متعلق نہیں رکھتا تھا اور جو کفریہ عقیدے شیعوں کے ہیں۔ مثلاً تہمت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قائل ہونا صحبت صدیق اکبر کا انکار کرنا جبرئیل علیہ السلام سے وحی لانے میں غلطی کا قائل ہونا اور الوصیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قائل ہونا ان کفریہ عقیدوں میں سے کوئی عقیدہ یا اس کے علاوہ کوئی کفر کا عقیدہ نہ رکھتا تھا' تو یہ شیعہ من حیث الفرقۃ الشیعۃ المبتدعۃ اگر چہ فاسق ضرور ہے لیکن کافر نہیں۔ اس لیے مسلمان اہل السنۃ والجماعۃ لڑکی کا نکاح اس سے منعقد ہو گیا ہے۔ لہٰذا اب دوبارہ تحقیق کی جائے جبکہ وہ اب مذہبی رسومات (ماتم و تازیا نکالنے میں حصہ لیتا ہے) اگر وہ مذکورہ بالا عقائد کفریہ میں سے کوئی کفر کا عقیدہ رکھے تو اس لڑکی کا نکاح غلام فرید سے نہیں رہا ہے اور دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ ماتم و تازیا نکالنا اور حضرت علی کو دیگر خلفائے راشدین پہ فضیلت دینا وغیرہ اس سے کافر نہیں ہوتا اور اگر تحقیق کرنے پہ نکاح کے وقت سے غلام فرید کا کوئی عقیدہ کفر کا ثابت ہو جائے تو پہلے سے نکاح سرے سے منعقد نہیں ہوا ہے۔ اگر یہ صورت ہو تو بھی یہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر تحقیق کے بعد یہ بات محقق ہو جائے کہ اس وقت غلام فرید کوئی کفریہ عقیدہ رکھتا تھا نہ بعد میں اس وقت تک کفر کا عقیدہ رکھتا ہے تو نکاح صحیح و منعقد ہوا ہے اور تا حال نکاح ثابت ہے۔

طلاق وخلع کے سوا دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی یا بعد میں شیعہ مذہب کے کسی کفریہ عقیدہ کا قائل ہو جائے تو نکاح نہیں رہے گا اور دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے- فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللطیف غفرلہ
۳ ذوالحج ۱۳۸۳ھ

عقائد کفریہ والے کے ساتھ نکاح باقی نہیں رہتا

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت شیعہ ہے وہ سنی ہونا چاہتی ہے- کیا سابقہ نکاح باقی رہے گا یا کہ نہیں- جب کہ عورت سنی کے پاس آئے- اس وقت نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں کیا مدت بھی ہے- یا بصورت دیگر عورت کے متولی دعویٰ کر کے حکومت کے ذریعہ عورت کو لے جائیں کیا سنی کا نکاح باقی رہے گا یا نہیں

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر اس عورت کا خاوند شیعہ ہے اور اس کے عقائد کفریہ ہیں تو نکاح باقی نہیں رہے گا اور اگر اس کا خاوند غالی شیعہ نہیں ہے اور عقائد کفریہ نہیں ہیں تو نکاح باقی ہے- فقط واللہ اعلم

لڑکی کے عقائد اگر کفریہ نہ ہوں تو نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اہل سنت کی مسجد کا امام ہے- بعض ذاتی اغراض کے پیش نظر شیعہ کے ساتھ رشتہ کیا ہے- بایں طور کہ ان کی لڑکی اپنے لڑکے کے لیے اور اپنی لڑکیاں ان کو تزویج کر دیں اور امام مسجد کے داماد کا شیعہ عقیدہ صحابیت صدیقؓ اور عمرؓ کے خلاف ہے اور قذف حضرت اماں عائشہؓ اور موجودہ قرآن پاک کی تحریف کے قائل ہیں حتیٰ کہ تمام عقائد میں مدون شیعہ مذہب رکھتے ہیں اور امام مسجد کی لڑکیاں اپنے اہل سنت مذہب کے مطابق نماز پڑھتی ہیں اور اس کے لڑکے کی عورت اہل سنت کے مطابق نماز پڑھتی ہے- اب آپ فرمائیں کہ از روئے شرع نکاح ہوا ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں-

﴿ج﴾

اگر واقعی امام مذکور نے اپنی لڑکیاں اس قسم کے شیعوں کے نکاح میں دی ہیں جو کہ مذکورہ کفریہ عقیدے رکھتے ہیں یعنی قذف حضرت اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور موجودہ قرآن مجید کی تحریف کے قائل ہیں وغیرہ تو اس قسم کے شیعہ کافر ہیں ان سے امام مذکور کی لڑکیوں کا نکاح شرعاً منعقد نہیں ہوا وہ بغیر نکاح کے شیعوں کے ساتھ رہ رہی ہیں۔ شرعاً ایسا امام فاسق ہے۔ جس نے ایسے شیعوں کے ساتھ تعلقات قائم کیے ہیں وہ امامت کے لائق نہیں۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اہل مسجد پر بلا تاخیر اسے امامت سے ہٹانا ضروری ہے اور اسے سمجھایا جائے کہ شیعوں سے اس کی لڑکیوں کا نکاح نہیں ہوا ان کو واپس لائے اور دوسرے صحیح عقیدہ مسلمانوں میں ان کا نکاح کرادے اور ان شیعوں سے تعلقات بالکل ختم کردے اگر وہ تائب نہ ہوا اور تعلقات ختم نہ کرے لڑکیوں کو واپس نہ کرے تو برادری و عامۃ المسلمین پر یہ فرض ہے کہ اس سے قطع تعلقات کریں اور اس کے ساتھ برتاؤ کرنا چھوڑ دیں تا آنکہ وہ تائب ہو جائے نیز اپنے لڑکے کے لیے جو اس نے شیعہ عورت نکاح میں لی ہے اگر اس لڑکی کے عقائد بھی اب کفریہ نہیں رہے جیسا کہ نماز اہل سنت کی پڑھتی ہے اور نکاح کے وقت بھی ان کے عقائد کفریہ نہ تھے تو نکاح انکا آپس میں صحیح ہے اور اگر نکاح کے وقت لڑکی عقائد کفریہ رکھتی تھی اور اب ان سے تائب ہوگئی ہے تو تجدید نکاح ضروری ہے۔ اس کے ساتھ اکٹھے رہنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ وہ پہلا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللطیف غفرلہ معاون مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

امور دین میں سے کسی ایک کا منکر یا مذاق اُڑاتا ہو اس کے ساتھ مناکحت جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی ہے جو کہ صحیح سنی مذہب سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کے والدین سنیوں میں سنی ہیں۔ مگر اس لڑکی کا ایک سگا ماموں ہے جو کہ جوانی میں غلط سنگت کی وجہ سے شیعہ بن چکا ہے۔ اس ماموں کا لڑکا ہے جس کی بچپن سے پرورش شیعوں کے ہاتھ میں ہوئی ہے اب وہ جوان بھی ہے اور شیعوں میں ایک ہے۔ عقیدہ کا یہ حال ہے کہ شیعوں کی محفلوں میں خود ذاکر بن کر (مع تنقیدات علی السنیت)

ذاکر کی خدمات بھی انجام دیتا رہتا ہے- اگر چہ وہ بظاہر سنی لوگوں کے سامنے اپنے عقائد چھپانے کی کوشش کرتا ہے اور عمومی طور پر وہ شیعیت سے انکاری نہیں ہے- اگر وہ سنیوں کے ساتھ نماز میں مل جائے تو وہ ان کے ساتھ نماز بھی پڑھ لیتا ہے- مگر باقی شیعوں والی اذان اور دیگر کلمات خصوصی پر مکمل عبور حاصل ہے اور اذان باقاعدہ دیتا ہے- جس کے الفاظ علماء کرام کو خود معلوم ہوں گے کہ آیا کہاں تک اس اذان میں کلمات معترضہ موجود ہیں- الغرض ٹانک کے ان شیعوں نے اس کی پرورش کی ہے جن سے کہ تحصیل ٹانک کے تمام سنی علماء کرام دم بلب تھے اور اس لڑکے نے ان کا عقیدہ پورا پورا اپنایا ہے اور سخت ترین شیعوں میں سے ہے- تو کیا اس لڑکی کا نکاح مندرجہ بالا عقیدوں کے شخص سے جائز ہے یا نہیں- یہ بھی آپ کو اچھی طرح معلوم ہوگا کہ شیعہ مذہب کے لوگ ہمیشہ سنیوں کے سامنے اپنے عقیدہ کو پورا پورا بیان کرنے سے گریز کرتے ہیں اور خاص کر ایسی جگہ جب کہ اس کے ساتھ کا تمام ماحول صحیح سنیوں کا ہو جیسے کہ یہاں پر سوائے ان دو باپ اور بیٹے کے اور پورے گھرانے صحیح سنی ہیں- یہ لڑکا شیعوں کی تمام رسومات کو باقاعدہ طور پے ادا کرتا رہتا ہے- ماتم اور دیگر رسومات منکرہ میں باقاعدگی سے شمولیت کرتے ہیں- صحیح حکم شرعی سے باخبر فرمائیں-

اور اگر یہ شیعہ لڑکا اپنے شیعہ مذہب کے ایک اصول کے مطابق (جو کہ شیعوں کا مذہب ہے کہ اگر کوئی مقصد آپ کا حل نہیں ہوسکتا کہ آپ شیعہ ہیں تو آپ کچھ عرصہ کے لیے اپنے شیعہ مذہب کو ترک کردیں اور جب مقصد حاصل ہو جائے تو دوبارہ شیعہ بن جائیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا- بفرض محال اگر یہ لڑکا اس مقصد کے حصول کے واسطے کچھ عرصے کے لیے اپنے مذہب کو ترک کردے- جیسا کہ تحصیل ہنگو کے اکثر شیعہ سنی میں یہ واقعات ہوتے رہتے ہیں- (ہم اس ترک مذہب کو اس مقصد کے لیے اس لیے سمجھیں گے کہ اس مقصد کے حل نہ ہونے سے قبل اس لڑکے سے کوئی ایسا ارادہ یا سنی مذہب سے کوئی دلچسپی کا کوئی مظاہرہ نہیں ہوا ہے- اگر وہ اب اس چیز پر آمادہ ہو جاتا ہے کہ وہ شیعہ مذہب کو ترک کردے اور دھوکے سے اس لڑکی کو نکاح میں لینا چاہے تو کیا اس صورت میں بھی اس لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے جائز ہوسکتا ہے یا نہیں- یہاں احتیاط سے ضرور کام لیا جائے- تاکہ ایسا نہ ہو کہ نکاح ہونے کے بعد شیعہ ہو جائے اور دوبارہ تنسیخ نکاح کا مسئلہ اس وقت اٹھایا جائے جبکہ لڑکی کی عصمت دری ہو چکی ہو اور اس کی زندگی ملوث ہو چکی ہو اور باقی ماندہ عمر کے لیے لڑکی کے لیے اپنی زندگی ایک جہنم کا نمونہ نظر آئے اور دنیا اس کو ایک شادی شدہ اور مطلقہ کی نظر سے دیکھتی رہے- صحیح حکم شرعی سے باخبر فرمائیں-

اگر بالا دونوں صورتوں میں نکاح کرنا ناجائز ہے- مگر اس لڑکی کے والدین اس کی والدہ کے اصرار پر اس لڑکی کا نکاح مندرجہ بالا شخص سے صرف اس وجہ سے کریں کہ چونکہ وہ اپنے بھائی اور بھتیجا سے دنیاوی رشتہ بھائی

بہن یا پھر پھوپھی بھتیجا کونہیں توڑ نا چاہتی۔

اگر اس کی لڑکی مجبور ہو کر ایک غیر مذہب میں گناہ کی زندگی بسر کرے اور اس کی اولاد آخر کار والد کی وجہ سے سب لا مذہبیت میں پیدا ہو کر پرورش حاصل کریں اور تقاضائے محبت شوہری کی وجہ سے آخر کار اس لڑکی کو خود ہی اس کے مذہب کو اختیار کرنا پڑ جائے تو اس کی ذمہ داری والدین پر ہے یا نہیں اور اگر والدین ایسا غلط کام صرف دنیاوی رشتہ نہ توڑنے کی وجہ سے کریں تو ایسے والدین کے لیے کیا حکم ہے۔ مندرجہ بالا تین سوالات کا علیحدہ علیحدہ جواب دیے دیں۔ بڑی نوازش ہوگی۔

﴿ہوالمصوب﴾

تحقیق کی جائے کہ اگر واقعی یہ لڑکا امور دین میں سے کسی امر ضروری کا منکر ہے۔ مثلاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی الوھیت کا قائل ہے یا صحبت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہو یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر افک (تہمت) کا قائل ہو تو پھر یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس کے ساتھ سنی مسلمان لڑکی کا نکاح ہرگز جائز نہیں اور اگر ایسے عقائد تو نہیں رکھتا لیکن سب صحابہ کرتا ہے یا شیعوں کے ساتھ پورا میل جول رکھتا ہے تو یہ شخص اگر چہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہے لیکن فاسق فاجر ہے اور اس کے ساتھ بھی منا کحت جیسا رشتہ نہ کیا جائے۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ محرم ۱۳۹۰ھ

شیعہ رسومات ادا کرنے والے کے ساتھ سنی العقیدہ لڑکی کا رشتہ صحیح نہیں ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ کچھ لوگ آپس میں رشتہ دار ہیں جن میں بعض کا تعلق اہل سنت و الجماعت سے ہے اور بعض کا تعلق اہل تشیع سے لڑکا شیعہ ہے اور لڑکی سنی ہے۔ ان کا نکاح آپس میں ہوسکتا ہے یا نہیں جبکہ لڑکے والوں کا حلفیہ بیان ہے جو کہ شیعہ ہیں کہ ہم اصحاب رسول کو سب وشتم نہیں کرتے اور نہ دل میں اصحاب نبی کو برا سمجھتے ہیں۔ ہم لوگ صرف تعزیہ بناتے ہیں۔ مجلس سنتے ہیں اور دیگر شیعی رسوم ادا کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں جو کہ شیعہ لوگوں کے سارے رسوم ادا کرتے ہوں مگر اصحاب پاک کو برا بھلا نہ کہتے

ہوں کیا عقیدۃً شیعہ ہیں یا نہیں نیز ایسے آدمی کے ساتھ سنی العقیدہ لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں اور حضرت عائشہؓ کے اوپر بہتان اور ان کو غلط کہنے میں شامل نہیں ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

جو شخص تعزیہ نکالتا ہو مجلس سنتا ہو اور دیگر شیعی رسوم ادا کرتا ہو ایسا شخص فاسق و فاجر ہے۔ اس کے ساتھ سنی العقیدہ لڑکی کا نکاح نہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ رجب ۱۳۹۰ھ

شیعہ سے مناکحت پر امام مسجد سے جرمانہ جائز نہیں ہے جبکہ معلوم نہ ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کا نکاح مولوی صاحب نے پڑھا جو کہ اہل سنت والجماعت تھے۔ خیر لوگوں نے کہا کہ آپ نے لڑکی کا نکاح شیعہ لڑکے کے ساتھ کیا ہے۔ حالانکہ وہ شیعہ نہ تھا۔ بعد میں لوگوں نے تصدیق بھی کی اہل محلہ نے تنگ کر کے مولوی صاحب کو ایک سو روپیہ جرمانہ کیا۔ مولوی صاحب نے تنگ ہو کر ایک سو روپیہ دے دیا۔ آیا مولوی صاحب سے جرمانہ وصول کرنا جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر مولوی صاحب نے باوجود علم کے یہ نکاح پڑھایا ہے تو اس پر توبہ و استغفار لازم ہے۔ اس سے مالی جرمانہ وصول کرنا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شیعہ باپ کی لڑکی کا رشتہ سنی العقیدہ مرد سے ناجائز ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص بنام محمد نواز ہے۔ مذہب شیعہ رکھتا ہے۔ اس نے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے رشتہ دار بنام نور محمد مذہب شیعہ کے ساتھ کر دیا تھا۔ جب وہ لڑکی نو سال کی

ہوئی تو اس کو اس کے باپ نے پڑھنے کے واسطے مدرسہ میں داخل کر دیا- تو نور محمد نے لڑکی کے باپ کو مدرسہ میں تعلیم دلانے سے منع کر دیا مگر تعلیم دلانے سے وہ منع نہ ہوا- یہ ناراضگی سمجھ کر نور محمد نے نابالغ لڑکی کو تین دفعہ طلاق کا لفظ استعمال کر کے طلاق دے دی تھی- یہ حلفاً لڑکی کے باپ محمد نواز کا بیان ہے-لڑکی بھی جو آج کل پچیس سال کی عمر میں ہے کہتی ہے کہ مجھ کو بالکل یاد ہے میرے سامنے اس نے طلاق بہ یک زبان دی۔ اس وقت گواہ بھی موجود تھے- ان گواہوں نے جا کر ایک عالم کے پاس گواہی دی جو کہ قصبہ جڑانوالہ میں بڑا عالم تھا- اس نے فتویٰ دیا کہ یہ لڑکی نکاح پڑھا سکتی ہے عالم کا فتویٰ موجود ہے- جب وہ لڑکی جوان ہوئی تو اس نے اپنے باپ کو کہا کہ جو نکاح آپ لوگوں نے پڑھا رکھا تھا وہ بموجب شریعت محمدی باطل ہو گیا اور مجھ کو وہ آدمی منظور بھی نہیں ہے- اس کے بعد اس لڑکی نے کہا کہ میں تو مذہب سنت والجماعت ہوں اور سنت والجماعت کے آدمی کے ساتھ شادی کروں گی- ایک شخص بنام محمد امیر ولد کرم خان صوبے دار سنت والجماعت ہے جس کی آمد و رفت موضع بگڑ میں تھی- محمد امیر کو لڑکی کے باپ محمد نواز نے کہا کہ میری لڑکی سنت والجماعت ہو گئی ہے- اگر تم اپنے نکاح کے اندر کر لو تو میں نکاح پڑھا دیتا ہوں- تو محمد امیر نے کہا کہ اس جگہ پر مجھ کو خطرہ ہے تم لوگ میرے گھر بمعہ مال مویشی چلے آؤ- جب لڑکی بمعہ والدین گھر آ گئے تو مسمی نور محمد نے ایک آدمی کو شہر کے لوگوں کی طرف ایک رقعہ دے کر روانہ کیا کہ میرا نکاح ہے تو یہ خبر سن کر چک ۳۸۲ کے لوگوں نے محمد امیر کے ساتھ برتاؤ بند کر دیا اور اس کے بعد نکاح کی تصدیق کے لیے ایک ملک عباس خان اور امام مسجد چک ۳۸۴ قاضی سید رسول وہاں پر موضع بگڑ کے اندر گئے- نور محمد نے دیہات کہا اس وقت اس کی برادری اور عام لوگ بھی اس جگہ پر موجود تھے- تو نکاح کی بابت قاضی سید رسول نے دریافت کیا تو کسی آدمی نے نکاح چھوڑنے کی تصدیق نہیں کی اور وہ دو آدمی جن کے سامنے نور محمد نے طلاق دی تھی وہ وہاں پر موجود نہیں تھے- امام مسجد قاضی صاحب سید رسول نے دریافت کیا کہ تمہارا مذہب کیا ہے- اس نے کہا کہ میں شیعہ ہوں اور محمد نواز لڑکی کے باپ نے کہا کہ میں شیعہ رافضی ہوں- قاضی صاحب سید رسول نے نور محمد کو کہا کہ ایک تم شیعہ ہو دوسرا طلاق دینے کے بعد بھی اپنا نکاح قائم خیال کرتے ہو- اگر تم شیعہ ہو تو تمہارا نکاح ٹوٹ جائے گا- نور محمد نے کہا کہ اگر میرا نکاح شیعہ ہونے کی وجہ سے ٹوٹتا ہے تو ٹوٹ جانے دو- قاضی سید رسول نے شہر کے سنت والجماعت کے لوگوں سے دریافت کیا کہ آپ لوگ ان شیعہ لوگوں کے ساتھ برتاؤ رکھتے ہو یا کہ نہیں- تو اہل سنت والجماعت کے لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ ان لوگوں کے ساتھ برتاؤ نہیں رکھتے کہ یہ لوگ تبرے کہتے رہتے ہیں- اس حالت کو دیکھ کر نور محمد کا نکاح باطل خیال کیا گیا- اس کے بعد امام مسجد نے اس لڑکی غلام سکینہ کو وضو کرتے دیکھا- تو وہ اہل سنت والجماعت کے موافق کر رہی تھی-

چند دنوں کے بعد امام مسجد صاحب ملک عباس خان کے گھر سبق دے رہا تھا- تو وہ لڑکی غلام سکینہ آ گئی- غلام سکینہ نے زبانی عرض کی کہ میں سنت جماعت ہوں میرا بھی مسلمانوں میں میل جول ہونا چاہیے- عباس خان کی لڑکی قرآن شریف پڑھ رہی تھی- امام مسجد نے غلام سکینہ کو کہا کہ اگر تم اہل سنت والجماعت ہو تو قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر حلفاً بیان دو- غلام سکینہ نے قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر حلفاً بیان دے دیا کہ میں سنت والجماعت ہوں جس کا گواہ ملک عباس خان بھی ہے جو کہ اس وقت موجود تھا اس لیے ہمارا ایمان کہتا ہے کہ یہ لڑکی سنت والجماعت ہے- اس کے علاوہ کتب معتبرہ شیعہ میں سینکڑوں واقعات کفریہ ہیں جیسا کہ شیعہ کی کتاب اصول کافی ۲۰۴ پر ہے کہ خدا کو بدا ہوتا ہے یعنی خدا جھوٹ بولتا ہے اور خدا جاہل ہے ائمہ بھی جھوٹ بولا کرتے تھے- شیخ صدوق نے رسالہ اعتقادیہ میں لکھا ہے کہ مابدا اللہ کما بدالہ فی اسماعیل خدا کو ایسا بدا کبھی نہ ہوا- جیسا اسماعیل کے بارے میں ہوا اور مثلاً امام علی نبی کے بعد خدا نے اپنے بیٹے محمد کی امامت کا اعلان کر دیا- مگر خدا کو معلوم نہ تھا کہ محمد اپنے باپ کے سامنے ہی رہ جائیں گے- جب وہ مر گئے تو خدا نے رائے بدل دی اور آپ نے اعلان کے خلاف امام حسن عسکری کو خلیفہ مقرر کیا- یہ قصہ اصول کافی ص ۲۰۴ پر ہے- ایسے ایسے کفریہ کلام کو پڑھ کر محمد امیر ولد اکرم خان صوبے دار کے نکاح کو جائز قرار دے دیا ہے اور نور محمد کے نکاح کو باطل قرار دے دیا ہے-

﴿ج﴾

سوال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لڑکی کے والدین شیعہ ہیں اور لڑکی اہل سنت والجماعت سے ہے اور سکینہ لڑکی کا نکاح شیعہ کے ساتھ باطل محض اور کالعدم ہے- کیونکہ اقوال کفریہ ہیں لہٰذا یہ لڑکی بغیر طلاق اپنا نکاح کسی سنی کے ساتھ کر سکتی ہے- عالمگیری ۲۶۴ ج ۲ میں ہے من انکر امامة ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فھو کافر وعلی قول بعضھم ھو مبتدع ولیس بکافر والصحیح انہ کافر وکذالک من انکر خلافة عمر رضی اللہ عنہ فی صحیح الاقوال کذا فی الظھیریہ اس کے ایک سطر بعد ہے کہ ویجب اکفار الروافض فی قولھم برجعة الاموات الی الدنیا وبتناسخ الارواح و بانتقال روح الالہ الی الائمة اور مجمع البحر ص ۲۹۲ ج ۱ پر ہے- وبقذفہ عائشة رضی اللہ عنھا وانکارہ صحبة ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وبانکارہ امامتہ علی الاصح وبانکارہ صحبة عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی الاصح انتھی بحرالرائق ص ۲۰۴ ج ۵ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور پر ہے وبقذفہ عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنھا من نسائہ صلی اللہ علیہ وسلم فقط الخ فقط واللہ اعلم

سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

سنی العقیدہ لڑکی کی شیعہ کے ساتھ مناکحت ناجائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ علاقہ بھکر میں ایک واقعہ سنی شیعہ کا درپیش ہے- حضرت مولانا سید مولوی محمد عبداللہ مدرسہ دارالہدیٰ بھکر کی خدمت میں یہ واقعہ پیش کیا تو انھوں نے زبانی یہ فرمایا کہ لڑکی جدی سنی کی ہو اور لڑکا شیعہ کا ہو تو یہ نکاح شرعاً جائز نہیں- اور آپ کی خدمت میں عرض کی جاتی ہے کہ شریعت اس میں نکاح کے متعلق کیا فرماتی ہے کیونکہ مسماۃ کرموں کا نکاح تقریباً دس مہینے اہل شیعہ کے ساتھ غلطی سے کیا گیا ہے- نکاح پڑھانے والا مولوی بھی اہل شیعہ ہے- عرصہ آٹھ دس مہینے سے مسماۃ کرموں اپنے خاوند کے گھر میں نماز و روزہ بہ طریقہ اہل سنت ادا کرتی رہی خاوند نے دیکھا تو اس نے صحابہ کو تبرہ بازی شروع کر دی- مسماۃ کرموں اپنے خاوند کے گھر سے اپنے والد کے گھر آئی اپنے والد کی خدمت میں ماجرا پیش کیا تو والد نے اپنے داماد کو ہر طریقہ سے سمجھایا مسماۃ کرموں کو کچھ دنوں کے بعد اپنے خاوند کے گھر بھیج دیا- اس کے بعد بھی شیعہ سنی کی کشمکش چلتی رہی- اب محرم کے دنوں میں مسماۃ کرموں کے خاوند نے ذاکر بلا کر تبرہ بازی شروع کی اور مسماۃ سے بھی کہا کہ تو بھی تبرہ کر مسماۃ نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ان کو تبرہ اور مذہب شیعہ سے جواب دے کر اپنے والد کے گھر چلی آئی- اب علماء کی کیا رائے ہے کہ شیعہ اور سنی کے درمیان نکاح جائز ہے یا نہیں-

﴿ج﴾

مسماۃ کرموں کے شیعہ خاوند کے عقائد درجہ کفر تک اگر پہنچے ہوئے ہیں یا مثلاً حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگاتا ہو انہیں پاکدامن نہ سمجھتا ہو یا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صحابی ہونے کا منکر ہو یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا مانتا ہو یا حضرت جبرئیل علیہ السلام کے متعلق یہ خیال رکھتا ہو کہ وحی پہنچانے میں غلطی کی ہے- وحی حضرت علی پر لانی تھی حضرت سرکار دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر لے آئے (معاذ اللہ) یا تحریف قرآن کا قائل ہو یا اور اس قسم کے عقائد رکھتا ہو جو قرآن کے صریح نصوص قطعی الثبوت والدلالۃ کے مخالف ہوں تو ایسے شخص کے ساتھ مسلمان عورت کا نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں اور اگر پہلے یہ عقائد نہ رکھتا تھا بعد میں یہ عقائد اس کے بن گئے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے- قال فی الشامیة ص ۳۳۷ ج ۴ مطبوعہ مصر نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنھا او انکر صحبة الصدیق او اعتقد

الالوهية فى على او ان جبرئيل غلط فى الوحى او نحوذ الک من الکفر الصریح المخالف للقرآن الی آخرہ - واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معاون مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خاوند سے جان چھڑانے کے بہانے اپنے آپ کو شیعہ ظاہر کرنے والی عورت کے متعلق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ من سائل نے مسماۃ ممتاز بی بی دختر اللہ بشاء قوم کہیری سکنہ لال عیسی کروڑ تحصیل وضلع مظفر گڑھ سے عرصہ تین سال قبل شادی کی تھی - من سائل کے نطفہ اور مسماۃ مذکورہ کے بطن سے ایک مرا ہوا بچہ ہوا - کچھ عرصہ کے بعد مسماۃ مذکورہ اپنے رشتہ داران کے ورغلانے پھسلانے پر خاوند کو چھوڑ کر مع زیورات و پارچات کے چلی گئی - بعد ازاں ایک دعویٰ تنسیخ نکاح کا دائر کیا جس میں یہ عذر پیدا کیا کہ شوہر اہل سنت والجماعۃ ہے اور مذکورہ مسماۃ سادات سے ہے اس لیے عقد نکاح جائز نہیں بلکہ مسماۃ مذکورہ فرقہ اہل شیعہ سے ہے اور سادات سے ہے لہٰذا اس شخص کے ساتھ عقد نکاح ناممکن ہے - حالانکہ مسماۃ مذکورہ نے بوقت نکاح اقرار نامہ میں اپنی قوم کہیری درج کرائی تھی - اب شیعہ وسنی کا سوال پیدا کر کے جھگڑا کرنے پر آمادہ ہے - علماء دین احکام شرع محمدی سے حسب ضابطہ مطلع فرمائیں -

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں خاوند بھی کسی مسلمان حاکم کے پاس اپنے بازو لینے کا دعویٰ دائر کردے کہ یہ عورت قوم کی کہیری ہے اور میری منکوحہ ہے میں اسے آباد کرنا چاہتا ہوں لیکن یہ عورت شادی ہو جانے اور کچھ عرصہ آباد رہنے کے بعد (حتیٰ کہ من سائل کے نطفہ اور مسماۃ کے بطن سے ایک مرا ہوا بچہ بھی پیدا ہوا) اب اپنے وارثوں اور رشتہ داروں کے ورغلانے پر میرے خلاف تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کر رہی ہے اور اسے رشتہ دار میرے گھر آباد نہیں کرنا چاہتے - دعویٰ میں شیعہ وسنی کا سوال پیدا کیا ہے - (کہ میرا خاوند اہل سنت والجماعۃ ہے)

اور میں سیدات اہل تشیع سے ہوں میرے اور اس خاوند کے مابین نکاح صحیح نہیں رہتا - حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ مسماۃ نے بوقت نکاح اقرار نامہ یہ تحریر کیا ہے کہ میں قوم کی کہیری اہل سنت والجماعت ہوں - لہٰذا (حاکم کو شرعاً لازم ہے کہ اس کے رشتہ داروں کو تنبیہ کردے اور چونکہ اس کا دعویٰ غلط و بلاوجہ ہے اسے خارج کردے اور

اس عورت کو جو کہ اسے آباد کرتا ہے اس کے حوالے کردے۔ نیز مسماۃ کا خاوند عدالتی چارہ جوئی کے علاوہ پنچائیت و دیگر کوششوں سے بھی کام لے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

جہالت کی بنیاد پر اہل تشیع کی مجالس میں بیٹھنے والے کے ساتھ مناکحت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی اللہ بخش قوم کلانس نے اپنی دختر ہاجرہ کا نکاح ممتاز ولد احمد سے عرصہ ۱۵/ ۱۶ سال سے کردیا ہوا ہے۔ ہردو فریق اہل سنت والجماعت ہیں بوجہ جہالت اہل تشیع کی مجالس میں داخل ہوتے ہیں۔ نماز ہاتھ باندھ کر پڑھتے ہیں صحابہ کرام کو سب وشتم بھی نہیں کرتے۔ فریق اول اللہ بخش نے اپنے داماد کو شیعہ تصور کر کے اپنی لڑکی ہاجرہ کا نکاح دوسری جگہ کردیا ہے۔ شرعی نقطہ نگاہ سے نکاح ثانی جائز ہے یا نہ بصورت عدم جوازِ نکاحِ ثانی نکاح خوان اور نکاح میں شامل ہونے والوں کی کیا سزا ہے۔ کیا ان سے قطع تعلقات اور بائیکاٹ کرنا ضروری ہے۔ کیا ایسے مولوی صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر صحابہ کو سب وشتم نہیں کرتا اور نہ کوئی عقیدہ کفریہ رکھتا ہے اور نہ اپنے آپ کو شیعہ کہلاتا ہے محض جہالت کی وجہ سے اہل تشیع کی مجلس میں شریک ہو جاتا ہے تو یہ شخص مسلمان ہے اور ہاجرہ مذکورہ اس کی منکوحہ ہے۔ دوسری جگہ اس کا نکاح جائز نہیں۔ ان حالات میں جو لوگ اس کا نکاح دوسری جگہ کرا چکے ہیں انھوں نے ناجائز کیا ہے۔ اس مولوی نے اگر جان بوجھ کر اس کا نکاح پڑھا ہو تو اس پر توبہ لازم ہے اور اگر غلط فہمی سے ایسا کر گیا ہو تو اس کا تدارک کرنے کی کوشش کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شیعہ غالی کے ساتھ نکاح کرنے والی عورت پر لازم ہے کہ جدائی اختیار کرے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک بیٹی پر ایمان رکھتا ہے اور تین کا انکار کرتا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ بلافصل مانتا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق ؓ اور حضرت عثمان ؓ ذوالنورین کو برحق نہیں مانتا اور جب اس کے پاس کوئی کتیا آ جائے تو کہتا ہے ہٹ دور ہو جا معاویہ کی بیٹی (العیاذ باللہ) کیا ایسے شخص کا نکاح ایک سنی لڑکی کے ساتھ شرع محمدی کی رو سے ہو سکتا ہے یا نہیں- اگر سنی لڑکی کے والد کو مطلع کر دیا جائے پھر بھی وہ نکاح کر دے تو کیا ایسے سنی کے ساتھ میل جول رشتہ وغیرہ کرنا باقی سنیوں کو جائز ہے یا نہیں

﴿ج﴾

اگر شیعہ سنی ہے- صحابہ کو گالیاں دیتا ہے اور اس کو جائز حلال اور کار خیر سمجھتا ہے تو ایسے شیعہ کے ساتھ سنی لڑکی کا نکاح جائز نہیں ہوتا- جس سنی شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح ایسے شیعہ کے ساتھ کر دیا ہے اس نے ناجائز کیا ہے- اپنی لڑکی کو اس سے علیحدہ کرالے- ورنہ عام مسلمان اس سے قطع تعلق کر لیں-

کما قال ملا علی قاری فی شرح الفقه الاکبر ص ۸۲ نعم لو استحل السب او القتل فهو کافر فتاوی رشیدیہ ص ۳۷۹ پر ہے- جس کے نزدیک رافضی کافر ہے- وہ فتوی اول ہی سے بطلاق نکاح کر دیتا ہے- اس میں اختیار زوجہ کا کیا اعتبار ہے- پس جب چاہے علیحدہ ہو کر کے عدت کر کے نکاح دوسرے سے کر سکتی ہے اور جو فاسق کہتے ہیں ان کے نزدیک یہ امر ہرگز درست نہیں کہ نکاح اول صحیح ہو چکا ہے اور بندہ اول مذہب رکھتا ہے- فقط واللہ تعالی اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نابالغی میں باپ کا ایسے شخص سے نکاح کرانا جو شیعہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی مسماۃ عطاء الٰہی جس کی عمر تقریباً صرف ایک ماہ تھی۔ اس کا نکاح اس کے والد نے مسمی محمد بخش کے ساتھ کر دیا۔ اب وہ لڑکی مسماۃ عطاء الٰہی جوان اور بالغ ہو چکی ہے اور لڑکی کا والد فوت ہو گیا ہے۔ لڑکی کا بڑا بھائی موجود ہے اب لڑکی مذکورہ اور اس کا بڑا بھائی محمد بخش کے نکاح کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ مسمی محمد بخش نے اب مذہب شیعہ اختیار کر لیا ہے۔ شیعہ عقیدہ رکھتا ہے۔ شیعہ طریقہ پر نماز پڑھتا ہے اور بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق تبرا بکتا ہے اور حضرات خلفاء راشدین اور خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعلانیہ تبرا کرتا ہے اور لعنت تک کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ جس کے دو گواہ مسمی در محمد ولد غلام محمد منشی محمد امین ولد محمد ابراہیم موجود ہیں۔ جن سے اس بات کا ثبوت لیا جا چکا ہے اور دیگر آدمی بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں تو کیا اب اس صورت میں شرع محمدی و عقیدہ حنفیہ کی رو سے محمد بخش کا نکاح بحال ہے یا ٹوٹ چکا ہے اور اب وہ لڑکی مذکورہ عطاء الٰہی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

نیز لڑکی مذکورہ نے عدالت عالیہ دیوانی میں بھی تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا اور عدالت دیوانی نے بھی لڑکی کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے کہ لڑکی مسماۃ عطاء الٰہی جہاں چاہے نکاح ثانی کر سکتی ہے۔

﴿ج﴾

چونکہ آج کل شیعہ عموماً وہ لوگ ہیں جو قطعیات اسلام کا انکار کرتے ہیں مثلاً حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتے ہیں یا تحریف قرآن کے قائل ہیں یا حضرت صدیق ؓ کی صحابیت سے انکار کرتے ہیں یا حضرت جبرئیل علیہ السلام سے وحی لانے میں غلطی کے قائل ہیں یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لیے الوھیۃ کے قائل ہیں اور اس عقیدے کے لوگ باجماع امت کافر ہیں اور کافر سے مسلمان عورت کا نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا اور اس شیعہ کے مذکورہ فی السوال احوال سے معلوم بھی ہوتا ہے کہ اس کے بھی عقیدے کفریہ ہوں تو اس کا نکاح بھی اس عورت سے ختم ہوا اور جب حاکم نے بھی اس کے نکاح کو فسخ کیا تو اس شیعہ (محمد بخش) کا نکاح نہیں رہا اور مسماۃ عطاء الٰہی شرعاً نکاح ثانی کی مجاز ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبد اللہ عفا اللہ عنہ

بے علمی کی بنا پر اگر شیعہ غالی سے مناکحت کی تو تفریق لازمی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص بوجہ بے علمی ایک لڑکے کو اپنی لڑکی کا نکاح کر دیتا ہے کہ نہ صرف لڑکا بلکہ اس کا سارا کنبہ بھی شیعہ ہے۔ ایسی صورت میں لڑکی کو بچانے کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

سنی شیعہ کی تکفیر میں علماء کا اختلاف ہے اور قول مفتی بہ یہی ہے کہ سب شیخین کفر نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی شیعہ غالی ہے اور ضروریات وقطعیات دین میں سے کسی کا منکر ہے تو وہ بالاتفاق کافر ہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ کے افک کا قائل ہو یا حضرت صدیق اکبر کی صحبت کا منکر ہو یا حضرت علی کو خدا مانتا ہو یا جبرئیل علیہ السلام کے متعلق یوں عقیدہ رکھے کہ اس نے وحی پہنچانے میں غلطی کی ہے معاذ اللہ یا دیگر ایسی باتوں کا قائل ہو جو صریح کفر ہو۔ کما قال فی شرح ملا علی القاری علی الفقه الاکبر ص ۲۷ ففی شرح العقائد سب الصحابة والطعن فيهم ان كان يخاف الادلة القطعية فكفر كقذف عائشة رضى الله عنها والا فبدعة وفسق۔ وفي شرح الاكبر لملا على القارى ص ١٧ ثم في بسط الامام الكلام على نفى تكفير ارباب الآثام من اهل القبلة ولو من اهل البدعة دلالة على ان سب الشيخين ليس بكفر كما صححه ابو الشكو السلمي في تمهيده وذلك لعدم ثبوت مبناه وعدم تحقق معناه فان سب المسلم فسق كما في حديث ثابت وحينئذ يستوى الشيخان وغيرهما في هذا الحكم الخ وقال الشامي في رد المحتار ص ٣٣٧ ج ٢ نعم لاشك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضى الله عنها۔ او انكر صحبة الصديق او اعتقد الالوهية في على او ان جبريل غلط في الوحي اونحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن۔

تو خلاصہ جواب یہ ہے کہ اگر یہ شیعہ غالی ہے تو اس کے ساتھ نکاح نہیں ہوا ہے۔ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر محض سبی ہے تو نکاح ہو گیا ہے۔ جب تک طلاق نہ دے دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

چونکہ بظاہر یہ شخص سب اصحاب ثلثہ کو ثواب سمجھتا ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ مسلمان لڑکی کا نکاح نہیں ہو سکتا۔
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بوجہ ارتداد نکاح فسخ ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کا مذہب شیعہ تھا۔ لیکن اس نے رشتہ خالص اہل سنت والجماعت سے کرنا تھا۔ جب شادی کی نوبت آئی تو اس نے شیعہ مذہب سے توبہ کر لی اور نیز اس نے اللہ تعالیٰ کے نام اور کلام اللہ کو اٹھا کر معتبرین کے سامنے قسم اٹھائی کہ میں شیعہ کی مجلس وغیرہ میں ہرگز شامل نہ ہوں گا۔ شادی کرنے کے ایک ماہ بعد زید نے معاہدہ توڑ دیا۔ مجلس میں شامل ہونا تو درکنار بلکہ اس نے شیعہ ذاکر منگوا کر اپنے گھر مجلس شروع کر دی ہے بلکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سب وشتم بھی کرتا ہے۔ اب استفسار امر یہ ہے کہ زید کا نکاح سنیہ خالصہ سے باقی ہے یا نہیں اگر باقی ہے تو اس سے انقطاع تعلق کیسے کرانا چاہیے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

واضح رہے کہ اگر شخص مذکور پہلے سنی بن گیا تھا اور نکاح ہو جانے کے بعد اس سے امور کفریہ سرزد ہو گئے ہیں مثلاً صحبت صدیقؓ کا انکار جبریل علیہ السلام کے متعلق یہ کہنا معاذ اللہ کہ آپ وحی پہنچانے میں غلطی کر گئے تھے۔ قذف عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کرنا الوہیت علی رضی اللہ کا معاذ اللہ قائل ہونا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سب وشتم کو جائز سمجھنا۔ اس پر راضی اور خوش ہونا وغیرہ۔ ان عقائد کفریہ میں سے اگر کوئی سا عقیدہ اس کے اندر موجود ہو گیا ہو اور اس کا ثبوت خود اس کے اقرار سے ہو یا باقاعدہ شہادت شرعیہ موجود ہو تو اس کا نکاح بوجہ ارتداد کے فسخ ہو گیا ہے۔ عورت عدت گزار کر دوسری جگہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

کما قال فی شرح الفقه الاکبر ص ۲۷ نعم لو استحل السب او القتل فهو کافر لا محالة وفی الشامیة ص ۳۳۷ ج ۴ مطبوعه مصر نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی الله تعالی عنها اوانکر صحبة الصدیق او اعتقد الا لوهیة فی علی اوان جبریل غلط فی الوحی او نحو ذلک من الکفر الصریح المخالف للقران الخ۔ وقال فی الکنز ص ۱۱۱ و ارتداد احدهما فسخ فی الحال فقط والله تعالی اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مسلمان لڑکی کا جبراً شیعہ کے ساتھ نکاح کروانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اور عمر دونوں بھائی ہیں۔ مذہب کے معاملہ میں عمر سنی اور زید شیعہ ہے۔ بھائی فوت ہوگیا ہے۔ اس کی بیوی اور لڑکی بوجہ لاوارث ہونے کے شیعہ بھائی ان کو گھر اپنے گھر لے گیا چند دنوں کے بعد زید یعنی شیعہ بھائی نے عمر بھائی سنی کی لڑکی کا نکاح اپنے شیعہ لڑکے کے ساتھ کرنا چاہا لیکن لڑکی نے بوجہ مذہب سنی ہونے کے نامنظور کیا اور اپنی طرف سے لڑکی اور اس کی ماں نے بہت چیخ وپکار کیا۔ لیکن بوجہ لاوارث ہونے کے اس شیعہ بھائی نے اپنے عالم شیعہ کو بلا کر جبراً وقہراً اس لڑکی کا انگوٹھا انکار کرنے کے بعد بھی اپنے شیعہ لڑکے کے نکاح کے لیے لگوا دیا لیکن شادی وغیرہ یعنی رخصتی نہیں ہوئی اور اس کے بعد جب کوئی نکاح وغیرہ کا تذکرہ ہوتا ہے تو وہ لڑکی انکار کرتی رہی۔ بعد چند ماہ جب لڑکی اور اس کی ماں کو موقع ملا تو لڑکی دوسرے چچا سنی کے گھر پہنچ گئی۔ جس کو تقریباً ڈیڑھ سال ہونے والا ہے۔ اس لیے فتویٰ طلب ہے کہ لڑکی اپنے مذہب حق کی لاج رکھتے ہوئے اپنے سنی رشتہ داروں سے نکاح کر سکتی ہے یا نہ۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

واضح رہے کہ اگر لڑکی نکاح کرانے سے قبل نکاح کے وقت اور اس کے بعد انکار کرتی رہی ہے۔ حتیٰ کہ ایجاب وقبول کے الفاظ بھی اگرچہ جبراً ہوں اس سے نہیں کہلوائے گئے۔ صرف اس کا انگوٹھا زبردستی کاغذ پر لگوا دیا گیا۔ تو اس سے نکاح نہیں ہوا ہے۔ چونکہ لڑکی بالغہ ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح نہیں کرایا جا سکتا اور اگر بالفرض زبردستی گواہوں کے سامنے اس سے ایجاب وقبول کرایا گیا ہو تب اگر یہ شخص شیعہ سبی ہے اور سب صحابہ کرام کو جائز سمجھتا ہے اور اس کا ثبوت خود اس کا اقرار یا شہادت شرعیہ اس کے اس اقرار و بیان کی موجود ہے تو یہ کافر ہے اور اس کے ساتھ سنی لڑکی کا نکاح جائز نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔
کما قال فی شرح الفقه الاکبر ص ۲۷ نعم لو استحل السب او القتل فهو کافر لا محالة ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
صحیح الجواب سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

موجود پاکستانی شیعہ غالی ہیں ان کے ساتھ نکاح درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ شیعہ کا جنازہ پڑھنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں- نیز شیعہ کا ذبیحہ کھانا جائز ہے یا نہیں- نیز شیعہ مرد سنی عورت سے یا شیعہ عورت کا سنی مرد سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں- دلائل معتبرہ سے جواب دیں- بینوا توجروا

﴿ج﴾

موجودہ وقت میں شیعہ پاکستانی اکثر ایسے ہیں جو حضرات صحابہ کرام خصوصاً شیخین رضی اللہ عنہما کو سب (العیاذ باللہ) دیتے ہیں اور اسے حلال باعث ثواب سمجھتے ہیں- نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق افک کے قائل ہیں- اس لیے ان سے ہر صورت میں پرہیز کرنا لازم ہے- کسی قسم کے تعلق ان سے نہ رکھا جائے- واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شادی کے بعد معلوم ہوا کہ وہ پہلے سے شیعہ غالی تھے تو تفریق لازمی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی لڑکی کا نکاح ایک آدمی سے کرتا ہے اور وہ اہل سنت والجماعت ہے- نکاح کے کچھ دن بعد وہ اپنی اصلی فرقہ یعنی شیعہ کا اظہار کرتا ہے- میں شیعہ ہوں اور میں زبردستی اپنی بیوی کو شیعہ کروں گا اور لڑکی مذہب اہل سنت رکھتی ہے اب سوال ہے کہ شریعت میں کیا دلیل ہے کہ اہل سنت لڑکی کا شیعہ لڑکے سے نکاح جائز ہے یا نہیں-

﴿ج﴾

نکاح کے وقت اگر اس نے اپنے آپ کو سنی ظاہر کر کے نکاح کر لیا ہے اور اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ تو پہلے ہی سے شیعہ تھا تو اگر دو گواہان عادل کی گواہی سے (جو کسی معلوم فریقین ثالث کے سامنے دی جائے اور وہ

شخص بھی حاضر ہو) ثابت ہو جائے کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق (العیاذ باللہ) افک کا قائل ہے یا حضرات صحابہ خصوصاً شیخین رضی اللہ عنہم کو دشنام دیتا ہے۔ (العیاذ باللہ) تو یہ نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوا۔ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر مندرجۂ بالا طریقہ سے ثبوت نہ ہو سکا البتہ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ بہر حال شیعہ فرقہ سے کسی نہ کسی طرح متعلق ہے تو بوجہ عدم کفو ہونے کے عورت عین بلوغ کے وقت جب اسے بلوغ کا علم ہو جائے اسی مجلس میں اس نکاح سے انکار کر دے اور دو معتبر گواہ قائم کر کے کسی مسلمان مجسٹریٹ کے ہاں دعویٰ دائر کر کے بحق خیار بلوغ تنسیخ کر دے اور پھر دوسری جگہ نکاح کر لے۔

واللہ اعلم محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم

میرا خدا تو دلائی فقیر ہے جیسے الفاظ سے تجدید نکاح بہتر ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کی بیوی اور بیوی کے خاندان والے مزار پرست ہیں۔ زید نے اپنی بیوی کو سمجھایا اس نے توبہ کر لی۔ اس کے بعد ایک دن ان کے درمیان کچھ اسی قسم کی بات چلی۔ تو زید نے طنزاً اپنی بیوی سے کہا کہ تمھارا خدا تو دلائی فقیر ہے۔ یہ اس لیے کہا کہ اس کے خاندان والے مصیبت میں اسی سے مانگتے ہیں اس پر بیوی نے کہا کہ ہاں ہمارا خدا وہی ہے۔ اس قسم کا جواب دینا عموماً عورتوں کی عادت ہے۔ اگر چہ دل میں ارادہ نہ ہو تو کیا ان لفظوں سے وہ بیوی مرتد ہو گئی ہے اور مرتد ہو کر طلاق بائنہ پڑ گئی یا نہ۔

اگر گوید مرا بر آسمان خدا است و بر زمین تو کافر شود۔ اگر کسے گفت کہ تو علم غیب داری گفت بلے دارم کافر شود

﴿ج﴾

بہتر یہ ہے کہ توبہ کرے۔ احتیاطاً تجدید نکاح کر لے اور آئندہ کے لیے اس قسم کے الفاظ سے قطعاً احتراز کرے۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ

دیوبندیوں بریلویوں کا آپس میں نکاح

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دیوبندی اور بریلوی فرقوں کے آدمی ایک دوسرے کو اپنی لڑکی شادی بیاہ کر سکتے ہیں یا نہیں۔

جواب مفتی مدرسہ انوار العلوم (بریلوی)

جو دیوبندی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخی کرتے ہیں یا گستاخی کرنے والوں کو پیشوا جانتے ہیں ان کے ساتھ مناکحت جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

(ج)

واضح رہے کہ جو لوگ دیوبندی مسلک رکھتے ہیں وہ صحیح طور پر مسلمان ہیں۔ دیوبندی مسلک والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنا تو درکنار آپ کی شان مقدس میں ذرہ برابر کمی کرنے والے کو بھی کافر سمجھتے ہیں۔ لہٰذا دیوبندی مسلک والے کے گستاخ ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں جو بریلوی ضروریات دین میں سے کسی ضروری مسئلہ کا منکر ہے وہ کافر ہے اور اس کے ساتھ دیوبندیوں کی مناکحت جائز نہیں ہے اور جو ضروریات دین کا منکر نہ ہو وہ مبتدع ہے اور ایسے مبتدع کے ساتھ مناکحت جائز ہے لیکن اندیشہ ابتلاء بدعت اگر ہو تو احتراز اولیٰ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مسلمان لڑکے کا مرزائی کی لڑکی سے نکاح صحیح نہیں جب تک لڑکی اسلام قبول نہ کرے

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی عاقلہ بالغہ ہے اور اس لڑکی کا والد مرزائی ہے اور وہ لڑکی والد کے تابع ہے۔ اگر کوئی شخص اس امید سے اس لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے کہ نکاح کرنے کے بعد وہ لڑکی مسلمان ہو جائے گی۔ کیا وہ اس بنا پر نکاح و شادی کر سکتا ہے۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

پہلے لڑکی مذکورہ کو مسلمان بنا لے اس کے بعد اس کے ساتھ نکاح کرے۔ مسلمان بنائے بغیر اس کے ساتھ عقد نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ صفر ۱۳۹۶ھ

نابالغ اولاد مذہب میں باپ کی تابع ہوتی ہے' مرزائی باپ کے لڑکے سے مناکحت جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس صورت مسئلہ میں کہ ایک نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کے باپ حقیقی نے ایک نابالغ لڑکے سے کر دیا جس لڑکے نابالغ مذکور سے اس لڑکی نابالغہ مذکورہ کا نکاح ہوا اس لڑکے کا باپ مرزائی تھا اب جبکہ دونوں لڑکی اور لڑکا بالغ ہو چکے ہیں تو لڑکی مذہب اہل سنت والجماعت پر پختہ اعتقاد رکھتی ہے اور لڑکا مرزائی بن گیا ہے اور لاہوری جماعت سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ لڑکے مذکور نے اب تک باپ سے نہ علیحدگی اختیار کی ہے اور نہ مرزائیت سے نفرت کرتا ہے بلکہ ایک ہی عقیدہ رکھتے ہیں آیا شرعاً اس لڑکی مذکورہ کا نکاح مرزائی لڑکے سے باقی نہیں ہے یا نہیں اگر نکاح باقی ہے تو لڑکی مذکورہ اب جہاں چاہے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

شرعاً نابالغ لڑکا لڑکی دین میں تابع ماں باپ کے ہوتے ہیں۔ تو صورت مسئولہ میں جبکہ نابالغی میں مرزائی کے لڑکے کا نکاح ایک اہل سنت والجماعت لڑکی سے اس کے باپ نے کیا اور اس لڑکے کے ماں باپ مرزائی تھے تو یہ لڑکا بھی والدین کے تابع ہو کر مرزائی شمار ہوگا اور مرزائی کے ساتھ کسی مسلمان عورت کا نکاح منعقد نہیں ہوتا کیونکہ مرزائی خواہ قادیانی ہو یا لاہوری جملہ علماء کے نزدیک کافر و مرتد ہیں جن حضرات علماء کو ان کے مذہب پر اطلاع ہوئی سب نے باجماع ان کی تکفیر کی ہے اور مسلمان عورت کا نکاح کسی کافر سے کسی طرح جائز و حلال نہیں۔ لقولہ تعالیٰ لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا ا۔ درمختار ص ۲۰۰ ج ۳ میں ہے کہ

ولا یصلح ان ینکح مرتد او مرتدۃ احدا من الناس اور شامی میں ہے لا نہ قبل البلوغ تبع لا بویہ۔ لہٰذا اس لڑکی سے مرزائی لڑکے کا نکاح نابالغی میں منعقد ہی نہیں ہوا تو عورت جہاں چاہے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ شوال ۱۳۸۳ھ

مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہے مناکحت جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے دو ہمشیرگان اور ایک لڑکی مرزائیوں کو بیاہ رکھی ہے اور ان کے مرنے جینے میں باقاعدہ شریک ہوتا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہے۔ ایسے شخص کے ساتھ چک کے مسلمانوں کو کیا معاملہ کرنا چاہیے۔ شادی غمی وغیرہ میں شریک ہونا چاہیے یا قطع تعلق کرنا چاہیے اور دنیاوی معاملات میں بھی کس حد تک مسلمانوں کو اس سے تعلق رکھنا چاہیے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ان کے ساتھ مسلمان لڑکیوں کا نکاح حرام ہے اور ان سے میل جول رکھنا بھی درست نہیں جو شخص ان سے برادری کے تعلقات رکھتا تھا اس پر لازم ہے کہ وہ مرزائیوں سے قطع تعلق کرے اور اگر وہ باز نہ آئے تو دوسرے مسلمانوں کے لیے یہ جائز ہے کہ ان کو برادری کے تعلقات خوشی غمی میں شریک نہ کریں اور ان کو مجبور کریں کہ وہ مرزائیوں سے قطع تعلق کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

قادیانی باتفاق امت کافر ہیں ان کے ساتھ مناکحت ناجائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت جو کہ خاص مسلمان اور حنفی عقیدہ رکھتی ہے جہالت کی وجہ سے اس کا نکاح ایک قادیانی سے پڑھایا گیا جس قادیانی سے اس کے دو بچے پیدا ہو چکے ہیں وہ بچے بھی شادی شدہ ہو چکے ہیں تو اب اس عورت کو کیا کرنا چاہیے۔

﴿ج﴾

قادیانی باتفاق امت کافر دائرہ اسلام سے خارج ہیں- لہٰذا عورت مذکورہ کا اس کے ہمراہ عقد نکاح نہیں ہوا- اس لیے یہ عورت شخص مذکور سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور عورت مذکورہ پر لازم ہے کہ اس مرد کے گھر سے فوراً علیحدہ ہو جائے- فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مقامی طور پر معتمد علیہ علماء کے سامنے اس واقعہ کو پیش کرو اگر واقعی یہ شخص قادیانی ہو تو اس کی عورت کو اس سے الگ کر دیا جائے- تحقیق ضروری ہے-

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مرزائی کے ساتھ نکاح بالاتفاق ناجائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین حسب ذیل صورت میں کہ سنی مسلمان لڑکی کا نکاح مرزائی کے ساتھ جائز ہے یا نہ- اگر کوئی سنی مسلمان اپنی لڑکی کا نکاح کسی مرزائی کے ساتھ کر دے تو ایسی صورت میں ایسے شخص کا ایمان رہ جاتا ہے یا نہیں-

مسلمان لڑکی کا نکاح مرزائی کے ساتھ کیا جا رہا ہو ایسی شادی میں شامل ہونا جائز ہے یا ناجائز اور اس شادی کا ولیمہ کھانا حرام ہے یا حلال

اور ایسے نکاح میں وکیل ہونا یا گواہ ہونا یا ایسے نکاح میں شامل ہو کر نکاح خوانی کرنا جائز ہے یا ناجائز- بالا مذکورہ محفل میں فقط شامل ہونے والے پر یا وکیل ہونے والے پر یا گواہ ہونے والے پر یا نکاح خوانی کرنے والے پر از روئے شرع شریف کوئی نقص ہے یا نہ- بینوا توجروا

﴿ج﴾

مرزائی بالاتفاق مرتد خارج از اسلام ہیں- ان سے مسلمان لڑکی کا نکاح ہرگز نہیں ہو سکتا- اگر غلطی سے کر دے تو توبہ کر لینا چاہیے اور اگر ان کے عقائد کا علم ہوتے ہوئے ان کو کافر نہ مانے یا ان کو کافر مان کر ان کے ساتھ نکاح جائز سمجھے تو اس کا ایمان بھی ختم ہو جانے کا عظیم خطرہ ہے-

اسے جلدی تجدیداسلام کر کے توبہ کرنا چاہیے۔

شامل ہونا اور ولیمہ کھانا ناجائز ہے۔

قطعاناجائز

اگر غلطی سے شریک ہو گئے تو بھی توبہ کرلیں اور اگر جان کران سے نفرت نہ کریں اوران کو مسلمان جانیں یا اس فعل کو جائز کہیں تو تجدیداسلام کرنی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مسلمان لڑکے کا عیسائی یہودی لڑکی کے ساتھ نکاح کا حکم

﴿س﴾

کسی مسلمان لڑکے کا عیسائی اور یہودی لڑکی سے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اگر عیسائی یہودی اہل کتاب ہے یعنی معتقد کتاب سماوی ہے تو نکاح اس کے ساتھ جائز ہے۔ البتہ باوجود اس قوم میں سے ہونے کے کسی کتاب سماوی کے اعتقاد کا التزام نہ رکھیں جیسے کہ آج کل اکثر کی حالت ہوگئی ہے تو اس کا حکم اہل کتاب کا سا نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

عورت جب مرتد ہو جائے تو احناف کے اقوال

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ ایک عورت جس کا نام برکت بی بی ہے۔ اس کی اپنے شوہر سے ناچاقی ہوگئی۔ اور اپنی جان اس سے چھڑانا چاہتی ہے لیکن شوہر طلاق دینے پر رضامند نہ تھا اب اس نے ایک ترکیب کی کہ اپنے آپ کو عیسائی ظاہر کیا اور مشن عیسائیاں میں جا کر عیسائی ہوگئی اور اس امر کا اعلان کر دیا کہ وہ عیسائی ہے۔ چنانچہ اس کے خاوند نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا۔ اس کے بعد وہ دوبارہ مسلمان ہوگئی اور ایک

دوسرے مسلمان سے نکاح کر دیا گیا - کیا یہ عورت حقیقت میں پہلے شوہر کے نکاح سے نکل گئی تھی اور کیا اس کا دوسرا نکاح درست ہو گیا - اس نئے شوہر سے جو اولاد ہوئی کیا وہ حلال کی اولاد ہے -

﴿ج﴾

عورت جب مرتد ہو جائے تو اس کے نکاح کے بارے میں علماء احناف کے تین قول ہیں - ایک یہ کہ نکاح فسخ ہو جاتا ہے لیکن بعد تجدید اسلام اس کو نکاح پر مجبور کیا جائے گا دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار نہ دیا جائے گا - وہو ظاہر الروایۃ دوسرا یہ کہ نکاح فسخ ہی نہ ہوگا بلکہ دونوں بدستور زن و شوہر رہیں گے - تیسرا یہ کہ عورت کو کنیز بنا کے رکھا جائے گا - ان تینوں اقوال میں اگر چہ کچھ اختلاف ہے لیکن اتنی بات پر تینوں متفق ہیں کہ عورت کو کسی دوسری جگہ نکاح کر لینے کا حق قطعاً حاصل نہیں ہے باقی اولاد حلال کی اولاد سمجھی جائے گی کیونکہ ثبوت نسب کے لیے شبہ بھی کافی ہوتا ہے اور نکاح ثانی اگر چہ از روئے شرع ہو لیکن شبہ یقینی ہے - واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم

واقعی عورت مذکورہ کا نکاح دوسری جگہ نہیں ہو سکتا پہلا نکاح قائم ہے - البتہ احتیاطاً اگر پہلے شوہر سے نکاح جدید کر لیا جائے تو بہتر ہوگا -

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ رجب ۱۳۷۹ھ

نابالغ عیسائی لڑکی مسلمان ہونے پر مسلمان مرد کے ساتھ نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عیسائی لڑکی نابالغہ کا نکاح ایک مسلمان شخص سے کیا گیا ہے اگر جائز ہے تو خیر اگر ناجائز ہے تو نکاح کی مجلس میں شامل ہونے والے مسلمانوں پر کوئی تعزیر شرعی ہے یا نہیں - یاد رہے کہ مذکورہ لڑکی کی عمر تقریباً دس بارہ سال ہے اور وہ مسلمان ہو گئی ہے - کلم توحید اور شرائط ایمان وغیرہ اسے یاد ہیں اور اس کے مضمون پر تصدیق رکھتی ہے - مسلمان کرا لینے کے بعد اس کا نکاح ہوا - ایجاب و قبول لڑکی نے خود کیا ہے - کیا اس کا اسلام شرعاً صحیح ہے اور کیا اس کا نکاح ہو گیا ہے یا نہیں -

﴿ج﴾

عیسائی لڑکی کا نکاح مسلمان مرد کے ساتھ جائز ہے- قال تعالى اليوم احل لكم الطيبت وطعام الذين اوتوا الكتب حل لكم وطعامكم حل لهم والمحصنت من المؤمنت والمحصنت من الذين اوتوا الكتب من قبلكم اذا اتيتموهن الأية وفي الدر المختار على هامش تنوير الابصار ص ۴۵ ج ۳ مطبوعه مصر (وصح نكاح كتابية) وان كره تنزيهاً (مومنة بنبي مرسل (مقرة بكتاب) منزل وان اعتقدوا المسيح الٰها وكذا حل ذبيحتهم على المذهب بحر نابالغہ لڑکی جس کی عمر کم از کم سات سال ہو اگر اسلام لے آئے تو شرعاً اس کا اسلام معتبر ہے اور اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کیا جائے -صورت مسئولہ میں مذکورہ لڑکی اگر اسلام لا چکی ہے تو اس کا اسلام معتبر ہے اور اس کا نکاح بلا شک وشبہ مسلمان مرد کے ساتھ ہو سکتا ہے لیکن نابالغی میں اپنا نکاح یہ فوراً نہیں کرا سکتی بلکہ اس کا ولی جو مسلمان ہو وہ کرا سکتا ہے- ولی مسلمان کی عدم موجودگی میں قاضی یا حاکم اس کا نکاح کرا سکتا ہے- صورت مسئولہ میں چونکہ یہ لڑکی خود اپنا نکاح کرا چکی ہے لہٰذا یہ نکاح موقوف ہوگا - بالغہ ہو جانے کے بعد اگر اس نکاح کو رد کر دے تو بغیر عدالتی تنسیخ کے نکاح رد ہو جائے گا اور اگر اس کی اجازت دے دے تو نکاح ہو جائے گا - حوالہ جات درج ذیل ہیں- قال في تنوير الابصار ص ۲۵۷ ج ۴ مطبوعه مصر (واذا ارتد صبي عاقل صح كاسلامه فلا يرث ابويه الكافرين ويجز عليه والعاقل المميز وقيل الذمي بعقل ان الاسلام سبب النجاة قائله الطرسوسي في انفع الوسائل قائلا ولم ارمن قدره بالسن قلت وقد رايت نقله ويويده انه عليه الصلوٰة والسلام عرض الاسلام على علي رضي الله تعالى عنه وسنه سبع وكان يفتخر به حتى قال الخ وقال في الكنز مع النهر ص ۲۱۳ ج ۲ مطبوعه مكتبه حقانيه پشاور ولا ولاية لعبد وصغير ومجنون ولا لكا على مسلم وان لم تكن عصبة فالولاية للام ثم للاخت لاب وام ثم لاب ثم لو لد الام ثم لذوى الارحام ثم للحاكم-

وفي الفتاوى العالمگيريه ص ۲۸۶ ج ۱ مطبوعه مكتبه ماجديه كوئٹه سئل القاضي بديع الدين عن صغيرة زوجت نفسها من كفء ولا ولي لها ولا قاضي في ذلك الموضع قال ينعقد ويتوقف على اجازتها بعد بلوغها كذا في التتارخانية چونکہ یہ نکاح شرعاً ناجائز نہیں ہے لہٰذا اس نکاح میں شریک ہونے والوں پر کوئی تعزیر نہیں ہے- فقط واللہ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مطلقاً حدیث کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے اور نکاح باطل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح جب کہ لڑکی نابالغہ تھی ایک شخص سے جو آج کل اہل قرآن کہلاتے ہیں نکاح کر دیا تھا- اس وقت لڑکی کے باپ کو علم تھا کہ یہ شخص اپنے کو اہل قرآن کہتا ہے- جبکہ لڑکی کا باپ اہل سنت ہے اور نکاح کرنے والا مولوی بھی اہل سنت والجماعت کا تھا- کیا اس لڑکی کا نکاح اس منکر حدیث اپنے کو اہل قرآن کہلوانے والے سے ہو سکتا ہے یا نہیں-

﴿ج﴾

مطلقاً حدیث سے انکار کرنے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لیے ان سے نکاح کرنا باطل ہے لہٰذا یہ نکاح بھی جس کی نسبت پوچھا گیا ہے باطل ہے- واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی قاسم العلوم ملتان

نکاح کے بعد مذہب کی تبدیلی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ بوقت تقسیم برصغیر میری زوجہ جمیلہ دختر محمد اسماعیل کو جبراً غیر مسلموں نے اغوا کر لیا تھا- اس وجہ سے چھ سال ہندوستان رہی اور تین بچے ہندوستان میں پیدا ہوئے جو مر گئے- اب جمیلہ کے پاس کوئی بچہ نہیں- چھ سال بعد ملٹری جمیلہ کو میری درخواست برآمدی پر ہندوستان سے پاکستان لے آئی- جب میں لاہور گیا تو پتہ چلا کہ ایک دن قبل محمد اسماعیل مذکور جمیلہ کو خانیوال لے گیا ہے- میں نے خانیوال آ کر جمیلہ کو لے جانے کے لیے کہا تو محمد اسماعیل نے بھیجنے سے انکار کر دیا میں پولیس میں گیا تو تھانیدار صاحب کے کہنے سے محمد اسماعیل نے چار ماہ بعد رخصتی کا وعدہ کر لیا- شاہ صاحب تھانیدار تبدیل ہو گئے- محمد اسماعیل وغیرہ نے جمیلہ کا نکاح رحیم الدین سکنہ دریا خان سے کر دیا- میں نے ایس ایم ڈی صاحب کو جمیلہ کی واپسی کی درخواست دی- جمیلہ نے بیان دیا ہے عدالت میں کہ مذہب کی تبدیلی کے وقت نکاح فسخ ہو جاتا ہے اس لیے میں نے دوسرا نکاح کر لیا ہے- اس لیے گزارش ہے کہ سائل کو جواب سے مشکور فرمائیں کیا شرع محمدی

کی رو سے مندرجہ بالا صورت میں جبراً عورت کو اغوا کرنے کے بعد مذہب تبدیل کرانے پر نکاح فسخ ہو جاتا ہے یا کہ نہیں پہلے ہندوستان میں جمیلہ دو تین سال میرے گھر بطور زوجہ آباد رہی اور حقوق زوجیت ادا کرتی رہی۔

﴿ج﴾

عورت مذکورہ کا نکاح کسی دوسری جگہ درست نہیں ہے۔ شرعاً فتویٰ اس پر دیا جاتا ہے کہ محض مذہب تبدیل کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ اس لیے عورت پہلے خاوند کو ملنی چاہیے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

باب ہفتم

وہ عورتیں جن سے کسی کا حق وابستہ ہونے کی وجہ سے نکاح حرام ہے

جب مرد وعورت دونوں عدت گزرنے پر متفق ہوں تو دوسری جگہ نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے اپنی عورت کو ایک سال سے طلاق دے دی ہے اور عورت بھی کہتی ہے کہ مجھے چھ ماہ سے پتہ چلا ہے کہ مجھے طلاق مل چکی ہے اور میری عدت گذر چکی ہے۔ مگر اس مطلق مذکور کا بھائی کہتا ہے کہ اس نے دو ماہ سے طلاق دی ہے۔ لیکن اس چیز کی لوگوں میں شہرت نہیں ہوئی۔ تو عورت مذکورہ نے دوسری جگہ نکاح بھی کر لیا ہے اور زوج ثانی سے حمل بھی ہے۔ اب اس عورت کے نکاح ثانی اور طلاق میں نزاع برخاست ہوا ہے کہ کیا اس عورت کی طلاق زوج اول سے واقع ہوگئی ہے یا نہیں اور زوج ثانی کا نکاح نافذ ہے یا نہیں۔ بعض علماء علاقہ فرماتے ہیں کہ طلاق واقع نہیں ہوئی اور نکاح ثانی جائز نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ طلاق بھی ہوگئی ہے اور نکاح ثانی بھی جائز ہے۔ لہذا ایسی صورت کے متعلق کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

جب زوج اور زوجہ دونوں طلاق اور عدت گذر جانے پر متفق ہیں تو اس کے بعد عورت کا نکاح ثانی صحیح ہے۔ عدت طلاق کے وقت سے شمار ہوتی ہے اور طلاق اس وقت سے ہوگی جس کا زوج اقرار کرتا ہے۔ اقرار کے وقت سے نہیں۔ البتہ بعض مواضع تہمت میں اقرار ہی کے وقت سے طلاق معتبر ہوتی ہے۔ لیکن یہ مقام تہمت کا نہیں۔ شامی ردالمحتار میں لکھا ہے۔ **اقول لا یخفی ان العدة انما تجب من وقت الطلاق باب طلاق المریض واذا اقر الزوجان بمضیها صدقا فیما لا تهمة فیه ولذا صرحوا بانه لا تجب لها نفقته (الی ان قال بخلاف الوصیة بمازاد علی قدر المیراث فلم یصدقا فی حقها الخ)**

از جناب مفتی محمود صاحب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ہندوستان سے آتے وقت کسی نے کہا ہو کہ بیویاں آزاد ہیں، تو کیا حکم ہے؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دوران انقلاب میں ہندوستان سے آتے وقت دو خاوند اپنی بیویوں کو چھوڑ کر آنے لگے تو ان کی والدہ نے کہا کہ اپنی بیبیوں کو لے جاؤ تو لڑکیوں کی والدہ کو

ان دونوں خاوندوں نے یہ کہا کہ ان دونوں کو، تم چاہو تو ہمارے پاس لاری پر پہنچا دو ورنہ یہ آزاد ہیں اور یہ بات لڑکیوں کی والدہ کو کسی معتبر دوسرے شخص کے ذریعہ کہہ کر بھیجی۔ اس کے بعد وہ خاوند ہندوستان سے پاکستان آ گئے۔ ان خاوندوں نے آ کر دوسرے نکاح کر لیے اور ان قدیمی منکوحہ کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ اب پاکستان آ کر ان لڑکیوں کی والدہ نے ایک لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا اور ان خاوندوں نے منع بھی نہیں کیا۔ کیا اس پہلی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ جائز تھا اور کیا دوسری لڑکی کا نکاح بھی دوسری جگہ ہو سکتا ہے۔ کیا ان کلمات سے کہ وہ ہماری طرف سے آزاد ہیں، طلاق پڑ جائے گی؟

﴿ج﴾

اگر ان الفاظ کا کہ لاری پر پہنچا دو ورنہ یہ آزاد ہیں۔ وہ دونوں خاوند اقرار کر لیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ دیں کہ ان سے ہماری نیت طلاق کی تھی۔ تو طلاق واقع ہو گی اور بعد عدت کے دونوں دوسری جگہ نکاح کرنے کی مجاز ہیں۔ لیکن اگر وہ خاوند یا تو ان الفاظ کا انکار کریں یا یہ کہیں کہ ان سے ہماری نیت طلاق کی نہ تھی تو کوئی وجہ نہیں کہ ان پر طلاق واقع ہو گی۔ دوسری جگہ خاوندوں کے نکاح کرنے سے پہلی عورت کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لہٰذا وہ بدستور ان کے نکاح میں ہیں۔ اگر اس صورت میں نکاح کرایا گیا ہے تو یہ نکاح نہیں ہوا اور یہ محض حرامکاری ہے۔ ان سے یا تو طلاق حاصل کی جائے یا خلع کر لیا جائے۔ اس کے بغیر کوئی صورت نہیں۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر شرعی حجت یا اقرار سے طلقاتِ ثلاثہ ثابت ہو جائیں تو بعد عدت کے دوسری جگہ نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ میں مسماۃ صغریٰ دختر فقیر محمد ذات راجپوت زوجہ نذیر حسین یہ کہ میرے خاوند مذکور کے نطفہ سے اور میرے بطن سے ایک لڑکی تولد ہوئی ہے۔ یہ کہ خاوند بلاقصور کے اندھا دھند خود و دیگر لواحقین خود کے ذریعہ زد و کوب کرتا رہا ہے۔ یہ کہ عرصہ دو سال کا ہوا۔ جبکہ خاوند و دیگر لواحقین خاوند نے نہایت ہی بے رحمی سے مجھے زد و کوب کیا۔ پارچات زیورات میرے اتار لیے اور خاوند نے زبانی سہ طلاق دے کر گھر سے نکال دیا۔ یہ کہ اس روز سے سائلہ اپنے رشتہ دار اللہ دتہ کے پاس ملتان میں آ گئی ہے اور محنت و مشقت کر کے اپنی گزران کرتی ہوں۔ اب اس بات کی دریافت طلب ہے کہ آیا میری طلاق بوجوہات مذکورہ بالا ہو چکی ہے کہ میں اپنا عقد نکاح کر سکوں۔ کیونکہ خاوند و دیگر لواحقین خاوند بذریعہ پیغامات مجھے ڈرا رہے ہیں کہ ضرور نقصان پہنچا دیں گے۔

سائلہ مسماۃ صغریٰ

﴿ج﴾

اگر دو گواہاں دیندار یا ایک مرد اور دو عورتیں تین طلاق کی گواہی دے دیں یا زوج اقرار کرے کہ میں نے طلاق دی ہے۔ تو عورت اس تاریخ سے مطلقہ شمار ہوگی۔ طلاق کی تاریخ سے تین حیض کامل گزر جانے کے بعد اس کے لیے دوسری جگہ شادی کرنے کی شرعاً اجازت ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ

طلاق کے بعد ایک عرصہ سے شوہر کا لاپتہ ہونا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین جبکہ میں مسماۃ مہر النساء ہندوستان سے بنوں آئی۔ ۸۱/۴/۳ کو اس جگہ میرا عقد ہوگیا۔ عرصہ اندازاً تین سال رہی اور عقد میرا نابالغی میں ہوا تھا۔ اس کے بعد بالغ ہونے پر میرے لڑکی ہوئی۔ بعد میں مجھ کو گھر سے نکال دیا اور زبانی طلاق دے کر نہ معلوم کس جگہ گیا۔ بعد میں میں نے دعویٰ کیا۔ اس وقت پیش ہوا۔ میں عرصہ نو دس سال اپنے خالو بنام مُنا کے ہاں رہی۔ اب میں اپنا عقد کرنا چاہتی ہوں۔ تحریری کوئی طلاق نامہ نہیں تھا۔ چونکہ اس کا پتہ نہیں کہ وہ کس جگہ ہے۔ البتہ زبانی طلاق دے چکا ہے عرصہ دراز ہوگیا ہے۔ لہٰذا عرض ہے کہ شرع شریف اس میں کیا حکم دیتی ہے۔ عقد کر سکتی ہوں یا نہیں میرا کیسے گذارہ ہو۔

(نوٹ:) نیز میں ڈپٹی کمشنر صاحب کے حضور پیش ہو چکی ہوں۔

سائلہ مہر النساء حال وارد سکندر آباد اوکاڑہ

﴿ج﴾

اگر فی الواقعہ خاوند زبانی طلاق دے چکا ہے اور اس کی شرعی شہادت (دو عادل گواہ) بھی موجود ہیں تو بعد از عدت (تین حیض کامل) عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ

اگر طلاق کی شرعی شہادت موجود ہوتو دوسری جگہ نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ۔ گذارش ہے کہ فدوی نے اپنی لڑکی مسماۃ منظور مائی کی مسمی علی محمد ولد یارا خان موضع ظوہر تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ سے تقریباً ایک ماہ کے قریب ہوگیا۔ شادی کردی تھی یہ کہ علی محمد مذکور نے لڑائی جھگڑا کر کے زبانی کلامی تین مرتبہ مائی منظوراں کو طلاق، طلاق، طلاق کہہ دیا اور زبان سے کہا کہ میرا نفس تم پر حرام ہو چکا ہے اور منظور مائی ولد سلطان خان سے مبلغ پندرہ صد روپیہ نقد برائے گواہان وصول کر کے طلاق دے دی ہے کہ جہاں منظور مائی کی مرضی کرے اپنا عقد نکاح کرسکتی ہے۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ لہٰذا شرع محمد سے فتویٰ دیا جائے کہ اس میں کوئی شریعت کی طرف سے رکاوٹ نہ ہو۔

فدوی سلطان خان ولد بکھو خان سکنہ بمر یو تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ
سرپرست والد منظوراں مائی

﴿ج﴾

اس واقعہ کی شرعی طریقہ سے پوری تحقیق کی جائے۔ اگر واقعی خاوند نے طلاق دی ہو۔ تو لڑکی کا دوسری جگہ عدت کے بعد نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ ذوالحج ۱۳۹۲ھ

اگر طلاق نامہ پر لڑکے کا انگوٹھا برضا ورغبت اور طلاق جاننے کے ساتھ ہوتو دوسری جگہ نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اسلام کہ دین محمد نے اپنی دختر چھوٹی نابالغ کا نکاح فلاں سے کر دیا تھا۔ نکاح کے بعد لڑکی مذکورہ کو میں نے نابالغ ہونے کی وجہ سے اپنے گھر پر رکھا۔ کچھ عرصہ کے بعد جبکہ میری لڑکی چھوٹی بالغہ ہو گئی۔ اس کے شوہر مذکور نے دوسری شادی کر لی۔ میں نے اس سے کہا کہ تم نے میری لڑکی کی موجودگی میں ایسا کیوں کیا تو انھوں نے کہا ہم اپنی مرضی کے خود مالک ہیں۔ اب مس اس لڑکی یعنی چھوٹی کے گھر سے جانے میں رضامند نہیں ہوں۔ جبکہ تمام برادری جو کہ نکاح میں موجود تھے۔ میں نے ان سے ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ ہم کیا کریں۔ جب لڑکا نہیں مانتا اور اس نے بغیر ہمارے کہے دوسری شادی کر لی۔ اب تم عدالت سے اس بات کا

فیصلہ کروالو۔ چنانچہ میں نے لڑکے کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ عدالت کے نوٹس پر اور کئی بار میں نے اطلاع دی لیکن لڑکا حاضر عدالت نہ ہوا۔ تو عدالت سے ایک آدمی لڑکے کے ہاں گیا اور اس کا انگوٹھا لگوالایا۔ آیا لڑکی کو طلاق ہو گئی یا نہیں۔ جبکہ مجسٹریٹ صاحب نے میرے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اس کے بعد یعنی عدالت کے فیصلہ کے بعد میں نے اپنی لڑکی کی شادی دوسری جگہ کر دی۔ آیا اب لڑکی کی شادی جائز ہے یا ناجائز؟

﴿ج﴾

اگر لڑکے نے خود کاغذ پر انگوٹھا لگایا ہے۔ جس میں طلاق لکھی گئی تھی اور اپنی خوشی سے لگایا ہے اور کاغذ کا مضمون مکمل طور پر اس کو معلوم تھا۔ اس کو پڑھ کر انگوٹھا لگایا ہے تو واقعی یہ لڑکی مطلقہ شمار ہو گی۔ اس کا نکاح پھر دوسری جگہ جائز ہے اور اگر مجبوراً اس سے انگوٹھا لگوایا گیا ہو یا کاغذ کا مضمون اس کو معلوم نہ تھا کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے اور ویسے ہی اس نے انگوٹھا لگا دیا ہو تو اس صورت میں لڑکی بدستور اس کے نکاح میں رہے گی۔ اس صورت میں پھر دوسری جگہ اس کا نکاح جائز نہ ہوگا اور پہلی صورت میں جائز ہوگا۔ واللہ اعلم

عبداللہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ صفر ۱۳۷۹ھ

مطلقہ عورت دوسری جگہ نکاح عدت کے بعد کر سکتی ہے

مؤدبانہ گذارش ہے کہ مسمات سکینہ بی بی دختر عبداللہ ذات شیخ ساکن شہر ملتان کو اس کے خاوند مسمی عبدالعزیز ولد محمد علی ذات شیخ لکڑ منڈی ملتان شہر نے برائے طلاق نامہ تحریر مورخہ ۶۰/۴/۲۷ کو طلاق دے کر اپنے حقوق زوجیت سے علیحدہ کر دیا۔ اب اندر میعاد عدت نکاح کرتی ہے۔ اس میں علماء دین کیا فرماتے ہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

جب تک اس عورت جس کی نسبت سوال ہے کی عدت تین حیض سے نہ گذر جائے۔ اس وقت تک یہ عورت دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی۔ عدت گزارنے کے بعد وہ عورت خود مختار ہے۔ واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ذوالقعدہ ۱۳۷۹ھ

مطلقہ عورت تین حیض گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے

﴿س﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ مندرجہ ذیل میں کہ مسمی عبدالمجید ولد محمد نے مسماۃ صوبا مائی کے ساتھ نکاح کیا تھا۔ اب اس نے اپنی عورت کو گواہوں کے روبرو طلاق دے دی ہے۔ اس سے قبل ۲ برس خرچ وخوراک بھی نہیں دیتا رہا اور مار پٹائی بھی کی تھی۔ اب مسماۃ صوبا خاتون نے عدالت سے نکاح ثانی کی اجازت لی۔ حکومت نے نکاح ثانی کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ موصوف اس کو نکاح ثانی کرنے سے منع کرتا ہے۔ کیا مسماۃ شرعاً بھی نکاح ثانی کرسکتی ہے یا نہیں۔ ثانی وجہ یہ بھی ہے کہ عبدالمجید کے والد نے موصوفہ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ بھی کی تھی۔ عبدالمجید کے والد کو ممبروں وغیرہ نے کچھ مارا بھی ہے۔ بینوا توجروا

سائل فقیر بخش ولد اللہ ڈوایہ سکنہ خانپور شالی ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

اگر واقعی زوج نے اپنی مذکورہ بیوی کو طلاق دے دی ہے تو تین حیض عدت گذرنے کے بعد شرعاً دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے اور صورت مسئولہ میں اگر طلاق نہ بھی دی ہو لڑکے کے باپ کی اپنے لڑکے کی بیوی کے ساتھ ناجائز حرکات کی وجہ سے عبدالمجید پر اس کی بیوی حرام ہو جاتی ہے اس کو رکھ نہیں سکتا۔ لیکن اس صورت میں عبدالمجید کے طلاق دینے کے بغیر یا کسی مسلمان حاکم سے فسخ نکاح کرائے بغیر اس کی بیوی دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی۔ البتہ طلاق ثابت ہو جانے پر دوسری جگہ نکاح کی اجازت ہے۔ واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۱ھ

عدت کی ابتداء اس وقت سے ہوگی جس وقت سے طلاق کا اقرار کیا گیا ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسمی فضل الرحمٰن نے اپنی منکوحہ مدخولہ مسماۃ عائشہ بیگم کو تقریباً عرصہ دو سال سے طلاق دی ہوئی ہے۔ لیکن تحریر نہیں دی تھی۔ طلاق دینے کا ثبوت بایں طور ہے

کہ اس نے مسمی محمد جعفر اور عبدالحمید کے روبرو جب کہ یہ دونوں مسمیان مذکور ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اقرار کیا کہ میں اپنی زوجہ مسماۃ عائشہ بیگم کو طلاق دے چکا ہوں اور اپنے نکاح سے اس کو فارغ کر چکا ہوں۔ عائشہ بیگم کے وارثوں نے طلاق کی تحریر طلب کی۔ تو اس نے کہا کہ جب تک ان زیورات کا فیصلہ نہ ہو جو مسماۃ عائشہ بیگم کے پاس ہیں۔ اس وقت تک میں طلاق نامہ نہیں لکھ کر دیتا۔ اسی تنازعہ کو دو سال طوالت ہوئی۔ آخر کار یہ فیصلہ ۱۰ اگست ۱۹۶۱ء میں ہوا۔ تو اس نے طلاق کی تحریر ایک اسٹامپ پر لکھدی۔ جو گواہوں کے پاس موجود ہے۔ مگر اس نے تاریخ تحریر کو غلطی سے تاریخ طلاق لکھدی۔ علاوہ اس کے ہمیں اس مسئلہ کا پورا پتہ بھی نہ تھا کہ اس کی عدت بھی ہوتی ہے یا نہ۔ کیونکہ ہم لوگ احکام دین سے ناواقف ہیں۔ ہم نے یہ سمجھا کہ چونکہ اس نے طلاق ہمارے روبرو دو سال قبل دی ہے۔ لہٰذا اس تحریر کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اس لیے مسماۃ مذکورہ کا نکاح ثانی تاریخ تحریر کے ایک دن بعد کر دیا گیا ہے۔ علماء کرام سے دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا یہ نکاح ثانی بنا بر گواہان طلاق درست ہوگا یا کہ تاریخ تحریر جو کہ غلطی سے تاریخ طلاق لکھدی گئی ہے کا بھی اثر ہوگا اور نکاح قبل از عدت شمار کیا جائے گا۔ بینوا توجروا

المستفتی محمد حنیف شامی

﴿ج﴾

جس وقت شخص مذکور نے طلاق کا اقرار دو اشخاص کے سامنے کیا۔ اس تاریخ سے طلاق شمار کی جائے گی اور اسی تاریخ سے تین حیض کامل عدت شمار ہوگی۔ اگر اس تاریخ سے تین حیض آ چکے ہیں اور اس کے بعد نکاح جدید ہوا ہے تو یہ نکاح صحیح ہے۔ اگرچہ تحریر نامہ سے عدت گزری ہو۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ

کیا زبانی مطلقہ عورت آٹھ ماہ گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ سکینہ بی بی دختر قطب دین قوم کمبوہ ساکن چک آر ۱۰/۱۶۰ تحصیل خانیوال ضلع ملتان کی شادی مسمی حاکم علی ولد احمد دین کمبوہ ساکن چک ای بی / ۵۲ تحصیل وہاڑی ضلع ملتان سے ہوئی تھی۔ لیکن گھریلو تنازعات کی وجہ سے تقریباً ۷، ۸ ماہ پیشتر خاوند نے زبانی طور پر طلاق دے دی

تھی اور اب لڑکی اپنے والدین کے پاس ہے۔ جس کو تقریباً ۸ ماہ گزر گئے ہیں۔

(۲) اب ہم صرف یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ لڑکی کا نکاح کسی دوسری جگہ کر سکتے ہیں یا کہ نہیں؟

مسمی محمد عبداللہ ولد رحیم بخش قوم کمبوہ ساکن سجان پور تحصیل و ضلع ملتان

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال عدت شرعیہ (تین ماہواری) گزرنے کے بعد لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ رجب ۱۳۸۹ھ

طلاق کے بعد فوراً دوسری جگہ نکاح کرنے کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ ایک بالغہ لڑکی کا نکاح ایک بالغ مرد سے ہوا اور وہ لڑکی نکاح کے بعد دو روز تک اپنے خاوند کے ہاں رہی۔ اس کے بعد ایک سال تک اپنے ماں باپ کے گھر ہی رہی۔ اس عرصہ میں دونوں خاندانوں میں آپس میں ناراضگی ہوگئی اور معاملہ طلاق تک پہنچ گیا۔ طلاق کے وقت معززین نے لڑکے سے پوچھا کہ اس نے مذکورہ لڑکی سے ہمبستری کی ہے یا کہ نہیں؟ اس لڑکے نے حلفیہ بیان کیا کہ نہ میں نے اپنی مذکورہ بیوی سے ہمبستری کی ہے اور نہ ہی یکجائی کی ہے اور لڑکے کی والدہ نے بھی اس کی تصدیق کی۔ چنانچہ طلاق نامہ پر ان کا یہ حلفیہ بیان ثبت کر دیا گیا اور معززین کی گواہی بھی۔ اب طلاق کے تین روز کے بعد مذکورہ لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہو گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ شرعی حیثیت سے یہ نکاح ہوا یا نہیں؟ اور کیا اس لڑکی پر طلاق کی عدت گزارنی واجب تھی یا نہیں؟

سائل حافظ عبدالسلام قصبہ گجرات ضلع مظفر گڑھ

نکاح خواں نے لڑکی سے بھی حلف لیا کہ تو نے اپنے شوہر کے ساتھ ہمبستری کی ہے یا نہیں؟ لڑکی نے کہا کہ میں نے نہ ہمبستری کی ہے اور نہ یکجائی کی ہے۔ تو اس لڑکی کا نکاح پڑھا دیا گیا۔ تو یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اگر صحیح نہ ہوا تو حاضرین مجلس کے لیے کیا حکم ہے۔

﴿ج﴾

اگر زوجین کا باہمی تعلق ازدواجی مثلاً لمس، تقبیل وغیرہ امور ابھی قطعاً قائم نہ ہوا اور نہ کسی وقت علیحدگی میں زنی تعلقات ہوئے ہوں تو عدت واجب نہیں اور طلاق کے بعد فوراً دوسری جگہ نکاح ہو سکتا ہے۔ ورنہ عدت گذارنی ہوگی اور عدت کے اندر نکاح صحیح نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ محرم ۱۳۷۵ھ

لڑکی کے والدین کا شرعی نکاح کے بعد انکاری ہونا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً ۵ سال ہو اور اس کا نکاح ہمراہ ایک لڑکے جس کی عمر ۴ سال ہو، ہو جائے۔ نکاح مذکور شرعی ہوا اور لڑکی جوان سال عمر تقریباً ۲۰ سال کی ہو جائے اور ان کا سر میل نہ ہوا ہو۔ لڑکی اور اس کے والدین انکاری ہو جائیں کہ ہمیں رشتہ منظور نہیں ہے۔ آیا وہ بغیر طلاق کے دوسری جگہ شادی کر سکتی ہے یا کہ نہیں۔ اس کی طلاق لینا شرعی طور پر ضروری ہے؟ اس کا صحیح حل شرعی طور پر تفصیل سے بتایا جائے۔ لڑکی کا نکاح والد نے کیا ہے۔

(نوٹ) لڑکی بذات خود انکاری ہے۔ کہ یہ رشتہ مجھے منظور نہیں ہے۔

﴿ج﴾

لڑکی کا صغرسنی میں شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ گواہوں میں کیا ہوا نکاح بلا شبہ صحیح اور نافذ ہے اور لڑکی کو خیار بلوغ حاصل نہیں۔ خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر لڑکی کا دوسری جگہ نکاح حرام اور ناجائز ہے۔ اگر خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح کیا گیا تو وہ شرعاً منعقد نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ جمادی الاخری ۱۳۹۴ھ

ناجائز حمل کے بعد اگر عورت کو طلاق ہو جائے تو کیا بغیر عدت کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں حاملین شریعت محمدیہ اس امر میں کہ ایک عورت اپنے خاوند کے پاس عرصہ تین سال رہی۔ بعدہ والدین کے پاس بوجہ نزاع تقریباً چھ سال بسر کیے۔ اسی اثناء میں اس کو ناجائز حمل ہو گیا۔ وضع حمل کے تقریباً پچیس روز بعد مطلقہ ہوئی۔ اس صورت میں عدت ہے یا نہ عدت ہونے کی صورت میں اگر نکاح کیا جائے۔ صحیح ہوگا یا نہیں۔ اگر نہیں تو مولوی صاحب نکاح پڑھانے والے اور حاضرین مجلس کے لیے کیا سزا ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

مذکورہ مطلقہ پر عدۃ واجب ہے۔ طلاق کے بعد تین حیض انتظار کر کے پھر نکاح صحیح ہو سکتا ہے۔ اس لیے اس سے قبل نکاح صحیح نہیں۔ بعد عدۃ جہاں چاہے نکاح ہو سکتا ہے۔ اگر پہلی جگہ بحال رہنا چاہتی ہے۔ تو دوبارہ نکاح کیا جائے۔ جب عدۃ سے فارغ ہو۔ قبل عدت عورت کو جدا کر لیا جائے۔ کوئی نکاح نہیں بلکہ زنا ہے۔ نکاح خواں اور حاضرین مجلس کو مجمع عام میں توبہ کرنی لازم ہے۔ جب تک علانیہ توبہ نہ کریں گے۔ قطع تعلق کرنا چاہیے اور ان کی امامت بھی جائز نہیں۔

علی محمد عفی عنہ مدرس مدرسہ قاسم العلوم ملتان
(الجواب صحیح) محمد شفیع

مطلقہ حاملہ اگر خون کا لوتھڑا جنم دے تو دوسری جگہ نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟

﴿ج﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی زوجہ مسماۃ زینب کو بسہ طلاق علیحدہ کر دیا۔ اس وقت مسماۃ زینب کو دو ماہ کا حمل تھا۔ ایک ماہ طلاق کے بعد دوائی دے کر حمل کو گرایا گیا ہے۔ وہ ایک خون کا لوتھڑا تھا۔ ابھی تک اس کا بت نہیں بنا تھا۔ کیا عدت ختم ہو گئی ہے یا نہ۔ حمل اس لیے گرایا گیا ہے تاکہ عدت ختم ہو جائے اور دوسرا نکاح کیا جائے۔ اب عدت ختم ہو چکی ہے یا نہ۔ از روئے شرع دوسرا نکاح جائز ہے یا نہ۔ بحوالہ کتب احادیث وفقہ شریف جواب فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

فقط گوشت کے لوتھڑے ساقط ہو جانے سے عدت ختم نہیں ہوتی ۔ جب تک بعض اعضاء کا ظہور نہ ہوا ہو۔ لہٰذا دوسری جگہ نکاح (با قاعدہ عدت ختم ہونے کے بعد تک) ہرگز صحیح نہیں ۔ وشرط انقضاء هذه العدة ان يكون ما وضعت قد استبان خلقه فان لم يستبن خلقه رأسا بان اسقطت علقة او مضغة لم تنقض العدة كذا في البدائع عالمگیری تاب العدة . ص۵۲۹ ج ا مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا معتدہ کے ساتھ نکاح کرنے سے پہلا نکاح ٹوٹ جائے گا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً نور محمد کا ایک دوسری لڑکی ہندہ سے بحالت نابالغی نکاح شرعی کیا گیا تھا۔ جب لڑکا مذکور بالغ ہوا تو اس کا چچا حقیقی قضاء الٰہی سے فوت ہو گیا۔ اس کی چچی بیوہ کا عقد نکاح عدت کے ایام میں اسی لڑکے نور محمد سے کروا دیا گیا۔ چند یوم کے بعد اس عورت مذکورہ منکوحہ ثانی معتدہ کو برادری نے طلاق دلوا دی۔ وہ واپس اپنے میکے چلی گئی۔ اب امر مطلوب یہ ہے کہ آیا اس کا نکاح اولاً ہندہ والا جو کہ نابالغی کی حالت میں کیا گیا تھا۔ اس پر نکاح فاسد کی وجہ سے نکاح ٹوٹ گیا۔ اس میں کوئی فساد نہیں ۔لڑکی ہندہ کے وارث کہتے ہیں کہ ہماری لڑکی کا نکاح ٹوٹ گیا ہے۔ہم شادی نہیں دیتے ۔ اگر نکاح نہیں ٹوٹا تو ہم کو کسی ذمہ دار عالم کا فتوٰی لے کر دکھلائیں ۔ پھر ہم نکاح دے دیں گے۔ اس لیے عرض ہے۔ جو حکم شرعی ہو وہ با دلائل ثابت فرمائیں تا کہ حرام کے معاملہ میں اجتناب کیا جا سکے۔

﴿ج﴾

معتدہ کے ساتھ عدت کے اندر نکاح کرنا حرام ہے۔ بہت بڑا گناہ ہے۔لیکن معتدہ کے ساتھ نکاح کرنے سے اس کی سابقہ بیوی ہندہ کا نکاح ٹوٹ نہیں گیا ہے۔ وہ بدستور نور محمد مذکور کی منکوحہ ہے۔ لہٰذا ہندہ کی شادی نور محمد سے کی جائے۔ نور محمد کا سابقہ نکاح تب ٹوٹتا کہ اگر معتدہ غیر کے ساتھ نکاح کرنا کفر ہوتا۔ حالانکہ یہ کفر نہیں ۔ ہاں حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے اگر جان بوجھ کر کیا جائے کہ یہ عورت ابھی عدت میں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ذوالقعدہ ۱۳۸۶ھ

عرصہ سے باپ کے گھر میں ہو تب بھی طلاق کے بعد عدت ضروری ہے

﴿س﴾

جناب کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی کی شادی ہوگئی۔ اس کے بعد قریب چار ماہ اپنے خاوند کے پاس رہی۔ اس کے بعد وہ اپنے باپ کے گھر چار سال رہی۔ چار سال کے بعد طلاق ہوگئی۔ اب اس کی کوئی عدت ہے کہ نہیں یا اسی وقت نکاح کر سکتی ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اس صورت میں عدت واجب ہے۔ عدت شرعیہ (تین ماہواری) گزارنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ قال تعالٰی و المطلقات یتر بصن بانفسھن ثلثة قروء الأیة۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ جمادی الاخری ۱۳۸۹ھ

دیور نے اگر طلاق دی ہو اور عدت گزر گئی ہو تو پہلے شوہر سے نکاح درست ہے

بخدمت جناب محترم مفتی انور شاہ صاحب مدرسہ قاسم العلوم ملتان جناب عالی۔

السلام علیکم! حسب ذیل گزارش ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ جس سے اس کے تین لڑکے بھی موجود ہیں۔ اس عورت نے طلاق دینے والے کے چھوٹے بھائی سے شادی کر لی اور کچھ دن کے بعد اس نے بھی طلاق دے دی۔ یہ عورت اُس چاہ پر رہتی ہے جہاں اس کا پہلا خاوند رہتا ہے چونکہ وہاں اس کی اراضی برقبہ ۲ کنال ۱۶ ایکڑ اور اس کے بچوں کے نام ۲ کنال ۱۶ ایکڑ موجود ہے۔ بچوں کی کفالت دادا کر رہا ہے۔ لڑکوں کا والد بھی بچوں کو وقتاً فوقتاً ملتا رہتا ہے۔ چند اہل عزیز و اقارب شک و شبہ کرتے ہیں لیکن ان کا الزام سراسر غلط ہے۔ ابھی تک نکاح نہیں کیا گیا ہے۔ لہٰذا برائے کرم فتویٰ صادر فرمایا جائے کہ آیا پہلا خاوند شادی کر سکتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ شرعی طور پر حلالہ کی رسم پوری ہو چکی ہے۔ اس لیے فتویٰ صادر فرما کر مشکور فرمائیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر اس شخص کے بارے میں ناجائز تعلقات کا کوئی شرعی ثبوت موجود ہے۔تو اس کو روکنے کی کوشش کرنا جائز ہے لیکن اگر شرعی ثبوت نہیں۔صرف بچوں سے ملنے کی وجہ سے اس پر کسی قسم کی تہمت لگانا سخت گناہ ہے۔اگر چھوٹے بھائی نے اس عورت سے نکاح کے بعد ہم بستری کر لی ہے تو اس کے طلاق دینے اور عدت گزرنے کے بعد پہلے خاوند کے ساتھ نکاح جائز ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ جمادی الاخری ۱۳۹۴ھ

درج ذیل صورت میں تیسری جگہ نکاح کے لیے دونوں عدتوں کا گزرنا لازم ہے

﴿س﴾

گزارش ہے کہ مساۃ مجیدن زوجہ منشی کو کچھ عرصہ ہوا بیوہ ہوگئی تھی۔تمام برادری کے معزز آدمیوں نے اور مجیدن کے والدین نے مجیدن کے زبانی اقرار پر منشی کے چھوٹے بھائی صوبہ کے ساتھ مساۃ مجیدن کا نکاح کروا دیا۔لیکن کچھ دن عدت کے بقایا تھے۔تقریباً ۲۰ دن۔نکاح ہو جانے کے بعد کچھ لوگوں نے اعتراض شروع کر دیا اور نکاح کو حرام قرار دے رہے ہیں۔لہٰذا میں مسمی نور محمد اس نکاح میں شریک تھا۔اس مسئلہ کے مطابق کیا کہتے ہیں علماء دین۔

(۱) کیا یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز۔تفصیلات کے ساتھ فتویٰ دے دیں۔تاکہ اندیشہ دور ہو جائے۔حرام ہے یا حلال۔

(۲) کیا یہ نکاح بعد عدت پوری ہونے کے دوبارہ کیا جائے کیوں کہ اب عدت بھی پوری ہو چکی ہے۔یا وہی نکاح درست ہے۔تفصیلات سے فتویٰ دے کر مطمئن فرمائیں۔

﴿ج﴾

(۱) معتدہ غیر کے ساتھ نکاح شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔پہلا نکاح صحیح نہیں ہوا۔دوسرے خاوند نے اگر جماع کیا ہے۔تو اس پر مہر مثل اور مہر مقرر میں سے اقل واجب ہے اور عورت پر عدت اولیٰ کے ساتھ دوسرے

خاوند کی عدت بھی ہوگی۔مگر دونوں عدتوں میں تداخل ہوگا۔عدت اولیٰ گزرنے کے بعد اگر عورت اپنے خاوند سے نکاح کرنا چاہے۔جس سے اب نکاح فاسد ہوا ہے۔تو عدت ثانیہ گزرنے سے پہلے بھی ہوسکتا ہے اور اگر کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے گی تو دونوں عدتوں کا گزرنا لازمی ہے۔**قال في التنوير ويجب مهر المثل في نكاح فاسد بالوطئ في القبل لابغير ولم يزد على المسمى ولو كان دون المسمى لزم مهر المثل (الى قوله) وتجب العدة بعد الوطئ لاالخلوة ومثله تزوج الاختين ونكاح الاخت ونكاح المعتده الخ. والتفصيل في الشامية . الدر المختار ص ۱۳۱ ج ۳ مطبوعه مصر.**

(۲) پہلا نکاح صحیح نہیں ہوا۔عدت کے بعد دوبارہ نکاح کیا جائے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

حمل اسقاط کرانے والی کے لیے دوسرے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ عبدالرحیم نے اپنی زوجہ خیر النساء کو طلاق مغلظہ دے دی اور طلاق دینے کے بعد عبدالرحیم نے دعویٰ کیا کہ میری مطلقہ بیوی حاملہ ہے۔تقریباً ایک ماہ سے تو طلاق ملنے کے بعد جب وہ خیر النساء اپنے والدین کے گھر واپس آئی تو اس کے والد نے اس کے حمل کے اسقاط کی سخت کوشش کی۔حتیٰ کہ ایک لیڈی ڈاکٹر کے پاس گئے۔تو اس لیڈی ڈاکٹر نے انجکشن لگایا اور دوائی بھی دی۔جس سے اس حاملہ کو بکثرت خون جاری ہوا۔اس کے بعد اس نے کہا کہ اب حمل گر گیا ہے۔چنانچہ اس کے حمل گرنے کا چرچا وہاں عام ہوگیا۔پھر انھوں نے اطمینان کے لیے وہاں کی ماہرہ دایہ سے بھی تفتیش کرائی۔تو اس نے بھی یہی جواب دیا کہ اب حمل نہیں ہے اور حمل ساقط ہوگیا ہے۔اس کے بعد خیر النساء کے والدین نے اس کا نکاح دوسری جگہ کرنے کا ارادہ کیا تو جب گواہ خیر النساء سے پوچھنے کے لیے گئے تو اس نے یہ بہانہ بنایا کہ میں حاملہ ہوں اور میرے پیٹ میں بچہ ہے۔اس کے بعد سارے شہر میں شور وغل ہوگیا کہ نکاح ثانی اس مرد سے نہیں کرنا چاہتی اس وجہ سے اب بہانہ بنا کر جھوٹ بولتی ہے اور اس کے پیٹ میں حمل نہیں ہے۔اب انکار اس کے پہلے اقرار کا منافی ہے کہ بچہ اب گر گیا ہے۔آخر یہ مشورہ ہوا کہ خیر النساء کو ماہر لیڈی ڈاکٹر کے پاس بھیج کر تفتیش کرائی جائے۔تو

جب اسی ماہر ڈاکٹر سے تفتیش کی تو کہہ دیا کہ اس کے پیٹ میں صرف ایک ماہ کا بچہ ہے۔ حالانکہ سابق خاوند سے طلاق ملے سوا تین ماہ گذر چکے تھے۔ اس مدت کے لحاظ سے اس لیڈی ڈاکٹر نے کسی لالچ کی بنا پر صریح جھوٹ بولا۔ اس کے بعد دوسری ماہرہ دایہ سے جب تفتیش کرائی گئی تو اس نے کہا کہ اس کے پیٹ سے بچہ گر گیا ہے۔ اب حمل قطعاً نہیں ہے۔ اگر یہ حاملہ ہوئی تو میں بطور جرمانہ کے ہزار روپیہ دوں گی۔ لیڈی ڈاکٹر نے کسی لالچ کی بنا پر جھوٹ کہا ہے۔ کیونکہ عدت بھی اس کی مصدق نہیں۔ اسی مطلقہ خیر النساء کے والد اور بھائی نے اسی اپنی بیٹی کو حلف دیا کہ تو سچ بتا کہ تیرے پیٹ میں حمل ہے یا نہیں ہے۔ اس کے بعد اس نے حمل سے انکار کر دیا کہ میرے پیٹ میں پہلے حمل تھا۔ گرانے کے بعد اب نہیں ہے۔ اس کے بعد خیر النساء کے والد اور بھائی نے آ کر حلفاً بیان دیے کہ ہم نے حلفاً خیر النساء سے دریافت کیا تو اس نے حمل ہونے سے انکار کر دیا اور اب وہ نکاح ثانی پر رضامند ہے۔ اب جواب طلب مسئلہ یہ ہے کہ خیر النساء کا پہلے حمل کا اقرار کرنا اور نکاح ثانی کی اجازت نہ دینا اور پھر اس کے بعد وہ حلفاً حمل سے انکار کرتی رہی ہے اور نکاح ثانی کی اجازت دیتی ہے۔ تو اب اگر اس کے حلفیہ بیان اور حمل سے انکار اور ماہرہ دایہ کے کہنے پر کہ یہ حاملہ نہیں ہے۔ اگر اس کے والد اور بھائی کے قسم دینے کے بعد کہ اس کے پیٹ میں حمل نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے اس کا نکاح پڑھا تو کیا مولوی صاحب عنداللہ مجرم ہے یا نہیں ہے۔ کیونکہ مولوی صاحب نے تو اپنے یقین کے بعد نکاح پڑھا ہے کہ اب خیر النساء کو یقیناً حمل نہیں ہے۔ تو اب اتنی تفتیش کے بعد یہ نکاح خوان مولوی صاحب عنداللہ مجرم ہے یا نہیں ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

تحقیق کی جائے کہ اگر عورت مذکورہ حاملہ نہیں ہے تو اس کا دوسری جگہ نکاح ہو سکتا ہے۔ دیندار لیڈی ڈاکٹر یا ماہر دائی اگر یہ کہہ دے کہ واقعی عورت حاملہ نہیں ہے۔ تو اس کی بات قابل اعتبار ہے اور اس صورت میں نکاح پڑھانے والا مجرم نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

اگر شوہر مجنون ہو جائے تو بیوی کے لیے کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی رجب ولد داد قوم کھرل ساکن موضع چراغ بلہ تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان عرصہ بیس سال سے مسماۃ گانمی بنت مراد قوم کھرل سے شادی کی ہوئی ہے۔ رجب دس سال تک تندرست اور ہوش وحواس میں رہا۔ اس عرصہ میں اس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی تولد بھی ہوئی ہے۔ بعد دس سال کے وہ رجب پاگل اور جنونگی دیوانگی اور مالیخولیا کے مرض میں مبتلا ہو گیا۔ بہت عرصہ تک علاج معالجہ کیا۔ لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ اس کی عورت جوان تھی۔ چھ سال تک گھر میں رہی۔ بعد میں چار سال کا عرصہ گزر چکا ہے کہ وہ ایک نزدیکی رشتہ دار مسمی پہلوان ولد اللہ یار کھرل کے ہمراہ خود مختاری میں چلی گئی۔ نو ماہ تک پہلوان ولد اللہ یار اور گانمی دونوں روپوش رہے۔ بعد میں اس گانمی کا چچا حقیقی نواب ولد زیادت نے چپکے سے پہلوان سے پانچ سو روپیہ نقد وصول کر کے صلح کر لی۔ رجب کا بھی چچا ہے اور گانمی کا بھی چچا ہے۔ پہلوان عورت کو لے کر گھر آ گیا۔ اس سے ایک لڑکی بغیر نکاح عمر جس کی آٹھ ماہ جنی ہوئی ہے۔ پہلا خاوند جس کا نام رجب پاگل ہوا ہے۔ گھر بار کا پتہ نہیں۔ عورت کا پتہ نہیں۔ کبھی کس جگہ ارد گرد کے چار پانچ مواضعات سرگرداں پھرتا رہتا ہے۔ نہ بھوک پیاس کا خوف نہ رات کو موت کا ڈر۔ ستر کھلنے کا خیال نہیں۔ حجامت کی پروا نہیں۔ اب پہلوان ولد اللہ یار کا خیال ہے کہ میرا نکاح شریعت محمدی میں ہو سکے کہ آخرت کا عذاب سخت ہے۔ عورت بغیر نکاح کے اس کے پاس موجود ہے اور جوان بھی ہے۔ مجنون خاوند بھی زندہ ہے نہ طلاق دینے کے قابل ہے نہ گھر میں رہنے کے قابل ہے۔ اب عورت مذکورہ گانمی کیا کرے اور رجب کیا کرے۔ آپس میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔ فقط والسلام

مولوی فاضل محمد ولد مولوی احمد دین چاہ نواں موضع چراغ بلہ تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان ڈاکخانہ سردار پور

﴿ج﴾

اگر عورت نے خاوند کے مجنون ہونے کے بعد اس کے پاس رہنے کے لیے ایک دفعہ رضامندی کا اظہار نہیں کیا۔ تو کسی مسلمان مجسٹریٹ کے پاس دعویٰ دائر کر کے تنسیخ نکاح کرائے۔ اگر مجسٹریٹ نے تنسیخ نکاح کر دی۔ تو عدت گزارنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ صفر ۱۳۸۷ھ

جب شوہر خبر گیری نہ کرے تو خلع یا تنسیخ کرا کے عقد ثانی درست ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنی عورت کو آباد نہیں کرتا۔ عرصہ تین سال سے والدین کے گھر میں بیٹھی ہوئی ہے۔ نہ طلاق دیتا ہے نہ نان ونفقہ کی خبر گیری کرتا ہے۔ الٹا کہتا ہے۔ مجھے ایک ہزار روپیہ دے دو تب طلاق دوں گا۔ ورنہ مجھے عورت حوالہ کر دو۔ میں اسے فروخت کر دوں گا۔ کیا اس عورت کے لیے شرعاً نجات کی کوئی صورت ہے یا کہ ایسے ہی کڑھتی رہے۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

اگر ہو سکے تو کسی طرح اسے کچھ رقم خواہ ایک ہزار ہی کیوں نہ ہو، دے کر اس سے طلاق حاصل کر لی جائے۔ اگر ایسا ممکن نہیں ہے۔ تو کسی حاکم مسلم کے پاس مقدمہ دائر کر کے زوج کے ظلم وتعنت کو با قاعدہ شہادت سے ثابت کرے اور بعد ثبوت کے اگر حاکم زوج کی موجودگی میں نکاح کو فسخ کر دے۔ تو بعد گزارنے عدت (تین حیض کامل) کے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ صفر ۱۳۷۷ھ

کیا نکاح پر نکاح ہونے کی صورت میں عدت واجب ہوگی؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو شخص آپس میں حقیقی بھائی ہیں۔ ایک کا نام رہنواز ولد محمد خان اور دوسرے کا نام عزیز احمد ولد محمد خان۔ دونوں نے آپس میں رشتہ کیا۔ رہنواز نے اپنی بالغ لڑکی کا نکاح شرعی اپنے بھائی عزیز اللہ کے لڑکے حبیب اللہ کے ساتھ پڑھا دیا اور عزیز اللہ نے اس کے بدلے میں اپنی پوتی کا نکاح رہنواز کے لڑکے نابالغ سے کر دیا۔ اس نکاح میں اس نابالغہ کا باپ بھی موجود تھا۔ اس کے بعد اس میں تنازعہ ہوا۔ پہلے پہل رہنواز نے اپنی لڑکی بالغہ کا نکاح دوسری جگہ پڑھا دیا۔ یہ سمجھ کر کہ میری لڑکی بالغہ تھی۔ اس نے اس سے پوچھا نہیں تھا۔ لہٰذا نکاح نہ ہوا۔ حالانکہ لڑکی نے انکار وغیرہ نہیں کیا اور لڑکی کی شادی بھی کر دی۔ ایک سال تک لڑکی ثانی نکاح والوں کے پاس رہی۔ بعد میں جب فریق ثانی کو پتہ چلا تو انھوں نے بھی لڑکی کا نکاح دوسری

جگہ کر دیا۔لیکن لڑکی ابھی تک یعنی عقد ثانی تک نابالغ ہے۔اب دونوں فریقوں کو مسئلے کا علم ہوا کہ ہمارے پہلے نکاح قائم ہیں۔تو ان کو افسوس ہوا۔ہم نے بہت غلطی کی ہے۔اب دونوں فریقوں نے اپنی لڑکیاں گھر بٹھالی ہیں۔اب ازروئے شریعت کیا حکم ہے۔کیا پہلا نکاح دوسرے نکاح کرنے سے ٹوٹ گیا یا باقی ہے۔اگر پہلے خاوند کے پاس جائیں تو عدت ہوگی یا نہیں۔ان نکاح کرنے والوں پر کیا حد یا سزا یا کیا حکم ہوگا۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر پہلے دونوں نکاح شرعی طریقہ سے ہوگئے ہیں۔جیسے کہ سوال میں پہلے نکاح کو صحیح تسلیم کرلیا ہے۔تو دوسری جگہ جو نکاح کیا ہے۔وہ نکاح صحیح نہیں ہے۔پہلا نکاح بدستور باقی ہے۔نیز جس شخص سے دوسرا نکاح ہوا ہے۔اگر اس کو خبر تھی کہ یہ کسی کی منکوحہ ہے۔تو عدت واجب نہیں اور اگر خبر نہ تھی تو عدت واجب ہے۔وکذا لا عدة لو تزوج امرأة الغير عالماً بذلك ودخل بها الخ . (درمختار ص ۵۲۷ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ رجب ۱۳۸۹ھ

کیا والد کا کرایا ہوا نکاح فسخ کرا کر دوسرا نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی دختر نابالغ کا اپنے بھانجے حقیقی سے نکاح کر دیا تھا۔جب لڑکی بالغ ہوگئی۔کسی دنیاوی رنجش کی وجہ سے وہاں نہ دینا چاہا۔لڑکی سے تنسیخ کا دعویٰ دائر کرا کر کہ مجھے باپ کا کرایا ہوا نکاح نامنظور ہے۔حکم تنسیخ حاصل کر کے دوسری جگہ اس کا نکاح کر دیا۔ناکح ثانی بھی اس تنسیخ میں معاون رہا تھا۔اب وہ لڑکی اس کے پاس ہے۔اس ناکح ثانی کے لیے شرعاً کیا حکم ہے۔مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے۔

﴿ج﴾

باپ اور دادے کے کیے ہوئے نکاح سے لڑکی کو بوقت بلوغ انکار کرنے کا شرعاً حق حاصل نہیں۔خیار بلوغ کی بنا پر حاکم کا فسخ شرعاً بیکار ہے۔ناکح اول کا نکاح شرعاً قائم ہے۔لڑکی کا نکاح ثانی کرنا نکاح پر نکاح

ہے۔ناکح ثانی اور شاملین جو دیدہ دانستہ شامل ہوئے ہوں۔سخت مجرم ہیں۔ جب تک لڑکی کو ناکح اول کے سپرد نہ کریں۔ان لوگوں سے تعلقات قائم کرنا دیوثی اور سخت بے غیرتی ہے اور جو لوگ وہاں کے باشندے ہیں۔ حسب قدرت کوشش کریں۔تا کہ حد اسلام جو توڑی جارہی ہے۔محکم رہے۔ورنہ سب اس جرم میں شریک ہوں گے اور برابر سزا کے مستحق ہوں گے۔قطع تعلق جب مفید ہوگا کہ ان کے تعلقات یکسر ختم کردیے جائیں۔مثلاً نماز جنازہ میں ان کو شریک نہ کیا جائے۔اسی طرح قربانی میں اور برادری آمد و رفت بند کردی جائے۔واللہ الموفق۔

محمد عبدالشکور ملتانی

الجواب صحیح فقیر محمد شریف جامع رضویہ مظہر العلوم ملتان

الجواب صحیح ہدایت اللہ پسروری خادم جامعہ رضویہ مظہر العلوم ملتان

الجواب صحیح سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

جواب از روئے شرع درست ہے۔

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۷ محرم ۱۳۹۰ھ

والد کے کرائے ہوئے نکاح پر دوسرا نکاح جائز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ محمد شیر ولد جان محمد قوم راجپوت ضلع ملتان تحصیل خانیوال چک نمبر ۱۶۰/۱۳۴ جس کا نکاح مسماۃ تاج بی بی دختر یاری کے ساتھ ہوا۔تقریباً عرصہ گیارہ بارہ سال گذر چکے ہیں۔اس وقت جب کہ مسماۃ تاج بی بی کی روانگی پر آمادہ کیا تھا۔اس کا والد یاری اپنی دختر کا نکاح دوسری جگہ کرنے پر تیار ہوگیا۔جس کے ساتھ نکاح کا ارادہ ہے۔وہ بھی جانتے ہیں کہ مسماۃ تاج بی بی کا نکاح اول موجود ہے۔کیا شرع اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ نکاح شرعی پر دوسرا نکاح ہو جائے۔اگر نہیں تو پھر اس کا والد یہ نکاح کرنے پر تیار ہے۔شرع کا کیا حکم ہے۔صادر فرمایا جائے۔

﴿ج﴾

جب تاج بی بی کا نکاح نابالغی میں اس کے باپ یاری نے عام مجلس میں گواہوں کے سامنے کردیا۔تو وہ نکاح لازم ہو گیا۔اب اس کو چاہیے کہ اس کی شادی کردے دوسری جگہ اس کا نکاح نہیں ہو سکتا۔اگر کسی جگہ وہ نکاح کرے گا۔تو وہ نکاح نہیں ہوگا۔حرامکاری ہوگی۔جب تک کہ لڑکا اس کو طلاق نہ دے دے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

۱۳ ستمبر ۱۹۶۹ء

ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں اگر شرعی طریقہ سے نکاح ہوا ہے۔تو پھر دوسری جگہ اس لڑکی کا نکاح کرنا قطعاً ناجائز ہے اور اس کا دوسری جگہ نکاح کرنے والا سخت گنہگار ہے اور نکاح کرنے والا حرامکاری کا مرتکب ہوگا۔جوکہ مسلمان کا کام نہیں۔واما نکاح منکوحة الغیر و معتدته (الی قوله) لم یقل احد بجوازه. رد المحتار ص ۱۳۲ ج ۳ مطبوعه مصر. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ جمادی الاخری ۱۳۸۹ھ

صورت مسئولہ میں عدالت کا فیصلہ غلط ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی محمد ولد غلام محمد نے اپنی چھوٹی لڑکی مسماۃ مہر خاتون کا نکاح تقریباً ۷ سات سال کی عمر میں سلیمان ولد سرور سے کیا۔نکاح کے وقت بہت سے گواہ موجود تھے اور شرع محمدی کے طریقے پر حافظ شیخ احمد صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد نے نکاح پڑھا۔ حافظ صاحب کے ساتھ ساتھ کئی دوسرے لوگ شہادت دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے مہر خاتون کا نکاح اس کے باپ نے سلیمان کے ساتھ پڑھا۔اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل آدمیوں نے گواہی دی۔(۱) اللہ ڈوایا ولد غلام حسین۔(۲) نیازی ولد غلام حسین۔(۳) محمد سلطان ولد اللہ داد۔(۴) اللہ یار ولد محمد۔جب لڑکی جوان ہوئی تو اس نے عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کیا۔عدالت کے فاضل جج نے فریقین کے بیانات سن کے مدعیہ کے حق میں فیصلہ کر دیا۔جج صاحب کے عدالتی فیصلہ کی نقل استفتاء کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں۔اب سوال یہ ہے کہ کیا عدالت کا یہ فیصلہ شرعی نقطہ نگاہ سے صحیح ہے اور کیا جج صاحب کے حکم سے تنسیخ نکاح ہوگیا اور کیا مہر خاتون مدعیہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔براہ کرم دلائل شرعیہ کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔

﴿ج﴾

قال فی الهداية ويجوز نكاح الصغير والصغيرة اذا زوجهما الولی بكرا كانت الصغيرة او ثيباً فان زوجهما الاب والجد فلا خيار لهما بعد بلوغهما (هدایه مع فتح القدير ص ۱۷۲ ج ۳ مطبوعه مكتبه رشيديه كوئٹه)وقال فی شرح التنوير وللولی انكاح الصغير والصغيرة ولو ثيبا ولزم النكاح ولو بغبن فاحش وفی الشامية (قوله ولزم النكاح)

ای بلا توقف علی اجازۃ احد و لا بثبوت خیار فی تزویج الاب و الجد و المولی و کذا الابن علی مایأتی (شامی صفحہ ۳۲۹ ج ۳ مطبوعہ مصر) ان جزئیات سے معلوم ہوا کہ اگر نابالغ لڑکے اور لڑکی کا نکاح باپ کر دے تو وہ نکاح لازم ہو جاتا ہے۔ یعنی بلوغ کے بعد بھی لڑکے اور لڑکی کو اس کے فسخ کرانے کا اختیار نہیں رہتا۔ خواہ کفو میں نکاح کیا ہو یا غیر کفو میں۔ پس صورت مسئولہ میں جب لڑکی کی صغر سنی میں شرعی طریقہ۔ ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح کیا گیا ہے اور گواہ اب بھی گواہی دیتے ہیں تو وہ نکاح بلاشبہ صحیح اور نافذ ہے اور کسی عدالت کو ریکارڈ میں آئینی گواہ نہ ہونے کی وجہ سے اس نکاح کے فسخ کرانے کا شرعاً حق حاصل نہیں اور نہ خیار بلوغ کی وجہ سے نکاح فسخ کرانے کا حق حاصل ہے۔

الحاصل صورت مسئولہ میں لڑکی کی صغر سنی میں باپ کا کیا ہوا نکاح بلاریب صحیح ہے اور لڑکی بدستور سلیمان کے نکاح میں ہے۔ خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح کرنا قطعاً حرام اور ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ شوال ۱۳۹۲ھ

اگر لڑکی کے والدین طلاق مانگیں اور لڑکا طلاق نہ دے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کا نکاح برضامندی لڑکی کے والدین ہوا۔ اس عرصہ میں عید بقرعید کی خوشی میں تحائف بھی دیے گئے۔ لڑکے والے بالمقابل لڑکی والوں کے باعزت نیک شریف لوگ ہیں۔ لڑکا خود تاجر ہے۔ عرصہ چھ ماہ کے بعد جب لڑکی والوں سے رخصتی کے لیے کہا گیا تو لڑکی والوں نے لڑکی کے کپڑوں کے ماپ چوڑیاں اور انگوٹھی کے ماپ بھی دیے۔ نکاح منگنی کے ساتھ ہی ہو چکا تھا۔ صرف رخصتی باقی تھی۔ شادی کی تیاری کے دوران لڑکی والوں نے اعتراض اٹھایا کہ لڑکا کام نہیں کرتا۔ اس لیے ہم رخصتی نہیں دیتے۔ بلکہ طلاق مانگنے پر اصرار کرنے لگے۔ لڑکا طلاق نہیں دینا چاہتا۔ لڑکا اگر طلاق نہ دے اور لڑکی والے قانونی طور پر عدالتی کارروائی کر کے طلاق لینا چاہیں۔ اول تو عدالت طلاق نہ دے گی۔ کیونکہ لڑکا اس سلسلہ میں بے گناہ ہے۔ اگر لڑکی والے اپنا اثر رسوخ استعمال کر کے عدالت سے طلاق لے بھی لیں۔ تو اس صورت میں طلاق جائز ہوگی یا ناجائز؟ لڑکے پر کوئی جرم نہیں ہے۔ کیونکہ لڑکی کی ابھی رخصتی نہیں ہوئی ہے۔

﴿ج﴾

اگر شرعی طریق سے گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کے ساتھ نکاح کیا گیا ہے تو خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ محض اس وجہ سے کہ لڑکا کام نہیں کرتا۔ عدالت کو شرعاً نکاح فسخ کرنے کا حق حاصل نہیں۔ اگر عدالت نکاح فسخ کر دے تو اس کی مکمل کارروائی بھیج کر جواب حاصل کر لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ جمادی الاول ۱۳۹۴ھ

منگنی کے بعد لڑکی کی شادی دوسری جگہ کرنا

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمات فاطمہ خاتون جس کی رسمی منگنی (نہ کہ شرعی نکاح) مسمی دوست محمد سے ہوئی۔ بعد ازاں مسماۃ فاطمہ کا شرعی نکاح اس کے والدین اور بھائیوں نے مسمی حضور بخش سے کیا بعد ازاں مسماۃ فاطمہ کے والدین اور بھائیوں نے حضور بخش سے شرعی نکاح ہوئے مسماۃ فاطمہ کو رات کے وقت چوری چھپے۔ مسمی دوست محمد کے حوالے کر دیا اور رات ہی میں وہ مسماۃ فاطمہ کو نکال کر لے گیا۔ صبح مسماۃ فاطمہ کے والدین اور بھائیوں نے مسماۃ فاطمہ کا نکاح قانونی نہ کہ شرعی دوست محمد سے کرا دیا۔ مسماۃ کے اغوا کنندگان اور نکاح قانونی کرانے والوں میں سے ان کا ایک بڑا بھائی عالم اور ایک قاری ہے۔ اب وضاحت یہ فرمائیں کہ اس قاری اور عالم کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

نیز اغوا کنندگان اور ناجائز نکاح کرنے والوں کے ساتھ خواہ وہ والدین ہوں یا بھائی ان کے ساتھ قربانی کا حصہ رکھنا کیسے ہے۔ نیز اس ناجائز نکاح قانونی کے گواہوں کے ساتھ قربانی کا حصہ رکھنا کیسے ہے۔ نیز مسماۃ فاطمہ کے اغوا کنندگان اور ناجائز نکاح کرانے والوں میں سے ایک میرا بہنوئی ہے۔ اس کے پاس میری ہمشیر کا رہنا کیسا ہے اور کیا میری ہمشیر کا نکاح تو نہیں ٹوٹ گیا۔ نیز یہ فرمائیں کہ ان لوگوں کے ساتھ آئندہ رشتہ کرنا کیسا ہے۔ بالتفصیل تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

شرعاً مسماۃ فاطمہ کے بھائی اور والدین اگر پہلے فاطمہ کا نکاح حضور بخش کے ساتھ کر چکے تھے۔ تو اس خاوند کے نکاح شرعی ہوتے ہوئے فاطمہ کو دوست محمد کے پاس حوالہ کرنے پھر بعد میں اس کے ساتھ نکاح کر دینے میں سخت گنہگار ہیں اور ایسا شخص اگر کسی مسجد کا امام ہو تو امامت کے لائق نہیں اور اہل علاقہ کو ایسے لوگوں سے بائیکاٹ کرنا اور قربانی میں شریک نہ کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۱۹ ذوالقعدہ ۱۳۹۲ھ

درج ذیل صورت میں تنسیخ معتبر نہیں لہٰذا دوسرا نکاح باطل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی باوجود اس کے کہ اس کا خاوند اس کو بسانے پر تیار ہے اور بار بار مطالبہ کرتا ہے۔ وہ عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کرتی ہے۔ عدالت میں بھی اس لڑکی کا خاوند بیان دیتا ہے کہ میں اس کو کسی صورت میں بھی طلاق نہیں دیتا۔ بلکہ ہر صورت میں اس کو بسانا چاہتا ہوں۔ اس کے باوجود عدالت تنسیخ نکاح کا حکم صادر کرتی ہے۔ تو کیا اس صورت میں نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور یہ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال یہ تنسیخ شرعاً معتبر نہیں۔ لہٰذا بدستور زید کے نکاح میں ہے۔ جب تک خاوند طلاق نہ دے۔ ہندہ کا دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان
۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

جو شخص اپنی بیٹی کا نکاح پہلے نکاح کے ہوتے ہوئے دوسری جگہ کرائے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟

جو لوگ دوسرے نکاح میں شامل ہوئے، ان کا چندہ مسجد میں خرچ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ باپ نے اپنی نابالغہ لڑکی کا صغرسنی میں نکاح کسی شخص سے کر دیا تھا۔ (ب) پھر لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد بلا کسی طلاق کے باپ ہی نے دوسری جگہ اس کا نکاح کر دیا۔ اب یہ

نکاح جائز ہے یانہیں اور اس فعل میں جو لوگ شریک ہیں۔ ان کے ساتھ معاملات دینی و دنیاوی میں مثلاً اکل و شرب و دیگر معاملات جائز ہیں یانہیں۔ (ج) اگر شہر یا بستی کا پیش امام بھی اس مذکورہ معاملہ میں ملوث ہے اکل و شرب و دیگر معاملات میں رضامند ہے۔ کیا اس کی امامت درست ہے یانہیں۔ براہ کرم شریعت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ (د) دیگر یہ کہ اگر مذکورہ بالا لوگوں کا چندہ یا خرید شدہ کوئی چیز مثلاً لاؤڈ اسپیکر مسجد کے لیے لینا جائز ہے یانہیں۔ (س) دیگر یہ کہ جو لوگ اس ناجائز نکاح میں شرکت کرنے والے ہیں۔ ان لوگوں سے مسجد کے لیے چندہ لینا جائز ہے یانہیں؟

بشرط صحت سوال اگر واقعی باپ نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں کیا تھا۔ تو وہ نکاح صحیح اور نافذ ہے اور خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح کرنا نکاح پر نکاح اور حرامکاری ہے۔ نکاح خواں اور جو لوگ جان بوجھ کر اس مجلس نکاح میں شریک ہو چکے ہیں۔ سخت گنہگار ہیں۔ ان سب کو لازم ہے کہ وہ توبہ تائب ہو جائیں اور ان کے ساتھ تعلقات توڑنے درست ہیں۔ اس منکوحہ لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے والے پر لازم ہے کہ اس عورت کو علیحدہ کر کے فوراً پہلے خاوند کے حوالہ کر دے۔ اس لیے کہ اس کے ساتھ اس کا نکاح منعقد نہیں ہوا۔ **واما نكاح منكوحة الغير ومعتدته (الى قوله) لم يقل احد بجوازه (شامی) ص ۱۳۲ ج ۳ مطبوعه مصر** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۰ محرم ۱۳۹۲ھ

جس لڑکی کا نکاح ہندوستان میں کرایا گیا ہو، پاکستان میں دوسری جگہ نکاح کرانا

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکا نابالغ بعمر تقریباً ۱۱ سال کا عقد نکاح بموجب شریعت محمدیہ ہمراہ ایک لڑکی نابالغہ بعمر تقریباً دس سال اس کے والدین کی موجودگی میں کیا اور ایجاب و قبول کر دیا گیا۔ یہ واقعہ سال ۱۹۴۶ء کا ہے۔ بعد ازاں ملکی تقسیم کے وقت دونوں فریق پاکستان میں آ گئے۔ اس سے پہلے ملک ہندوستان میں لڑکی کی رخصتی بھی ہو گئی۔ دو روز اپنے سسرال رہ کر واپس میکے چلی گئی۔ اس کے بعد اس کے سسرال سے بموجب رسم و رواج ہر عید و تہوار پر جو لینا دینا ہوتا ہے۔ کرتے رہے۔ اب جبکہ پاکستان میں ہر دو

فریق آ گئے اورلڑکی کے بالغ ہونے کے بعد لڑکے والے مطالبہ کرتے رہے۔مگر لڑکی والے ٹال مٹول کرتے رہے۔اب تقریباً دس یوم سے یعنی ۶۷/۱/۲۸ کو لڑکی والوں نے بغیر تنسیخ نکاح کرائے یا طلاق لیے دوسرا نکاح کسی دیگر شخص سے کر دیا ہے۔اس کا اندراج با قاعدہ طور پر نکاح نامہ میں ہو چکا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ آیا جبکہ لڑکی کا پہلا نکاح ہو چکا ہے۔اس کے بعد یہ دوسرا نکاح قانون شریعت محمدی کے مطابق درست ہے یا نہ اور جو اشخاص دوسرے نکاح میں شریک ہوتے ہیں۔ان کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔صادر کیا جائے۔

﴿ج﴾

نکاح بر نکاح شرعاً درست نہیں ہے حرام ہے اور یہ نکاح ثانی کالعدم شمار ہوگا اور سابقہ نکاح باقی ہے۔**قال تعالٰی والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم الآیہ** ۔ نیز چونکہ لڑکی کا نکاح اس کی صغرسنی میں خود اس کا والد کر چکا ہے۔لہٰذا لڑکی کو حق خیار بلوغ بھی حاصل نہیں ہوتا۔لہٰذا نکاح پہلا لازم اور نافذ ہے۔ **کما قال ولهما خیار الفسخ بالبلوغ فی غیر الاب والجد بشرط القضاء کنز مع النهر ص ۲۰۹ ج ۲ مطبوعه مکتبه حقانیه پشاور** اور جو لوگ باوجود نکاح سابق کے علم رکھتے ہوئے نکاح ثانی میں شریک ہوئے ہیں۔وہ بڑے گناہ گار بن گئے ہیں۔فقط واللہ تعالٰی اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ شوال ۱۳۸۶ھ

چھوٹے بھائی کی بیوی کو اپنے نکاح میں لینا

﴿س﴾

از طرف علی محمد ولد عبداللہ قوم قریشی ہاشمی حکیم پیر سند یافتہ رحلی بمقام ساکنہ سامت کھڑہ تحصیل سرسہ ضلع حصاء جو حاضر ہوگا خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر حاضر ہوگا۔قرآن شریف پر ہم عقیدہ رکھتے ہیں۔جو اللہ تعالٰی نے اپنی جانب سے نازل فرمائی ہے۔اس فقیر دنیا میں خدا کے سوا کسی سے مطلب نہیں۔میں ضلع ملتان میں رہتا ہوں۔ تھانہ مخدوم رشید ڈاکخانہ سو بستی چک نمبر ۱۸ میں مقیم ہوں۔رشید ولد محمد قوم قریشی ہاشمی اور ہمارا بھائی اسی نے ایک ظلم کیا ہے۔اپنے چھوٹے بھائی کی بیوی کو بغیر طلاق لیے اس سے شادی کر لی ہے۔اس کی پہلے ایک اور شادی سے اس کی بیوی کے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔رشید احمد کی ہمشیر نے یہ بات سن کر کہا کہ اللہ تعالٰی ایسی مار دے

باپ نے اپنی پگڑی اپنے پاؤں میں ڈال دی ہے۔ یہ کام مت کرو۔ اس نے یہ کام اسی کی مرضی سے نہیں کیا اور سب کے کارکونا منظور ہوا۔ اس سفارش کا کوئی اعتبار نہیں کرتا اور یہ انسان کسی پر بھی عقیدہ نہیں کرتا۔ اس انسان کے متعلق سوچ سمجھ کر وہ اپنے والدین کو چھوڑ کر ۵ مہینے سے ملتان میں ہے۔ یہ یاد رہے کہ جس سے اس نے شادی کی ہے اس کا نام بشیرا اور بشیرا کی ماں کا نام سیدان اور باپ کا نام منشی جمالدین بھائیوں کا نام غفور اور حیات ہے۔ رشید کی ماں کا نام امیر بی بی اور باپ کا نام محمد اور زنانی کا نام سوبان اور دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔ بھائی کا نام محمد عمر جس کی زنانی سے بغیر طلاق شادی کر لی۔ اب ہمارا کہنا سننا ختم ہو گیا ہے۔ سوچ سمجھ کر اچھی طرح سے جواب دیں۔ فقط

فقیر علی ولد محمد عبداللہ

﴿ج﴾

اگر واقعی چھوٹے بھائی کی منکوحہ سے بغیر طلاق لیے ہوئے نکاح کر لیا ہے۔ اگر اس نکاح کو باوجود علم کے جائز سمجھ کر کیا ہے۔ کوئی شریک ہوا ہے تو خارج از اسلام ہے۔ توبہ کر لیں اور تجدید نکاح اپنی پہلی بیویوں سے کر لیں اور اگر غلطی سے کیا ہے یا گناہ سمجھ کر کیا ہے۔ جب بھی نکاح بہر حال نہیں ہوا۔ اس کو فوراً الگ کر دیں اور گزشتہ پر توبہ کر لیں۔ ورنہ اس کا مکمل بائیکاٹ کر لیا جائے۔ شادی غمی وغیرہ برادری کے کاموں میں نیز سب تعلقات میں اس سے انقطاع کر لیا جائے۔ اس وقت جب کہ حدود شرعیہ قائم نہیں ہیں۔ (العیاذ باللہ) تو بھی جو سزا ہو (مثلاً مکمل ترک تعلقات) مسلمانوں کے بس میں ضرور دیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

درج ذیل صورت میں کورٹ کا فیصلہ غلط ہے، شوہر ثانی کو عورت سے الگ ہونا چاہیے

﴿س﴾

ایک عورت مسماۃ زینب دختر گل محمد سیال کوٹانہ کی ہے۔ جس کا نکاح بوقت بلوغت ایک مرد عیسےٰ نامی کوٹانہ سے ہوا اور اس کے گھر آباد رہی۔ جن کے ہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ پھر یہی عورت سید شبیر احمد کے ساتھ فرار ہوئی اور ایک سال کے بعد عدالت میں تنسیخ کا دعویٰ دائر کر کے یکطرفہ سول کورٹ نے عورت کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ بعد میں سید شبیر احمد شاہ کے کہنے کے مطابق پانچ ماہ کے بعد نکاح ہو گیا۔ سات ماہ بعد سابقہ خاوند نے مارشل لاء میں کیس دائر کیا۔ دونوں مرد اور عورت عدالت میں پیش ہوئے۔ عورت حاملہ تھی۔ عورت

نے دوسرے خاوند شبیر احمد شاہ کے حق میں بیان دیے۔اس لڑکی کا باپ چچا اور بھائی بھی موجود تھے۔تو مارشل لاء عدالت نے شبیر احمد شاہ کے حق میں فیصلہ کر دیا اور اتنا کہا کہ سابقہ خاوند عیسیٰ کو کچھ رقم دے دو۔شبیر احمد شاہ نے چار صد روپے دینے کا اقرار کیا۔تو سابقہ خاوند عیسیٰ سیال کوٹانہ نے کہا کہ میں نے اس عورت کو چار ہزار روپے میں فروخت کرنا ہے۔عدالت نے عورت کو آزاد کر لیا۔وہ عورت شبیر احمد شاہ کے ساتھ چلی گئی اور اب تک اس کے پاس آباد ہے۔ان کے ہاں اب ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی ہے۔آیا شریعت محمدی کی رو سے یہ جائز ہے یا حرام ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ مسماۃ مذکورہ عیسیٰ کوٹانہ کی منکوحہ ہے۔جب تک اس سے طلاق نہیں لی جاتی۔اس عورت کا دوسری جگہ عقد نکاح درست نہیں۔اس لیے سید شبیر احمد شاہ پر لازم ہے کہ فوراً اس عورت کو اپنے گھر سے علیحدہ کرے اور توبہ تائب ہو۔ورنہ دیگر اہل اسلام کو اس سے قطع تعلقات کرنا درست ہوگا۔فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ جمادی الاخری ۱۳۹۸ھ

اگر کوئی شخص بدفعلی کے شبہ میں بیوی سے میل جول نہ رکھے تو کیا دوسری جگہ اس کا نکاح درست ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک مرد اپنی منکوحہ بیوی کو کسی غیر مرد کے ساتھ سیاہ تصور کر کے چھوڑ دیتا ہے۔جس کو ایک سال ہوا ہے۔اسی سال کے دوران اپنی بیوی تک آنا تو درکنار خرچ تک نہیں دیا۔اب وہ عورت بھی یہ کہتی ہے۔جبکہ وہ مرد مجھے سیاہ تصور کرنے کے بعد میرے قریب تک نہیں آتا۔تو پھر مجھے بھی اس قسم کے مرد کی کوئی ضرورت نہیں۔لہٰذا میری دوسرے مرد سے شادی کرادی جائے۔نیز اس سیاہ کاری والے معاملہ سے حکومت بھی بخوبی واقف ہے۔اسی سال کے دوران کسی بھی وقت طلاق کا لفظ استعمال نہیں کیا۔اب اسی حالت میں عورت کسی اور مرد کے ساتھ شادی کر سکتی ہے یا نہیں۔بینوا توجروا

نوٹ: ان کے ورثاء کی بھی یہی خواہش ہے کہ اور مرد سے شادی کروائی جائے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں پہلا نکاح بدستور باقی ہے۔عورت کا دوسری جگہ شادی کرنا ناجائز ہے۔اول تو دونوں کے خاندان میں سے ایک ایک دیانتدار منصف مقرر کیا جائے اور وہ دونوں کے باہمی اختلافات کو رفع کر کے نباہ کی صورت نکالیں لیکن اگر صدق نیت سے دیانتدارانہ کوشش کے باوجود مصالحت نہ ہو سکے تو خاوند کو خلع پر راضی کرے یعنی بیوی کچھ معاوضہ دے کر شوہر سے علیحدگی یعنی طلاق حاصل کر لے لیکن اگر خاوند آباد کرنے پر بھی راضی نہ ہو اور خلع کے ساتھ بھی طلاق نہ دے تو اس کے متعلق پھر دوبارہ اس وقت جواب حاصل کریں جب خاوند سے بالکل ناامیدی ہو جائے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ شوال ۱۳۹۳ھ

اگر شوہر عورت کو آباد کرنے کے لیے تیار ہو تو عدالتی تنسیخ کا کوئی اعتبار نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت نے عدالت میں دعویٰ تنسیخ نکاح اپنے خاوند کے خلاف گھریلو تنازعہ اور غیر مناسب چال چلن کو بنیاد بنا کر دائر کر دیا مگر وہ عدالت میں بمعہ اپنے گواہان کے دعویٰ ثابت نہ کر سکی۔جج متعلقہ نے ناچاکی کی بنا پر خلع ڈگری کا فیصلہ کیا۔جبکہ جج صاحبان کو ملکی قانون کے مطابق خلع ڈگری کا حق نہیں ہے۔خاوند نے اس فیصلہ کو ہائیکورٹ میں رٹ کر دیا۔عدالت عالیہ نے وہ فیصلہ کالعدم قرار دے دیا۔عورت کے وارثان نے نکاح ثانی کر دیا۔کیا اس جج صاحب کا یہ فیصلہ شرعاً معتبر ہے۔جبکہ خاوند طلاق دینے پر رضامند نہیں ہے۔بلکہ آباد کرنا چاہتا ہے۔

(۲) کیا خاوند کی رضامندی کے بغیر جج ہائی کورٹ یا اور کوئی بااختیار فرد خلع کا فیصلہ کر سکتا ہے۔کیا شرعاً اس کا فیصلہ معتبر ہوگا۔مندرجہ بالا صورت میں نکاح ثانی کی شرعاً کیا حیثیت ہے۔منعقد ہوا کہ نہیں اگر یہ ارتکاب حرام ہے تو شادی کے گواہان جن کے علم میں یہ بات واضح تھی کہ عدالت عالیہ نے جج کا فیصلہ کالعدم قرار دے دیا ہے ان کے متعلق کیا حکم ہے۔نکاح خوان کا کیا حکم ہے۔کیا ان کے اپنے نکاح اپنی ازواج سے متاثر ہوئے کہ نہیں اور عوام الناس کو ایسے افراد سے کیسا برتاؤ کرنا چاہیے۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال یعنی اگر واقعی خاوند عورت کو آباد کرنے کے لیے تیار تھا تو عدالتی تنسیخ کا شرعاً اعتبار نہیں۔ پہلا نکاح بدستور باقی ہے۔ دوسری جگہ حرام کاری اور نکاح بر نکاح ہے۔ دوسرے نکاح میں شریک ہونے والے سخت گنہگار ہیں۔ سب کو توبہ کرنا لازم ہے لیکن شرکت کی وجہ سے ان کے اپنے نکاح فسخ نہیں ہوئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ ذوالقعدہ ۱۳۹۳ھ

اگر شوہر آباد بھی نہ کرے اور طلاق نہ دے تو کیا کیا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ مثلاً زید نے ہندہ سے نکاح کیا۔ کچھ مدت کے بعد زید نے کسی ضد میں آ کر ہندہ سے بدسلوکی شروع کر دی۔ آخر کار ہندہ تنگ آ کر اپنے والدین کے گھر چلی گئی۔ اب ہندہ کو اپنے ماں باپ کے گھر تقریباً دو سال کی مدت ہو چکی ہے۔ ابھی تک زید ہندہ کو لینے کے لیے نہیں آیا۔ زید کو بار بار کہا گیا کہ ضد بازی چھوڑ دو۔ اپنی زوجہ ہندہ کو واپس گھر لے چلو لیکن زید سے صرف یہی جواب ملتا ہے کہ میں ہندہ کو بالکل اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتا اور طلاق دیتا ہوں۔ اس طرح ہندہ کی زندگی خراب کروں گا۔ بعد میں دوسری شادی ونگا اب ہندہ کے والدین زید سے ناامید ہو کر ہندہ کا تعلق نکاح والا زید سے ختم کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی ہندہ کی طلاق چاہتے ہیں اور زید ویسے کسی کی نہیں مانتا۔ اب تنسیخ کے ذریعہ یا تعویذات کے ذریعہ تا کہ زید کے دل پر اثر پڑے اور طلاق دے دے۔ مہربانی کر کے بیان فرمائیں کہ ایسا حیلہ اور علاج کرنا جائز ہے یا نہ۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اولاً اس عورت پر لازم ہے کہ خاوند کو کسی نہ کسی طریقہ سے خلع پر راضی کرے۔ اگر وہ کسی صورت میں بھی خلع پر راضی نہ ہوا اور عورت کو سخت مجبوری بھی ہو۔ یعنی کوئی شخص اس کے مصارف کا کفیل نہیں بنتا اور نہ یہ خود اپنی

عزت کو محفوظ رکھ کر کسب معاش اختیار کر سکتی ہے یا اگر چہ اس کے مصارف کا تو انتظام ہو سکتا ہو مگر زنا کا قوی اندیشہ ہو۔ان صورتوں میں عورت حاکم مسلم کے پاس دعویٰ پیش کرے۔حاکم شرعی شہادت سے پوری تسلی کرے گا۔اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو گیا تو حاکم خاوند کو حکم دے گا کہ بیوی کے حقوق ادا کرو یا طلاق دے دو۔ورنہ نکاح فسخ کر دوں گا۔اگر خاوند کوئی بات قبول نہ کرے تو حاکم نکاح فسخ کرے گا اور حاکم کا فیصلہ شرعاً معتبر ہوگا اور تنسیخ کے بعد عدت گزارنا واجب ہوگا۔اس کے بعد دوسری جگہ نکاح جائز ہوگا۔خاوند کو عدالت میں ضرور حاضر کیا جائے۔و التفصیل فی الحیلة الناجزه للحیلة العاجزه۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۱صفر ۱۳۹۴ھ

درج ذیل صورت میں پہلا نکاح قائم ہے عدالت کو دھوکا دیا گیا ہے، فسخ کا اعتبار نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی محمد نواز کے اپنے چچا کی منکوحہ کے ساتھ ناجائز تعلقات ہو گئے۔کچھ عرصہ محمد نواز اور اس کے والد نے عدالت میں عورت کی طرف سے بغیر اس کی اطلاع اور رضاء کے تنسیخ کا دعویٰ کر دیا اور میل جول کر کے اس کے وارنٹ کی تعمیل سے انکار درج کراتے رہے اور عورت کی طرف سے بھی خود پیش ہوتے رہے۔حتیٰ کہ تنسیخ نکاح کرانے کے بعد محمد نواز نے اپنا نکاح اس کے ساتھ کر دیا۔تقریباً ایک سال بعد عورت نے اپنے خاوند پر ظاہر کیا ہے کہ میرا نکاح تیرے بھتیجے محمد نواز کے ساتھ ہے اور جو کچھ واقعات گزرے تھے بیان کیے۔

کیا اس طرح سے وہ نکاح اول فسخ ہو جاتا ہے یا نہ۔اگر نہیں ہوتا تو محمد نواز اور اس کا والد اور چچا جنھوں نے یہ ساری کارروائی کی ہے۔ان کے لیے شرعاً کیا سزا ہے اور جب تک یہ لوگ اور ان کے معاونین شرعی سزا کو قبول نہ کریں۔ان کے ساتھ دوسرے مسلمانوں کو برتاؤ کرنا جائز ہے یا ناجائز۔بینوا تو جروا

﴿ج﴾

بشرط صحت واقعہ اس کا نکاح اول بدستور باقی ہے۔عدالت کا فسخ کرانا صحیح نہیں ہے اور نہ محمد نواز کا اس کے ساتھ نکاح صحیح ہوا ہے اور یہ تمام عرصہ اس کے ساتھ حرام کاری کرتا رہا ہے۔یہ خود اور اس معاملہ میں اس کے سارے معاونین بہت بڑے گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔انھیں لازم ہے کہ یہ عورت اپنے اصلی خاوند کے حوالہ

کردیں اور اس سے ناجائز تعلقات منقطع کرلیں اور اپنے کیے ہوئے پر پشیمان ہوکر توبہ تائب ہوجائیں۔ ورنہ تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان کے مابین ناجائز تعلقات ختم کرانے کی حتی المقدور کوشش فرمائیں اور ان سے سلام وکلام اور تمام دوستانہ تعلقات منقطع کرلیں۔ فی الحدیث من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذالک اضعف الایمان او کما قال . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ ذوالحج ۱۳۸۴ھ

داماد اگر سسر کے گھر نہ بھی رہے تو عورت اس کی بیوی ہے، دوسری جگہ نکاح درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص شادی شدہ نوکری پر ہے۔ اس شخص کے سسر نے بہت کوشش کے بعد پنشن کرا کر داماد کو گھر بلا لیا۔ اب وہ داماد مطالبہ کرتا ہے کہ میری عورت مجھے گھر دو تا کہ میں اپنی بقیہ زندگی آرام سے بسر کروں۔ مگر سسر نے انکار کر دیا کہ یہ تیری عورت نہیں ہے۔ اس داماد نے ہر چند کوشش کی اور نوٹس بھی دیے کہ میری عورت ہے اور میرا نکاح ہے۔ مگر عورت کو گھر لے آنے سے ناکام رہا۔ ان نوٹسوں کی نقل اب بھی اس کے پاس ہے۔ چند دنوں بعد معلوم ہوا کہ ایک پیر صاحب کے کہنے پر اس کے سسر نے اپنی لڑکی شادی شدہ کا دوسری جگہ نکاح کر کے شادی کر دی ہے۔ حالانکہ اس داماد کی طرف سے کوئی طلاق وغیرہ نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ مطالبات موجود ہیں۔ لہٰذا عرض خدمت اقدس ہے کہ از روئے شرع شریف اس عورت شادی شدہ کا نکاح دوسری جگہ ہوسکتا ہے اور جس باپ نے نکاح پر نکاح کر دیا ہے۔ شرعاً اس کے متعلق کیا حکم ہے اور جس پیر صاحب نے دوسرا نکاح اور شادی کرادی ہے۔ شرعاً اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ منکوحہ عورت کا نکاح بغیر طلاق حاصل کیے دوسری جگہ کرنا جائز نہیں ہے۔ قال تعالی والمحصنٰت من النساء الا ما ملکت ایمانکم الآیۃ . یعنی تمہارے اوپر غیر کی منکوحہ عورتیں حرام ہیں۔ وفی العالمگیریۃ ص ۲۸۰ ج ۱ لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجۃ غیرہ

وکذالک المعتدۃ کذا فی السراج الوھاج . جس باپ نے اس لڑکی کا نکاح بر نکاح کر دیا ہے اور جس پیر نے باوجود علم کے کہ یہ منکوحہ ہے۔ دوسری جگہ نکاح کرانے کا کہا ہے۔ نیز خود یہ لڑکی اور اس کا یہ شوہر ثانی جس کو پہلے نکاح کا پتہ ہو۔ یہ سب بہت بڑے گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ ان کو فوراً توبہ کرنی ضروری ہے اور اس لڑکی کو اپنے اصل شوہر کی طرف بھیج دینا ضروری ہے۔ ورنہ تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ ان سے قطع تعلق کریں اور ان کو اس بری حرکت سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

نکاح فاسد رجسٹر میں درج ہونے سے صحیح نہیں بنتا
نکاح ثانی کرانے والے کے اپنے نکاح کی کیا پوزیشن ہوگی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا شرعی نکاح کر دیا۔ شادی و سر میل بھی ہوگیا۔ مجمع عام جس کا گواہ ہے۔ بعد میں شخص مذکور نے اپنی لڑکی کو واپس لا کر دوسری جگہ نکاح کر دیا اور سرکاری رجسٹر پر درج کرا دیا اور کہا کہ شرعی کوئی نکاح نہیں۔ میں نہیں مانتا۔ اصلی نکاح وہ ہے۔ جو سرکاری رجسٹر پر لکھا ہوا ہو۔ شخص مذکور کی عورت کا کیا حکم ہے۔ (۱) کیا نکاح اول جائز ہے یا نکاح ثانی۔ (۲) بصورت ناجائز ہونے نکاح ثانی کے جانتے ہوئے نکاح ثانی کرنے والوں کا شرعاً کیا حکم ہے۔ (۳) بوجہ انکار شریعت شخص مذکور کی عورت کا نکاح باقی ہے یا نہیں اور اس کی عورت نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اگر واقعی اس شخص نے اپنی لڑکی کا شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں پہلا نکاح پڑھا ہے تو شرعاً وہ نکاح صحیح اور نافذ ہے اور دوسرا نکاح نکاح بر نکاح اور حرامکاری ہے۔ نکاح کا رجسٹر پر درج کرنا شرعاً کوئی ضروری نہیں۔ اب یا تو لڑکی پہلے خاوند کے حوالہ کی جائے یا پہلے خاوند سے طلاق حاصل کر کے دوبارہ اس شخص کے ساتھ نکاح کیا جائے۔ اگر پہلا خاوند طلاق نہیں دیتا۔ تو بیوی پہلے خاوند کو واپس کر دیں۔ اگر یہ شخص نہ مانے تو اس کے ساتھ مسلمان بائیکاٹ کر دیں۔ باقی لڑکی کے والد کا اپنا بیان بھیج دیں کہ وہ پہلے نکاح کو کس بنا پر غیر صحیح کہتا ہے۔ تب اس کے متعلق کوئی جواب دیا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نابالغ کا والد قبول کرتے وقت اگر لڑکے کا نام نہ لے تو کیا حکم ہے؟
۱۴ سال عمر والا اگر طلاق دے تو کیا عقد ثانی درست ہوگا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ دو بھائی زندہ تازہ اور رمضان ہیں۔ تازہ نے اپنی لڑکی مسماۃ سجائی اپنے برادر رمضان کے نابالغ لڑکے کو نکاح کر کے دی تھی۔ نابالغ لڑکے کے باپ (رمضان) نے اپنے لڑکے کے لیے قبولیت کی تھی۔ ایجاب وقبول اس طرح کیے گئے کہ نکاح خوان نے لڑکی کے باپ تازہ کو کہا کہ تو کہہ میں نے اپنی لڑکی مسماۃ سجائی اپنے بھتیجے یعنی رمضان کے لڑکے کو دی ہے۔ آگے کو تازہ نے کہا میں نے اپنی لڑکی سجائی اپنے بھتیجے رمضان کے لڑکے کو دی ہے۔ پھر رمضان (لڑکے کے باپ) کو کہا کہ تو کہہ میں نے قبول کیا۔ آگے رمضان (لڑکے کے باپ) نے کہا کہ میں نے قبول کیا۔ قبول کہتے وقت اپنے لڑکے کا نام نہیں لیا۔ لڑکا صرف ایک ہے۔ کیا اس طرح کے ایجاب وقبول سے یہ نکاح شرعاً درست ہوا ہے یا نہیں۔ اگر درست ہے تو پھر اس نکاح کے فسخ کی کوئی صورت چاہیے۔ کیونکہ لڑکی مذکورہ جوان بالغہ ہو چکی ہے اور لڑکا ابھی تک نابالغ ہے اور بہت سے مفاسد کا خطرہ ہے۔ اگر فسخ کی بھی کوئی صورت نہیں ہے تو پھر اس مولوی صاحب اور ان دونوں بھائیوں۔ تازہ و رمضان اور عقد ثانی کے متعلق از روئے شرع شریف کیا فتویٰ ہے۔ جنھوں نے پہلے نکاح کو فسخ کر کے دوسرا نکاح کر دیا ہے۔ (نوٹ) لڑکی دو تین برس بعد بھی اپنے باپ کے پہلے پڑھائے ہوئے نکاح پر رضامند رہی ہے۔ بیان فرمائیں۔

(۲) کیا فرماتے ہیں صورت مسئولہ میں کہ ایک لڑکا ہے جس میں بلوغت کی علامتوں میں سے (انزال، احتلام) وغیرہ کوئی نہیں اور نہ اس کی ولادت کا سن و تاریخ سرکاری رجسٹر میں درج ہے۔ اس کا چھوٹا بھائی ساڑھے ۱۳ سال کا ہے۔ تین چار آدمی حلفیہ شہادت دیتے ہیں کہ یہ پندرہ سے زائد سولہ سال کا ہے اور اس کا باپ بھی نکاح کرتے وقت نکاح خواں کو اٹھارہ سال کا بتاتا ہے۔ اب قابل دریافت یہ ہے کہ کیا اس چھوٹے بھائی کی عمر جو رجسٹر میں درج ہے۔ مدنظر رکھتے ہوئے اور گواہوں کی شہادت پر اور باپ کے اٹھارہ برس بتانے پر از روئے شریعت بالغ سمجھا جائے گا۔ کیا اس کی طلاق بیع وشراء کو مذکورہ بالا شہادتوں کو دیکھتے ہوئے نافذ کیا جائے گا یا نہیں۔

﴿ج﴾

(۱) صورت مسئولہ میں یہ نکاح منعقد ہو گیا ہے۔ یعنی تازہ کی لڑکی سہائی اور رمضان کے پسر کے درمیان اور لڑکا جب تک بالغ نہ ہو یا پندرہ سال کا نہ ہو۔ طلاق نہیں دے سکتا اور نہ لڑکے کی بجائے اس کا باپ طلاق دے سکتا ہے۔ لہٰذا عورت کو لڑکے کے بلوغ تک صبر و عفت کے ساتھ وقت گزارنا لازم ہے۔ اس عورت کا نکاح ثانی غلط ہوا ہے۔ وہ پہلے خاوند کی بدستور منکوحہ ہے۔ فسخ کرانے والے اور دوسری جگہ نکاح کرنے والے سخت ترین مجرم ہیں۔ نیز عقد ثانی کے گواہان بھی گنہگار اور مجرم ہیں۔ سب کو توبہ کرنا لازم ہے۔ توبہ ان کی یہ ہے کہ اس عورت کو دوسرے خاوند سے الگ کر دیں اور ساتھ ساتھ اللہ سے نکاح پر نکاح کی معافی مانگیں۔

(۲) سولہ سترہ سال کا لڑکا بالغ ہے۔ اس کی طلاق بیع و شراء نافذ ہیں۔ واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دوسرے شوہر سے طلاق لیے بغیر شوہر اول کا بیوی کو پاس رکھنا حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ محمد رفیق ولد نظام الدین نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ قدیرن طلاق کے بعد چار ماہ تک بیٹھی رہی۔ اس کے بعد محمد رفیق نے قدیرن کو ۹۰۰ روپے میں نظام الدین ولد امام علی کے پاس فروخت کر دیا اور وہ وہاں سے چلا گیا۔ نظام الدین نے قدیرن کے ساتھ شادی کر لی۔ کچھ عرصہ کے بعد محمد رفیق واپس آ گیا۔ تقریباً تین چار ماہ بعد۔ محمد رفیق نے کہا کہ میں نے قدیرن کو طلاق نہیں دی۔ اس کے بعد برادری نے دوبارہ رفیق سے طلاق نامہ اسٹام پر لکھوایا اور ۳۵۰ روپیہ رفیق سے اور لے لیا۔ تین سال ۲ ماہ کے بعد جبکہ قدیرن کے ہاں دو بچے نظام الدین سے ہو گئے تھے۔ محمد رفیق قدیرن کو ورغلا کر اپنے گھر لے گیا۔ اب آپ فرمائیں کہ قدیرن کو محمد رفیق اپنے گھر رکھ سکتا ہے کہ نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال جبکہ محمد رفیق نے مسماۃ قدیرن کو طلاق دی اور بعد از عدت نظام الدین نے قدیرن سے نکاح کر لیا تو اب محمد رفیق کے لیے قدیرن کو نظام الدین سے طلاق حاصل کیے بغیر آباد

کرنا حرام ہے اور اس طرح طرفین کا آپس میں آباد ہونا حرام کاری ہے۔ محمد رفیق پر لازم ہے کہ وہ فوراً اس عورت کو نظام الدین کے حوالہ کر دے۔ اگر محمد رفیق اس شرعی حکم کو تسلیم نہ کرے تو تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سے بائیکاٹ کر دیں۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ناکح ثانی سے طلاق لیے بغیر تیسری جگہ نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں صورت کہ ایک عورت مسماۃ مریم مائی کا ایک جگہ نکاح ہوا ہے۔ پھر وہاں سے گزارانہ ہونے کی وجہ سے مغلظہ طلاق ہوئی۔ طلاق شرعی بھی ہوئی برضا۔ طلاق شرعی کے بعد قانونی طلاق بھی ہوئی۔ تقریباً ۲۲ دن کے بعد پھر مریم مائی کو کسی نے بھی گھر نہیں بٹھایا۔ نہ طلاق دینے والوں نے نہ دوسروں نے۔ باپ وغیرہ نے پہلے ہی جواب دے دیا۔ مریم مائی کی بدچلنی کا عذر ظاہر کرتے ہیں۔ اس بنا پر طلاق لینے والے کے گھر رہ گئی۔ عدت گزارنے کے لیے۔ عدت کے درمیان میں مریم مائی کا جس کے ساتھ نکاح ہونا تھا۔ قصور ہوتا رہا۔ عدت گزرنے کے بعد شرعی نکاح ہوا۔ جلدی کسی خطرے کی بنا پر کیونکہ بعد میں پھر دور مخالفت کا چل نکلا۔ اس وقت یعنی شرعی نکاح کے وقت کتابی نکاح نہ ہوا۔ کیونکہ قانونی طلاق کے لحاظ سے دیر تھی۔ پھر مدت گزرنے کے بعد کتابی نکاح کے لیے بیان کرانے جا رہے تھے۔ راستے میں دوسروں نے مریم مائی کو چھین لیا اور طلاق نامہ قانونی بھی کسی طریقہ سے لے لیا۔ پھر گھر آ کر دوبارہ نکاح کر لیا دوسرے آدمی کے ساتھ۔ حالانکہ پہلے نکاح کے متعلق گواہ ہیں۔ حلف اٹھا کر شہادتیں دیتے ہیں کہ واقعی شرعی نکاح ہوا ہے۔ نکاح کے وقت دوسری عورتیں بھی کبیر السن اور ان کے علاوہ خود مریم مائی نے ہمارے سامنے اقرار کیا ہے کہ میری عدت گزر گئی ہے اور میں راضی ہوں اور بڑی خوشی سے نکاح کرتی ہوں۔ اب کیا عند الشرع شریف نکاح اول ہے یا ثانی اور ثانی نکاح میں کیا ہو رہا ہے اور اس دوسرے نکاح کرانے والے اور معاونین کے متعلق نکاح وتعلق رکھنے کے متعلق کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

گواہ نمبر ۱۔ عبدالکریم نکاح خواں قوم موہانہ

گواہ نمبر ۲۔ نور محمد قوم ماتم

گواہ نمبر ۳۔ مولانا قادر بخش قوم ماتم

گواہ نمبر ۴۔ نمبر دار و ممبر ملک اللہ ڈیوایا قوم ماتم

(نوٹ) طلاق شرعی کے بعد تقریبا تین ماہ تک تین حیض آ چکے تھے۔ بعد میں نکاح شرعی ہوا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر مندرجہ واقعات صحیح ہیں تو مریم مائی کا دوسرا نکاح جو کہ طلاق ملنے اور عدت گزرنے کے بعد پڑھا گیا تھا۔ شرعا درست ہو گیا۔ پس جب تک ناکح ثانی سے طلاق حاصل نہ کی جائے۔ کسی تیسری جگہ اس کا نکاح جائز نہیں ہوگا اور شرعا یہ تیسرا نکاح باطل اور کالعدم پائے گا۔ اہل اسلام پر لازم ہے کہ عورت کو خاوند ثالث سے الگ کر کے ناکح ثانی کے سپرد کر دیں۔ جبکہ وہ اس پر قادر ہوں۔ ورنہ فہمائش کریں اگر خاوند ثالث عورت کو الگ کرنے کے لیے آمادہ نہ ہو۔ تو اس سے اور اس کے معاونین سے قطع تعلق کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان
الجواب صحیح خیر محمد عفا اللہ عنہ

﴿ج﴾

بر تقدیر صورت مسئولہ کے صدق کے وہ عورت شرعی حیثیت سے ناکح ثانی کی بیوی ہے اور ثالث شخص نے جو اس عورت کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ وہ ناجائز اور حرام ہے۔ جب ناکح ثانی کے نکاح میں آ چکی تو کسی کو جائز نہیں کہ غیر کی منکوحہ سے نکاح کرے۔ عالمگیری میں ہے۔ **لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیرہ** (**فتاوی عالمگیری ص ۲۸۰ ج ۱**) یعنی کسی مرد کے لیے جائز نہیں ہے کہ دوسرے کی بیوی سے شادی کرے۔ اس ثالث کو ضروری ہے کہ عورت، ثانی ناکح کو دے دے۔ ورنہ وہ اس قابل ہے کہ اس سے قطع تعلق کر لیا جائے اور اس کی معاونت کرنا بھی حرام و سخت گناہ ہے۔ معاونت کرنے والے سے بھی مقاطعت چاہیے۔

فقط واللہ اعلم

ابوالانور محمد سرور القادری نائب مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ جمادی الاولی ۱۳۸۷ھ

کیا بھائی کا کرایا ہوا نکاح لڑکی ۱۷ سال کی عمر میں فسخ کروا سکتی ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت نابالغہ مسماۃ عائشہ کا عقد نکاح ہمراہ مسمی غلام حسین بوقت نابالغی کر دیا گیا تھا۔ مسماۃ عائشہ نابالغہ نے بوقت بلوغ انکار کر دیا تھا (عمر ۱۷ سال) اور عدالت دیوانی میں دعویٰ تنسیخ نکاح دائر کر دیا۔ جس کا فیصلہ عدالت مجاز نے مسماۃ عائشہ کے حق میں کر دیا اور قانوناً نکاح منسوخ ہو گیا۔ نقل فیصلہ موجود ہے۔ عائشہ مذکورہ کا نکاح شرعی تھا۔ درج رجسٹر نہ تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ بوقت نکاح جو گواہان موقع پر موجود تھے۔ وہ اب بھی زندہ موجود ہیں اور نکاح خواں بھی زندہ موجود ہے۔ یہ تمام آدمی بیان دینے کو تیار ہیں۔ اس کے پیش نظر کیا شریعت محمدی کی رو سے نکاح بحال رہا یا کہ واقعی منسوخ ہو چکا ہے۔ مفصل حل فرمایا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔ مذکورہ مسماۃ عائشہ کا برادر حقیقی بھی اس نکاح کو درست تسلیم کرتا ہے اور بیان دینے کو تیار ہے۔

﴿ج﴾

سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ نکاح لڑکی کے بھائی اور والدہ نے کرایا تھا۔ بنا بریں والد اور دادا کے علاوہ اگر کوئی اور نکاح پڑھا دے تو اس میں خیار بلوغ لڑکی کو حاصل ہوتا ہے۔ لیکن خیار بلوغ سے نکاح فسخ کرانے کے لیے شرط ہے کہ آثار بلوغ ہوتے ہی فوراً نکاح نامنظوری کا اعلان کرے اور اس پر گواہ بھی قائم کرے۔ صورۃ مسئولہ میں لڑکی پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہو گئی تھی۔ اس لیے کہ کتب فقہ میں بصراحت مذکور ہے کہ اگر پندرہ سال تک آثار بلوغ ظاہر نہ کرے تو پھر پندرہ سال کا شرعاً بالغ شمار ہوتا ہے۔ لہٰذا اس لڑکی کا خیار بلوغ سے نکاح فسخ تب ہو سکتا ہے کہ اگر پندرہ سال پورے ہوتے ہی فوراً بلا کسی تاخیر کے اس نکاح کی نامنظوری کا اعلان کرتی اور جب کہ مسئولہ صورۃ میں پندرہ سال پورے ہونے پر اس لڑکی نے نکاح کو فسخ نہیں کیا تو اب ۱۷ سال کے پورے ہونے کے بعد یہ نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ الحاصل سابقہ نکاح بدستور باقی ہے۔ خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر لڑکی کا دوسرا نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ کذا فی الحیلة الناجزه۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

سادہ کاغذ پر انگوٹھا لگوانے سے طلاق نہیں پڑتی لہٰذا دوسرا نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ عبدالمجید کا نکاح حافظ محمد عاشق نے رحمت بنت کریم بخش قوم کھوکھر موضع شتاب گڑھ کے ساتھ پڑھا۔ نکاح ہوئے عرصہ ۹ ماہ ہو گئے ہیں۔ پچھلے گزشتہ ماہ رمضان میں عبدالمجید کریم بخش کی بہو کے ساتھ زنا کا مرتکب ہوا۔ محمد اقبال خان، آفتاب خان وغیرہ نے عبدالمجید کو پکڑ کر مارا اور ایک سادہ کاغذ پر عبدالحمید کا انگوٹھا لگوایا۔ عبدالمجید نے زبان سے کوئی لفظ ادا نہ کیے۔ اب مسماۃ رحمت کا دوسری جگہ اسی مولوی محمد عاشق نے نکاح پڑھ دیا۔ تو کیا طلاق ہوگئی۔ مولوی عاشق کا نکاح قائم ہے؟ مولوی عاشق کے پیچھے نماز جائز ہے؟

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر مسمی عبدالمجید نے زبان سے طلاق کے الفاظ نہیں کہے اور نہ کسی کو طلاق نامہ تحریر کرنے کی اجازت دی ہے۔ بلکہ دھوکہ سے یا زبردستی سے سادہ کاغذ پر اس کا انگوٹھا لگوالیا گیا ہے تو اس سے عبدالمجید کی منکوحہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ زوجہ مذکورہ بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ قال في العالمگيرية ص ۳۷۹ ج ۱ كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع به الطلاق اذا لم يقر انه كتابه كذا في المحيط وايضاً في الهندية ص ۳۷۹ ج ۱ رجل اكره بالضرب والحبس على ان يكتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان بن فلان فكتب امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طلاق لا تطلق امرأته كذا في فتاوى قاضيخان اور خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر اگر دوسری جگہ نکاح کیا ہے۔ تو یہ نکاح ناجائز اور حرام ہے۔ واما نكاح منكوحة الغير ومعتدته (الى قوله) لم يقل احد بجوازه. رد المحتار ص ۱۳۲ ج ۳ مولوی صاحب نے اگر باوجود علم کے (یعنی یہ جانتے ہوئے کہ خاوند نے اس عورت کو کوئی طلاق نہیں دی ہے) دوسری جگہ نکاح پڑھایا ہے تو سخت گنہگار رہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ یہاں تک کہ وہ توبہ تائب ہو اور اس کا اعلان کردے۔ نکاح خوان اور نکاح میں شریک لوگ سخت گناہ گار ہیں اور سب پر توبہ لازم ہے۔ لیکن اس شرکت کی وجہ سے کسی کا نکاح فسخ نہیں ہوا۔ سب کے نکاح بدستور باقی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ ذوالقعدہ ۱۳۹۶ھ

چھوٹے بھائیوں نے ایک جگہ اور بڑے بھائی نے دوسری جگہ نکاح کر لیا تو کونسا صحیح ہوا؟

﴿س﴾

جناب مفتی صاحب درج ذیل مسئلہ میں شریعت اسلامی کے مطابق آپ کی رائے درکار ہے۔ایک لڑکی کی پیدائش والد کی وفات سے تقریباً چھ ماہ بعد ہوئی۔لڑکی ابھی نابالغ تھی کہ اس کے بڑے بھائیوں نے باہمی مشورہ سے لڑکی کی شادی کی غرض سے اس نابالغ لڑکی کا نکاح صرف زبانی طور پر پڑھ دیا۔جس میں لڑکی کی والدہ اور سب سے بڑے بھائی کی رضامندی شامل نہ تھی۔بعد ازاں لڑکی اپنی والدہ کے ہاں رہی اور جوان ہوئی۔نکاح کرنے والے بھائیوں کے والدہ کے ساتھ تعلقات کشیدہ رہے اور لڑکی کے جوان ہونے پر جب اس سے ازدواجی زندگی کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے چار پانچ معتبر گواہوں کی موجودگی میں سابقہ نکاح سے لاتعلقی اور آئندہ زندگی کے بارے میں والدہ کے فیصلے کو قبول کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔جس پر اس کی والدہ اور دو بھائیوں نے اس کی شادی کر دی ہے اور لڑکی مذکورہ چند ماہ سے اپنے گھر آباد ہے۔اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا والدہ کی رضامندی کے ساتھ کیا جانے والا یہ حالیہ نکاح اور شادی درست ہے یا نہ۔کیا اب یہ لڑکی نابالغی کی حالت میں کیے جانے والے بھائیوں کے نکاح جس میں اس کی والدہ کی رضامندی شامل نہ تھی کی پابند ہے یا نہ۔شریعت اسلامی کی روشنی میں واضح کیا جائے کہ نابالغ ہونے کی صورت میں کیا جانے والا زبردستی کا نکاح واقع اور منعقد ہوا تھا یا نہیں۔فتویٰ دیا جائے۔

﴿ج﴾

اگر نابالغہ لڑکی کا باپ اور دادا زندہ موجود نہ تھا۔تو تمام بالغ بھائیوں کو ولایت نکاح حاصل تھی۔والدہ کو ولایت نہیں۔لہٰذا تحقیق کی جائے۔اگر بعض بالغ بھائیوں نے لڑکی کی نابالغی میں شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نابالغہ بہن کا نکاح کر دیا ہے تو وہ نکاح صحیح اور نافذ ہے اور خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ جو نکاح کیا ہے وہ منعقد نہیں ہوا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ ربیع الاول ۱۳۹۷ھ

اگر لڑکی کے باپ نے لڑکی کے یکے بعد دیگرے دو نکاح کرائے ہوں تو لڑکی کس خاوند کی ہوگی؟

﴿س﴾

مثلاً زید نے اپنی لڑکی ۹،۸ سالہ کا نکاح شرعی روبرو گواہان اور برادری کی موجودگی میں عمرو سے کر دیا۔ پھر کسی ناچاکی کی وجہ سے لڑکی کے والد نے دوسری جگہ شادی کر دی بکر سے۔ حالانکہ بکر جانتا ہے کہ پہلا نکاح واقعی صحیح ہے اور تقریباً سال ڈیڑھ سال کے بعد والد مذکور نے اسی لڑکی کو پہلے داماد کو دے دیا ہے۔ تو اب یہ عورت کس کی ہے۔ پہلے خاوند کی ہے یا دوسرے کی۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال یعنی اگر لڑکی کی صغر سنی میں شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں زید نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا ہے۔ تو یہ نکاح نافذ اور صحیح ہے۔ **قال فی شرح التنویر ص ۶۵ ج ۳ وللولی انکاح الصغیر والصغیرۃ ولو ثیبا ولزم النکاح ولو بغبن فاحش** اور خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر اگر دوسری جگہ نکاح کیا ہے۔ تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ **اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ (الی قولہ) لم یقل احد بجوازہ . رد المحتار ص ۱۳۲ ج ۳** پس بنابریں یہ عورت سابقہ خاوند کی منکوحہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ صفر ۱۳۹۶ھ

نکاح خواہ زبانی ہی ہوا ہو نافذ ہے، اس پر عقد ثانی حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک شخص سے کر دیا تھا اور یہ شرعی تھا رجسٹرار کے پاس درج نہیں تھا۔ چونکہ لڑکی نابالغہ تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد لڑکی جوان ہو گئی اور نکاح والوں نے شادی کر دینے کا مطالبہ کیا۔ تو دینے سے انکاری ہوا اور طلاق لیے بغیر دوسری جگہ قانونی نکاح کر دیا۔ یہ معلوم نہیں کہ شرعی طور پر بھی نکاح ہوا یا نہیں۔ مگر سرکاری کتاب میں درج کرایا گیا ہے۔ پہلے نکاح کے گواہ بھی معتبر ہیں اور جس نے نکاح پڑھا ہے۔ وہ بھی گواہی دیتا ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ دوسرا نکاح منعقد ہوا ہے یا

نہیں۔اگرنہیں تو لڑکی والوں کے ساتھ اور گواہوں اور جس نے نکاح پڑھایا یا درج کیا ہے کے ساتھ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے۔دوسرا نکاح لینے والے پہلے نکاح میں بھی موجود تھے۔مگر اب یہی لوگ پہلے نکاح کا انکار کرتے ہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ لڑکی مذکورہ کا نکاح اگر ایجاب وقبول کرا کر کیا گیا ہے اور سرکاری کاغذات میں اس کا اندراج بھی ہوگیا ہے۔تو پھر طلاق لیے بغیر اس لڑکی کا دوسری جگہ عقد نکاح درست نہیں۔ جن لوگوں نے باوجود علم کے دوسرے نکاح میں شرکت کی ہے۔سخت گناہ گار ہیں۔ان پر توبہ واستغفار لازم ہے۔ورنہ دیگر مسلمان ان کے ساتھ تعلقات بیاہ وشادی وغیرہ منقطع کر سکتے ہیں۔اس طرح کے بدکرداروں سے تمام تعلقات ختم کرنا ضروری ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ محرم ۱۳۹۷ھ

غیر کی بیوی سے لاعلمی میں نکاح کرنے والے کے لیے اور پیدا شدہ اولاد کے لیے کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ہندہ کے والد نے ہندہ کا نکاح زید سے کر دیا تھا۔مگر اس کو رخصت نہیں کیا تھا۔یعنی ہندہ کی صورت کبھی زید نے نہیں دیکھی اور تنہائی کی نوبت قطعاً نہیں آئی۔پھر زید سے جھگڑا ہونے کے بعد ہندہ کے والد نے ہندہ کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا۔اس دوسرے شخص کو قطعاً معلوم نہ تھا کہ ہندہ کا نکاح پہلے ہو چکا ہے۔دوسرے سے لڑکی بھی پوری مدت حمل کے بعد پیدا ہوئی۔اس کے بعد پتہ چلا کہ یہ ہندہ منکوحۃ الغیر ہے۔سوال یہ ہے کہ یہ لڑکی اول کی ہے یا ثانی کی۔جبکہ ثانی لڑکی کا دعویٰ کر رہا ہے۔اول شوہر سے ہونے کا بظاہر امکان بھی نہیں ہے۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ مسماۃ ہندہ زید کی منکوحہ ہے۔دوسرے شخص سے اس کا نکاح شرعاً درست نہیں۔اس لیے اس پر لازم ہے کہ فوراً اس عورت کو اپنے گھر سے علیحدہ کرے۔اگر زید طلاق دے دے اور عدت گزر جائے۔پھر یہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کرے تو پھر اس کے لیے اس عورت کو اپنے گھر آباد کرنا درست ہوگا اور لڑکی مذکورہ کا نسب زید سے ثابت ہے۔فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر نکاح میں ایجاب وقبول نہیں ہوا تو لڑکی آزاد ہے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ یہ جو گول پڑا ہے۔اس میں مجھے ایک شخص اغوا کر کے لے گیا۔محبت پر لے گیا۔اس نے مجھے اپنی بیٹی بنا کر رکھا۔وہ شخص اتنا نیک تھا۔حالانکہ ہندو تھا۔اس کا نام بابو رام تھا۔پھر وہ محبت سرے سے بھلا چلا گیا اور اپنا کنبہ بھی ساتھ لے گیا اور مجھے ساتھ لے گیا۔جس وقت مجھے پکڑ کر لے گیا۔اس وقت میری عمر ۱۱ گیارہ سال تھی۔ہمارے آرائیوں کے گھرانے تھے۔انشاء اللہ شریعت کی بھی پوری پابندی تھی۔میرا جو دادا تھا۔وہ پکا نمازی بلکہ تہجد گزار تھا۔میرا اپنا کنبہ باپ سب کچھ قرآن شریف وحدیث وغیرہ پڑھا ہوا تھا اور ہمارا سارا کنبہ شریعت کا پابند تھا اور میں بھی قرآن شریف پڑھ چکی تھی۔اس موقع پر دو بارہ دو ہرا رہی تھی۔اس وقت کے اندازے پر انقلاب آ گیا اور مجھے بابو رام پکڑ کر لے گیا۔اس وقت میری عمر ۱۱ گیارہ سال تھی اور انشاء اللہ شریعت کا جذبہ میرے وجود کے اندر تھا اور بابو رام نے پھر میری شادی کی۔جس کے ساتھ بابو رام نے شادی کی تھی۔اس کا نام کل رام تھا اور وہ نرمانے کا رہنے والا تھا۔اس نے دس ہزار روپیہ میرے نام پر بنک میں رکھ دیا تھا۔بلکہ مجھ کو وہاں پر بڑا عیش وآرام تھا۔وہ بہت امیر تھا۔پہلے بھی وہ شادی شدہ تھا۔مگر اس سے اولاد نہ تھی۔اس لیے اس نے میرے ساتھ شادی کر لی اور میں وہاں پر کسی کام کو ہاتھ نہ لگایا کرتی تھی۔سب کام کرنے والے نوکر تھے۔میرے تیس تولہ سونے کے زیورات تھے۔مگر شریعت کا جذبہ میرے دل سے نہیں گیا تھا۔میں نے اپنے زیورات اور عیش وآرام کو پسند نہ کیا۔کیونکہ مسلمان کا جذبہ دل کو بار بار چھال دیتا تھا۔میں ہر وقت اس کوشش میں رہتی تھی کہ ملٹری آئے تو میں خود گرفتار ہو جاؤں۔مگر ملٹری نہیں آئی۔پھر انھوں نے مجھے استانی لگا کر مجھے شاستری اور گرکھی پڑھائی۔جب میں نے سوچا کہ ملٹری نہیں آئی۔کوئی چارہ نہیں چل سکا تو میں نے وہاں پر تلاش کیا۔تو مجھے وہاں پر ایک مسلمان ثابت ہوا کہ یہ مسلمان ہے۔جس کا نام احمد تھا۔میں نے اسے ملنے کی کوشش کی۔جس وقت وہ مجھ سے ملا۔تو میں نے اس کی بڑی منت خوشامد کی کہ تو مجھے کسی نہ کسی طرح پاکستان پہنچا دے۔تو میں نے اسے کچھ لالچ بھی دیا۔اس نے مجھے کہا کہ میں تجھے کیسے پہنچاؤں۔میں نے اسے کہا کہ میں ایک عرضی لکھ کر دیتی ہوں۔تم اسے کسی نہ کسی طرح پٹیالہ کیمپ میں پہنچا دے۔اس کو میں نے گرکھی میں عرضی لکھ کر دی تو اس نے عرضی پٹیالہ کیمپ میں پہنچا دی عرضی پہنچنے پر وہاں سے پولیس آئی جس میں ایک انسپکٹر اور ایک تھانیدار اور تین سپاہی تھے۔انھوں نے آکر چھاپہ مارا۔تین منزل کا مکان تھا۔میں اس وقت

تیسری منزل پر تھی۔ اگر میں نے بھاگنا ہوتا تو میں دوسری طرف بھاگ سکتی تھی۔ کیونکہ میں نے ہی پولیس منگوائی تھی۔ کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ پولیس آئے گی۔ جب میں نے پولیس دیکھی تو میں فوراً ہی اتر کر ان کے سامنے آ گئی۔ میں نے انھیں فوراً ہی بیان دے دیا کہ میں برنالہ کی ہوں اور مسلمان ہوں۔ پھر کل رام نے بہت کوشش کی کہ آج رات اسے میرے گھر رہنے دو۔ اسے میں کل کیمپ میں داخل کردوں گا۔ تو میں نے نامنظور کیا کہ میرے سے تم کچھ زر ضمانت لے لو کہ تم مجھے ابھی کیمپ میں لے چلو۔ میں اب ضمان پر نہیں رہنا چاہتی۔ کیونکہ میرے اندر اسلامی جذبہ بہت تھا۔ حالانکہ مجھے امید نہیں تھی کہ میرا کوئی وارث زندہ ہے۔ میں نے پٹیالہ آ کر افسروں کے سامنے یہی بیان دیئے کہ میں نے پاکستان جانا ہے۔ پھر انھوں نے مجھے انبالہ بھیج دیا۔ پھر میں نے انھیں یہی بیان دے دیا کہ میں نے پاکستان جانا ہے۔ پھر انھوں نے مجھے جالندھر بھیج دیا۔ پھر میں نے ہائی کمشنر کے سامنے یہی بیان دیا۔ تو یہ بات اخبار میں شائع ہوگئی تو مجھے پتہ چلا کہ میرے کچھ وارث ملتان میں ہیں۔ پھر انھوں نے مجھے لاہور بھیج دیا تو پھر میری والدہ جن کے ساتھ ایک لڑکا تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے تو میری والدہ نے جواب میں کہہ دیا کہ یہ تو تیرا بھائی ہے۔ میں نے کہا کہ یہ میرا بھائی معلوم نہیں ہوتا۔ اس نے کہا کہ اسے چیچک نکلنے کی وجہ سے شکل تبدیل ہوگئی ہے۔ پھر میں نے کہا کہ میرا باپ معلوم نہیں ہوتا۔ اس نے کہا تیرا باپ زندہ ہے۔ اسے چھٹی نہیں ملی۔ اس لیے وہ نہیں آ سکا تو خیر میں نے بہت شکر کیا۔ پھر میں فوراً ہی بیان دے کر اپنی والدہ کے ساتھ آ گئی۔ جب میں نے ملتان آ کر دیکھا نہ ہی وہ میرا بھائی تھا اور نہ ہی میرا باپ زندہ تھا۔ مجھے ثابت ہوا کہ دو میرے ماموں ہیں اور دو میری پھوپھیاں ہیں اور ایک میری والدہ ہے۔ یہ شخص میں نے اپنے کنبہ کے زندہ پائے۔ باقی میرے اہل ومحلّہ کے یہاں پر ہیں۔ دراصل میری والدہ نے خاوند دوسرا کر رکھا تھا۔ وہ لڑکا اس کا تھا۔ جو میری والدہ کا دوسرا خاوند تھا۔ اس کی نیت میں آئی کہ اس لڑکی کا نکاح میں اپنے لڑکے کے ساتھ کردوں۔ مجھ کو کوئی خبر نہیں تھی۔ اس نے جب مشورہ میری والدہ سے کیا تو اس نے انکار کر دیا کہ ایسا نہیں ہو سکتا تو اس نے میری والدہ صاحبہ کو بہت مارا۔ تو میں نے پوچھا کہ میری والدہ کو کیوں مار رہا ہے تو میری والدہ نے مجھے بتایا تو میں نے انکار کر دیا۔ تو اس نے میری والدہ کو پھر مارا جو کہ میری والدہ تھی۔ دراصل اس کی بیوی تھی۔ اس نے میری والدہ کو دو تین دفعہ مارا اور رضامند کر لیا۔ اس دوران اس نے مجھے ماموں کے گھر بھی نہیں جانے دیا۔ اگر وہ مجھ سے ملنے آئیں تو میرے اوپر سخت پہرہ رکھا گیا۔ تاکہ یہ ان کے ساتھ کوئی بات چیت نہ کرے۔ اس نے پکا ارادہ کر لیا کہ میں اس لڑکی کا نکاح اس لڑکے کے ساتھ کردوں۔ جب مجھے پوچھا گیا تو میں نے انکار کر دیا۔ اس نے مجھے بہت دھمکیاں دیں اور بہت ڈرایا۔ تو پھر بھی میں نہ مانی تو میرے ساتھ سختی کی گئی۔

پھر بھی میرا دل نہ مانا۔ پھر اس نے میری والدہ سے سختی کروائی۔ پھر بھی میں نہ مانی اور میں حلفیہ کہتی ہوں کہ وہاں پر کوئی قاضی یا مولوی نکاح پڑھانے والا نہ دیکھا۔ انھوں نے یونہی شور مچا دیا کہ نکاح ہو گیا۔ اس پر میں نے کہا کہ تم مجھے میرے ماموں کے گھر کیوں نہیں جانے دیتے۔ انھوں نے کہا کہ نہیں جانے دیتے۔ پھر میں نے پکا عزم کر لیا کہ میں ضرور جاؤں گی۔ انھوں نے مجھے مارا، میں نے کہا بے شک میرے ٹکڑے کر دو، میں جاؤں گی اور میں ضد سے باز نہ آئی جو کچھ میرے ہندوستان کے زیورات اور کپڑے تھے وہ سب انھوں نے چھین لیے اور کہا کہ جاؤ چلی جاؤ۔ وہاں سے میں اپنے ماموں کے گھر آ گئی۔ جب ماموں کے گھر پہنچی تو لڑکوں کی سنت ہو چکی تھی اور جن آدمیوں کو دعوت تھی ان کو روٹی کھلا رہے تھے۔ تقریباً سو یا سوا سو کے قریب تعداد تھی اور میں ان کے گھر سے خالی آئی تھی۔ مجھ کو اور میرے ماموں کو بہت دھمکیاں دے رہا تھا۔ رائفل سے اٹھا کر لے جاؤں گا۔ کبھی کہتا ہے کہ میں بذریعہ پولیس لے جاؤں گا اور تقریباً چھ ماہ ہو گئے ہیں۔ میں ماموں کے گھر بیٹھی ہوئی ہوں۔ میرا ماموں بہت غریب ہے۔ جو کہ گھر کا گزارہ بہت مشکل سے کر سکتا ہے۔ اس لیے وہ میری کچھ مدد نہیں کر سکتا۔ لہٰذا مجھے فتویٰ دے دیا جائے۔ تو میں کسی اور سے نکاح کر لوں۔ میں اتنی مصیبت اور اسلامی جذبہ کے ساتھ آئی ہوں۔ انشاء اللہ اسلام ہی چاہتی ہوں۔ انھیں اسلام کا کوئی پتہ نہیں۔

السائلہ کلثوم بی بی

﴿ج﴾

اگر واقعی مطابق بیان سائلہ ایجاب وقبول نکاح کا نہیں ہوا اور لڑکی نے خود یا کسی کو اجازت دے کر نکاح قبول نہیں کیا۔ تو عورت آزاد ہے۔ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن اگر لڑکی نے نکاح قبول کر لیا اور اجازت دے دی۔ خواہ دل کی رضامندی سے نہ بھی ہو۔ تو نکاح ہو چکا۔ نکاح میں قاضی یا مولوی کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ دو گواہوں کے سامنے خود بھی زوجین ایجاب وقبول کر لیں۔ تو نکاح صحیح ہے۔ اگر یہ صورت ہے تو دوسری جگہ نکاح کی اجازت اس سے طلاق حاصل کیے بغیر نہیں مل سکتی۔ واقعہ کی تحقیق ضرور کی جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

علماء کی ایک جماعت کا نکاح کو فسخ کر کے دوسری جگہ نکاح کی اجازت دینا

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی لڑکی صغیرہ کا نکاح عمر کے لڑکے صغیر سے کر دیا۔ اب بارہ ۱۲ چودہ سال کے بعد لڑکی کے باپ نے نکاح کرا دینے سے انکار کر دیا اور مولوی صاحب نکاح خواں کو

دھمکایا اور اس کی ہمراہی میں چند زمینداروں نے بھی مولوی صاحب کو کہا کہ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو ہم تجھے مار دیں گے۔ تو اس نے عزت کے خوف سے نکاح پڑھنے کا انکار کر دیا۔ پھر لڑکی کے والد نے چند علماء کو بلوایا۔ تو اس نے کہہ دیا کہ میں نے قطعی طور پر نکاح پڑھا ہے اور وہ اس پر سختی سے مصرر ہا۔ لیکن علماء نے اس کی نہ مانی اور بغیر نکاح کے شاہدین کو بلائے اس نکاح کو فسخ کر دیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ قضا علی الغیبت جائز ہے یا نہ؟ اور نکاح ہوا یا نہیں؟

سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ علماء کو لڑکے یا اس کے والدین نے حکم نہیں بنایا تھا اور نہ ہی وہ لڑکا علماء کے نکاح فسخ کرنے کے وقت موجود تھا اور نہ ان علماء نے لڑکے کے نکاح ہونے پر گواہ طلب کیے۔ حالانکہ اس پر گواہ موجود ہیں۔ جب لڑکی کے باپ نے گواہوں کی موجودگی میں اپنی لڑکی کا نکاح پڑھایا ہے تو وہ نکاح شرعاً ہو گیا۔ علاوہ ازیں یہ کہ جب لڑکی کے باپ نے نکاح کا انکار کر دیا کہ میں نے اپنی لڑکی کا نکاح نہیں پڑھوایا۔ تو اگر علماء نے لڑکی کے باپ کا یقین کر لیا تو پھر نکاح کے فسخ کی کوئی حاجت نہ رہی۔ کیونکہ ہوا ہی نہیں۔ تو فسخ کیا ہوگا اور اگر علماء نے نکاح خواں کی بات کی تصدیق کی تو پھر گواہ طلب کرنے چاہیے تھے۔ بغیر گواہوں کے فیصلہ صحیح نہیں۔ حدیث میں ہے۔ والیمین علی من انکر ۔ لہٰذا اس صورت میں اس لڑکی کا نکاح بدستور قائم ہے۔ جبتک کہ اس کا خاوند طلاق نہ دے۔ فقط واللہ اعلم

مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بدچلن لڑکے کی بیوی کا بغیر طلاق کے دوسری جگہ نکاح کرنا

بنام غلام سکینہ بی بی ولد قادر بخش قوم خان چوخطہ چک نمبر ۳۶ تحصیل لودھراں ملتان ڈاکخانہ چک نمبر ۸۵

عرض ہے کہ میں نے اپنی لڑکی سکینہ کا نکاح بچپن میں تقریباً سات برس کی عمر میں بنام عبدالقیوم ولد عبدالستار خان کے ساتھ خود پڑھایا۔ اس وقت مجھے کوئی علم نہ تھا کہ ان کا گذارہ کیسا ہے۔ جو کہ اب معلوم ہو گیا ہے۔ لڑکا پہلے پانچ سال کا تقریباً تھا۔ اب لڑکا ۱۸ سال کا ہو گیا ہے۔ لڑکا بالکل بے کار ہو گیا ہے۔ روزی کی کوئی سبیل نہیں ہے کہ کوئی ملازمت اور نہ مزدوری کئی مرتبہ ماں باپ نے اس کو ہوٹل پر کھڑا کیا لیکن چوری کر کے نکل جاتا ہے۔

بالکل آوارہ ہے۔ دوسرا یہ معلوم ہوا کہ ملتان میں ان کا گذارہ صرف برے فعل پر ہے۔ ان کے باپ کی کوئی ملازمت نہیں۔ وہ بھی بے کار اور بڑی عمر کا ہے۔ شہر کے سوا کسی دوسری جگہ پر بیٹھ نہیں سکتا۔ میں ان کا خاندان مدنظر رکھ کر لڑکی نہیں دینا چاہتا۔ کیونکہ خدا پاک کا حکم ہے کہ شریف عورت شریف مرد اور خبیث عورت خبیث مرد۔ خدا پاک سے ڈر کر التجا کرتا ہوں کہ میرے حال پر بروئے شریعت حکم صادر فرمائیں کہ شریعت محمدیؐ اور خدا کا حکم پورا کرلوں اور خدائے پاک ہر ایک مسلمان کو توفیق نیکی کی عطا فرمائیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جب ایک دفعہ شرعی نکاح لڑکی کا باپ خود کرا چکا ہے۔ تو وہ نکاح لازم اور نافذ ہے۔ اب تو لڑکے سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ لڑکی کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ اگر واقعی لڑکا بدچلن ہے تو کوئی رقم وغیرہ دے کر اس سے طلاق حاصل کر لی جائے۔ یا کوئی مصالحت کی صورت نکال لینی چاہیے۔ ایسے بغیر طلاق حاصل کیے دوسری جگہ لڑکی کا نکاح شرعاً درست نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ رجب ۱۳۸۶ھ

کیا باپ کا غیر کفو میں کرایا ہوا نکاح فسخ کر کے دوسری جگہ نکاح جائز ہے؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی قوم ران نے اپنی رضاء وخوشی سے اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح قوم بھٹی کے ایک مرد کے ساتھ کر دیا اور خود اپنا نکاح قوم بھٹی کی ایک عورت سے کیا۔ ران نے اپنا زفاف یوم عورت کے بالغ ہونے پر فی الفور کر دیا اور اب ران مر چکا ہے۔ دوسرے ورثاء دادا وغیرہ لڑکی نابالغہ کے جو اب بالغہ ہے، بھٹی کو دینے سے انکاری ہیں۔ یاد رہے کہ بوقت نکاح ران جو باپ لڑکی نابالغہ کا ہے۔ بمعہ اپنی برادری اور باپ کے نکاح میں رضامند تھا اور سب برادری نے اکٹھے ہو کر نکاح کو تسلیم کیا۔ جو مختصر دعوت تھی۔ سب نے کھائی اور اب انکاری ہیں کہ ہم زمیندار ہیں اور بھٹی قوم مزارع ہے۔ لیکن تماشہ یہ ہے کہ متنازعین مزارعت کے پیشہ کو اختیار کر رہے ہیں دونوں کی زمینیں ہیں۔ ویسے قوم راں بھی زمیندار ہیں اور قوم بھٹی بھی زمیندار ہیں۔ کیا باپ کا کیا ہوا نابالغہ کا نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہ۔ اب اس لڑکی کا ورثاء نے نکاح ثانی کر دیا ہے۔ کیا یہ نکاح درست ہے یا نہ اور جو لوگ یہ جانتے ہوئے کہ اس لڑکی کا نکاح پہلے باپ نے اپنی زندگی میں کر دیا تھا۔ شامل ہوئے ہیں۔ ان پر کوئی شرعی حد ہے یا نہ۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

باپ کا کیا ہوا نکاح خیار بلوغ کے حق سے فسخ نہیں ہوسکتا۔ خواہ غیر کفو میں کیوں نہ ہو اور صورت مسئولہ میں تو نکاح بھی کفو میں ہے اور اولیاء لڑکی بھی بوقت نکاح راضی تھے اور پھر فسخ بھی نہیں کرایا گیا۔ اگرچہ فسخ کرانا شرعاً اس صورت میں صحیح نہیں۔ ہر حال میں یہ نکاح لازم ہے۔ دوسرا نکاح ناجائز ہے۔ دوسرے نکاح میں شرکت کرنے والے سخت گناہ گار ہیں۔ انھیں توبہ کرنا لازم ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں کو جیسے بھی ہوسکے۔ توبہ پر مجبور کریں اور لڑکی کو اپنے خاوند کے سپرد کریں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ محرم ۱۳۷۷ھ

جس عورت کو خاوند نے فروخت کر دیا ہو، اس کے لیے عقد ثانی کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ میری شادی ہمراہ موسیٰ ولد میرا قوم جولاہا کے ساتھ جبکہ میری عمر ۱۵ سال کی تھی ہوئی تھی اور بہ ایام نابالغی میرے والد نے عقد ہندوستان میں ہمراہ موسیٰ مذکور سے کرایا تھا۔ نکاح کے دو سال بعد بالغ ہونے پر میں بخانہ خاوند آباد ہو کر حقوق زوجیت ادا کرتی رہی اور جب رواج برادری میرا باپ مجھ کو اپنے گھر لے آیا تھا۔ اس کے بعد ۱۹۴۷ء میں فسادات شروع ہو گئے۔ میرا والد مسمی رحیم بخش بھی دوران فسادات میں شہید ہو گیا اور میں پاکستان چلی آئی اور میرے ہم وطن قوم جو چک نمبر ۱۱۲ پچیہ وطنی میں آباد تھے۔ ان کے ساتھ ہی آباد ہو گئی۔ خاوندم مذکور کو معلوم ہونے پر وہ آیا اور مجھ کو تسلی و تشفی دے کر اپنے ساتھ لے گیا۔ خاوندم نے پھر مجھ کو مسمی ابراہیم ولد واحد بخش قوم نامعلوم سکنہ چاہ ٹیکن والہ موضع بکھر تحصیل و ضلع بہاولپور کو مبلغ ایک ہزار روپیہ میں فروخت کر دیا۔ میں اس وقت بیمار تھی۔ ابراہیم مذکور کا میرے ساتھ کوئی نکاح نہیں ہوا۔ جبکہ مجھ کو یہ علم ہوا کہ میرے خاوند موسیٰ نے بدست ابراہیم فروخت کر دیا ہے تو میں اس کے گھر سے چلی آئی۔ عرصہ تقریباً پانچ ماہ ہوئے ہیں۔ اب میں اپنی محنت مزدوری کر کے گزارہ کرتی ہوں۔ اب میں اپنا نکاح ثانی کرنا چاہتی ہوں۔ جس سے زندگی آرام سے گزرے۔ کیونکہ میری عمر ۲۸ سال کی ہے۔ اس لیے شرعی فیصلہ دیا جائے کہ میں نکاح ثانی کر سکتی ہوں یا کہ نہ؟

السائلہ مسماۃ جنت خاتون

﴿ج﴾

جب تک سابق شوہر طلاق نہ دے۔ یا وہ طلاق کا اقرار نہ کرے۔ اس وقت تک دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی۔ البتہ طلاق ہو جانے کے بعد یا اقرار کرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

باپ کا کرایا ہوا نکاح درست ہے اور عدالت سے جو فیصلہ کرایا گیا وہ غلط ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہندہ نامی ایک عورت عاقلہ بالغہ کنواری عمر تقریباً ۱۷، ۱۸ سال جس کا عقد نکاح ہندہ کے والد زید نے بکر نامی ایک مرد سے عرصہ دو ۲ سال کا ہوا کر دیا تھا اور موجودہ عائلی قوانین کے تحت رجسٹر اندراج نکاح میں نکاح مذکور کا اندراج نہیں کرایا۔ اب سے ایک ماہ قبل ہندہ مذکورہ اپنے ایک رشتہ دار خالد کے ساتھ بھاگ نکلی اور ملتان عدلیہ کی ایک عدالت میں وکیل کی معرفت بموجودگی گواہان کے بیان دیا کہ میرا نکاح نہیں ہوا اور میرا باپ میرا نکاح زبردستی کسی اور کے ساتھ کرنا چاہتا ہے۔ جو مجھے نامنظور ہے اور میں عاقلہ بالغہ ہوں۔ لہٰذا میں نکاح خالد کے ساتھ کرنا چاہتی ہوں اور میں اپنی مرضی سے بقائمی ہوش وحواس یہ بیان دے رہی ہوں کہ میں خالد کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ لہٰذا عدالت مجھے خالد کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت دے۔ میں خالد ہی کے ساتھ نکاح پر رضامند ہوں۔ عدالت نے بیان لے کر ہندہ کے حق میں فیصلہ دے دیا کہ ہندہ مذکورہ کو حق ہے کہ وہ خالد کے ساتھ نکاح کر لے۔ اب ہندہ وخالد ایک گاؤں میں اپنے رشتہ داروں کے ہاں آ گئے اور رشتہ داروں کی معرفت اور دیگر آدمیوں کی معرفت نکاح خوان سے نکاح پڑھانے کو کہا۔ نکاح خوان نے ثبوت مانگا۔ تو انھوں نے وہ عدالتی فیصلہ کی نقل بھی دکھائی اور ساتھ ہی حلفاً بھی کہا کہ ہندہ کا قبل اس کے کہیں بھی نکاح نہیں ہوا۔ تو نکاح خوان نے مزید اطمینان کے لیے چند ایک آدمیوں سے جو ان کے حالات سے واقف تھے۔ دریافت کیا اور بعد تسلی کے حلف اور عدالتی فیصلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے نکاح پڑھا دیا گیا اور اس نکاح کا اندراج بھی رجسٹر نکاح میں کر دیا گیا۔ ۲۰، ۲۲ دن کے بعد معلوم ہوا کہ ہندہ کا پیچھے واقعی بکر سے نکاح ہے اور ہندہ واقعی بکر کی منکوحہ ہے اور ۳، ۴ ماہ سے حاملہ بھی ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ نکاح پر نکاح پڑھانے پر نکاح خوان پر تو کوئی شرعی حد نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے اپنی تسلی کر لی تھی اور لوگوں نے گواہی بھی

دی تھی اور حافظ بھی کہا تھا کہ ہندہ کا قبل ازیں کہیں بھی نکاح نہیں ہے۔ اگر نکاح خواں پر حد ہے تو کون سی حد ہے۔ کیا نکاح دوبارہ پڑھے۔ یعنی نکاح خوان اپنا نکاح دوبارہ پڑھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ نکاح خوان کا نکاح پر نکاح پڑھنے سے اس کا اپنا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ نیز جن لوگوں کو علم تھا کہ واقعی ہندہ کا نکاح پیشتر کیا ہوا ہے اور تمام کام دھوکہ دہی سے ہوا ہے۔ ان کے بارہ میں بھی حکم فرمائیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں ہندہ کا جو نکاح بکر کے ساتھ اس کے والد نے اس کی رضامندی سے کرایا تھا۔ وہ بدستور قائم ہے۔ دوسرا نکاح نہیں ہوا۔ اگر دوسرا نکاح، نکاح خوان نے دیدہ دانستہ پڑھایا ہے تو وہ گنہگار ہے۔ اس کو توبہ کرنا چاہیے اور اگر اسے علم نہ تھا۔ جیسا کہ سوال میں درج ہے۔ تو پھر اس کا کوئی قصور نہیں اور اس کا نکاح یا نکاح میں شرکت کرنے والوں کا نکاح نہیں ٹوٹا۔ ان کا بھی یہی حکم ہے۔ حد کسی پر کوئی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
۱۹ ستمبر ۱۹۶۶ء

الجواب صحیح عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ جمادی الاخری ۱۳۸۶ھ

اگر با قاعدہ ایجاب وقبول نہیں ہوا، بلکہ وعدہ نکاح ہوا ہے تو دوسرا عقد درست ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی غلام حیدر نے اپنی لڑکی کی دعاء و نکاح کے لیے زبان سے روبرو گواہوں کے یہ اقرار کیا کہ میری فلاں لڑکی عبدالمجید اور محمد موسیٰ کے ساتھ نکاح کر دینے کا وعدہ کرتا ہوں کہ جب بالغ ہو جائے گی۔ یعنی عند الطلب بلاعذر نکاح و بیاہ کر دیں گے۔ اصل میں یہ عوض معاوضہ تھا کہ عبدالمجید کی ہمشیر کا نکاح غلام حیدر کے بھائی کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اب عبدالمجید کی ہمشیر فوت ہوگئی ہے۔ اس کی وفات کے بعد غلام حیدر نے اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا ہے۔ وہ چند افراد جن کے سامنے اقرار کیا گیا تھا۔ انھوں نے بھی روک تھام کی ہے۔ لیکن غلام حیدر نے اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ عوض معاوض کر کے کر دیا ہے۔ ہر ایک آدمی نے اس کو کہا کہ جو زبان ہو جاتی ہے۔ ان کی نکاح ہوتا ہے۔ شریعت میں تم اس کو پورا کر کے اپنے ایمان کو سالم رکھو۔ پھر بھی اس نے نکاح کر دیا ہے۔

اب مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ اس کا اقرار اول جو عبدالمجید کے ساتھ کیا تھا۔ کیا وہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں اور اس نے جو نکاح ثانی کر دیا ہے۔ وہ صحیح ہے یا باطل۔ شریعت میں وہ مجرم ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔معلوم رہے کہ اگر محض عبدالمجید کو نکاح میں دینے کا وعدہ کر چکا تھا۔جیسا سوال سے ظاہر ہے کہ جب بالغ ہو جائے گی تب اس کا بیاہ بلا عذر کر دے گا ۔تب تو محض اس وعدہ سے نکاح منعقد نہیں ہوا ہے اور نہ یہ اقرار نکاح شمار ہوتا ہے ۔لہٰذا دوسری جگہ اس کا نکاح کر دینا شرعاً صحیح اور درست ہے اور اگر با قاعدہ ایجاب وقبول روبرو گواہان اسی وقت ہو چکے ہیں ۔محض وعدہ دینے کا نہیں تھا۔ بلکہ اسی وقت با قاعدہ شرعی نکاح عبدالمجید کے ساتھ کر چکا ہے تو وہ پہلا نکاح ہو گیا اور دوسرا نکاح نا جائز اور باطل ہے ۔**كما قال في شرح الوقاية هو ينعقد بايجاب و قبول لفظهما ماض كزوجت وتزوجت اوماض ومستقبل كزوجني فقال زوجت** . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ جمادی الاخری ۱۳۸۶ھ

اگر شرعی تقاضوں کو پورا کر کے تنسیخ کرائی گئی تو عقد ثانی درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین مسئلہ ہذا میں کہ ایک عورت جس کو اپنا خاوند عرصہ چھ سات برس سے نہ خوراک دیتا ہے نہ پوشاک ۔ یہ عورت اپنی محنت مزدوری سے اپنا شکم پالتی ہے اور یہ عورت اس قدر تنگ ہے کہ نہ تو خاوند خرچ نان نفقہ ادا کرتا ہے اور نہ یہ عورت خود ہی اپنی محنت مزدوری سے اپنی تمام ضروریات دنیاوی پوری کر سکتی ہے اور یہ عورت تقریباً پچیس سال کی نوجوان عورت ہے ۔بغیر خاوند کے اس کا گذارہ بہت مشکل ہے ۔ لہٰذا عورت مذکورہ نے تنگ آ کر عدالت ملتان میں تنسیخ نکاح کے متعلق چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مجسٹریٹ مسلمان سے اسے تنسیخ نکاح کی ڈگری حاصل ہوئی ۔اب بمطابق ڈگری عدالت کیا یہ عورت از روئے شرع شریف نکاح دیگر کر سکتی ہے یا کیا شہادتیں جو موجود ہیں کہ واقعی اس عورت کو خاوند نے عرصہ چھ سات سال سے خرچ نہ دیا۔ بلکہ گھر سے نکال دیا اور طرح طرح کی اذیتیں دیتا رہا۔تمام قسم کی شہادتیں موجود ہیں ۔از روئے شرع شریف فیصلہ فرمایا جائے ۔فقط ۔بینوا تو جروا

اگر واقعہ یہ ہو کہ عورت تو اس خاوند کے پاس آباد ہونے کے لیے ہر وقت تیار رہی ہو اور صرف مرد ہی اس

کو گھر میں آباد نہ کرے۔ نان نفقہ دیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرے۔ تو اس صورت میں اگر مسلمان حاکم سے اس کے نکاح کو شرعی قانون کا لحاظ رکھتے ہوئے فسخ کرائے تو یہ تنسیخ صحیح ہوگی ورنہ نہیں۔ خوب غور کر لیا جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ ذوالقعدہ ۱۳۷۶ھ

لڑکی کا نکاح اگر چیئرمین کے ہاں گواہوں سے ثابت ہو جائے تو باپ کا دوسرا عقد کرانا حرام ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح کر دیا۔ نکاح خوان حاجی پیر محمد غوث قریشی ساکن پیر عبدالرحمن صاحب تھے۔ جو لڑکی کے باپ کے پیرومرشد ہیں۔ اب لڑکی والوں نے رشتہ (سرمیل وشادی) طلب کیا ہے۔ تو لڑکی کے باپ نے کہا ہے۔ میں نے کوئی نکاح نہیں کر دیا ہوا ہے۔ فقط دعاء خیر تھی۔ یہ جھگڑا چیئرمین علاقے کے پاس پیش ہوا۔ لڑکے والوں نے اپنا نکاح گواہوں کے ساتھ ثابت کیا اور خصوصاً لڑکی والے کے بھائی نے چیئرمین صاحب ملک محمد امیر بخش صاحب کے سامنے بموجودگی ممبران ملک عاشق محمد، ملک سردار محمد وغیرہ اقرار کر لیا کہ واقعی نکاح میرے بھائی کی لڑکی کا ہوا تھا۔ یہ مانے یا نہ مانے۔ اس کی مرضی۔ چیئرمین صاحب نے فیصلہ دیا کہ نکاح ثابت ہے۔ باوجود اس فیصلے کے لڑکی کا باپ لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کرنے پر آمادہ ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے۔

لڑکی کا نکاح اگر شہادت گواہوں کے ساتھ چیئرمین صاحب کے پاس ثابت ہو چکا ہے۔ تو اب باپ کے انکار کا کوئی اعتبار نہ رہا۔ جس لڑکی کا نکاح باپ اور دادا کے سوا بھائی یا چچا وغیرہ کر دیں تو بوقت بلوغ فوراً انکار کرے اور گواہ بنا کر کے حاکم کے سامنے گواہ گزار کر نکاح فسخ کرائے۔ شرعاً اس کو حق پہنچتا ہے اور اگر باپ اور دادا نکاح کر دیں تو بوقت بلوغ اس لڑکی کو اس نکاح کے انکار کرنے کا شرعاً حق نہیں پہنچتا۔ اس صورت میں جب تک لڑکی طلاق حاصل نہ کرے۔ دوسری جگہ اس کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ اگر نکاح کیا گیا۔ تو نکاح پر نکاح ہوگا اور شاملین مجلس نکاح کے تحت گناہ گار اور مجرم ہوں گے۔ جیسا کہ کتب شرع شریف میں مصرح موجود ہے۔ واللہ اعلم

حررہ محمد عبدالشکور عفی عنہ
الجواب صحیح عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ شعبان ۱۳۸۶ھ

محض افواہ پھیلانے سے نکاح کا ثبوت نہیں ہوتا لہٰذا دوسرا نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے جب پہلی شادی کی تو پہلی بیوی زاہدہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جب یہ لڑکی تین سال کی تھی۔ تو زید نے دوسری شادی کرنے پر اس لڑکی اور اس کی والدہ کو گھر سے نکال دیا اور تقریباً ۱۳ سال تک ان دونوں کی کفالت زاہدہ کا بھتیجا کرتا رہا۔ اب جبکہ لڑکی جوان ہوئی۔ اب زید اس لڑکی کی شادی اس لڑکی اور اس کی والدہ کی مرضی کے خلاف جبراً کرنا چاہتا ہے۔ تو کیا شرعاً اس کو یہ حق ہے اور زاہدہ کا بھتیجا ان کی کفالت کا خرچہ اس کے شوہر سے وصول کر سکتا ہے اور اب زید نے یہ کہنا بھی شروع کر دیا ہے کہ اس لڑکی کا بچپن میں میں نے نکاح کیا تھا۔ لیکن اس نکاح کی کوئی شخص گواہی نہیں دیتا۔ جن گواہوں کا وہ نام لیتا ہے۔ وہ حلفاً کہتے ہیں ہمارے سامنے کوئی نکاح نہیں ہوا ہے۔ تو کیا یہ نکاح صحیح اور درست ہے۔

﴿ج﴾

لڑکی مذکورہ کے والد نے اگر اس کی نابالغی کی حالت میں گواہوں کی موجودگی میں اس کا نکاح کر دیا تھا۔ تو وہ نکاح صحیح ہو گیا ہے۔ پھر یہ لڑکی بالغ ہونے کے بعد دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی۔ لیکن اگر اس کے والد نے اس کی نابالغی کے دوران نکاح نہیں کیا اور محض افواہ کی بنا پر یہ نکاح مشہور کر دیا ہے اور گواہ اس پر موجود نہیں ہے۔ تو پھر یہ لڑکی آزاد ہے۔ کفو میں مہر مثل کے ساتھ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ والد کو بالغہ لڑکی پر ولایت جبر حاصل نہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ
۱۴ المحرم ۱۳۹۸ھ

سوتیلے بھائی کا بھتیجی کا نکاح دوسری جگہ کرانا غلط ہے

زید نے اپنے متوفی بیٹے کی لڑکی کا نکاح اپنے دوسرے زندہ بیٹے کے لڑکے سے شرعی طور پر کرا دیا۔ لڑکی اور لڑکا دونوں نابالغ تھے۔ کچھ لڑکی کا گمان بلوغت کا تھا۔ مگر لڑکا لڑکی سے عمر میں چھوٹا ہے۔ اس پر زید کے سوتیلے

بھائی نے زید کے خلاف دعویٰ کر دیا۔لیکن صاحب بہادر نے دادا کے نکاح کو صحیح قرار دے دیا۔اس کے کچھ عرصہ بعد بکر اور اس کے کنبے والوں نے لڑکی کو اغواء کر دیا اور اپنے بیٹے کے ساتھ نکاح کر دیا۔کیا نکاح پر نکاح جائز ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ دادا کا اپنی نابالغ پوتی کا نکاح اپنے نابالغ پوتے سے شرعاً کرنا درست ہے اور پوتی کو اس نکاح میں خیار بلوغ کا حق بھی نہیں پہنچتا۔لہٰذا اس لڑکی کا اپنے خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ عقد کرنا درست نہیں ہے۔جو لوگ دوسرے نکاح میں دیدہ دانستہ شریک ہو گئے ہیں۔سخت مجرم ہیں۔ان پر توبہ واستغفار لازم ہے۔

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نکاح اول کے ہوتے ہوئے دوسری اور پھر تیسری جگہ بچی کے نکاح کا حکم

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی محمود نے اپنے بھائی مسمی اللہ بخش کے لڑکے کو اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا۔یہ نکاح کے بدلے نکاح جو چھ صورتوں میں ہوا۔یعنی ب کو ب، ج کو ج نے، د کو د نے وغیرہ۔اللہ بخش کی لڑکی بالغ تھی۔اس نے شادی کر دی تھی۔اس کے تبادلے والے کی بھی شادی ہو گئی۔مسمی محمود کی لڑکی بوقت نکاح نابالغ تھی۔مسمی اللہ بخش کا لڑکا جس کے ساتھ نکاح ہوا۔وہ بھی نابالغ تھا۔ان کا نکاح شرعی تھا۔قانونی نہ تھا۔محمود نے بغیر کسی عذر شرعی کے اور بلا حکم عدالت کے اپنی لڑکی کے نکاح پر نکاح کسی اور سے کر دیا۔جبکہ وہ بالغ ہو چکی تھی۔یہ معاملہ نہایت سنگین تھا۔مقامی علماء نے اس کا برتاؤ اور سلام تک بھی ناجائز قرار دیا۔اس کے تمام لواحقین برادری اور غیر برادری ابتک اس سے بائیکاٹ کیے ہوئے ہیں۔متعدد دفعہ اسے سمجھایا جا چکا ہے کہ توبہ کر لے اور اس عمل سے باز آ۔مگر وہ اپنی ضد پر قائم ہے۔اس کے لڑکے بیوی وغیرہ بھی اس کے ساتھ برابر شریک ہیں اور ضد پر قائم ہیں۔پھر یہ کہ نکاح پر نکاح کرنے کے باوجود بھی اس نے پھر تنسیخ حاصل کر کے تیسرا نکاح کر دیا ہے۔پہلی جگہ سے اس نے ۱۲۰۰ روپے لیے۔پھر تیسرے سے ۲۰۰۰ روپے لے کر نکاح کر دیا ہے۔اس آدمی کے لڑکے کا نکاح مسمی الٰہی بخش کی لڑکی کے ساتھ شرعاً ہے۔وہ بھی تبادلہ ہے۔جو اس آدمی کے اس جرم سے پہلے کا نکاح پڑھا ہوا ہے۔الٰہی بخش نہایت متقی اور پرہیزگار ہے۔جبکہ مذکور شخص محمود نہایت دغاباز جھوٹا

زانی رشوت خور نیز ہر قسم کے فواحش میں ماہر ہے۔ نیز یہ نکاح کی صورت ہوسکتی ہے یا اس کے ایسے عمل سے فسخ ہو جاتے ہیں۔ جبکہ مسمی محمود کے دونوں لڑکے ایک جیسے برابر کے اوصاف رکھتے ہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں چونکہ محمود کے لڑکے کے ساتھ الٰہی بخش کی لڑکی کا نکاح شرعاً صحیح و لازم ہوا ہے۔ اس لیے خاوند سے طلاق لے یا خلع کرے۔ محمود کے لڑکے کے فسق سے الٰہی بخش کی لڑکی کا نکاح ختم نہیں ہوتا۔ خاوند کا فاسق ہونا فسخ نکاح کا سبب نہیں۔ واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

داماد سے حالات خراب ہونے پر بچی کا نکاح دوسری جگہ کرانا

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ تقریباً آٹھ سال کا عرصہ ہوا ہوگا کہ مسمی حاجی عبداللہ ولد نبی بخش قوم گاذر ساکن شہر رنگ نے قانون شریعت کے مطابق اپنی لڑکی کا نکاح مسمی حاجی رسول بخش ولد اللہ ڈوایا ساکن کوٹ مٹھن شریف کے ساتھ کر دیا تھا۔ اب جگر جانے پر مسمی حاجی عبداللہ نے حصول طلاق کے بغیر اسی اپنی مذکورہ بالا لڑکی کا ثانی نکاح کسی ایک دوسرے شخص کے ساتھ کر دیا ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا حاجی عبداللہ مذکور جو کہ شرع شریف سے صریحی طور پر روگردان ہو چکا ہے، اس کے بارہ میں شریعت کیا حکم نافذ کرتی ہے۔ نیز اسی اپنی لڑکی کی شادی بھی کی ہے۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں اگر واقعی مسمی حاجی عبداللہ نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک دفعہ حاجی رسول بخش سے کیا ہے اور حاجی رسول بخش سے حالات خراب ہونے پر اس سے طلاق لیے بغیر اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا ہے۔ تو حاجی عبداللہ اور عقد نکاح پڑھنے والا نیز اس نکاح میں شریک ہونے والے (اگر انھیں حاجی رسول بخش سے اس لڑکی کے نکاح کا علم ہو) سب سخت مجرم اور مرتکب کبیرہ اور فاسق ہیں۔ شرعاً سب کو توبہ تائب ہونا لازم ہے اور توبہ سب کی یہ ہے کہ حاجی رسول بخش کو اس کی منکوحہ حوالہ کر دے نیز برادری اور عامۃ المسلمین کا یہ فرض

ہے کہ حاجی عبداللہ خاوند ثانی وغیرہ کو سمجھائیں کہ وہ اس فسق وحرام سے باز آجائیں کیونکہ اس صورت میں ثانی شخص کے پاس آباد ہونا وغیرہ زنا کاری حرامکاری ہے۔ نکاح رسول بخش کا بدستور قائم ہے۔عورت اس کے حوالہ کرلیں یا حاجی رسول بخش کو کسی طرح راضی کر کے اس سے طلاق لے لیں، خلع کرلیں۔ بشرطیکہ راضی ہواور طلاق دے۔ اگر باوجود سمجھانے بجھانے کے حاجی عبداللہ وغیرہ رسول بخش کی زوجہ اس کو نہ دیں اور نہ اس کو راضی کر کے اس سے طلاق لیں تو برادری وعامۃ المسلمین پر فرض ہے کہ حاجی عبداللہ خاوند ثانی سے قطع تعلق کریں اوران کا حقہ پانی بند کردیں تاآنکہ وہ توبہ تائب ہوجائے۔ حاجی رسول بخش کو اس کی منکوحہ دیں یا اسے راضی کر کے اس سے طلاق لے لیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

وٹہ سٹہ میں اگر ایک فریق رشتہ دینے سے انکار کرے اور دوسرے فریق کی بچی کا نکاح کیا جا چکا ہو تو کیا کیا جائے؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی نابالغ کا نکاح اس کے باپ نے کیا، بوجہ مجبوری کے اورشرط بدلہ مقرر ہوا تھا۔ اب ہم ان کے پاس گئے کہ ہمیں بھی نکاح کردو۔ تو انھوں نے انکار کردیا کہ ہم نہیں دیتے۔ اب یہ لڑکی جس کا نکاح مجبوری کی بناء پر ہوا تھا۔ وہ بھی جانا نہیں چاہتی۔ اب اس کا والد نکاح کو توڑنا چاہتا ہے اور لڑکی بھی کہتی ہے کہ میں خاوند کے پاس نہیں رہتی۔

(نوٹ) سائل سے مجبوری کے متعلق معلوم ہوا کہ لڑکی کا باپ غریب تھا۔ دوسرا فریق دنیا دار تھے اور روپوں والے تھے۔ لڑکی کے باپ پر زور دیا کہ ہم ہر طرح آپ کی امداد کریں گے اور بدلہ بھی دیں گے۔ نیز یہ لڑکی کا باپ اکیلا ایک ہی آدمی ہے۔ کوئی رشتہ دار بھائی وغیرہ اس کے نہیں ہیں۔ چنانچہ ان حالات سے وہ مجبور ہوا اور اپنی لڑکی کا نکاح کردیا۔

صورۃ مسئولہ میں جب باپ نے اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح کردیا۔ تو نکاح شرعاً صحیح ولازم ہوگیا۔ لہٰذا یہ لڑکی بغیر طلاق لینے یا خلع کرنے کے نکاح نہیں توڑ سکتی۔ دوسرے فریق نے اگر واقعی بدلہ دینے کا وعدہ کیا ہے اور اب وہ انکاری ہیں۔ تو چونکہ شرعاً ایفائے عہد ضروری اور لازمی ہے اس وجہ سے ایفاء عہد ان پر لازم ہے اور وعدہ پورا نہ کرنے کی صورت میں گنہگار رہوں گے۔ لیکن مذکورہ نکاح پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر لڑکی کا سگا باپ ایک جگہ نکاح کرائے اور سوتیلا باپ دوسری جگہ تو کونسا صحیح ہوگا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ۔ جوحسب ذیل ہے۔ اللہ دتہ ولد احمد ذات نائی اپنی منکوحہ مسمات بختاور کو مطلقہ کیا۔ جو حاملہ تھی۔ بعد وضع حمل محمود ولد موسیٰ نائی نے نکاح کیا۔ جس کا اقرار نامہ حسب ذیل ہے۔ نقل اقرار نامہ یہ ہے۔ منکہ مسمی محمود ولد موسیٰ ذات نائی سکنہ موضع بیٹ دبلی تھانہ کوٹ سلطان تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ ہوں۔ مسماۃ بختاور طلاق شدہ اللہ ڈتہ ولد احمد جوکہ حاملہ ہے۔ وضع حمل ہونے سے اگر اس کا لڑکا پیدا ہوا۔ تو اللہ ڈتہ ولد احمد اس کے لینے کا حق دار نہ ہوگا اور اگر لڑکی پیدا ہوئی۔ تو میں بعد چھ سال کے لڑکی مسمی مذکورہ کے بغیر خرچ خوراک کیے حوالے کروں گا۔ مجھے واپس دینے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ لہٰذا اقرار نامہ اور سند لکھ دیتا ہوں۔ (۱) گواہ شد امام بخش ولد غلام محمد سکنہ پہاڑ پور۔ (۲) محمود ولد موسیٰ ذات نائی۔ اللہ بخش ولد کریم بخش بقلم خود جب وضع حمل ہوا مسماۃ بختاور کو لڑکی پیدا ہوئی۔ جس کا نام عالمو رکھا بعد از چھ سال۔ مسمی اللہ ڈتہ ولد احمد نے اپنی لڑکی مسماۃ عالمو کو اپنے گھر لے آنے کا مطالبہ کیا۔ تو محمود ولد موسیٰ ذات نائی و مسماۃ بختاور نے انکار کر دیا اور لڑکی نہ دی۔ کئی دن بعد اللہ ڈتہ نے اپنی لڑکی مسماۃ عالمو کا نکاح ولد حسین نائی کو نکاح کر دیا۔ مگر سرکاری رجسٹر پر اندراج نہیں کیا۔ پھر دو تین دفعہ اللہ ڈتہ مذکور نے مطالبہ کیا۔ مگر انھوں نے لڑکی دینے سے انکار کر دیا۔ بعد از عرصہ تقریباً ۱۵ سال کے مسمی محمود ولد موسیٰ نے مسماۃ عالمو مذکورہ جوکہ دختر اللہ ڈتہ ولد احمد تھی۔ اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا ہے۔ کیا یہ دوسرا نکاح صحیح ہے یا نہ۔ اگر پہلا نکاح صحیح ہے۔ تو مسمی محمود ولد موسیٰ اور اس کے مددگاروں کے ساتھ برتاؤ رکھنا بروئے شرع شریف جائز ہے یا نہ۔

السائل غلام حسن دوکاندار ڈاک خانہ بیٹ دبلی ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

نابالغی کے زمانہ میں باپ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہے۔ اس لیے اللہ ڈتہ کا کیا ہوا نکاح شرعاً معتبر ہوگا۔ دوسرا نکاح بالکل ناجائز ہے۔ عورت کے لیے وہاں رہنا حرام ہے۔ تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ عورت کو مجبور کر کے اپنے خاوند کو دلائیں۔ نیز حکومت کا فرض ہے کہ وہ عورت کو اپنے خاوند کے سپرد کرنے میں اپنا اثر استعمال کرے۔ ایسے لوگوں کو جو باوجود علم کے دوسرے نکاح میں شریک ہوئے ہیں۔ توبہ کرنا لازم ہے۔ سخت گنہگار ہیں۔ ورنہ ان سے بائیکاٹ کر لیا جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عدالتی ڈگری پر دوسری جگہ نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر تنسیخ نکاح یکطرفہ ڈگری ہوئی ہے۔تو وہ لڑکی دوسری جگہ شادی کر سکتی ہے؟ بوقت تنسیخ نکاح دوسرے فریق کو جس کے ساتھ نکاح ہو کوئی علم نہ ہو اور غلط رپورٹ کرا کر یعنی سمن اور اخبار اشتہار میں غلط رپورٹ کی گئی ہو تو ایسی صورت میں شریعت کے مطابق دوسری جگہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہ۔ جس وقت لڑکی نے مطابق حکم ڈگری تنسیخ نکاح دوسری جگہ شادی کی۔تو اس وقت دوسرے فریق۔جس کے ساتھ لڑکی کا شرعاً نکاح تھا۔ پتہ چلا تو اس نے عدالت مجاز میں درخواست کر دی کہ مجھے کسی قسم کی اطلاع بوقت تنسیخ نکاح نہیں دی گئی ہے۔میرا نکاح بدستور ہے۔اس میں شریعت کیا حکم صادر کرتی ہے۔ جب لڑکی کا نکاح ہوا تو بالغ تھی اور ابھی تک اس کی رخصتی نہیں ہوئی ہے۔

﴿ج﴾

بر تقدیر صحت واقعہ یہ لڑکی بدستور شخص مذکور کے نکاح میں ہے۔ جب تک اس کے خاوند سے طلاق حاصل نہ کی جائے۔ یہ لڑکی دوسری جگہ عقد نکاح نہیں کر سکتی۔عدالتی تنسیخ نکاح شرعاً معتبر نہیں ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صورت مسئولہ میں عدالتی تنسیخ کا اعتبار نہیں،عورت دوسری جگہ نکاح کی مجاز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ اسلم خاتون نے اپنے خاوند محمد دین کے خلاف ظلم تشدد مار پیٹ نان ونفقہ نہ دینے اور اس کے زیورات و پارچات چھین لینے کی بنا پر عدالت میں تنسیخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا۔عدالت نے پوری تحقیق اور شہادتوں کے اور مندرجہ بالا وجوہات کے ثبوت کے بعد تنسیخ نکاح کا فیصلہ کر دیا۔جس کا مکمل ثبوت موجود ہے۔کیا اس صورت میں تنسیخ نکاح شرعاً درست ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

بر تقدیر صحت واقعہ یہ تنسیخ شرعاً درست نہیں ہے اور یہ عورت اپنے خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ عقد نکاح کرنے میں شرعاً مجاز نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر وٹہ سٹہ کی صورت میں رخصتی سے قبل ایک لڑکی فوت ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک خاندان کے افراد کے درمیان رشتہ ناتہ ہوتا ہے۔ دونوں طرف سے لینے دینے کا وعدہ بلکہ نکاح ہو جاتا ہے۔ اب ایک لڑکی منکوحہ دار فانی سے چل بسی اور ایک لڑکی منکوحہ زندہ باقی ہے۔ اب جولڑکی زندہ ہے۔ اس کے ولی دینے کے لیے تیار نہیں۔ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ ہم اپنی لڑکی تب دیں گے۔ جب آپ اس کا بدل دے دیں۔ دوسری وجہ نہ دینے کی یہ کہ لڑکا چرس پیتا ہے اور بے روزگار ہے اور زانی فحاش قسم کا آدمی ہے۔ اب جولڑکی زندہ منکوحہ ہے۔ اس کے والدین ایسے اوباش قسم کے آدمی کو اپنی لڑکی دینا گوارہ نہیں کرتے۔ جب نکاح ہوا تھا۔ تقریباً اس کو اٹھارہ سال ہو گئے ہیں اور سابقہ عمر یعنی نکاح کے وقت بھی اٹھارہ سال عمر تھی۔ تو تقریباً ۳۵، ۳۶ سال ہونے والے ہیں۔ اب ہم شرع شریف کی رو سے فیصلہ چاہتے ہیں۔ اب نکاح باقی ہے اور ایسے شخص کو دینا جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح کیا گیا ہے۔ تو نکاح صحیح اور نافذ ہے اور جب تک خاوند طلاق نہ دے، دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بالغہ لڑکی سے اجازت اگر چہ جبراً حاصل کی گئی ہو، معتبر ہے اور دوسری جگہ عقد جائز نہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک بالغہ کنواری لڑکی کو اس کے ایک رشتہ دار نے اس کے باپ کی غیر موجودگی میں بھگا لیا اور اس کو کہیں دور لے گیا۔ مگر لڑکی نے وہاں جا کر شور مچایا اور پولیس تک معاملہ پہنچا۔ پولیس نے وہاں پر ایک دوسرے رشتہ دار کے حوالے کر دیا۔ اس رشتہ دار نے لڑکی کے وارثوں کو خط لکھا کہ لڑکی کو آ کر لے جائیں۔ خط بجائے والد کے کسی دوسرے رشتہ دار کو ملا۔ انھوں نے وہاں جا کر اپنے ایک نوجوان سے جبراً نکاح کرا دیا۔ لڑکی کا بیان ہے کہ انھوں نے ایجاب کے لیے بے حد مجبور کیا اور دھمکی دی۔ میں خوف کے

مارے ہاں کر بیٹھی۔ چند دنوں کے بعد اس کے باپ کو معلوم ہوا تو وہ بھی وہاں پہنچ گیا اور اس نے ناراضگی کا اظہار کیا کہ میں یہ لڑکی تمھیں نہیں دیتا۔ مگر انھوں نے پندرہ صد روپیہ نقد اور ایک چھوٹی لڑکی کا رشتہ دینے کی شرائط پر اسٹام بھی کر دیا۔ جب وہ سب لوگ واپس وطن پہنچے تو لڑکی باپ کے گھر میں جا بیٹھی اور باپ بھی دینے سے انکاری ہے ناکح جدی بھی نہیں۔ بلکہ ماما کی طرف سے رشتہ دار ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں تو اب کیسے اس لڑکے سے اپنے آپ کو آزاد کرا سکتی ہے۔

(نوٹ) جب وطن واپس آئے۔ تو نکاح والوں نے پندرہ صد روپیہ دینے سے انکار کر دیا۔ البتہ دوسری شرط یعنی لڑکی صغیرہ دینا چاہتے تھے۔ دو دفعہ فیصلہ ہونا چاہا مگر ہر دو دفعہ رقم دینے سے انکار کرتے رہے۔ پھر لڑکی نے استغاثہ کر دیا۔ اب وہ رقم بھی دینا چاہتے ہیں۔ مگر اب لڑکی اور اس کا باپ نہیں مانتے۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ بالغہ لڑکی کی رضامندی اور اجازت اگرچہ جبراً حاصل کی جائے۔ شرعاً معتبر ہے۔ پس صورت مسئولہ میں اگر شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح کیا گیا ہے۔ تو وہ شرعاً نافذ ہے۔ اور خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لڑکے کا بدکردار ہونا عقد ثانی کے جواز کے لیے کافی نہیں

﴿س﴾

عرض ہے کہ میرا چچا زاد بھائی ہے۔ جس نے چند آدمیوں میں لڑکی دینے کا اقرار نامہ آج سے ۱۴ سال پہلے زبانی کیا تھا۔ اس میں نمبردار صاحب بھی موجود نہیں تھے۔ اس وقت لڑکی کی عمر صرف ½۲ ماہ کی تھی۔ لڑکی کے جوان ہونے سے پہلے اس لڑکے نے اس کی آبرو لوٹنے کا حربہ بھی استعمال کیا۔ لیکن اس نے اپنے آپ کو محفوظ رکھا۔ لڑکی اس وقت جوان ہے۔ والدین مجبور ہو چکے ہیں۔ اس لڑکے میں کوئی اسلامی فطرت یا اخلاقی ہمدردی بھی نہیں ہے۔ فتویٰ کی صورت میں جواب عنایت فرمائیں۔ مزید عرض ہے کہ نکاح ڈالتے وقت لڑکے لڑکی کے والدین نے ایجاب وقبول کیا تھا۔ لیکن اس وقت لڑکی لڑکے کی عمر چھوٹی تھی۔ لڑکے کے بڑے ہونے میں بداعمال اور بدکردار ہونے کا کوئی علم نہیں تھا۔ لیکن اب موجودہ حال میں اس کی فطرت بگڑ گئی ہے۔ جو کہ ناقابل برداشت ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر لڑکے اور لڑکی کی صغرسنی میں دونوں کے والدین نے شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح کیا ہے۔ تو وہ نکاح صحیح اور نافذ ہے اور لڑکی کو خیار بلوغ حاصل نہیں۔ جب تک خاوند سے طلاق حاصل نہ کی جائے۔ دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ جمادی الاولی ۱۳۹۱ھ

اگر بالغ لڑکی کا نکاح اس کی مرضی سے کفو میں ہوا ہے تو عقد ثانی جائز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی مسماۃ عسکر بی بی دختر حقنواز کا نکاح ہمراہ عبدالرزاق ولد محمد امیر کیا گیا۔ (۲) اس نکاح میں والد گھر میں موجود نہیں تھا۔ دادا موجود تھا۔ بلکہ وکیل نکاح تھا۔ (۳) والد ایک ہفتہ پہلے اس لڑکے عبدالرزاق کو رشتہ دینے پر راضی تھا۔ (۴) لڑکی مذکورہ کی عمر تقریباً بائیس سال اور لڑکے عبدالرزاق کی عمر سترہ سال ہے۔ (۵) بوقت نکاح لڑکی کی والدہ و پھوپھی موجود تھی۔ ایک دفعہ برادری کے اجتماع کے وقت والد نے اس لڑکی کے رشتہ دینے کا وعدہ کیا تھا اور عبدالرزاق ولد محمد امیر کو منظور کیا تھا کہ میں اسے رشتہ دوں گا۔ جس کی وجہ سے لڑکی مذکورہ بالغہ دیگر رشتہ ہونے پر ناخوش تھی۔ (۶) جب نکاح خوانی پر معزز برادری کے اشخاص جمع ہوئے۔ تو لڑکی بالغہ نکاح پر آمادہ ہوئی اور فارم تحریری پر نشان انگوٹھا ثبت کر دیا اور کوئی اعتراض نہ کیا۔ نکاح خوانی کے بعد رخصتی پر آمادہ ہوگئی۔ (۷) جب والد لڑکی مذکورہ کا نکاح دیگر شخص مسمی حق نواز ولد عاشق محمد پر آمادہ ہوگیا۔ (۸) لہٰذا بنا راضگی نکاح عبدالرزاق کا ہمراہ لڑکی عسکر بی بی رجسٹریشن تھا۔ تو والد مذکور نے لڑکی مذکورہ کا بیان عدالت میں دلا کر دیگر لڑکے مسمی حق نواز ولد عاشق محمد کے ساتھ نکاح دوسرا کر دیا۔ (۹) لڑکی مذکورہ دوسرے نکاح پر خوش نہ تھی۔ مجبور کیا گیا۔ تو اسی وجہ سے لڑکی مذکورہ کو بیان عدالت ہائی کورٹ لاہور پیش کیا گیا۔ تو والد لڑکی نے دختر عسکر بی بی کو وعدہ کیا کہ تو والدہ کے گھر واپس آنے کا بیان دے گی تو میں ہر طرح سے تجھے خوش کروں گا۔ لڑکی نے اس لالچ کی بناء پر والد کے گھر آنے کا بیان دیا تو والد بے رحم نے اپنی لڑکی کو دوسرے نکاح والے خاوند کے ہمراہ رخصت کر دیا۔ (۱۰) اب فتاویٰ حنفی مذہب کی بناء پر نکاح بالغہ لڑکی پہلا جائز ہے یا کہ دوسرا نکاح جائز ہے۔

﴿ج﴾

تحقیق کی جائے۔اگر بالغہ لڑکی کا پہلا نکاح اس کی اجازت سے گواہوں کی موجودگی میں شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ اپنے کفو میں کیا گیا ہے۔تو پہلا نکاح صحیح اور نافذ ہے۔دوسری جگہ جونکاح کیا گیا ہے۔ وہ نکاح برنکاح اور ناجائز ہے۔لہٰذا لڑکی کو فوراً پہلے نکاح والے خاوند کے حوالہ کردیا جائے۔یا اس سے طلاق لے کر دوبارہ دوسرے خاوند کے ساتھ نکاح کیا جائے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ رجب ۱۳۹۱ھ

ڈیڑھ سال سے مریض لاپتہ شخص کی بیوی کا دوسرا نکاح کرنا

﴿س﴾

ایک لڑکی جس کا نکاح ۹ سال کی عمر میں ہوا اور نکاح ۵۴ء میں ہوا اور ۶۲ء میں لڑکی جوان ہوئی۔تو شادی کا مطالبہ حسب رواج کرتے رہے۔مگر لڑکی والوں نے کوئی رواجی لین دین قبول نہیں کیا اور عذر بہانے میں ٹالتے رہے۔تقریباً ۳ سال تک شادی کا مطالبہ کرتے رہے۔مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی۔اس کے بعد ۱۹۶۵ء میں لڑکا دماغی کمزوری میں مبتلا ہوگیا اور سرپرست علاج معالجے میں مصروف ہوگئے۔لڑکی والوں نے موقعہ سے فائدہ اٹھا کر یہ کہنا شروع کردیا۔جلدی علاج کرو۔ہماری لڑکی کافی عرصہ سے جوان ہے۔ہم نہیں بٹھا سکتے اور نہ ہی بیمار کو دیتے ہیں۔اسی کشمکش میں تھے کہ لڑکے کا علاج شروع تھا اور علاج کے دوران وہ لاپتہ ہوگیا۔تقریباً ۱۹۶۸ء میں لاپتہ ہوا اور اس کو ڈیڑھ سال لاپتہ ہوئے کو ہوگیا ہے۔مگر لڑکی والوں نے بغیر گواہ وغیرہ کے فتویٰ لے کر کسی اور کے ساتھ نکاح کر دیا ہے۔ہمیں قرآن وحدیث کی رو سے یہ بتایا جائے کہ یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز۔

(نوٹ)لڑکے کی تلاش شروع ہے۔ابھی ابھی یہ خبر ملی ہے۔ان علامات سے پتہ چلتا ہے کہ لڑکا ابھی زندہ ہے اور ایک آدمی اس جگہ پر بھی بھیج دیا ہے۔

صورت مسئولہ میں مسماۃ مذکورہ کا دوسرا نکاح درست نہیں ہوا۔لاپتہ شوہر کو اگر چار سال گزر جائیں اور

کوئی پتہ نہ چلے تو پھر عدالت میں عورت کو رجوع کرنا ضروری ہے۔ عدالت جب فسخ نکاح کا فیصلہ دے تو شرع کے دستور کے مطابق کسی جگہ نکاح ہونا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

حامد علی مہتمم مدرسہ اسلامیہ خیر المعاد ملتان

﴿ھوالمصوب﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس لڑکی کا نکاح سابق خاوند کے ساتھ بدستور باقی ہے۔ دوسری جگہ نکاح پر نکاح اور حرامکاری ہے۔ دوسری دفعہ جس شخص کے ساتھ نکاح پڑھایا گیا ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ فوراً اس عورت کو چھوڑ دے اور توبہ تائب ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر یقین سے معلوم ہو کہ عورت کا شوہر فوت ہوا ہے تو دوسری جگہ نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت بیگانہ مرد سے بغیر نکاح شرعی کے سترہ یا سالہا سال بستی رہی لیکن اتنی مدت کے بعد آج وہی عورت اس مرد سے نکاح کرتی ہے۔ آیا نکاح عندالشرع جائز ہے یا کہ نہیں۔ یہ بھی اب کہتی ہے کہ میرا زوج اول عرصہ دو تین سال سے مر چکا ہے۔ اس لیے میں اب نکاح کر رہی ہوں۔ اس مدت سے پہلے فی الخارج اس عورت کا زوج اول زندہ تھا۔ اب یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ ان کے نکاح ثانی میں جو لوگ شامل ہوئے ہیں ان کا نکاح ٹوٹ گیا ہے یا باقی ہے۔ بینوا توجروا

اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کا خاوند سابق فوت ہو چکا ہے یا اس عورت کے یا کسی دوسرے کے کہنے سے اس کا غلبہ ظن موت کا ہو جائے۔ تو نکاح اس سے ہو سکتا ہے ورنہ نہیں دوسری صورت میں اس کے شرکاء گنہگار ہوں گے۔ ان پر توبہ لازم ہے۔ واللہ اعلم

۱۳ سال سے لاپتہ شوہر کی بیوی کے لیے کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص تقریباً ۱۳ سال سے مفقود الخبر ہے۔ جس کی تلاش یا انتظار کی مجموعہ عمر ۹۰ سال کی ہے۔ پیچھے اس کی ایک زوجہ ہے۔ جس پر غلبہ شہوت کی وجہ سے زنا میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے۔ نیز خرچ وخوراک کی تکلیف کے علاوہ لوگوں کے اخلاق رذیلہ کی بناء پر خطرہ ارتکاب فحش کاری غالب ہے۔ تو اب اس عورت کو دوسرے شخص کے ساتھ نکاح جائز ہوسکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

فقہائے احناف میں سے متأخرین نے وقت کی نزاکت اور فتنوں پر نظر فرماتے ہوئے اس مسئلہ میں امام مالکؒ کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے۔ جیسا کہ علامہ شامی نے قہستانی کا قول نقل کیا ہے۔ **لو افتی به فی موضع الفردة لاباس به علی ما اظن**۔ لہٰذا جس مفقود الخبر کی زوجہ کے متعلق پوچھا گیا ہے یہ عورت خود قاضی یعنی مسلمان حاکم (جج) کی عدالت میں مرافعہ کرے اور بذریعہ شہادت شرعیہ یہ ثابت کرے کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوا تھا۔ اگر نکاح کے عینی گواہ موجود نہ ہوں تو اس میں شہادت بالتسامع کافی ہے۔ اس کے بعد گواہوں سے اس کا مفقود ہونا ثابت کرے بعد ازاں قاضی خود بھی تفتیش وتلاش کرے اور جب پتہ ملنے سے مایوسی ہوجائے تو عورت کو چار سال تک مزید انتظار کا حکم کرے۔ پھر اگر ان چار سال کے اندر مفقود کا پتہ نہ چلا تو مفقود کو اس چار سال مدت ختم ہونے پر مردہ تصور کیا جائے گا اور نیز ان چار سال کے ختم ہونے کے بعد چار ماہ دس دن عدت وفات بھی گزارے اس کے بعد عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار ہوگا۔ حاکم جو چار سال کی مدت انتظار کے لیے مقرر کرے گا۔ اس کی ابتداء اس وقت سے ہوگی۔ جس وقت حاکم خود بھی تفتیش کر کے پتہ چلنے سے مایوس ہوجائے۔ قبل خواہ کتنی ہی مدت گذر چکی ہو۔ اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر گمشدہ شخص بیوی کے عقد ثانی کے دس سال بعد آ جائے تو کیا کیا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی بہاول بخش کا نکاح ایک لڑکی کے ساتھ ہوا تھا اور بوجہ صغر سنی لڑکی کی شادی نہ ہوئی تھی اور مسمی بہاول بخش اپنی منکوحہ کے باپ کو قتل کر کے مفرور ہو گیا تھا۔ بعد بلوغت لڑکی کے ایک فتویٰ دیوبند سے منگوایا گیا تھا کہ اس کا انتظار کتنی مدت تک کیا جائے۔ جواب آیا کہ بمطابق قول امام مالک رحمہ اللہ انتظار کیا جائے اور عدت وفات کو بھی علیحدہ شمار کیا جائے۔ اس وقت اسی طرح کیا گیا تھا۔ اب اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا گیا ہے۔ جس کو بعد نکاح ثانی کے دس سال بھی گزر گئے ہیں اور اولاد بھی ثانی نکاح سے ہوئی ہے۔ اب وہ زوج اول بتلاش حکومت مل گیا ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نکاح اول برحال رکھا جائے یا نکاح ثانی۔ فقط

السائل مولوی عبداللہ موضع داراب پور تھانہ جلال پور پیر والہ ضلع ملتان

عورت بدستور زوج اول کے نکاح میں ہے۔ پہلے تو ابتداء میں نہ حاکم مسلم سے حکم لیا گیا ہے اور نہ پنچائیت سے جو کہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک قاضی کے حکم میں ہے۔ بغیر حاکم اور بغیر پنچائیت کے حکم کے از خود چار سال گزرنے پر امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک بھی حکم بالموت صحیح نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس طرح تو ابتداء سے ہی نکاح ثانی صحیح نہیں ہوا۔ کما ھو الظاھر من روایة المذھب المالکی المذکورة فی الحیلة الناجزة۔ علاوہ ازیں جب شوہر اول آ گیا تو اب حکم صرف یہ ہوگا کہ عورت کا نکاح وہی صحیح ہوگا۔ تمام فقہاء احناف نے اس کی تصریح کی ہے۔ نیز امام شافعیؒ کا مذہب اور احدی روایتین عن مالک بھی یہی ہے کہ عورت پہلے خاوند کو دی جائے گی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کسی کی بیوی کو اغوا کر کے پاس رکھنے والے سے کیا سلوک کرنا چاہیے؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی نبی بخش ولد مسلم قوم چھینہ نے ایک عورت منکوحہ غیر کو اغوا کر کے اپنے پاس رکھا ہوا ہے اور دیدہ دانستہ اس سے زنا کر رہا ہے اور اس فعل بد سے شرع محمدی کی خلاف

ورزی اور بے حرمتی کر رہا ہے۔ بار ہا اسے کہا سنا گیا لیکن پرواہ تک نہیں کرتا۔ اندریں حالات اہل اسلام کو اس سے کیا سلوک کرنا چاہیے۔ بحوالہ کتب شرع محمدی بیان فرمائیں۔ فجزاک اللہ احسن الجزاء

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر واقعی اس شخص نے منکوحہ غیر کو اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ پس اس شخص پر لازم ہے کہ وہ اس عورت کو فوراً علیحدہ کر دے اور توبہ تائب ہو جائے۔ اگر یہ شخص اس عورت کو نہیں چھوڑتا۔ تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ نخلع و نترک من یفجرک کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے اس کے ساتھ برادری اور بھائی چارہ کے تعلقات ختم کر دیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث کے آخر میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ اٹھ بیٹھے فرمایا۔ کبھی تم کو نجات نہ ہوگی۔ جب تک اہل معاصی کو مجبور نہ کرو گے۔ (رواہ الترمذی وابوداؤد وامداد الفتاویٰ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم ذوالحج ۱۳۹۲ھ

جس عورت کا شوہر کسی غیر عورت کو لے کر فرار ہوا ہو، دوسری جگہ اس کے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے متعلق، زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ سن غیر بلوغت میں ہندہ کی والدہ اور ماموں وغیرہ نے کر دیا۔ اب ہندہ بالغ ہو چکی ہے۔ جس کو عرصہ چھ ۶ ماہ ہو گیا ہے اور زید بیگانی عورت کو فرار کر کے لے گیا ہے۔ جس کو عرصہ سال ہو گیا ہو گا تخمیناً۔ ہندہ کی والدہ اور ماموں وغیرہ مجبور ہیں کہ زید ہندہ کے ساتھ نہ شادی کرتا ہے نہ طلاق دیتا ہے۔ اس لیے جناب کی خدمت میں ملتجی ہوں۔ حل شرعاً ایسی صورت سے فرمائیں جس سے دوسری جگہ نکاح کر سکیں۔ بغیر طلاق یا فسخ کے یا جس طرح فیصلہ شرعی نجات بخش ہو۔ اس سے مستفیض فرمائیں۔ بینوا توجروا

اگر ہندہ کا کوئی عصبہ قریبہ یا بعیدہ موجود ہو تو اس پر ماں کو ولایت حاصل نہیں اور وہ نکاح جو والدہ نے بغیر رضامندی دیگر عصبہ (جدی قریب) کے کیا ہے صحیح نہیں اور عورت جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ البتہ اگر کوئی

عصبہ موجود نہ ہو۔ یا ان کی رضا سے ماں نے نکاح کرایا ہو اور زید اس کا کفو بھی ہو تو نکاح صحیح ہے۔ پہلے تو زید سے طلاق لینے کی انتہائی کوشش کی جائے۔ اگر کوئی صورت نہ ہو سکے اور عورت کے نان نفقہ کی کوئی صورت نہ ہو یا معصیت میں پڑنے کا قوی اندیشہ ہو تو اس صورت میں عورت کسی مسلمان جج کے پاس مقدمہ دائر کرے۔ وہاں سے تنسیخ کا حکم لے کر اور عدت گزار کر دوسری جگہ شادی کر لے۔ لیکن تنسیخ کے لیے مندرجہ ذیل شروط کا خاص خیال رکھے۔ جج زید کے خلاف جب فیصلہ دے تو اس کو حاضر کرے غائب ہونے کی صورت میں فیصلہ صحیح نہ ہو گا۔ اگر وہ حاضر نہ ہو تو جج اس کو بذریعہ پولیس با قاعدہ نوٹس دے کہ اگر اس مرتبہ حاضر نہ ہوئے تو تمھارے نکاح کو فسخ کر دیا جائے گا۔ اگر اس اطلاع کے بعد بھی حاضر نہ ہو تو جج فسخ کر سکتا ہے۔ نیز جج اس فیصلہ کو شرعی نقطہ نظر سے دے۔ سرکاری ایکٹ کے تحت حکم تنسیخ نافذ نہ ہو گا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عیسائی لڑکے کا شادی شدہ عیسائی عورت کو اغوا کر کے دونوں کا مسلمان ہونا

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عیسائی نوجوان نے شادی شدہ عیسائی عورت کو ورغلا کر ایک ہفتہ اسے اپنے پاس رکھا۔ اس ہفتہ کے پانچ یا چھ دن بعد دونوں نے اسلام قبول کیا۔ کیا اب ان دونوں کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔ (۲) نیز نکاح کے جواز کی صورت میں کوئی عدت بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

(۱) اسلام تو دونوں کا قبول ہے۔ شرعاً یہ دونوں مرد اور عورت مسلمان تصور ہوں گے لیکن عورت مذکورہ کا نکاح شخص مذکور سے درست نہیں ہے۔ (۲) اب اس کے جواب کی ضرورت نہیں رہی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

درج ذیل صورت میں اغواء کنندہ سے لوگوں کو تعلقات کاٹ دینے چاہئیں

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی محمد بخش ولد اللہ ڈیوایا قوم موچی سکنہ موضع لوہانچ تھل کلاں تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ مسمات غلام سکینہ منکوحہ محمد رمضان ولد حسو قوم موچی ساکن موضع مذکور شادی شدہ کو اغوا

کر کے عدالت وہاڑی میں دعویٰ تنسیخ نکاح دائر کیا۔ ناکح مذکور نے مقدمہ کی پیروی کی۔ ۵/۶ ماہ کے بعد جب مغویہ مذکورہ کو فیصلہ ناکح کے حق میں ہوتا معلوم ہوا تو عدالت سے دھوکہ اور چالاکی کرتے ہوئے پیروی ترک کر دی اور جب فیصلہ ناکح کے حق میں ہو گیا تو وہاں سے معذور ہو کر ساہیوال پہنچا اور وہاں کی سکونت لکھا کر اپنے ایک آدمی کو محمد رمضان ناکح قرار دے کر از سرنو دعویٰ کر کے اصل محمد رمضان ساکن تحصیل لیہ کو مطلع کیے بغیر فیصلہ اپنے حق میں کرا لیا۔ اب مسماۃ مذکورہ کو شرعی طلاق لیے بغیر بحیثیت زوجہ گھر آباد کیے ہوئے ہے۔ جب ایک جلسہ عام میں اسے لایا گیا تو اس نے مفتی کے سامنے برملا کہا کہ تا حال کوئی طلاق نہیں۔ میں اس فیصلہ عدالتی کو اپنے لیے کافی سمجھتا ہوں۔ جبکہ پہلا فیصلہ عدالتی بھی اس کے خلاف ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ محمد بخش مغوی مذکور کے لیے شرع شریف میں کیا حکم ہے۔ اگر وہ مغویہ مذکورہ کو علیحدہ نہ کرے تو غیور مسلمانوں کو اس سے تعلقات قائم رکھنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ مسماۃ سکینہ محمد رمضان کی منکوحہ ہے۔ اس سے طلاق حاصل کیے بغیر عدالتی فیصلہ کے تحت اس کا دوسری جگہ نکاح درست نہیں ہے۔ لہٰذا محمد بخش مغوی پر شرعاً لازم ہے کہ وہ عورت مذکورہ کو فوراً اپنے سے علیحدہ کرے اور توبہ تائب ہو اور محمد رمضان سے طلاق حاصل کر کے عدت گزارنے کے بعد دوبارہ اس سے نکاح کرے۔ اگر محمد بخش اس طرح کرنے پر آمادہ نہ ہو تو دیگر اہل اسلام کو اس سے قطع تعلق شادی و غمی میں بائیکاٹ کرنا درست ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ رجب المرجب ۱۳۹۷ھ

درج ذیل صورت میں عدالت کا فیصلہ غلط ہے اور شوہر ثانی سے لیا گیا جرمانہ اسی کا حق ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حبیب اور اس کی بیوی اختری ان کی رہائش مورو سندھ میں تھی۔ ان کے ۴ یا ۵ بچے بھی تھے۔ حبیب کا دوستانہ عبدالرزاق سے ہو گیا۔ دوستانہ یہاں تک ہوا کہ حبیب کی زوجہ اختری کا دوستانہ عبدالرزاق سے ہو گیا۔ برے فعل بھی کرنے لگے۔ جب ان کے برے فعلوں کا گاؤں والوں کو پتہ چلا تو انھوں نے حبیب سے کہا کہ تم عبدالرزاق کو اپنے گھر نہ آنے دو۔ کیونکہ عبدالرزاق کے تمھاری بیوی اختری سے برے تعلقات ہو گئے ہیں۔ لیکن حبیب نے کسی کی نہ مانی۔ کیونکہ اس کو یہ یقین تھا کہ یہ لوگ مجھ کو

مفت میں بدنام کرتے ہیں۔ جب اختری نے عدالت میں طلاق لینے کی درخواست دے دی۔ اس وقت حبیب کو معلوم ہوا۔ عبدالرزاق نے حبیب کے پڑوسیوں کو جھوٹی گواہی پر آمادہ کرلیا کہ حبیب اپنی بیوی کو بہت تکلیف دیتا ہے اور خرچہ وغیرہ نہیں دیتا ہے اور حبیب زوجہ اختری نے بھی جھوٹی بات تحریر کرائی کہ حبیب نامرد ہے اور روٹی کپڑا مجھ کو نہیں دیتا ہے اور نہ کسی طرح کا خرچہ اور مجھ کو رات دن تکلیف دیتا اور مارتا پیٹتا ہے۔ یہ الفاظ درخواست میں تحریر کر کے عدالت میں پیش کر دی۔ بعد میں حبیب کے چچازاد بھائی ممتاز کو معلوم ہوا کہ اختری نے عدالت میں درخواست دے دی ہے۔ عبدالرزاق کے ذریعہ ممتاز نے بھی ایک درخواست عبدالرزاق کے خلاف عدالت میں دے دی تاکہ عبدالرزاق پھنس جائے اور ہماری عورت کا پیچھا چھوٹ جائے۔ آخرکار دونوں طرف سے مقدمہ چلا۔ حبیب ہر تاریخ پر پیش ہوتا رہا۔ مگر ایک تاریخ پر پیش نہ ہوسکا۔ اسی تاریخ پر جج نے فیصلہ کر دیا اور عدالت نے طلاق دے دی اور عبدالرزاق نے فیصلہ کی نقل لے لی۔ اس لیے کہ عدالت سے طلاق ہو چکی۔ جو مقدمہ عبدالرزاق پر ممتاز نے کیا تھا۔ اس مقدمہ میں عبدالرزاق پھنس گیا۔ عبدالرزاق نے گاؤں والوں کو جمع کیا اور ممتاز والے مقدمہ کا فیصلہ کرایا۔ برادری نے یہ فیصلہ کیا کہ عبدالرزاق سے قرآن اٹھوایا اور عبدالرزاق سے عہد لیا کہ حبیب کے گھر نہ جائے۔ حبیب کی زوجہ اختری سے برے تعلقات چھوڑ دے۔ عبدالرزاق نے چھوڑنے کا وعدہ کیا۔ میں تعلقات چھوڑ دوں گا۔ لیکن قرآن اٹھانے کے بعد بھی برے تعلقات نہ چھوڑے اور چوری چھپکے جاتا رہا۔ ممتاز نے عبدالرزاق پر دوسرا مقدمہ دائر کر دیا۔ جب عبدالرزاق کیس میں پھنس گیا۔ پھر دوبارہ گاؤں والوں کو جمع کیا۔ اس پنچائیت نے اس مقدمہ کا بھی فیصلہ کیا۔ عبدالرزاق نے اختری کو سکھا دیا اور پنچائیت میں بلوایا۔ اختری نے سوال کیا کہ میں عبدالرزاق کے ہاں رہنا چاہتی ہوں نہیں تو میں کنویں میں گر کر تمام پنچائیت والوں کو قید کراؤں گی۔ آخرکار اس بات کو سوچ کر پنچائیت نے فیصلہ کیا کہ یہ عورت کسی صورت میں حبیب کے پاس نہیں رہ سکتی۔ اس لیے عبدالرزاق کو دے دی جائے اور جرمانہ عبدالرزاق پر کر دیا جائے۔ پنچائیت نے یہ جرمانہ کیا کہ مبلغ ۵۰۰ روپے اور برادری کی روٹی عبدالرزاق دے اور اس عورت کو اپنے نکاح میں لے۔ عبدالرزاق نے مبلغ ۵۰۰ روپے اس وقت پنچائیت کو دے دیے اور برادری نے روٹی معاف کر دی۔ عبدالرزاق نے حبیب کی زوجہ اختری سے نکاح کرلیا اور یہ رقم ۵۰۰ روپے بنک میں داخل کر دیے۔ ایک سال کے بعد یا کم یا زیادہ مدت کے بعد پنچائیت سے یہ رقم نکلوا کر ۲ عدد دیگ خرید کی۔ اب یہ دیگ برادری میں چلتی ہے اور دوسروں کو بھی دیگ کھانا پکانے کے لیے دی جاتی ہیں۔ لیکن حبیب نے اپنی زبان سے کوئی طلاق نہ عدالت میں دی نہ پنچائیت میں دی۔ بلکہ وہی طلاق عدالت کی تھی۔ لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں

ہے۔ پتہ نہیں کہ غلط ہے یا کہ صحیح۔ اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ کیا یہ دیگ حرام ہیں یا حلال۔ یا یہ رقم حبیب کی ہے یا برادری کی جنھوں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ ان کی بابت پنچائیت کے جو لوگ جمع ہوئے تھے۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں۔ شیر محمد نمبردار، ممتاز، منصب، حاجی فتح محمد، بھرتو نمبردار، لیموں، منشی، علی محمد، امام دین، بشیر، فیض محمد، نور محمد علموں، یوسف نمبردار، محمد حسن، اسماعیل، محمد الیاس، عمردین وغیرہ۔ ان کی بابت بھی فتویٰ دیں۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر حبیب نے اپنی زوجہ کو زبانی یا تحریری کوئی طلاق نہیں دی۔ تو صرف عدالت کے تنسیخ کرنے سے شرعاً طلاق واقع نہیں ہوتی۔ پس صورۃ مسئولہ میں اختری بدستور حبیب کے نکاح میں ہے اور عبدالرزاق کے ساتھ اس کا نکاح، نکاح بر نکاح اور حرامکاری ہے۔ پانچ صد روپیہ عبدالرزاق کی ملکیت ہے۔ جو لوگ نکاح میں شریک ہوئے ہیں یا انھوں نے عبدالرزاق کے ساتھ نکاح کرانے کا فیصلہ کیا ہے۔ وہ سخت گنہگار بن گئے ہیں۔ (بشرطیکہ ان کو علم ہو کہ یہ نکاح بر نکاح ہو رہا ہے) سب کو توبہ کرنی لازم ہے۔ توبہ میں یہ بھی داخل ہے کہ اختری اور عبدالرزاق میں تفریق کی کوشش کریں۔ حبیب سے طلاق حاصل کیے بغیر اختری عبدالرزاق کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ شعبان ۱۳۸۹ھ

اغوا کنندہ اگر فوت ہو جائے تو کیا اس کی مغویہ بیوی اور اس کے بچے وارث ہوں گے یا نہیں

﴿س﴾

سوالات کو تفصیل وار تحریر کرنے سے قبل واقعات کو مجموعی طور پر تحریر کرتا ہوں۔ واقعات اس طرح پر ہیں کہ ایک سنت والجماعت عورت بالغہ قواعد و مسائل سے واقف نے بخوشی ایک سنت والجماعت نوجوان مرد کے ساتھ نکاح کیا اور مدت دراز تک اس کی زوجیت میں رہی۔ یکے بعد دیگرے اس کے بطن اور شوہر مذکور کے نطفے سے اولاد پیدا ہوتی رہی اور ساتھ ہی ساتھ ایک شیعہ مرد کی نوجوانی پر بھی فریفتہ ہو گئی۔ اس رویہ کو جب کافی عرصہ گزر چکا تو ایک روز موقع پا کر سنی شوہر اور اس کے بچوں کو بے سروسامان چھوڑتے ہوئے شیعہ آشنا مذکور کے ہمراہ بحالت حمل مفرور ہو گئی اور جب پانچ ماہ اس کے ساتھ رہتے ہوئے گزر چکے۔ تو اس کے بطن سے ایک دختر پیدا ہوئی۔ جس کا ذکر مندرجہ ذیل تفصیلات سے تحریر کرتا ہوں۔ یہ امر ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ دختر مذکورہ کا عالم

وجود میں آنا مشتبہ نطفہ سے ہوا ہے۔ اس مولود کے چند سال بعد ایک پسر متولد ہوا۔ اس کا بھی ذکر تفصیل وار سوال میں تحریر کرتا ہوں۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جب یہ شیعہ آشنا کے تصرف میں جا پہنچی تو اس کا اصلی شوہر اس کی واپسی کا ہر چند طالب ہوا۔ لیکن اپنی غربت اور شیعہ آشنا کی قوت سے مرعوب ہو گیا اور اس کی واپسی کے لیے شرعی و قانونی چارہ جوئی نہ کر سکا۔ لیکن اس کی واپسی کا متمنی بھی رہا اور طلاق بھی کبھی نہیں دی۔ سابق و حال کے واقعات اپنی جگہ بدستور ہیں اور اب نئے حالات رونما ہیں۔ یہ اس طرح کہ اب شیعہ آشنا فوت ہو گیا ہے۔ اس نے تین پسراں جو متوفی کی جائز بیوی سیدہ کے بطن سے ہیں۔ ان کے علاوہ داشتہ مذکورہ اور اس کے بطن سے پیدا ہونیوالے دختر و پسروں کا اوپر ذکر آ چکا ہے اس نے وہ چھوڑے ہیں۔ ان پسماندگان کی تعداد چھ ۶ افراد پر مشتمل ہے۔ ترکہ میں اراضی زرعی چھوڑی ہے۔ جس پر تنازعہ برپا ہے۔ سیدہ خاتون کے بطن سے پیدا ہونیوالے تین پسران کا دعویٰ ہے کہ وہ متوفی کے اس وجہ سے جائز وارث ہیں کہ داشتہ متوفی کی صحیح زوجہ نہیں اور اس کے دختر و پسر ولد الزنا ہیں۔ ترکہ میں اراضی زرعی کے علاوہ زر نقد و زیور و جملہ خانگی سامان چھوڑا۔ جو داشتہ کے قبضہ میں ہے۔ متوفی کے ذمے جو واجبات سرکاری و غیر سرکاری تھے وہ سیدہ خاتون کے ہر سہ پسران نے ادا کیے ہیں۔

سوالات تفصیل وار ہیں۔

(۱) یہ کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ ایسی عورت جس کا اوپر ذکر ہوا۔ اپنے جائز شوہر سے بلا طلاق و خلع کرائے شیعہ آشنا کے تصرف میں رہنا کیا جائز ہے زوجہ ہو سکتی ہے اور کیا اس کے ترکہ سے حصہ پا سکتی ہے۔

(۲) مذکورہ قسم کی داشتہ کے دختر و پسر سیدہ خاتون کی اولاد کے ساتھ کیا وارث ہو سکتے ہیں۔ اگر ہو سکتے ہیں تو کس قدر۔

(۳) یہ کہ سنی مذہب کی عورت اعتقاداً نہیں۔ بلکہ شیعیت کو اپنی کامیابی کی غرض سے اختیار اور بطور آلہ کے استعمال کرے اور مذہب پر مائل نہیں۔ بلکہ شیعہ مرد کی جوانی پر فریفتہ ہو جائے۔ تو کیا ایسا کرنا صحیح ہوگا اور اس حیلے سے جو ثمرہ حاصل کرے گی جائز ہوگا۔

(۴) یہ کہ کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے کہ سنی شوہر کی حیات میں جبکہ اس نے طلاق نہیں دی ہو شیعہ مرد کے ہمراہ نکاح جائز ہوگا؟

(۵) جس عورت کا نکاح باقاعدہ سنی شوہر کے ہمراہ ہوا ہو اور طویل عرصہ تک اس کی زوجیت میں رہنے

کے باوجود یہ کہے کہ اس نے سنی شوہر کے ساتھ عقد کا ہونا دل سے قبول نہیں کیا۔ بلکہ بے دلی کے ساتھ زبانی اقرار کیا تھا اور اپنے ذاتی افعال کو جواز کی حد تک پہنچا کر شیعہ مرد کے ساتھ نکاح کر بیٹھے تو کیا یہ انکار نما اقرار یا اقرار بمنزلہ انکار کی شریعت اجازت دیتی ہے۔

جواب ان مسائل کا بہ ثبت مہر و دستخط جلد از جلد فرمایا جائے۔

راقمہ نیاز سید حیدر علی ملتان

﴿ج﴾

اس واقعہ کی تحقیق کسی ثالث شرعی جو فریقین کا تسلیم شدہ ہو کے ذریعہ کی جائے۔ یا کوئی مسلمان حاکم اس کی تحقیق کرائے۔ واقعہ اگر اسی طرح ثابت ہوا۔ جس طرح مذکورہ بالا سوال میں درج ہے۔ تو نہ یہ عورت اس شیعہ کی وارث ہو سکتی ہے اور نہ اس کی اولاد اس کی وارث ہو سکتی ہے۔ شرعی شوہر کے ہوتے ہوئے بغیر طلاق حاصل کیے ہوئے نہ یہ عورت کسی دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے اور نہ اس کے پاس رہ سکتی ہے۔ دوسرے کے پاس بلا نکاح رہنے سے اگر اولاد پیدا ہو جائے تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ بغیر نکاح کے شرعاً اولاد کا نسب ثابت نہیں ہوتا۔ حدیث شریف میں ہے۔ الولد للفراش وللعاهر الحجر اور اگر واقعہ کی تحقیق کے بعد تحریر مذکور کے مطابق ثابت نہ ہو۔ تو پھر حالات واقعیہ کے مطابق سوال مرتب کر کے پوچھا جائے۔ تب جواب دیا جائے گا۔ بہر حال بغیر تحقیق کیے ہوئے اس فتویٰ کو عمل میں نہ لایا جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۱ھ

نابالغ لڑکی اگر اغواء ہو جائے تو اس کا نکاح درست نہ ہوگا

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک نابالغ لڑکی (غلام فاطمہ) جس کی تاریخ پیدائش سرکاری ہسپتال کے ریکارڈ کے مطابق جہاں وہ پیدا ہوئی تھی ۲۶/۱۲/۴۹ ہے۔ ۱۵ سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے اغوا کی گئی اور کچھ عرصہ بعد برآمد ہوئی۔ والدین کو واپس کی گئی۔ ملزمان کو چار چار سال قید بامشقت ہوئی۔ ملزمان کی طرف سے کوئی گواہ جن کے روبرو نکاح پڑھا گیا ہو۔ پیش نہیں ہے۔ لڑکی کے وارث (والد) کی طرف سے نکاح کی کوئی اجازت نہیں تھی۔ کسی رجسٹرار نکاح خوان کی شہادت نہیں ہے کہ ہمارے روبرو نکاح پڑھا گیا ہے۔ ملزمان

کی طرف سے پراپیگنڈہ تھا کہ نکاح کر لیا گیا ہے۔لڑکی کی طرف سے بھی شہادت موجود ہے کہ اس نے کبھی کسی مجاز آفیسر کے سامنے پیش ہو کر نکاح کی اجازت حاصل نہیں کی ہے اور نہ ہی اپنی مرضی سے نکاح پڑھانے کی کسی کو اجازت دی ہے اور نہ ہی نکاح پڑھا گیا ہے۔اس بارے میں اب وارثان شک دور کرنے کے لیے فتویٰ کے خواہشمند ہیں کہ اب لڑکی کی عمر ۱۶ سال پوری ہو چکی ہے اور اس کا نکاح کرنا چاہتے ہیں اب آپ فرمائیں کہ آیا نابالغ کا نکاح بغیر ولی کے اذن کے درست ہے۔بغیر لڑکی کی اجازت نکاح درست ہے۔کورٹ کا ثبوت اس بارے میں صاف موجود ہے کہ نکاح کا ثبوت نہ مل سکا اور لڑکی نابالغ ثابت ہوئی۔تو ملزمان کو چار چار سال قید ہوئی اور لڑکی والدین کو واپس دی گئی ہے۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اولاً واضح رہے کہ شرعاً ادنی مدت بلوغ لڑکی کے لیے نو سال قمری اور اکثر پندرہ سال قمری ہیں۔لہٰذا اگر لڑکی کی عمر نو سال قمری کو پہنچ گئی ہو اور وہ یہ کہہ دے کہ میں بالغ ہو گئی ہوں تو وہ شرعاً بالغہ کہلائے گی۔جبکہ اس کی جسمانی ظاہری حالت نہ جھٹلائے۔گو نو سال کے بعد اگر علامات بلوغ میں کوئی علامت ازقسم ماہواری وغیرہ ظاہر ہو جائے تو بالغہ شمار ہو گی۔ورنہ پندرہ سال قمری ہو جانے کے بعد قول مفتی بہ کے مطابق بالغہ شمار ہو گی۔اگرچہ کوئی بھی علامت ظاہر نہ ہوئی ہو۔

ثانیاً یہ لڑکی جب نابالغہ ہو تو اس کا نکاح ولی کی اجازت سے ہوتا ہے اور اگر بالغہ ہو تو بغیر ولی کی اجازت کے خود لڑکی کی اجازت سے نکاح ہو سکتا ہے۔جبکہ یہ نکاح کفو شرعی میں ہوا ہو۔صورت مسئولہ میں اغواء کے عرصہ میں اگر یہ لڑکی شرعاً نابالغ تھی۔تب تو اس کا نکاح بالفرض اگر انھوں نے کرایا بھی ہو۔تب بھی نہیں ہوا ہے۔کیونکہ ایسی صورت میں ولی کی اجازت ضروری ہوتی ہے اور ولی نے اجازت نہیں دی ہے اور اگر لڑکی اغوا کے دوران میں شرعاً بالغہ تھی۔اگرچہ قانوناً نابالغہ بھی ہو۔تب اگر انھوں نے لڑکی سے ایجاب وقبول کروایا ہو یا اس سے نکاح کی اجازت حاصل کی ہو۔اگرچہ جبراً اور بادل ناخواستہ ہوا اور پھر اس کا نکاح کرایا ہو۔تو نکاح شرعاً منعقد ہو گیا ہے اور اس سے طلاق حاصل کیے بغیر لڑکی دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی اور اگر انھوں نے لڑکی سے اجازت بالکل نہ لی ہو۔تب نکاح شرعاً نہیں ہے۔اگرچہ انھوں نے نکاح کرایا بھی ہو۔لہٰذا ایسی صورت میں لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور کورٹ کا یہ فیصلہ کہ نکاح کا ثبوت نہ مل سکا۔شرعاً درست قرار دیا جائے گا۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ جمادی الاخری ۱۳۸۶ھ

سالی کو جو کہ کسی کی بیوی ہو اغواء کر کے بیوی کے ہوتے ہوئے اس سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کی بہن کو اغوا کر لیا۔ اس اغوا شدہ عورت کا نکاح بھی تھا۔ لیکن اس مرد نے اس سے دوسرا نکاح کر لیا۔ اس اغوا شدہ عورت کا نکاح کیسے ہے اور اس کی اصل بیوی جو پہلے تھی۔ اس کی دو لڑکیاں بھی ہیں۔ اس کے نکاح کے متعلق تشریح فرمائیں۔ اس کی حق مہر کے متعلق بھی مفصل تحریر فرمائیں۔ پہلی بیوی بذریعہ ضلع یا تحصیل حق مہر کے عوض طلاق لے سکے گی یا نہ۔ تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔

﴿ج﴾

اس شخص کا نکاح اپنی سابقہ بیوی سے قائم ہے اور اغواء شدہ عورت سے جو کہ اس کی سالی تھی اور منکوحۃ الغیر بھی تھی نکاح باطل ہے۔ جیسے شامی ۱۳۲ ج ۳ میں مصرح ہے۔ **اما نكاح منكوحة الغير و معتدته فالدخول فيه لايوجب العدة ان علم انها للغير لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا .**

(۲) سابقہ بیوی (جب کہ خاوند نے اس کو غیر آباد کر کے اپنی سالی سے ناجائز تعلق قائم کر رکھا ہے) کو حق حاصل ہے کہ عدالت مسلمہ سے اپنے خاوند کے خلاف نان ونفقہ وادائیگی حقوق کا مطالبہ کرے۔ اگر وہ آباد کرنے پر آمادہ نہ ہو۔ تو فسخ نکاح کر دے اور اپنا مہر بھی وصول کر سکتی ہے اور اگر خلع کرنا چاہے کہ مہر کے بدلے میں طلاق لے لے تو یہ بھی جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر شہادت شرعیہ سے مدعی کا نکاح ثابت ہو جائے تو اغواء کنندہ کے ساتھ اس کا رہنا حرام ہوگا

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت کا نکاح ۱۳/۹/۶۷ کو منعقد ہوا۔ حسب ذیل بیان نکاح کرنے والے اور گواہان کے درج ہیں۔ اب اس عورت نے دوسری جگہ عرصہ تقریباً چھ ماہ کے بعد اور جگہ بغیر اپنے وارثان کے مشورے کے نکاح کرا لیا ہے۔ یعنی اغواء ہو کر اپنی مرضی سے دوسرا نکاح کرا لیا ہے۔ اب

بیانات کے مطابق جواب تحریر فرمائیں۔

بیان مدعی نکاح۔ حسین بخش و بہادر قوم ارائیں۔ حسین بخش بیان کرتا ہے کہ میرا نکاح بوقت عشاء مسماۃ اللہ وسائی دختر نور محمد قوم ارائیں سے ہوا۔ نکاح خواں مولانا مولوی فتح محمد تھے۔ جب مسماۃ اللہ وسائی کی وراثت کے متعلق پوچھا گیا تو تین اشخاص گئے۔ ایک مولانا فتح محمد صاحب نکاح خوان۔ دوسرا فیروز خان صاحب۔ تیسرا غلام حسین موہانہ۔ مولانا صاحب نے پوچھا کہ اللہ وسائی تیرا نکاح کرتے ہیں۔ بروقت حسین بخش شوہر کا نام نہیں لیا گیا۔ جس کے ساتھ نکاح کرنا تھا۔ لیکن پہلے اس کو معلوم تھا۔ اس نے جواب دیا کہ میرا وارث میرا بھائی غلام رسول ہے۔ تین دفعہ پوچھا گیا۔ یہی جواب دیا اور اس سے پہلے مسماۃ وسائی کو چچی کہہ رہی تھی کہ تم اپنے چچا کو وارث بنالو۔ اس نے جواب دیا کہ جب میرا بھائی حقیقی موجود ہے اور ہر طرح میرے اخراجات کا ذمہ دار ہے۔ وہی وارث ہے۔ پھر آ کر مولانا صاحب کے ساتھ گواہوں کے مقام مقرر پر پہنچے۔ جس جگہ پندرہ آدمی تقریباً موجود تھے۔ اس کے بعد مولانا صاحب نے خطبہ دیا۔ بعد میں ایجاب وقبول کرایا گیا۔ غلام رسول برادر حقیقی نے کہا کہ میں نے اپنی ہمشیرہ مسماۃ اللہ وسائی بعوض حق مہر شرعی پچیس روپیہ کے روبرو گواہاں حسین ولد بہادر ارائیں کو عقد نکاح کر دی ہے۔ حسین بخش نے کہا میں نے قبول کی ہے۔ تین بار کہا گیا۔

بیانات مدعی حسین بخش اور نکاح خوان اور دو گواہان کے جنداد خان ہیں اور غلام حسن موہانہ۔ وقت اور مقام اور مبلغ میں متفق ہیں اور ذرہ بھر بھی فرق نہیں۔ حلفیہ بیان مسجد میں لیے گئے ہیں اور ہمارے پاس ہر دو فریقین کے بیانات موجود ہیں اور دوسرا نکاح کرنے والوں اور عورت کو بلایا گیا۔ وہ آنے سے انکاری ہوئی۔ وہ بولتے ہیں کہ جاؤ میرا نکاح ہے۔ اب یہ ارشاد فرمائیں کہ نکاح پہلا صحیح ہے یا کہ دوسرا۔ اگر پہلا نکاح صحیح ہے۔ تو دوسروں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے۔ جو انکاری ہیں۔ بینوا تو جروا

ج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ واضح رہے کہ حسین بخش کا جو دعویٰ نکاح ہے۔ اگر عورت اس نکاح سے انکاری ہو اور حسین بخش کے پاس شرعی شہادت نکاح کی موجود ہو اور وہ حاکم مجاز کے سامنے اس شہادت کو پیش کر دے۔ تو حاکم اس کے نکاح کو ثابت کر دے گا اور اس کا فیصلہ سنا دے گا۔ اگرچہ اس کا یہ نکاح کسی وجہ سے رجسٹر نہ بھی ہو چکا ہو۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں حاکم مجاز عدالت یا چیئرمین وغیرہ کی طرف رجوع کیا جائے۔ یا باہمی فریقین رضامندی کے ساتھ کسی دیندار عالم کو شرعی ثالث تسلیم کر لیں اور وہ باقاعدہ شرعی شہادتیں لے کر اس کا فیصلہ سنا

دے اور نکاح کے ثبوت کے بعد پھر دوسرا نکاح کالعدم شمار ہوگا اور یہ عورت اس اصلی شوہر حسین بخش کے حوالہ کر دی جائے گی۔لقوله تعالیٰ والمحصنٰت من النساء الآیه . اور اگر اغواء کنندہ کے پاس آباد رہے گی تو تمام مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ وہ اس کے ساتھ قطع تعلق کر لیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مغویہ بیوی اور پہلی بیوی کی اولاد کے نکاح کا آپس میں کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں۔ان میں سے ایک بیوی ایک دوسرے شخص (آشنا) کے ساتھ چلی جاتی ہے۔مگر اس کا اصل خاوند کا نکاح بدستور ہے۔اس نے اسے طلاق نہ دی۔ اس عرصہ میں اس نکلی ہوئی عورت کے بطن اور اس کے آشنا کے نطفہ سے لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئی ہیں۔اب اس مرد جس کا نکاح بدستور تھا۔اس کی موجودہ بیوی سے بھی لڑکے لڑکیاں ہوتے ہیں۔نکلی ہوئی عورت کی اولاد ہونے کے بعد یعنی اس کی اولاد ہونے تک اس کا نکاح رہتا ہے۔بعد میں انھی حالات میں وہی شخص طلاق دیتا ہے۔کیا اس کی نکاح کی ہوئی عورت کی اولاد میں سے لڑکے اور اس شخص کی بیوی کی لڑکی کا آپس میں نکاح و شادی شرعاً ہو سکتی ہے یا نہ۔کیونکہ دونوں کی اولاد اس شخص سے نکاح کے دوران ہوتی رہی۔نکلی ہوئی عورت نے طلاق حاصل نہ کی تھی اور اس کی اولاد آشنا سے ہوتی رہی۔اس صورت میں اس نکلی ہوئی عورت کی اولاد حرامی تصور ہوگی۔تو کیا حرامی لڑکے کا نکاح اس کی لڑکی سے ہو سکتا ہے۔خلاصہ اینکہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں۔جبکہ دونوں اس کے نکاح میں ہوں ان کی اولاد کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہ۔جبکہ ایک عورت کی اولاد اس کے آشنا سے ہوئی ہو۔فقط

﴿ج﴾

واضح رہے کہ شرعی شوہر کے ہوتے ہوئے بغیر طلاق کے نہ یہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے اور نہ اس کے پاس رہ سکتی ہے۔دوسرے کے پاس بلا نکاح رہنے سے اگر اولاد پیدا ہو جائے تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ بغیر نکاح کے شرعاً اولاد کا نسب ثابت نہیں ہوتا۔بلکہ یہ اولاد اسی کی شمار ہوگی۔جس کا نکاح ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔الولد للفراش وللعاهر الحجر.

بنا بریں صورت مسئولہ میں مغویہ کی اولاد شرعاً ناکح کی شمار ہوگی اور اس کی جو اولاد دوسری بیوی سے ہے۔ ان کا نکاح مغویہ کی اولاد سے جائز نہیں۔ اس لیے کہ شرعاً یہ سب ایک ہی باپ کی اولاد شمار ہوتے ہیں۔ البتہ خاوند سے طلاق حاصل کرنے کے بعد اگر کوئی اولاد پیدا ہو جائے۔ تو دوسری بیوی کی اولاد کا نکاح ان کے ساتھ جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

طلاق رجعی کے بعد اگر عدت گذر گئی تو زبانی رجوع کافی نہیں ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی بیوی زید کے بیمار ہونے کی وجہ سے مجبور کرتی رہی کہ میں تجھ سے طلاق لینا چاہتی ہوں اور زید نے بوجہ مجبوری دو طلاقیں دے دیں اور تیسری طلاق اس لیے نہیں دی کہ میں اچھا ہو جاؤں گا اور پھر نکاح کروں گا۔ اب زید کو آرام ہے اور عدت بھی ختم ہو گئی ہے۔ کیا زید اس سے رجوع کرے یا پھر نکاح کس طرح جائز ہے۔ یا کہ اس کی بیوی زید سے تیسری طلاق مغلظہ لینے کے بغیر کسی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ حالانکہ زید نکاح کرنے کا خواہشمند ہے۔ بینوا تو جروا

المستفتی محمد امین ولد حافظ عبداللہ صاحب

﴿ج﴾

جب عدت کے اندر اندر رجوع نہیں کیا تو عورت بائنہ ہو گئی۔ اب فقط رجوع کافی نہیں۔ پھر سے نکاح کرنا ضروری ہے۔ البتہ نکاح کرنے میں عورت مجبور نہیں ہے اگر وہ کسی دوسری جگہ نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ